

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

زندگی آمیز اور زندگی آموز ادب کا نمائندہ

نُفُوس

رسول نمبر

جلد دوم از دہم

شمارہ نمبر ۱۳

جنوری ۱۹۸۵ء

مدیر:

محمد طفیل

www.KitaboSunnat.com

ادارۃ فروغِ اردو لاہور



قیمت لائبریری ایڈیشن : ۱۲۵ روپے

زندگی آمیز اور زندگی آموز ادب کا نمائندہ

نفس

رسول نمبر

جلد دوم از دہم

شمارہ نمبر ۱۳
جنوری ۱۹۸۵ء

مدیر:

محمد طفیل

www.KitaboSunnat.com

ادارۃ فروغِ اردو لاہور



قیمت لاٹیری ایڈیشن : ۱۲۵ روپے

فہرست

2
2h8
ن ق م

اس شمارے میں
عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست حکومت
(بقایا جلد پنجم)

ضمائم

۸	(۱) مہموں کے قادیین
۱۲	(۲) سالارانِ رسالہ
۱۴	(۳) اُمراءِ عظم
۱۸	(۴) گشتی دتے
۲۰	(۵) جاسوس
۲۱	(۶) راہ پر
۲۲	(۷) اموالِ غنیمت کے نگران
۲۴	(۸) اسلحہ اور گھوڑوں کے افسر
۲۵	(۹) محافظ دستوں کے افسر
۲۶	(۱۰) خلفائے رسولؐ
۲۸	(۱۱) مشیرانِ نبویؐ
۳۰	(۱۲) کاتبینِ رسولؐ
۳۲	(۱۳) سفیرانِ نبویؐ
۳۴	(۱۴) مخصوص افسرانِ نبویؐ
۳۵	(۱۵) شعراء و خطباءِ رسولؐ
۳۶	(۱۶) متفرق ماتحت کارکن
۳۷	(۱۷) گورنر

مکتبۃ الرحمانیہ

جے ماڈل ٹاؤن - لاہور

نمبر ۰۰۲۰۷۲۰۰۰۰۰

۳۹	مقامی فضیلتیں	(۱۸)
۴۱	نقباءِ مدینہ	(۱۹)
۴۲	مرکزی عالمین صدقات	(۲۰)
۴۴	مقامی عالمین صدقات	(۲۱)
۴۶	پیداوار کے تحفہ کے افسران	(۲۲)
۴۷	چراگاہ کے افسران	(۲۳)
۴۸	مبلغین و معطین	(۲۴)
۵۰	مفتیانِ گرامی	(۲۵)
۵۱	ائمہ مساجد و نماز	(۲۶)
۵۲	مؤذنینِ رسول	(۲۷)
۵۳	افسرانِ امورِ حج	(۲۸)

تعلیقات و حواشی

عہدِ نبویؐ میں تنظیمِ ریاست و حکومت

۱۰۰	(۱) اسلامی ریاست کا ارتقاء (پہلا باب)
۱۵۴	(۲) قبائل عرب اور اسلام (دوسرا باب)
۲۱۱	(۳) فوجی تنظیم و رسالت میں (تیسرا باب)
۲۳۰	(۴) اسلامی ریاست کا مالی انتظام (چوتھا باب)
۲۵۰	(۵) اسلامی ریاست کا شہری نظم و نسق (پانچواں باب)
۲۷۲	(۶) عہدِ نبویؐ کا مذہبی نظام (چھٹا باب)

عہدِ نبویؐ کی ابتدائی مہمیں

۲۸۳	(۱) پہلی مہم
۲۸۶	(۲) دوسری مہم
۲۸۸	(۳) تیسری مہم

لے جلدِ پنجم میں پہلا باب صفحہ ۳۴۱، دوسرا باب صفحہ ۳۹۸، تیسرا باب صفحہ ۵۲۳، چوتھا باب صفحہ ۵۷۸، پانچواں باب صفحہ ۶۲۰ اور چھٹا باب صفحہ ۷۰۲ پر موجود ہے۔

۲۸۹	(۴) پوچھی مہم
۲۹۱	(۵) پانچویں مہم
۲۹۲	(۶) چھٹی مہم
۲۹۲	(۷) ساتویں مہم
۲۹۶	(۸) آٹھویں مہم
۳۳۱	تعلیقات و حواشی

سرورِ انسانیت (بلرزیند و نصائح)

۳۷۳	(۱) آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیاتِ طیبہ قبل بعثت
۳۸۲	(۲) آنحضرت کی حیاتِ طیبہ ہجرت تک
۳۹۱	(۳) ہجرتِ حبشہ سے ہجرتِ مدینہ تک
۳۹۹	(۴) ہجرت سے لے کر مدینہ منورہ تک
۴۱۲	(۵) رسول اللہ کے جنگی معرکے
۴۵۸	(۶) فوجِ منکھ سے وفات تک

اشاریہ

۴۹۳	۱ جلد اول سے چارم تک
۶۰۱	۲ جلد پنجم سے دہم تک
	۳ جلد یازدہم سے دوازدہم تک



طلوع

میں اپنی موج سے کام کر رہا تھا۔ انسانی کوششوں کو لوگ سراہ رہے تھے، ہر طرف تحسین کے کلمات سنائی دیتے تھے۔
میں مطمئن تھا۔ اس کی ہر ایک فرشتے کو ہو گئی۔ وہ ہونکتا ہوا میرے پاس آیا، عجیب سی گفتگو کرنے لگا:
”سُنو، سُنو!“

”کیا؟“

”تُو نے جیسا کام کیا ہے ویسا نہ کسی قلب نے کیا نہ کسی ابدال نے۔“

میں نے کہا: ”کفر نہ بکو، کفر نہ بکو!“

وہ بولا: ”کفر کی بات نہیں سچ کہہ رہا ہوں۔“

انسان نامہ سمجھ رہے، ہلا دوں میں آنے والا، اس لیے کھد بڈی سی لگ گئی۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے پوچھا: ”تُو کون ہے؟“

”میں دنیا میں راست گوئی کی علامت ہوں۔“

”تُو کیسا راست گو ہے، جو مجھ سے جھوٹ بول رہا ہے؟“

”میں نے ہمیشہ حوٰرِ آزادوں کی رہنمائی کا فرض ادا کیا ہے!“

”اگر تُو رہنا ہے تو پھر منزل کون کھوٹی کرتا ہے؟“

میں بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ میں نے دُنیا کا علم گھول کے پی رکھا ہے۔ اسی بنیاد پر کہہ رہا تھا: ”نہ کسی قلب نے ایسا

کام کیا نہ کسی ابدال نے!“

ایک دم میری مدد کو یزداں پہنچا، اُس نے کہا: ”اپنے کان بند کر لو اور اسے دیکھو۔“

فرشتہ غائب، آسنے سامنے میں اور آدم! وہ بھی غفل، میں بھی غفل!!

سیرت پر میری آخری جلد ہے، آئیے قرآن کی بھی آخری سورت پڑھیں:

قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

(آپ کہتے کہ میں انسانوں کے پروردگار کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں پیچھے

ہٹ جانے والے دوسرے ڈالنے والے (شیطان) کے شر سے۔ (وہی) جو لوگوں کے دلوں میں دوسرے

ڈالتا ہے، خواہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

محمد طفیل

اس شمارے میں

میں نے اپنے تئیں یہ اعلان کر دیا تھا کہ سیرت کے موضوع پر، میں جتنا کچھ کر سکتا تھا وہ کچھ کر دیا۔ میرا مشن پورا ہوا۔ مگر جب نئی اور اہم دستاویزات ملتی چلی جائیں تو میں کیونکر چپ سا دھڑوں؟ میں کیوں اپنی خوشی میں دوسروں کو شریک نہ کروں؟ یہ جلد تو مجھے چھاپنی تھی کیونکہ یہ پانچویں جلد کے ایک اہم مضمون کے باقیات میں سے تھی۔ یہ سب کچھ اتنا اہم تھا کہ اس کے بغیر پانچویں جلد مکمل نہ تھی۔ پھر یہ پانچویں جلد کی تکمیل کا مسئلہ نہ تھا بلکہ سیرت کے موضوع پر اضافے کا مسئلہ تھا۔ ضائع کے عنوان سے اب سیرت کو ایک نئے زاویے سے، بلکہ یہ کہ ایک نظر میں دیکھا جاسکے گا۔

ہم نے جس مضمون (عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت) کے پر حاشی پیش کیے ہیں۔ وہ مضمون ۳۸۴ صفحات میں آیا تھا، اس کے حاشی ۶۹ صفحات میں آئے ہیں۔ میرے نزدیک حاشی ایک تصنیف (مضمون) کے بعد دوسری تصنیف (حاشی) کا درجہ رکھتے ہیں۔ حاشی کو ہمارے نمبروں میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خاکساری میں اتنا کچھ ہی کہہ سکتا ہوں! اس جلد میں ایک مضمون ”سرور کائنات“ کے عنوان سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس مضمون کا لب و لہجہ مختلف ہے۔ اسے بطرز پند و نصائح پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ انداز ایسا دلنواز ہے کہ بات ذہن میں اترتی چلی جاتی ہے۔

جب دس جلدیں بازار میں آئیں تو سب نے کہا، اس کا اشاریہ بھی چھپنا چاہیے تاکہ ایک نظر میں سب کچھ دیکھا جاسکے۔ علمی نوعیت کے کاموں میں اشاریہ کا ہونا از بس ضروری ہوتا ہے۔ سو وہ کمی بھی پوری کر دی گئی ہے۔ ہر چند کہ اشاریہ کا شامل کرنا ہمارے پروگرام میں شامل تھا۔ مگر ہم یہاں یہ کھٹے دیتے ہیں کہ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی! چونکہ یہ جلدیں تین قسطوں میں سامنے آئیں اس لیے اشاریہ بھی آپ کو تین حصوں میں ملے گا۔

مجھے دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ اس موضوع کو جاری رہنے دو، ختم نہ کرو۔ دل میرا کیا کچھ چاہتا ہے وہ کچھ نہ آپ کو بتا سکتا ہوں نہ سمجھا سکتا ہوں۔ دیوانے کے خواب دیوانہ ہی جانتے! مگر یہاں ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میرا ارادہ تھا کہ دو ابتدائی جلدیں عالم اسلام کی سیرت کے موضوع پر ہوں، جس میں تمام سربراہان مملکت کے مضامین کے ساتھ اس ملک کا سیرتی ادب بھی پیش کیا جائے۔ تاکہ اس نمبر کا تعلق عالم اسلام سے مربوط ہو۔ یہ چھوٹا کام نہیں ہے، بڑا کام ہے، جو جاسے تو کیا کئے!

ہاں مجھے قرآن کے بارے میں بھی تو کچھ کرنا ہے۔ یہ منصوبہ میرا اول دن سے ہے، جسے میں نے رسولِ مبرا کے ساتھ ساتھ جاری رکھا۔ سیرت ایک امتحان تھا، قرآن دوسرا ہوگا۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ چیونٹی کے بدن پر پہاڑ کا وزن پہلے ہی تھا آج بھی ہے۔

محمد نقوش



عہدِ نبویؐ میں

تنظیم ریاست حکومت

(بقایا جلد پنجم)

ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی

غمیمہ اول - ۱ امراءِ سرایا (مہموں کے قائدین)

[نوٹ: مضامین کی مدت، دو صفحات کو ایک صفحہ شمار کیا گیا ہے کیونکہ پہلے صفحے کا تعلق دوسرے صفحے سے بھی ہے]

شمار	قائدِ مہم کا نام	قبیلہ / خاندان	قبولِ اسلام	مہم	تاریخِ مہم	قائدِ مجاہدین	مخالفین / منازل
۱	حضرت حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	الف	سیف البحر	۱ رمضان / مارچ ۶۲۳ء	۳۰ (راکب)	قریش
۲	عبیدہ بن حارث	مطلب	"	راہِ بن	۱ شوال / اپریل ۶۲۳ء	۶۰-۸۰ (راکب)	"
۳	سعد بن ابی وقاص	زہرہ	"	خوار	۱ ذیقعدہ / مئی ۶۲۳ء	۸۰-۲۱ (رجال)	"
۴	عبد اللہ بن عخش	اسد فزیری / بنو فزیر	"	نخلہ	۲ رجب / جنوری ۶۲۴ء	۶۰-۱۲ (بعیر)	"
۵	عمیر بن عدی	اوس / خطمہ	د	اسما بنت مروان	۲ رمضان / مارچ ۶۲۴ء	۱ (رجال)	بنو امیہ بن زید خطمہ
۶	سالم بن عمیر	خزرج / نجار	د	ابو عثک یہودی	۲ شوال / اپریل ۶۲۴ء	۱	یسود
۷	محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د	کعب بن اشرف	ربیع الاول / اگست ستمبر ۶۲۴ء	۵ (رجال)	"
۸	زید بن حارثہ	کلب / مولے رسول	الف	القرودہ	۳ جمادی الاخرہ / نومبر ۶۲۴ء	۱۰۰ (راکب)	قریش
۹	سعد بن زید	اوس / عبدالاشہل	س / بدوی	القرودہ (تتمہ)	"	"	"
۱۰	ابو سلمہ بن عبدالاسد	قریش / مخزوم	الف	قطن	۴ محرم / جون ۶۲۵ء	۱۵۰	اسد / فزیرہ
۱۱	عبد اللہ بن انیس	خزرج	س	سفیان لیحانی	"	۱ (رجال)	لیحان / ندیل
۱۲	منذر بن عمرو	خزرج / ساعدہ	د	بئر معونہ	۵ صفر / جولائی ۶۲۵ء	۶۰ - ۴۰	سلیم / بنو عاص
۱۳	مرثد بن ابی مرثد	قیس عیلانی / بنو غنم	ب	ربیع	"	۱۰ - ۷	لیحان
۱۴	عبد اللہ بن عتیک	خزرج / سلمہ	س	ابو رافع یہودی	۴ ذی الحجہ / مئی ۶۲۶ء	۵	ابو رافع
۱۵	عمرو بن امیہ	کنانہ / ضمرہ	س	(کمہ)	"	۲	قریش
۱۶	محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د	القرطار	۶ محرم / جون ۶۲۷ء	۳۰	بکر بن کلاب
۱۷	عکاشہ بن محصن	اسد فزیری / بنو غنم	د	الغمر	ربیع الثانی ۶ / اگست ستمبر ۶۲۷ء	۴۰	اسد

سہ بلا ذری، انساب ۱/ ۳۷ کے مطابق یہ مہم مشہور ہیں مگر یہ تھی۔

حوالہ جات

اسد الغابہ	طبری	بلاذری	ابن سعد	واقدی	ابن ہشام	نتیجہ مہم	نوعیت مہم	تعداد مخالفین	افسر مخالف
۴۶-۵۰/۲	۴۰۲/۲	۴۴۱/۱	۶/۲	۹-۱۰	۵۹۵	بلا تصادم	کاروان	۳۰۰ کاروان والے	ابو جہل مخزومی
۴۵۶-۴/۳	۴۰۲-۴	" "	۴ "	۱۰-۱۱	۵۹۱	"	"	" ۲۰۰	ابوسفیان/عکرمہ
۹۰-۹۳/۲	۴۰۳	" "	۴ "	"	۶۰۰	بلا تصادم و بلا اقصاء	"	" ۶۰	.
۱۳۱-۲/۳	۴۱۰-۱۵	۴۴۱-۳۴	۱۰-۱۱	۱۳-۱۹	۶۰۱	حملہ و غنیمت	"	.	.
.	.	۴۴۳	۲۴-۲۸	۱۴۲-۴	۶۳۶	کامیاب	فوجی	.	.
۲۴۴-۸/۲	.	۴۴۳-۴	۲۸	۱۴۴-۵	۶۳۵	"	"	.	.
۳۳۰/۴	۴۸۹-۹۱	۴۴۴	۵۴	۱۸۴-۹۳	۶۰۹	"	"	.	.
۲۳۳-۴/۲	۴۹۲-۳	"	۳۶	۱۹۴-۸	۶۰۹	"	کاروان/فوجی	.	صفوان بن امیہ جمعی
۲۴۹-۸/۲	۱۵۴/۳	"	"	.	"
۲۱۸/۵	۱۵۵/۳	۴۴۴-۵	۵۰	۳۴۰-۴۶	۵۹۸	"	فوجی	.	.
۲۰-۱/۳	۱۵۶/۳	۴۴۶	۵۰-۵۱	۵۳۱-۳۳	۶۱۹	"	"	.	سفیان لیحانی
۲۱۸-۱۹	۵۴۵-۸	۴۴۵	۵۱-۵۴	۳۴۶-۵۳	۶۰۹	سب شہید	مذہبی/تبلیغی	.	.
۴۴۵/۴	۵۳۸	۴۴۵-۶	۵۵-۶	۳۵۴-۶۳	۱۶۹/۲	"	"	.	.
۳۵۸/۴	۴۹۳-۹	۴۴۶	۹۱-۲	۳۹۱-۵	۶۱۹	کامیاب	فوجی	.	ابو رافع
۸۶/۴	۵۴۲-۵	۴۴۹-۸۰	۹۳-۴	.	۶۳۳	ناکام	"	.	ابوسفیان
۴۳۰/۴	۱۵۵/۳	۴۴۶	۴۸	۵۳۴-۵	۶۱۱-۲	کامیاب	"	.	.
۲-۳/۴	۶۴۰	" "	۸۴-۵	۵۵۰-۱	"	"	"	.	.

ضمیمہ اول-۱ امراء سرایا (مہموں کے قائدین)

[نوٹ: ضمام کی مدتک دو صفحات کو ایک صفحہ شمار کیا گیا ہے کیونکہ پہلے صفحے کا تعلق دوسرے صفحے سے بھی ہے]

نمبر شمار	قائد مہم کا نام	قبیلہ / خاندان	قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم	تعداد مجاہدین	مخالفین / شہزاد
۱	حضرت حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	الف	سیف البحر	رمضان ۱ھ / مارچ ۶۲۳ء	۳۰ (درکاب)	قریش
۲	عبیدہ بن حارث	مطلب	ب	ربیع	شوال ۱ھ / اپریل ۶۲۳ء	۶۰-۹۰ (درکاب)	"
۳	سعد بن ابی وقاص	زہرہ	ب	خوار	ذیقعدہ ۱ھ / مئی ۶۲۳ء	۸-۱۲ (درجال)	"
۴	عبد اللہ بن عتس	اسد غزیمہ / بنی غنم	ب	نخلہ	رجب ۲ھ / جنوری ۶۲۴ء	۶-۱۲ (لبعیر)	"
۵	عمیر بن عدی	اوس / خطمہ	د	اسما بنت مروان	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء	۱ (در اجل)	بنو امیہ بن زید خطمہ
۶	سالم بن عمیر	غزوہ / نجار	د	ابو عتک بہوی	شوال ۲ھ / اپریل ۶۲۴ء	۱	یسود
۷	محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشمل	و	کعب بن اشرف	ربیع الاول ۲ھ / اگست ستمبر ۶۲۴ء	۵ (درجال)	"
۸	زید بن حارثہ	کلب / مولے رسول	الف	القرودہ	جمادی الاخرہ ۳ھ / نومبر ۶۲۴ء	۱۰۰ (درکاب)	قریش
۹	سعد بن زید	اوس / عبدالاشمل	س / بدی	القرودہ (تتمہ)	"	"	"
۱۰	ابو سلمہ بن عبدالاسد	قریش / مخزوم	الف	قطن	محرم ۴ھ / جون ۶۲۵ء	۱۵۰	اسد غزیمہ
۱۱	عبد اللہ بن اُنیس	خزرج	س	سفیان لیحانی	"	۱ (در اجل)	لیحان / بدیل
۱۲	منذر بن عمرو	خزرج / ساعدہ	د	بڑمعوذہ	صفر ۴ھ / جولائی ۶۲۵ء	۶۰-۸۰	سلیم / بنو عامر
۱۳	مرثد بن ابی مرثد	قیس عیلانی / بنو غنم	ب	ربیع	"	۱۰-۷	لیحان
۱۴	عبد اللہ بن عتیک	خزرج / سلمہ	س	ابو رافع بہوی	ذی الحجہ ۴ھ / مئی ۶۲۶ء	۵	ابو رافع
۱۵	عمرو بن امیہ	کنانہ / ضمروہ	س	(کھ)	"	۲	قریش
۱۶	محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشمل	د	القرطاء	محرم ۶ھ / جون ۶۲۶ء	۳۰	بحر بن کلاب
۱۷	عکاشہ بن محسن	اسد غزیمہ / بنو غنم	د	الغمر	ربیع الثانی ۶ھ / اگست ستمبر ۶۲۶ء	۴۰	اسد

سے بلاذری، انساب ۱/۳۰۹ کے مطابق یہ مہم شہ میں گئی تھی۔

حوالہ جات

اسد الغابہ	طبری	بلاذری	ابن سعد	واقدی	ابن ہشام	نتیجہ مهم	نوعیت مهم	تعداد مخالفین	افسر مخالفت
۱ ۴۶-۵۰/۲	۴۰۲/۲	اشباب ۳۶۱/۱	۶/۲	۹-۱۰	۵۹۵	بلا تصادم	کاروان	۳۰۰ کاروان والے	ابو جہل مخزومی
۲ ۳۵۶-۴/۳	۴۰۲-۴	" "	۴ "	۱۰-۱۱	۵۹۱	"	"	" ۲۰۰	ابوسفیان بن عمرو
۳ ۹۰-۹۳/۲	۴۰۳	" "	۴ "	۱۱	۶۰۰	بلا تصادم و بلا اتصال	"	" ۶۰	"
۴ ۱۳۱-۲/۳	۴۱۰-۱۵	۳۶۱-۳	۱۰-۱۱	۱۳-۱۹	۶۰۱	حملہ و غنیمت	"	"	"
۵ .	.	۳۶۳	۲۴-۲۸	۱۴۲-۴	۶۳۶	کامیاب	فوجی	"	"
۶ ۲۴۶-۸/۲	.	۳۶۳-۴	۲۸	۱۴۴-۵	۶۳۵	"	"	"	"
۷ ۳۳۰/۴	۴۸۹-۹۱	۳۶۴	۵۷	۱۸۴-۹۳	۶۰۹	"	"	"	"
۸ ۲۳۳-۴/۲	۴۹۲-۳	"	۳۶	۱۹۷-۸	۶۰۹	"	کاروان/فوجی	"	صفوان بن امیہ جمعی
۹ ۲۴۹-۸/۲	۱۵۴/۳	"	"	"	"
۱۰ ۲۱۸/۵	۱۵۵/۳	۳۶۴-۵	۵۰	۳۴۰-۴۶	۵۹۸	"	فوجی	"	"
۱۱ ۱۲۰-۱/۳	۱۵۶/۳	۳۶۶	۵۰-۵۱	۵۳۱-۳۳	۶۱۹	"	"	"	سفیان لیثانی
۱۲ ۴۱۸-۱۹	۵۴۵-۸	۳۶۵	۵۱-۵۳	۴۴۶-۵۳	۶۰۹	سب شہید	مذہبی/تبلیغی	"	"
۱۳ ۳۴۵/۴	۵۳۸	۳۶۵-۶	۵۵-۶	۴۵۴-۶۳	۱۶۹/۲	"	"	"	"
۱۴ ۳۵۸/۴	۴۹۳-۹	۳۶۶	۹۱-۲	۳۹۱-۵	۶۱۹	کامیاب	فوجی	"	ابو رافع
۱۵ ۸۶/۴	۵۴۲-۵	۳۶۹-۸۰	۹۳-۴	.	۶۳۳	ناکام	"	"	ابوسفیان
۱۶ ۳۳۰/۴	۱۵۵/۳	۳۶۶	۷۸	۵۳۴-۵	۶۱۱-۲	کامیاب	"	"	"
۱۷ ۲-۳/۴	۶۴۰	" "	۸۴-۵	۵۵۰-۱	"	"	"	"	"

۱۸	حضرت محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشل	د	ذوالقصد	ربیع الثانی ۶ / اگست ستمبر ۶۲۷	۱۰	ثعلبہ
۱۹	ابوعبیدہ بن جراح	قریش / فہر بن عارث	الف	"	"	۳۰	"
۲۰	زید بن عارثہ	کلب / مولائے رسول	"	المحرم	"	۰	سلیم
۲۱	"	"	"	العیص	جمادی الاولیٰ ۶ / ستمبر اکتوبر ۶۲۷	۱۴۰	قریش
۲۲	"	"	"	اطرف	جمادی الاخرہ ۶ / اکتوبر نومبر ۶۲۷	۱۵	ثعلبہ
۲۳	"	"	"	حسلی	"	۵۰۰	جذام
۲۴	"	"	"	وادی القریٰ	رجب ۶ / نومبر دسمبر ۶۲۷	۰	فزارہ / غطفان
۲۵	عبدالرحمن بن عوف	قریش / زہرہ	"	دو قمر البندل	شعبان ۶ / دسمبر جنوری ۶۲۸	۴۰۰	کلب
۲۶	علی بن ابی طالب	" / ہاشم	"	فدک	"	۱۰۰	سعد
۲۷	زید بن عارثہ	کلب / مولائے رسول	"	ام قرقہ	رمضان ۶ / جنوری - فروری ۶۲۸	۰	بدر بن فزارہ
۲۸	عبداللہ بن رواحہ	خزرج / عارث	د	اسیر بن رازم	شوال ۶ / فروری اپریل ۶۲۸	۳۰	یسو خیر
۲۹	کرز بن جابر	قریش / ظواہر / فہر	ط	الحوہ	"	۲۰	عربینہ
۳۰	عبداللہ بن معتم	قیس عیلان / عبس	ط	شاہراہ شام	قبل حدیبیہ	۹	قریش
۳۱	زید بن عارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	مدین	"	۰	مدین
۳۲	ابان بن سعید	قریش / بنو امیہ	ع	نجد	محرم ۷ / مئی جون ۶۲۸	۰	"
۳۳	عمر بن خطاب	" / عدی	ب	تربہ	شعبان ۷ / دسمبر ۶۲۸	۳۰	ہوازن
۳۴	ابوبکر بن ابی قحافہ	" / تیمم	الف	نجد	"	۰	ہوازن / کلاب
۳۵	بشیر بن سعد	خزرج / عارث	و	فدک	"	۳۰	غطفان / مڑہ
۳۶	غالب بن عبد اللہ	کنانہ / لیث	۰	"	"	۲۰۰	"
۳۷	"	"	۰	ثعلبہ	رمضان ۷ / جنوری ۶۲۹	۱۳۰	ثعلبہ
۳۸	بشیر بن سعد	خزرج / عارث	د	جناب وین	شوال ۷ / فروری ۶۲۹	۳۰۰	غطفان
۳۹	ابن ابی العوجاء	سلیم	۰	"	ذی الحجہ ۷ / اپریل ۶۲۹	۵۰	سلیم
۴۰	غالب بن عبد اللہ	کنانہ / لیث	۰	الکدید	صفر ۷ / جون ۶۲۹	۱۰	سلیم / بنو الموح
۴۱	کعب بن عمیر	کنانہ / غفار	۰	ذات الطلاع	ربیع الاول ۷ / جولائی ۶۲۹	۱۵	قضاء

۱۔ بلاذری، انساب ۱/ ۳۷۷ نے حضرت ابوعبیدہ فہری کی ذوالقصد کو دو مہینے بتائی ہیں۔

۲۔ بلاذری، انساب ۱/ ۳۷۶ اور ۱/ ۳۷۹ نے بالترتیب دو مہینے اور ۳۔ میں بیان کی ہیں کہ ۳۔ کی مہم اتباع بنی لیان کے خلاف تھی۔

۱۸	۲-۳/۴	۶۴۰	۳۴۴/۱	۸۵	۵۵۱-۲	۰	کامیاب	فوجی	۱۰۰	۰
۱۹	۲۴۹/۵	۶۴۱	۳۴۴ "	۸۵-۶	۵۵۲	۶۰۹	"	"	۱۰۰	۰
۲۰	۲۳۴/۲	"	" "	۸۶	۵۵۳	۶۱۱-۲	"	"	۰	۰
۲۱	"	"	" "	۸۷	۵۵۴-۵	۰	"	کاروان/فوجی	۰	ابوالعاصم بن سید
۲۲	"	"	" "	"	۵۵۵	۶۱۶	"	فوجی	۰	۰
۲۳	"	"	" "	۸۸	۵۵۵-۶۰	۶۱۱-۲	"	"	۰	۰
۲۴	"	۶۴۲	۳۴۴-۸	۸۹	۰	۰	"	"	۰	بدر بن خزانه
۲۵	۲۱۳-۱۷/۳	"	۳۴۸ "	"	۵۶۰-۹۲	۶۳۲	"	"	۰	الاصبح بن عمرو
۲۶	۱۶-۴۰/۴	"	" "	۸۹-۹۰	۵۶۲-۳	۶۱۱-۲	"	"	۲۰۰	دبر بن عیلم
۲۷	۲۳۴-۷/۲	۶۴۲-۳	" "	۹۰-۹۱	۵۶۴-۵	۰	"	"	۰	۰
۲۸	۱۵۶-۹/۳	۱۵۵/۳	" "	۹۲-۳	۵۶۶-۸	۶۱۸	"	"	۰	اسیر بن رازم
۲۹	۲۳۴/۴	۶۴۴	۳۴۸-۹	۹۳	۵۶۸-۷۱	۶۴۰	"	"	۰	۰
۳۰	۱۲۵/اصابع	۹/۳	۰	۲۹۵-۶/۱	۰	۰	"	"	۰	۰
۳۱	۲۳۴-۷/۲	۰	۰	۰	۰	۶۳۵	"	"	۰	۰
۳۲	۳۵-۷/۱	۰	۰	۰	۰	۰	"	"	۰	۰
۳۳	۵۲-۷۲/۳	۲۲/۳	۳۴۹/۱	۱۱۷	۷۲۲	۶۰۹	"	"	۰	۰
۳۴	۲۵-۲۳/۳	۶۴۳/۴ ۲۲/۳	"	۱۱۷-۸	"	"	"	"	۰	۰
۳۵	۱۹۵/۱	۲۲/۳	"	۱۲۰	۷۲۳	۶۱۱-۱۲	ناکام	"	۰	۰
۳۶	۱۶۸/۴	"	"	۱۲۶	۷۲۳-۶	۶۲۲	کامیاب	"	۰	۰
۳۷	"	۲۴-۲۳/۳	"	۱۱۹	۷۲۶-۷	۰	"	"	۰	۰
۳۸	۱۹۵/۱	۲۳/۳	"	۱۲۰	۷۲۷-۳۱	۶۱۱-۱۲	"	"	۰	۰
۳۹	۲۶۶/۵	۲۶/۳	"	۱۲۳	۷۳۱	"	"	"	۰	۰
۴۰	۱۶۸/۴	۲۷-۸/۳	"	۱۲۴	۷۵۰-۲	۶۰۹	"	"	۰	۰
۴۱	۲۲۶/۴	۲۹/۳	"	۱۲۷-۸	۷۵۲-۳	۶۲۱	ناکام	"	۰	۰

۴۲	حضرت شجاع بن وہب	اسد خزیمہ / حلیف امیر	ب	سی	ربیع الاول ۵۸ / جولائی ۶۲۹	۲۳	ہوازن / عامر
۴۳	" زید بن عارث	کلب / مولیٰ رسول	الف	موتہ	جمادی الاولیٰ ۵۸ / ستمبر ۶۲۹	۳,۰۰۰	غسان
۴۴	" جعفر بن ابی طالب	قریش / ہاشم	"	"	"	"	"
۴۵	" عبداللہ بن رواحہ	خزرج / عارث	د	"	"	"	"
۴۶	" عمرو بن عاص	قریش / سہم	ع	قات السلاسل	جمادی الاخرہ ۵۸ / اکتوبر ۶۲۹	۵۰۰	بنی قضاۃ شمال
۴۷	" ابو عبیدہ بن جراح	" / فہر	الف	خیط	رجب ۵۸ / نومبر ۶۲۹	۳۰۰	علاقہ جبینہ
۴۸	" ابو قتادہ	خزرج / ربیعہ	ط	خضرہ یا غابہ	شعبان ۵۸ / دسمبر ۶۲۹	۱۵ یا ۱۶	غطفان
۴۹	" " "	" " "	"	بطنی اضم	رمضان ۵۸ /	۸	شمالی حدود عرب
۵۰	" خالد بن ولید	قریش / مخزوم	ع	نخلہ	" / جنوری ۶۳۰	۳۰	نخلہ / عزی
۵۱	" عمرو بن عاص	" / سہم	"	سواع	"	۰	بذیل / سواع
۵۲	" سعد بن زید	اوس / عبداللہ شہل	د	منات	"	۲۰	مشل / منات
۵۳	" ہشام بن عاص	قریش / امیر	ب	یلملم	"	۲۰۰	۰
۵۴	" خالد بن سعید	" "	الف	عُرنہ	"	۳۰۰	۰
۵۵	" خالد بن ولید	" / مخزوم	ع	جذیمہ	"	۳۵۰	بنو جذیمہ
۵۶	" طفیل بن عمرو	ازدشنوہ / دوس	ب	دوس	شوال ۵۸ /	۰	ازد دوس
۵۷	" غالب بن عبداللہ	کنانہ / لیث	۰	فدک	"	۰	مرہ
۵۸	" ابوسفیان بن حرب	قریش / امیہ	ف	اللات	شوال ۵۸ / جنوری ۶۳۰	۰	{ ثقیف
۵۹	" مغیرہ بن شعبہ	ثقیف	ط				
۶۰	" عیینہ بن حصن	غطفان / فزارہ	ع	العرج	محرم ۵۹	۵۰	تیمم
۶۱	" قطبہ بن عامر	خزرج / سلمہ	د	مصعب	صفر ۵۹ / جنی جون ۶۳۰	۲۰	خشم
۶۲	" ضحاک بن سفیان	ہوازن / کلاب	ف	القرطامہ	ربیع الاول ۵۹ / جون جولائی ۶۳۰	۰	۰
۶۳	" علقمہ بن مجرز	کنانہ / مدح	۰	شعبیہ	ربیع الثانی ۵۹ / جولائی اگست ۶۳۰	۳۰۰	غارگران حبشہ
۶۴	" براء بن حدربان	ازد	ق	ط	"	۰	ط
۶۵	" علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	الفلس	"	۱۵۰	ط / فلس
۶۶	" عکاشہ بن محسن	اسد خزیمہ / بنو خنم	ب	الجناب	۰	۰	۰
۶۷	" خالد بن ولید	قریش / مخزوم	ع	دومتہ الجندل	رجب ۵۹ / اکتوبر ۶۳۰	۲۲۰	بنو کنندہ / ملک

۴۲	۳۸۶/۲	۲۹/۳	۳۴۹/۱	۱۲۴	۴۵۳-۵	۰	کامیاب	فوجی	۰	۰
۴۳	۲۳۴/۲	۰	" "	" "	" "	" "	کامیاب/ناکام	"	۱۰۰,۰۰۰	۰
۴۴	۲۸۶-۹/۱	۳۶-۲۲/۳	" "	۱۲۸-۳۰	۴۵۵-۶۹	۶۲۱	" "	"	"	۰
۴۵	۱۵۶-۹/۳	" "	" "	" "	" "	۳۵۹/۲	" "	"	"	۰
۴۶	۱۱۵-۱۸/۲	۳۱-۲/۳	۳۸۰-۸۱	۱۳۱	۴۶۹-۴۴	۶۲۳	کامیاب	"	۰	۰
۴۷	۲۲۹/۵	۳۲-۳/۳	۳۸۱	۱۳۲	۴۴۴-۴	۶۳۲	"	"	۰	۰
۴۸	۲۴۴/۵	۳۴-۵/۳	" "	" "	۴۴۴-۸۰	۰	"	"	۰	۰
۴۹	"	۳۵-۹/۳	" "	۱۳۳	۰	۰	"	"	۰	۰
۵۰	۹۳-۶/۲	۶۵/۳	" "	۱۳۵-۶	۸۴۰	۲۳۶/۲	"	مذہبی/فوجی	۰	۰
۵۱	۱۱۵-۱۸/۲	۶۶/۳	" "	۱۳۶	"	۰	"	" "	۰	۰
۵۲	۲۴۹-۸۰/۲	" "	" "	۱۳۶-۴	"	۰	"	" "	۰	۰
۵۳	۶۳-۶۴/۵	۰	۰	۰	۸۴۳	۰	"	" "	۰	۰
۵۴	۸۲-۴/۲	۰	۰	۰	"	۰	"	" "	۰	۰
۵۵	۹۳-۶/۲	۶۶-۴/۳	۳۸۱/۱	۱۳۷-۹	۸۴۵-۸۱	۰	"	" "	۰	۰
۵۶	۵۴-۵/۳	۰	۳۸۲/۱	۱۵۷-۸	۸۴۰-۹۲۳	۰	"	" "	۰	عامر بن محمد
۵۷	۳۳۴/۲	۰	۰	۰	۰	۰	"	فوجی	۰	۰
۵۸	۲۱۶/۵	۹۹-۱۰۰/۳	۰	۰	۹۴۱	۵۴۱	"	فوجی/مذہبی	{	{
۵۹	۸۶-۴/۲	"	"	"	"	"	"	"	"	"
۶۰	۱۶۶-۴/۲	۰	۳۸۲/۱	۱۶۰-۶۱	۹۴۳-۵	۶۲۱	"	فوجی	۰	۰
۶۱	۲۰۵-۶/۲	۰	۳۸۰/۱	۱۶۲	۹۸۱	۰	"	"	۰	۰
۶۲	۳۶/۳	۰	۳۸۲/۱	۱۶۲-۳	۹۸۲-۳	۰	"	"	۰	۰
۶۳	۱۴/۳	۰	۰	۱۶۳	۹۸۳-۲	۶۴۰	"	"	۰	۰
۶۴	۲۸۱-۸۲/۱	۰	۳۸۲/۱	۰	۰	۰	"	"	۰	۰
۶۵	۱۶-۳۰/۳	۱۱۱-۱۲/۳	" "	۱۶۴	۹۸۴-۹	۶۱۱-۱۲	"	فوجی/مذہبی	۰	۰
۶۶	۲-۳/۳	۱۵۵/۳	۰	"	۰	۰	"	" "	۰	۰
۶۷	۹۳-۶/۲	۱۰۸-۹/۳	۳۸۲-۳۸۳/۱	۱۶۶	۱۰۲۵-۳۰	۵۲۶/۲	"	فوجی	۰	اکید بن عبد اللہ

الحارث بن کعب	۴۰۰	۶۳۱ ربيع الاول ۱۰ / جون جولائی	نجران / یمن	ع	قریش / مخزوم	حضرت خالد بن ولید	۶۸
مذحج	۳۰۰	۶۳۱ رمضان ۱۰ / دسمبر	"	الف	" / ہاشم	" علی بن ابی طالب	۶۹
بجیلہ	۱	"	ذوالفقہ	ق	بجیلہ	" جریر بن عبداللہ	۷۰
.	.	.	.	د	.	" مسیب بن عمرو	۷۱
.	.	.	.	ب	قریش / سہم	" عبداللہ بن خذافہ	۷۲
.	.	.	نجد	د	بلی / عجلان	" ثنابت بن اقرم	۷۳
غسان	۳,۰۰۰	۶۳۲ صفر ربيع الاول ۱۱ / جون	موتہ	الف / ہاشم	کعب / کولہ رسول	" اسامہ بن زید	۷۴

۶۸	۹۳-۶/۲	۱۲۶-۴/۳	۳۸۴/۱	۱۶۹	۰	۵۹۲/۲	کامیاب	مذہبی	۰	۰
۶۹	۱۶-۴۰/۳	۱۳۱-۲/۳	" "	۱۶۹-۴۰	۱۰۴۹-۸۳	۶۹۱	"	"	۰	۰
۷۰	۱۶۹-۸۰/۲	۱۵۸/۳	" "	۲۶۹۳۳۴	۰	۰	"	"	۰	۰
۷۱	۳۶۴/۴	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۷۲	۱۳۲-۴/۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۷۳	۲۲۰/۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۷۴	۶۴-۶/۱	۱۸۴-۵/۳	۳۸۴/۱	۱۹۰	۱۱۱۴-۲۴	۶۰۶	کامیاب	فوجی	۰	۰

ضمیمہ اول-۲ اُمراءِ خمس (سالارانِ رسالہ)

نمبر شمار	سالار	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت قیس بن ابی صعصعہ	خزرج / نجار	د / عقبہ	بدر عظیم	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۳ء
۲	محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د / عقبہ	احد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۳	ذکوان بن عبد قیس	"	"	"	"
۴	المنذر بن عمرو	خزرج / ساعدہ	د / عقبہ	"	"
۵	عبد اللہ بن جبیر	اوس / عمرو بن عوف	"	"	"
۶	حمزہ بن عبد المطلب	قریش / ہاشم	الف	"	"
۷	زبیر بن عوام	" / اسد	"	"	"
۸	سعد بن زید	اوس / عبدالاشہل	س	"	"
۹	سعد بن معاذ	"	د	"	"
۱۰	علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	بنو نضیر	ربیع الاول ۴ھ / اگست ۶۲۵ء
۱۱	صفوان بن معطل	حکیم / ذکوان	س	مریض	شعبان ۴ھ / جنوری ۶۲۶ء
۱۲	عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل ۶۲۶ء
۱۳	سعد بن ابی وقاص	قریش / زہرہ	الف	"	"
۱۴	اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	د / عقبہ	"	"
۱۵	عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	"	"
۱۶	زید بن حارثہ	کلب / مولاؐ رسول	الف	"	"
۱۷	سلم بن اسلم	اوس / عبدالاشہل	س	"	"
۱۸	علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ھ / مئی-جون ۶۲۶ء
۱۹	اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	د / عقبہ	"	"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰	۳۳۱/۴	۵۸۶/۲	.	.	۵۰۴	.	شب بیدار الحرس کے افسر
۲۱	۲۸۳-۵/۲	.	.	۸۰/۲	۵۴۷	.	مدینہ کی محافظ فوج (الحرس) کے افسر
۲۲	۲۷۹-۸۰/۲	۶۰۱/۲	.	.	۵۴۷, ۵۴۵	.	شہسوار فوج (انجیل) کے افسر
۲۳	۲۲۱-۳/۲	.	.	۱۰۷/۲	۶۸۹	.	افسر عرض
۲۴	۲۷۹-۸۴/۳	.	.	.	۶۴۵	.	شکرگاہ رجیع کے افسر
۲۵	۵۲-۷۲/۴	.	.	.	۶۴۷	.	" "
۲۶	۳۳۱/۴	۱۲۶/۳	.	۱۲۱/۲	۶۰۲, ۴۳۲, ۴۳۵	.	شب بیدار الحرس کے افسر
۲۷	۱۴۳-۵/۱	.	.	.	"	.	" " "
۲۸	۱۰۰-۱/۳	.	.	.	"	.	" " "
۲۹	۱۴۳-۵/۱	.	.	۱۲۳/۲	.	.	انجیل/مقدمہ کے افسر
۳۰	۳۰۶/۴	.	.	۳۹/۳	.	.	سالار مینہ
۳۱	.	.	.	"	.	.	سالار میرہ
۳۲	۵۲-۷۲/۴	.	.	۱۳۵/۲	۸۱۵	.	الحرس کے افسر
۳۳	۱۹۶-۹/۲	.	۳۵۵/۱	.	۸۰۱	.	سالار مقدمہ
۳۴	۳۶/۳	سالار فوج سلیم
۳۵	۲۴۹/۵	۵۷/۳	۳۵۵/۱ ۵۲ فب	۱۳۵/۲	.	.	سالار دستہ/مقدمہ
۳۶	۹۳-۶/۲	۵۶/۳	۵۲ "	۱۳۵-۶/۲	۸۱۹, ۸۲۵	.	سالار مقدمہ/مینہ
۳۷	۲۸۳-۵/۲	"	"	"	۸۲۵	.	سالار دستہ فوج نبوی
۳۸	۱۹۶-۹/۲	۵۵-۶/۳	" "	"	"	.	" "
۳۹	۸۶/۵	سالار مینہ
۴۰	۹۳-۶/۲	.	.	۱۵۰/۲	۸۹۷	.	سالار مقدمہ
۴۱	۲۳۸/۵	۷۹/۳	۳۶۵-۶/۱ ۶۷ "	۱۵۲/۲	۹۱۵	.	"
۴۲	۹۳-۶/۲	.	.	۱۵۸/۲	۹۲۳	.	"
۴۳	۲۰۳-۵/۳	مشاقہ (پیادہ سپاہ) اور سامان کے افسر
۴۴	۱۰۰-۱/۳	.	.	۱۶۶/۲	۱۰۳۴	.	مستقل الحرس کے افسر
۴۵	۱۵۵/۳	فوج یمن کے مستقل افسر

ضمیمہ اول-۳ اُمراءِ علم/علمبردار (اصحابِ لویۃ والریات)

نمبر شمار	علمبردار	قبیلہ/خاندان	قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت ابو مرثد	قیس عیلان / بنو غنی	الف	سریرہ حمزہ (سیف البحر)	رمضان ۱ھ / مارچ ۶۲۳ء
۲	مصعب بن اثامہ	قریش / مطلب	"	" عیینہ بن حارث (راہِ)	شوال ۱ھ / اپریل ۶۲۳ء
۳	مقداد بن عمرو	قضاہ / بہراہ	"	" سعد بن ابی وقاص (فول)	ذیقعدہ ۱ھ / مئی ۶۲۳ء
۴	حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	"	غزوہ ودان	صفر ۱ھ / اگست ۶۲۳ء
۵	" سعد بن ابی وقاص	" / زہرہ	"	" بواط	ربیع الاول ۱ھ / ستمبر ۶۲۳ء
۶	" علی بن ابی طالب	" / ہاشم	"	" بدر اولیٰ	" "
۷	" حمزہ بن عبدالمطلب	" / "	"	" ذات العشرہ	جمادی الآخرہ ۱ھ / دسمبر ۶۲۳ء
۸	" مصعب بن عمیرؓ	" / عبدالدار	"	" بدر عظیم	رمضان ۱ھ / مارچ ۶۲۴ء
۹	" جناب بن منذرؓ	خزرج / سلمہ	س	" "	" "
۱۰	" سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	"	" "	" "
۱۱	" حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	الف	" بنی قینقاع	شوال ۱ھ / اپریل ۶۲۴ء
۱۲	" علی بن ابی طالب	" "	"	" اکدر	محرم ۳ھ / جولائی ۶۲۴ء
۱۳	" مصعب بن عمیرؓ	" / عبدالدار	"	" احد	شوال ۱ھ / مارچ ۶۲۵ء
۱۴	" ابوالردوم بن عمیر	" "	"	" "	" "
۱۵	" اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	د	" "	" "

۱۔ طبری، ۲/۴۳۱ میں حضرت علی بن ابی طالب ہاشمی کو مہاجرین کا علمبردار بتایا گیا ہے۔

۲۔ " " " " سعد بن عبادہ خزرجی کو خزرج " " " "۔

۳۔ " " " " ۵۱۶/۲ " " علی بن ابی طالب ہاشمی کو مہاجرین " " " "۔

علم قبیلہ / خاندان	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
علم سریہ	•	•	۶/۲	•	۲۰۲/۲	۱۲۹۶/۵
"	•	•	۷/۲	•	"	۲۳۵۴-۵/۴
"	•	•	"	•	۲۰۳/۲	۲۰۹/۴
علم غزوہ نبوی	•	•	۸/۲	•	۲۰۴/۲	۲۶-۵۰/۲
"	•	•	"	•	"	۹۰-۳/۲
"	•	•	•	•	"	۱۶-۴۰/۴
"	•	•	۹/۲	•	۲۰۸/۲	۴۶-۵۰/۲
"	۶۱۲-۱۳	۵۶, ۵۸	۱۴/۲	•	•	۴۰/۴
" / خزر ج	•	۵۸	"	•	•	۳۶۴-۵/۱
" / اوس	•	۵۸	"	•	•	۲۹۶-۹/۲
"	•	•	۲۹/۲	•	۲۸۱/۲	۴۶-۵۰/۲
"	•	•	۳۱/۲	•	۲۸۲/۲	۱۶-۴۰/۴
" / مہاجرین	•	۲۱۵	۵۸/۲	۳۱۷/۱	۵۰۸/۲	۳۶۸-۹/۴
" / شہادت مصعب کے بعد	•	۲۳۹	•	•	•	•
" / اوس	•	۲۱۵	۵۸/۲	۳۱۷/۱	۵۰۸/۲	۹۲-۳/۱

شوال ۳ / مارچ ۶۲۵ھ	غزوہ احد	س	خروج / سلم	حضرت جابر بن منذر لہ	۱۶
" "	حمرار الاسد	الف	قریش / ہاشم	" علی بن ابی طالب لہ	۱۷
ربیع الاول ۴ / اگست ۶۲۵ھ	بنی نضیر	"	" "	" " " "	۱۸
ذی قعدہ ۴ / اپریل ۶۲۶ھ	بدر الموعد	"	" "	" " " "	۱۹
رجب ۵ / جنوری ۶۲۷ھ	مرسیع	"	" / تیمم	" ابو بکر صدیق	۲۰
" "	"	س	خروج / ساعدہ	" سعد بن عبادہ	۲۱
ذی قعدہ ۵ / اپریل ۶۲۷ھ	خندق	الف	کلب / مولائے رسول	" زید بن حارثہ	۲۲
" "	"	س	خروج / ساعدہ	" سعد بن عبادہ	۲۳
ذی الحجہ ۵ / اپریل مئی ۶۲۷ھ	بنی قریظہ	الف	قریش / ہاشم	" علی بن ابی طالب	۲۴
ربیع الثانی ۶ / اگست ۶۲۷ھ	غطفان	"	قضاعہ / ہرا	" مقداد بن عمرو	۲۵
" "	خیبر	"	قریش / تیمم	" ابو بکر صدیق	۲۶
صفر ۷ / جون ۶۲۸ھ	"	ب	" / عدی	" عمر بن خطاب	۲۷
" "	"	الف	" / ہاشم	" علی بن ابی طالب	۲۸
" "	"	س	خروج / سلم	" جابر بن منذر	۲۹
" "	"	"	" / ساعدہ	" سعد بن عبادہ	۳۰
" "	"	الف	قریش / مطلب	" مسطح بن اثاثہ	۳۱
" "	وادئ القری	س	خروج / ساعدہ	" سعد بن عبادہ	۳۲
" "	"	"	" / سلم	" جابر بن منذر	۳۳
" "	"	"	اوس / مالک	" سہل بن حنیف لہ	۳۴
رمضان ۷ / جنوری ۶۲۸ھ	فتح مکہ	"	خروج / ساعدہ	" سعد بن عبادہ	۳۵
" "	"	"	" "	" قیس بن سعد بن عبادہ لہ	۳۶

لہ بلاذری نے حضرت سعد بن عبادہ کا نام لیا ہے۔

لہ واقدی نے ایک روایت میں حضرت ابو بکر صدیق کا نام لیا ہے۔

لہ ایک روایت میں حضرت جابر بن عبد اللہ کا نام ہے۔

لہ حکم نبری پر باپ کی جگہ بیٹے نے دوران غزوہ کی تھی۔

۱۶	۳۶۴-۵/۱	۵۰۸ / ۲	.	۵۸ / ۲	۲۱۵	.	علم غزوہ نبوی / غزرج
۱۷	۱۶-۳۰/۴	.	.	۴۹ / ۲	۳۴۶	.	"
۱۸	"	.	.	۵۸ / ۲	.	.	"
۱۹	"	.	.	۵۹ / ۲	۳۸۸	.	"
۲۰	۲۰۵-۲۳/۳	.	.	۶۴ / ۲	۴۰۷	.	مہاجرین /
۲۱	۲۸۳-۵/۲	.	.	"	"	.	انصار /
۲۲	۲۳۴-۷/۲	.	.	۶۷ / ۲	.	.	مہاجرین /
۲۳	۲۸۳-۵/۲	.	.	"	.	.	انصار /
۲۴	۱۶-۳۰/۴	.	.	۷۴ / ۲	۴۹۷	.	"
۲۵	۴۰۹ / ۴	.	.	۸۰ / ۲	.	.	"
۲۶	.	{ ۱۱-۱۲ / ۳ }	.	{ ۱۰۶ / ۲ { ۶۴۹, ۵۳	{ ۳۲۸ / ۲ }	.	{ بالترتیب "
۲۷	.		.			.	
۲۸	.		.			.	
۲۹	.	.	.	"	.	.	غزرج /
۳۰	.	.	.	"	.	.	" "
۳۱	۳۵۴-۵/۴
۳۲	۲۸۳-۵/۲	انصار
۳۳	۳۶۴-۵/۱	.	.	.	۷۱۰	.	"
۳۴	۳۶۴-۵/۲	"
۳۵	۲۸۳-۴/۲	علم نبوی /
۳۶	۲۱۵-۶/۴	.	.	.	۸۰۰-۸۰۱	.	" "

رمضان شمسہ / جنوری ۱۳۳۰ھ	فتح مکہ	د	خزرج / سلمہ	حضرت طلحہ بن عامر	۳۷
" "	"	"	" / نجار	" عمارہ بن عزم	۳۸
" "	"	"	" / حارث	" عبداللہ بن زید	۳۹
" "	"	س	" / نجار	" سلیط بن قیس	۴۰
" "	"	الف	قریش / اسد	" زبیر بن عوام	۴۱
" "	"	"	" / ہاشم	" علی بن ابی طالب	۴۲
" "	"	"	" / زہرہ	" سعد بن ابی وقاص	۴۳
" "	"	س	ادس / واقف	" ہلال بن امیہ	۴۴
" "	"	"	" / عبداللہ اشعل	" ابو نائلہ	۴۵
" "	"	"	" / بنو معاویہ	" جابر بن عتیک	۴۶
" "	"	"	" / خطمہ	" ابولبابہ بن عبدالمنذر	۴۷
" "	"	"	" / "	" خزیمہ بن ثابت	۴۸
" "	"	"	خزرج / ساعدہ	" ابواسید	۴۹
" "	"	"	" / ظفر	" قتادہ بن نعمان	۵۰
" "	"	"	" / حارثہ	" ابوبردہ بانئ بن نیار	۵۱
" "	"	ط	سليم	" حیان بن حکم	۵۲
" "	"	س	"	" یزید بن افسس	۵۳
" "	"	ط	"	" خفاف بن مدیر	۵۴
" "	"	"	غطفان / اشجع	" عوف بن مالک	۵۵
" "	"	"	مزینہ	" غزاعی بن جندبہم	۵۶
" "	"	"	"	" نعمان بن مقرن	۵۷
" "	"	"	"	" عبداللہ بن عمرو	۵۸
" "	"	"	"	" بلال بن حارث	۵۹
" "	"	د	اسلم	" بریدہ بن حصیب	۶۰
" "	"	"	"	" ناجیہ بن اعجم	۶۱
" "	"	س	جبینہ	" معبدہ بن خالد	۶۲

۳۷ ۲۰۵-۶/۴					علم نبوی / بنو سلمہ
۳۸ ۴۸/۴					بنو نجار / "
۳۹ ۱۶۵-۷/۴					• / "
۴۰ ۳۴۵-۶/۲			۸۰۰ - ۸۰۱		• / "
۴۱ ۱۹۶-۹/۲	۵۵ / ۳				مہاجرین / "
۴۲ ۱۶-۳۰/۴					" / "
۴۳ ۹۰-۳/۲					" / "
۴۴ ۶۶/۵					بنو واقف / "
۴۵ ۳۱۱/۵					• / "
۴۶ ۲۵۸-۹/۱			۸۰۰		بنو معاویہ / "
۴۷ ۲۸۴-۵/۴					• / "
۴۸ ۱۱۴/۲					خطہ / "
۴۹ ۱۲۷/۵			۸۰۰		• / "
۵۰ ۱۹۵-۷/۴			"		ظفر / "
۵۱ ۱۴۶/۵			•		حارثہ / "
۵۲ ۳۶۶/۱					سلیم / "
۵۳ ۱۰۲-۳/۵					" / "
۵۴ ۱۱۸-۹/۲					" / "
۵۵ ۱۵۶/۴					اشعج / "
۵۶ ۱۱۳/۲					مُزینہ / "
۵۷ •			۸۰۰		" / "
۵۸ ۳۰-۱/۵			•		" / "
۵۹ ۲۰۵/۱			۸۰۰		" / "
۶۰ ۱۷۵-۶/۱			"		اسلم / "
۶۱ ۴/۵			"		اسلم
۶۲ ۲۹۰/۴			•		جینہ

۶۳	حضرت سوید بن صخر	جہینہ	د	فتح مکہ	رمضان ۶۳ھ / جنوری ۶۳۰ء
۶۴	زید بن خالد	"	س	"	"
۶۵	عبداللہ بن بدر	"	ط	"	"
۶۶	بشر بن ابی سفیان	خزاعہ / کعب	"	"	"
۶۷	ابو شریح	"	"	"	"
۶۸	عمرو بن سلم	"	"	"	"
۶۹	علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	غزوہ خین	شوال ۶۳ھ / فروری ۶۳۰ء
۷۰	سعد بن ابی وقاص	" / زہرہ	"	"	"
۷۱	عمر بن خطاب	" / عدی	ب	"	"
۷۲	جباب بن منذر	خزرج / سلمہ	س	"	"
۷۳	سعد بن عبادہ	" / ساعدہ	"	"	"
۷۴	اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	د	"	"
۷۵	ابو بکر صدیق	قریش / تیم	الف	غزوہ تبوک	شوال ۶۳ھ / ذی قعدہ ۶۳ھ / اکتوبر ۶۳۰ء
۷۶	زبیر بن عوام	" / اسد	"	"	"
۷۷	اسید بن حضیر	اوس / عبدالاشہل	د	"	"
۷۸	عمارہ بن حزم	خزرج / نجار	د	"	"
۷۹	ابو دجانہ	"	س	"	"
۸۰	جباب بن منذر	" / سلمہ	"	"	"
۸۱	زید بن ثابت	" / نجار	"	"	"
۸۲	ابو زید	" / عمرو بن عوف	"	"	"
۸۳	معاذ بن جبل	" / سلمہ	"	"	"
۸۴	عبداللہ بن مالک	" / بنو قظیمہ بن عبس	۰	"	"
۸۵	عامر بن سالم	اسلم	د	"	"
۸۶	بریدہ بن حصیب	"	"	سریرہ اسامہ بن زید	محرم ۶۳ھ / ربیع الاول ۶۳ھ / مارچ ۶۳۲ء

۶۳	۳۷۸/۲						جہینہ
۶۴	۲۲۸/۲	.	.	.	۸۰۰	.	"
۶۵	۱۲۳-۲/۳						"
۶۶	.						خزاعہ / کعب
۶۷	۲۲۵/۵	.	.	.	۸۰۱	.	" "
۶۸	۱۰۳-۵/۴						" "
۶۹	"						مہاجرین
۷۰	"	.	.	۱۵۰/۲	۸۹۵	.	"
۷۱	"						"
۷۲	"	.	.	"	"	.	خزرج
۷۳	"	.	.	"	"	.	"
۷۴	"	.	.	"	۸۹۵-۶	.	اوس
۷۵	"						مہاجرین
۷۶	"						"
۷۷	"						اوس
۷۸	"						خزرج
۷۹	۱۸۴/۵	.	.	.	۹۹۶-۱۰۰۳	.	"
۸۰	"						"
۸۱	"						"
۸۲	"						"
۸۳	"						"
۸۴	۲۵۱/۳
۸۵	۸۱/۳
۸۶	۱۷۵-۶/۱	.	.	۱۹۰/۲	۱۱۱۸	.	علم نبوی

ضمیمہ اول - ۴ افسرانِ طلیعہ (گشتی دستے)

نمبر شمار	طلیعہ افسر	قبیلہ / خاندان	قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت طلحہ بن عبید اللہ	قریش / تیمم	الف	کاروان قریش قبل بدر	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۲	سعید بن زید	عدی / عدی	"	"	"
۳	زبیر بن عوام	اسد / اسد	"	غزوہ بدر	"
۴	علی بن ابی طالب	ہاشم / ہاشم	"	"	"
۵	بہس بن عمرو	جہینہ	س	"	"
۶	زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	"	"
۷	عبد اللہ بن رواحہ	خزرج / حارث	د	"	"
۸	ماکب بن خلف	اسلم	س	غزوہ احد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۹	نعمان بن خلف	"	"	"	"
۱۰	سلیط بن خالد	"	"	"	"
۱۱	سفیان بن خالد	"	"	"	"
۱۲	(نام معلوم)	بنو عویر	"	"	"
۱۳	ابو لیلیٰ	خزرج / مازن	"	غزوہ بنی قینقاع	ربیع الاول ۴ھ / اگست ۶۲۵ء
۱۴	عبد اللہ بن سلام	بنو قینقاع	"	"	"
۱۵	جعال بن سراقہ	کنانہ / ضمرہ	ب	ذات الرقاع	محرم ۵ھ / جون ۶۲۶ء
۱۶	سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	س	خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل ۶۲۷ء
۱۷	اسید بن حضیر	"	د	"	"
۱۸	سعد بن عبادہ	خزرج / سعدہ	د	"	"
۱۹	ابو بکر صدیق	قریش / تیمم	الف	بنو لیحان	ربیع الاول ۶ھ / جولائی ۶۲۷ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
کاروان قریش کی آمد کا وقت درستہ معلوم کرنا	۱۹ - ۲۰	۱۱ - ۱۲ / ۲	۲۸۸ / ۱	۴۷۸ / ۲	۵۹ / ۳	۱
" " "	"	"	"	"	"	۲
بدر کے کنوؤں کے قریب جا کر دشمن کی خبر لانا	۵۱	۱۳ / ۲	۰	۴۲۲ / ۲	۱۹۶ - ۹ / ۲	۳
" " "	"	"	۰	۰	۶ - ۴۰ / ۲	۴
" " "	"	"	۰	۰	۰	۵
فتح بدر کی خوشخبری اہل العالیہ کو دینا	۱۱۴	۰	۲۹۴ / ۱	۴۵۸ / ۲	۰	۶
" " " زیریں مدینہ کے لوگوں کو دینا	"	۱۳ / ۲	۰	۰	۱۵۶ - ۹ / ۳	۷
دشمن کے بارے میں خبریں حاصل کرنا	۰	۰	۰	۰	۲۷۸ / ۲	۸
	۰	۰	۰	۰	۲۵ / ۵	۹
دشمن کی پسپائی کے بعد ان کے ارادوں کا پتا لگانا	۳۳۷	۰	۰	۰	۰	۱۰
	۰	۰	۰	۰	۲۹۷ / ۲	۱۱
کھجوروں کے بعض درخت کاٹنا	۳۷۲	۰	۰	۰	۰	۱۲
	۰	۰	۰	۰	۲۸۶ / ۵	۱۳
مدینہ والوں کو مسلم فوج کی خیریت سے آگاہ کرنا	۰	۶۱ / ۲	۰	۰	۷۶ - ۷ / ۳	۱۴
بنو قریظہ کے بارے میں پتا لگانا	۴۵۸	۰	۰	۰	۰	۱۵
	۰	۰	۰	۰	۲۸۳ - ۴ / ۱	۱۶
غیر تک خبریں معلوم کرنے لگے تھے	۵۳۶	۷۹ / ۲	۰	۰	۰	۱۷
	۰	۰	۰	۰	۱۹۹۶ - ۷ / ۲	۱۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۱۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۰
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۱
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۳
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۴
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۵
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۶
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۷
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۲۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۰
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۱
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۳
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۴
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۵
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۶
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۷
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۳۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۰
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۱
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۳
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۴
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۵
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۶
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۷
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۰
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۱
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۳
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۴
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۵
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۶
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۷
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۵۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۰
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۱
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۳
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۴
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۵
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۶
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۷
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۶۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۰
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۱
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۳
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۴
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۵
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۶
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۷
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۷۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۰
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۱
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۳
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۴
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۵
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۶
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۷
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۸۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۰
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۱
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۳
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۴
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۵
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۶
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۷
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۸
	۰	۰	۰	۰	۰	۹۹
	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰۰

۲۰	حضرت عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	حدیبیہ	ذی قعدہ ۶۲۶ھ / مارچ ۶۲۶ھ
۲۱	" " "	" " "	"	خیبر	صفر ۶۲۷ھ / جون ۶۲۷ھ
۲۲	" عمرو بن طفیل	ازد / دوس	"	"	" "
۲۳	" محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	"	"	" "
۲۴	" علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	فتح مکہ	رمضان ۶۲۸ھ / جنوری ۶۲۹ھ
۲۵	" زبیر بن عوام	" / اسد	"	"	" "
۲۶	" نہیک بن اوس	غزوہ	س	حنین	شوال ۶۲۸ھ / فروری ۶۲۹ھ
۲۷	" اسید بن حضیر	اوس	"	تبوک	۶۲۹ھ / ۶۳۱ھ
۲۸	" زیاد بن حنظلہ	تمیم	۰	مسیلہ کذاب کے خلاف	۶۳۲ھ / ۶۳۳ھ

۲۰	۱۰۰-۱/۳	.	.	۹۵/۲	۵۷۴	.	دشمن کی خبر معلوم کرنا۔ ۲۰ سپاہ کے افسر
۲۱	"	.	.	.	۶۴۰	.	" "
۲۲	۱۱۵/۴	.	.	.	۹۲۳	.	اپنے قبیلہ سے ملک لانا
۲۳	۳۳۱/۴	.	.	.	۶۴۴	.	لشکر گاہ کے لیے مناسب جگہ حاصل کرنا
۲۴	"	۴۸-۹/۳	.	.	۷۹۷-۸	.	{ ایک جاسوس عورت سے خط وصول کرنا
۲۵	"	
۲۶	۴۴/۵	مدینہ والوں کو مسلم سپاہ کی خیریت پہنچانا
۲۷	۹۲-۹۳/۱	.	.	.	۱۰۴۱	.	پانی وغیرہ حاصل کرنا/جگہ کا پتہ لگانا
۲۸	۲۱۳/۲	اس کے ارادوں کا پتہ لگانا

ضمیمہ اول-۵ جاسوس (عمیون)

نمبر شمار	جاسوس	قبیلہ/خاندان	زمانہ قتل اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت بکس بن عمرو	جہینہ	س	غزوہ بدر	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۲	عدی بن ابی الزغباء	"	"	"	"
۳	عمار بن یاسر	ندج / غفس	الف	"	"
۴	عبد اللہ بن مسعود	ہذیل	"	"	"
۵	انس بن فضالہ	غزرج / ظفر	س	غزوہ اُحُد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۶	مونس بن فضالہ	"	"	"	"
۷	جباب بن منذر	" / سلمہ	د	"	"
۸	علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	"	"
۹	امیر بن غیلہ	کنانہ / غمرہ	س	رجیع	صفر ۴ھ / اپریل ۶۲۶ء
۱۰	عمرو بن امیر	"	"	"	"
۱۱	بریدہ بن حبیب	اسلم	د	مریض	شعبان ۵ھ / جنوری ۶۲۷ء
۱۲	نواث بن جبیر	غزرج	س	خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل مئی ۶۲۷ء
۱۳	حذیفہ بن یمان	غلفان / حلیف عبد اللہ	"	"	"
۱۴	زبیر بن عوام	قریش / اسد	الف	"	"
۱۵	بسر بن سفیان	غزاعہ / کعب	س	حدیبیہ	ذی قعدہ ۶ھ / مارچ ۶۲۸ء
۱۶	انس بن ابی مرثد	قیس عیلان / غنی	الف	حنین	شوال ۶ھ / فروری ۶۲۹ء
۱۷	عبد اللہ بن ابی حداد	اسلم	س	"	"

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
جنگ سے قبل بدر جا کر دشمن کی خبر معلوم کرنا	۰	۲۲	۱۲ / ۲	۲۸۹ / ۱	۳۳۳ و ۳۴	۱۷۸ - ۹ / ۱
دشمن کے خیرین ہونے کے بعد ان کی خبریں معلوم کرنا	۰	۵۴	۰	۰	۰	۳۳ - ۲۷ / ۲
اُحد سے قبل دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کرنا	۰	۲۰۶ - ۷	۳۷ / ۲	۰	۰	۱۲۵ - ۶ / ۱
احد میں خیرین ہونے کے بعد دشمن کے بارے میں خبریں معلوم کرنا	۰	۲۰۷	۰	۰	۰	۳۶۳ - ۵ / ۱
جنگ کے بعد	۰	۰	۰	۰	۵۲۷ - ۸ / ۲	۱۶ - ۲۰ / ۲
قریش کے ارادوں کا پتا لگانا	۰	۰	۰	۰	۰	۱۱۷ / ۱
بنو قریظہ کے ارادوں کے بارے میں تصدیق کرنا	۰	۴۰۴	۶۳ / ۲	۰	۰	۸۶ / ۲
بنو قریظہ	۰	۴۶۰ - ۶۱	۰	۰	۰	۱۷۵ - ۶ / ۱
احزاب	۰	۴۸۹ - ۹۰	۶۹ / ۲	۰	۰	۳۹۰ - ۲ / ۱
بنو قریظہ کی غداری کی خبروں کی تصدیق کرنا	۰	۴۵۷	۰	۰	۰	۱۹۶ - ۹ / ۱
قریش کے ارادوں کا پتا لگانا	۰	۵۷۳	۹۵ / ۲	۰	۰	۱۸۱ / ۱
ہوازن	۰	۸۹۴	۰	۰	۰	۱۲۹ - ۳۰ / ۱
دشمن کی کمینہ گاہ کا پتا لگانا	۰	۸۹۳	۱۵۰ / ۲	۰	۷۳ / ۳	۱۴۱ - ۲ / ۳

ضمیمہ اول - ۶ راہ بر (دلیل)

تبر شمار	راه بر	قبیلہ / خاندان	قبول نامہ	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت عبداللہ بن اریقظ	دئل	س	سفر ہجرت نبوی	صفر-ربیع الاول ۱۸ھ / اگست ۶۲۲ء
۲	" سعد العرجی	کنانہ / اسلم	"	"	" " " "
۳	" ابو حثمہ	اوس / حارث	"	أحد	شوال ۲۸ھ / مارچ ۶۲۵ء
۴	" ثابت بن ضحاک	فزارج / عمرو بن عوف	"	حمرہ الاسد	" " " "
۵	" مذکور	عذرہ	۰	دومتہ الجندل	ربیع الاول ۱۹ھ / اگست ۶۲۶ء
۶	" مسعود بن حنیہ	اسلم	د	مرسیع	رجب ۵ھ / جنوری ۶۲۷ء
۷	" ابو حدرہ	"	"	غطفان	ربیع الثانی ۱۰ھ / اگست ۶۲۷ء
۸	" عمرو بن عبدنعم	"	ط	حدیبیہ	ذی قعدہ ۱۰ھ / مارچ ۶۲۸ء
۹	" حسیل بن خارجہ / نویرہ	غطفان / اشجع	"	خیبر	صفر ۱۱ھ / مئی-جون ۶۲۸ء
۱۰	" عبداللہ بن نعیم	"	"	"	" " " "
۱۱	" یاسر	یہود خیبر	ع	"	" " " "
۱۲	" ابو عریض	"	"	"	" " " "
۱۳	" سماک	"	"	"	" " " "
۱۴	" حسیل بن خارجہ / نویرہ	غطفان / اشجع	ط	سریرہ بشیر بن سعد	شوال ۱۱ھ / فروری ۶۲۹ء
۱۵	" غالب بن عبداللہ	کنانہ / لیث	س	فتح مکہ	رمضان ۱۲ھ / جنوری ۶۳۰ء
۱۶	" علقمہ بن فغواء	فزارجہ / عامر بن ربیعہ	د	غزوہ تبوک	رجب-رمضان ۱۲ھ / اکتوبر-نومبر ۶۳۰ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
متن سے العرج تک راہ بری
العرج سے مدینہ تک راہ بری	۲۸۶-۴/۲
مدینہ سے احد تک "	.	۲۱۸	۳۹/۲	.	۵۰۶/۲	۱۶۹/۵
مدینہ سے حراء الاسد تک "	۲۲۵-۶/۱
مدینہ سے دومر تک "	.	۴۰۳	.	.	.	۳۳۲/۴
مدینہ سے مرسیع تک "	۳۶۰/۴
" " علاقہ غطفان تک راہ بری	۱۶۹-۷۰/۵
" " حدیبیہ تک "	.	۵۸۴	.	.	.	۱۱۹-۲۰/۴
" " خیبر " "	.	۶۳۹	۲۳/۳	.	.	۱۶/۲
خیبر کی مہم کے دوران	۲۶۸/۳
" "	.	۶۴۱
" "	۲۵۳/۵
" "	.	۶۴۷-۸	.	.	.	۳۵۲/۲
دوران سریر اور مدینہ سے علاقہ مہم تک	.	۷۲۷	.	.	.	۱۶/۲
متن کا مختصر ترین راستہ بتایا اور ماہر بری کی	۱۶۸/۴
متن سے تبرک تک	.	۹۹۹	.	.	.	۱۶۱۳-۱۴/۴

ضمیمہ اول۔ ۷ اموال غنیمت اور قیدیوں کے نگران افسر (اصحاب المغانم)

نمبر شمار	صاحب المغانم	قبیلہ / خاندان	قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت عبداللہ بن کعب	خزرج / نجار	س	غزوہ بدر	رمضان ۲ / مارچ ۶۲۴ء
۲	" " "	" " "	"	متعدد - غیر متعینہ	"
۳	" صالح شقران	حبشی / مولائے رسول	الف	غزوہ بدر	"
۴	" محمد بن مسلمہ	اوس / حارث	د	غزوہ بنی قینقاع	شوال ۲ / اپریل ۶۲۴ء
۵	" عبادہ بن صامت	خزرج	د	"	"
۶	" منذر بن قدامہ	اوس / سالم لہ	س	"	"
۷	" محمد بن مسلمہ	اوس / حارث	د	" بنوفضیر	ربیع الاول ۲ / اگست ۶۲۵ء
۸	" ابورافع	مولائے رسول	الف	"	"
۹	" بریدہ بن حصیب	اسلم	د	مرسیع	شعبان ۵ / جنوری ۶۲۶ء
۱۰	" صالح شقران	حبشی / مولائے رسول	الف	"	"
۱۱	" محمد بن جزمہ	زبید / حلیف بنی نجع	ب	"	"
۱۲	" مسعود بن حنیہ	اسلم	د	"	"
۱۳	" سعد بن زید	اوس / عبدالاشہل	س	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ / مئی ۶۲۶ء
۱۴	" مسلم بن بکرہ	انصاری	ط	"	"
۱۵	" محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د	"	"
۱۶	" محمد بن جزمہ	زبید	ب	"	"
۱۷	" عبداللہ بن سلام	بنو قینقاع	س	"	"

لے بلاذری کے مطابق سُلی تھے۔

اسد الغابہ	طبری	بلاذری	ابن سعد	واقدی	ابن ہشام	کام کی نوعیت
۱۲۴۸-۹/۳	۴۵۸/۲	.	۱۸/۲	۱۰۰	.	اموال غنیمت کے افسر
۲	خمس کے افسر
۳۳-۴/۳	.	.	.	۱۰۵	.	قیدیوں کے افسر
۴۳۳۱/۴	.	.	۵۸/۲	۱۰۸	.	قیدیوں کے افسر اخراج اور معاف کے افسر
۵۱۰۶-۷/۳	۴۸۱/۲	.	۲۹/۲	.	.	یہود کے اخراج کے انتظامات کے نگراں
۶۴۱۹/۴	.	۳۰۹/۱	"	۱۰۷	.	قیدیوں کو ہتھکڑیاں پہنانے کے ذمہ دار
۷۳۳۱/۴	.	.	۷۵/۲	۳۷۴	.	یہود کے اخراج کے نگراں افسر
۸۱۹۱/۵	.	.	.	۳۷۹	.	اموال غنیمت کے افسر
۹۱۷۵-۶/۱	.	.	۶۴/۲	۴۱۰	.	قیدیوں کے نگراں افسر
۱۰۳-۴/۳	.	.	"	"	.	اموال غنیمت کے افسر
۱۱۳۳۳/۴	.	.	"	"	.	خمس اور سہان مسلمان کے افسر
۱۲۳۶۰/۴	خمس کے افسر
۱۳۲۷۹-۸۰/۲	.	.	.	۵۹۱-۲	.	قیدیوں کو بطور غلام فروخت کرنے کے افسر
۱۴۳۶۰/۴	قتل ہونے والے قیدیوں کے نگراں افسر
۱۵۲۳۰-۱/۴	.	.	.	۵۰۹	.	" " " " ہتھکڑی لگانا
۱۶۳۳۴/۴	.	.	۷۵/۲	.	.	خمس کے افسر
۱۷۱۷۹-۷/۳	.	.	"	۵۰۹	.	قیدیوں کے افسر اعلیٰ

۱۸	حضرت علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵۵۰ھ / مئی ۶۲۷ھ
۱۹	” زبیر بن عوام	” / اسد	”	”	”
۲۰	” سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	س	”	”
۲۱	” مرداس بن مروان	” / سلمہ	ط	غزوہ خیبر	صفر ۵۵۰ھ / مئی - جون ۶۲۸ھ
۲۲	” فروہ بن عمرو	” / بیاضہ	د	غزوہ خیبر	”
۲۳	” ابو جہیم	انصاری	۔	”	”
۲۴	” خزاعی بن عبدنم	مزینہ	س	فتح مکہ	رمضان ۵۵۰ھ / جنوری ۶۲۸ھ
۲۵	” مسعود بن عمرو	غفار	ب	حنین	شوال ۵۵۰ھ / فروری ۶۲۸ھ
۲۶	” عمرو بن قاری	قارہ	د	”	”
۲۷	” بدیل بن ورقار	غزاعہ	ف	”	”
۲۸	” بسر بن سفیان	”	ط	” طائف	”
۲۹	” زید بن ثابت	خزرج / نجار	س	”	”
۳۰	” ”	”	”	جعرانہ	”
۳۱	” عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	”	”
۳۲	” ابو محمد کلثوم بن حصین	غفار	”	”	”
۳۳	” ابو قتادہ	خزرج / سلمہ	س	سریہ علی طرف الفلکس	ربیع الثانی ۵۹۰ھ / جولائی - اگست ۶۲۳ھ

۱۸۱۶-۲۰/۲	.	.	.	۵۱۳	.	قتل کے مجرم قیدیوں کے قتل کے افسر
۱۹۱۹۶-۴/۲	.	.	.	"	.	" " "
۲۰۲۸۳-۵/۲	.	.	.	۵۲۳	.	بعض قیدیوں کے فروخت کے نگران افسر
۲۱۳۴۴-۸/۲	اموال غنیمت کے افسر
۲۲۱۴۸-۹/۲	.	.	۱۰۴/۲	۶۸۰	.	" " "
۲۳ ۱۶۵/۵	" " " مدینہ پہنچانے کے افسر
۲۴ ۱۱۳/۲	" " " پر قبضہ کرنے کے افسر
۲۵ ۲۵۹/۲	۸۱/۳	.	.	.	۴۵۹/۲	" " " اور قیدیوں کو جہاز میں اٹھانے کے افسر
۲۶ ۱۲۶/۲	" " " " " " "
۲۷ ۱۴۰/۱	.	.	.	۹۸۳	.	جہاز میں جمع شدہ اموال غنیمت کے افسر
۲۸۱۸۱-۲/۱	.	.	.	۹۲۳	.	حنین کے قیدیوں کے لیے کپڑے خریدنے کے افسر
۲۹۲۲۱-۲/۲	.	.	.	۹۵۹	.	اموال غنیمت اور قیدیوں کو شمار کرنے کے افسر
۳۰ "	.	.	.	۹۵۲	.	انصار سے قیدیوں کو رہا کرانے کے ذمہ دار
۳۱۵۲-۴۲/۲	.	.	.	"	.	مہاجرین سے اسیران حنین کو رہا کرانا
۳۲ ۱۹۴/۵	.	.	.	"	.	بدوی قبائل سے " " " "
۳۳۲۰۴-۵/۵	.	.	۱۶۲/۲	.	.	اموال غنیمت اور قیدیوں کے افسر

ضمیمہ اول - ۸۔ اسلحہ اور گھوڑوں کے افسر (اصحاب السلاح والفرس)

نمبر شمار	افسر	قبیلہ / خاندان	زمانہ اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت سعد بن ابی وقاص	قریش / زہرہ	الف	بدر سے قبل	۲-۳ / ۶۲۲ء
۲	بشیر بن سعد	خزرج / ساعدہ	س	عمرة القضیہ	ذی قعدہ ۳ / مارچ ۶۲۹ء
۳	اوس بن خولی	"	"	"	"
۴	عبدالرحمن بن اذہر	قریش / زہرہ	ف	حنین	شوال ۳ / فروری ۶۳۱ء

کام کی نوعیت	ابن مشعل	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
ریاستی گھوڑوں کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۲۶۸/۲
اسلحہ کے افسر	۰	۷۳۳	۱۲۱/۲	۰	۲۶/۳	۱۹۵/۱
" "	۰	۷۳۵	"	۰	۰	۰
گھوڑوں کے افسر	۰	۰	۰	۰	۰	۲۷۹/۳

ضمیمہ اول - ۹ (محافظ دستوں کے افسر)

نمبر شمار	محافظ	قبیلہ / خاندان	قبول اسلام	مہم	تاریخ مہم
۱	حضرت سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	س	غزوہ بدر	رمضان ۲ / مارچ ۶۲۳ء
۲	" " "	" "	"	" اُحد	شوال ۳ / اپریل ۶۲۵ء
۳	" اسید بن حضیر	" "	"	" "	" "
۴	" سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د	" "	" "
۵	" محمد بن مسلمہ	اوس / حارث	"	" "	" "
۶	" ذکوان بن عبدقیس	" / زریق	"	" "	" "
۷	" سعد بن عبادہ	" / ساعدہ	"	حمرار الاسد	" "
۸	" حباب بن منذر	" "	"	" "	" "
۹	" سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	"	" "	" "
۱۰	" اوس بن غولی	خزرج / سالم	س	" "	" "
۱۱	" قتادہ بن نعمان	اوس / ظفر	د	" "	" "
۱۲	" عبید بن اوس	" "	س	" "	" "
۱۳	" عباد بن بشر	" / عبدالاشہل	د	" "	" "
۱۴	" " "	" "	"	ذات الرقاع	محرم ۴ / جون ۶۲۶ء
۱۵	" عمار بن یاسر	ندج / غنس	الف	" "	" "
۱۶	" عباد بن بشر	اوس / عبدالاشہل	د	حدیبہ	ذی قعدہ ۴ / اگست ۶۲۶ء
۱۷	" سلمہ بن اسلم	" / حارث	"	" "	" "
۱۸	" بلال بن رباح	حبشی / مولائے رسول	الف	وادی القری	صفر ۵ / جون ۶۲۵ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقفی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
میدان جنگ میں العرش کے باہر لگاواں و محافظ	۰	۵۵	۰	۰	۴۴۹/۲	۱۲۹۶-۹/۲
رسول کریم کے مکان پر محافظہ دتے کے افسر	۰	۲۰۸	۳۴/۲	۳۱۴/۱	۰	۲
" " "	۰	"	"	"	۰	۳۱۲-۳/۱
" " "	۰	"	"	"	۰	۴۲۸۳-۵/۲
پچاس سپاہیوں کے دتے کے افسر	۰	۰	۰	۳۱۵/۱	۰	۵
رسول کریم کے شیخین نامی مقام پر محافظ	۰	۲۱۴	۰	۰	۰	۶۱۳۴/۲
محافظ رسول	۰	۳۳۴	۰	۰	۰	۷۲۸۳-۵/۲
"	۰	"	۰	۰	۰	۸۱۲۶۴-۵/۱
"	۰	"	۰	۰	۰	۹۱۲۹۶-۴/۲
"	۰	"	۰	۰	۰	۱۰۱۴۴/۱
"	۰	"	۰	۰	۰	۱۱۱۹۵-۶/۴
"	۰	"	۰	۰	۰	۱۲۳۴۶/۳
"	۰	۳۳۶	۰	۰	۰	۱۳۱۰۰-۱/۳
محافظ افواج اسلامی	۰	۳۹۴	۰	۰	۰	۱۴
"	۰	"	۰	۰	۰	۱۵۶۳-۴/۴
محافظ رسول	۰	۶۰۶	۰	۰	۰	۱۶۱۰۰-۱/۳
"	۰	"	۰	۰	۰	۱۷۲۳۲-۳۳/۲
" و فوج اسلامی	۰	۰	۰	۰	۱۴/۳	۱۸۲۰۶/۱

ضمیمہ دوم - ۱ خلفائے رسول (نواب، خلفاء)

نمبر شمار	خليفة / نائب	قبیلہ / خاندان	قبول اسلام	مہم / موقعہ	تاریخ مہم / تقرری
۱	حضرت سعد بن عبادہ	فہرج / ساعدہ	د	ودان	صفر ۲ / اگست ۶۲۲ء
۲	" سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشل	"	بواط	ربیع الاول ۲ / ستمبر ۶۲۳ء
۳	" زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	بدر اولیٰ / سفوان	" "
۴	" ابوسلمہ بن عبدالاسد	قریش / مخزوم	"	ذات العشیرہ	جمادی الاخرہ ۲ / دسمبر ۶۲۳ء
۵	" عمرو بن ام مکتوم	" / عامر بن لوی	"	بدر الجبلی	رمضان ۲ / مارچ ۶۲۴ء
۶	" ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	اوس / عمرو بن عوف	س	"	" "
۷	" حارث بن حاطب	"	"	"	" "
۸	" عاصم بن عدی	" / غیلان	"	"	" "
۹	" ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	اوس / عمرو بن عوف	"	بنو قینقاع	شوال ۲ / اپریل ۶۲۴ء
۱۰	" " " "	" " "	"	سویق	ذی قعدہ ۲ / مئی - جون ۶۲۴ء
۱۱	" عمرو بن ام مکتوم	قریش / عامر بن لوی	الف	الکدر	محرم ۳ / جولائی ۶۲۴ء
۱۲	" عثمان بن عفان	" / امیہ	"	ذوالمر / غطفان	ربیع الاول ۳ / ستمبر ۶۲۴ء
۱۳	" عمرو بن ام مکتوم	" / عامر بن لوی	"	بحران	جمادی الاولیٰ ۳ / اکتوبر - نومبر ۶۲۴ء
۱۴	" " " "	" " "	"	احد	شوال ۳ / مارچ ۶۲۵ء
۱۵	" " " "	" " "	"	حمرہ الاسد	" "
۱۶	" ابوسلمہ بن عبدالاسد	" / مخزوم	"	ذات العشیرہ	محرم ۳ / جون ۶۲۵ء
۱۷	" عمرو بن ام مکتوم	" / عامر بن لوی	"	بنو نضیر	ربیع الاول ۳ / اگست ۶۲۵ء

لے اس مہم میں دوسری روایت کے مطابق حضرت سباع بن عرفطہ غفاری نائب رسول تھے۔

کیفیت	ابن ہشام	واقفی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
ابن ہشام ۵۹۰/۱ کے مطابق حضرت سائب بن جمحی	۵۹۰ - ۶۱/۱	۰	۸/۲	انساب ۲۸۴/۲	۴۰۴/۲	۱۲۸۳ - ۵/۲
۰	۰	۰	"	" / "	"	۲۲۹۶ - ۹/۲
۰	۰	۰	۹/۲	" / "	"	۳۲۳۲ - ۴/۲
۰	۵۹۸/۱	۰	"	۲۲۹۲/۲	۴۰۸/۲	۴۲۱۸/۵
ابن ہشام کے بقول حضرت عمرو بن ابی بکر ابولبابہ نے لکھی	۶۱۲/۱	۰	۰	۰	۰	۵۱۲۴/۴
حضرت ابولبابہ کو روٹا سے بھیجا گیا تھا	۰	۱۸۰	۱۲/۲	" / "	۴۰۸/۲	۶۲۹۸/۵
بالائی مدینہ کے علاقے میں	۰	"	"	۲۸۹/۲	"	۴
مدینہ زہریں کے لیے	۰	"	"	" / "	"	۸
پندرہ دن عہدہ مدت	۰	"	۲۹/۲	۳۰۹/۲	۴۸۱/۲	۹ ایضاً
پانچ " " "	۴۵/۲	۱۸۰ د ۸۲	۳۲/۲	۳۱۰/۲	"	۱۰
پندرہ " " "	۴۳/۲	۱۸۴	۳۱/۲	" / "	۴۸۳/۲	۱۱
گیارہ " " "	۴۶/۲	۱۹۶	۳۵/۲	۳۱۱/۲	۰	۱۲ ۳۴۶ - ۸/۲
دس " " "	"	۱۹۶	۳۵ - ۶/۲	" / "	۰	۱۳ ۱۲۴/۴
۰	"	۱۹۹	۳۹/۲	۳۳۸/۲	۰	۱۴
پانچ دن عہدہ مدت	۱۰۲/۲	۰	۴۹/۲	" / "	۵۳۶/۲	۱۵
۰	۰	۰	"	۰ / "	۰	۱۶ ۲۱۸/۵
پندرہ دن عہدہ مدت	۰	۳۴۱	۵۸/۲	۳۳۸/۲	۵۵۵/۲	۱۷ ۱۲۴/۴

۱۸	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ	خزرج	س	بدرالموعد	ذی قعدہ ۳۳ھ / اپریل ۶۲۶ء
۱۹	عثمان بن عفان	قریش / امیہ	الف	ذات الرقاع	محرم ۳۳ھ / جون ۶۲۶ء
۲۰	سباع بن عرفطہ	غفار	ب	دومتہ البندل	ربیع الاول الثانی ۳۳ھ / اگست ۶۲۶ء
۲۱	زید بن حارثہ	کلب / مولائے رسول	الف	مرسیع	رجب ۳۳ھ / جنوری ۶۲۷ء
۲۲	عمرو بن ام مکتوم	قریش / عامر بن لوی	"	خندق	ذی قعدہ ۳۳ھ / اپریل ۶۲۷ء
۲۳	" " "	" " "	"	بنو قریظہ	" ذی الحجہ ۳۳ھ / مئی ۶۲۷ء
۲۴	" " "	" " "	"	لحيان	ربیع الاول ۳۳ھ / جولائی ۶۲۷ء
۲۵	" " "	" " "	"	الغابہ	ربیع الثانی ۳۳ھ / اگست ۶۲۷ء
۲۶	" " "	" " "	"	حیدیبیہ	ذی قعدہ ۳۳ھ / مارچ ۶۲۸ء
۲۷	سباع بن عرفطہؓ	" " "	ب	خیبر / فدک / وادی القریۃ	صفر ۳۳ھ / جون ۶۲۸ء
۲۸	ابوہریرہؓ	غفار	س	عمرة القضاء	ذی قعدہ ۳۳ھ / مارچ ۶۲۹ء
۲۹	عمرو بن ام مکتومؓ	قریش / عامر بن لوی	الف	فتح مکہ	رمضان ۳۳ھ / جنوری ۶۳۰ء
۳۰	" " "	" " "	"	حنین / طائف	" شوال ۳۳ھ / فروری ۶۳۰ء
۳۱	محمد بن مسلمہؓ	ادس / عبدالاشہل	د	تبوک	رجب - رمضان ۳۳ھ / اکتوبر و دسمبر ۶۳۰ء
۳۲	علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	"	" " "
۳۳	سباع بن عرفطہؓ	غفار	س	حجۃ الوداع	ذی الحجہ ۳۳ھ / مارچ ۶۳۲ء

۱۔ ابن ہشام ۲/ ۲۰۹ کے مطابق حضرت عبداللہ بن عبد اللہ بن ابی بن سلول نائب رسول تھے۔

۲۔ وہ ابن ام مکتوم علی الصلاة ۱/ ۳۵۰۔

۳۔ ابن ہشام ۳/ ۳۷۰ کے مطابق حضرت عوف بن الاضبط نائب رسول تھے۔ بلاذری ۱/ ۳۵۳ میں ابوذر غفاری کا نام بھی ہے۔

۴۔ طبری ۳/ ۱۰۳ کے مطابق حضرت سباع بن عرفطہ غفاری نائب رسول تھے۔

۱۸	۱۵۶-۹/۳	۵۶۱/۲	.	۵۹/۲	۳۸۴	.	سولہ دن عہدہ مدت
۱۹	۲۴۹-۸۳/۳	۵۵۶/۲	انسابل/۳۴۰	۶۱/۲	۴۰۲	۲۰۳/۲	پندرہ دن
۲۰	۲۵۹/۲	۵۶۴/۲	۳۴۱/۲	۶۲/۲	۴۰۴	۲۱۳/۲	پچیس دن
۲۱	۲۳۴-۴/۲	.	۳۴۲/۲	۶۳/۲	.	.	اٹھائیس دن
۲۲	۱۲۴/۳	.	۳۴۵/۲	۶۶/۲	۴۴۱	۲۲۰/۲	پندرہ دن
۲۳	"	.	۳۴۴/۲	۶۷/۲	۴۹۶	۲۳۴/۲	" " ۲۳ ذی قعدہ تا ذی الحج
۲۴	"	.	۳۴۸/۲	۶۹/۲	۵۳۴	۲۴۹/۲	.
۲۵	"	.	۳۴۹/۲	۸۰/۲	۵۴۵	۲۸۴/۲	پانچ دن
۲۶	۳۵۰/۲	.	۳۵۰/۲	۹۵/۲	۵۴۳	.	تقریباً دو ماہ
۲۷	۲۵۹/۲	۹/۳	۳۵۲/۲	۱۰۶/۲	۶۳۶	.	.
۲۸	۲۵۰/۵	.	.	۱۲۰/۲	.	.	.
۲۹	"	۵۰/۳	۳۶۴/۲	۱۳۵/۲	.	.	تقریباً دو ماہ
۳۰	"	.	.	"	.	.	.
۳۱	۳۳۱/۳	.	۳۶۸/۱	۱۶۵/۲	۹۹۵	۵۱۹/۳	۳ ماہ تقریباً مدت عہدہ
۳۲	۱۶-۳۰/۳	۵۲۰/۳	خلیفہ رسول در امور بنی ہاشم
۳۳	۱۸۴-۵/۵	۶۰۰/۳	.

۱۔ ابن ہشام ۳/۳۰۸ کے مطابق خلیلہ بن عبد اللہ لیشی نائب رسول تھے۔

۲۔ ابن ہشام ۳/۳۲۸ اور اسد ۵/۳۴ کے مطابق خلیلہ بن عبد اللہ لیشی نائب رسول تھے۔

۳۔ ابن ہشام ۳/۳۹۹ کے مطابق حضرت ابوہریرہ غفاری نائب رسول تھے مگر واقدی نے تردید کی ہے۔ نیز بلاذری ۱/۳۶۴۔

۴۔ ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ انصاری کا نام ہے۔ بلاذری ۱/۳۶۸ میں حضرت ابن ام مکتوم کا نام ہے۔

ضمیمہ دوم - ۲ مشیران نبوی (المشیرون)

نمبر شمار	مشیر	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	مہم / موقعہ	تاریخ مہم / موقعہ
۱	حضرت ابوبکر صدیق	قریش / تیم	الف	غزوہ بدر	رمضان ۲ھ / مارچ ۶۲۴ء
۲	عمر بن خطاب	" / عدی	ب		
۳	مقداد بن عمرو	قضاعہ / بہراء	"		
۴	سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	د		
۵	سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	"		
۶	جباب بن منذر	" / سلمہ	"		
۷	" " "	" " "	"	"	"
۸	حمزہ بن عبدالمطلب	قریش / ہاشم	الف	غزوہ اُحد	شوال ۳ھ / مارچ ۶۲۵ء
۹	سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د		
۱۰	نعمان بن مالک	اوس / سالم	س		
۱۱	مالک بن سنان	خزرج / حذر	"		
۱۲	ایاس بن اوس	اوس / عبدالاشہل	"		
۱۳	خیثمہ بن حارث	" / عمرو بن عوف	"		
۱۴	انس بن قنادہ	" / "	"	غزوہ خندق	ذی قعدہ ۵ھ / اپریل ۶۲۷ء
۱۵	سلمان فارسی	ایرانی / مولائے رسول	"		
۱۶	سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د		
۱۷	سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	"		
۱۸	عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	حیدبہ	ذی قعدہ ۶ھ / اپریل ۶۲۸ء
۱۹	جباب بن منذر	خزرج / سلمہ	د	خیبر	صفر ۸ھ / جون ۶۲۸ء

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
(۱) جنگ سے پہلے لڑنے یا نہ لڑنے کے بارے میں مشورہ۔ سب کا بالاتفاق جنگ کرنے کے حق میں مشورہ۔		۴۵۳-۵۳		۲۹۳-۴/۱		۱۲۰۵-۲۳/۳
(۲) جنگ کے بعد قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں مشورہ خاص کر اول الذکر دو سے۔				۲۹۲/۱		۲۵۲-۷۲/۴
خیبر گاہ کے موزوں مقام کا مشورہ		۵۳		"	۴۳۴-۴۰/۲	۳۰۹/۴
				"	۴۴۴-۷۲/۲	۲۹۶-۹/۲
				"		۲۸۳-۵/۲
				"		۳۶۴-۵/۱
				۲۹۳/۱	۴۴۰/۲	"
						۴۶۵۰/۲
						۲۸۳-۵/۲
						۲۹-۳۰/۵
ان تمام صحابہ کرام نے شہر سے باہر نکل کر جنگ کرنے کا نہ صرف مشورہ دیا تھا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال اور فیصلہ کو تبدیل کیا تھا		۲۰۹-۱۳			۵۰۲-۳/۲	۲۸۱/۴
						۱۵۳/۱
						۱۲۹/۲
						۱۲۶/۱
مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ	۴۵۰/۲	۴۴۴-۵		۳۴۳/۱	۵۶۶/۲	۳۲۸-۳۲/۲
قبیلہ غطفان کو میدان جنگ سے واپسی کے عوض مدینہ کی پیدوار کی تجویز کے خلاف مشورہ				۳۴۶/۱	۵۷۳/۲	ایضاً
حضرت عثمان کی بطور سفیر نبوی تقرری کی تجویز	۳۱۵/۲	۶۰۰	۹۷/۲		۶۳۰-۳۱/۲	ایضاً
قلعہ سے ذرا دور ہٹ کر خیمہ زن ہونے کا مشورہ		۶۴۳-۴				۳۶۴-۵/۱

۲۰	حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ	قریش / تیم	الف	خیبر	صفر ۱۲۵ھ / جون ۶۲۵ھ
۲۱	” سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د	”	”
۲۲	” ابوبکر صدیق	قریش / تیم	الف	سریہ بشیر بن سعد	شعبان ۱۲۵ھ / فروری ۶۲۶ھ
۲۳	” عمر فاروق	” / عدی	ب	”	”
۲۴	” ” ”	” ”	”	غزوہ حنین	شوال ۱۲۵ھ / فروری ۶۲۶ھ
۲۵	” جناب بن منذر	خزرج / سلمہ	د	” طائف	”
۲۶	” سلمان فارسی	ایرانی / مولا کے رسول	س	”	”
۲۷	” نوفل بن معاویہ	دک	ط	”	”
۲۸	” عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	تبوک	رمضان ۱۲۹ھ / دسمبر ۶۳۱ھ

۲۰	سابق	۰	۰	۰	۶۴۳/۴	۰	دباؤ ڈالنے کے لیے بعض کجور کے درختوں کے کاٹنے کا مشورہ
۲۱	"	۰	۰	۰	۶۵۱/۲	۰	حضرت ابوبکر کے مشورہ کے خلاف نہ کاٹنے کا مشورہ
۲۲	۰	۰	۰	۰	۷۲۸	۰	{ دونوں کا متفقہ مشورہ کہ حضرت بشیر کو
۲۳							افسوس یہ مقرر کیا جائے
۲۴	سابق	۷۳/۳	۰	۰	۸۹۳	۰	طریقہ جنگ کے بارے میں مشورہ
۲۵	"	۰	۰	۰	۹۲۵/۶	۰	خیر گاہ کے انتخاب کے بارے میں
۲۶	"	۰	۳۶۷/۱	۰	۹۲۷	۰	منجیق بنانے اور استعمال کرنے کا مشورہ
۲۷	۴۷/۵	۸۴/۳	۰	۰	۹۳۷	۰	معاہدہ اٹھالینے کا مشورہ
۲۸	سابق	۰	۰	۰	۱۰۱۹	۰	مدینہ کو واپس ہونے کا مشورہ

ضمیمہ دوم - ۳ سکرٹری (کاتبین رسول)

نمبر شمار	کاتب / سکرٹری	قبیلہ / خاندان	زبانہ قبولِ اہلام	مہم / موقعہ	تاریخ مہم / موقعہ
۱	حضرت ابی بن کعب	خزرج / نجار	س	مدنی عہد	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۲۲ء
۲	" زید بن ثابت	" "	"	"	" "
۳	" علی بن ابی طالب لہ	قریش / ہاشم	الف	"	" "
۴	" عثمان بن عفان لہ	" / امیہ	"	"	" "
۵	" خالد بن سعید لہ	" "	"	"	" "
۶	" ابان بن سعید	" "	ط	"	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۳۰ء
۷	" شریح بن حسنہ لہ	کنذہ	الف	"	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۳۲ء
۸	" معاویہ بن ابی سفیان	قریش / امیہ	ع	"	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۳۹ء
۹	" مغیرہ بن شعبہ	ثقیف	ط	"	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۴۰ء
۱۰	" ارقم بن ابی الارثم لہ	قریش / مخزوم	الف	"	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۴۲ء
۱۱	" علاء بن عقبہ	"	ب	"	" "
۱۲	" علاء بن حضرمی	حضرموت	"	"	" "
۱۳	" عبداللہ بن زید	انصاری	"	"	" "
۱۴	" جہیم بن صلت	قریش / مطلب	ط	"	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۴۶ء
۱۵	" زبیر بن عوام	" / اسد	الف	"	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۴۷ء
۱۶	" عبداللہ بن ارقم	" / زہرہ	ع	"	۱۱-۱۱ھ / ۳۲-۶۴۹ء
۱۷	" حنظلہ الاسیدی	تیمم / اسید	"	"	" "
۱۸	" عقبہ	"	"	"	" "
۱۹	" قضا عی بن عمرو	عذرہ	"	"	" "
۲۰	" سہل	"	"	"	" "

لہ مکتی عہد میں بھی کاتب تھے۔

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقفی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
وحی الہی اور خطوط مکنا - کاتب اعظم	.	۳-۹۲-۱۰۶۲	۱-۶۸-۲۶۷	۱-۳۱-۵	۳-۱۷-۱۷	۱-۹-۱۴
نائب کاتب اعظم - وحی / خطوط	.	.	.	"	"	۲-۲۱-۲۲۱
وحی، خطوط، معاہدے، فرامین / صلح حدیبیہ	.	۱-۱-۶	۱-۶۷-۲۶۷	.	۲-۵-۶۳۴	۳-۴۰-۶۶
وحی اور خطوط	.	.	۱-۲۸-۲۸۴	۱-۳۲-۵۳۲	۳-۱۷-۱۷	۳-۸۴-۳۷۹
"	۲-۵۴۳	۶-۶-۹	۱-۸۵-۲۶۵	"	"	۲-۸۲-۵
خطوط	.	.	.	"	"	۱-۷-۳۵
وحی اور خطوط	.	.	.	"	.	.
وحی، خطوط، فرامین اور معاہدے / مستقل	.	.	۱-۸۷-۲۶۶	"	۳-۱۷-۱۷	۴-۸۵-۳۸۵
خطوط اور فرامین	.	.	۱-۷۶-۲۶۶	.	.	۲-۷-۴۰۶
وحی، خطوط	.	.	۱-۷۲-۲۶۸	.	.	۱-۶۱-۵۹
خطوط	.	.	۱-۳۱-۲۷۱	.	.	۳-۹-۱۱
"	.	۲-۸۲	۱-۷۱-۲۶۹	۱-۳۲-۵۳۲	۳-۱۷-۱۷	۴-۸-۱۲
"	.	.	۱-۷۶-۲۶۶	.	.	۳-۱۸-۱۳
"	.	.	۱-۷۸-۲۶۸	۱-۳۲-۵۳۲	.	۱-۲-۳۱۱
"	.	.	۱-۷۹-۲۶۹	.	.	۱-۹-۱۹۶
"	۳-۱۱۵-۱۶
وحی اور خطوط	۳-۱۷-۱۷	۲-۵۸-۱۷
خطوط	.	.	۱-۷۱-۲۷۱	.	.	۳-۹-۱۸۴
"	.	.	۱-۷۰-۲۷۰	.	.	۵-۲۰۵-۱۹
وحی اور خطوط	۲-۲۶۱-۲۰

۲۱	حضرت نامعلوم نصرانی۔ مؤسسلہ	فریش / عامر بن لوی	ب / ن	مدنی عمد	۵-۱ھ / ۲۴-۶۲۲ھ
۲۲	عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ	امیر /	ع	"	۱۱-۶ھ / ۳۲-۶۲۹ھ
۲۳	یزید بن ابی سفیان	تیم /	الف	"	۱۱-۱ھ / ۳۲-۶۲۲ھ
۲۴	ابوبکر صدیقؓ	ع /	ب	"	"
۲۵	عمر فاروقؓ	امیر /	ف	"	۸-۶ھ / ۳۲-۶۳۰ھ
۲۶	ابوسفیان بن حرب	تیم /	الف	"	۱۱-۱ھ / ۳۲-۶۲۲ھ
۲۷	عامر بن فہرہ	فریش / مخزوم	د	"	۸-۱ھ / ۲۹-۶۲۲ھ
۲۸	طلحہ بن عبد اللہ	قریش / مخزوم	ع	"	۱۱-۶ھ / ۳۲-۶۲۸ھ
۲۹	عبداللہ بن رواحہ	عامر بن لوی	الف	"	۱۱-۱ھ / ۳۲-۶۲۲ھ
۳۰	خالد بن ولید	"	"	"	"
۳۱	حاطب بن عمرو	"	"	"	"
۳۲	حویطب بن عمرو	اوس / عبدالاشئل	س	"	"
۳۳	حذیفہ بن یمان	"	"	"	"
۳۴	حصین بن نمیر	خزرج / نجار	"	"	"
۳۵	البراء بن خالد انصاری	دوس	الف / ب	"	"
۳۶	معیقہ بن ابی فاطمہ	قریش / سہم	ع	"	۱۱-۶ھ / ۳۲-۶۲۸ھ
۳۷	عمرو بن عاص	(اسلم؟)	س	"	۱۱-۱ھ / ۳۲-۶۲۲ھ
۳۸	بریدہ (بن حبیب)	قریش / مخزوم	الف	"	"
۳۹	ابوسلمہ بن عبدالاسد	"	"	"	"
۴۰	عبد ربیع	"	"	"	"
۴۱	عبداللہ بن عبد اللہ بن ابی سلول	خزرج	و	"	"
۴۲	ثنا بخت بن قیس	"	س	"	"
۴۳	محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشئل	د	"	"
۴۴	عبداللہ بن ہلال (ابن غطل)	قریش / اورم	الف	"	"
۴۵	عبداللہ بن ابی بردید	"	"	"	"

لے مرتد ہو گئے۔ لے کی عمد میں بھی کاتب تھے۔ لے مرتد ہوئے اور قتل کے مجرم میں قتل ہوئے۔

۲۱	.	بخاری، قصہ اسلام اپنی ذر	.	.	.	وجہ
۲۲	۱۷۳-۲/۳	۱۷۳/۳	۵۳۱/۱	.	۸۵۵	۲۰۹/۲
۲۳	خطوط
۲۴	وجہ، خطوط / فرامین
۲۵	" " "
۲۶	خطوط
۲۷	"
۲۸	"
۲۹	"
۳۰	"
۳۱	"
۳۲	"
۳۳	"
۳۴
۳۵
۳۶	۲۰۳-۳/۴	خطوط / خاتم نبوی کے محافظ بھی تھے
۳۷	خطوط
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲	۲۲۹-۳۰/۱	.	.	۲۸۶/۱	.	خطوط
۴۳	۳۳۰-۱/۱	.	.	"	.	"
۴۴	"
۴۵	.	.	.	۲۸۶/۱	.	"

ضمیمہ دوم - ۴ سفیران نبوی (رسل الرسول)

نمبر شمار	سفیر	قبیلہ / خاندان	نماز قبول اسلام	علاقہ / منزل	تاریخ تقرری
۱	حضرت عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	بدر / قریش مجہ	۵۲ھ / ۶۲۲ء
۲	محمد بن مسلمہ	اوس / عبدالاشہل	د	بنو نضیر	ذی قعدہ ۵۳ھ / ۶۲۳ء
۳	نعیم بن مسعود	غطفان / اشجع	ط	غطفان / قریش / قرظہ	۵۵ھ / اپریل ۶۲۴ء
۴	سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشہل	د	بنو قرظہ	" "
۵	سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	"	"	" "
۶	عبداللہ بن رواحہ	" / نجار	"	"	" "
۷	خراش بن امیہ	خزاعہ / کعب	س	قریش مکہ	ذی قعدہ ۵۶ھ / مارچ ۶۲۵ء
۸	عثمان بن عفان	قریش / امیہ	الف	"	" "
۹	علی بن ابی طالب	" / ہاشم	"	"	" "
۱۰	دحیر بن خلیفہ	کلب	س	قیصر روم ہرقل	محرم ۵۷ھ / مئی جون ۶۲۵ء
۱۱	حاطب بن ابی بلتعہ	نخم / خلیفہ	الف	مقوقس مصر	" "
۱۲	عبداللہ بن حذافہ	قریش / سہم	"	کسرہ ایران خسرو پرویز	" "
۱۳	شجاع بن وہب	اسد خزیمہ / خلیفہ بنی امیہ	"	حارث بن ابی شمر شاہ حوتم	" "
۱۴	مہاجر بن ابی امیہ	قریش / مخزوم	ف	شاہ یمن (حمیر)	" "
۱۵	سلیط بن عمرو	قریش / بنی عامر بن لوی	الف	سر داریمامہ ہوڈہ بن علی	" "
۱۶	عمرو بن امیہ	کنانہ / ضمرہ	س	شیخ مکہ ابوسفیان اموی	" "
۱۷	" " "	" "	"	شاہ حبشہ نجاشی	" "
۱۸	عمرو بن العاص	قریش / سہم	ع	شامیان عمان جیفرو عبد	ذی قعدہ ۵۸ھ / فروری مارچ ۶۲۵ء
۱۹	علاء بن حضرمی	حضر موت	الف / ب	شاہ بکر بن منذر بن سادوی	" "

نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
۱ لشکر قریش کو واپس مکہ جانے کا حکم پہنچانا	۰	۰	۰	۲۹۲/۱	۰	۰
۲ یہودی قبیلہ کو اخراج کے فیصلہ نبوی سے آگاہ کرنا	۰	۳۶۶	۵۷/۲	۰	۰	۳۳۱/۲
۳ احزاب کے مختلف گروہوں سے گفتگو کے لیے	۰	۰	۰	۰	۵۵۲-۳/۲	۳۳/۵
۴					سابق	سابق
۵ یہودی قبیلہ کو معاہدہ پر قائم رہنے کی یاد دہانی	۳۰۳/۲	۴۵۸-۹	۰	۰	۵۷۱/۲	"
۶					"	"
۷ مسلمانوں کے متحمین اُخلہ کی اجازت کچھ حصول کیلئے	۰	۶۰۰	۹۶/۲	۰	۶۳۱/۲	۱۰۸/۲
۸ " " " "	۳۱۵/۲	"	۹۷/۲	۰	۶۳۰-۱/۲	سابق
۹ صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے کرنے کے لیے	۰	۰	۰	۰	۶۳۰/۲	۰
۱۰ دعوتِ اسلام، معاہدہ صلح، دوستی	۶۰۷/۱	۰	۲۵۸-۳/۱	۵۳۱/۱	۶۴۴-۵/۲	۱۳۰/۲
۱۱ " " "	"	۰	"	"	"	۳۶۰-۲/۱
۱۲ " " "	"	۰	"	"	"	۱۴۲-۴/۳
۱۳ " " "	"	۰	"	"	"	۳۸۶/۱
۱۴ " " "	"	۰	۰	۰	۰	۴۲۲/۲
۱۵ " " "	"	۰	۲۹۲/۱	۵۳۱/۱ فب ۹۷	۶۴۴-۵/۲	۳۴۴/۲
۱۶ تمائف لے کر	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱۷ مسلمانوں کو لانے کے لیے، دعوت	۴۵۹/۲	۰	۲۵۸/۱	۵۳۱/۱	۶۴۴-۵۵/۲	۸۶/۲
۱۸ دعوتِ اسلام، معاہدہ صلح، دوستی	۶۰۷/۱	۰	۲۹۱/۱	۰	۶۴۵/۲ ۲۹/۳	۱۸۱۱۵-۱۸/۲
۱۹ " " "	"	۰	۲۹۳/۱	فب ۸۹	۶۴۵/۲ ۲۹۹/۳	۰

حضرت البرزید	انصاری	س	شاہ عمان	ذی قعدہ ۳۰ / فروری مارچ ۶۳۰ھ
۱۰	علقم بن فزاع	۰	شیخ محمد ابوسفیان	غالباً ۹ / ۶۳۰ھ
۱۱	عمر بن فزاع	۰	طائف ، ثقیف	"
۱۲	نعمیر بن غرثہ	۰	بکر بن وائل	"
۱۳	طلحیہ بن مرشد	ف	شاہ بصری شریح بن عمروانی	"
۱۴	حارث بن عمیر لہ	۰	شاہ حمیر (قوم)	"
۱۵	عیاش بن ابی بریہ	الف	صفاطہ الاسقف / بحران	"
۱۶	دحیم بن خلیفہ	س	ابناء الیمین	۱۱-۱۰ / ۶۳۱-۲ھ
۱۷	وبر بن عنیس	۰	حدود شام	"
۱۸	ابو عامر	۰	بنو کلیب اور حلفاء	"
۱۹	قطن بن حارثہ	ق	مسئلہ کذاب / یامر	"
۲۰	عمر بن امیہ	س	"	"
۲۱	حبیب بن زید لہ	د	"	"
۲۲	عبد اللہ بن وہب	س	"	"
۲۳	فزات بن حیان علی	"	حضرت ثمامہ بن ثمال شیخ یامر	"
۲۴	صلصل بن شریح	۰	بنو عامر	"
۲۵	ضرار بن الازود	ق	بنو حیدر / اسد بن ذیل	"
۲۶	عبد اللہ بن عوسجہ	"	بنو حارثہ ... بن قریظ	"
۲۷	عبد اللہ بن بدیل بن وقاف	ب	قبائل یمین	"
۲۸	عبد الرحمن	"	"	"
۲۹	جریر بن عبد اللہ	ق	ذوالکلاع و ذوالطیم	"
۳۰	اقرع بن عبد اللہ	"	ذوزود و ذومران	"
۳۱	زیاد بن حنظلہ	"	تیمیم	"
۳۲	نعمین بن مسعود	ط	اشجع	"

۱۰ مسئلہ کذاب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۱۱ شاہ بصری کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۲۰	۲۲۱-۲/۲	.	فب ۸۷-۸۷	.	.	.	دعوت اسلام ، معاہدہ صلح ، دوستی
۲۱	۱۳-۲/۲	{ قریش کے غزباء کے لیے رقم لے کر
۲۲	۱۲۹/۲	
۲۳	۲۱/۵	.	.	۲۸۵/۱	.	.	دعوت ، معاہدہ صلح ، دوستی
۲۴	.	.	.	۲۸۲/۱	.	.	" " "
۲۵	۳۴۱-۲/۱	.	.	۱۲۸/۲	.	.	" " "
۲۶	۱۶۱/۲	.	.	۲۸۲/۱	.	.	" " "
۲۷	سبق	.	.	۲۷۹/۱	.	.	" " "
۲۸	۳۳۸/۲	۱۸۷/۳	اسود بن مسی کی بناوت کو کچلنے کا حکم لے کر
۲۹	۲۴۰/۵
۳۰	۲۰۷/۲
۳۱	۸۶/۲	.	.	۲۷۳/۱	.	.	اس کے خط کے جواب میں
۳۲	۳۷۰/۱	.	فب ۱۰۲	.	.	.	دعوت ، معاہدہ صلح ، دوستی
۳۳	۲۷۲-۳/۳	" " "
۳۴	۱۷۵/۲	۱۸۷/۳	مسیر کی بناوت کو کچلنے کا حکم لے کر
۳۵	۲۹/۳	"
۳۶	۲۹-۲۰/۳	"
۳۷	۲۳۹/۳
۳۸	۱۲۲-۵/۳
۳۹	۲۸۲/۳
۴۰	۲۷۹-۸۰/۱	۱۸۷/۳	.	۲۷۹/۲	.	.	دعوت ، صلح ، دوستی
۴۱	۱۱۰/۱	"	" " "
۴۲	۲۱۳/۲	"	" " "
۴۳	۳۳/۵	"	" " "

ضمیمہ دوم - ۵ مخصوص افسران نبوی / کمشنر

نمبر شمار	افسر خاص	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ تقرری	تاریخ تقرری
۱	حضرت سعد بن معاذ	اوس / عبدالاشل	د	بنو قریظہ	ذی الحجہ ۵ھ / مئی ۶۲۷ء
۲	علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	جذام	جمادی الاولیٰ ۵ھ / نومبر ۶۲۷ء
۳	ابو امامہ	ازد / باہلہ	ط	ازد / باہلہ	۵ھ / ۶۲۷ء
۴	علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	مکہ	رمضان ۵ھ / جنوری ۶۲۷ء
۵	" " "	" "	"	بنو ضبیہ / بنو جذیمہ	شوال ۵ھ / فروری ۶۲۷ء
۶	" " "	" "	"	مکہ	ذی قعدہ ۵ھ / مارچ ۶۲۷ء
۷	طلحہ بن عبید اللہ	" / تیم	"	مدینہ	۵ھ / ۶۲۷ء
۸	مالک بن النضر	اوس / سالم	د	"	۹ھ / ۶۳۱ء
۹	معن بن عدی	" / عجلان	"	"	۹ھ / ۶۳۱ء
۱۰	عاصم بن عدی	" "	"	"	۱۱-۱۲ھ / ۶۲۲-۳۲ء
۱۱	عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	"	"
۱۲	انیس بن ضحاک	اسلم	س	قبیلہ اسلم	"
۱۳	خلفہ بن یمان	غطفان / حلیف اوس	"	مدینہ	"
۱۴	علاء بن عقبہ	"	"	"	"
۱۵	ارتم	"	"	"	"

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ دینا - حکم	۰	۵۱۰	۴۵/۲	۳۲۴/۱ قب ۳۵	۵۸۳-۸/۲	۲۹۶-۹/۲
حضرت زید بن حارثہ کے ہاتھوں مقتولوں کا قصاص ادا کرنا	۰	۵۵۹	۰	۰	۰	۰
خون کھانے کی حرمت کا اعلان کرنے کے لیے جانا	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰/۵
حضرت خالد کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کا قصاص ادا کرنا	۴۳۰/۲	۰	۰	۰	۰	۱۶-۴۰/۲
" " " " "	۰	۸۸۲	۰	۰	۰	۶۷-۸/۲
حجہ ابی بکر میں قرآن کریم کے بعض احکام کا اعلان کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	"
منافقوں کے ایک سازشی اڈے کو منہدم کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	۷۹-۶۰/۳
منافقوں کی مسجد ضرار کو منہدم کرنا	۰	۱۰۴۶	۱۱۰/۲	۰	۰	۸۲۷-۹/۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۴۰۱/۲
	۰	۰	۰	۰	۰	۰/۳
ایک نصرانی کی آدھی دولت ضبط کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	۵۲-۷۲/۲
اپنی قوم کی ایک زانیہ کو جرم کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	۱۳۳/۱
دو بھائیوں کے جائیداد پر اختلاف کو دور کرنا	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

ضمیمہ دوم - ۶ شعراء و خطباء رسول

نمبر شمار	افسر خاص	قبیلہ / خاندان	خانہ قبول اسلام	علاقہ تقرری	تاریخ تقرری
۱	حضرت حسان بن ثابت	خزرج / نجار	س	مدینہ	۱۱ھ / ۳۲-۶۲۲ء
۲	”کعب بن مالک	” / سلمہ	د	”	”
۳	”عبد اللہ بن رواحہ	” / حارث	”	”	۵ھ / ۲۹-۶۲۲ء
۴	”عامر بن سنان	اسلم	س	”	۶ھ / ۲۵-۶۲۲ء
۵	”ثابت بن قیس بن شماس	فزر ج	”	”	۱۱ھ / ۳۲-۶۲۲ء

اسد الغابہ	طبری	بلاذری	ابن سعد	واقعی	ابن ہشام	کام کی نوعیت
۱ ۲۴۸/۲	۵۲۳-۴۸/۲ ۱۱۷-۱۹/۳	۰	۲۹۴/۱	۱۲۲-۲۶ ۹۷۷-۷۸	۰	ناموس رسول و مسلمانان کی حفاظت کرنا
۲ ۲۴۸/۴	۴۸۴، ۵۴۸/۲	۰	۰	۰	۰	" "
۳ ۲۴۸/۳	۰	۰	۰	۰	۰	" "
۴ ۸۲-۳/۳	۰	۰	۰	۰	۰	" "
۵ ۲۲۹-۳۰/۱	۱۱۶/۳	۰	۲۹۴/۱	۹۷۶	۰	" "

ضمیمہ دوم - متفرق ماتحت کارکن

نمبر شمار	افسر خاص	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ تقرری	تاریخ تقرری
۱	حضرت عبداللہ بن زمعہ	قریش / اسد	ف	مدینہ	۱۱ھ / ۶۳۰-۶۳۲ء
۲	عومیر بن ساعدہ	ادس / عمر دین عوف	د	"	شوال ۲ھ / اپریل ۶۲۳ء
۳	رباع الاسود	حبشہ / مولائے رسول	الف / س	"	۹ھ / ۶۳۱ء
۴	عنبسہ	.	.	"	.
۵	ابوموسیٰ اشعری	اشعر	ب	"	.
۶	انس بن مالک	.	س	"	.

کام کی نوعیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
مستقل درباری دولتکدہ رسالت	۱۶۴-۵/۳
ایک بار " " "	.	۱۷۸	.	.	.	۱۵۸/۴
" " "
" " "
" " "
" " "

ضمیمہ دوم - ۸ والی / ولایت نبوی (گورنر)

نمبر شمار	والی	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبولِ اسلام	علاقہ / ولایت	تاریخ تقرری
۱	حضرت عمرو بن سعید	قریش / امیہ	الف	وادی القری	غالباً ۶۲۸ھ / ۶۲۸ھ
۲	یزید بن ابی سفیان	" "	ع	تیماء	" "
۳	سواد بن غزیه	غزرج / نجار	س	خیبر	" "
۴	عبد اللہ (حکم) بن سعید	قریش / امیہ	ع	قری عربیہ	" "
۵	ہبیرہ بن شبل	ہوازن / ثقیف	ع	مکہ مکرمہ	شوال ۶۳۰ھ / جنوری ۶۳۱ھ
۶	عتاب بن اسید	قریش / امیہ	ف	"	ذی قعدہ ۶۳۰ھ / فروری ۶۳۱ھ
۷	عثمان بن ابی العاص	ہوازن / ثقیف	ف	طائف / ثقیف	۶۳۰ھ / ۶۳۱ھ
۸	حنیفہ بن الیمان	ازد	ب	دبا	" "
۹	حاتب بن نوفل	قریش / ہاشم	ط	جہہ	" "
۱۰	عمرو بن العاص	" / سهم	ع	عمان	" "
۱۱	جیفہ بن جندب	"	ق	"	" "
۱۲	عبد بن جندب	"	ق	"	" "
۱۳	علاء بن الحضرمی	حضرموت	ب	بحرین	" "
۱۴	ابان بن سعید	قریش / امیہ	ف	"	۶۳۱ھ / ۶۳۱ھ
۱۵	منذر بن سادہ	تمیم	ف	"	" "
۱۶	شرحیل بن حسنہ	کنذہ	الف	ایلہ	" "
۱۷	معاذ بن جبل	غزرج / جشم	د	یمن کے گورنر جنرل	" "
۱۸	لیعل بن امیہ	تمیم / حنظلہ	ق	الجند	" "
۱۹	خالد بن سعید	قریش / امیہ	الف	نصعہ	" "

کیفیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
تا وفات نبوی	.	.	.	فب ۴۸	.	۱۰۴-۸/۳
"	.	.	.	"	.	۲ ۱۱۲-۳/۵
"	۳ ۳۴۳/۲
شہید موتہ	.	.	.	کتاب الجبر ۱۲۶	جمہور ۴۳	۴ .
مدتِ عمر ایک ماہ سے اوپر - مبدل	.	.	۱۴۵/۲	.	.	۵ ۵۵/۵
تا وفات نبوی	۵۴۰/۲	۸۸۹, ۹۵۹	۱۳۴/۲	فب ۳۰۴/۶	۴۳, ۹۴/۳	۶ ۳۵۸-۹/۳
"	۵۴۰/۳	۹۶۸	۳۱۳/۱	فب ۷۰	۹۹/۳	۷ ۳۴۲-۲/۳
"	.	.	۵۲۴/۵	.	.	۸ .
"	۹ ۳۵۰/۲
"	۶۰۴/۲	۷۸۸	۱۶۱/۲	فب ۸۷	۹۵/۳	۱۰ ۱۱۵-۱۸/۴
"	۱۱ .
"	۱۲ .
ایک سال - مبدل بہ حضرت ابان بن سعید	۴۶۶/۲	.	۲۶۶/۱	فب ۸۹, ۹۲	۱۳۴/۳	۱۳ ۷-۸/۵
تا وفات نبوی	.	.	.	فب ۹۲	.	۱۴ ۳۵-۷/۱
"	۱۵ ۴۱۷/۲
تا وفات نبوی (تحت افسر: ابی بن کعب، حرث بن جریم)	.	.	۲۷۸, ۸۹/۱	.	.	۱۶ ۳۹۰/۲
" (تحت افسر: مالک بن مرہ، عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقیل بن مرہ)	۵۹۰/۲	.	۲۶۴-۵/۱	فب ۸۰-۳	۱۲۱-۹/۳	۱۷ ۳۷۶-۸/۳
تا وفات نبوی	۲۲۸/۳	۱۸ ۱۲۸-۹/۵
"	۵۴۳/۲	.	۲۶۵/۱	فب ۸۰	"	۱۹ ۸۲-۲/۲

۲۰	حضرت باذان	ایرانی / الانبار	ع	ین	۸-۹ھ / ۶۳۰-۳۱ھ
۲۱	شہر بن باذان	" "	"	" / صنعاء	۹-۱۰ھ / ۶۳۱ھ
۲۲	طامر بن ابی ہالہ	تمیم / اسد	ب	عک و اشعر	" "
۲۳	عکاشہ بن ثور	غوث	.	سکاسک و سکون	" "
۲۴	ابو عبیدہ بن جراح	قریش / فہر	الف	نجران	۹ھ / ۶۳۰-۳۱ھ
۲۵	عمر بن حزم	غزوہ / نجار	س	" / بنو الحارث	۹-۱۰ھ / ۶۳۱-۳۲ھ
۲۶	ابوسفیان بن حرب	قریش / امیہ	ف	جرش	" "
۲۷	سعید بن قتیب	ازد / حلیف بنی امیہ	"	"	۱۰-۱۱ھ / " "
۲۸	ابوموسیٰ	اشعر	د	زبید، رمح، عدن، سائل	۹-۱۰ھ / ۶۳۰-۳۱ھ
۲۹	زیاد بن لبید	غزوہ / بیاضہ	"	حضرموت	" "
۳۰	عامر بن شہر	ہمدان	.	ہمدان	" "
۳۱	مہاجر بن ابی امیہ	قریش / مخزوم	ف	کنزہ / بنو معاویہ	" "
۳۲	عدی بن حاتم طائی	طہ	ق	علاقہ طہ	" "

۲۰	۱۶۳/۱	۲۲۴-۸/۳	وفات پاگئے
۲۱	۶/۳	۲۲۸-۳۰/۳	اسود غنی کی بغاوت میں شہید
۲۲	۵۰/۳	۲۲۸/۳	تما و فات نبوی
۲۳	۲/۵	"	"
۲۴	۲۲۹/۵	کچھ مدت - مہدی ہر حضرت عمرو
۲۵	۶۸-۹/۳	۱۲۸/۳	فب ۸۰	.	.	۵۹۴-۵/۳	تما و فات نبوی
۲۶	۱۱۲-۳/۲	.	فب ۸۰	.	.	.	کچھ مدت - قبل وفات نبوی
۲۷	۳۱۵/۲	تما و فات نبوی
۲۸	۳۰۸/۵	۲۲۸/۳	فب ۸۰	.	.	.	"
۲۹	۲۱۴/۲	۱۲۴/۳	"	.	.	۶۰۰/۲	"
۳۰	"
۳۱	"
۳۲	"

ضمیمہ دوم - ۹ مقامی منتظمین (روسا، شیوخ)

نمبر شمار	منتظم	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
-----------	-------	----------------	------------------	---------------	------------

شمالی قبائل

۱	حضرت امرو القیس (ابن الصبیح)	کلب	ط	دومتہ الجندل	۶۶۲ھ / ۶۶۲ھ
۲	دومی بن القیس	کلب / بنی ذهل	۰	بنی ذهل / کلب	۶۶۲ھ / ۶۶۲ھ
۳	رفاعہ بن زید	جذام / ذبیب	ع	خولان	۶۶۲ھ / ۶۶۲ھ
۴	قیس بن زید	۰	۰	بنو سعد بن مالک	۰ / ۰

مغربی قبائل

۱	حضرت سعد بن ابی ذباب	ازد / دوس ججاز	ع	اپنی قوم	۶۶۲ھ / ۶۶۲ھ
۲	عثمان بن عمرو دلی	کنانہ / دہل	۰	بنو اسد	۶۶۲ھ / ۶۶۲ھ

مشرقی قبائل

۱	حضرت مالک بن عوف نصری	ہوازن / نصر	ف	نصر، شمالہ، سلمہ، فہم	۶۶۲ھ / ۶۶۲ھ
۲	صفوان بن صفوان	۰	ق	بنو عمرو	۶۶۲ھ / ۶۶۲ھ

جنوبی قبائل

۱	حضرت صد بن عبداللہ	ازد جرش	ق	اپنی قوم کے مسلمان	۶۶۲ھ / ۶۶۲ھ
۲	مالک بن نمط	ہمدان / غارف	۰	۰	۰ / ۰
۳	عامر بن شہر	۰ / بکیدہ	۰	ہمدان	۰ / ۰

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
-------	----------	-------	---------	--------	------	------------

۱	۱۱۵/۱	۱
۲	۱۳۴/۲	۲
۳	۱۸۱/۲	۱۴۰/۲	.	.	.	۳
۴	۴

ایک سریر میں مسلمان، وفد میں حاضر خدمت نبوی

۱	۲۶۶/۲	۱
۲	۲

حضرت عمر کی خلافت تک برقرار

۱	۲۹۰/۴	۸۸-۹/۳	.	۳۱۲/۱	۹۵۵	۴۹۱/۲	.
۲	۲۳/۳

www.KitaboSunnat.com

۱	۱۴/۳	۱۳۰-۱/۳	.	۳۳۸/۱	.	۵۸۴/۲	اپنی قوم کے وفد میں آئے تھے
۲	۱۹۴/۴	"
۳	۸۳/۳

۴	حضرت فروہ بن میک	مراد	ق	مراد، زبید، مذج	۶۳۱ھ / ۱۱ھ
۵	” قتاوہ بن میاش	جرش	”	اپنی قوم	”
۶	” قیس بن حصین	مذج / حارث	”	بنو الحارث بن کعب	”
۷	” قیس بن سہل	جعفی / سعد العشیرہ	”	مران، ہریم، کلاب، مولیٰ	”
۸	” قیس بن مالک	ہمدان / ارجب	د	اپنی قوم	”
۹	” مالک بن مراد	ربما	ق	یمن	”
۱۰	” وائل بن حجر	حضرموت	”	حضرموت	”
۱۱	” حیان بن یح	صداء	”	صداء	”
۱۲	” اشعث بن قیس	کنذہ	”	کنذہ	”

قبائل پر اگندہ عرب

۱	حضرت جارد بن معلیٰ	عبد القیس	ق	عبد القیس	۶۳۰-۳۱ھ / ۸-۹ھ
۲	” زبرقان بن بدر	تیمیم / سعد	”	تیمیم / بنو عوف	”
۳	” قیس بن یزید	.	”	اپنی قوم	”
۴	” قیس بن عمیر	.	”	”	”
۵	” عبادہ بن اثلیب	عنز بن وائل	”	”	”

۴	۱۸۰/۵	۱۳۴-۹/۱	.	۳۲۴/۱	.	۵۸۳/۲	اپنی قوم کے وفد میں آئے تھے۔ عامل بھی تھے
۵	۱۹۴/۵	اپنی قوم کے وفد میں آئے تھے
۶	.	۱۲۸/۳	.	۳۴۰/۱	.	۵۹۴/۲	"
۷	۷۱۷/۴	.	.	۳۲۵/۱	.	.	"
۸	۲۳۴-۵/۵	.	.	۳۴۰-۱/۱	.	.	"
۹	۲۹۳/۴	"
۱۰	۸۱/۵	"
۱۱	۶۸/۲	"
۱۲	۹۷-۹/۱	.	.	۱۳۸-۹/۱	.	.	"

۱	۲۶۰-۱/۱	.	.	۱۳۶-۷/۱	.	.	اپنی قوم کے وفد میں آئے
۲	۱۹۴-۵/۲	.	.	۱۱۵-۹/۱	.	.	"
۳	۲۲۹/۵	"
۴	۲۲۳/۵	"
۵	۱۰۴/۳	"

ضمیمہ دوم - ۱۰ نقباء مدینہ

نقشب	نقیب	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت اسعد بن زرارہ	خزرج / نجار	د	بنو نجار	۶۲۲ھ
۲	سعد بن ربیع	"/ عات	"	بنو عات	"
۳	عبد اللہ بن رواحہ	"/ "	"	"	"
۴	رافع بن مالک	"/ زریق	"	بنو زریق	"
۵	براء بن معرور	"/ سلمہ	"	بنو سلمہ	"
۶	بشر بن براء بن معرور	"/ "	"	"	"
۷	عبد اللہ بن عمرو	"/ "	"	"	"
۸	سعد بن عبادہ	"/ ساعدہ	"	بنو ساعدہ	"
۹	منذر بن عمرو	"/ "	"	"	"
۱۰	عبادہ بن ضامت	"/ قواقلہ	"	قواقلہ	"
۱۱	عمرو بن جموح	"/ سلمہ	"	بنو سلمہ	"
۱۲	السید بن خضیر	اوس / عبدالاشہل	"	عبدالاشہل	"
۱۳	سعد بن خثیمہ	"/ غنم	"	بنو غنم	"
۱۴	رفاعہ بن عبد المنذر	"/ بنو ظفر	"	بنو ظفر	"
۱۵	ابو الیثم بن التیہان	"/ "	"	بنو عمرو بن عوف	"
۱۶	رافع بن خدیج	"/ عمرو بن مالک	"	عمرو بن مالک	"
۱۷	مسیب بن عمرو	خزرج	"	"	"
۱۸	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	قریش / ہاشم	اولین مسلم	بنو نجار	۶۲۲ھ

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
رسالہ متوفی نقیب اعظم یا نقیب انقباء بھی تھے	۲۰ م / ۲	۰	۲۲۰-۱۳۱/۱	انساب ۲۵۲ قب ۲۰	۰	۱ ۴۱-۲/۱
اعد میں شہید	"	۰	۶۱۳/۳	انساب ۲۵۲	۰	۲ ۲۴۴-۸/۲
موت میں شہید	"	۰	۶۱۲-۳/۳	"	۰	۳ ۱۵۶-۹/۳
-	"	۰	۶۲۱-۲/۳	"	۰	۴ ۱۵۴-۹/۲
متوفی سلسلہ قبل از ہجرت نبوی	"	۰	۶۱۸-۲۰/۳	"	۰	۵ ۱۴۳-۴/۱
اپنے والد کی وفات کے بعد	۰	۰	۰	۰	۰	۶ ۱۸۳-۴/۱
۰	"	۰	۶۲۰-۱/۳	"	۰	۷ ۲۳۱-۳/۳
۰	"	۰	۶۱۳-۴/۳	"	۰	۸ ۲۸۳-۵/۲
۰	"	۰	۳۱۸ / ۳	"	۰	۹ ۴۱۸-۹/۴
۰	"	۰	۶۲۱ / ۳	"	۰	۱۰ ۱۰۶-۴/۳
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۱ ۹۳-۵/۴
۰	"	۰	۶۰۳-۴/۳	"	۰	۱۲ ۹۲-۳/۱
۰	"	۰	۶۰۴/۳	"	۰	۱۳ ۲۴۵-۶/۲
۰	"	۰	۰	۰	۰	۱۴ ۱۸۱-۲/۲
۰	۰	۰	۶۰۴ / ۳	۰	۰	۱۵ ۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۶ ۱۵۱-۵۲/۲
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۷ ۳۶۴/۴
حضرت اسعد بن ذرارہ کے انتقال کے بعد نقیب انقباء	۰	۰	۶۱۱ / ۳	۰	۰	۱۸ ۰

ضمیمہ سوم - ۱ مرکزی عاملین صدقات (عمال الصدقات)

ترتیب شمار	عامل صدقات	قبیلہ / خاندان	نام قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت ابی بن کعب	خزرج / نجار	د	سعد بنیدیم / جذام	۶۲۹ھ / ۶۳۰ھ
۲	" غنیمہ	" "	"	" "	" "
۳	" ولید بن عقبہ اموی	قریش / امیہ	ع / ف	بنو مصطلق	" "
۴	" عباد بن بشر	ادس / عبدالاشہل	د	" "	" "
۵	" عمرو بن عاص	قریش / سہم	ع	ہوازن / علاقہ حنین	۶۳۰ھ / ۶۳۱ھ
۶	" " "	" "	"	غطفان / فزارہ	۶۳۰ھ / ۶۳۱ھ
۷	" " "	" "	"	قضاہ	" "
۸	" " "	" "	"	عمان	۶۳۱-۶۳۲ھ / ۶۳۱-۶۳۲ھ
۹	" کلاب بن امیہ	کنانہ / لیث	"	ثقیف	۶۳۱ھ / آغاز ۶۳۲ھ
۱۰	" سالف بن عثمان بن معتب	ثقیف	"	"	" "
۱۱	" بسر بن سفیان	قریش / عدی	ع	غزاعہ / کعب	" "
۱۲	" بریدہ بن حصیب	اسلم	س	غفار و اسلم	" "
۱۳	" رافع بن کیش	جینہ	"	جینہ	" "
۱۴	" عباد بن بشر	ادس / عبدالاشہل	د	مزینہ اور سلیم	" "
۱۵	" ضحاک بن سفیان	کلاب / عامر بن صعصعہ	س	کلاب	" "
۱۶	" معاذ بن جبل	خزرج / جشم	د	قری عربیہ	" "
۱۷	" عکرمہ بن ابی جہل	قریش / مخزوم	ف	ہوازن	۶۳۱-۶۳۲ھ / ۶۳۱-۶۳۲ھ

۱۷ ایک روایت میں ان کی جگہ حضرت نعیم بن عبداللہ الخثعمی قریشی عدوی کا نام ہے۔ واقعہ ص ۴-۶۳۳

کیفیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
دونوں کو مشترکہ طور پر بھیجا گیا تھا۔	•	•	۲۴۰/۱	•	•	۱ ۴۹-۵۱/۱
تقرری ہوئی مگر صوبائی نہیں کر سکے	•	•	"	•	•	۲ ۱۵۱/۴
حضرت یلدرمی کی جگہ مقرر تقرری بمصطفیٰ کی فرائض	•	۹۸۰-۸۱	۱۶۱/۲	•	•	۳ ۹۰-۹۱/۵
•	•	۹۸۱	۱۶۱-۲/۲	•	•	۴ ۱۰۰-۱/۳
•	•	•	•	•	۹۵/۲	۵ ۱۱۵-۱۸/۴
•	•	۹۷۳	۱۶۰/۲	•	•	۶ "
•	•	•	•	•	•/۳	۷ "
•	•	•	•	•	•	۸ "
اونٹوں کے عشور کے لیے	•	•	•	•	•	۹ ۲۵۰/۴
غالباً عام صدقات کے لیے	•	•	•	انساب ۵۳۱	•	۱۰ •
غزاع نے صدقات ادا کرنا چاہے مگر ترمیم نے ان کو جبراً روک دیا	•	۹۷۳	۲۹۳/۱	•	•	۱۱ ۱۸۱-۲/۱
•	•	"	۱۶۰/۲	•	•	۱۲ ۱۷۵-۶/۱
•	•	"	"	•	•	۱۳ ۱۵۹-۶۰/۲
•	•	"	"	•	•	۱۴ سابق
•	•	"	۳۰۰/۱	•	•	۱۵ ۳۶/۳
•	•	•	•	•	یحییٰ بن آدم	۱۶ •
روایت کے مطابق وفات نبوی کے سال تقرری	•	•	۴۰۴/۷	•	۲/۳	۱۷ ۴-۶/۴

۱۸	حضرت حذیفہ بن یمان	ازد	س	ازد	۱۰-۹ھ / ۶۳۱-۲ھ
۱۹	معاویہ بن ابی سفیان	قریش / امیہ	ع	اقبال حضرت	" "
۲۰	عبد بن حصن قراری	غطفان / فرارہ	ف	تیمم	" "
۲۱	ابن اللتبیہ	ازد	.	بنی ظبیان	" "
۲۲	سنان بن ابی سنان	سد / حلیف عبدالاشہل	د	بنو مالک	" "
۲۳	قضاعی بن عمرو	عذرہ	.	بنو حارث	" "
۲۴	عکرم بن حفصہ	قیس عیلان / ہوازن	.	بدیل، بسر اور ان کے خلفاء	.
۲۵	مبادہ بن صامت	غزیرہ / عمرو بن عوف	د	.	.
۲۶	ارقم بن ابی الارقم	قریش / مخزوم	الف	.	.
۲۷	زیاد بن حنظلہ	تیمم	.	.	.
۲۸	عمر بن خطاب	قریش / عدی	ب	.	.
۲۹	عبداللہ بن خطلہ	قریش / اورم	د	.	.
۳۰	اورم بن غالب

لے و لے دونوں مرتد ہو گئے اور بعد میں قتل ہوئے۔

۱۸
۱۹	۳۸۵-۴/۲
۲۰	۱۶۶-۴/۲	.	.	۱۶۰/۲	.	.	.	روایت ہے کہ ان کو ستر میں بھیجا گیا تھا
۲۱	۳۲۹-۳۰/۵	.	.	"	۹۷۳	.	.	"
۲۲	۳۵۸/۲	۱۷۸/۳
۲۳	۲۰۵/۵	"	.	۲۷۰/۱
۲۴	.	.	.	۲۷۲-۳/۱
۲۵	۱۰۶-۴/۳
۲۶	۵۹-۶۱/۱
۲۷	۲۱۳/۲
۲۸	۳۹۶	بخاری بحوالہ کتابی اول ص ۸۶
۲۹	.	۵۹/۳	.	.	۸۵۹-۶۰	.	.	.
۳۰	ابن خلدون اول

ضمیمہ سوم - ۲ مقامی عاملین صدقات

نمبر شمار	عامل صدقات	قبیلہ / خاندان	زناۃ قبول سلام	علاقہ / قبیلہ تقرر	تاریخ تقرر
-----------	------------	----------------	----------------	--------------------	------------

شمالی قبائل

۱	حضرت عمرو بن حکم	قضاء / قین	ق	قین	۱۰-۵۹ھ / ۳۲-۶۶۳۱ھ
۲	ابن الاصمغ	کلب	ط	کلب	۹-۵۶ھ / ۳۱-۶۶۲۸ھ
۳	عبد اللہ بن حکیم	بنو ضبیہ	ق	بنو ضبیہ	۱۰-۵۹ھ / ۲-۶۶۳۱ھ

مشرقی قبائل

۱	حضرت قضا علی بن عمرو	عذرہ	ع	بنو اسد	۱۰-۵۹ھ / ۲-۶۶۳۱ھ
۲	عدی بن حاتم طائی	ط	ق	بنو اسد وطی	" "
۳	کافیر بن سبع	اسد	۰	اسد	" "
۴	کحل بن مالک	ہذیل	۰	ہذیل	" "
۵	غزیمہ بن عاصم	حکل	ق	الاحلاف	" "
۶	مرداس بن مالک	قیس عیلان / غنی	"	بنو غنی	" "
۷	الہیثم	سلیم	"	سلیم	" "

مغربی قبائل

۱	حضرت جندب بن کثیر	جہینہ	ط	جہینہ	" "
۲	حارث بن فزارہ	بنو مصطلق	"	بنو مصطلق	" "

کیفیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
-------	----------	-------	---------	--------	------	------------

۱	۹۰/۵
۲	۹۹/۵
۳	۱۴۵/۳

۱	۱۰۵/۵	.	.	۲۷۰/۱	.	.	.
۲	۱۹۲-۴/۳	۱۴۷/۳	.	۳۲۲/۱	.	۶۰۰/۲	.
۳	.	.	کتبی اول ۳۹۶
۴	.	.	۳۹۷ "
۵	.	.	" "
۶	.	.	۳۹۸ "
۷	۷۵/۵	.	" "

۱	۳۰۶/۱
۲	۳۳۳-۵/۱

قبائلِ پراگندہ عرب

۱	حضرت قیس بن عاصم	تمیم / سعد	ق	تمیم / سعد	۱۰-۹ھ / ۳۱-۳۲ھ
۲	سہل بن منجاب	" "	"	" "	" "
۳	" ذبرقان بن بدر	" "	"	" "	" "
۴	" صفوان بن صفوان	" "	"	" "	" "
۵	" مالک بن نویرہ	" / یربوع	"	" / یربوع	" "
۶	" متمم بن نویرہ	" "	"	" "	" "
۷	" خزیمہ بن عاصم	بنو عوف / وائل	"	وائل / عوف	" "
۸	" غاضرہ بن سمرہ	"	"	تمیم / غنبر	" "
۹	" شبر بن صعقوق	"	"	"	"
۱۰	" ابوجہم بن حذیفہ	"	"	"	"
۱۱	" قرہ بن دعوکس	"	"	"	"

۱	۱۹-۲۱/۳	۱۴۴/۳	.	.	.	۶۰۰/۲	.
۲	۳۹۹-۴۰/۲
۳	۱۹۴-۵/۲	۱۴۴/۳	.	.	.	۶۰۰/۲	.
۴	۲۴-۸/۳
۵	۲۹۵/۳	۱۴۴/۳	.	.	.	۶۰۰/۲	.
۶	.	.	کتبی اول ۳۹۴
۷	۱۱۶/۲
۸	۱۶۴/۵
۹	۳۸۴/۲
۱۰	.	.	کتبی اول ۳۹۴
۱۱	.	.	۳۹۸ "

ضمیمہ سوم - ۳ پیداوار کے تخمینہ کے افسر (خاص)

نمبر شمار	خاص / افسر	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت فروہ بن عمرو	خزرج / بیاضہ	د	مدینہ	۳۲-۱۱ھ / ۶۲۵-۳۲
۲	عقاب بن اسید	قریش / امیہ	ف	طائف	۳۲-۱۱ھ / ۶۳۰-۳۲
۳	عبد اللہ بن رواحہ	خزرج / عارث	د	خیبر	۹-۵ھ / ۶۲۸-۹
۴	ابو الہیثم بن التیہان	ادس / عبدالاشہل	"	"	۱۱-۸ھ / ۶۳۰-۳۲
۵	جبار بن صخر	خزرج / سلمہ	"	"	"
۶	زید بن سلمہ	" / نجار	س	"	"
۷	عمرو بن سعید	قریش / امیہ	الف	"	"
۸	ابو حمزہ عمرو بن سعدہ	خزرج / عارث	س	"	۱۱-۱۰ھ / ۶۳۱-۲
۹	سہل بن ابی شہمہ	"	"	"	"
۱۰	الہوزبید بن الصلت	کنزہ	ق	"	"
۱۱	الصلت بن معدی کرب	"	"	"	"

کیفیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
مدینہ کی پیداوار کا تخمینہ لگاتے تھے خوشوں کی بنیاد پر	۱ ۴۸-۹/۴
طائف میں قریشی باغات کے افسر تخمینہ	کتافی اول ۴۰۰	۲ سابق
شہید موتہ	۳۵۴/۲	۶۹۱	۱۱۰/۲	قب ۳۷	۲۰-۲۱/۳	۳ ۵۶-۹/۳
حضرت عبداللہ بن رواحہ کے بعد	.	„	.	.	.	۴ ۳۱۸/۵
حضرت عبداللہ بن رواحہ کے بعد اور حضرت ابوالہیثم کے ساتھ	۳۵۴/۲	.	.	.	۲۰/۳	۵ ۲۶۵/۱
„ „ „ „ „	۶ ۲۳۲/۲
ایک بار تخمینہ لگایا	۷ ۱۰۷-۸/۴
حضرت علی کی خلافت تک برقرار رہے	۸ ۱۶۹/۵
.	کتافی اول ۴۰۰	۹ .
.	۱۰ ۲۰۵/۵
.	کتافی اول ۴۰۰	۱۱ .

ضمیمہ سوم - ۳ عاملین علی الحمی (چراگاہ کے افسر)

نمبر شمار	خاص / افسر	قبیلہ / خاندان	نماز قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت ذر بن ابی ذر	غفار	ب	مدینہ / الجمع	۱-۲ھ / ۶۲۲-۶۲۳
۲	حضرت یسار	جدشی / مولائے رسول	الف / س	ذوالجدر	۱-۶ھ / ۶۲۲-۶۲۳
۳	ابو رافع	"	"	"	۱-۱۱ھ / ۶۲۲-۶۲۳
۴	عرب الماکی	"	ب	الغابہ	۱-۲ھ / ۶۲۲-۶۲۳
۵	بلال بن عمارث	مزینہ	س	تقیع	۵-۱۱ھ / ۶۲۴-۶۲۵
۶	عبید بن مروح	"	"	"	"
۷	سعد بن ابی وقاص	قریش / زہرہ	الف	وہج / طائف	۹-۱۱ھ / ۶۳۰-۶۳۲

کیفیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
کرز بن جابر فہری کے ہاتھوں شہید
عزیز کے لوگوں کے ہاتھوں شہید	۱۰۲ / ۳	۱۲۴ / ۵
.	۱۹۱ / ۵
.
.	.	۵۳۸ / ۹	۸۰ - ۱ / ۲	انساب ۳۴۸	کتابی اول ۳۳۹	.
.	.	۴۲۶ / ۴	.	.	.	۳۵۳ / ۳
.	"

ضمیمہ چہارم - ۱

مبلغین و معلمین

نمبر شمار	مبلغ / معلم	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	زمانہ تقرر
۱	حضرت مصعب بن عمیر	قریش / عبدالدار	الف	مدینہ / اوس و خزرج	۶۲۱ھ
۲	حضرات شہداء بر مومنہ
۳	" " رجیح
۴	حضرت معاذ بن جبل	خزرج / چشم	د	مکہ مکرمہ	۶۳۰ھ / ۶۳۱ھ
۵	" ابو موسیٰ اشعری	اشعر	ب	"	"
۶	" عباد بن بشر لہ	اوس / عبدالاشہل	د	بنو مصطلق	۶۳۰ھ / ۶۳۱ھ
۷	" خالد بن ولید مخزومی	قریش / مخزوم	ع	نجران / بنو حارث بن کعب	۶۳۰ھ / ۶۳۱ھ
۸	" علی بن ابی طالب	" / ہاشم	الف	یمن / ندج	"
۹	" اوس بن حذثان	ہوازن	ط	منیٰ / مکہ مکرمہ	۶۳۱ھ / ۶۳۲ھ
۱۰	" مجبصہ بن مسعود	اوس / حارث	د	فدک	"
۱۱	" عمرو بن مرہ	جہینہ	.	جہینہ	.
۱۲	" ضناک بن سفیان	عامر بن معصم / کلاب	س	کلاب	.
۱۳	" جرثوم بن ناشیب	قضاء	ط	اپنی قوم	.
۱۴	" ساریہ بن اوفیٰ	بنو قیس	.	بنو مرہ	.
۱۵	" جریر بن عبداللہ	بکیلہ	ق	ذوالکلاع، ذو عمرو	۶۳۲ھ / ۶۳۳ھ
۱۶	" وبرا بن یحییٰ / غنیش	خزاعہ	.	فیروز دلی و غیرہ ابناء یمن	"
۱۷	" اقرع بن عبداللہ	حمیر	ق	ذوزدود، ذومران	"

لے بلاذری، انساب ۱/۳۴۱ کے مطابق جنگِ میلہ سے قبل حکم نبوی پر حضرت عمرؓ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تھا۔

	کیفیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
۱	میرزے کے بیشتر لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا اور تعلیم دی	.	.	۲۲۰ / ۱	.	.	۳۶۸ - ۹ / ۴
۲	:
۳	:
۴	{ قریش کے نو مسلموں کو اسلام کی تعلیم دینے کے لیے	۵۰۰ / ۲	۸۸۹, ۹۵۹	۱۳۴ / ۲	۳۶۵ / ۱	۹۴ / ۳	۳۷۶ - ۸ / ۴
۵		۳۰۸ - ۹ / ۵
۶	بنو مصطلق کے نو مسلموں کو " " " " " درس قیام کیا	.	.	۱۶۱ - ۲ / ۲	.	.	۱۰۰ - ۱ / ۳
۷	تبلیغ و تعلیم	۲۲۶ - ۷ / ۳	سابق
۸	" "	۲۳۰ - ۱ / ۳	"
۹	مذہبی اعلان اور تعلیمات بیان کرنے کے لیے	۱۴۱ - ۲ / ۱
۱۰	تبلیغ و تعلیم	.	۷۰۶ - ۷	.	قب ۲	.	۳۳۴ / ۴
۱۱	"	.	.	۳۳۳ - ۴ / ۱	.	.	۱۳۱ / ۴
۱۲	" قبیلہ والے مسلمان ہو گئے
۱۳	" " " "	۲۷۶ / ۱
۱۴	۲۴۴ / ۲
۱۵	وہاں وفات نبویؐ تک قیام کیا	۱۸۷ / ۳	۲۷۹ - ۸۰ / ۱
۱۶	" " "	۸۳ / ۵
۱۷	۱۱۰ / ۱

۱۸	حضرت فرات بن حیان	ربیعہ / عجل	ط	شمام اور اسد	۱۱-۱۰ھ / ۶۳۲ء
۱۹	” زیاد بن حنظلہ	تیمم / عمرو	ق	بنو تمیم	” ”
۲۰	” صلصل بن شریحیل	.	”	بنو عامر	” ”
۲۱	” ضرار بن الازور	اسد غزیمہ	”	بنو حصیداء	” ”
۲۲	” نعیم بن سعد	غطفان / اشجع	ط	ابن ذی اللیمان وجیری	” ”
۲۳	” عبداللہ بن سعد	ہذیل	الف		۱۱-۱۰ھ / ۶۳۲-۳۱ء
۲۴	” ابی بن کعب	خزرج / نجار	و	مدینہ	” ”
۲۵	” سالم مولیٰ ابی حذیفہ	مولیٰ بنی امیہ	الف		” ”
۲۶	” عبادہ بن صامت	.	د		” ”
۲۷	” خالد بن سعید	قریش / امیہ	الف		
۲۸	” عمرو بن سعید	” ”	”		
۲۹	” ابان بن سعید	” ”	ف		
۳۰	” عثمان بن عفان	” ”	الف	مدینہ / طائف	۱۱-۱۰ھ / ۶۳۰ء
۳۱	” سعد بن عبادہ	خزرج / ساعدہ	د		
۳۲	” اسید بن خضیر	اوس / عبدالاشہل	”		

۱۸	۱۷۵-۶/۲	۱۸۷/۳
۱۹	۲۱۳/۲	"
۲۰	۲۹/۳	"
۲۱	۳۹-۴۰/۳	"
۲۲	۳۳-۴/۵	"
۲۳							
۲۴							
۲۵	
۲۶							
۲۷							
۲۸							
۲۹	
۳۰							
۳۱							
۳۲							

مدیر کے اور شہر رسول میں آنے والے
مسلمانوں کو تعلیم دیتے تھے

طائف کے غلاموں کے معقین و مرتبی

ضمیمہ چہارم - ۲ مفتیانِ گرامی

نمبر شمار	مفتی	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبولِ اسلام	علاقہ / قبیلہ	زمانہ تقرر
۱	حضرت ابو بکر صدیق	قریش / تیم	الف	مدینہ منورہ	۱۱ھ - ۳۲ھ / ۶۲۲-۳۲
۲	عمر فاروق	عدی / "	ب	"	" "
۳	عثمان غنی	" / امیہ	الف	"	" "
۴	علی مرتضیٰ	" / ہاشم	"	"	" "
۵	عبدالرحمن بن عوف	" / ذہرہ	"	"	" "
۶	معاذ بن جبل	" / جشم	د	" / یمن	" "
۷	ابی بن کعب	" / نجار	"	"	" "
۸	زید بن ثابت	" "	"	"	" "
۹	متعدد دوسرے گناہ حضرات	"	"	"	" "

کیفیت	ابن ہشام	واقدی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
•	•	•	۳۳۵/۲	•	•	۱ ۲۰۵-۲۳/۳
•	•	•	۳۵۰/۲	•	•	۲ ۳۴۴/۲
•	•	•	"	•	•	۳ "
•	•	•	"	•	•	۴ "
•	•	•	۳۴۰/۲	•	•	۵ ۳۱۳-۴/۳
•	•	•	۳۵۰/۲	•	•	۶ ۳۴۴/۲
•	•	•	۳۵۰/۲	•	•	۷ "
•	•	•	"	•	•	۸ "
•	•	•	•	•	•	۹ •

نخیمہ چہارم - ۳ ائمہ مساجد و نماز

نمبر شمار	اہم مسجد	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	زمانہ تقرر
۱	حضرت اسعد بن زرارة	خزرج / نجار	د	مدینہ	۱ھ / ۶۲۱-۲ھ
۲	مصعب بن عمیر	قریش / عبدالدار	الف	"	" / "
۳	سالم مولیٰ ابی حذیفہ	مولیٰ بنی امیہ	الف / س	"	" / "
۴	خطبہ بن ابی حنظلہ	انصاری	د	" / قبا	" / "
۵	عتبان بن مالک	خزرج / سالم	"	"	۱۱-۱۲ھ / ۶۲۲-۳۲ھ
۶	عبد اللہ بن عمر	اوس / خطمہ	"	مسجد بنی خطمہ	" / "
۷	معاذ بن جبل	خزرج / جشم	"	مسجد جشم	۹-۱۰ھ / ۶۲۲-۳۰ھ
۸	اسید بن حنفیر	اوس / عبدالاشہل	"	" عبدالاشہل	۱۱-۱۲ھ / ۶۲۲-۳۲ھ
۹	ابوزید	انصاری	"	عمان	۸-۹ھ / ۶۳۰ھ
۱۰	شداد بن ثمامہ	بنو کعب بن اوس	ق	اپنی قوم	۱۰-۹ھ / ۶۳۰-۳۱ھ
۱۱	عمر بن سلمہ	بنو جرم	د / س	"	۱۱-۱۲ھ / ۶۲۲-۳۲ھ
۱۲	عبد الرحمن بن عوف	قریش / زہرہ	الف	لشکر مسلمانان تبوک	۹ھ / ۶۳۱ھ
۱۳	ابوبکر صدیق	" / تیم	"	"	" / "
۱۴	"	" / "	"	مدینہ / مسجد نبوی	ربیع الاول ۱۱ھ / جون ۶۳۲ھ

ضمیمہ چہارم - ۴ مؤذنین رسول

نمبر شمار	مؤذن	قبیلہ / خاندان	زناز قبول اسلام	علاقہ / قبیلہ	تاریخ تقرر
۱	حضرت بلال بن رباح	حبشی / مولا سائے رسول	الف	مدینہ منورہ / مسجد نبوی	۱۱ھ / ۳۲-۳۳ھ
۲	عمرو بن ام مکتوم	قریش / عامر بن لوی	"	"	"
۳	سعد بن عاتکہ (سعد القرظ)	مولیٰ عامر بن یاسر	س	مسجد قبا	"
۴	عبدالغزیز بن اصم	"	"	"	"
۵	زید بن حارث	صداء	"	"	"
۶	ثوبان	مولا سائے رسول	س	مدینہ	"
۷	عثمان بن عفان	قریش / امیہ	الف	"	"
۸	ابو محمد ذرہ اوس بن معیر	" / حنظل	ف	خانہ کعبہ / مکہ / جعرانہ	۸ھ / ۳۲-۳۳ھ
۹	سفیان بن قیس	کنذہ	ق	قبیلہ کنذہ	۱۱ھ / ۳۲-۳۳ھ

کیفیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلاذری	طبری	اسد الغابہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے مؤذن	.	.	۲۴۸/۱	۵۲۶/۱	.	۱۲۰۶-۹/۱
رمضان میں شب میں ایک اذان دیتے تھے	.	.	۲۳۴/۳	"	.	۲ "
مستقل مؤذن	۳ ۲۸۲-۳/۲
" / ایک بار اذان دی تھی	.	۷۳۸, ۸۴۶	.	.	.	۴ ۳۲۸/۳
"	کتافی اول ۷۴	۵ .
"	۷۶ "	۶ .
جمعہ کی ایک اذان دیتے تھے / دی تھی	.	.	.	۵۲۷/۱	" "	۷ .
مسجد حرام کے مستقل مؤذن / جواز میں پہلی اذان	.	.	۲۴۸/۱	۵۲۶/۱	.	۸ ۲۹۲/۵
قبیلہ کنزہ کے مستقل مؤذن مقرر ہوئے تھے	۹ ۳۲۱/۲

ضمیمہ چارم - ۵ افسرانِ امورِ حج

نمبر شمار	افسر	قبیلہ / خاندان	زمانہ قبولِ اسلام	موقعہ / مہم	تاریخِ تقرر
-----------	------	----------------	-------------------	-------------	-------------

امراءِ حج

۱	حضرت عتاب بن اسید	قریش / امیہ	ف	فتح مکہ	۳۸ھ / ۶۳۰ء
۲	ابوبکر صدیق	تیمم	الف	سالِ دیگر	۳۹ھ / ۶۳۱ء
۳	رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم	ہاشم	اول المسین	حجۃ الوداع	۴۰ھ / ۶۳۲ء

خانہ کعبہ کے متولی اور ساقیِ حرم

۱	حضرت عثمان بن طلحہ	قریش / عبدالدار	ع	خانہ کعبہ / حجابہ	۳۸-۳۹ھ / ۶۳۰-۶۳۱ء
۲	عباس بن عبدالمطلب	ہاشم	ف	ساقیہ	" "

حد و حرم کی تعیین کے افسر

۱	حضرت تیمم بن اسید	خزاعہ	ف	حرمِ مکہ	۳۸ھ / ۶۳۰ء
---	-------------------	-------	---	----------	------------

ہدی (قربانی کے جانوروں) کے نگراں افسر

۱	حضرت ناجیہ بن جندب	اسلم	س	مدینہ تا مکہ	۳۸-۳۹ھ / ۶۳۰-۶۳۱ء
۲	ذویب بن حطلہ	خزاعہ / کعب	.	"	.
۳	عمرو بن ثمالی	ہوازن / ثمالہ	.	"	.
۴	علی بن ابی طالب	قریش / ہاشم	الف	"	.
۵	خالد بن سہیل	کنانہ / غفار	-	"	.

کیفیت	ابن ہشام	واقعی	ابن سعد	بلذری	طبری	اسد الغابہ
-------	----------	-------	---------	-------	------	------------

بیشیت والی مکہ امیر حج بنے	۵۰۰/۲	۹۵۹	۱۳۴/۲	فب ۵۳	۳۴,۹۳/۳	۳۵۸-۹/۳
رسول کریم کے نائب کی حیثیت سے	۵۴۲/۲	۱۰۷۷	۱۶۸/۲	۰	۱۲۲-۳/۳	۲۰۵-۲۳/۳
سربراہ مملکت اسلامی کی حیثیت سے	۰	۰	۰	۰	۰	۰

مستقل متولی اور کلید بردار کعبہ	۰	۸۳۳-۸	۱۳۴/۲	۰	۰	۳۴۲/۳
مستقل ستایہ کے عہدہ دار	۰	۸۳۸	"	۰	۰	۱۰۹-۱۲/۳

از سر نو تنزیبِ حرم کی گئی	۰	۸۴۲	۱۳۴/۲	۰	۰	۲۱۴/۱
----------------------------	---	-----	-------	---	---	-------

مستقل افسر مدینہ، عہدہ القضاۃ حج ابی بکر، حجاز الخواص	۰	۵۷۲, ۷۳۲ ۱۰۷۷, ۱۰۹۰	۱۲۱, ۱۶۸/۲ ۱۷۳	۳۵۳/۱	۶۲۴/۲	۴/۵
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۳۴/۲
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۹۲/۲
ایک بار	۰	۰	۰	۰	۰	بخاری - کتاب الحج
۰	۰	۰	۰	۰	۰	تجوید ۱۷۶
۰	۰	۰	۰	۰	۰	اصابہ ۲۱۷۰

تعلیقات و حواشی

باب اول

(۱) اسلامی سلطنت اور دنیاوی سلطنت کے فرق کے لیے ملاحظہ کیجئے: سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبیؐ، جلد ہفتم، نقوشِ دلاہی، رسولؐ نمبر، جلد دوم، دسمبر ۱۹۸۲ء، ص ۳۳۰ تا ۳۹۹؛ سید ابوالاعلیٰ مودودی، خلافت و ملوکیت، دہلی ۱۹۶۹ء، ص ۸۰-۱۳۔

(۲) ازرقی، کتاب اخبار مکہ، مرتبہ فریڈینڈ و سٹنفیلڈ، بیروت ۱۹۶۲ء، ص ۵۰ تا ۷۰ وغیرہ؛ ابن عبد ربہ، العقد الفريد، مرتبہ احمد امین، احمد زین، ابراہیم ابیاری، قاہرہ ۱۹۵۲ء، جلد سوم، ص ۱۵-۳۱۳؛ مونٹگری واٹ، محمدؐ، لندن ۱۹۵۳ء، ص ۶۶-۳۔

(۳) مونٹگری واٹ، محمدؐ، ص ۱۸-۱۷؛ گردنی بام، کلاسیکل اسلام، انگریزی ترجمہ کیتھرین واٹسن، لندن ۱۹۷۰ء، ص ۲۶-۱۳۔ (۴) مذکورہ بالا۔

(۵) سید سلیمان ندوی، سیرت النبیؐ، جلد ہفتم، ص ۷۱-۳۶۵ (عبد نبویؐ میں نظام حکومت)۔

(۶) مونٹگری واٹ، محمدؐ، ص ۲۳۹۔

(۷) ملاحظہ ہو: سید ابوالاعلیٰ مودودی، خلافت و ملوکیت کا باب اول۔

(۸) سید سلیمان ندوی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی، مذکورہ بالا۔

(۹) ابن اسحاق، سیرۃ رسولؐ، انگریزی ترجمہ الفریڈ گیلوم، لندن ۱۹۵۵ء، ص ۲۳۲؛ ابن سعد، سوم، مختلف تراجم

صحابہ؛ نیز ملاحظہ ہو: مونٹگری واٹ، محمدؐ، ص ۲۲۹۔ نیز ملاحظہ ہو: ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر

بیروت ۱۹۵۳ء، جلد سوم، ص ۲۲-۲۳؛ مونٹگری واٹ، محمدؐ، ص ۲۳۹۔ لیکن ابن سعد نے اپنی دوسری

روایت میں حضرت سہل بن حنیف انصاری سے مواخاۃ کا ذکر کیا ہے۔ خیال یہ ہے کہ ان دونوں روایتوں کا تعلق

بالترتیب مکی اور مدنی زمانے سے ہے۔

(۱۰) ابن اسحاق، مذکورہ بالا، ص ۷۷-۱۹۶۔

(۱۱) ابن اسحاق، مذکورہ بالا، ص ۱۹۷۔

(۱۲) ابن اسحاق، مذکورہ بالا، ص ۸-۱۹، ابن سعد، طبقات، اول ص ۲۱۹، طبری، تاریخ الرسل والملوک، تاریخ طبری، مرتبہ محمد ابو الفضل ابراہیم، دار المعارف، قاہرہ ۱۹۶۱ء، دوم ص ۵۵-۳۵۳؛ بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ، قاہرہ ۱۹۵۹ء، اول ص ۲۳۹۔
ان صالح خزانوں کے نام مع ان کے خاندانوں کے حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ اسعد بن زرارہ — بنو نجار
- ۲۔ عوف بن حارث — بنو غنم
- ۳۔ رافع بن مالک — بنو زریق
- ۴۔ قطیب بن عامر — بنو سلمہ
- ۵۔ عقبہ بن عامر — بنو سلمہ
- ۶۔ جابر بن عبد اللہ — بنو سلمہ

مؤخر الذکر تینوں بزرگ بنو سلمہ کے مختلف گھرانوں سے متعلق تھے۔

(۱۳) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۱۹۸؛ ابن سعد، سوم ص ۲۱-۲۲۰ کا بیان ہے کہ اوس / عبداللہ الشہل کے سردار سعد بن معاذ کے قبول اسلام کا اتنا اثر ہوا کہ پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ مدینہ میں اسلام کے پُر جوش و زبردست داعی و مبلغ اس زمانہ میں حضرات اسعد بن زرارہ وغیرہ اور کچھ زمانے بعد حضرات سعد بن معاذ اور مصعب بن عمیر عبد ری تھے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پہلے چھ خزرجی مبلغین نے اس تندہی سے کام کیا تھا کہ اللہ و رسول کا نام ہر گھر میں پہنچ گیا تھا۔ طبری، دوم ص ۳۵۵ بھی یہی بیان کرتے ہیں۔

نیز ملاحظہ کیجئے: ڈی۔ ایس۔ مارکولیتھ، محمد اینڈ رائز آف اسلام، لندن ۱۹۰۵ء، ص ۲۰۲؛ ڈی۔ ڈبلیو آرئلڈ، دی ریچنگ آف اسلام، لندن ۱۹۳۵ء، ص ۲۲-۲۲؛ میکسم رودنساں، محمد، انگریزی ترجمہ این کارٹر، پینگوئن بکس ۱۹۷۶ء، ص ۳-۱۴۲؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دار المصنفین اعظم لکھنؤ ۱۹۷۶ء، اول ص ۲۶۶۔

(۱۴) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۹۹-۱۹۸ کا بیان ہے جو کافی اہم ہے کہ ”عقبہ کی یہ بیعت جگہ کا حکم ملنے سے پہلے ہوئی تھی۔“
شرائط بیعت یہ تھیں،

- ۱۔ وہ خدا کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔
 - ۲۔ چوری نہیں کریں گے۔
 - ۳۔ زنا نہیں کریں گے۔
 - ۴۔ اولاد کشی نہیں کریں گے۔
 - ۵۔ بہتان تراشی نہیں کریں گے۔
 - ۶۔ اور امر بالمعروف میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گے۔
- یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ ہجرت سے قبل اور اسلامی ریاست کے قیام سے پہلے مدینہ کے مسلمانوں

مکمل اطاعت و فرمانبرداری کا مطالبہ کیا گیا تھا جیسا کہ آخری شرط بیعت سے معلوم ہوتا ہے۔ دراصل نافرمانی اور حکم عدویٰ آپ کی رسالت کے انکار کے مترادف ہوتی۔

نیز ملاحظہ کیجئے: انسب الاشراف، اول ص ۲۳۹، طبری، دوم ص ۲۵۶، ابن سعد، سوم ص ۳-۲-۱۰۲؛ روئساں، محمد، ص ۴۴-۱۴۳، واٹ، محمد، ص ۴۶-۱۴۳۔

شرکار، بیعت عقبہ اولیٰ کے اسماء گرامی کے لیے دیکھئے: ابن اسحاق، سیرہ، ص ۹۹-۱۹۸۔

(۱۵) ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، سیرہ، ص ۸-۱۹۷۔

(۱۶) اس زمانہ میں یشرب میں اشاعت اسلام کے لیے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، سیرہ، ص ۹۹-۱۹۸۔

(۱۷) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۱۹۹؛ ابن سعد، سوم ص ۱۱۸؛ انسب الاشراف، اول ص ۲۳۹؛ طبری، دوم ص ۲۵۷ اور ص ۳۶۶۔

(۱۸) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۰؛ طبری، دوم ص ۲۵۹؛ نیز دیکھئے: ابن سعد، سوم ص ۱۱۸، ص ۲۱-۲۲۰۔ اوس مناة کے قبول اسلام کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلہ کا نام اوس اللہ رکھ دیا تھا۔ ناموں کے سلسلے میں یا کسی بھی معاملہ میں شرک کا شائبہ تک قابلِ برداشت نہیں تھا۔ قدیم نام ایک بڑے بُت کی نسبت رکھتا تھا۔

(۱۹) عام طور سے خیال یہ ہے کہ اس بیعت میں صرف ۲ مسلمانانِ مدینہ شریک تھے، ملاحظہ ہو: ثعلبی، سیرت النبی،

اول ص ۲۶۴۔ لیکن اس میں شرکار کی کل تعداد ۵۷ تھی۔ ملاحظہ ہو: بلاذری، انسب الاشراف، اول ص ۵۲-۲۲۰۔

بلاذری نے ان میں سے صرف ستر کے مختصر سوانحی خاکے بھی دئے ہیں۔ ابن سعد، اول ص ۳-۲۲۱؛ محمد حمید اللہ،

محمد رسول اللہ، اردو ترجمہ نذیر حقی، نقوش رسول نمبر، جلد دوم ص ۵۶۷۔ یہ بات اہم ہے کہ مسلمان مدینوں میں

دو عورتیں بھی شریک بیعت تھیں اور ان میں سے ایک کے ہاں اسی زمانے میں ایک بچے کی بھی ولادت ہوئی تھی۔

بیعت عقبہ ثانیہ کے شرکار گرامی کے ناموں کے لیے دیکھئے ابن اسحاق، سیرہ، ص ۱۷-۲۰۸، جن کے نزدیک اس میں

۲ مرد اور ۲ عورتیں شامل تھیں۔ ابن اسحاق وغیرہ نے ان شرکار بیعت کے قبائل اور خاندانوں اور ان کے تناسب

کا بھی ذکر کیا ہے۔

(۲۰) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۴-۲۰۳ کا بیان ہے کہ انصارِ مدینہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان و مال کا تحفظ دیتے

ہوئے کہا تھا کہ ”ہم عہد کرتے ہیں اور ہم اہلِ عرب لوگ ہیں۔ ہمارے پاس اسلحے ہیں جو ہم تک ہمارے آباؤ اجداد سے

پہنچے ہیں۔ ہم اسی طرح آپ کا تحفظ کریں گے جس طرح ہم اپنے خاندان والوں کا تحفظ کرتے ہیں خواہ اس کے لیے ہمیں

ساری دنیا سے (اسود و احمر سے) جنگ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ ہم ہر صورت میں آپ کا ساتھ دیں گے خواہ آپ کے

مقدم مقابل ہمارے رشتہ دار ہوں یا اجنبی لوگ۔“ جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یقین دلایا تھا کہ

”میں ان سے لڑوں گا جن سے تم لڑو گے اور ان سے صلح کروں گا جن سے تم صلح کرو گے۔ میرا خون تمہارا خون ہے۔“

میں تمہارا اور تم میرے ہو۔ اس پر بحث کے آخر میں ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اب انھوں نے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری دنیا سے جنگ کرنے اور ہر دھمکے، عسرو کسرت، تنگی و فراخی ہر حال میں آپ کا ساتھ دینے کا عہد کر لیا تھا۔

ابن اسحاق اور دوسرے مورخین اور مؤلفین سیرت کے بیان بیعت عقبہ ثانیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بیعت حرب محض دفاعی جنگ تک محدود نہیں تھی جیسا کہ بعض مورخین کا خیال ہے (مثلاً شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۳۱۶؛ طبری، دوم ص ۶۴-۶۳؛ آرٹلڈ ص ۲۴؛ محمد ایٹ مکتھ، ص ۴۹-۱۴۷؛ مارگولیتھ، مذکورہ بالا، ص ۴-۲۰۳؛ فرانسکو جبریل، محمد اور فتوحات اسلام، انگریزی، لندن ۱۹۶۷ء، ص ۹۰) حقیقت یہ ہے کہ بیعت حرب میں دفاعی اور جارحانہ جنگ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا تھا۔ حیرت بلکہ شدید حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے قدیم و جدید مورخین و سیرت نگاروں نے یہ نتیجہ کہاں سے اخذ کیا ہے کہ انصار مدینہ نے بیعت حرب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محض دفاعی جنگ میں ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جارحانہ یا اقدامی جنگ میں نہیں۔ ان مورخین کا خاص معسر بنی مورخین کا خیال ہے کہ اسی بنا پر انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی مہموں میں ساتھ نہیں دیا تھا کیونکہ وہ اقدامی مہموں تھیں۔ اگرچہ یہاں ابتدائی مہموں سے بحث نہیں تاہم بیعت حرب پر مانگہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بیعت دونوں قسم کی جنگوں کے لیے تھی۔ اور جدید و قدیم مورخین کا یہ تاثر کہ وہ صرف دفاع کے پابند تھے صحیح نہیں ہے۔ شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت نے اپنے اشعار میں جو ابن اسحاق کی سیرت (ص ۶۲۵) میں محفوظ ہیں ان مہمات نبوی کو گزرا ہے جن میں انصار نے شرکت کا شرف حاصل کیا تھا۔ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انصار مدینہ ان ابتدائی مہمات میں سے غزوات و دان اور ذوالعشرہ میں شریک رہے تھے۔ واقعی کا بیان ہے (کتاب المغازی، مرتبہ ماریسن جونس آکسفورڈ، ۱۹۶۶ء، ص ۹) کہ اسلام کے پہلے سر یہے جو حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی کمان میں سیف البحر کے علاقے میں گیا تھا مسلمان شرکار نصف مہاجر اور نصف انصار تھے اور وہ ان کے نام بھی گناتا ہے۔ اگرچہ دوسری روایت ہیں وہ اس کی تردید کر کے وہی کہتا ہے جو سب کہتے آرہے ہیں کہ انصار نے ابتدائی مہمات میں شرکت نہیں کی تھی کیونکہ وہ دفاعی جنگ کے پابند تھے۔ واٹ کا خیال ہے (محمد ایٹ مدینہ، ص ۲) کہ انصار بعض ابتدائی سرایا و غزوات میں خود شامل رہے ہوں گے۔ بہر حال وہ ابتدائی مہموں میں شامل رہے ہوں یا نہ رہے ہوں یہ حقیقت ہے کہ بدر سے پہلے مدینہ کا جو لشکر قریشی کارواں کی ناک میں نکلا تھا اس میں انصار مہاجرین سے کہیں زیادہ شامل تھے۔ کیا وہ ایک اقدامی معاملہ نہ تھا؟ دراصل دفاعی اور جارحانہ یا اقدامی جنگ کی تفریق اس دل کی پچانس سے کی جاتی ہے جس کا سبب یہ عقیدہ ہے کہ اسلام صرف دفاعی جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ دفاع کبھی اقدام کے ذریعہ بھی کیا جاتا ہے۔

(۲۱) ابن اسحاق، سیرت، ص ۲۰۴؛ ابن سعد، دوم ص ۹۰۲؛ انساب الاشراف، اول ص ۲-۲۵۲؛ طبری، دوم ص ۵۶-۳۵۵۔ نیز ملاحظہ ہو: مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ ص ۸-۱۴۷، جنھوں نے اصلاح نقیب کا ترجمہ

نمائندہ (REPRESENTATIVE) کیا مگر صحیح نہیں ہے۔ صحیح ترجمہ سردار، سیدنا شیخ ہوگا۔ ملاحظہ کیجئے: رچرڈ ہیل دی قرآن ایڈنبرا ۱۹۳۷ء، ص ۹۵، حاشیہ نمبر ۴ جن کا خیال ہے کہ اس لفظ کا معنی ”لیڈر“ ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: اسے، جی، آربری، دی قرآن انٹریپریٹڈ (THE QUR'AN INTERPRETED)، لندن ۱۹۵۵ء، اول ص ۱۲۹۔ مکمل بحث کے لیے دیکھیے اس کتاب کا باب چہارم بحث برقیب۔

(۲۲) جزیرہ نمائے عرب کے جن مقامات سے آپ کو دعوت ہجرت ملی یا جن پر آپ کی نگاہ انتخاب روایات کے مطابق گئی ان میں قبیلہ ازد شنوہ کے خاندان دوس کے شیخ قبیلہ حضرت طفیل بن عمرو کے علاقہ یا جنوب میں بنو ہمدان کے علاقہ یا یمامہ اور ہجر کے کسی چربہار و سرسبز و شاداب شہر کا ذکر آتا ہے۔ روایات ہم کو باور کراتی ہیں کہ مدینہ کا انتخاب خداوندی تھا جو اقبال یا رویا کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۴۹۴، مسلم، جامع صحیح، باب الدلیل علی ان قافلہ نفسہ لایکفر؛ بخاری، جامع صحیح، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم؛ زرقانی، شرح المواعظ اللدنیۃ، قاهرہ، طبع غیر مؤخر، اول ص ۳۵۹۔

ابن اسحاق، سیرہ ص ۱۹۵ کی ایک روایت میں آتا ہے کہ بنو حنیفہ کے ایک خاندان اور بنو عامر بن صعصعہ کے ایک شیخ قبیلہ بحیرہ بن فراس نے اسلام قبول کرنے اور آپ کو اپنے ہاں پناہ دینے کی پیشکش اس شرط پر کی تھی کہ اسلام کو عروج ملے پر ان کو حکومت میں شریک یا خلافت کا مجاز فرما دیں جسے آپ نے مسترد فرما دیا۔ بہر حال وہ تمام روایات جو آپ کو پناہ دینے کا ذکر کرتی ہیں ان کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ قبائل عرب سے اپنے ذاتی تحفظ کا مطالبہ کرتے تھے یا قبائل عرب آپ کو اس کی ضمانت کی پیشکش کرتے تھے۔ بنیادی طور پر آپ کا مطالبہ اسلام کی نصرت و پناہ کا تھا جس کا مطلب تھا قبول اسلام کے بعد اس علاقہ میں اسلامی نظام قائم کرنا۔ قبائل عرب بھی اس کے مضمرات سمجھتے تھے کہ وہ محض ایک عقیدہ، طرز فکر یا چند مذہبی رسوم کا قبول کرنا نہیں ہے بلکہ اس کے دور رس اور گہرے سیاسی اور سماجی مضمرات ہیں جو موجودہ نظام حیات کے قاتل ہوں گے اور ان کے سبب ایک عظیم سیاسی اور سماجی انقلاب آئے گا۔ گونا گوں اسباب مذکورہ بالا یا دوسرے قبائل عرب کے علاقوں کو وطن ہجرت نہ بنایا جاسکا۔

(۲۳) مدینہ کا وطن ہجرت بنانے کا خیال خالص ٹھوس تاریخی عوامل کے سبب پختہ ہوا اور عمل میں آیا تھا۔ خواب اور انقاد کا جہاں تک تعلق ہے اس سے اس معنی میں انکار نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قدم اور ہر کام اذن و رضائے الہی سے ہوتا تھا مگر ہمارے قدیم مورخین و سیرت نگار یا محدثین و مفسرین کرام ان تاریخی عوامل کی مذہبی توجیہ تلاش کر لیتے ہیں اور یہ ان کے عہد کا تاریخی شعور تھا۔ مگر صرف تاریخی نقطہ نظر سے یا تاریخی تناظر میں دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ سلسلہ اور سلسلہ کے درمیان مدینہ میں اسلام کی ہمدیگر اشاعت اور شہر کا تقریباً تمام کا تمام مسلمان ہو جانا (یہودی قبائل کے سوا)، عرب کی مغربی شاہراہ تجارت پر اس کا محل وقوع جو اقتصادی اور فوجی لحاظ سے قریش کی عداوت اسلام کے پس منظر میں بے انتہا اہم تھا، وغیرہ ایسے اسباب تھے جنہوں نے درحقیقت مدینہ کو وطن ہجرت بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔

(۲۴) مثلاً ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۸۴؛ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، ص ۵۶۸، ۵۷۱؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ منکر، ص ۱۵۰؛ محمد ایٹ مدینہ، ص ۵-۲؛ مارگولیتھ، مذکورہ بالا، ص ۲۳۴۔ تقریباً تمام جدید مورخین اور سیرت نگاروں نے بلا استثناء ہجرت مدینہ کے باب میں دو نکات پر اتفاق کیا ہے: اول یہ کہ مسلمان خاص طور سے منکر کے چورے چھپے اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں یا اکاؤڈ کا ہجرت کے سفر پر نکلے تھے دوم یہ کہ معدودے چند کو چھوڑ کر تمام مہاجرین خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے۔ اور یہ دونوں باتیں ماخذ سے ثابت نہیں ہوتیں بلکہ اس سے قطعی مختلف صورت حال ابھرتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے: خاکسار کا مضمون ”کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟“ تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، اپریل ۱۹۸۳ء۔

(۲۵) تفصیلات اور ماخذ کے لیے ملاحظہ کیجئے مضمون مذکورہ درجہ شیعہ نمبر ۲۴۔
(۲۶) اسی طرح یہ خیال کہ ہجرت نبوی کے وقت منکر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکابر صحابہ میں محض حضرات ابوبکر و علی رہ گئے تھے صحیح نہیں ہے۔ یہ یقیناً صحیح ہے کہ اکثر بزرگ صحابہ مدینہ جا چکے تھے مگر ان کی معتد بہ تعداد اب بھی منکر میں موجود تھی۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون ”سیرت نبوی میں ہجرت کی اہمیت“۔ یہاں یہ مختصراً کہہ دیا جائے کہ اس غلط فہمی کا سبب ابن اسحاق کا عمومی تبصرہ ہے کہ ان دو بزرگوں کے سوا اور کوئی مدینہ میں باقی نہیں رہا تھا۔ ملاحظہ کیجئے ص ۲۲۱۔ بعد کے قدیم و جدید مورخین نے بلا تنقید و جرح یہ بیان قبول کر لیا۔

(۲۷) ہجرت نبوی کی اب تک مسلمہ تاریخ زیادہ تر مورخین و سیرت نگاروں کے نزدیک یہی ہے۔ لیکن یہ اس تعقیم کے مطابق، جس میں ولادت نبوی ۲۰ اپریل ۱۱۵۷ء تسلیم کی گئی ہے۔ اس سے متعدد علمائے اختلاف کیا ہے اور متعدد دوسری تاریخیں بھی ہجرت نبوی کے لیے بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مذکورہ بالا، ص ۵۷۰، کے نزدیک وہ پیر ۱۲ ربیع الاول ۳۱ مئی ۶۱۲ء تھی۔ اسحاق انسی علوی، مذکورہ بالا، ص ۵۵-۵۲ کی جدول کے مطابق دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کو ۲۲ نومبر ۶۱۲ء تھی۔ جبکہ مارگولیتھ مذکورہ بالا، ص ۲۱۷؛ ایچ جی ویلز، آؤٹ لائن آف ورلڈ ہسٹری، ص ۶۰۰، کارل بروکن، ہسٹری آف دی اسلامک پوپل، انگریزی ترجمہ، لندن ۱۹۶۹ء، ص ۲۰ اور تقریباً تمام دوسرے مورخین و مستشرقین مغرب کا خیال ہے کہ ۸ ربیع الاول ۱۱۵۷ء کو ۲۰ ستمبر تھی۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۵۷۲، نے اس تاریخ سے اتفاق کیا ہے اور سند میں محمد بن موسیٰ خوارزمی اور یعقوبی کو ذکر کیا ہے۔ جدید مورخین میں موننگری و واٹ کا خیال ہے یہ تاریخ ۸ ستمبر ۶۱۲ء تھی یا اس کے لگ بھگ اور مدینہ خاص آپ ۲۴ ستمبر کو وارد ہوئے تھے۔

بہر حال اعلیٰ النبی علوی کی جدید ترین تحقیق کے مطابق ہجرت نبوی کی مختلف منزلوں اور مرحلوں کی تاریخیں حسب ذیل تھیں:

- ۱۔ غار ثور کو روانگی
- ۲۔ غار میں قیام سہ روزہ
- ۳۔ قبائیں آمد
- جمعہ ۲ ربیع الاول / ۱۲ نومبر ۶۱۲ء
- جمعہ و شنبہ ۲ تا ۵ ربیع الاول / ۱۲-۱۵ نومبر ۶۱۲ء
- دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول / ۲۲ نومبر ۶۱۲ء

جمعہ ۱۶ ربیع الاول / ۲۶ نومبر ۱۹۶۲ء
یکشنبہ یاد و شنبہ ۲۵ یا ۲۶ / ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء

۴ - مدینہ میں نماز جمعہ
۵ - مدینہ میں مستقل قیام

(۲۸) ابن اسحاق، ص ۲۲۸۔

(۲۹) مریضین کے مختلف نقطہ ہائے نظر کے لیے ملاحظہ کیجئے حاشیہ نمبر ۲۔

(۳۰) مضمون ”کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟“

(۳۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے باب پنجم - حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض مورخین جو مہاجرین کی ناداری کے قائل ہیں ہجرت کے بعد ان کی اقتصادی زندگی خاص کر ہجرت کے فوراً بعد ان کے پیشوں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ مثلاً ملاحظہ ہو مارکولیتھ

مذکورہ بالا، ص ۶-۲۳۵؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۸۷-۲۸۶۔

(۳۲) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۱۸ نے انصار کے گھرانوں میں مختلف مہاجرین کے قیام کی تفصیلات دی ہیں۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، سوم اور چہارم میں صحابہ کرام کے سوانحی خاکے؛ طبری، دوم، ص ۳۸۶؛ بخاری، باب فضل المنیہ - نیز دیکھئے؛ آرنلڈ، مذکورہ بالا، ص ۲۶؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۔

(۳۳) مثلاً حضرت بلال حبشی کی وابستگی بنو خثعم سے، حضرت حسان بن ثابت انصاری کی حضرت عثمان بن عفان اموی سے حضرت عمر بن خطاب عدوی کی حضرت عتبہ بن مالک انصاری اور حضرت عبدالرحمن بن عوف زہری کی سعد بن ربیع انصاری سے اور نہ جانے کتنے دوسرے صحابہ کرام کی اخوت کا یہ رشتہ تا عمر قائم و دائم رہا۔ ملاحظہ ہو: ابن سعد، سوم اور چہارم میں سوانحی خاکے۔ حضرت بلال نے عہد فاروقی میں اپنے عطا کو اپنے اسلامی بھائی ابوریکہ عبداللہ بن عبدالرحمن غنشی کے خاندان کے ساتھ شامل و مندرج دیوان کرایا تھا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۵۔

(۳۴) بخاری، کتاب التفسیر، الانفال آیت نمبر ۱، نیز کتاب المناقب، باب اخبار النبی۔

ہمارے جدید مورخین نے بھی اس خیال کو تسلیم کر لیا ہے مثلاً شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۸۴؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۹؛ آرنلڈ مذکورہ بالا، ص ۳۳۔

(۳۵) ملاحظہ ہو: موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۴۹۔

(۳۶) شبلی نعمانی، مذکورہ بالا، ص ۶-۲۸۵۔

(۳۷) ڈاکٹر محمد عبداللہ، مذکورہ بالا، ص ۷۲-۷۱، کا خیال ہے کہ ”سیکڑوں کئی مسلمان مدینہ میں پناہ لے چکے تھے۔

ان کی یہاں کوئی جائیداد وغیرہ نہ تھی۔ انھیں مقامی معیشت میں کھانا وقت کی اشد ضرورت تھی.... انھوں نے تجویز کیا کہ مدینہ کے باویلہ اور متول مسلمان ایک ایک کئی کو اپنا بھائی بنالیں۔ دونوں بھائیوں کے خاندان مل کر کمائیں اور کھائیں یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے ترکہ میں بھی حصہ دار ہوں.... یہ انتظام کئی سال تک جاری رہا۔ کئی مسلمان طفیلی بن کر رہنے کے خواہشمند نہیں تھے۔ جب انھوں نے محنت سے کافی دولت پیدا کر لی تو انھوں نے اپنے کئی (مدنی)

بھائیوں کی اہلک ان کے سپرد کر دیں۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔
گویا کہ مواخات اقتصادی مجبوریوں اور ماساشی ضرورتوں کے تحت عمل میں لائی گئی تھی۔ اور وہ ایک عارضی انتظام تھا۔
شبلی نعمانی بھی اسے اقتصادی اور عارضی ہی سمجھتے ہیں اگرچہ اس کے دیر پا اثرات کی بنا پر عظیم الشان اغراض اسلامی کی
تکمیل کا سامان بھی سمجھتے ہیں۔

(۳۸) مآخذ اور جدید مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ مواخات کو مدینہ میں پہلی بار اس وقت رُو بہ عمل لایا گیا جب مدینہ منورہ میں
مسجد نبوی کی تعمیر تکمیل کے قریب تھی۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۴؛ شبلی نعمانی، مونثکری واٹ وغیرہ کے
مذکورہ بالا حوالے۔ ابن سعد، سوم، ص ۲۲ کا یہ بیان دلچسپ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے قبل پہلے
مہاجرین کے درمیان پھر مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ اور آپ نے یہ مواخات سچائی اور باہمی
تعاون کی بنیادوں پر استوار کی تھی۔

(۳۹) مونثکری واٹ، مذکورہ بالا اس کے قائل ہیں۔

(۴۰) ملاحظہ کیجئے، ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۳۴ پر مذکورہ اسمائے گرامی صحابہ۔ نیز ابن سعد، سوم اور چہارم میں سوانحی خاکے۔

(۴۱) واٹ، مذکورہ بالا، اس نظریہ کے جدید عہد میں بانی ہیں۔

(۴۲) مسلم مفکرین و علماء کا خیال ہے کہ اذن جہاد و قتال دوسری سببت عقبہ سے کچھ پہلے ملا تھا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق،
سیرہ، ص ۱۳-۲۱۲؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۹-۳۰۸ کی تحقیق کے مطابق اجازت جہاد ۱۲ صفر
۲ھ / اگست ۶۲۳ء کو ملی تھی جیسا کہ زرقانی نے مواہب اللدنیہ میں تصریح کی ہے۔

(۴۳) ابن سعد، سوم، ص ۵۵۵۔

(۴۴) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، سیرہ، ص ۳۸-۳۲، بدری صحابہ کی فہرست اور ابن سعد، سوم۔

(۴۵) مہاجرین میں سے جو صحابہ کرام میدانِ بدر میں موجود نہ تھے ان میں حضرت عثمان بن عفان اموی اور حضرت ابوذر غفاری
کافی ممتاز تھے۔ انصار میں حضرات سعد بن عبادہ، خزرجی، خارجیہ بن زہیر اور عتبہ بن مالک نمایاں تھے۔ ان کے
علاوہ متعدد مہاجر و انصاری بھائیوں میں کوئی ایک موجود نہ تھا۔ ابن سعد، سوم نے تین سوچوہ بدری صحابہ کرام
میں سے صرف ایک سو چار بھائی جوڑوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ۵۸ جوڑے مہاجرین کے اور ۴۶ انصار
کے ہیں اور متعدد ان میں سے ایک دوسرے میں مشترک ہیں۔

(۴۶) ملاحظہ کیجئے حضرات جعفر طیار بن ابی طالب، ابوہریرہ دوسی وغیرہ کی مواخات کے لیے ابن اسحاق، سیرہ،
ص ۲۳۴؛ ابن سعد، چہارم کے سوانحی خاکے؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۷۱۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان
کی مواخات حضرت الحمت بن یزید سے قائم کی گئی تھی۔ حضرت معاویہ حدیبیہ کے بعد کسی وقت مسلمان ہوئے تھے۔

(۴۷) ابن اثیر، اسد الغابہ (اسد)، تہران ۱۳۷۷ھ، دوم ص ۳۲۸؛ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ

(اصابہ، مصر ۱۹۳۸ء، دوم ص ۶۰؛ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ قرطبی، الاستیعاب فی اسماہ الامصاب (استیعاب) قاہرہ ۱۹۳۹ء، دوم ص ۵۴۔ نیزلاحظہ ہوا بن سعد، چہارم، ص ۷۹۔

(۴۸) متن دستور نبوی میں کتاب اور صحیفہ کے الفاظ آئے ہیں۔ محمد عبد اللہ اس کو میثاق اور انگریزی میں دستور (CONSTITUTION) کہتے ہیں۔ یہی انگریزی اصطلاح مونٹگری واٹ، سر جٹ، موٹے گل اور ولہا وزن کے انگریزی مترجم نے بھی استعمال کی ہے۔ برکات احمد اسے دستور نہیں مانتے اور صحیفہ کہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ بعض مستشرقین جیسے ریون لیوی وغیرہ نے چارٹر (CHARTER) کی اصطلاح استعمال کی ہے تو مارگولیتھ وغیرہ نے کنٹرکٹ کی۔

(۴۹) متن دستور کو سب سے پہلے ابن اسحاق، بیرہ، ص ۳۳-۲۳۱ نے بیان کیا جو ابن ہشام، بیرہ، اول، ص ۵۰۱-۵۰۲ میں نقل ہوا اور وہی تاریخی اعتبار سے قدیم ترین متن ہے۔ اور اسی متن کو بعد کے تمام مورخوں نے نقل کیا ہے۔ ان میں اہم ترین ابو خیمہ، ابو عبیدہ اور ابن کثیر ہیں۔ ڈاکٹر محمد عبد اللہ نے اس متن کو مختلف متون سے ملا کر مع اپنے تبصرے کے ۱۹۶۷ء میں ”دُنیا کے پہلے تحریری دستور“ کے نام سے شائع کیا ہے۔ ریون لیوی اور مونٹگری واٹ نے وینسک وغیرہ دوسرے مستشرقین کے علاوہ اپنی کتابوں میں اس کا مکمل ترجمہ مع پیرا گراف کے دیا ہے۔ محمد عبد اللہ کے مترجم نے اپنی کتاب محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۷۶-۵۴۳ میں اس کا ترجمہ بھی دیا ہے لیکن اس میں اصل ترتیب نہیں قائم رکھی گئی ہے۔

اگرچہ دوسرے ابتدائی ماخذ میں صحیفہ نبوی کا متن نہیں پایا جاتا تاہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کے مختلف طبقات سے خاص کر یہود سے ایک معاہدہ یا عہد کا حوالہ برابرتا ہے۔ واقدی، مغازی، ص ۱۶۹ کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو تمام یہود آپ کے ساتھ ایک معاہدہ (عہد) میں داخل ہوئے آپ نے اپنے ان کے درمیان ایک تحریر (کتاب) لکھی۔ اور آپ نے ہر قوم کو ان کے حلیوں کے ساتھ شامل رکھا۔ آپ نے اپنے اور ان کے درمیان صلح (امان) قائم کیا۔ اور ان کے کچھ فرائض مقرر کیے۔ یہودیوں کے منجملہ فرائض میں سے ایک یہ تھا کہ وہ آپ کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔

ابن سعد، دوم، ص ۲۹ کا محض یہ کہنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک صلح کا معاہدہ کیا تھا۔ جبکہ طبری، دوم ص ۴۰۹ کا بیان ہے کہ آپ نے یہود مدینہ کے ساتھ دوستی کا ایک معاہدہ کیا تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تھے دوکان قد و ان حین قدم المدینۃ یہودھا۔ شرائط معاہدہ یہ تھیں کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی بھی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدینہ پر کوئی دشمن حملہ کرے تو وہ آپ کی مدد کے پابند ہوں گے۔ نیز بلا ذری، فتوح البلدان، مصر ۱۹۳۲ء، ص ۳۰۔

ماخذ کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ ہجرت کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشکیل امت اور قیام ریاست کا آغاز کیا تو آپ نے دو طرح کے معاہدے مختلف طبقات مدینہ سے کئے تھے۔ پہلے تو وہ انفرادی

معاہدے تھے جو آپ نے یہود مدینہ کے مختلف قبیلوں اور ان کے اہم خاندانوں سے الگ الگ کیے تھے۔ اس ضمن میں یہ خیال غلط ہے کہ صرف دستور مدینہ ہی واحد معاہدہ تھا جو آپ نے یہود مدینہ سے اجتماعی طور سے کیا تھا۔ چنانچہ بدر کی مہم کے بعد جب بنو قریظہ نے معاہدہ شکنی کی تو دوسرے تمام قبیلوں خاص کر بنو نضیر اور بنو قریظہ نے اپنے اپنے معاہدوں کی تجدید کر لی تھی۔ پھر بنو نضیر کی معاہدہ شکنی اور نتیجتاً جلاوطنی کے ضمن میں ذکر آتا ہے کہ بنو قریظہ نے اپنے معاہدے کی تجدید کی تھی۔ اور بنو قریظہ کے معاملہ کے طے ہونے کے بعد دوسرے تمام یہودی قبیلوں اور خاندانوں نے اپنے اپنے معاہدوں کی تجدید کی تھی۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۴-۳۶۳، ص ۳۴، اور ص ۴۶۸، البوداؤد، سنن، کتاب الخراج والامارہ، باب خبر النضیر، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، باب غزوہ خندق، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مصر غیر مورخ، چارم، ص ۱۱۳، نیز مسلم، جامع صحیح، باب ذکر اجلار الیہود من الحجاز۔

اس ضمن میں یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ بنو نضیر جب مدینہ سے جلاوطن کیے گئے تھے تو انھوں نے اور ان کے سرداروں خاص کر جی بن اخطب نے معاہدہ کیا تھا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی طرح معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ ملاحظہ ہو بلاذری، فتوح البلدان ص ۳۵۔

لیکن اس سے الگ ایک اجتماعی معاہدہ تھا جو قریشی مہاجرین اور انصار مدینہ کے درمیان کیا گیا تھا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے دونوں طبقات اور ان کے حلیفوں اور موالی کو جو مسلمان تھے شامل کیا تھا۔ بعد میں اسی معاہدے میں یہودیوں یا کتنا چاہیے کہ انصار کے یہودی حلیفوں اور موالی کو بھی شامل کر لیا۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہودی حلفاء انصار مدینہ کے یہودی قبیلے نہیں تھے بلکہ وہ عرب یہود تھے جو ان کے اپنے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ آئندہ ذکر آئے گا۔

(۵۰) بحوالہ واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۶-۲۲۵۔

(۵۳) برکات احمد، مذکورہ بالا، ص ۵۰-۳۴۔

(۵۱) ایضاً (۵۲) ایضاً

(۵۴) محمد رسول اللہ، ص ۶۶-۵۱۔

(۵۵) ”دستور مدینہ“ دی اسلامک کوارٹرلی، ہشتم، جنوری۔ جون ۱۹۶۴ء، ص ۱۶-۳۔

(۵۶) ریون لیوی، سوشل اسٹرکچر آف اسلام، ص ۶۶-۲۴۳۔

(۵۷) ”موشے گل“ دستور مدینہ۔ ایک تجزیہ، اسرائیلی اور نیٹل اسٹڈیز، تل ابیب، جلد چارم، ص ۱۹۷-۱۹۸۔

(۵۸) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲۱، حاشیہ ۱۔

(۵۹) واٹ، محمد ایٹ مدینہ ص ۲۲۱، حاشیہ ۲ کا خیال ہے کہ من دون الناس کے فقرہ کا اگرچہ ظاہری اور لغوی مطلب یہود سے ہے لیکن وہ ایسا غالباً معلوم نہیں ہوتا۔ یعنی مستشرق موصوف یہود کو خارج امت نہیں سمجھتے اور اس فقرہ سے مراد کچھ اور لوگ لیتے ہیں ان کا خیال قطعی غلط ہے۔

(۶۰) ولما وزن کا خیال ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اونٹ پر باری باری بیٹھنا ہے جبکہ کیمانی کا خیال ہے کہ تمام فوجی

امور میں مسلمان باری باری فریضہ ادا کریں گے۔ ملاحظہ ہو: واٹ، محمد ایٹ مدینہ ص ۲۲۲، حاشیہ ۲۔ بظاہر مؤرخ الذکر کا خیال زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ولہذا وزن کا خیال مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔

(۶۱) بظاہر ذکے معنی واٹ کے نزدیک (ص ۲۲۴، حاشیہ ۳) بھول ہیں۔ غالباً اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہود مدینہ کے ساتھ طائف کے معاہدے دوسنی کی وجہ سے متحد تھے، خون کارشتہ ان میں نہ تھا۔ جبکہ وینسنگ کا خیال یہ ہے کہ غالباً یہ وہ عرب تھے جو اوس و خزرج کے آنے سے قبل یہود کے ساتھ شامل تھے۔ یہ دونوں نقطہ نظر یا خیالات صحیح نہیں معلوم ہوتے۔ بظاہر ذکے معنی لغت کے اعتبار سے اہل خانہ یا گھروالوں کے ہوتے ہیں اور وہی یہاں مراد ہیں کہ معاہدہ یہودیوں کے ساتھ ان کے اہل خانہ بھی انھیں جیسے شمار ہوں گے اور سمجھے جائیں گے۔ اس کی کچھ تشریح دفعہ ۳۴ سے ہوتی ہے جس میں موالی کو ان کے سرپرست خاندانوں کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

(۶۲) واٹ، ص ۲۲۴، حاشیہ ۴ کا خیال ہے کہ اس دفعہ کا نصفت حصہ بھول المعنی ہے اور آخری حصہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”خدا اس سے دور ہے“ یہ ترجمہ وہی کر سکتا ہے جس کو عربی زبان سے ذرا بھی محسوس نہ ہو۔

(۶۳) واٹ کا خیال ہے (ص ۲۲۵ حاشیہ ۱) کہ اس دفعہ کا بھی مفہوم واضح نہیں ہے۔ وہ اس کے متضاد معنی دیتے ہیں۔

(۶۴) محمد فواد عبدالباقی، المعجم المفہرس للالفاظ القرآن الکریم، قاہرہ ۱۹۴۵ء، ص ۸۰۔

(۶۵) محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۶-۲۵: نیز ملاحظہ ہوں کا مضمون "IDEAL FACTORS IN THE ORIGIN OF ISLAM" اسلمک کوارٹرلی، جلد دوم، شمارہ ۴، اکتوبر ۱۹۵۶ء، ص ۱۶۱ وغیرہ۔

(۶۶) اے، جے، وینسنگ (A.J. WENSING)، المعجم المفہرس للالفاظ الحدیث النبوی، لیڈن ۱۹۳۶ء، اول، ص ۹۲ یا ۹۸ الف۔

(۶۷) غالباً ولہا وزن، عرب کنگڈم اینڈ اٹس فال، انگریزی ترجمہ، لندن ۱۹۶۰ء، ص ۱۲-۱۱، اس نظریہ کا بانی دل تھا ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ خیال اپنے پیش رو جرمن علمائے تاریخ سے مستعار لیا ہو۔ بہر حال اس کا خیال ہے جو عجیب و غریب تضادات اور زالی منطق پر مبنی ہے کہ ”رشتہ اتحاد مذہب ہے۔ اور مومنین اس کے حامی و ناصر ہیں۔ چنانچہ ان کو ناص حقوق اور فرائض حاصل ہیں پھر بھی ایسا نہیں ہے کہ صرف مومنین ہی ائمہ میں شامل ہیں۔ بلکہ وہ تمام لوگ جو ان سے اتحاد کریں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔ یعنی تمام باشندگان مدینہ۔ امر ایک وسیع علاقے یا خطے پر حاوی تھی۔ مدینہ کے تمام اطراف و حدود ناقابل تسخیر معاہدہ کا علاقہ تھا۔ انصار میں اس وقت بھی غیر مسلم عرب تھے اور وہ بھی اتر سے خارج نہیں کیے گئے تھے بلکہ واضح طریقہ سے ان کو شامل کیا گیا تھا۔ یہود بھی اس میں شامل تھے۔ اگرچہ امر میں ان کو وہ قریبی تعلق اور مقام حاصل نہ تھا جو انصار اور مہاجرین کو حاصل تھا اسی لیے ان کے حقوق و فرائض بھی ویسے ہی اور برابر و یکساں نہ تھے۔ واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۶-۲۵ اور ص ۴۲-۴۱ بھی ولہا وزن کے اتباع میں مدینہ کے تمام ذریعوں اور طبقوں — مسلمانوں، یہودیوں اور غیر مسلم عربوں — کو امت میں شامل کرتے ہیں۔

اسی طرح شامل کرتے ہیں ایف، اے، پیٹر، اللہ کی کامن ویلتھ (ALLAH'S COMMON WEALTH)، ص ۶۳؛
برکات احمد، مذکورہ بالا، ص ۴۸-۴۹؛ محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، ص ۵۱؛ مضمون امہ انسائیکلو پیڈیا آف
اسلام، اول طبع۔

حیرت ہوتی ہے کہ اگر امت مذہب — اسلام — پر مبنی تھی، جس کا اعتراف تمام جدید مورخین کو ہے
تو یہ کسی امت تھی جس میں یہود، نصاریٰ، مشرکین وغیرہ برابر کے شامل تھے۔ منطقی لحاظ سے تو صرف اس میں مسلمانوں
کے طبقات — مہاجرین و انصار — ہی سے امت اللہ یا امت اسلامی عبارت ہو سکتی تھی یا یہ امت سرے سے
مذہبی بنیادوں پر ہی قائم نہ تھی یا نہ ہونی چاہیے۔ امت کے نظریہ کے لیے ملاحظہ ہو ابوالاعلیٰ مودودی، اسلام کا
نظام حیات، دہلی ۱۹۶۷ء، ص ۱، وغیرہ۔

(۶۸) مومنین اور مسلمین دونوں قرآنی اصطلاحات ہیں اور ان کے بہترین معانی قرآن ہی نے بیان کیے ہیں۔ ویسے ایمان کے
معنی ہیں عقیدہ اور یقین۔ جبکہ اسلام کا مفہوم ہے خدا کی مرضی کے آگے جبک جانا یا حلقہ اسلام میں داخل ہو جانا۔
اسلامی دینیات میں ان کے درمیان ایک نازک سا فرق ہے جس کو قرآن نے کیا خوب بیان کیا ہے:
”کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے، تو کہتے تم ایمان نہیں لائے، پر تم کو مسلمان ہوئے۔ اور ابھی
نہیں بیٹھا ایمان تمہارے دلوں میں....“

ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے اللہ اور اس کے رسول پر، پھر شبہ نہ لائے اور

بیچے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے۔ وہ جو ہیں، وہی میں سمجھتا ہوں۔“

سورہ حجرات، آیت ۱۵-۱۴؛ اردو ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی؛ دو ترجمہ حائل شریف، مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۳ھ
ص ۵۸۵؛ نیز ملاحظہ ہو: رچرڈ بیل، مذکورہ بالا، ص ۵۲۶؛ آربری، دوم، ص ۲۳۲؛ بخاری اور مسلم،
جامع صحیح، کتاب الایمان۔

(۶۹) واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۴۱ نے دستورِ مدینہ کی اس دفعہ کا ترجمہ غلط کیا ہے اور صحیح ترجمہ بعد میں دیا لیکن اس کی تعبیر و
تشریح الٹی کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس دفعہ کا مطلب ممکن طور پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہودی بنی عوف مسلمانوں کے
منوازی ایک امت تھے لیکن غالباً اس کا مطلب ہے وہ ایک ہی امت میں شامل تھے۔ ابن ہشام، دوم،
ص ۵۰۱۔ ۵۰۲ کے متن میں بنو عوف کے یہود کے لیے فقرہ ہے امتہ مع المومنین نہ کہ امتہ من المومنین۔
جس کا واضح مفہوم ہے کہ یہودی بنی عوف مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ایک اور امت ہیں جو بہر حال مسلمانوں سے الگ
اور متاثر تھی۔ عربی زبان میں من (سے) اور مع (ساتھ) کا فرق بدیہی ہے جو تمام علمائے لغت جانتے ہیں۔
مستشرق موصوف بھی اس سے نا بلد نہیں اسی وجہ سے وہ اس کا صحیح مفہوم بھی دیتے ہیں لیکن اس کی تشریح
الٹی کرتے ہیں وہ نہ ان کا نظریہ امت باطل ٹھہرے گا۔ یہاں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس دفعہ میں ”مسلمانوں کے لیے“

ان کا دین اور نبوت کے پیروں کے لیے ان کا دین "مزید کہہ کر یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ امت ہیں۔ اسی ضمن میں قرآن مجید کی سورہ کافرون کی آخری آیت لکم دینکم ولی دین " تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے " بھی سامنے رکھنی چاہیے۔ کیا دستورِ مدینہ کی متعلقہ دفعہ آیت قرآنی کی صدائے بازگشت نہیں ہے، محض مستشرقین ہی نے نہیں بلکہ اس سلسلے میں ان کے خوشترچہیں مشرقی مسلم مورخین جیسے برکات احمد اور حمید اللہ نے امت کا مفہوم بے انتہا غلط اور غیر تاریخی بنا دیا ہے۔

(۷۰) ولہا وزن، مذکورہ بالا، ص ۱۱ کا خیال ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دستورِ مدینہ میں "اللہ کا رسول" کہیں نہیں کہا گیا ہے۔ جبکہ واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲۸، کا بیان ہے کہ محمد رسول اللہ کا فقرہ صرف دیباچہ دستور میں آیا ہے، متن میں کسی جگہ نہیں ہے۔ لیکن دونوں کا خیال خام ہے۔ ابن ہشام کے ذکر کردہ متن میں یہ فقرہ طیبہ بن جگہوں پر بیان ہوا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ خود واٹ کے انگریزی ترجمہ میں یہ فقرہ ان تینوں مقامات پر بھی موجود ہے۔ ملاحظہ کیجئے، محمد ایٹ مدینہ ص ۲۲۱، ۲۲۲ پر دو دفعات دستور ۲۲ اور ۴ کے علاوہ دیباچہ دستور۔

(۷۱) زرفیدہ کی رقم اصولی طور سے فریقین کی مخالفت یا فریق غالب کے فیصلہ پر متعین ہوتی تھی۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زرفیدہ کی گراں ترین اور غالباً مقبول و مکمل ترین شرح چار ہزار درجہ تھی جو اکثر اسیران بدر سے مسلمانوں نے مانگی تھی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "محمد نبوی کی مسلم معیشت میں اموالِ غنیمت کا تناسب" تحقیقات اسلامی علی گڑھ، اکتوبر ۱۹۵۵ء، ص ۱۵۔

(۷۲) دیت کی عام شرح عبد نبوی میں یا قریش کے یہاں سوانٹ تھے۔ یہی مسلم اصول تھا۔ ملاحظہ ہو: حجتہ الوداع میں خطبہ نبوی، محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، ص ۵۹۔

(۷۳) چونکہ عربوں کے قبائلی نظام میں یا اس وقت تک کے اسلامی معاشرے میں قوانین کو نافذ کرنے والی کوئی طاقت یا ادارہ جیسے پولیس وغیرہ نہیں تھا جو مجرم کو پکڑ کر کیفر کر دے یا سزا دے سکتا تھا اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماجی تحفظ کا نظام اجتماعی ذمہ داری پر مبنی تھا۔ کیونکہ صرف ایک بڑا انسانی گروہ خاندان یا قبیلہ ہی قوانین کو نافذ کر سکتا تھا یا مجرم کو جرم کے ارتکاب سے روک سکتا تھا اور ارتکابِ جرم کی صورت میں اس کو سزا دے سکتا تھا یا جرم از وصول کر سکتا تھا افراد اپنی انفرادی حیثیت میں اس کی ضمانت نہیں دے سکتے تھے۔

(۷۴) چونکہ قریشی یا غیر قریشی مہاجرین اپنے خاندانوں اور گھرانوں سے کٹ گئے تھے اور وہ علاء مختلف قبیلوں، خاندانوں کے افراد تھے اس لیے ان کو ایک نیا سماجی شعور یا جماعتی تصور دینے کے لیے اور اس سے زیادہ عملی اعتبار سے آسانی فراہم کرنے کے لیے ان کو ایک سماجی وحدت قرار دیا گیا تھا اور سماجی تحفظ کے نظام میں ان کی ایک قبیلہ کے مانند اجتماعی ذمہ داری سمجھی گئی تھی۔

(۷۵) دیت اور زرفیدہ کی ادائیگی کو اجتماعی ذمہ داری کے اصول کی بنا پر پورے قبیلہ یا خاندان کی ذمہ داری قرار دیا گیا تھا



غلاف کعبہ کا قدم کڑا فریم میں لگا ہوا جہاں غلاف کعبہ سار ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیونکہ فرد/ افراد سے ان کی وصولیابی کی ضمانت نہ تھی۔ عملی اعتبار سے یہ قومی/ گروہی اغراجات تھے۔

(۶) اس سماجی برتری کا اعتراف مستشرقین کو بھی ہے، ملاحظہ ہو ولہاوزن، ص ۱۲؛ واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۸-۲۲۷۔

(۷) مدینہ کے یہودی قبائل کے اسلام سے انکار اور عداوت کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ابن اسحاق، سیرہ، ص ۴۷-۲۳۹؛

شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۰۳-۳۹۷؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲۰-۱۹۱۔

(۸) مثلاً فتح مکہ سے قبل ایک عظیم مخلص و مومن صحابی رسول حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے محض قریش کی محبت و حمایت

میں ان کو مسلم منصوبوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، سیرہ، ص ۵۴۵۔

(۹) یہود مدینہ اور قریش کے تعلقات کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، سیرہ، ص ۳۶۱ جب غزوہ سویق کے دوران کئی قریشی

افواج کے سالار ابوسفیان بن حرب کی ضیافت بنو نضیر کے سردار قبیلہ سہم بن مشکم نے کی تھی۔ یہی نہیں بلکہ مکہ کو

اس نے مدینہ کے بارے میں فوجی اہمیت کی تمام معلومات اور فوجی راز بہم پہنچائے تھے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے

شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۲۵-۳۹۵۔

(۱۰) بدر سے ذرا پہلے جب حضرت سعد بن معاذ اسی عمر کے لیے مکر گئے تھے تو روایات کے مطابق اپنے پرانے دوست

امیر ابن خلف جی کے گھر مقیم ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو: بخاری، جامع صحیح، کتاب المغازی، غزوہ بدر۔

(۱۱) ولہاوزن نے اس بحث کا آغاز کیا اور بنیاد فرما دی جس پر بعد کے تمام مغربی مورخین نے اپنی تحقیق کی پوری عمارت

تعمیر کی ہے۔ ان میں مونٹگری واٹ سب سے اہم ہیں جنہوں نے کافی طویل بحث اس موضوع پر کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

ولہاوزن، مذکورہ بالا، ص ۱۶-۱۴؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۳۸-۲۲۸۔

(۱۲) مونٹگری واٹ، مذکورہ بالا، ص ۲۹-۲۲۸۔ (۱۳) ایضاً، ص ۳۰-۲۲۹۔

(۱۴) ملاحظہ ہو: سیرت النبی، اول، ص ۳۹۴۔

(۱۵) واقعہ انک میں ملوث ہونے پر عبداللہ بن ابی کے مومن صادق فرزند حضرت عبداللہ نے اپنے باپ کو خود قتل کرنے کی

اجازت نبوی مانگی تھی جو رحمتہ للعالمین نے نہیں دی۔ حیرت کی بات ہے کہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اقتدار اعلیٰ کا سب سے بڑا ثبوت ہے مورخ موصوف کو نظر نہیں آیا۔ ملاحظہ کیجئے واقعہ کے لیے: اسد الغابہ، سوم،

ص ۱۹۷۔

(۱۶) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۱۰-۶۰۹۔

(۱۷) ایضاً، ص ۳۲-۲۳۱۔ مورخ موصوف نے اس ضمن میں مال غنیمت خصوصاً بدر کے موقع پر غنیمت کے تقسیم کے

معاملہ کو بھی اٹھایا ہے۔ دراصل ان کی پوری بحث بڑی بے جان، غیر علمی اور غیر تاریخی ہے۔ وہ ایک کمزور مقدمہ

کی ناکام دفاعی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۱۸) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۲۸۳؛ ابن ہشام، اول، ص ۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۶؛ طبری، دوم، ص ۴۲۲-۴۲۱۔

زیادہ تر جدید مؤرخین نے واقعہ کی ترتیب و تواریخ سرایا و غزوات کو قبول کیا ہے۔ چنانچہ وہی اس کتاب میں بھی تسلیم کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو: واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲ اور ۸۶-۸۵ اور ضمیمہ ۱؛ محمود شیت خطاب، الرسول القائد، بغداد ۱۹۵۵ء، ص ۵۲-۵۱؛ جے، ایم، بی، جونز، "THE CHRONOLOGY OF THE MAGHAZI - A TEXTUAL SURVEY" بیٹن آف دی اسکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز (BSOAS)، جلد ۱۹، ۱۹۵۵ء؛ نیز ابن اسحاق اینڈ واقعہ، BSOAS، جلد ۲۲، ۱۹۵۹ء؛ ڈبلو، ایم، واٹ، "دی میٹیریل یوز ڈبائی ابن اسحاق" (HISTORIANS OF MIDDLE EAST) مرتبہ برنارڈ لیوس اینڈ پی، ایم، ہولٹ، لندن ۱۹۶۲ء، ص ۲۳-۲۳؛ مارسدن جونز کا مقدمہ بر واقعہ، کتاب المغازی، ص ۳۵-۲۵۔

اس موضوع پر مکمل اور جامع بحث کے لیے دیکھیے میرا مضمون "عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں — محرکات، مسائل اور مقاصد" بڑھان دہلی، دسمبر ۱۹۸۲ء تا ستمبر ۱۹۸۳ء۔

(۸۹) محمد بن حبیب بغدادی، کتاب الجہر، ص ۱۱۱-۱۱۰۔

(۹۰) ملاحظہ ہو میرا مضمون "کیا مہاجرین مکہ خالی یا فتح مدینہ آئے تھے؟" تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، اپریل ۱۹۸۳ء۔

(۹۱) مضمون عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں — محرکات، مسائل اور مقاصد

(۹۲) مثلاً مارکولیتھ، سر ولیم میور، مونٹگری واٹ وغیرہ۔ مضمون مذکورہ بالا، حوالوں کے لیے۔

(۹۳) مثلاً شبلی نعمانی، محمد عید اللہ وغیرہ۔ حوالوں کے لیے مضمون مذکورہ بالا۔

(۹۴) کتاب المغازی، ص ۶؛ مضمون عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں۔

(۹۵) "عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں — محرکات، مسائل اور مقاصد" (۹۶) ایضاً

(۹۷) ایضاً۔ واٹ نے اس خیال کو زیادہ قوت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

(۹۸) ایضاً (۹۹) ایضاً (۱۰۰) ایضاً

(۱۰۱-۱۱۶) حوالوں اور مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو مضمون مذکورہ بالا۔

(۱۱۷) ایضاً۔ پہلی مہم میں مسلمانوں کی تعداد محض تیس تھی جبکہ دشمن کی تعداد تین سو تھی۔ دوسری مہم میں مسلمان ۶۰-۸۰ کے

درمیان تھے اور قریشی کاروان دوسو افراد پر مشتمل تھا۔ خزار میں مسلم آٹھ دشمن نامعلوم تعداد میں۔ سریرہ نخلہ

آٹھ یا بارہ افراد پر مشتمل تھا۔ غزوہ ابی بنہوی میں پہلے دوسرے اور تیسرے موقع پر مسلمانوں کی عددی طاقت بالترتیب

۶۰، ۲۰۰ اور ۱۵۰ یا ۲۰۰ تھی، باقی کے بارے میں تعداد نہیں معلوم۔ قریشی کاروانوں کی عددی طاقت بھی

جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مسلم مہموں کا ہدف تھے نہیں مذکور ہے۔

(۱۱۸) ان تعلقات کے لیے دیکھیے: جواد علی، تاریخ العرب قبل الاسلام، بیروت ۱۹۶۸ء، سہ جلد، کتاب المنق، ص ۸۸-۸۹۔
 (۱۱۹) مکہ میں حضرت ابوذر غفاری کے مسلمان ہونے پر قریش مکہ نے ان کو زد و کوب کرنا شروع کیا مگر جو نبی حضرت عباس بن عبد المطلب نے ان کو احساس دلایا کہ ان کا تجارتی راستہ غفار کے قبیلہ کے علاقے سے ہو کر گزرتا ہے انہوں نے ہاتھ کھینچ لیے تھے۔ ایضاً: نیز ابن سعد، چہارم، ص ۲۲۵۔

(۱۲۰) اس موقع پر قریشی مخالفین کی تعداد مستریا اس سے کم تھی۔ واٹ، موننگری، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰۰ کا خیال ہے کہ وہ غالباً کچھ کم ہی ملتی تفصیل بحث کے لیے مضمون مذکور بالا۔

(۱۲۱) بدر سے کچھ قبل جب حضرت سعد بن معاذ اسی عمر کی ادائیگی کے لیے منکر گئے اور اپنے دوست امیر بن خلف تمیمی کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو ابوہل خزومی نے ان کو عہد و ج سے محروم کر دینے کی دھمکی دی تھی اگر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے ہاتھ نہ کھینچا۔ جواب میں حضرت سعد نے ابوہل کو مکی تجارت گچے شامی راستے کو بند کر دینے کی دھمکی دی تھی اور دشمن اسلام خاموش ہو گیا تھا۔ یہ واقعہ بلا ریب و اشتباہ ثابت کرتا ہے کہ بدر تک نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی اقتصادی ناکہ بندی کی تھی اور نہ مکی قریشیوں کو اپنی تجارت کے لیے کوئی خطرہ محسوس ہوا تھا اور نہ ہی ابتدائی مہین قریشی کاروانوں سے چھپر چھاڑ، لوٹ مار یا اقتصادی ناکہ بندی کے لیے بھی گئی تھیں۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو مضمون مذکور بالا۔

(۱۲۲) مضمون مذکور بالا۔ (۱۲۳) ایضاً (۱۲۴) ایضاً

(۱۲۵) ان معاہدوں کے متون کے لیے دیکھیے: محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسیہ للعہد النبوی والخلفاء الراشدہ، قاہرہ ۱۹۳۱ء، ص ۷۱-۱۵۱؛ اردو خلاصہ محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۷۸-۷۹، ۵؛ نیز اردو ترجمہ شارح احمد فاروقی، الرسالۃ النبویۃ، نقوش لاہور رسولِ نبی ۱۹۵۲ء، جلد دوم، ص ۳۱-۳۹، ص ۲۲۴ وغیرہ۔
 (۱۲۶) ملاحظہ کیجئے نقشہ جزیرہ نمائے عرب۔

(۱۲۷) غزوہ بدر کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، سیرہ ص ۳۲۹-۲۸۹ اور آگے: واقدی، ص ۱۷۱-۱۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۲۷-۱۱؛ انساب الاشراف، اول ص ۳۰۸-۲۸۸۔

(۱۲۸) ابن اسحاق، سیرہ، ص ۱۱-۳۰۹؛ واقدی، ص ۳-۲۰۱؛ ابن سعد، دوم ص ۳۸-۳۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ (انگریزی)، حیدر آباد دکن ۱۹۶۲ء، ص ۲۱؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۶-۱۳۔
 واقدی اور ابن سعد کے متعدد حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش مکہ کو اپنے جانی نقصان سے اپنے سیاسی وقار اور فوجی برتری کے کھدے کا زیادہ غم تھا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۰-۳۴۰، جن کا بیان ہے کہ قریشی وہاں کے ہمسدر دشمناء عرب کو بدر کی شکست کا یہ زیادہ اندوہ تھا کہ ”قریش کو اب وہ سماجی عزت و مرتبہ اور رعب و اب نہیں حاصل رہے گا جو ان کو پہلے کبھی تھا۔ کیونکہ ان کے عظیم ترین قائدین کی اکثریت بدر میں کھیت رہی تھی۔“

(۱۲۹) سوالِ سابق -

- (۳۰) ملاحظہ ہو: کتاب المنقح ص ۹-۸۸؛ نیز ابن اسحاق ص ۳۹۰؛ واقدی ص ۳۹-۳۳۸۔
- (۳۱) بدر کے مابعد غزوات کے لوگوں نے مدینہ کا قریش مکہ کے مقابلہ میں ساتھ دینا شروع کیا تھا۔ ملاحظہ ہو مبعوثِ خراعی اور دوسرے خراعی حلیفوں کا رویہ غزواتِ سونق، اُحد، بدر الموحّد، خندق وغیرہ کے مواقع پر۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش مکہ کے منصوبوں کی اطلاع زیادہ تر انھیں خراعیوں کے ذریعہ پہنچتی تھی؛ ابن اسحاق ص ۳۹۰؛ واقدی ص ۳۹-۳۳۸ وغیرہ؛ طبری، دوم، ص ۵۵۳ وغیرہ؛ نیز شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۳۸۶ وغیرہ۔
- (۱۲۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو باب دوم، بحث بر اسلام خراعی، اسلم وغفار۔

(۱۳۳) محمد عید اللہ، عبد نبوی کے میدانِ جنگ (انگریزی)، ص ۲۱۔

- (۱۳۴) مآخذ کا بیان ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے اور زیادہ قریش کے بارے میں محتاط ہو گئے تھے اور ان کی کارروائیوں اور منصوبوں کی بڑی کڑی نظر رکھتے تھے۔ مکہ میں آپ کے غصہ جاسوسوں اور ہمدردوں کا ایک خاصا بڑا طبقہ تھا جو آپ کو ان کے ارادوں کے بارے میں برابر خبریں بھیجتا رہتا تھا۔ ہمارے مسلم قدیم اور جدید مورخین عام طور سے حضرت عباس بن عبد المطلب ہاشمی کو سب سے زیادہ شرف دیتے ہیں۔ جبکہ مستشرقین عموماً خراعی ہمدردوں اور حلیفوں اور بنو غفار و اسلم وغیرہ کے دوسرے قبائل کے دوستوں کو نمایاں مقام دیتے ہیں۔ اگرچہ حضرت عباس کی ہمدردی رسولِ کریم سے انکار نہیں کیا جاسکتا تاہم کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے قدیم مآخذ اور جدید مسلم مورخین دونوں ضرورت سے زیادہ ان کے کردار پر زور دیتے ہیں۔ اور یہ غالباً عبد عباسی کی اس تاریخ نویسی کا اثر تھا جس میں عباسی بزرگوں کو اسلام کے صدرِ اول میں نمایاں مقام دینا لازمی سمجھا گیا تھا۔ بہر حال مآخذ سے تنقیدی مطالعہ کے بعد سہی یہ واضح ہوتا ہے کہ بنو خراعی کے حلیفوں نے اس سلسلہ میں اسلامی ریاست کی زیادہ خدمت کی تھی۔ اس خیال کو مزید تقویت اس حقیقت سے ملتی ہے کہ خراعی کے کردار کو واقدی نے جو عام طور سے شیعہ رحمانات کا حامل سمجھا جاتا ہے نمایاں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب المغازی ص ۹-۳۳۸ وغیرہ۔

مسلم نقطہ نظر کے لیے شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۳۸۱ وغیرہ؛ محمد عید اللہ، عبد نبوی کے میدانِ جنگ ص ۲۲۔ مستشرقین کے نقطہ نظر کے لیے مونٹگری داٹ، مہدایتِ مدینہ، ص ۱۰۱ وغیرہ۔

- (۱۳۵) مآخذ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ غزوہ اُحد میں جنگ کے تین مرحلے تھے۔ پہلا جب مسلمانوں کو برتری حاصل تھی اور مکہ پہنچا ہو رہے تھے۔ دوسرا جب تیر اندازوں کی غلطی سے پسپا ہونے والے میگوں نے حضرت خالد بن ولید مخزومی اور حضرت عمرو بن عاص سہمی کی قیادت میں مسلم لشکر پر عقب اور بازوؤں سے حملہ کر کے مسلمانوں کی صفوں میں ابتری پیدا کر دی جس کے نتیجے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی اور بہت سے مسلمان شہید ہو گئے اور اس سے بڑھ کر آپ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی اور تیسرا اس وقت جب آپ نے زخمی ہونے کے باوجود دل شکستہ مسلمانوں کو نہ صرف جوش و

دولہ سے بھردیا بلکہ منتشر ہونے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے مسلمانوں کو بھی از سر نو اقدام پر آمادہ کر دیا جس کے نتیجے میں کئی لشکر پسپا ہو گیا۔ ملاحظہ ہوا ابن اسحاق، ص ۹۰-۳۷۰؛ واقعی ص ۵۴-۲۲۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۴۷-۴۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۰-۳۱۸؛ طبری، دوم، ص ۱۷-۵۱۶؛ نیز ملاحظہ ہو مؤنکری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۷-۲۲؛ محمد حمید اللہ، عبد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۲۸-۲۶؛ شعلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۸۱-۳۷۵۔

واٹ کا خیال دلچسپ ہے کہ مسلمانوں نے خود غزوہ احد کو زیادہ تاریک رنگوں میں اور غناک بنا کر پیش کیا ہے جبکہ ماخذ سے بالکل برعکس تاثر ابھرتا ہے۔ مستشرق موصوف نے ماخذ پر اس ضمن میں مبالغہ آرائی کے الزام کی تردید بھی کی ہے۔ اگرچہ واٹ نے اس کا جو سبب بتایا ہے وہ انتہائی غیر علمی اور غیر تاریخی ہے۔

(۱۳۶) واقعی، ص ۲۹۹

(۱۳۷) ابن اسحاق، ص ۹۰-۳۸۹ کا بیان ہے کہ ”حمراء الاسد کے غزوہ میں صرف ان مسلمانوں کو شرکت کی اجازت دی گئی تھی جنہوں نے احد کے میدان میں زخم کھائے تھے اور داو شجاعت دی تھی۔ آپ نے پسپا ہوتے ہوئے دشمن کا تعاقب اس لیے کیا تھا کہ دشمن کو معلوم ہو جائے کہ آپ ابھی تک طاقتور ہیں اور آپ کے نقصانات نے آپ کو کسی طرح کمزور نہیں کیا تھا اور یہ کہ آپ نے یہ تعاقب علانیہ اور انظار کر کے کیا تھا تاکہ دشمن کو اس تعاقب کا علم بھی ہو جائے اور وہ مرعوب ہو جائے۔“ ظاہر ہے کہ حمراء الاسد تک دشمن کا پیچھا کرنے سے عرب قبائل پر خاص کر ارد گرد کے قبائل پر یہ تاثر قائم ہوا ہو گا کہ مسلم ریاست اب بھی اتنی ہی طاقتور ہے یا کم از کم اس نے صرف ایک معرکہ ہارا ہے جنگ نہیں۔ عرب قبائل کے تاثرات و ردِ عمل کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۹۱-۳۹۰؛ واقعی، ص ۲۰-۳۲۶؛ طبری، دوم، ص ۵۴-۵۵۰؛ الرسول القائد، ص ۱۱ وغیرہ۔

شعلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۳۸۸ کا خیال ہے کہ ”..... بدر کی فتح نے ایک عام رعب بٹھا دیا تھا جس کی وجہ سے تمام قبیلے اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ گئے تھے لیکن احد کی شکست نے حالت بدل دی اور دوبارہ تمام قبائل دفعہ اُٹھ کھڑے ہوئے سیرت نبوی میں سرایا..... کا جو اچانک سلسلہ پھیلا ہوا نظر آتا ہے اس زنجیر کی کڑیاں ہیں.....“ چنانچہ سریہ قطیف، سریہ انیس واقعہ بصر معونہ اور واقعہ رجیع کو انہوں نے اسی سلسلے میں شمار کیا ہے۔ جبکہ محمد حمید اللہ، عبد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۲۹ نے احد میں قریش کی ناکامی اور مدینہ پر قبضہ کرنے میں کوتاہی کو نہ صرف مسلمانوں کی فوجی و سیاسی طاقت کی بحالی قرار دیا ہے بلکہ اگلے مہینوں میں طاقت کے استحکام اور مختلف سمتوں میں توسیع حلقہ اثر و نفوذ اسلام قرار دیا ہے۔ مؤرخ الذکر کا تجزیہ ماخذ کے بیان کردہ واقعات و حقائق سے زیادہ قریب ہے۔

(۱۳۸) ابن اسحاق، ص ۳۹۰؛ واقعی، ص ۹-۳۳۸۔

(۱۲۹) ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶۔

(۱۳۰) قریشی اتحاد کی فوجی طاقت کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص ۴۵۰؛ واقدی ص ۲۰۳؛ ابن سعد دوم، ص ۳۷؛ طبری دوم ص ۵۰۵؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول ص ۲۰-۱۹؛ موننگری واٹ، محمد ایبٹ مدینہ، ص ۳۹؛ محمد حمید اللہ عبد نبوی کے میدان جنگ، ص ۳۱-۲۹۔ موخر الذکر کا خیال ہے کہ غزوہ احزاب دراصل خیر کے یہودی سازشوں کا آخری اور جامع منصوبہ تھا۔ یہی بات شبلی نے بھی کہی ہے اور ماخذ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ موننگری واٹ کو بھی احزاب کو بدینہ کے خلاف آمادہ کرنے میں یہودی خیر کا کلیدی کردار نظر آتا ہے۔

(۱۳۱) قرآن کریم، سورہ احزاب، آیت ۲۔

(۱۳۲) ابن اسحاق، ص ۹۰-۴۵۰؛ ابن سعد دوم، ص ۷۷-۹۵؛ نیز ملاحظہ ہو: موننگری واٹ، محمد ایبٹ مدینہ، ص ۳۹-۳۵؛ مارگولیتس، مذکورہ بالا، ص ۳۲۹؛ خطاب، الرسول القائد، ص ۶۲-۱۵۷۔

(۱۳۳) بخاری، الجامع الصمیم، باب غزوہ الخندق، روایت حضرت سلیمان بن صرد۔ مکمل روایت یوں ہے: "عن سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب لغزوہم ولایغزوہنا" (۱۳۴) بدر کے اسیروں میں حضرت خالد بن ولید مخزومی کے بھائی حضرت ولید بن ولید اسی زمانہ اسیری میں اسلام سے متاثر ہوئے اور کچھ بعد میں مسلمان ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۴۱-۱۴۰۔ دوسروں کے لیے ملاحظہ کیجئے، واقدی، ص ۱۳۸ تا ۱۴۴۔

(۱۴۵) ان یہودی حلیفوں میں یہ لوگ شامل تھے:

(۱) اسماء بنت مروان، اوس/بنو خطمہ کی حلیف، جس کا قتل رمضان ۲ھ/۶۲۴ء میں ہوا۔

(۲) ابو عصف، خزرج/بنو نجار کا حلیف جس کا قتل ایک ماہ بعد ہوا۔

(۳) کعب بن اشرف اوس کا حلیف جو ربیع الاول ۳ھ/اگست، ستمبر ۶۲۴ء میں مقتول ہوا۔

یہ تینوں یہودی حلیف اسلامی ریاست کے خلاف نفرت پھیلانے، قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے اور مہاجرین و انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرنے کے مجرم تھے۔ جیسا کہ ماخذ سے اور خاص کر ان کی شاعری سے معلوم ہوتا ہے جو ابن اسحاق کی سیر میں محفوظ ہے۔ سیرت نگار کا بیان ہے کہ اسماء بنت مروان کا تعلق بنو امیہ بن زید سے تھا اور وہ خود بنو خطمہ کے ایک شخص یزید بن زید سے بیابھی تھی۔ اس نے اپنے اشعار میں بنو مالک، بنو نابت اور بنو عوف و خزرج کی بھوکرتے ہوئے کہا تھا کہ تم ایک ایسے اجنبی کی اتباع کرتے ہو جو تم میں سے نہیں ہے۔ نہ وہ مراد کا نہ مذجج کا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم کو وہ تمہارے سرداروں کو قتل کرنے کے بعد چھوڑ دے گا۔ کاشش کوئی ایسا عزت والا تم میں ہوتا جو اس کا کام تمام کرتا اور اس کے ساتھیوں کے منصوبوں کو خاک میں ملادیتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سب سنا تو فرمایا کہ کون اس سے میرا بیچھا چھڑائے گا۔ بنو خطمہ ہی کے ایک شخص حضرت عمیر بن عدی نے اسی رات اس کا کام تمام کر دیا۔ اور پھر بڑی جرأت کے

ساتھ صبح اس کے پانچ جوان بیٹوں کے سامنے اس کے قتل کا اعتراف کر لیا۔ قبیلہ والوں میں سے کوئی کچھ نہ کر سکا کیونکہ بقول ابن اسحاق انھوں نے اسلام کی طاقت و یکوہلی تھی۔ بنو خطہ کے چھپے ہوئے مسلمانوں نے نہ صرف اپنے اسلام کا اعلان و اظہار کر دیا بلکہ غیر مسلم بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ دراصل حلف کے معاہدے کو توڑنے کی سزا تھی۔ ابو عصف کا معاملہ بھی اسی طرح کا تھا۔ اس کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ اس نے بھی اپنی شاعری کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انصار کے دو طبقوں میں منافرت پھیلانی چاہی تھی۔ چنانچہ بنی عوف ہی کے سالم بن عبیر نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

کعب بن الاشرف کا معاملہ کافی مشہور ہے۔ وہ بنو نضیر کا ایک شخص اور اسلامی ریاست کا معاہدہ تھا مگر غزوہ بدر قریش کی شکست اور مسلمانوں کی فتح پر اس قدر رافروختہ ہوا کہ مکہ گیا اور وہاں اپنی شاعری سے جنگ کی آگ بھڑکا آیا۔

ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۶۴ اور ص ۴۵-۴۶؛ ابن شہام، اول، ص ۶۰۹ اور ص ۶-۶۳۵؛ واقدی، ص ۵-۱۴۲ اور ص ۹۳-۱۸۴؛ ابن سعد، دوم ص ۲۸-۲۹ اور ص ۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲-۳۴۳؛ طبری، دوم، ص ۹۱-۸۹؛ بخاری اور مسلم، کتاب المغازی، قتل کعب بن الاشرف۔ آخری تین ماخذ اسامہ اور ابو عصف کے قتل کے بارے میں کچھ نہیں کہتے ہیں۔ نیز ملاحظہ کیجئے: مونٹگری واٹ، محلہٹ مدینہ، ص ۱۸، جن کا خیال ہے کہ یہ تینوں قتل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پالیسی کے نظریاتی پہلو کی اہمیت کے احساس و ادراک کے سبب ہوئے تھے۔ دیکھئے رودنسان، محمد، ص ۱۵۴، ۱۶۰-۱۶۱۔

(۱۳۶) مثلاً مار گولیتھ، ص ۲۴۴۔

(۱۴۰) ابن اسحاق، ص ۳۱۲ کا بیان ہے کہ جب سہیل کو جنگ بدر میں گرفتار کر لیا گیا تو حضرت عمر بن خطاب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ سہیل کے اگلے دو دانت اکھڑا لیے جائیں تاکہ اس کی زبان باہر نکل آئے اور وہ اس فصاحت و بلاغت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈا نہ کر سکے جیسے کہ وہ کر سکتا تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”میں اس کو مشد نہیں کروں گا، شاید کسی دن وہ اسلام کے لیے ایسا کام کرے جس پر تم اسے الزام نہ دے سکو۔“ مزید ملاحظہ کیجئے: زبیری (عبداللہ بن مصعب)، کتاب نسب قریش، مرتبہ لبنی بروفسنار، قاہرہ ۱۹۲۳ء، ص ۱۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۰۳؛ طبری، دوم، ص ۲۶۵۔

(۱۴۸) گو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے مگر بیس سال تک اسلام دشمنی میں آپ کی ہجو کرتے رہے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، چہارم، ص ۵۱-۲۹۔

(۱۴۹) فتح مکہ تک اسلام اور رسول کے سخت دشمن رہے اور کیا کچھ نہ کیا۔ مگر رحمتِ عالم نے معاف کر دیا۔ ابن اسحاق، ص ۵۱؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۵-۴۔

(۱۵۰) فتح مکہ تک قریشی افواج کے قائد کی حیثیت سے مدینہ کی اسلامی ریاست کو مٹانے کے درپے رہے۔ لیکن نہ صرف

ان کو معاف کر دیا بلکہ ان کے گھر کو دارالامان قرار دے دیا۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۸ - ۵۴ -

ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے آپ کے عہدِ مکرم کا جگر چاک کر کے جھاڑا تھا۔ صفوان بن امیہؓ نے ساری زندگی اسلام کی مخالفت میں صرف کی تھی اور بدر کے بعد آپ کو قتل کرانے کی کوشش کی تھی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنی آتش فواری سے اسلام کے خلاف کتنی سازش کی اور آپ کی ہجو کی تھیں۔ اور نہ جانے کتنے ایسے ہی دشمنانِ اسلام تھے۔ لیکن آپ نے سب کو معاف کر دیا۔ اسی طرح خیبر کی فتح کے بعد آپ کو زہر دینے والی یہودی عورت تھی آپ نے اس کے خون سے بھی درگزر کیا۔ ان متعدد روایات اور مثالوں سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپ نے کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔ اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۵۶ - ۵۹؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۱۶ - اور شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۴ - ۵۲۱ -

(۱۵۱) ابن اسحاق، ص ۳۶۲، کا بیان ہے کہ بنو قینقاع پہلے یہودی تھے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ شکنی کی تھی اور جنگ لڑی تھی۔ مزید دیکھیے: ابوداؤد، سنن، باب کیف کان اخراج الیہود؛ واقدی، ص ۸ - ۱۴۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰ - ۲۸؛ طبری، دوم، ص ۸۳ - ۸۴؛ بلاذری، فتوح البلدان، ص ۳۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۹ - ۳۰۸؛ نیز ملاحظہ ہو: شبلی، سیرت النبی، اول، ص ۵ - ۴۰۳؛ موننگری واٹ، محمدیث مدینہ، ص ۱۰۹ - ۲۰۹؛ محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۴ -

(۱۵۲) ابن اسحاق، ص ۲۹ - ۳۴؛ واقدی، ص ۶۶ - ۶۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۹ - ۵۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۲۹؛ فتوح البلدان، ص ۳۱ - ۳۲؛ طبری، دوم، ص ۵۵ - ۵۵۰۔ ان تمام مورخین کا بیان ہے کہ انہوں نے معاہدہ شکنی کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی۔ ذرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ، دوم، ص ۹۳ میں مغازی موسیٰ بن عقبہ کی روایت و استناد پر ثابت کیا ہے کہ بنو نضیر نے قریش سے ایک دفاعی اور جارحانہ معاہدہ اسلامی ریاست کے خلاف کیا تھا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ انہوں نے نہ صرف ایسے معاہدے کر رکھے تھے بلکہ دشمن کو مدینہ کے فوجی رازوں سے بھی باخبر کیا تھا۔ ابوداؤد، سنن، مذکورہ بالا باب، میں مزید بیان کرتے ہیں کہ بنو قینقاع کے معاطے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے باقی یہودی قبائل سے اپنے اپنے معاہدوں کی از سر نو تجدید کے لیے کہا تھا۔ چنانچہ بنو قریظہ اور دوسروں نے اسے قبول کر لیا تھا مگر بنو نضیر نے تجدیدِ عہد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب المغازی، غزوہ بنی نضیر؛ اور مسلم، اجلاء الیہود میں الحجاز؛

مزید دیکھیے: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۱۲ - ۴۰۹؛ موننگری واٹ، محمدیث مدینہ، ص ۱۲ - ۲۱۱؛ محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۴۰ - ۴۲؛ برکات احمد، محمد اور یہود، ص ۶۶ - ۶۲ -

(۱۵۳) ابن اسحاق، ص ۶۰ - ۶۹، واضح طور سے غزوہ احزاب کے دوران قریشی اتحاد کے ساتھ ایک جنگی معاہدہ کرنے اور مسلمانوں کی ریاست کو مدینہ سے یخ دہن سے اکھاڑنے کا ذکر کرتے ہیں، اگرچہ وہ معاہدہ کبھی رو بہ عمل نہ آ سکا

تاسم بنو قریظہ غزالی کے مرکب ہو چکے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو، فتوح البلدان، ص ۳۵، احزاب میں اس یہودی قبیلہ کے جنگی جرائم کے لیے، بخاری اور مسلم، مذکورہ بالا، ابوداؤد، مذکورہ بالا، واقدی، ص ۵۳۰-۴۹۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۸-۴۷؛ انسب الاشراف، اول، ص ۸-۳۴؛ طبری، دوم، ص ۹۳-۵۸۱؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۳۹-۴۳۳؛ مؤنکری واٹ، مذکورہ بالا، ص ۱۶-۶۱۳؛ محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ، ص ۵۰-۶۹۔

(۱۵۴) کتاب الحجر، ص ۸-۱۰۷۔

(۱۵۵) وفار الوفا، ص ۱۶-۱۱۴؛ نیز شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۵۹۔

(۱۵۶) محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۶۰۲ کا بیان ہے کہ ”چنانچہ نبی نے پورے بنی قینقاع کو تو نہیں بلکہ قصور و خاندانوں کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا اور وہ مدینہ سے نکل شام چلے گئے۔“ موصوف نے اپنے نظریہ کو دلائل سے نہیں ثابت کیا ہے۔

(۱۵۷) برکات احمد، محمد اور یہود، ص ۶۲-۵۸ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ بنو قینقاع کے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دینے پر ان کو مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

(۱۵۸) برکات احمد کے دلائل یہ ہیں،

(۱) بنو قینقاع کے غیر مشروط ہتھیار ڈال دینے کے بعد ان کی طاقت ٹوٹ گئی تھی اور ان کے حامی منافقین کو سبقت سکھایا جا چکا تھا۔ ان کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کی منافقت کا نہ صرف پردہ چاک کر دیا گیا تھا بلکہ اس کی بھی سیاسی و قبائلی قوت توڑ دی گئی تھی۔ اس لیے مزید کارروائی کی ضرورت نہیں رہی۔

(۲) پہلے سیرت نگار ابن اسحاق نے اپنی سیرہ میں ان کے مدینہ سے اخراج کا قطعی ذکر نہیں کیا ہے۔ واقدی اور ابن سعد نے ان کی جلا وطنی کا ذکر کیا ہے۔

(۳) بخاری اور مسلم نے بنو قینقاع کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصادم کا الگ سے ذکر نہیں کیا ہے اگرچہ وہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کا ذکر کرتے ہیں۔ دونوں محدثین نے ہمیشہ کے یہودی جلا وطنی کے ضمن میں ہی بنو قینقاع کے اخراج کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لیکن ان کی روایات میں کسی تاریخ کا ذکر نہیں اور بنو قینقاع کا ذکر بنو نضیر اور بنو قریظہ کے بعد آیا ہے۔ اس لیے اس اخراج کا تعلق حضرت عمر کی خلافت سے ہے۔ حیات نبوی میں مدینہ سے یہودیوں کے عام اخراج کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔

(۴) عظیم فقہار و علماء مثلاً قاضی ابویوسف (۱۱۳ھ - ۱۸۲ھ) اور یحییٰ بن آدم (۱۴۵ھ - ۲۰۳ھ) نے جو اموال غنیمت اور اراضی مفتوحہ پر بحث کرتے ہیں بنو قینقاع کی جلا وطنی اور ان کی زمینوں کی تقسیم کے بارے

میں ایک لفظ نہیں کہتے بلکہ مؤرخ الذکر نے تو بنو نضیر کو پہلا جلا وطن کیا جانے والا یہودی قبیلہ بتایا ہے۔

(۵) امام شافعی (۱۵۱ھ - ۲۴۰ھ) نے بیان کیا ہے کہ خیر کی ہم کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کے کرائے کے سپاہی بھرتی کیے تھے۔

(۶) ابن العاد (۱۰۳۲ھ - ۱۱۹۹ھ) صاحب شذرات الذهب نے بھی بنو قینقاع کی جلاوطنی کا ذکر نہیں کیا ہے۔
(۷) قرآن کریم بنو نضیر کی جلاوطنی کو پہلی جلاوطنی بتاتا ہے۔ وہ ان کی اور بنو قریظہ کی سزائوں کا تذکر کرتا ہے لیکن بنو قینقاع کے بارے میں قطعی کچھ نہیں کہتا۔

(۸) ابن اسحاق نے تو بنو قینقاع کے بازار اور جائیدادوں کی تقسیم کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن واقعی وغیرہ بھی جو ان کی جلاوطنی کے قائل ہیں مسلمانوں کے درمیان ان کی اراضی کی تقسیم کا ذکر نہیں کرتے۔

(۹) اس لیے نتیجہ نکلتا ہے کہ بنو قینقاع کے اسلحے اور ہتھیار چھین لیے گئے تھے مگر ان کو مدینہ میں ان کی جائیدادوں سمیت بحال رکھا گیا تھا۔

برکات احمد کی نظر سے ایک اہم قدیم تاریخی دستاویز او جمل رہ گئی ہے۔ ان کے دلائل کی مزید تائید بلاذری کی فتوح البلدان سے بھی ہوتی ہے جو بنیادی طور سے مسلمانوں کی فتوحات حاکم و اراضی سے بحث کرتی ہے۔ یہ اہم بات ہے کہ بلاذری ہجرت نبوی کے ذکر کے بعد ایک اہم نکتہ پیش کرتا ہے کہ بنو قینقاع کے یہودی پہلے لوگ تھے جنہوں نے معاہدہ شکنی اور مخالفت کی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ سے نکال دیا اور پہلی زمین بنو نضیر کی اراضی تھی جس کو آپ نے فتح کیا۔ وہ بنو قینقاع کی زمینوں کی فتح اور ان کی مسلمانوں میں تقسیم کا ذکر نہیں کرتا۔ عہد نبوی میں اراضی فتوحات کا آغاز احوال بنی نضیر سے کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۳۱ - ۳۰۔

(۱۵۹) برکات احمد، ص ۹۴ - ۹۵، کے اہم دلائل یہ ہیں :

(۱) ابن اسحاق کی روایات کی اسناد میں الجھن، تضاد اور اختلاف ہے۔ وہ بعد کے زمانے کے اثرات سے متاثر تھے اور یہودیوں کی روایات و قوانین سے نا بلند تھے یا ان کا صحیح علم نہیں رکھتے تھے۔

(۲) ابن اسحاق، ابن ہشام، واقعی اور ابن سعد کے یہاں بنو قریظہ کے بیان میں زبردست اختلافات اور تضادات ہیں۔ مثلاً محاصرہ کے دنوں کی تعداد، بنو قریظہ کے ہتھیار ڈالنے کے سلسلے میں حکم نبوی یا حکم سعد بن معاذ، سعد بن معاذ کا ثالث مقرر ہونا، اوس کی ان سے سفارش اور ان کا جواب، بنو قریظہ کے قتل کا فیصلہ صادر کرنا، اور یہودی بنو قریظہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو اعلان سے پہلے قبول کرنا، مردوں کا قتل اور عورتوں بچوں کو قیدی بنانا، فیصلہ سعد کے بعد اظہار مسرت نبوی، ۹۰۰ - ۹۰۰ افراد کے قتل کے لیے قربی کھودنا۔ ان تمام نکات پر مصادر میں زبردست اندرونی تضادات ہیں۔

(۳) ابن اسحاق کا پورا بیان دوسرے بیانات سے طریق نقل و بیان میں میل نہیں کھاتا۔

(۴) حضرت سعد بن معاذ اسی کا ثالث مقرر کیا جانا عقل و درایت کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔ اگرچہ ان کی بطور ثالث تقرری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام پالیسی کے عین مطابقت تھی تاہم راویوں نے بات مذکورہ نویسوں اور مورخوں نے اس میں کہانی اور افسانے کے عناصر شامل کر دیے ہیں۔

(۵) اصل فیصلہ یعنی بنو قریظہ کے قتل کے بارے میں روایات کی اسناد کمزور ہے۔ کن کو قتل کیا جائے؟

اس مسئلہ پر بھی روایات مختلف ہیں؛ کچھ تمام بالغ مردوں کو قتل کرنا بتاتی ہیں اور کچھ مقاتل (جنگ کرنے والوں) کو۔ تمام مردوں کا قتل قرآن مجید، حدیث اور اسلامی قانون کے خلاف ہے اس لیے وہ از خود مردود قرار پاتا ہے۔ اب معاملہ صرف ان لوگوں کا رہ جاتا ہے جو جنگ کرنے کے مجرم تھے۔

(۶) ان جنگجو یہودی مردوں کی تعداد جن کو قتل کیا گیا ابن اسحاق کے مطابق ۶۰۰ سے ۹۰۰ تک تھی۔ بنو قریظہ کی کل آبادی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ اگر ان مبتدئہ مقتولین کی تعداد پر ان کے خاندانوں کو قیاس کر لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ بنو قریظہ کے کل ۶۰۰ سے ۷۰۰، ۵۰۰ اشخاص نے ہتھیار ڈالے ہوں گے۔ اتنے لوگوں کو رستی سے باندھ کر ایک ایک انصاری عورت کے گھر میں قید کر کے رکھنا اس زمانے کے بدینہ شہر کے لیے ناممکن تھا۔

(۷) ابن اسحاق کی روایت کے پہلے حصے میں یہودی بنو قریظہ کو بزدل بتایا گیا ہے اور آخر میں وہ ہیر و نظر آتے ہیں۔

(۸) قتل یہود کے ذمہ دار صرف دو صحابی حضرات علی اور زبیر تھے۔

(۹) یہودی بنو قریظہ کافی فاصلے پر رہتے تھے ان کو بدینہ کس طرح لایا گیا۔

(۱۰) نوسو لاشوں کو ایک ہی رات میں کس طرح خندق میں کھود کر دفن کر دیا گیا۔

(۱۱) مسلمانوں میں اس قتلِ عظیم پر کوئی ردِ عمل نہیں ہوا۔

ان تمام تضادات کی بنا پر بنو قریظہ کی قتل کی کہانی روایت کے معیار پر صحیح نہیں اُترتی۔ کیونکہ

(۱) ۶۰۰ یا ۹۰۰ آدمیوں کے قتل کے بدلے ان کو کہاں دفن کیا گیا اور اس سے ہماری پھیل سکتی تھی مگر ان کا کہیں ذکر ماخذ میں

نہیں ملتا۔

(ب) قتل کرنے والوں پر اس کے مضر اثرات کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ اس لیے نفسیاتی اعتبار سے یہ قتل غیر واقعی معلوم

ہوتا ہے۔

(ج) ۶۰۰ یا ۹۰۰ مفروضہ مقتولین کی تعداد مبالغہ آمیز ہے۔ بخاری اور مسلم نے نہ تو ان کی تعداد بیان کی ہے اور

نہ ہی قتل کے فیصلے کے نافذ کیے جانے کا ذکر کیا ہے۔

(د) قیدی عورتوں اور بچوں کو بازاروں میں غلام بنا کر بیچے جانے اور ان کے بدلے میں ہتھیاروں اور گھوڑوں

کے خریدے جانے کی روایت عملِ نبوی کے خلاف ہے۔ یہودی اپنے قیدیوں کو ہمیشہ خرید لیتے تھے اور اس

واقعہ میں بھی ہے کہ انھوں نے بعض قیدیوں کو خرید لیا تھا۔ لہذا ان قیدیوں کو نجد کے بازاروں میں بیچنے سے کہیں بہتر

اور منافع بخش حجاز کے بازاروں میں یا مدینہ خاص میں بیچنا تھا۔

(س) مسلم فقہا امام شافعی، قاضی ابویوسف، یحییٰ بن آدم وغیرہ نے اراضی و اموالِ غنیمت کی مسلمانوں میں تقسیم

کے مسئلہ پر بنو قریظہ کے معاملہ سے کوئی استشہاد نہیں کیا ہے۔

(س) ہتھیار ڈالنے کے بعد بنو قریظہ کے یہودیوں کے سرداروں کے ایک فریق کو گرفتار کر لیا گیا۔ حضرت سعد

نے ان کے بارے میں قتل کا غلط فیصلہ کیا اور وہ وہیں یعنی بنو قریظہ کے علاقے میں قتل کر دئے گئے۔ ان کو

مدینہ نہیں لایا گیا تھا۔

— جی بنی انطب، کعب بن اسد، نباش بن قیس اذغزال بن سہیل جیسے لیڈروں کو حضرات علی اور زبیر نے قتل کیا۔

— کچھ دوسرے درجہ کے قرظی سرداروں کو اس کے حوالہ کر دیا گیا۔ ان میں سے ہر دو مجرموں کو بندوقوں کے مختلف خاندانوں بنو عبد الاشہل، حارثہ، ظفر، معاویہ، عمرو بن عوف اور امیر بن زید کے حوالے قتل کرنے کے لیے کیا گیا تاکہ بنو قرظہ کے قتل میں تمام اسی خاندان شریک ہو جائیں۔

(ص) بنو قرظہ کا قبیلہ ۶۰۰ یا ۹۰۰ مردوں پر مشتمل تھا اور صرف ان کے مجرم سرداروں کو قتل کیا گیا تھا اور ان کی تعداد سولہ یا سترہ سے زیادہ نہیں تھی۔

(ط) احزاب میں حصہ لینے کا جرم یا فیصلہ سرداروں نے کیا تھا۔ پوری قرظی آبادی اس کی ذمہ دار نہیں تھی اور ان کا قتل قرآن کریم کے فیصلہ کے صریح خلاف ہوتا۔

(ع) قرآن مجید خود ایک فریق کے قتل اور ایک فریق کے گرفتار ہونے کا ذکر کرتا ہے۔

(ف) حضرت سعد بن معاذ کی حکیم کا افسانہ گھڑا ہوا ہے اور اس کو اموی حامی عناصر نے واقعہ صفین کے بعد گھڑا تھا۔ اصل نتیجہ یہ کہ بنو قرظہ کے صرف سولہ یا سترہ اہم ترین جنگی جرائم کے مرتکب سرداروں کو قتل کیا گیا تھا۔

کیا گیا تھا۔

(۱۶۰) (ڈبلو، این، عرفات، "NEW LIGHT ON THE STORY OF BANU QURAYZA AND

THE JEWS OF MEDINA"، جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی، لندن، ۱۹۶۶ء، ص ۱۰۰-۱۰۱۔

کا نظریہ یہ ہے کہ بنو قرظہ کی قتل کی کہانی مسدا کے قتل عام کی کہانی سے بالکل مشابہ ہے۔ مسدا کا المیہ یروشلم کے بادشاہ سکندر کے زمانے میں جو ہیرو اعظم کا پیشرو تھا پیش آیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ دونوں واقعات میں مائل جیرین اتنی ہیں کہ یہ یقین ہو جاتا ہے کہ بعد کی یہودی نسلوں نے المیہ مسدا کی تفصیلات بنو قرظہ کے المیہ کی طرف منسوب کر دیں۔ عرفات کے باقی دلائل برکات احمد کی مانند ہیں۔ لیکن موزالذکر نے اپنے دلائل زیادہ تفصیل، گہرائی اور گیرائی اور تحقیق کے ساتھ پیش کیے ہیں۔

(۱۶۱) ابن اسحاق، ص ۲۶-۲۷۲۔

(۱۶۲) اس کا تعلق خزیج کے سالم بن غنم بن عوف کے خاندان بنو الجلی سے تھا۔ ہمارے ماخذ عام طور سے اس کو رئیس المنافقین کہتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ہجرت نبوی سے کچھ قبل مدینہ کے اس و خزیج کے دونوں جنگ سے تنگ آئے ہوئے قبیلہ اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لینے کے لیے تیار ہو گئے تھے اور بعض روایات کے مطابق سونے کا تاج بنانے کی تیاری بھی شروع ہو گئی تھی کہ اسلام نے یثرب پہنچ کر اس کی طاقت کا قلعہ توڑ دیا۔ ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق،

ص ۶-۲۳۵؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۶-۳۰۵ اور ۴۱۶ وغیرہ؛ موننگری واٹ، محدث مدینہ،

ص ۱۶، ۲۱، ۱۵۶، ۸۸-۱۸۰۔

اگرچہ منافقین کے مدنی سیاست میں کردار سے بروقت ہمارا تعلق نہیں ہے تاہم یہ تبصرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ
ماخذ اور ہمارے جدید مورخین دونوں نے منافقین اور خاص کر عبداللہ بن ابی کی طاقت و قوت اور منافقت کا مبالغہ آمیز
بیان اختیار کیا ہے۔ ماخذ اور مسلم جدید مورخین ان کی مخالفت اور اسلام دشمنی میں مبالغہ کرتے ہیں اور مستشرقین خاص کر
موننگری واٹ نے ہجرت سے کچھ قبل اور بعد کے پانچ برسوں میں عبداللہ بن ابی کو مدینہ کا سب سے بڑا سردار اور رسولِ کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان سیاسی حریف بنا کر پیش کرنے میں خاصا غیر علمی مبالغہ کیا ہے۔

(۱۶۳) یہودی قبائل سے اوس و خزرج کے حلف کے تعلقات قدیم زمانے سے چلے آ رہے تھے۔ اور ان کا پرتو مسجد نبوی میں
بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ سے جنگوں کے علاوہ غزوہ اُحد اور خندق کے مواقع پر پڑتا نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو؛
بنو قینقاع اور بنو نضیر اور بنو قریظہ کے یہود کے ساتھ معاملہ نبوی میں اوس و خزرج کے لوگوں کا رویہ۔ برکات احمد،
ص ۵۸ وغیرہ؛ موننگری واٹ، محدث مدینہ، ص ۱۰-۲۰۹۔

(۱۶۴) شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۶-۳۰۵ وغیرہ۔

(۱۶۵) دیکھئے حوالہ ۱۵۱ بالا۔

(۱۶۶) دیکھئے حوالہ ۱۵۲ بالا۔

(۱۶۷) دیکھئے حوالہ ۱۵۳ بالا۔

(۱۶۸) موننگری واٹ، محدث مدینہ، ص ۲۲ کا خیال ہے کہ ابن ابی کا عین جنگ اُحد سے پہلے اپنے آدمیوں کے ساتھ الگ
ہو جانا عجیب اور غیر فطری معلوم ہوتا ہے اور ماخذ کا بیان اس ضمن میں صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ عین ممکن ہے کہ ابن ابی رسولِ کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی راستے اور شور سے میدانِ جنگ سے ہٹ کر مدینہ کی حفاظت کے لیے آیا ہو۔ یا اس کی پہلو تھی اس
خیال سے رہی ہو کہ غیر جانبداری سے اس کی طاقت میں اضافہ ہوگا۔

مکن ہے کہ دوسرا خیال صحیح ہو کیونکہ جنگِ بعاث کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ ابن ابی اوس و خزرج کے اس
تصادم کے موقع پر بھی غیر جانبدار رہا تھا۔ مگر پہلا خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غزوہ کے موقع
پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے دفاع کا بندوبست کیا تھا اور ہمیشہ ایک فوجی دستہ شہر میں تعینات کیا تھا۔ جنگِ
اُحد کے موقع پر یہ خدمت حضرت سعد بن معاذ اوسی نے انجام دی تھی۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے باب سوم، بحث
بر العرس۔

لیکن بہر حال یہ حقیقت ہے کہ ابن ابی کے اس طرح واپسی کی خبر کو کئی فوج نے اسی روشنی میں لیا ہو گا کہ مدینہ کی
حفاظت کے لیے ایک فوج وہاں موجود ہے۔

(۱۶۹) سورۃ احزاب، آیات ۲ اور آگے؛ نیز شبلی، سیرت النبی، اول، ص ۲۲۰ وغیرہ۔

(۱۷۰) ابن اسحاق، ص ۶۳ وغیرہ۔

(۱۷۱) ابن اسحاق، ص ۹۱۔

(۱۷۲) ابن اسحاق، ص ۹۵ وغیرہ۔

(۱۷۳) ابن اسحاق، ص ۶۰۹۔

(۱۷۴) موننگری واٹ، محمد ایٹ میسن، ص ۹۳-۹۲، کا یہودی مسئلہ پر یہ تبصرہ کافی حقیقت پسندانہ ہے کہ ”اصل نکتہ یہ تھا کہ اسلامی معاشرہ سے وفاداری تمام دوسرے اتحادوں اور تعلقات سے بالاتر تھی۔۔۔۔ یہودیوں کی تنقید و نکتہ چینی اس پورے سیاسی اور سماجی تجربے کے لیے خطرہ تھی جس میں آپ اس وقت مصروف تھے اور جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اسی بنا پر المناک واقعات کا پورا سلسلہ قائم ہو گیا۔“

واٹ کے اس تبصرے میں یہ اضافہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہودی محض تنقید و نکتہ چینی کے مجرم نہیں تھے بلکہ وہ باقاعدہ سازشوں اور قبائل عرب کو بھڑکانے اور اسلامی ریاست کو ہر ممکن طریقے سے تباہ کرنے کے مجرم تھے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔

(۱۷۵) شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۳۸۸ کا یہ خیال کہ بدر کی فتح نے صرف رعب بٹھایا اور قبائل عرب کو خاموش کر دیا تھا بالکل صحیح نہیں ہے۔ تاریخی واقعات شامدین کہ اس فتح نے کچھ قبائل کو بھڑکا بھی دیا تھا۔ چنانچہ بدر اور اُحد کے درمیان تقریباً نو مہینے واقع ہوئی تھیں جن میں سے چار یہودیوں کے خلاف، دو قریش اور تین مہینے چار قبائل عرب کے خلاف بھی لگی تھیں۔ جبکہ اُحد و خندق کے درمیان گیارہ مہینے ہوئی تھیں جن میں سے ایک دو قریش کے دو یہودیوں اور سات قبائل عرب کے خلاف بھی لگی تھیں۔ مگر ان تماموں میں سے ہر معرکہ اور رجحان کی ہمیں فوجی نہ تھیں بلکہ مذہبی مشن تھے جبکہ سفیان ثمالی کے خلاف ایک شخصی کارروائی تھی۔ اس لحاظ سے صرف چار مہینے رہ جاتی ہیں جو قبائل عرب کے خلاف دراصل لگی تھیں۔

(۱۷۶) ابن اسحاق، ص ۳۶۰؛ واقعی، ص ۸۴-۸۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۱، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ کا قیام وہاں صرف تین دن رہا جبکہ واقعی اور ان کے کاتب کا خیال ہے کہ قیام کی مدت پندرہ دن تھی۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کوئی جنگ یا لڑائی نہیں ہوئی اگرچہ کچھ مال غنیمت ضرور ملا تھا، جو انساب الاشراف، اول، ص ۱۰ کے مطابق پانچ سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔

(۱۷۷) ابن اسحاق، ص ۳۶۲؛ واقعی، ص ۷-۱۹۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۶-۳۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۱؛ طبری، دوم، ص ۴۸۔ ابن اسحاق اور طبری کا خیال ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحران میں دو ماہ تک مقیم رہے تھے مگر واقعی، ابن سعد اور بلاذری کا بیان ہے کہ صرف دس روز قیام رہا تھا۔ اس مہم میں نہ کوئی جنگ ہوئی تھی اور نہ ہی کچھ غنیمت ہاتھ لگی تھی۔

(۱۷۸) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے، واقعی، ص ۶-۱۹۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵؛ نیز باب دوم، بحث بر اسلام

قبیلہ حارث -

(۱۷۹) دیکھئے مونگلری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۱، ۱۷۹ -

(۱۸۰) ابن اسحاق، ص ۳۳، ۴۵۲؛ واقدی، ص ۵۲-۳۲۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۴-۵۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷؛ طبری، دوم، ص ۵۰-۵۳؛ بخاری، غزوۃ الریح و رعل و ذکوان - مآخذ کے متفقہ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں مبلغین اس لیے بھیجے گئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عامر بن طفیل اور اس کے نجدی قبیلہ والوں سے حملہ کا خدشہ تھا۔ چنانچہ ابو براء عامر نے اپنے قبیلہ کی طرف سے تحفظ کی ضمانت دی تھی جب انھوں نے اپنے قبیلہ میں مسلم مبلغین کو بھیجے جانے کی درخواست دربار نبوی میں پیش کی تھی۔ اسی ضمانت کے سبب بنو عامر کے کسی قبیلہ نے عامر بن طفیل کے اشتعال دلانے کے باوجود مسلمانوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ لیکن بنو سلیم کے تین خاندانوں نے اسلام دشمنی میں عامر بن طفیل عامری کا ساتھ دیا تھا۔ مسلمانوں کے قتل عام کی خبر جب ابو براء کو پہنچی تو ان کو نہ صرف شدید تکلیف ہوئی بلکہ انھوں نے المیہ کے مجرم عامر بن طفیل کو قتل کرنے کی کوشش کی مگر وہ شدید زخم کھانے کے باوجود بچ گیا۔ یہ بات اہم ہے کہ بنو عامر کے کسی بھی شخص نے عامر بن طفیل کا قصاص ابو براء سے طلب نہیں کیا تھا۔

زبیری، نسب قریش، ص ۹۹-۱۹۸، پرمحودہ کے المیہ کا سبب بیان کرتے ہیں جو عام طور سے مورخین نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان مورخین کے نزدیک شہداء بڑے معزز کے قتل کی ساری ذمہ داری حضرت ابو براء پر تھی جنھوں نے دھوکہ سے بلا کر ان مسلم مبلغین کا قتل عام کر دیا تھا بلکہ ہمارے بعض مسلم مورخین تو حضرت ابو براء کے اسلام کے بھی قائل نہیں ہیں (ملاحظہ کیجئے شبلی نعمانی، سیرت، اول، ص ۹۰-۳۸۹ اور حاشیہ ۲ اور ۳)۔ بہر حال زبیری کا کہنا ہے کہ مسلم مبلغین کو قریش کے خاندان بنو نوفل کے ایک شخص طعیر بن عدی بن مطعم کے قتل کے بدلے میں مارا گیا تھا، ابن اسحاق کے بقول (ص ۳۶) طعیرہ کو جبکہ بدر میں حضرت نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی نے قتل کیا تھا۔ سو خالد ذکر صحابی بڑے معزز بن طعیر بن عدی کے ماموں انس بن عباس سلمیٰ کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے اگرچہ واضح انداز سے اس المیہ کے سبب پر روشنی نہیں ڈالی ہے لیکن مضمحل انداز سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بہر حال زبیری کے مطابق طعیرہ کے ماموں انس بن عباس سلمیٰ نے عامر بن طفیل عامری کو اپنے بھانجے کا قصاص لینے پر مدد دینے کے لیے اکسایا تھا۔ یہ بھی بات یاد رکھنی ہے کہ سلیم کے خاندان رعل اور ذکوان قریش کے بنو نوفل کے حلیف تھے اور ان میں ازدواجی تعلقات بھی تھے۔ زبیری نے اس المیہ کا سارا الزام سلیم کے چار قبیلوں رعل، ذکوان، عھیدہ اور فالح پر عائد کیا ہے جبکہ دوسرے مورخین موضح الذکر کا نام نہیں لیتے ہیں۔

مونگلری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۳۱-۳۲ نے یہ تحقیق کی ہے کہ بنو عامر بن معصعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے تاہم ان میں قبائلی سیاست کے نتیجے میں رستہ کشی تھی۔ قبیلہ کے سردار ابو براء ضرور تھے لیکن سیاسی اقتدار اصل میں دونوں جوان خاص ابو براء کے بیٹے عامر بن طفیل کے ہاتھوں میں تھا۔ ابو براء نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اسلام کی تبلیغ کے بہانے دراصل اپنے قبیلہ میں اپنی سیاسی طاقت کو مضبوط کرنا اور اپنے حریفوں کو زیر کرنا چاہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سیاسی رستہ کشی سے فائدہ اٹھا کر قبیلہ کی اندرونی سیاست میں مداخلت کرنا مصلحت آمیز سمجھا اور مسلمانوں کا ایک دستہ بھیج دیا۔ واٹ کی اس تحقیق میں اندرونی تضادات بھی ہیں اور بعض دوسرے خارجی دلائل سے بھی ان کی تردید ہوتی ہے۔ واٹ کو اعتراف ہے کہ ابو براء کو قبیلہ میں طاقت حاصل تھی اور ان کی ضمانت کو قبیلہ والوں نے نہیں توڑا تھا بلکہ کسی نے بھی عامر بن طفیل کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ جو کچھ اس کو مدد ملی تھی وہ دوسرے قبیلہ سے، حالانکہ زہری کے بیان سے پوری طرح اور ابن اسحاق وغیرہ سے کسی قدر واضح ہوتا ہے کہ اصل مجرم انس بن عباس اور اس کے چار سلمی خاندان تھے۔ عامر بن طفیل کا مجرم زیادہ سے زیادہ صرف نظر کرنے کا تھا یا سلیم کے قاتلوں کا ساتھ دینے کا۔ اس کے علاوہ یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ ہرمونہ کی جماعت مسلمین سر اسند ہی اور تبلیغی نوعیت کی تھی کیونکہ اس میں جو لوگ شریک تھے ان کا تعلق اصحابِ صفہ سے تھا۔ واٹ کا یہ خیال کہ شہداء ہرمونہ کی تعداد مختلف روایتوں کے مطابق ستر یا چالیس تھی مگر چونکہ ان کے بیان کردہ ناموں کی تعداد بیس سے بھی کم ہے اس لیے تعداد میں مبالغہ کیا گیا ہے اور وہ کافی کم تھی۔ شاید بیس کے لگ بھگ۔ ان کی یہ دلیل بھی ان کی تحقیق کے خلاف جاتی ہے کیونکہ اتنی چھوٹی سی جماعت جو کوئی خاص مسلح بھی نہ تھی عامر بن صعصعہ کی اندرونی سیاست پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی۔ مزید برآں بنو عامر بن صعصعہ سے مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات کے اس واقعہ سے پہلے اور بعد کے زمانے میں ثبوت ملتے ہیں جن کے بھی وہ قائل ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ریاست کو ان کی حمایت پہلے سے حاصل تھی اور بعد میں بھی حاصل رہی جیسا کہ ابو براء کے ضمانت دینے اور ان کی ضمانت و عہد کا عامر بن صعصعہ کی طرف سے مکمل احترام و پابندی کرنے کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ لہذا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ کی اندرونی سیاست، جو دراصل تھی ہی نہیں، میں دخل دینے کی ضرورت کیا رہ جاتی تھی؟ اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ واٹ کی تشریح و تعبیر نہ صرف مآخذ سے متصادم و متعارض ہے بلکہ وہ حقیقت کے بالکل برخلاف ہے۔ ہرمونہ کی مہم اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ایک درخشاں باب ہے اگرچہ وہ خونچکان بھی ہے۔ لیکن یہ کہہ دینے میں کوئی عجز نہیں کہ مذاہب کی سرخروئی میں خون کی سُرخچہ ہمیشہ شامل رہی ہے۔

اُبلتے خون کی یہی سُرخچہ تھی جس نے حضرت عامر بن فہرہ کے لبوں پر شہادت کے وقت وہ دگدگاتہ کلمہ ثبت کر دیا تھا جس نے اُن کے قاتل تبار کے دل و دماغ کو ہلا دیا تھا اور اتنا متاثر کیا تھا کہ وہ فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔ شہید نے کہا تھا: فزت بوب الکعبہ، کعبہ کے رب کی قسم، میں تو کامیاب ہو گیا۔ اور پھر قاتل پیشیمان، تائب اور مسلم تھا۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۴۹؛ نیز باب دوم، بحث بر اسلام عامر بن صعصعہ۔ (۱۸۱) روایات میں شہداء ہرمونہ کی تعداد میں اختلاف ہے۔ حدیث کی کتابوں میں عموماً یہ تعداد ستر بتائی گئی ہے، جبکہ ابن اسحاق نے چالیس بتائی ہے۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۳۴، جن کا خیال ہے کہ چالیس والی روایت زیادہ صحیح (ثبت) ہے۔

(۱۸۲) ابن اسحاق، ص ۴۵۰؛ واقدی، ص ۴۳۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۶۔

(۱۸۳) ابن ہشام، دوم، ص ۱۲-۱۱؛ واقدی، ص ۵۵۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۶؛ طبری، دوم، ص ۶۴۱؛
انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۷، کا بیان ہے کہ بعض قیدی بھی اس مہم میں پکڑے گئے تھے۔

(۱۸۴) ابن سعد، چہارم، ص ۷۷-۲۶۹، نے اس زمانے میں قبیلہ بنو سلیم کے کثیر تعداد میں مسلمان ہونے والوں کا ذکر کیا ہے؛

نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۸۱۔ تفصیلات کے لیے باب دوم، بحث بر اسلام سلیم۔
(۱۸۵) ملاحظہ کیجئے باب دوم، مذکورہ بالا۔

(۱۸۶) ابن اسحاق، ص ۴۵۰، کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر لشکر نبوی میں سات سو سلیم کے مسلمان موجود تھے جبکہ واقدی،
ص ۸۰۰ کے نزدیک ان کی تعداد ایک ہزار یا اس سے اوپر تھی۔

(۱۸۷) بنو سلیم بحران اور عسکان کے قریبی علاقوں میں آباد تھے۔ ملاحظہ ہو باب دوم، مذکورہ بالا۔

(۱۸۸) واقدی، ص ۱۹۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۴۳؛ انسب الاشراف، اول، ص ۳۱۱؛ ابن اسحاق، ص ۳۶۲ اور
طبری، دوم، ص ۸۰۸، نے اس مہم کا سبب نہیں بیان کیا ہے۔ دوسروں کے مطابق بنو محارب نے اسلامی ریاست
پر حملہ کی غرض سے حجاز کیا تھا۔

ذو امر میں بھی قیام لشکر نبوی کی مدت خاصی طویل تھی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ غالباً مدینہ سے
محرم کے آغاز میں مہم کے لیے نکلے اور نجد میں تقریباً پورے صفر مقیم رہے۔ اس طرح آپ کے قیام کی مدت تقریباً دو ماہ
بنی ہے۔ طبری کا بیان ہے کہ آپ نے مدینہ میں ماہ محرم کے اوخر تک قیام کیا اور صفر میں آپ نجد میں یعنی صرف ایک ماہ مقیم
رہے۔ واقدی مدینہ سے آغاز سفر کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۳۳ھ / اگست ۶۴۴ء دیتے ہیں اور قیام کی مدت محض
گیارہ دن بتاتے ہیں اگرچہ ابن سعد نے تاریخ سفر نہیں دی ہے تاہم وہ اپنے استاد کی تائید کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق
ص ۳۶۲؛ واقدی، ص ۱۹۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵؛ طبری، دوم، ص ۳۴۷۔ نیز ملاحظہ ہو انسب الاشراف،
اول، ص ۳۱۱۔

(۱۸۹) ابن ہشام، دوم، ص ۱۲-۱۱؛ واقدی، ص ۳۵-۵۲۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۸؛ انسب الاشراف،
اول، ص ۳۱۱؛ طبری، سوم، ص ۱۵۵۔

(۱۹۰) انسب الاشراف، اول، ص ۳۴۰، کا بیان ہے کہ اس مہم کا یہ نام اس لیے پڑا کہ اس کی منزل مقصود ایک ایسے
پہاڑ کا علاقہ تھا جو رگزار چھینٹ کے پکڑے (رقاع) کی مانند معلوم ہوتا تھا۔

(۱۹۱) واقدی، ص ۳۹۶، کا بیان ہے کہ مسلم سپاہ کی تعداد چار سو تھی جبکہ بعض دوسرے مآخذ میں سات اور آٹھ سو بھی ہے؛
ابن سعد، دوم، ص ۶۱، نے صرف چار سو اور سات سو کی تعداد بیان کی ہے۔

(۱۹۲) ربیع الثانی ۳۳ھ / اگست، ستمبر ۶۴۴ء میں حضرت محمد بن مسلمہ کا سر یہ ذوالقصد؛ واقدی، ص ۵۲-۵۵۱؛ ابن سعد،

- دوم، ص ۸۵؛ طبری، دوم، ص ۶۴۰۔ ابن سعد کے بیان میں مسلمان سپاہیوں کی تعداد سوتبائی گئی ہے جو بقول واٹ
محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۲، کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔
- (۱۹۳) اسی ماہ میں ابو عبیدہ بن جراح کی مہم ذوالقصد۔ ابن ہشام، ص ۶۰۹؛ واقدی، ص ۵۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۶-۸۵؛
طبری، دوم، ص ۶۴۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔
- (۱۹۴) جمادی الآخرہ ۶۷۷ھ / اکتوبر، نومبر ۶۷۷ء میں حضرت زید بن حارثہ کی مہم جانبِ طرٹ۔ ملاحظہ فرمائیے: ابن ہشام، دوم،
ص ۶۱۶؛ واقدی، ص ۵۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷؛ طبری، دوم،
ص ۶۴۱؛ الطرٹ کے لیے ملاحظہ کیجئے: معجم البلدان، بیروت ۱۹۵۶ء، چہارم، ص ۳۱، جس کے مطابق وہ مدینہ سے
۳۶ میل مشرق میں تھا۔
- (۱۹۵) رمضان ۶۷۷ھ / جنوری ۶۷۷ء میں غالب بن عبد اللہ لیشی کا سریرہ میقعہ۔ واقدی، ص ۷۷-۷۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۹؛
طبری، سوم، ص ۲۳-۲۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹۔
- یہ نکتہ اہم ہے کہ پہلی تین مہموں کے بعد دیگرے پیش آنے والے تین مہموں میں تقریباً ایک سال سے زیادہ کے وقفہ
کے بعد بھی گئی تھی۔ خیال یہ ہے کہ یہ تبلیغی مشن تھے نہ کہ فوجی مہموں۔ کیونکہ اتنی چھوٹی مہموں کسی قسم کی گڑبڑ یا انتشار کو دور
کرنے کے لیے دشمن علاقے میں ناکافی ہوتیں۔
- (۱۹۶) ابن سعد، دوم، ص ۵۰ کے مطابق طلحہ بن خویلد اسدی (جس نے خلافت صدیقی میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا) اور
اس کے بھائی سلمہ نے اپنے قبیلہ کے ایک حصے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے:
انساب الاشراف، اول، ص ۵-۳۷۴۔
- (۱۹۷) ابن ہشام، دوم، ص ۵۹۸؛ واقدی، ص ۶-۳۴۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۰؛ انساب الاشراف، اول،
ص ۳۷۵؛ طبری، سوم، ص ۱۵۵۔
- (۱۹۸) معجم البلدان، چہارم، ص ۲۱۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۶۔
- (۱۹۹) ابن ہشام، ص ۱۲-۶۱۱؛ واقدی، ص ۵۱-۵۵۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۵-۸۴؛ انساب الاشراف،
اول، ص ۳۷۷؛ طبری، دوم، ص ۶۴۰۔
- (۲۰۰) ابن اسحاق، ص ۶۶۶؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۹؛ واقدی، ص ۳۳-۵۳۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۱-۵۰؛
انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷؛ طبری، دوم، ص ۶۴۰۔
- (۲۰۱) ابن اسحاق، ص ۳۳-۴۲۶؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۹؛ واقدی، ص ۶۳-۳۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶-۵۵؛
طبری، دوم، ص ۳۸۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۵۔
- واقعہ جمع اپنے محرکات، واقعات، تفصیل اور نتائج کے لحاظ سے المیہ برسرِ معرکہ ہی جیسا تھا۔ عضل اور قارو کے

دو خاندانوں جو خزمہ سے متعلق تھے بنو لحيان سے ان کے سزا سنیان بن خالد بن ہزلی کے قتل کے بعد ساز با ذکر کے دربار رسالت سے مسلم مبلغین کو اپنے قبیلہ میں اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے بلایا۔ سات یا دس افراد پر مشتمل ایک تبلیغی جماعت کو عضل وقارہ کے لوگوں نے بدعہدی کر کے بنو لحيان کے حوالے کر دیا۔ اور موخر الذکر نے پانچ یا سات آٹھ کو قتل کر دیا اور باقی میں سے دو حضرات خبیب اور زید بن دثرہ کو گرفتار کر کے قریش کے ہاتھ بیچ دیا قریش کے بنو حارث بن عامر اور صفوان بن امیہ نے جنگ امجد میں اپنے اپنے مقتولوں کے عوض قتل کر دیا۔ جدید مورخین اور ہمارے ماخذ بجا طور پر اس واقعہ کی ذمہ داری عضل وقارہ کے ساتھ بنو لحيان پر ڈالتے ہیں۔ لیکن کسی نے بھی یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ اس واقعہ کے پیچھے قریش کے کچھ لوگوں کا بھی ہاتھ تھا۔ بڑے معونہ اور واقف جمع دونوں میں قریش کی سازش اور مخالفت کا فرمانظر آتی ہے۔

(۲۰۲) کتاب الحجر، ص ۱۱۴۔ بغدادی اس غزوہ کو غزوہ بنی لحيان من بذیل کہتا ہے اور مقام تصادم کو دربتانا ہے۔ اسی بنا پر اس کے نزدیک یہ غزوہ منگل یکم جمادی الاولیٰ ۳۸ھ میں ہوا تھا۔ جبکہ دوسرے ماخذ کے مطابق وہ محرم ۳۸ھ میں واقع ہوا تھا۔

(۲۰۳) شہید رجیع حضرت خبیب بن عدی کے قریشی قاتل ابوسرعہ بن حارث بن عامر جنھوں نے صحابی موصوف کو اپنے باپ کے قتل کے قصاص میں قتل کیا تھا بعد میں مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح حضرت زید بن دثرہ کو قتل کروانے والے صفوان بن امیہ اور ان کے قاتل غلام نسطاس نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ زرقانی، جلد ۲، ص ۷۸ اور ص ۸۴؛ شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ، اول، ص ۹۴-۹۵۔ واقف جمع کے نفسیاتی و مذہبی اثرات کے لیے ملاحظہ کیجئے، ابن اسحاق، ص ۲۹-۳۸۔

(۲۰۴) ابن اسحاق، ص ۴۴۹؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۸؛ واقفی، ص ۴۰۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۳-۹۴؛ طبری، دوم، ص ۵۶۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱۔

ابن سعد کے مطابق دومۃ الجندل شامی سرحدوں کے قریب دمشق سے پانچ راتوں کی مسافت پر واقع تھا، جبکہ مدینہ سے اس کا فاصلہ ۱۵ یا ۱۶ راتوں کا تھا۔ یا قوت حموی کے بیان کے مطابق مدینہ سے اس کی مسافت سات منزلوں کی تھی۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: معجم البلدان، دوم، ص ۹-۲۸۷۔

(۲۰۵) یہ نکتہ اہم ہے کہ مدینہ کی اسلامی ریاست نے جو دوسرے دمشق کی بہ نسبت تین گنا فاصلے پر واقع تھی۔ ان قزاقوں کے غلام کارروائی کی تھی۔ شام فلسطین کی بازنطینی حکومت یا ان کی ماتحت غسانی بادشاہت جو مدینہ کے مقابلے میں کافی قریب تھیں کوئی اقدام کرنے سے باز یا قاصر رہی تھیں زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ دومۃ الجندل میں خود ایک کندی خاندان کی بادشاہت قائم تھی جو اچھی خاصی طاقتور تھی یا کم از کم ان لٹیروں کو کھیلنے کی قوت رکھتی تھی مگر اس نے بھی کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا ان حقائق و شواہد و قرآن کی روشنی میں یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ یہ قزاق صرف ان کاروانوں کے خلاف کارروائی کرتے تھے جو مسلمانوں کے ہوتے تھے یا اسلامی ریاست کے علاقوں سے تجارت کرتے تھے۔ عین ممکن ہے کہ ان قزاقوں کو مسلمانوں کی اقتصادی ناکہ بندی کرنے کے لیے شمال کے طاقتور قبائل یا منظم حکومتوں نے اکسایا ہو اور یہ تقریباً یقینی

معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم لوٹ مار کی ان کارروائیوں میں قبائل عرب اور سلطنت شام و بصری و فلسطین کی درپردہ یا خاموش حمایت رضا مندی حاصل رہی تھی۔ اس کی تائید اس سے اور بھی ہوتی ہے کہ حضرت زید کی قیادت میں شام جانے والا ایک مسلم کارواں اسی زمانے کے قریب لوٹ گیا تھا۔ پھر حضرت دجیر بن کلجی کو کچھ مدت بعد اسی علاقے میں لوٹا گیا اور دوسرے مسلم کاروانوں یا قافلوں یا جماعتوں پر غارتگری کی گئی تھی۔

(۲۰۶) واقدی، ص ۴۰۳ اور ابن سعد، دوم، ص ۶۲ سے مزید یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص انھیں سرایا کے زمانے میں مسلمان ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کا اپنا ایک تبلیغی اثر رہا ہوگا۔ لیکن یہ قیاس بے جا نہیں کہ یہ تنہا واقعہ دراصل اس اجتماعی اور منحل اثر کا ایک اظہار ہے اور نہ جانے کتنے ایسے ہوں گے جو ان سرایا کے دوران یا دوم کے اس غزوہ میں اسلام کی دولت سے شریاب ہونے ہوں گے۔ (۲۰۷) ایضاً، ص ۵۶۴ - (۲۰۸) واٹ، محملٹ، مدینہ، ص ۱۱۵۔

(۲۰۹) طبری، ص ۵۶۴؛ یا قوت حموی، معجم البلدان، دوم، ص ۳۶-۳۵ اور ۵۵۴-۲۵۴ کے مطابق ثعلب بن ثعلبہ کے ایک چشتے تنقید کے نواح میں ایک مقام تھا۔ دوسری روایت کے مطابق وہ اس علاقہ کے بالائی علاقے (الحزن) میں ایک مقام تھا جہاں تمیم اللہ، جو بل اور قیس بن ثعلبہ کے قبیلے آباد تھے۔ قیاس یہ کہتا ہے کہ بنو تمیم کا نام تمیم اللہ غالباً اس غزوہ کے دوران یا بعد میں اس کے مذہبی تبلیغی اثرات کا ایک نتیجہ ہوگا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مجملۃ الوثائق میں اس معاہدہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ غالباً وہ ان کی نظر سے چھوٹ گیا۔

(۲۱۰) ابن سعد، دوم، ص ۶۳؛ نیز دیکھیے واقدی، ص ۴۰۳۔

(۲۱۱) واقدی، ص ۴۰۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۳؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۴۴؛ طبری،

دوم، ص ۶۰۴۔

(۲۱۲) بخاری، باب العقیق، اور مسلم، کتاب الجہاد والسر، کا بیان ہے کہ بنو المصطلق پر اچانک حملہ کر دیا گیا تھا۔ لیکن واقدی، ص ۴۰۳ اور انساب الاشراف، اول، ص ۴۴ کا واضح بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بنو المصطلق کے سامنے اپنے دستور کے مطابق اسلام پیش کیا تھا۔ مگر جب انھوں نے انکار کر دیا تو حملہ کیا گیا تھا۔

نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۴۹؛ ابن ہشام، دوم، ص ۴۰-۲۵؛ طبری، دوم، ص ۶۰۴۔ صحیحین کی روایت معمول و ابن اسحاق، ص ۴۹؛ ابن ہشام، دوم، ص ۴۰-۲۵؛ طبری، دوم، ص ۶۰۴۔ صحیحین کی روایت معمول و دستور نبوی نیز احکام اسلامی کے خلاف ہے اس لئے اسے بلا کسی جھجک کے مسترد کر دینا چاہیے۔ شبلی نعمانی، سیرت، اول، ص ۴۱۵ نے ابوجہر کا قول نقل کیا ہے کہ صحیحین کی روایت پر سیرت کی روایتوں کو ترجیح نہیں ہو سکتی۔ لیکن پھر انھوں نے صحیح روایت کو "اصول حدیث کی رو سے قابلِ محبت نہیں سمجھا ہے کہ اس روایت کا سلسلہ نافع تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اور جنگ میں شریک ہونا تو ایک طرف، نافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی تھا اس لیے یہ روایت اصطلاحِ محدثین میں منقطع ہے۔" شبلی نعمانی کی اس کوشش پر ان کے جامع سید سلیمان ندوی نے حاشیہ ۲ میں استدراک کیا ہے کہ اسناد میں موجود ہے کہ نافع نے "اس روایت کو

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا جو اس لڑائی میں شریک تھے..... اس تصریح کے بعد یہ روایت منقطع نہیں باقی رہتی ہے۔
سید سلیمان ندوی نے حدیث صحیحین کے اسناد کی رو سے تو صحیح اور مر فوع ثابت کر دیا تاہم انہوں نے صحیحین اور سیرت کی روایتوں میں سے کسی موازنے پر کلام کرنے سے گریز کیا ہے۔ بہر حال روایت اسناد کی رو سے صحیحین کی روایت صحیح ہو سکتی ہے مگر روایت کی کسوٹی پر صحیح نہیں اُترتی کہ علماء حدیث کا اتفاق ہے کہ ہر وہ حدیث و روایت جو مسلم نبوی یا حکم اسلامی کے خلاف، متعارض یا متضاد نظر آئے ناقابل قبول ہوگی۔ لہذا اس باب میں ارباب سیرت کی روایت کو بہر حال میں ترجیح حاصل ہوگی۔

(۲۱۳) ابن اسحاق، ص ۴۹۰ اور طبری، دوم، ص ۶۰۴ کے مطابق کربیع قدیم کی سمت میں ساحل کی طرف تھا۔ سہودی، وفاء الوفا، قاہرہ ۱۳۲۶ھ، ص ۳۲، ۳۳ کے مطابق خراہ کا یہ چشمہ فرع سے ایک دن کی مسافت پر واقع تھا۔

(۲۱۴) ابن اسحاق، ص ۴۹۲؛ واقفی، ص ۱۰۰، ۱۰۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۱۱؛ طبری، دوم، ص ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۹؛ بخاری اور مسلم، مذکورہ بالا ابواب۔

(۲۱۵) ابن اسحاق، ص ۴۹۲؛ واقفی، ص ۱۱۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۱۱۔ صرف طبری، دوم، ص ۶۱۰ کا بیان ہے کہ ایک سو خاندان (ماتہ اہل بیت) اس طرح آزاد کیے گئے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری، کتاب العتق؛ مسلم، کتاب الجہاد والسیر؛ ابوداؤد، سنن، کتاب العتاق۔

(۲۱۶) مذکورہ بالا تمام مورخین و محدثین کا اتفاق ہے کہ بنو مصطلق کے کافی لوگ اس غزوہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے اور باقی کچھ

مات کے بعد حضرت حارث بن ابی ضرارؓ خراہی سردار قبیلہ کے قبول اسلام کے وقت ہوئے۔ بہر حال فتح مکہ سے کافی

قبل یہ پورا خاندان اسلام کے دائرہ میں داخل ہو چکا تھا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو باب دوم، بحث بر اسلام بنی مصطلق۔

(۲۱۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے خزانہ کے ساتھ قدیم تعلقات کے لیے دیکھئے؛ ابن سعد، اول، ص ۸۰، ۸۱؛

زبیری، نسب قریش، ص ۶۰-۶۹؛ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المنق، مرتبہ خورشید احمد فاروق، حیدرآباد دکن ۱۹۶۷ء،

ص ۹۲-۸۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۶۰-۶۹؛ طبری، دوم، ص ۱۵۰۔

(۲۱۸) صرف ابن اسحاقؓ غزوہ بنی المصطلق کے غزوہ احزاب کے بعد ہونے کے قائل ہیں۔ بقیہ مورخین و سیرت نگار اس کو

اس واقعہ عظیم سے پہلے کا بتاتے ہیں۔

(۲۱۹) قریش کی قیادت میں قبائل عرب کا احزاب عظیم دس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا جن میں سے غطفان کے مذکورہ بالا تین خاندانوں

فرارہ، اشج اور مرہ — نے بالترتیب ایک ہزار، چار سو اور چار سو سپاہی فراہم کیے تھے۔ ملاحظہ

کیجئے؛ واقفی، ص ۴۴۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۶؛ نیز دیکھئے ابن اسحاق، ص ۵۰؛ انساب الاشراف،

اول، ص ۴۶-۴۳ اور طبری، دوم، ص ۵۶۶ جو ان کے دستوں کی عددی طاقت کا ذکر نہیں کرتے البتہ

یہ کہتے ہیں کہ ان خاندان ہائے غطفان کے دستے اپنے اپنے قبائلی سرداروں کی کمان میں تھے۔

(۲۲۰) سب سے اہم سبب وہ فوجی تکنیک تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنائی تھی۔ مآخذ کا بیان ہے کہ خندق دیکھ کر

قبائلِ عرب کے سالار اور فوجی ماہرین حیران و ششدر رہ گئے تھے کیونکہ ان کے لیے فنی حرب کی تکنیک قطعی نئی اور غیر متوقع تھی وہ اس کا توڑ نہیں تلاش کر سکے۔ دوسرا اہم سبب ان کے سالاروں کی عسکری قیادت اور فوجی سوچ بوجھ کی کمی تھی کہ پورے ایک ماہ تک محاصرہ کرنے کے باوجود وہ خندق عبور کرنے کی ترکیب یا تدبیر اختیار کرنے میں ناکام رہے۔ اسی سے متعلق تیسرا سبب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم تر اور برتر عسکری قیادت اور فوجی لیاقت تھی جس نے مقابل اور حریف سالاروں کی ہر تدبیر و ترکیب کا کامیاب توڑ تلاش کر لیا۔ چوتھا سبب اعزاب میں سیاسی، فوجی اور سماجی اتحاد کی کمی تھی اور اس کے برخلاف پانچواں سبب مسلمانوں میں عظیم اتحاد اور مثالی تعاون تھا۔ چھٹا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی و فوجی حکمت عملی تھی جس نے اتحادیوں میں پھوٹ ڈال دی تھی۔ ساتواں اہم سبب جنگ سے قبل مدینہ کی فصلوں کی قبل از وقت کٹائی تھی جس نے دشمن سپاہ کو غذا اور چارے کی کمی سے دوچار کر دیا تھا۔ آٹھواں سبب قدرتی آفات و مصائب تھے جنہوں نے دشمن کی صفوں میں ابتری پھیلا دی تھی۔ نواں اہم سبب محاصرہ کی طویل مدت تھی جس نے دشمنوں میں بددلی، اکتاہٹ، اپنے سالاروں کے بارے میں بدگمانی، ان کی قیادت و سیادت پر شک و شبہ اور اپنے مقصد جنگ کے بارے میں اشتباہ و تزلزل پیدا کر دیا تھا۔ اور اسی سے متعلق دسواں سبب تھا جو فوجی MORALE (حوصلہ) کی کمی کی صورت میں ظاہر ہوا تھا جبکہ مسلمانوں کا حوصلہ بلند، جذبہ ناقابلِ تسخیر اور اعتمادِ غیر متزلزل تھا ان کے علاوہ متعدد اور چھوٹے بڑے اسباب بھی تھے۔

(۲۲۱) ابن سعد، دوم، ص ۸۰ کا بیان ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس شہسواروں کے ساتھ حملہ کیا تھا اور چراگاؤ کے نگران جو حضرت ابوذر غفاری کے صاحبزادہ گرامی تھے مار ڈالا تھا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ریاستِ اسلامی کی بیس اونٹیاں ہنسکا لے گیا تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے: واقعی، ص ۹-۵۳ اور ابن اسحاق، ص ۲۸۶، جن کے بیان میں یہ اضافہ ہے کہ نگران چراگاؤ کو قتل کرنے کے بعد وہ اونٹوں کے ساتھ نگران کی بیوی کو بھی اٹھالے گیا تھا۔ مزید دیکھئے: انساب الاشراف، اول، ص ۳۹-۳۸؛ طبری، دوم، ص ۵۹۶ اور آگے۔

(۲۲۲) ابن سعد، دوم، ص ۸۱ کے مطابق ذو قرد خیر کی ایک نواحی بستی تھی۔

(۲۲۳) ابن اسحاق، ص ۹۰-۳۸۸؛ واقعی، ص ۴-۵۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۲-۸۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۹-۳۸۸؛ طبری، دوم، ص ۶۰۲-۵۹۹؛ نیز دیکھیے بخاری، غزوہ ذی قرد۔

(۲۲۴) ابن اسحاق، ص ۵-۶۶۴؛ واقعی، ص ۵-۵۶۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۱-۹۰؛ طبری، دوم، ص ۴۳۴-۴۳۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۸۔

(۲۲۵) ابن ہشام، دوم، ص ۱۲-۶۱۱؛ واقعی، ص ۷۲۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰؛ طبری، سوم، ص ۲۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹۔

(۲۲۶) ان کا انتقام جن مہم نے لیا تھا وہ حضرت غالب بن عبد اللہ لیشی کی قیادت میں لگئی تھی اور سرِ یزدک کھلاقی ہے۔ ملاحظہ ہو

ابن اسحاق، ص ۸-۶۹؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۲؛ واقدی، ص ۲۶-۶۲۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۶؛
طبری، سوم، ص ۲۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹۔
(۲۲۷) ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰ میں یمن اور جبار ہے۔ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹، میں یمن اور جبر ہے۔ اور
مزید یہ اضافہ ہے کہ یہ دونوں مقامات جناب کے نزاع میں تھے۔

(۲۲۸) ابن ہشام، دوم، ص ۱۲-۶۱۱؛ واقدی، ص ۳۱-۷۷؛ طبری، سوم، ص ۲۳؛ انساب الاشراف، اول،
ص ۳۷۹۔ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰۔

(۲۲۹) یہ حضرت ابو قحافہ خزرجی کا سر یہ تھا جو شعبان ۶۲۹ء میں غابنامی مقام تک گیا تھا۔ ملاحظہ ہو؛ واقدی،
ص ۸۰-۷۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۲-۳۳؛ طبری، سوم، ص ۳۵-۳۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۱۔
(۲۳۰) ابن اسحاق، ص ۲-۶۹۲؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۱؛ واقدی، ص ۵۵۵۔ ان تینوں مغازی و سیرت نگاروں
کا اس پر اتفاق ہے کہ اسی زمانے کے آس پاس جذام کا ایک خاندان بنو ضُبیب کا ایک اہم اور سربراہ و سردار
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ حاضر ہوا اور اسلام سے سرفراز ہوا۔ بعد میں اس کو ایک کتاب نبوی
(معاہدہ) کا مزید شرف ملا۔ مدینہ سے واپسی پر اس نے اپنے قبیلے میں اسلام کی تبلیغ کی اور اس کا پورا خاندان و قبیلہ
مسلمان ہو گیا۔ کچھ مدت کے بعد قیصر روم کے دربار سے سفیر نبوی حضرت حمیر بن علفہ کلبی جذام کے اسی علاقے سے
گزرے۔ قبیلہ کے ایک خاندان نے جو روایات کے مطابق لٹیروں پر مشتمل تھا حضرت حمیر پر حملہ کر کے ان کا سارا
سامان لوٹ لیا، اس میں وہ تحائف بھی تھے جو قیصر روم نے خدمت نبوی میں بھیجے تھے۔ بہر حال یہ بات بہت اہم
بھی ہے اور دلچسپ بھی کہ جو ہی سفیر نبوی کے ٹوٹے جانے کی خبر پھیلی اسی بنی ضُبیب نے لٹیروں کے خلاف کارروائی کی
اور نہ صرف ان کو سزا دی بلکہ ان سے تمام لوٹا جانے والا سامان واپس بھی لے لیا اور پھر قاصد رسول کو بحفاظت
تمام اپنے علاقے سے گزرنے کے انتظامات بھی کیے۔ ملاحظہ کیجئے؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۸؛ نیز رفاعہ بن زید
جذامی سے معاہدے کے لیے دیکھیے؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۶؛ یثاق، ص ۱۷۵؛ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے
باب دوم، بحث بر اسلام جذام۔

(۲۳۱) ابن سعد، دوم، ص ۸۸؛ کے مطابق حِمْیٰ وادی القرئی سے پرے شمال میں ایک مقام یا علاقہ تھا۔

(۲۳۲) ابن اسحاق، ص ۴-۶۹۳؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۲؛ واقدی، ص ۶۰-۵۵۸؛ ابن سعد، دوم،
ص ۸۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷؛ طبری، دوم، ص ۶۴۱۔

(۲۳۳) ابن ہشام، دوم، ص ۱۲-۶۱۱؛ واقدی، ص ۳-۵۶۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۰-۸۹؛ انساب الاشراف،
اول، ص ۳۳۸؛ طبری، دوم، ص ۶۴۲۔

(۲۳۴) ابن اسحاق، ص ۶۷۲؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۳۲؛ واقدی، ص ۶۲-۵۶۰؛ ابن سعد، دوم،

ص ۸۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۸، ۳ اور طبری، دوم، ص ۶۴۲۔

(۲۳۵) واقعی، ص ۶۲-۶۱ کا نہایت واضح و صریح بیان ہے کہ مسلم سالار حضرت عبدالرحمن بن عوف نہری کو دوسرے پہنچنے کے بعد تین دن تک بڑکب کو مسلسل اسلام کی دعوت دی۔ دو دن تک اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا لیکن تیسرے دن قبیلہ کا سردار مسلمان ہو گیا۔ مورخ کا مزید بیان ہے کہ رئیس قبیلہ الاصبغ کے مسلمان ہونے کے بعد حضرت عبدالرحمن نے اپنے ایک قاصد کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سردار قبیلہ کی دختر نیک اختر تماضر بنت اصبغ سے شادی کرنے کی اجازت چاہی جو آپ نے مرحمت فرمادی۔ دوسری روایت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے لشکر کی روانگی کے وقت ہی حضرت عبدالرحمن کو حکم دیا تھا کہ اگر سردار قبیلہ مسلمان ہو جائے تو اس کی لڑکی سے شادی کر لیں۔ بہر حال دونوں روایتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن کی تماضر بنت الاصبغ سے شادی رئیس قبیلہ کے اسلام لانے کے بعد ہی ہوئی تھی۔ ابن سعد، دوم، ص ۸۹، کا مزید اضافہ یہ ہے کہ اپنے سردار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بڑکب کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور جو لوگ اپنے پرانے دین پر قائم رہے ان پر جزیہ عاید کر دیا گیا۔ ان بیانات نیز دوسرے ماخذ کے بیانات کی روشنی میں یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ بڑکب کے اس حقد کے سردار کے مسلمان ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ جاتا ہے۔ مگر مونگلری واٹ (محدیث مدینہ، ص ۱۱۵) کا اصرار ہے چونکہ جزیہ وصول کیا گیا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (سردار قبیلہ) عیسائی ہی رہا ہو گا۔ مگر یہ خیال خام ہے اور ماخذ کے واضح اور متفقہ بیانات کے باطل خلاف ہے۔ ابن سعد کی روایت بالکل واضح ہے جو یہ کہتی ہے کہ ”جزیر صرف ان لوگوں سے لیا گیا تھا جو اپنے پرانے دین پر قائم رہے تھے اور جنہوں نے اسلام نہیں قبول کیا تھا۔“ نیز ملاحظہ کیجئے انساب الاشراف، اول، ص ۸، ۳، جس کا عام بیان یہ ہے کہ جب لوگ (قوم) مسلمان ہو گئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے تماضر بنت اصبغ سے شادی کر لی۔ حالانکہ وہ جزیہ کے عاید کئے جانے کا ذکر نہیں کرتی؛ نیز دیکھیے: طبری، دوم، ص ۶۴۲ جو بلا ذری کی مشکل پیروی کرتے ہیں۔

(۲۳۶) مونگلری واٹ نے صرف اسی موقع پر یا محض بڑکب کے معاملے میں جانب داری سے کام نہیں لیا ہے بلکہ شمالی بعید اور جنوبی بعید کے قبائل عرب کے معاملے میں عام طور سے اور عیسائی قبیلوں کے معاملے میں خاص طور سے ان کا نقطہ نظر جانبدارانہ، غیر علمی اور غیر تاریخی معلوم و ثابت ہوتا ہے۔ ان قبائل کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاسی تعلقات اور ان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے بارے میں مورخ موصوف کا جھکاؤ غالباً ان کے اپنے مذہبی رجحانات کے سبب اس جانب رہتا کہ وہ عہد نبوی میں مسلم نہیں ہوئے تھے یا ان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقات محض سیاسی مغایرت پر مبنی تھے۔ جس کو وہ دوسرے الفاظ میں سیاسی موقع پرستی بھی کہتے ہیں۔ باب دوم میں شمالی پالیسی اور شمالی قبائل سے اسلام کے تعلقات پر ہم ان کے نقطہ نظر کو مفصل طور سے دیکھیں گے۔

(۲۳۷) محدث مدینہ، ص ۵۲-۵۶۔

(۲۳۸) ابتدائی ماخذ میں صرف واقعی، ص ۵۷، نے خواب میں حکم خداوندی کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق، ص ۴۹۹ وغیرہ اور ابن سعد وغیرہ نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ دوسرے طبقہ کے مورخین کے مطابق یہ فیصلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صواب دہ اور حالات کے تجزیے کے بعد کیا تھا۔

(۲۳۹) سیرت النبی، اول، ص ۹-۱۰، ۴۴-۴۵۔

(۲۴۰) ماخذ کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ غطفان کے دو قبائل اشجع اور مرہ جنگِ احزاب کی ناکامی کے بعد ریاست اسلامی سے اپنے تعلقات کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ یہی حال سلیم اور اسد کا تھا۔ تفصیل ہم دوسرے باب کی متعلقہ فصول میں دیکھیں گے۔

(۲۴۱) ابن اسحاق، ص ۴۹۹ کا بیان ہے کہ اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف و اکناف کے پڑوسی بدو قبائل عرب کو بھی عہد کے اس سفر پر چلنے کی دعوت اس غرض سے دی تھی کہ آپ کو خدشہ تھا کہ قریش مکہ آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے بازو شمشیر روکیں گے، جیسا کہ انہوں نے بعد میں حقیقتاً کیا بھی۔ بہت سے بدوی قبائل اس مسلح تصادم کے ڈر سے آپ کے ساتھ نہیں گئے۔ چنانچہ آپ اس سفر پر ان لوگوں کے ساتھ نکلے جو انصار و مہاجرین میں سے تھے اور جو بدوی قبائل میں سے آپ سے وفادار رہے۔ یہ نکتہ اہم ہے کہ ابن اسحاق کا یہ بیان بلا کسی سند کے بیان ہوا ہے اور ان کے اپنے تاثر اور خیالات کا عکاس ہے۔ اس کے معاً بعد جو روایات ابن اسحاق نے بیان کی ہیں وہ زہری کی سند پر بیان ہوئی ہیں جن میں قبائل عرب کو عہد میں شرکت کی دعوت دینے، ان کے قبول نہ کرنے اور قریش کے مسلح روک تھام کرنے کا حوالہ نہیں ملتا ہے۔ زہری کی پہلی روایت مسور بن مخزوم اور مروان بن حکم کی سند پر بیان ہوئی ہے اور اس میں عہد کرنے والوں کی تعداد صرف سات سو دی گئی ہے۔ جبکہ ابن اسحاق نے بلا سند حضرت جابر بن عبد اللہ، جو اس قافلہ مشتاقان پر جو حال لہی میں شامل تھے، کا یہ قول نقل کیا ہے کہ، ”ہم حدیبیہ والے چودہ سو تھے۔“ (ص ۵۰۰)

بہر حال ابن اسحاق کے بیان سے یہ نتیجہ نکالنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حلیف اور مسلم بدوی قبائل کو شرکت کی دعوت دی تھی اور وہ قریش کے خوف سے غیر حاضر رہے صحیح نہیں ہے۔ اور یہ تو حقیقت کے خلاف ہو گا کہ انصار و مہاجرین میں سے کسی نے حکم نبوی سے عدول و انحراف کرنے کی جرأت بھی کی ہوگی۔ جنگِ احزاب کے موقع پر مسلمانوں کی عددی طاقت جو محاذ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی تین ہزار کے قریب تھی۔ اگر آپ بدوی حلیف قبائل کو اپنے ساتھ لے جانے پر آمادہ نہیں کر سکے تھے تو کم از کم آپ مدینہ کے تین چار مسلمانوں کو ساتھ لے جاسکتے۔ دراصل آپ مسلمانوں کی پوری طاقت یا جمعیت کے ساتھ اس سفر مبارک پر نہیں نکلے تھے بلکہ قرآن اور حقائق دونوں یہ کہتے ہیں کہ اس سفر میں شرکت اختیاری تھی۔ انصار و مہاجرین میں سے جن کا جی چاہا ساتھ ہو لیا تھا اور آپ نے سب کے چلنے پر اصرار نہیں کیا تھا۔ اسی طرح یہ نتیجہ نکالنا کہ آپ کے اس سفر میں غیر مسلم زائرین شامل تھے یا ان کو آپ نے شامل ہونے کی دعوت دی تھی صحیح نہیں ہے۔ مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴۷-۴۸، نے ابن اسحاق کے تاثر پر

بنیاد رکھ کر یہی دو غلط نتیجے نکالے ہیں۔

(۲۲۲) ابن اسحاق، ص ۵۰۰، زہری کی روایت جو حضرات مسور بن مخزومہ اور مردان بن حکم کی سند پر بیان ہوئی ہے۔
(۲۲۳) ابن اسحاق، ص ۵۰۱-۲ کا بیان ہے کہ مکہ زین حفص عامری کے بعد قریش نے اپنے احابیش اتحادیوں کے سردار طلیس بن علقمہ جو ابن زبان کی کنیت سے زیادہ مشہور تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے لیے بھیجا لیکن اس نے قربانی کے جانور (ہدی) دیکھ کر گفت و شنید کی ضرورت نہیں محسوس کی اور مکہ لوٹ گیا اور قریش کو مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے کی اپنی پوری کوشش کی لیکن قریش نے اس کو بدو جاہل کہہ کر خاموش کر دیا کیونکہ وہ بنو حارث بن عبد مناة بن مکر بن کنانہ کا سردار تھا۔

طلیس نے جو کچھ کہا تھا وہ مکہ والوں کے مزاج اور سیاست کو بھی سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قبائل عرب کے ایک عام رویے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتاتا ہے کہ مسلمانوں کے اس اقدام و اعلان مذہب نے کس قدر عرب قبائل کے حلقوں میں ان کے لیے حمایت و طرفداری و ہمدردی پیدا کر دی تھی عبد اللہ بن ابوبکر کی روایت ہے کہ قریش کے اس سخت جواب نے طلیس کو برم کر دیا اور اس نے سخت لہجے میں کہا "اے قریش! کیا اس نے ہم نے تم سے اتحاد و دوستی کی تھی؟ کیا ایک شخص جو خدا کے گھر کی زیارت کے لیے آنا چاہتا ہے اس سے محروم رکھا جائے گا؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یا تو تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کی اجازت دے دو گے جس کے لیے وہ آئے ہیں یا میں احابیش کے آخری آدمی کو بھی واپس لے جاؤں گا۔" قریش نے اس پر طلیس کو خاموش کیا اور اپنے عذیر کا یوں اظہار کیا کہ وہ اپنے لیے قابل قبول شرائط منوا کر مسلمانوں کو زیارت کعبہ کی اجازت دے دیں گے۔ اسی طرح عروہ بن مسوہ ثقیفی کے تاثرات تھے اور وہ بھی مسلمانوں کو زیارت دینے کے حق میں تھا۔ ملاحظہ ہو؛ ابن اسحاق، ص ۵۰۲-۵۰۳۔

(۲۲۴) حضرات فراش بن امیر خزامی کو انھیں احابیش نے بچایا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان اُموی کو ان کے خاندان والے یعنی بنو امیہ کے سعیدی گھرانے ابان بن سید بن العاص نے تحفظ دیا تھا، اور قریش نے اس تحفظ کا احترام کیا تھا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۰۳۔

(۲۲۵) ابن اسحاق، ص ۵۰۰ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ قریش مسلمانوں کے مکہ میں بلا اجازت و اذن قریش داخل ہونے سے روکنا چاہتے تھے۔ گویا کہ وہ اپنے اقتدار و سیادت کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ اور حضرت خالد کے دستہ کو اسی لیے بھیجا گیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو قریش کی اجازت کے بغیر اور زور زبردستی سے داخل ہونے سے روکے۔

(۲۲۶) ابن اسحاق، ص ۵۰۳-۵۰۹۔ (۲۲۷) ابن اسحاق، ص ۵۰۱۔

(۲۲۸) ابن اسحاق، ص ۵۰۱۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۵۰، نے اس ضمن میں یہ کہہ دیا ہے کہ قبیلہ خزاعہ ایک اسلام نہیں قبول کیا تھا۔ یہ بیان کسی حد تک صحیح ہے کیونکہ بدیل بن ورقاء خزامی کی سفارت کے سلسلہ میں ابن اسحاق ص ۵۰۱ کا بیان ہے کہ خزاعہ کے مسلمان اور مشرک دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے۔ یعنی خزاعہ کے لوگ اسلام لائے تھے۔ ملاحظہ کیجئے باب دوم بحث برا اسلام خزاعہ۔

(۲۵۰) ابن اسحاق، ص ۳-۵۰۲۔

(۲۴۹) ابن اسحاق، ص ۵۰۱۔

(۲۵۱) ابن اسحاق، ص ۵۰۳۔

(۲۵۲) ابن اسحاق کی روایت میں بیعت رضوان کو مرتب تک لڑنے یا جنگ سے نرفزار ہونے کا عند قرار دیا گیا ہے لیکن ابن ہشام نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی طرف سے بیعت لی تھی۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۴-۵۰۳۔

اور ص ۶۹۔

(۲۵۳) سیل عامری کو قریش نے صلح کا معاہدہ کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ دی تھی کہ مسلمان اس سال واپس جائیں تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ وہ متحدہ میں زبردستی اور قریش کی مخالفت کے باوجود داخل ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۴-۵۰۴۔

(۲۵۴) حضرت عثمان بن عفان اموی کی سفارت کے ضمن میں ابن اسحاق ص ۵۰۳ نے "ابوسفیان اور دوسرے قریشی سرداروں" کا ذکر کیا ہے جن سے ان کو گفت و شنید کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ لیکن اس صلح کے سلسلہ میں انھوں نے خاص کر ابوسفیان نے کیا کردار ادا کیا تھا مآخذ عام طور پر اس نکتے سے بحث نہیں کرتے۔ ہمارے جدید مورخین نے عام طور سے ابوسفیان کو اس موقع پر منحوسے غیر حاضر تصور کر لیا ہے۔ موشگرمی واٹ، ص ۵۹ کو ان کی تہ میں موجودگی یا غیر موجودگی کا یقین نہیں ہے تاہم ان کا خیال ہے کہ صحیح ہے کہ وہ صلح و امن عہد میں صلح کی پالیسی کے حامی تھے۔

قیاس کہتا ہے اور اس کی تائید مآخذ میں مذکورہ کئی واقعات سے ہوتی ہے جو ابوسفیان کے کردار پر روشنی ڈالتی ہے کہ ابوسفیان بن حرب مکہ میں اس صلح کے وقت زمرہ موجود تھے بلکہ اس میں انہوں نے کافی فعال اور مثبت حصہ لیا تھا۔ قریشی قائدین میں جو لوگ مدینہ سے مفاہمت کی پالیسی کے حق میں تھے ان میں ابوسفیان سر فہرست نظر آتے ہیں۔ (۲۵۵) حضرت عمرو بن عاص سہمی سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے ذہین و فطین اور معاملہ فہم تھے پھر بھی اتنی دیر سے اسلام لاتے، ایسا کیوں؟ انھوں نے جواب دیا: ہم ایسے لوگوں (قوم) کے سایہ میں تھے جو بزرگ اور مرداراز تھے اور جن کی عقلیں پہاڑوں جیسی بلند تھیں۔ وہ جس وادی میں بھی گئے ہم ان کے پیورہے اور ہم نے اس راستہ کو آسان پایا۔ چنانچہ جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا تو ہم نے بھی بلا سوچے سمجھے انکار کر دیا اور ان ہی کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ لیکن جب وہ چلے گئے اور معاملہ ہمارے ہاتھوں میں آیا تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں غور کیا اور وہ بالکل صاف اور واضح تھا۔ پس میرے دل میں اسلام جم گیا۔ ملاحظہ ہو زبیری، ص ۱۱-۱۰۔

(۲۵۶) بحث و مباحثہ معاہدہ کی شرائط کے علاوہ متن میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور "محمد رسول اللہ" لکھے جانے پر جو اتفاق قریش کے نمائندے کو دونوں پر اعتراض تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا تب معاہدہ سے قریش کی مرضی کے مطابق "باسمک اللہ" اور "محمد بن عبد اللہ" لکھوایا۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۴-۵۰۴۔ ابن اسحاق نے حضرت علی کے اس فقرہ کا حوالہ نہیں دیا ہے جس کے مطابق انھوں نے اپنے ہاتھ محمد رسول اللہ کو مٹانے سے انکار کر دیا تھا۔ شبلی نے (سیرت النبی، اول، ص ۴۵۵) اس واقعہ کو بخاری، کتاب النازی، باب عمرۃ القضا نیز

مسلم، ایضاً کی بنیاد پر بڑے مطراق سے نقل کیا ہے۔

(۲۵۷) ابن اسحاق، ص ۵۰۲۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۵۶؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴۸۔ مؤرخان ذکر کا خیال ہے کہ موجودہ متن معاویہ حدیبیہ اصل متن نہیں ہے کیونکہ اس میں صفینہ اچانک تبدیل ہوتے ہیں لیکن بہر حال وہ اصل متن کی شرائط ہی کو دوسرے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ متن کے لیے نیز ملاحظہ کیجئے؛ محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳-۱۴۔

(۲۵۸) حوالہ جات سابق

(۲۵۹) ابن اسحاق، ص ۵۰۷۔ نیز ملاحظہ کیجئے؛ بخاری، کتاب الشروط؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۶۰-۶۵۹؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۵۲-۵۱۔

(۲۶۰) باب دوم، بحث بر اسلام قبائل عرب۔

(۲۶۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے باب دوم، اسلام قریش۔

(۲۶۲) ابن اسحاق، ص ۱۰-۵۰۷؛ ابن سعد، چہارم، باب دوم۔ ایضاً۔ حضرات خالد اور عمرو بن العاص کے اسلام کی اس زمانے میں قبولیت کی شہرت عام ہے لیکن فرزند ان ابوسفیان کو عموماً ہمارے مورخین فتح مکہ کا مسلمان بتاتے ہیں۔ اس کے متعدد اسباب ہیں جن سے یہاں بحث نہیں۔ تاہم ماخذ کی چھان پھنگ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں بزرگ بھی صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام لے آئے تھے۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے باب دوم، بحث بر اسلام قریش۔ ملاحظہ کیجئے؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۶۷ اور ۵۴۳۔ جو حضرات معاویہ اور زید کو فتح مکہ کا مسلمان قرار دیتے ہیں اور اپنے دعویٰ کی دلیل عام سیرت کے ماخذ سے لاتے ہیں اور اسی بنا پر مسند احمد بن حنبل جلد ۴، ص ۴۷ کی ایک حدیث کو جس کے مطابق حضرت معاویہ نے نامزبوی کے جواب میں آنے والے ہر قتل کے خط کو سترہ میں کسی وقت پڑھا تھا، غیر صحیح قرار دیتے ہیں۔ لیکن سید سلیمان ندوی نے اپنے استدراک ص ۴۶۷ حاشیہ ۱ میں ابن حجر کی فتح ابزاری جلد ۸، ص ۹، اور زرقانی کی المواہب اللدنیہ جلد ۳ ص ۸۸ کی بنیاد پر اس حدیث کو غزوہ تبوک کا واقعہ قرار دیتے ہوئے صحیح قرار دیتے ہیں اور حضرت معاویہ کو صلح حدیبیہ یا فتح مکہ کا مسلمان سمجھا ہے۔ سید صاحب موصوف نے مزید حوالہ ابو عبیدہ قاسم بن سلام، کتاب الاموال، مصر، ص ۲۵۵ کا بھی دیا ہے۔ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴۳، بھی ان فتح مکہ کے دن مسلمان ہونے کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کے لیے دیکھئے؛ ص ۶۰، ۵۹۔

(۲۶۳) تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابواب سوم، چہارم، پنجم۔

(۲۶۴) ابن اسحاق، ص ۱۸-۵۱۰؛ واقدی ص ۹۳-۹۳۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۷-۱۰۶؛ النسب الاشراف، اول، ص ۳۵۲؛ طبری، سوم، ص ۱۶-۹۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری اور مسلم، غزوہ خیبر؛ بلاذری، فتوح البلدان ص ۴۲-۳۶۔ انتظامی تفصیلات کے لیے دیکھئے باب چہارم و پنجم۔ جدید مورخین میں دیکھئے شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول،

ص ۵۰۲-۴۸۰؛ واٹ، مہارٹھ مدینہ، ص ۱۸-۲۱۷۔

(۲۶۵) ابن اسحاق، ص ۵۲۳؛ واقدی، ص ۷-۷۰۶؛ ابن سعد دوم، ص ۱۴-۱۱۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۲؛

فتوح البلدان، ص ۴۷-۴۲؛ طبری، سوم، ص ۱۵۶ اور ص ۲۰۔

(۲۶۶) ابن اسحاق، ص ۵۱۶؛ واقدی، ص ۱۱-۷۰۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵-۱۱۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۲؛

طبری، سوم، ص ۱۶؛ نیزلاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۴۸-۴۷۔

(۲۶۷) واقدی، ص ۷۱؛ فتوح البلدان، ص ۴۸۔

(۲۶۸) ان تین یہودی بستیوں سے معاہدات نبوی کا سب سے اچھا بیان بلاذری کی فتوح البلدان میں ملتا ہے۔ جس کے مطابق یہود

فدک اور وادی القریٰ نے اپنی پیادہ دار کا نصف دینے کا معاہدہ کیا تھا جبکہ یہود تیار، پر جزیرہ عائد کیا گیا تھا۔ اغلب خیال

یہ ہے کہ یہ جزیرہ اپنے اصطلاحی معروف معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ اس سے مراد عام ٹیکس ہے جو بصورتِ خسراج

دوسری یہودی بستیوں سے لیا گیا تھا۔ اس استنباط کی تائید بلاذری کا وہ جملہ کرتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اس طرح وہ لوگ اپنے

علاقہ میں بحال رہے اور ان کی اراضی انھیں کے قبضے میں رہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ صلح کے نتیجے میں ان سے پچاس فیصد خراج

نہ لیا گیا ہو۔ ملاحظہ کیجئے، موننگری واٹ، مہارٹھ مدینہ، ص ۲۱۸ جو اس کو جزیرہ کے اصطلاحی معنوں میں مراد لیتے ہیں۔

(۲۶۹) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے باب چہارم اور پنجم۔

(۲۷۰) سفارت ہائے نبوی کی تفصیلات دیکھئے باب چہارم بحث بر سفیرانِ نبوی

موننگری واٹ، مہارٹھ مدینہ، ص ۱۱۳ کا خیال ہے کہ ان نبوی سفارتوں کے بیانات میں سے بیشتر کو مسترد کر دینا چاہیے

کیونکہ وہ نامہ ہائے نبوی جن میں اسلام کو قبول کرنے کی دعوت شاہانِ روم و بصری و ایران وغیرہ کو دی گئی تھی بعد کی تحریریں ہیں

جو جعلی ہیں اور گھڑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام منسوب کر دی گئی ہیں۔ مورخ موصوف نے ان کے مسترد کرنے کے اسباب و

علل سے بحث نہیں کی ہے۔ جیسے کہ پہلے ذکر آچکا ہے واٹ اور ان کے پیشرو اور ہم عصر مغربی مورخین عیسائی بادشہ ہوں اور

سلاطین کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین و خطوط بھیجے جانے کے اس لیے منکر ہیں کہ اس سے ان کے بنیادی

معتقدات و نظریات پر زوڑ پڑتی ہے۔ مستشرقین بلا استثناء ثابت کرنے کی کوشش اب یہ کرتے ہیں کہ اسلام ایک عربی

دین تھا اور آپ کا پیغام صرف عربوں کے لیے تھا۔ وہ عالمی مذہب نہ تھا اور نہ آپ آفاقی رسول۔ بہر حال تاریخی تحقیقات نے

ان خطوط و فرامین کی اصلیت و سچائی ثابت کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق، ص ۴۰-۲۱ و ۵۲-۴۹

وغیرہ؛ محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۱۵-۶۰۵۔

(۲۷۱) ابن اسحاق، ص ۵۰۷ کے مطابق آپ نے ان سے فرمایا تھا ”جاؤ، خدا تم کو راحت دے گا اور تمہاری نجات کا

راستہ ضرور نکالے گا۔“ اور حضرت ابو جندل اپنے کافر و مشرک باپ سہیل بن عمرو عامری کی قید میں دوسرے کی مسلمانوں

کی طرح ظلم و ستم اٹھانے کے لیے چلے گئے تھے۔ حضرت ابو جندل صلح حدیبیہ کے کھسکے جانے سے قبل بیڑیوں میں جکڑ

مسلمانوں میں پہنچ گئے تھے مگر معاہدہ کی رو سے ان کو دل پر چبر کر کے واپس کرنا پڑا تھا۔ اور حضرت عمر اسی پر بے تاب ہو گئے تھے۔ (۲۷۲) ابن اسحاق، ص ۸-۵۰ کے مطابق حضرت ابوبصیر کا واقعہ یہ ہے کہ وہ بھی مکہ کے مسلمان گرفتارانِ بلا میں سے ایک تھے لیکن وہ کسی طرح مکہ سے نکل بھاگے اور مدینہ پہنچے۔ ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق نے بنو عامر بن لوی کے ایک شخص اور ایک آزاد غلام کو خط دے کر خدمتِ نبوی میں بھیجا اور ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ معاہدہ سے مجبور ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس مکہ جانے کا حکم دیا اور تسفی دی کہ ”خدا ان جیسے مجبوروں اور بے کسوں کی نجات کی کوئی سبیل نکالے گا“ اور ان کے احتجاج کے باوجود ان کو مکہ والوں کے حوالے کر دیا۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر حضرت ابوبصیر نے عامری کی تلوار کی تیزی اور کاٹ کی تعریف کی اور اس پر ترکیب سے قبضہ کر لیا۔ اور پھر ایک ہی وار میں عامری کا سر تن سے جدا تھا اور آزاد کردہ غلام لرزاں و ترساں مدینہ خدمتِ نبوی میں پہنچا اور اس کے پیچھے پیچھے حضرت ابوبصیر بھی۔ رسالتِ مآب کی سرزنش کہ ”تم نے جنگ بھڑکا دی ہوئی اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہوتے“ سے حضرت ابوبصیر نے سمجھ لیا کہ وہ پھر مکہ واپس بھیجے جائیں گے چنانچہ وہ یہ کہہ کر کہ ”آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا مگر میں نے اپنی حفاظت خود کر لی۔“ چپکے سے العیص کے علاقے کی طرف نکل گئے اور وہیں شاہراہ تجارت کے قریب پڑاؤ ڈال دیا جس سے کی کاروانِ شام کو جاتے تھے۔ آہستہ آہستہ کی مسلمانانِ ابتدا بھی مکہ سے نکلتے اور حضرت ابوبصیر کے پاس جمع ہوتے گئے اور رفتہ رفتہ ان کی تعداد ستر کے قریب ہو گئی۔ انھوں نے قریشی کاروانوں کو اتنا پریشان کیا کہ خود قریش مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو مدینہ واپس بلا لینے کی درخواست کی۔ اور اس طرح معاہدہ جدید کی وہ شرط جو مسلمانوں پر انتہائی شاق گزری تھی کا عدم قرار پائی۔

مؤنگری واٹ، محمدیث مدینہ، ص ۵۹ نے حضرت ابوبصیر کے قیامِ العیص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف نظر یا باقاعدہ حوصلہ افزائی کا نتیجہ قرار دیا ہے اور بلاشبہ یہ تاثر ابن اسحاق کے ایک جملہ سے ملتا ہے۔ تاہم دو اہم تر سوال پیدا ہوتے ہیں جن سے واٹ نے بحث نہیں کی ہے۔ اول یہ کہ کئی سرداروں نے ابوبصیر کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کی تھی یا دوسرے یہ کہ انھوں نے دیت کا مطالبہ کیوں نہیں کیا تھا؟ ابن اسحاق ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عامری مقتول کے خون سا کو حاصل کرنے کی کوشش خود ہیل بن عمرو نے کی تھی مگر غانا اس کو مکہ کے سرداروں خصوصاً ابوسفیان بن حرب کا تعاون و حمایت نہیں ملی تھی۔ دوسرے یہ کہ قانوناً مکہ والے دیت کا یا حضرت ابوبصیر کی واپسی کا مطالبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کر سکتے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مکہ کے ستر مسلمان جو عیص میں اس طرح قریشی کاروانوں کے لئے بلائے ناگہانی و بے درماں بن گئے تھے سب کے سب قدیم گرفتار شدہ یا مقید مکی نہیں تھے۔ زیادہ تر ایسے رہتے ہوں گے جو اسی زمانے میں مسلمان ہوئے اور چونکہ ان کو خوف تھا کہ ان کے رشتہ داران کی واپسی کا مطالبہ کریں گے اس لیے انھوں نے مدینہ کے بجائے ہجرتِ عیص کو کی۔ چونکہ اسی زمانے میں مکہ کے بعض سربراہ آورہ اور عظیم خاندانوں کے افراد نے بھی اسلام قبول کر کے مدینہ کی راہ لی تھی اس لیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکہ والوں نے معاہدہ جدید کی اس شق کو کا عدم کرنا ہی مناسب سمجھا تھا کیونکہ مکہ کے کسی کس فرد کو وہ اسلام سے روکتے یا مدینہ سے واپس بلا تے۔ نیز ملاحظہ فرمائیے : ”واقعی اس“

طبری، دوم، ص ۲۹-۶۳۸-

(۲۷۲) حضرت ام کلثوم اموی کا اسلام اور ان کی مہاجرت اسلام کی اثر پذیر ی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی تھیں۔ حدیبیہ کے زمانے میں وہ مسلمان ہوئیں یا اس سے قبل مسلمان ہو چکی تھیں مگر اسی زمانے میں انھوں نے یکہ و تنہا مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ مکہ سے باہر نکلی ہی تھیں کہ ایک عرب کئی مل گیا جس کی غیرت و حمیت نے ایک عورت کو تنہا سفر کرنے دینے کی اجازت نہ دی اور وہ ان کو بصد عورت و احترام مدینہ پہنچا کر واپس مکہ چلا گیا۔ ان کے گھروالوں کو جب معلوم ہوا تو انھوں نے ان کے دو بھائیوں ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ کو واپس لانے کے لیے مدینہ بھیجا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ہجرات میں حکم خداوندی کے مطابق مومن و مہاجر عورتوں کو کافروں میں واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے بھائی ناکام مکہ لوٹ گئے۔ اس طرح اس شق کا ایک حصہ مکہ لوٹا۔ مگر اس سے زیادہ حیرت انگیز کئی رد عمل۔ گاندے کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ اس شق کے سلسلے میں انھوں نے کوئی احتجاج کیا ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیکھیں کہ بھی اس شق کے کم از کم غیر انسانی ہونے کا احساس تھا اور اسی لیے اس پر انھوں نے مزید احتجاج بے مُردہ سمجھا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۱۰-۵۰۹؛ واقعی، ص ۳۰-۶۲۹؛ زبیری، ص ۱۴۵؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۲۳۰؛ ابن حزم، جوامع السیرہ (مصر غیر مورخہ) ص ۲۱۱؛ ابن اثیر، الکامل، بیروت ۱۹۶۵ء، اول، ص ۲۰۶۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے خاکسار کی کتاب حضرت ولید بن عقبہ اموی — حیات و شخصیت (زیر طبع) باب اول۔

(۲۷۳) یعنی معاہدہ کی دوسری شرط۔

(۲۷۴) حضرت عمر بن خطاب کا سر یہ توبہ جو محض تیس سپاہیوں پر مشتمل تھا اور شعبان ۶۱۸ء / دسمبر ۶۱۸ء میں بھیجا گیا تھا۔ اور جس کی حیثیت محض ایک گشتی دستے سے زیادہ نہ تھی۔ ملاحظہ کیجئے ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۹؛ واقعی، ص ۴۲۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۷۹؛ اور طبری، سوم، ص ۲۲۔ بلاذری کے مطابق مفسدوں کا تعلق بنو حشم بن معاویہ بن بکر، بنو نصر بن معاویہ بن بکر، سعد بن بکر اور ثقیف بن فہر بن بکر بن ہوازن سے تھا۔ ان کو غزوہ ہوازن کہا جاتا تھا جو دراصل ہوازن کی تلچٹ تھے (لسان العرب، لفظ حجر)۔ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۴ کے مطابق توبہ ایک مقام کا نام تھا جو عبلا کے نواح میں مکہ سے چار دن کی مسافت پر صنعاء اور نجران کو جانے والی شاہراہ پر واقع تھا۔

(۲۷۵) حضرت ابو بکر صدیق اسی زمانے میں نجد کے علاقے زریہ کی جانب ایک گشتی دستے لے کر گئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۸-۱۱۴؛ واقعی، ص ۲۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۷۹؛ طبری، دوم، ص ۶۴۳؛ بخاری، کتاب المغازی۔

(۲۷۶) حضرت شجاع بن وہب اسدی کا سر یہ بنو عامر بن ہوازن کے خلاف ربیع الاول ۶۱۹ء / جولائی ۶۱۹ء میں۔ ابن سعد کے مطابق یہ علاقہ مدائن سے پرے ریح کے نواح میں مدینہ سے پانچ راتوں کی مسافت پر واقع تھا۔

ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۲۷؛ واقدی، ص ۵-۵۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۰؛ طبری، سوم، ص ۲۹۔

(۲۷۷) ابن ہشام، دوم، ص ۱۲-۶۱۱؛ واقدی، ص ۷۲۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰؛ طبری، سوم، ص ۲۲۔
 (۲۷۸) ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۲؛ واقدی، ص ۶۲۳-۲۶۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۶؛ طبری، سوم، ص ۲۲۔
 (۲۷۹) ابن ہشام، دوم، ص ۱۲-۶۱۱؛ واقدی، ص ۳۱-۷۲۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰؛ طبری، سوم، ص ۲۳۔
 (۲۸۰) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول-۱۔ امراء سرایائے نبوی (۲۸۱) ایضاً

(۲۸۲) ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۱؛ واقدی، ص ۷۲۷-۷۲۸؛ طبری، سوم، ص ۲۹؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۰ نے اس مہم کی نوعیت کو نہیں سمجھا ہے۔

(۲۸۳) ابن اسحاق، ص ۹-۵۳۱؛ ابن ہشام، ص ۳۵۹ اور ۳۷۱ اور ۶۲۱؛ واقدی، ص ۶۹-۵۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۲۸-۳۰؛ طبری، سوم، ص ۴۲-۳۶؛ بخاری، باب فی الجناز، کتاب المغازی، غزوہ موتہ - نیز ضمیمہ اول-۱۔
 اس مہم کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے تین سالاریک وقت نامزد فرمائے تھے۔ اول حضرت زید بن حارثہ تھے اور ان کی شہادت کی صورت میں حضرت جعفر بن ابی طالب کو امارت سنبھالنی تھی اور ان کی شہادت کی صورت میں حضرت عبداللہ بن رواحہ خزرجی کو۔ اتفاق یہ کہ تینوں امیران سر یہ یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور مسلمانوں کو اپنے سے کئی گنا زیادہ رومی لشکر کے سامنے پسپا ہونا پڑا۔ حضرت خالد بن ولید مخزومی نے اس مہم میں جو فوجی کارنامہ انجام دیا اس پر اور اس کے علاوہ دوسری تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے باب سوم، بحث برامیر ابن سرایا۔

موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴-۵۳ پر غزوہ موتہ کو نہ صرف "پراسرار شمالی پالیسی" کا حصہ بتایا ہے بلکہ اس کو بجائے خود "سرستہ راز" قرار دیا ہے۔ واٹ کو خود اعتراف ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار پر مشتمل اسلامی لشکر کو موتہ کے علاقے میں اس لیے بھیجا تھا کہ سفیر نبوی حضرت عمارت بن عبید ازدی کے قتل کا قصاص لینے کے لیے بصری کے حاکم شرجیل بن عمرو غسانی کے خلاف بھیجا تھا۔ معان میں مسلم سالاروں کو ایک باز لفظی لشکر جارجس میں شمالی سرحد کے متعدد قبائل بھی شامل ہو گئے تھے کے آنے کی خبر مل گئی تھی لیکن پھر بھی انھوں نے دشمن کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور موتہ جا پہنچے جہاں یہ عظیم مہم کر رہا ہوا۔ ہر حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کردہ تینوں سالاروں کی شہادت کے بعد حضرت ثابت بن اقرم اور حضرت خالد بن ولید مخزومی نے منتشر مسلم لشکر کو از سر نو ترتیب و تنظیم دے کر مقابلہ کیا اور کچھ مزید مقابلے کے بعد مسلم سپاہ پسپا ہو گئی۔ ایک روایت کے مطابق مسلم لشکر نے باز لفظی لشکر کو فرار پر مجبور کر دیا۔

اس قدر اعتراف کرنے کے بعد یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ واٹ کو اس غزوہ میں کیا "راز" یا "عقدہ" نظر آتا ہے؟ واٹ موتہ کے قحط کو بہت زیادہ گھڑا ہوا سمجھتے ہیں اور اس میں متعدد تضادات اور الجھنیں پاتے ہیں۔ چنانچہ ان کا سب سے بڑا شبہ و اعتراض یہ ہے کہ یہ سارا قصہ حضرت خالد کو مطعون کرنے کے لیے گھڑا گیا ہے۔ اور حضرت زید

جعفر اور عبداللہ کی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نامزدگی بھی اس بنا پر گھڑی گئی ہے کہ حضرت خالد کو بلا اجازت نبوی یا غیر قانونی طور پر قیادت و کمان سنبھالنے کا مجرم قرار دیا جائے۔ پھر حضرت ثابت بن اقرم نے حضرت خالد کو کمان سنبھالنے پر جو اصرار کیا تھا اس کو مستشرق موصوف حضرت خالد کو مطعون کرنے والی روایت کا تریاق یا ردِ عمل بتاتے ہیں۔ پھر حضرت خالد کے مدینہ پہنچنے پر مدینہ کے کچھ لوگوں نے ان پر اور مسلم لشکر پر کھکریاں پھینکیں، بڑا بھلا کہا اور بزدلی کے طعنے دئے تھے۔ اس کو بھی وہ حضرت خالد کے مدینہ واپس آنے کے فیصلے کو ہدفِ ملامت بنانے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ مورخ موصوف باز نطنی لشکر کے ایک لاکھ سپاہ پر مشتمل ہونے کی روایت کو حضرت خالد کے دفاع میں گھڑی جانے والی روایت تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خالد کے خلاف منافرت اور دوسرے امراء یا ایک خاندان کے امیر کی تعریف و توصیف کے مبالغہ کو نکالنے کے بعد صرف تین نکات یقینی طور پر ان کے نزدیک رہ جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

۱۔ دشمن سے کچھ تصادم۔

۲۔ حضرات زید، جعفر، عبداللہ وغیرہ سمیت کچھ لوگوں کی شہادت (زیادہ مسلمان شہید نہیں ہوئے تھے)۔ اور

۳۔ مسلم لشکر کا حضرت خالد کی کمان میں مدینہ واپس ہونا۔

باقی نکات کو وہ غیر یقینی اور رازِ سرِ بستہ سمجھتے ہیں اور محدود سے چند مسلم مقتولوں کی تعداد کے پیشِ نظر ان کا خیال ہے کہ تصادم پوری باز نطنی فوج کے بجائے صرف اس کے ایک حصہ سے ہوا ہوگا۔ ورنہ کسی بڑے تصادم کی صورت میں مسلمان مقتولین کی تعداد آٹھ یا بارہ سے جیسا کہ واقعہ اور ابنِ ہشام کے بیان سے بالترتیب معلوم ہوتا ہے کہیں زیادہ ہونی چاہیے تھی۔ اس لیے یہ محض معمولی جھڑپ تھی۔ موصوف کو ایسی معمولی جھڑپ میں فوج کے سالارِ اعلیٰ اور ان کے دو عظیم ترین رفقاء کی شہادت بھی ناقابلِ تصور معلوم ہوتی ہے اگرچہ وہ عرب انداز و طریقِ جنگ میں ایسا ہونا نا ممکن بھی نہیں سمجھتے۔ ممکن ہے کہ اس جھڑپ میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا ہو ورنہ مسلمانوں کا نقصان بہت زیادہ ہوا ہوتا۔ واٹ نے مسلم لشکر کی مدینہ واپسی کا سبب نہ دشمن کا غلط سمجھا ہے نہ بزدلی کو بلکہ مرکز سے زیادہ دنوں تک غیر حاضری کو اور کسی حد تک ممکن ہے کہ حضرت خالد کی مہم کے صحیح مقاصد سے لاعلمی بھی اس کی ذمہ دار رہی ہو۔ موصوف کا خیال ہے کہ حضرت زید کو جو ہدایات نبوی ملی تھیں وہ بعد کی گھڑی ہوئی ہیں۔ بہر حال واٹ اس کے قائل ہیں کہ اس مہم سے مسلمانوں کی طاقت کا احترام بڑھا ہوگا، اگرچہ سالارِ اعلیٰ کے قتل کا بعض لوگوں پر بڑا اثر بھی پڑا ہوگا۔

غزوہ موتہ کے بارے میں مؤرخ گری واٹ کی پوری بحث اندرونی تضادات سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں اس پورے بیان کا تنقیدی جائزہ لینا ممکن نہیں ہے تاہم چند اہم نکات کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اول: حضرت خالد بن ولید مخزومی کو مطعون کرنے کے لیے روایات گھڑنا اور پھر ان کے دفاع میں روایات اختراع کرنا ناقابلِ فہم ہے۔ ایک ہی قسم کی روایت میں یہ دونوں عناصر نہیں پائے جاسکتے۔ دوسرے یہ کہ تمام روایات

یہ ثابت کرتی ہیں کہ حضرت خالد کا انتخاب کما نزاروں کی شہادت کے بعد خود مسلم فوج نے کیا تھا۔ اس کے علاوہ ایسے کسی مرحلے پر جب پوری فوج کی زندگی معرض خطر میں ہو سالار کی قیادت کا انتخاب نہیں کیا جاتا بلکہ زندہ قویں اور فوجیں خود ایسے افراد رکھتی ہیں جو کسی نازک مرحلے پر قیادت سنبھال لیتے ہیں۔ تاخیر سے کسی طرح یہ نہیں ثابت ہوتا کہ حضرت خالد کے اعلیٰ کان سنبھالنے کو خود جناب رسالت مآب نے یا مدینہ کے مسلمانوں نے "غیر قانونی یا غیر دستوری" قرار دیا ہو بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حضرت خالد کی فہم و فراست کی طرف دیکھی تھی بلکہ ان کو سیف اللہ کا خطاب اسی موقع پر عطا فرمایا تھا۔ مدینہ کے لوگوں کا سخت رد عمل محض حضرت خالد کے خلاف نہیں تھا بلکہ پوری فوج کا تھا اور یہ فطری جذبہ یا رد عمل تھا جب ان کو معلوم ہوا کہ فوج نے فرار کی راہ اختیار کی تھی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرار نہیں حکمت علی سمجھا تھا اور آپ کے تبصرے نے ہی لوگوں کو مطمئن کیا تھا اور پوری فوج کو تسلی دی تھی۔ چنانچہ یہ کہنا کہ حضرات زید، حضر اور عبداللہ کی نامزدگی کی کافی گھڑی ہوئی ہے اور حضرت خالد کو مطعون کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے بالکل صحیح نہیں ہے۔ دراصل مستشرقین میں سے اکثر و بیشتر اس خیال کے گہوارے یا خد حضرت خالد کے خلاف ہیں اس قدر حامی ہیں کہ ان کو ہر چیز میں حضرت خالد کی مخالفت نظر آنے لگتی ہے۔

دوم یہ کہ معمولی بھڑپ تھی اور زیادہ سنگین معرکہ نہیں تھا محض اس لیے کہ مسلمان مقتولین کی تعداد بہت کم گناہی گئی ہے صحیح نہیں ہے۔ ابن اسحاق، ابن ہشام اور واقدی وغیرہ نے جن مسلمان شہداء کے نام گناہے ہیں وہ اہم ترین لوگ تھے۔ پھر ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی کل مقتولین کی تعداد نہیں تھی۔

سوم یہ کہ ممکن ہے کہ رومی فوج اتنی زیادہ نہ رہی ہو اور اس کی تعداد میں مبالغہ رہا ہو مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ مسلم لشکر سے کئی گنا بڑی تھی اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی بے جگرگی نے یقیناً اچھا اثر ڈالا ہوگا۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ اس کثیر تعداد نے مسلمانوں کی پسپائی کی صورت میں ان پر عقب سے حملہ کیوں نہیں کیا اور کیونکر ان کو میدان جنگ سے اس طرح پسپا ہونے دیا۔

چہاں یہ تصور کہ حضرت خالد جیسے شخص کو ہم کے مقصد کا علم نہ رہا ہو صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو نہ حضرت خالد کی شخصیت سے واقف ہو نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب و تنظیم سرایا کی نوعیت سے نہ تاریخی عناصر و واقعات سے۔ اس سے بڑھ کر کہ وہ دیکھ رہے ہوں کہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ جہاں تک اس ہم میں لگنے والے وقت کا سوال ہے وہاں سے کم کی مدت لگی تھی۔

پہلے یہ کہ خود واٹ کو اعتراف ہے کہ اس ہم سے مسلمانوں کی قدر و منزلت بڑھی تھی اور فوجی حیثیت کو احترام کی نظر سے دیکھا جانے لگا تھا۔ اب آخر میں یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ اس ہم میں کیا چیز سر بہتہ راز یا پراسرار ہے؟ غزوہ موتہ پر عدہ بحث کے لیے دیکھئے سید سلیمان ندوی کا تبصرہ وحاشیہ سیرت النبی، اول، ص ۸-۵۰۷، حاشیہ ۴ جو انھوں نے بخاری، غزوہ موتہ کی بنیاد پر تحریر کیا ہے۔

(۲۸۴) ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۳؛ واقدی، ص ۷۴-۷۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۱؛ طبری، دوم، ص ۲-۱۳۱؛ نیز ملاحظہ کیجئے اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۸-۱۱۵۔

(۲۸۵) ایضاً (۲۸۶) ایضاً؛ نیز باب دوم، بحث بر اسلام قبائل متعلقہ۔

(۲۸۷) فتح مکہ کے حالات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۵۶-۵۷؛ واقدی، ص ۸۷-۸۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵-۱۳۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۶۳-۳۵۳؛ طبری، سوم، ص ۶۹-۲۲۔

(۲۸۸) ملاحظہ کیجئے باب چہارم، بحث بر والیان نبوی۔

(۲۸۹) ابن اسحاق، ص ۸۷، ۵۶۶؛ ابن ہشام، دوم، ص ۸۷-۷۷؛ واقدی، ص ۹۲۲-۸۸۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۹-۱۴۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۶۶-۳۶۴؛ طبری، سوم، ص ۷۹-۷۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے بخاری، کتاب الجہاد، غزوہ حنین؛ مسلم، غزوہ حنین؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۰-۵۳، نے ابتدائی ہزیمت کی ذمہ داری سراسر مکہ کے نو مسلموں پر جن کو عام طور سے طلقاء کہا جاتا ہے، ڈالی ہے، صحیح نہیں ہے۔ سید سلیمان ندوی نے بھی ص ۳۸-۵۴۲

پر اپنے حواشی میں انھیں طلقاء، شکست کا پورا الزام دیا ہے اور کثرت سے مفسرین، محدثین اور راویوں کی آراء اپنے دلیل و دعویٰ کے ثابت کرنے میں نقل کی ہیں۔ لیکن تاریخی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے پہلے پیٹھ دکھائی اور فرار حاصل کیا تھا وہ حضرت خالد کی کمان میں بنو سلیم کا شہسوار دستہ تھا جو نو سو یا کچھ زیادہ پر مشتمل تھا۔ ان کا فرار کسی بزدلی یا دون ہمتی یا مسلمانوں کو نقصان پہنچانے یا منافقت کے سبب نہ تھا جیسا کہ سید صاحب موصوف نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بنیادی طور

پر یہ جنگی اور تکنیکی ہزیمت تھی۔ چونکہ دشمن پہلے سے وادی کے دروں اور غاروں میں چھپ گیا تھا اور مسلم فوج کے مقدمہ پر اس نے اچانک تیر اندازی کرنی شروع کر دی تھی اس لیے ان کے قدم نہ ٹمک سکے تھے۔ قرآن کریم کی آیات (سورہ توبہ

۴۷) واضح طور سے فرار کی ذمہ داری تمام مسلمانوں پر ڈالتی ہیں اور اس کو مسلمانوں کی نازش بے جا کا عمل مکافات قرار دیتی ہیں۔ قرآن مجید نے کسی ایک خاص طبقہ مسلم کو اس کا ذمہ دار نہیں قرار دیا ہے۔ دوسری اہم چیز یہ ہے کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرار کے لیے کسی کو بھی مورد الزام قرار نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی فرد یا طبقہ کو خاص کیا تھا۔ اس لیے فرار کی ذمہ داری صرف طلقاء یا نو مسلمان، مکہ پر ڈالنا نہ صرف صریح زیادتی ہے بلکہ قرآن کریم کی واضح

آیات کے خلاف ہے۔ مسلمان موزنین، محدثین اور مفسرین کو واصل مسلمانوں کی اور وہ عہد نبوی کے مسلمانوں کی شکست ہزیمت شاق گزرتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لیے صرف فتح نبی تھی۔ یہی رویہ یا طرز فکر ہے جس نے ہمیشہ ان کو

ہر شکست کے موقع پر ”قربانی کے بکرے“ تلاش کرنے پر اکسایا ہے اور اسی بنا پر انھوں نے حنین کی ابتدائی شکست کا الزام طلقاء کے نام لکھ دیا ہے۔ اس سے پہلے اور اس سے زیادہ سنگین ہزیمت اُحد کے میدان میں ہو چکی تھی، وہاں

نہ تو منافقین تھے نہ غیر راسخ مسلمان نہ طلقاء۔ پھر کون ذمہ دار تھا؟

(۲۹۰) ابن اسحاق، ص ۵۹۲ کے مطابق چھ ہزار عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے گئے تھے، اور بھیڑ بکری اور اونٹ کی تعداد

بے شارتھی۔ واقدی، ص ۹۵۰ کا بیان ہے کہ ہوازن کے مسلمانوں کا ایک وفد جو ۲۴ آدمیوں پر مشتمل تھا خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور آپ کے لطف و کرم، غفور و حلیم اور رحمت و رافت کا واسطہ دے کر اپنی خالائوں، چھوٹیوں اور رضاعی ماؤں، جنہوں نے آپ کی بچپن میں دیکھ بھال اور پرورش و پرداخت کی تھی، کو رہا کرنے کی درخواست کی۔ یہ اصل میں بنو سعد بن بکر کے قیدیوں کی جانب تھا جو آپ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ کا گھرانہ تھا۔ انہیں قیدیوں میں آپ کی رضاعی بہن شہیما بھی تھیں۔ وہ جب خدمت نبوی میں لائی گئیں تو آپ نے ان کو شناخت کر لیا اور ان کا اعزاز و اکرام کیا۔ دل کو چھو لینے والے مناظر، اپنے رضاعی رشتہ داروں کی حالت زار، قبیلہ ہوازن کے مسلمانوں کی درد بھری درخواست اور ان سب سے بڑھ کر آپ کی فطری رحمت و رافت کا تقاضا تھا کہ ان قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خاندان بنو عبدالمطلب کے حصہ آنے والے قیدیوں کو فوراً رہا کر دیا اور مسلمانوں سے اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کرنے کی درخواست کی۔ آپ کا حکم اور مثال نے مسلمانوں کو قیدیوں کے رہا کرنے پر آمادہ کر دیا اور چند گھنٹوں میں تمام قیدی آزاد تھے۔ مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ہزار ہا ہوازن کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ ان واقعات و حقائق کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۹۳-۹۴؛ واقدی، ص ۵۴-۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۳-۵۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۶-۳۶۷۔

طبری، سوم، ص ۸۶-۸۷؛ بخاری، غزوہ خنین؛ مسلم، غزوہ خنین؛ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، مذکورہ بالا۔ (۲۹۱) ہوازن کی شکست خوردہ فوج نے خنین سے بھاگ کر طائف میں پناہ لی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دنوں کے محاصرہ کے بعد جبرائیل میں قیام کیا جہاں ثقیف کے ایک وفد نے صلح کی گفتگو کی تھی۔ ملاحظہ کیجئے، بلاذری، فتوح البلدان، ص ۹۷؛ نیز دیکھیے: ابن اسحاق، ص ۹۲-۹۳؛ واقدی، ص ۳۷-۳۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۰-۱۵۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۶-۳۶۷؛ طبری، سوم، ص ۸۵-۸۶۔ یہ تمام موزعین جبرائیل میں آنے والے ثقیفی وفد کی آمد کا ذکر نہیں کرتے یہں لیکھی دوسری تفصیلات میں وہ بلاذری کے بیان کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ طائف کی ہم کے لیے بخاری و مسلم وغیرہ کی کتب احادیث بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۲۹۲) اصنام عرب کو توڑنے کے لیے جو ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجی تھیں وہ حسب ذیل تھیں:

- (۱) حضرت خالد بن ولید مغزوہ می نے تیس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ نخلہ میں نصب عزی کا بت توڑا تھا۔
 - (ب) حضرت عمرو بن عاص سہمی نے بنو ذیل کا بت سواع جو ینبوع کے اطراف رباط میں تھا خاک میں ملایا تھا۔
 - (ج) حضرت سعد بن زید اوسی نے ازد، غسان، ادس و خزرج کے بت مناة کو مشعل میں جا کر توڑا تھا۔
 - (د) حضرت ابوسفیان بن حرب اموی اور مغیرہ بن شعبہ ثقیفی نے لات کے بت کو توڑا اور اس کے مندر کو ڈھکیا تھا۔
 - (س) حضرت طفیل بن عمرو دومی نے اپنے قبیلہ کے بت ذوالکفین کو توڑا تھا۔
 - (س) حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی نے اپنے قبیلہ کے بت کو جزو الخلد میں نصب تھا شکست کیا تھا۔
- ان کے علاوہ چھوٹی موٹی اور میں بھی ممکن ہے بھیجی گئی ہوں۔ انہوں کے حوالوں اور مآخذ کے لیے ملاحظہ کیجئے ضمیر اول؛

نیز دیکھیے، شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۹-۵۲۷؛ مونگلری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۶۹-
(۲۹۳) ابن اسحاق، ص ۶۲۸ وغیرہ؛ ابن سعد، اول، ص ۳۶۰-۲۹۱؛ طبری، سوم، ص ۱۱۹-۱۱۱؛ بخاری، وفود
عرب کے مختلف ادواب جیسے وفد بنی تمیم، وفد بنی حنیض، وفد اہل نجران، قدوم الاشعریین وغیرہ۔ نیز ملاحظہ کیجئے :
باب دوم، بحث برود عرب۔

(۲۹۴) ابن سعد، اول، ص ۲۹۱ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلا وفد عرب قبیلہ مزینہ کا تھا جو ۶۲۶ھ / ۶۲۶ء میں خدمت نبوی
میں حاضر ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ وفود کی آمد اس سے بھی پہلے شروع ہو گئی ہو جیسا کہ بعض شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ
بعض بدوی قبائل کے وفود ہجرت کے فوراً بعد آنے لگے تھے۔ ابن اسحاق نے بعض وفود عرب کا ذکر کی زبان میں بھی کیا ہے
ملاحظہ ہو، ص ۱۷۹، ۲۷۰ وغیرہ۔

(۲۹۵) طبقات، اول، ص ۳۶۰-۲۹۱۔ وفد عرب کی تعداد ہر سیرت نگار و مورخ کے یہاں مختلف ہے۔ بعض مورخین صرف
چند وفود کا ذکر کرتے ہیں اور بعض دوسرے کچھ بڑی تعداد کا۔ ابن سعد کی ذکر کردہ تعداد بھی آخری نہیں ہے۔ اصل مسئلہ
یہ تھا کہ عرب کا ہر قبیلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی وفاداری اور خلوص کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کا وفد
مدینہ آیا۔ بقول ابن قیم کے مدینہ میں اتنے ہی وفد آئے جتنے کہ عرب کے قبیلے تھے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اتنے
وفود عرب آئے جتنے کہ قبائل عرب اور ان کے بڑے آزاد خاندان تھے جو علی لحاظ سے خود قبیلہ بن چکے تھے۔

مغربی مورخین اور سیرت نگار خاص طور سے مونگلری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹، اور باب چہارم مکمل، اس
خیال کے حامی ہیں کہ قبائل عرب کے اس سرعت کے ساتھ اور اتنی بڑی تعداد میں وفد عرب کی آمد میں تاخیز بہت مبالغہ
کیا ہے لہذا وہ نہ تو یہ مانتے ہیں کہ تمام قبائل عرب نے عہد نبوی میں اسلام قبول کیا تھا اور نہ ہی اسلامی ریاست کی
سیاسی بالادستی۔ بلکہ بہت سے قبائل عرب مدینہ کے خلاف تھے حتیٰ کہ بہت سے ان قبائل نے جنہوں نے کسی نہ کسی
وجہ سے اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کر لی تھی۔ عہد نبوی کے اواخر اور عہد صدیقی کے اوائل میں مدینہ سے منحرف
ہو گئے تھے اور ان کو طاقت کے ذریعہ اسلامی ریاست کا مطیع اور اسلام کا ماننے والا بنایا گیا تھا۔ اس خیال پر مزید
بحث و تبصرہ کے لیے ملاحظہ کیجئے باب دوم۔ بحث بر اسلام قبائل عرب۔

(۲۹۶) تفصیلات کے لیے دیکھیے باب دوم۔ بحث بر اسلام قبائل عرب۔
(۲۹۷) شمال کے طور پر ملاحظہ فرمائیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدے، بنو مدلج، بنو ضمرہ، بنو حنیہ، مزینہ، اسلم و غفار
وغیرہ، محمد حمید اللہ، مجلۃ الوثائق، ص ۸۰-۱۵۱ وغیرہ؛ نثار احمد فاروقی، الرسائل النبویہ، نقوش، رسول نمبر
جلد دوم، ص ۲۳۹، ۲۴۲ وغیرہ۔

(۲۹۸) مثلاً مقابلہ و موازینہ کیے رسائل نبوی کا جو قبائل عرب جیسے اہل یمن، ہجر، نجران وغیرہ سے کئے گئے۔ محمد حمید اللہ،
مجلۃ الوثائق، ص ۱۵۰-۵۶ وغیرہ؛ نثار احمد فاروقی، الرسائل النبویہ، مذکورہ بالا، ص ۳۳-۲۲۵ وغیرہ۔

(۲۹۹) واقدی، ص ۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۸؛ بخاری، غزوہ موتہ - موتہ کے لیے ملاحظہ کیجئے، معجم البلدان، چہارم، ص ۵۲۶؛ فلپ کے حتی، ہسٹری آف سیریا، لندن ۱۹۵۱ء، ص ۲۰۹ وغیرہ۔

(۳۰۰) ابن اسحاق، ص ۹-۶۹۸؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۳؛ واقدی، ص ۴۶-۶۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۸۱-۳۸۰؛ طبری، سوم، ص ۳۲-۳۱۔ یہ مہم سریرہ ذات السلاسل کے نام سے مشہور معروف ہے۔ سلاسل نامی مقام مدینہ سے دس دن کی مسافت پر واقع ہے اور بلاذری کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس علاقے میں بعض اہم شمالی قبائل جیسے بلی، عذرہ، نخم، جذام، قضاعہ اور عاملہ وغیرہ بستے تھے۔

اس مہم کے بارے میں جو تفصیلات ابن سعد نے فراہم کی ہیں وہ کافی اہم اور قیہ ہیں اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقے میں اسلامی ریاست کا اقتدار کہاں تک وسیع ہو چکا تھا۔ ابن سعد کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کی روانگی سے قبل معمول کے مطابق حضرت عمرو بن عاص بھی امیر سریرہ کو ہدایات دیں۔ من جہا ایک ہدایت یہ تھی کہ وہ جب قبائل بلی، عذرہ اور بلقین کے علاقے سے گزریں تو ان سے مدد و اعانت طلب کریں کیونکہ وہ حضرت عمرو بن عاص کی والدہ کے خاندان کے لوگ تھے اور اس طرح ان سے اعانت غیر متوقع نہ تھی۔ بہر حال اس مہم نے بلی کا علاقہ اپنے مکمل قابو میں کر لیا۔ اس کے بعد اس نے اس قبیلہ کے خطے سے گزرنا اور قبضہ کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ ان کے آفری سرے تک پہنچ گئی اور کسی قدر عذرہ اور بلقین کے علاقے پر بھی اقتدار قائم کر دیا۔ آخر میں ان کا مقابلہ شمالی عرب کے بعض دشمن اور مخالفت قبائل کے ایک لشکر سے ہوا جو ایک ہلکی سی جھڑپ کے بعد پسپا ہو گئے۔ ان کو اس کے بعد ایک ذہر دست شکست ہوئی اور وہ منتشر ہو گئے۔ اس بیان سے کم از کم دو اہم نکات نکلتے ہیں۔ اول یہ کہ بلی، عذرہ اور بلقین کے قبائل میں مسلمانوں اور اسلامی ریاست کے کچھ بھروسہ اور متفقین موجود تھے جن سے فوجی امداد کی توقع کی گئی تھی۔ دوم یہ کہ یہ پورا علاقہ اسلامی ریاست کے زیر اثر کم سے کم آگیا تھا اگرچہ اس پر اسلامی ریاست کا مکمل قبضہ نہیں ہوا تھا۔ اس حقیقت کی تائید ان تاریخی حقائق سے ہوتی ہے کہ جن کے مطابق بلی، عذرہ، جذام، سعد بن زید، بہراء وغیرہ کے قبائل کے وفود پہلے ہی مدینہ آچکے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی اور تعاون کے معاہدے کر چکے تھے۔ ملاحظہ کیجئے ابن سعد، اول، ص ۳۲، ۳۲۹ اور ۵۵-۲۵۴ وغیرہ؛ مہم موعۃ الوثائق، ص ۵۹-۱۵۲؛ مزید دیکھیے؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۶-۱۰۶۔

(۳۰۱) تبوک سے پہلے اور سریرہ ذات السلاسل کے بعد صرف دو مختصر اور غیر اہم سرایا بھیجے گئے تھے۔ ان میں سے ایک ابو قتادہ رابعی کا آٹھ نفری دستہ تھا جو بلطن اضم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ یہ مقام مدینہ سے تین ہرہ کے فاصلے پر تھا۔ اور یہ ایک طلیعہ تھا جس کا مقصد نگہ والوں کو فتح مکہ کے منصوبے سے تارکی میں رکھنا تھا۔ ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۱۳۳؛ واقدی، ص ۴۴؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۱؛ طبری، سوم، ص ۶-۳۵۔ اور دوسرا حضرت عکاشہ بن محسن کا سریرہ تھا جو تبوک سے قبل عذرہ اور بلی کے علاقے میں بھیجا گیا تھا۔ یہ بعض شر پسندوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا تھا لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے

کہ یہ ایک تبلیغی مشن تھا۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۶۴۔

(۳۰۲) بلقار شام میں بازنطینی سلطنت کی ایک اہم سرحدی چوکی تھی۔ ملاحظہ ہو: معجم البلدان، اول، ص ۲۶۱؛ ابن اسحاق، ص ۱۰۳؛ حتی، تاریخ شام، مذکورہ بالا، ص ۴۰۳۔

(۳۰۳) واقعی، ص ۹۹۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو: فتوح البلدان، ص ۷۱۔

(۳۰۴) واقعی، ص ۹۰-۹۹ کا بیان ہے کہ ساقطہ یا انباط (یعنی شامی تاجروں) کا مسلسل مدینہ آنا جانا ہوتا رہتا تھا۔ ان کے جزیرہ نمائے عرب بالخصوص مدینہ وغیرہ سے تجارتی تعلقات و تجارتیت سے قائم تھے۔ ان کے اشیائے تجارت میں گھیوں کے عڈلے آئے اور زیتون کے تیل وغیرہ شامل تھے جن کی مدینہ میں بہت مانگ تھی۔ ان لوگوں کے ذریعہ مسلمانوں کو شمالی سرحدوں پر رہنے والے اہم واقعات و حالات کی برابر اطلاع ملتی رہتی تھی۔ اس موقع پر بھی شمالی سرحد کے مدینہ دشمن قبائل اور بازنطینی سلطنت کی ساز باز کی خبریں بھی پہلے پہل انھیں تاجروں کے ذریعہ مدینہ پہنچی تھیں۔ اس کے علاوہ اسلامی ریاست کو شمالی خطرہ کا بخوبی احساس تھا کیونکہ بازنطینی سلطنت اسلامی ریاست کی روز افزوں ترقی اور استحکام کو پسند نہیں کرتی تھی اور وہ اپنے ایشیائی مقبوضات خصوصاً شام و فلسطین کے علاقوں کے لیے اس کو ایک خطرہ تصور کرتی تھی۔ یہ بات بھی ہر نشین رکھنی چاہیے کہ بازنطینی سلطنت خاص کر جزیرہ نمائے عرب کے معاملات میں مداخلت کرتی رہی تھی اور اس زمانے میں اپنی قدیم حریت ایران کی ساسانی سلطنت سے بڑا آزما ہونے کا سبب فوری مداخلت نہیں کر سکتی تھی تاہم ۲۶۹ء میں اس کو ذرا ساموقع ملا تو اس نے عرب کے معاملات کی طرف توجہ دینی ضروری سمجھی۔ اسلامی ریاست اور مسلمانوں کو اس خطرہ کا کس قدر احساس تھا، اس کا اندازہ بخاری کی ایک حدیث (کتاب العلم) سے بخوبی ہوتا ہے۔ اسی زمانے میں ایلاہ کا واقعہ مدینہ میں پیش آیا تھا۔ حضرت عمر کے ندیم حضرت عثمان بن مالک انصاری ایک دن حیران و پریشان آئے اور چلا کر حضرت عمر کو اطلاع دی کہ ایک اہم واقعہ ہو گیا۔ حضرت عمر کا پہلا ردِ عمل یہ تھا: ”کیا غسانیوں نے حملہ کر دیا؟“ ملاحظہ کیجئے: مسلم، کتاب النکاح، شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۵۵۳ خاص کر، ص ۶۲، ۵۴، عام طور سے۔

(۳۰۵) ابن اسحاق، ص ۹-۶۰۲؛ واقعی، ص ۱۶-۱۰۰۲؛ ابن سعد، ص ۶۶-۱۶۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۸؛ فتوح البلدان، ص ۷۱؛ طبری، سوم، ص ۸-۱۰۷؛ بخاری اور مسلم، غزوہ تبوک۔

واقعی اور ابن سعد کے مطابق مسلم سپاہ تیس ہزار مجاہدین اور دس ہزار گھوڑوں پر مشتمل تھی۔ بلاذری کا اضافہ یہ ہے کہ اس میں بارہ ہزار اونٹ بھی تھے۔

(۳۰۶) ابن اسحاق، ص ۶۰۷؛ واقعی، ص ۱۰۳؛ فتوح البلدان، ص ۷۱؛ طبری، سوم، ص ۱۰۸؛ مجموعۃ الموائع، ص ۳۷۷۔

ان ہاتھ کے مطابق شاہ ایلدیر خان بن روباہ خدمت نبوی میں بذاتِ خود حاضر ہوا تھا اور اس نے انکار و وفاداری و استواری کے علاوہ آپ سے ایک معاہدہ بھی کیا تھا۔ واقعی کا بیان ہے کہ شاہ ایلدیر نے سلاطین سہینار

بطور جزیرہ اسلامی ریاست کو دینا منظور کیا تھا۔ یہ رقم اس کی چھوٹی سی ملکیت کے تیس سو گمانے کے لائق مردوں کی تعداد کی بنیاد پر مقرر کی گئی تھی۔ بلاذری نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ فی بالغ مرد ایک دینار جزیرہ کے علاوہ ایلہ کے لوگوں پر یہ فرض بھی عائد کیا گیا تھا کہ وہ اپنے علاقے سے گزرنے والے مسلمانوں کی مہمان داری اور پاسداری بھی کریں گے۔ اس ”فرض مزیدہ“ کی اور تائید اس نامہ نبوی سے بھی ہوتی ہے جو کچھ مدت بعد شاہ و اشراف ایلہ کے نام مدینہ سے بھیجا گیا تھا۔ اس کے مطابق اہل ایلہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ حاکم حضرت حرملہ کو چار قاصدان نبوی کے لیے عہدہ قبائیس اور تین وستی گیموں ادا کرنا تھا۔

(۳۰۷) واقدی، ص ۱۰۳۲؛ فتوح البلدان، ص ۷۱؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۳۹-۳۶۔ بلاذری کے مطابق اہل مقناقرہ پر سالانہ جزیرہ جنس میں مقرر کیا گیا تھا جو ان کے پھلوں اور کپڑے اور ہتھیاروں کی پیدوار اور مچھلی کی یافت کا چوتھا تھا۔ (۳۰۸) ابن اسحاق، ص ۶۰۷؛ واقدی، ص ۳۲-۱۰۳۱؛ فتوح البلدان، ص ۷۱؛ طبری، سوم، ص ۱۰۸؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۳۵۔ ان دونوں مقامات کے یہودیوں کو ہر سال ماہِ ربیع میں سو دینار فی آبادی اسلامی ریاست کو بطور جزیرہ ادا کرنا تھا بعض دوسری روایات کے مطابق جزیرہ کی رقم یک ہزار دینار فی آبادی تھی۔ نیز ملاحظہ کیجئے: مونگلری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۶-۱۱۵۔

(۳۰۹) ابن اسحاق، ص ۸-۶۰۷؛ واقدی، ص ۳۰-۱۰۲۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۶؛ فتوح البلدان، ص ۷۲، ۷۳؛ طبری، سوم، ص ۹-۱۰۸؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۶۸-۱۶۶۔ روایات کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک لشکر کے ساتھ دومۃ الجندل کی ملکیت کے ٹھکانہ اُکید بن عبد الملک کندی سکونی کے خلاف بھیجا۔ حضرت خالد نے ایک معمولی سی جھڑپ کے بعد شاہِ دومہ کو گرفتار کر لیا اور اس سے جنگ کے خاتمہ پر دو ہزار اُونٹ، آٹھ سو گھوڑے، چار سو زہرہ بکتر اور اتنے ہی نیزے وصول کیے۔ اس کے بعد عیسائی بادشاہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہاں اس نے ایک معاہدہ کیا جس کے مطابق اس نے سالانہ جزیرہ ادا کرنے کا عہد کیا۔ ایک نامہ نبوی سے جو یقینی طور پر بعد کے زمانے کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست نے ملکیتِ دومہ کی اراضی کی ملکیت کا اپنا حق جتایا تھا اور اُکید راور ان کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ کیونکہ اس نامہ مبارک کے مطابق اب ان کو ”اپنے اموال پر زکوٰۃ ادا کرنی تھی اور مقررہ اوقات پر نماز ادا کرنی تھی“۔ نیز ملاحظہ کیجئے مونگلری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۵، جنہوں نے ان نامہ ہائے نبوی کو نہ سمجھا ہے اور نہ صحیح طریقے سے پیش کیا ہے۔

(۳۱۰) ملاحظہ کیجئے باب چہارم، بحث بروالیان نبوی۔

(۳۱۱) ابن سعد، اول، ص ۳۲-۳۳۲ و ص ۲۰-۳۳۸ کے بیان کے مطابق اس زمانے میں شمالی عرب کے جو دو مدینہ پہنچے تھے ان میں سلمان، غسان اور حارث بن کعب کے علاوہ بعض اور وفود قبائل تھے۔ نیز ملاحظہ کیجئے: مجموعۃ الوثائق، ص ۴۸-۴۲، ص ۵۹-۱۵۵، ص ۷۰-۱۶۸، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد خطوط و فرامین ہیں جو بعض اہم شمالی قبائل

جیسے جذام، سعد بنیدیم، قضاہ، عذرہ، کلب، نخم، بلی اور غسان وغیرہ کے اہم شیوخ اور افراد کے نام ہیں ان خطوط نبوی میں ان کے حاملین کو اسلامی ریاست یعنی خدا اور اس کے رسول کا ”ذمہ“ عطا کیا ہے بشرطیکہ وہ صدقات معترہ اور مفروضہ ادا کرتے رہیں اور اسلام کے دوسرے فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کریں۔ یہ بات بہ حال طے شدہ ہے کہ ان قبائل کے ان افراد جماعتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیاسی اقتدار کو قبول کر لیا تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے: واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۷-۱۰۵؛ شمالی قبائل سے مزید تعلقات کے لیے دیکھئے باب دوم، متعلقہ بحث۔

(۳۱۲) یہ دونوں ہمیں حضرت قطبہ بن عامر اور ضحاک بن سفیان کلابی کی قیادت میں بالترتیب تبار اور قرطاء کے علاقوں میں بھیجی گئی تھیں ان دونوں جموں میں عدوی طاقت میں نفر کے لگ بھگ تھی۔ پہلی مہم کے بارے میں بلاذری کا بیان ہے کہ تبار اور جریش کے لوگوں نے کسی جنگ و جدال کے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۷۰؛ نیز دیکھیے واقدی، ص ۸۳-۹۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۳-۱۶۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۲۔

(۳۱۳) واقدی، ص ۸۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۲؛ نیز دیکھیے ابن اسحاق، ص ۷۷ اور ابن ہشام، ص ۶۴۰ جن کے مطابق یہ مہم حضرت وقاص بن مجزز کا انتقام و قصاص لینے کے لیے لگئی تھی جن کو ان غارتگرانے مار ڈالا تھا۔

(۳۱۴) ابن ہشام، دوم، ص ۵۹۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۹؛ بخاری، کتاب المغازی؛ طبری، سوم، ص ۸-۱۲۶۔ طبری نے دو خطوط نقل کیے ہیں جو کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ پہلا خط حضرت خالد بن ولید کا ہے جو انھوں نے خدمت نبوی میں بھیجا تھا اور جس میں انھوں نے قبیلہ کے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری دی تھی اور دوسرے حکم نبوی کی درخواست کی تھی۔ دوسرا نامہ نبوی تھا جو حضرت خالد کے خط کے جواب میں لکھا گیا تھا اور جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کے اہم کام کی بہت تحسین فرمائی تھی اور ان سے مسلمان ہونے والے قبیلہ کا ایک نمائندہ وفد مدینہ بھیجے کا حکم دیا تھا جس کی انھوں نے فوری تعمیل کی تھی۔ مزید ملاحظہ کیجئے ابن سعد، اول، ص ۴۰-۳۳۹ جس کے مطابق بنو عارث بن کعب (نجران) کے وفد نے شوال سنہ ۶۳ھ میں بارگاہ نبوی میں حاضری و زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔

(۳۱۵) ابن ہشام، دوم، ص ۶۴۱؛ واقدی، ص ۸۲-۱۰۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۰-۱۶۹؛ طبری، سوم، ص ۳۲-۱۳۱؛ بخاری، کتاب المغازی۔

(۳۱۶) فتوح البلدان، ص ۸۰-۷۹۔ بلاذری نے متعدد دوسری روایات بھی بیان کی ہیں جن سے اہل عین کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی ریاست سے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔

(۳۱۷) طبقات، اول، ص ۳۵۹-۲۹۱۔

باب دوم

- (۱) شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۱۶۔
- (۲) بنو ششم اور بنو امیہ کی رقابت پر ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون، برہان، دہلی جنوری ۱۹۸۵ء۔
- (۳) اسلام کی مخالفت کرنے والوں میں قریش مکہ کے تمام خاندانوں کے بڑے بڑے شیوخ اور سرشار شامل تھے۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۹-۱۱۸؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۰-۲۱۲؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۳۶-۱۰۰۔
- (۴) ابن اسحاق، ص ۱۵-۱۱۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۱۱۲؛ ابن سعد، سوم، ص ۳۴۔
- (۵) ابن اسحاق، ص ۱۸-۱۱۴؛ طبری، دوم، ص ۲۲-۳۱۹؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۱۰۔ نیز ملاحظہ ہو: انساب الاشراف، اول، ص ۱۹-۱۱۸۔
- (۶) صحیح بخاری، بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۱۰۔ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۲۱-۱۱۹؛ طبری، دوم، ص ۲۲-۳۲۲۔
- (۷) ابن اسحاق، ص ۱۵-۱۱۱؛ طبری، دوم، ص ۱۰-۳۰۹؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۱۳-۱۱۲۔
- (۸) شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۶-۲۰۵۔
- (۹) موننگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸۶۔
- (۱۰) زمانہ ماقبل اسلام میں بھی حضرت ابوبکر مکہ کے قناز دوسرے اور وہ اشخاص میں شمار ہوتے تھے۔ وہ قریشی اشرافیہ کے ایک قناز رکن تھے۔ اس کے علاوہ انساب کی مہارت و قدرت کی وجہ سے وہ مرتبہ خلافت تھے۔ ان کی ذاتی خوبیاں بھی ان کی سماجی قدر و منزلت کا سبب تھیں۔ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عبداسلامی میں ان کو جو بلند و بالا مرتبہ ملا تھا اس کا اثر ان کے جاہلی زمانے پر پڑا تھا۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۴۲-۱۴۱؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۱۲۳؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۰۶۔
- (۱۱) ابن اسحاق، ص ۱۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۵، ۱۰۲، ۱۲۳، ۱۳۹، ۲۱۵۔
- (۱۲) موننگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸۴-۸۶ کا خیال ہے کہ چونکہ اسلام میں شرافت و نجابت کا معیار اسلام میں سبقت اور اس کی خدمات تھیں اس لیے بعض بعد کے مسلمانوں نے اپنے پیش روؤں کو سالکین اولین میں شمار کرنا ہی نہیں شروع کیا بلکہ اس کے لیے روایات گھڑیں۔ اسی وضع احتیاط کی بنا پر واٹ کا خیال ہے کہ چونکہ حضرات عثمان، زبیر، عبدالرحمن، سعد اور طلحہ حضرت عمر بن خطاب کی نامزد کردہ مجلس شوریٰ کے رکن تھے جو ان کے بعد خلیفہ ثالث کا انتخاب کرنے کے لئے مجاز بنائی گئی تھی اس لیے ان کے سبقت اسلام کے دعوے کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ یہ صحیح ہے کہ بعض متاخر صحابہ کے لئے ان کے جانشینوں نے سبقت اسلام ثابت کرنے کے لیے جھوٹی روایات کا سہارا لیا ہے لیکن ان پانچ صحابہ کرام کے

اولین مسلمان ہونے کی روایات کو محض اس ظنی و قیاسی معیار تنقید پر نہیں مسترد کیا جاسکتا۔

(۱۳) ابن ہشام، سوم، ص ۲۰۳؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۱-۲۱۹؛ بخاری اور مسلم، اسلام ابی ذر؛ اصابت نمبر ۳۶، جہدہ، ص ۱۷۵۔

(۱۴) ملاحظہ کیجئے قریش کے خاندان بنو عدی کے قبول اسلام پر آئندہ بحث۔

(۱۵) قرآن کریم، سورہ انفال، آیات ۲، ۴، ۵؛ سورہ توبہ، آیت ۲۰۔

(۱۶) قرآن کریم، سورہ توبہ، آیت ۱۰۰۔

(۱۷) ابن اسحاق، ص ۱۷-۱۱۶۔

(۱۸) ایضاً، ص ۱۱۷۔

(۱۹) یہ ایک عام اور سخت غلط فہمی ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ بھی زیادہ تر کم زوروں ہی نے دیا“ ہمارے جدید مسلم مورخوں اور سیرت نگاروں نے اولین مسلمانوں کے ”کمزور“ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے پیروں کے کمزور طبقات سے ہونے کا اتنے زور و شور سے ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ اب اسے تاریخی حقیقت سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ تاریخی واقعات سے اس کی قطعی تردید ہوتی ہے۔ ابتدائی مسلمانوں میں ضعیف (کمزور)، بھی شریک تھے تاہم اکثریت قریشی خاندانوں کے سربراہ اور مدعز لوگوں اور ان کی اولادوں کی تھی جیسا کہ ابن اسحاق کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے۔ کمزور طبقات کی حمایت کے لیے ملاحظہ کیجئے سید جلال الدین عمری کا مضمون ”کم زور کے مسائل اسلام نے حل کیے ہیں“ تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، جنوری ۱۹۸۲ء، خاص کر ص ۸۴۔

(۲۰) ماخذ میں سے کسی نے بھی ان کے زمانہ قبول اسلام کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

(۲۱) ابن اسحاق، ص ۲۵-۱۴۳۔

(۲۲) ابن اسحاق، ص ۳۲-۱۳۱ نے کسی زمانہ کی صراحت نہیں کی ہے۔ ابن سعد، سوم، ص ۹ نے البتہ یہ وضاحت کی ہے

کہ وہ دار ارقم میں قیام نبوی کے بعد نبوت کے چھ برس اسلام لائے تھے۔

(۲۳) ابن اسحاق، ص ۵۹-۱۵۵ کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہجرت حبشہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ ابن سعد، سوم،

ص ۲۶۹ کی دوسری روایت ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی کل تعداد چالیس یا پینتالیس تھی۔ تیسری روایت میں ۲۵ مرد

اور گیارہ عورتوں کی تصریح ہے۔ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، سوم، ص ۳۹-۶۳ نے شبلی نعمانی، سیر النبی،

اول، ص ۸-۱۵ پر حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے بارے میں سیرتوں کی روایت قبول کرنے پر تنقید کی ہے۔ اور بخاری،

صمیم، باب اسلام عمرؓ کے حوالے سے ان کے قبول اسلام کا صحیح واقعہ لکھا۔ سید صاحب مرحوم نے روایات کی

صحت و ضعف سے زیادہ بحث کی ہے لیکن ان کے زمانہ قبول اسلام کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے۔

(۲۴) ابن اسحاق، ص ۱۴۶۔ اولی ہجرت حبشہ کے مہاجروں کے ناموں اور تعداد میں روایات کا اختلاف ہے۔ ملاحظہ ہو

سید سلیمان ندوی کا تبصرہ وحاشیہ، سیرت النبی، اول، ص ۳۵-۲۲۳ (حاشیہ ۱)۔

(۲۵) ابن اسحاق، ص ۳۸-۱۴۷۔

(۲۶) ابن اسحاق، ص ۱۴۶ اور ۱۶۱ وغیرہ۔

(۲۷) ابن اسحاق، ص ۶۷-۱۶۱۔

(۲۸) ابن اسحاق، ص ۵-۱۴۴۔

(۲۹) بنات مطہرات کے لیے ملاحظہ ہو: بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۵-۳۹۶، ابن سعد، ہشتم،

ص ۳۹-۱۹۔

(۳۰) حضرت زید بن حارثہ کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۵-۱۱۴، ابن ہشام، اول، ص ۲۶۵؛ اسد الغابہ،

دوم، ص ۳۷-۲۳۴؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، سوم، ص ۴۴-۴۵۔ قبول اسلام کے وقت حضرت زید تیس سال کے تھے۔

(۳۱) بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۲۶۹؛ ابن ہشام، ہشتم، ص ۲۲۳۔

(۳۲) ابن سعد، سوم، ص ۶۱ اور ۷۲؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۲۶۹ اور ۷۶-۷۷-۷۸۔ وفات

نبوی کے وقت حضرت اسامہ کی عمر بیس سال تھی۔

(۳۳) ابن اسحاق، ص ۸۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۷۷۔

(۳۴) ابن سعد، چارم، ص ۷۴-۷۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۷۸-۷۷۔

(۳۵) ابن سعد، سوم، ص ۵۰-۴۹؛ انساب الاشراف، ص ۹-۴۷۸۔

(۳۶) انساب الاشراف، اول، ص ۸۰-۷۹ کے مطابق حضرت یسار مدنی عہد کے مسلم تھے جبکہ حضرت رافع یا رُوَیْفَع

مکی مسلم تھے ملاحظہ ہو: ص ۸۲۔

(۳۷) ابن سعد، سوم، ص ۴۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۷۸۔

(۳۸) ابن سعد، سوم، ص ۴۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۷۸۔

(۳۹) ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ زبیری، ص ۶-۲۷۵۔

(۴۰) ابن اسحاق، ص ۱۱۶۔

(۴۱) ابن حزم، جمہرہ، ص ۱۲۶، زبیری، ص ۲۷۵۔

(۴۲) ابن سعد، ہشتم، ص ۲۷۶۔

(۴۳) حضرت عبداللہ بن ابی بکر کے بارے میں تمام ماخذ ذکر کرتے ہیں کہ وہ مکی مسلمان تھے مگر ان کو مکی مسلمانوں کی فہرست

میں شامل نہیں کرتے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۷-۱۱۶ اور ص ۲۲۴۔ ان کے اسلام اور ہجرت کے لئے

ملاحظہ کیجئے زبیری، ص ۲۷۵ اور اصابع نمبر ۴۵۶۔

(۴۴) زبیری، ص ۲۷۷۔

(۴۵) مثلاً ملاحظہ کیجئے: مونگیری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۷۲، جنھوں نے خاندانِ صدیقی سے صرف حضرت ابوبکر اور ان کے مولیٰ حضرت عامر بن قُیَیْرہ کو شامل کیا ہے۔

(۴۶) مونگیری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۷۳۔ ابن اسحاق نے تو ان کا بھی نام مکی مسلمانوں میں شامل نہیں کیا ہے؛ نیز ملاحظہ کیجئے زبیری، ص ۳۴۸؛ اصابع، نمبر ۳۸۲۵؛ نیز ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۲ وغیرہ۔

(۴۷) ابن سعد، ہشتم، ص ۸۱؛ زبیری، ص ۲-۵۱-۳۴۸؛ اصابع، نمبر ۲۹۴۔

(۴۸) زبیری، ص ۹-۳۴۸۔ حضرات عبدالرحمن الاکبر اور ان کی والدہ ماجدہ کے لیے مزید دیکھیے اصابع نمبر ۵۱۶۵ اور اصابع، نمبر ۴۹۷۔

(۴۹) زبیری، ص ۸-۳۴۷ اور ۳۶۳۔

(۵۰) زبیری، ص ۶۶-۳۶۵۔

(۵۱) زبیری، ص ۳۶۳۔

(۵۲) زبیری، ص ۳۴۹۔

(۵۳) ابن سعد، سوم، ص ۹۲-۳۹۱۔

(۵۴) زبیری، ص ۹۳-۹۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۰۔

(۵۵) زبیری، ص ۹۴-۳۹۳۔

(۵۶) ابن اسحاق، ص ۱۵-۲۱۲؛ زبیری، ص ۹۴-۳۹۳؛ ابن سعد، سوم، ص ۸۹ اور ص ۹۷؛ ابن حزم،

جہو انساب العرب (جہو)، ص ۲۰۰-۱۹۹۔ مزید بحث کے لیے ملاحظہ ہو: محمد حسین مظہر صدیقی، کیا مہاجرین مکہ

خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟ تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ، اپریل۔ جون ۱۹۸۳ء، ص ۲۱-۲۲ خاص کر۔

(۵۷) مونگیری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۷۵-۱۷۴۔

(۵۸) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ نے جتنے نام گنا دے ہیں اتنے ہی مونگیری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۷۲-۱۷۳ نے بھی شمار

کئے ہیں حالانکہ ان کی تعداد کہیں زیادہ تھی ملاحظہ ہو: جہو، ص ۱۷۳۔

(۵۹) مونگیری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۱۷۱، انے حضرات ابو مرثد اور مرثد کا ذکر کیا ہے۔

(۶۰) ابن اثیر جزری، اسد الغابہ، اول، ص ۱۲۹ اور ۱۳۵ نے ان کے دو اور فرزندوں حضرات انس اور انیس کا

بھی ذکر کیا ہے۔

(۶۱) مثلاً ملاحظہ کیجئے: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۵۰ وغیرہ۔

(۶۲) انساب الاشراف، اول، ص ۱۲۳۔

(۶۳) منظرِ مری واٹ، محمد ایٹ منگہ، ص ۹۰-۸۶۔

(۶۴) مثلاً ملاحظہ ہو: ابن سعد، سوم، ص ۵۳، ص ۱۰۰-۹۱ وغیرہ؛ چہارم، ص ۲۴-۱۰۲ وغیرہ۔

(۶۵) ابن اسحاق، ص ۱۷۱۔

(۶۶) مثلاً ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۶۷۔

(۶۷) ابن اسحاق، ص ۲۳۰۔ حیرت ہے کہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی، اول، ص ۲۸۰ پر خاندان رسول اور خاندان صدیقی کے ہجرت نبوی کے بعد ہجرت کرنے کا واقعہ خود بھی لکھا ہے۔ شبلی سے اس غمن میں ایک اور تسامح ہوا ہے اور وہ یہ کہ حضرت زیدہ اپنے شوہر حضرت عثمان بن عفان اموی کے ساتھ ہجرت نبوی کے بعد مکہ حبش میں تھیں۔ حالانکہ ابن اسحاق، ص ۱۶۸ اور دوسرے مآخذ نے بھی یہ واضح طور پر بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان حبشہ سے مکہ لوٹ آئے تھے اور پھر وہاں۔ سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ نیز ملاحظہ کیجئے: انساب الاشراف، اول، ص ۹۹-۳۹۶۔

(۶۸) انساب الاشراف، اول، ص ۷۰-۲۶۹؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۸۰۔

(۶۹) بخاری، صحیح؛ باب ہجرت النبی؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۷۳ اور ص ۲۱۵؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۲۷ کے مطابق یہ دونوں حضرات ہجرت نبوی سے کچھ قبل تجارت مکہ کے لیے شام گئے تھے۔ واپسی پر وہ مدینہ کے راستے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے اور آپ کی خدمت میں کپڑوں کا تحفہ پیش کیا تھا اور پھر وہ مکہ چلے گئے تھے اور اس کے کچھ دنوں بعد وہاں سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ ملاحظہ ہو شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۷۴، جنہوں نے حضرت زبیر کا حوالہ دیا ہے؛ نیز ملاحظہ ہو: قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحۃ للعالمین، اول، ص ۱۰۔

(۷۰) ابن اسحاق، ص ۲۳۰ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد بھی مہاجرین مکہ کی ہجرت کا سلسلہ جاری رہا تھا کہ مکہ کے مہاجر ایک ایک کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مدینہ ملنے گئے۔

(۷۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۸۔

(۷۲) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۳۔

(۷۳) ابن اسحاق، ص ۱۹-۳۱۸۔ حضرت وہب بن علیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے مدینہ میں پہنچے مگر بارگاہ نبوی میں پہنچ کر ایسے مہوت و ششدر ہو گئے کہ اسلام قبول کر کے مومن و جاں نثار رسول بن گئے۔ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۰-۱۹۹؛ زبیری، ص ۳۹۱۔

(۷۴) غزوہ بدر میں مکہ فوج میں شامل تھے۔ جنگ میں گرفتار ہو کر مدینہ میں اسیر بدر بن کر رہے۔ ان کے دونوں معزومی بھائی حضرات خالد بن ولید اور ہشام بن ولید نے زبردستی دسے کر ان کو آزاد کر لیا اور ان کو مکہ لے گئے مگر راستے سے وہ پلٹ کر مدینہ پہنچے اور اسلام قبول کر لیا۔ ان کے دونوں بھائی پیچھے پیچھے مدینہ پہنچے اور ان کو لعنت طاعت کی کہ زبردستی کی ادائیگی سے پہلے ہی کیوں نہ اسلام قبول کر لیا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ صرف اس لئے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ

پیسے کی ادائیگی سے بچنے کے سبب وہ مسلمان ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہوا بن سعد، چہارم، ص ۳۴-۱۳۱؛ زبیری، ص ۲۴-۲۲۳۔

(۷۵) ابن اسحاق، ص ۵۰۷ کا بیان ہے کہ اسلام میں اس سے بڑی اور کوئی فتح نہیں تھی۔ اس سے پہلے جب لوگ ملتے تھے تو صرف جنگ و جدال کے لیے۔ لیکن جب یہ صلح ہو گئی اور جنگ بند کر دی گئی تو لوگ ایک دوسرے سے صاف ذہنی سے ملنے لگے اور وہ اسلام کے بارے میں ٹھنڈے دل سے بات چیت کرنے لگے۔ اور جو بھی اسلام کو سمجھ لیتا تھا وہ اس کا گریڈ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد لوگ پہلے کے زمانے کے مقابلے میں دو گنے یا دو گنے سے بھی زیادہ مسلمان ہو گئے تھے۔

(۷۶) ابن سعد، چہارم، ص ۵۳-۲۵۲ و ۲۵۴ و ۲۶۲۔

(۷۷) زبیری، ص ۲۵-۱۲۴ کا بیان واضح ہے کہ دونوں بھائی صلح حدیبیہ کے دوسرے سال عمرۃ القضاء میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو: اصحابہ نمبر ۹۲۶ اور ۹۲۶؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، چہارم، ص ۸۷-۲۸۵ اور پنجم ص ۱۳-۱۱۲۔ عام خیال یہ ہے کہ ان دونوں بھائیوں نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا تھا۔

(۷۸) مآخذ کا اس پر اتفاق ہے کہ فتح مکہ کے بعد پورا مکہ مسلمان ہو گیا تھا اور گنتی کے بعض افراد بچ رہے تھے انھوں نے کچھ دنوں بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔

(۷۹) ”بنو عبد مناف“ کے متحدہ خاندان پر بحث کے لیے ملاحظہ کیجئے محمد لیسین مظهر صدیقی، بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت کا تاریخی پس منظر، برطان، دہلی جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۲۰-۵۔

(۸۰) ملاحظہ ہو حوالہ مذکور بالا، ص ۲۷ تا ۳۷۔

(۸۱) ابوالفرج اصفہانی (متوفی ۳۵۶ھ) نے خاندان حضرت علی کے شہداء پر ایک مکمل کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے ”مقاتل الطالبین“۔

(۸۲) ابوطالب کے قبول اسلام کے بارے میں دو مختلف نظریات کے لیے ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۹-۲۴۷۔ شبلی ان کے اسلام کے قائل نظر آتے ہیں جبکہ ان کے شاگرد و جامع سید سلیمان ندوی کو ان کے نظریہ سے اختلاف ہے۔ ملاحظہ ہو: جامع کا حاشیہ ۳۔

(۸۳) ابن اسحاق، ص ۱۱۴؛ ابن سعد، سوم، ص ۲-۲۱۔

(۸۴) ابن سعد، چہارم، ص ۳۴؛ نیز ملاحظہ ہوا بن اسحاق، ص ۱۱۶؛ زبیری، ص ۳۹۔

(۸۵) ایضاً؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، ہشتم، ص ۱۴۶؛ زبیری، ص ۸۰؛ اصحابہ نمبر ۵۱۔

(۸۶) زبیری، ص ۳۹؛ نیز ملاحظہ ہوا بن اسحاق، ص ۲۸۶۔

(۸۷) ابن سعد، چہارم، ص ۴۲-۴۲۔

(۸۸) زبیری، ص ۴۰؛ اصحابہ نمبر ۷۳۱۔

(۸۹) واقدی، کتاب المغازی، ص ۹۱۸؛ نیزلاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون ”بنو ہاشم اور بنو امیہ کے ازدواجی تعلقات“، برہان دہلی، مئی ۱۹۸۵ء، ص ۲۳-۲۱۔

(۹۰) زہری، ص ۴۰-۳۹ نے ابوطالب کی دو صاحبزادیوں حضرت اُمّ بانی اور عجمۃ کا ذکر کیا ہے۔ دونوں کے لیے مزید دیکھیے؛ اصباحہ نساء، نمبر ۱۱۰۲، نمبر ۱۵۳۲ اور نساء نمبر ۲۲۳ بالترتیب۔

(۹۱) ابولسب کی اولاد و اخلاف کے لیے ملاحظہ کیجئے؛ ابن سعد، چہارم، ص ۶۱-۵۹؛ زہری، ص ۹۰-۸۹؛ اصباحہ نمبر ۵۴۱۳ اور ۸۱۲۰۔

(۹۲) ابن اسحاق، ص ۴-۳۱ وغیرہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۱-۱۰ اور بعض دوسرے ماخذ کا اصرار ہے کہ وہ اگرچہ مکی عہد کے مسلمان تھے اور عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ میں بھی شریک تھے اگرچہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ غزوہ بدر کے سلسلے میں اکثر روایات یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہیں کہ وہ مکی عہد میں مسلمان تو ہو گئے تھے مگر اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے اور قریش کے اکراہ و اجبار (زورِ زبردستی) سے غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے چنانچہ ان روایات کا یہ بھی اصرار ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین بدر کو ہدایت کی تھی کہ اگر حضرت عباس ان کے مقابل آجائیں تو ان کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ بحالتِ مجبوری میں آئے تھے۔ لیکن پھر یہی روایات یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ وہ حضرت عقیل بن ابی طالب کے ساتھ غزوہ بدر کے اسیروں میں تھے اور انھوں نے زہرِ فدیہ دے کر رہائی حاصل کی تھی۔ اس سلسلے میں یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زہرِ فدیہ ادا کرنے کا مطالبہ کیا تو انھوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا مگر اس کے باوجود آپ نے ان کا اور حضرت عقیل کا فدیہ وصول کیا۔

ان روایات میں شدید تضادات ہیں۔ اول یہ کہ متعدد قریشی افراد اور خاندان جن میں طالب بن ابی طالب ہاشمی اور بنو عدی اور بنو زہرہ وغیرہ شامل تھے قریشی کارواں کے محفوظ ہو جانے کی خبر سن کر واپس مکہ چلے گئے تھے اور ان کو جنگ میں شریک ہونے پر کوئی مجبور نہیں کر سکا تھا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرات عباس و عقیل نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ دوم یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد اسیران بدر کو خاص کر مسلمان ہو جانے والوں کو بلا فدیہ رہا کر دیا تھا۔ اگر حضرت عباس کے قبولِ اسلام کی روایت صحیح ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بھی بلا زہرِ فدیہ رہا کر دیتے۔ زہرِ فدیہ کی ادائیگی ان کے اس وقت تک عدم قبولِ اسلام کی دلیل ہے۔ چنانچہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیثِ نبوی جو حضرت عباس کے مجبوراً بدر میں آنے کو ظاہر کرتی ہے دراصل کلامِ رسول نہیں ہے۔ اور یہ سارے تضادات، الجھنیں اور ابہام صرف اس لیے ہیں کہ ان کے بعد کے زمانے میں اسلام لانے کی حقیقت پر پردہ ڈال کر ان کو ابستدائی تکمیل ثابت کیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ساری علمی کاوشیں عہدِ عباسی میں ان کے جدِ امجد کی قدامتِ اسلام کو ثابت کرنے کے لیے کی گئی تھیں۔

اسی ضمن میں ایک اور نکتہ بھی پیدا کیا گیا ہے اور وہ ہے ان کے مکی قیام کا۔ موال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ

اسلام لاپچھے تھے تو انہوں نے ہجرت کیوں نہیں کی تھی۔ اس کے لیے عموماً یہ دلیل دی جاتی ہے کہ وہ اسلام کی خدمات کی خاطر اور ہدایاتِ نبوی کے بموجب مکہ میں مقیم رہے تاکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے منصوبوں اور سازشوں سے آگاہ کرتے رہیں چنانچہ اس سلسلے میں غزواتِ احد، بدر الموعد اور خندق وغیرہ کے مواقع پر آپ کو قریشی منصوبوں سے آگاہ بھی کیا تھا (ملاحظہ کیجئے شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۶۴، ۳۲۵، ۳۳۰، ۳۳۳ اور ۳۴۱ وغیرہ)۔

ابن سعد، چہارم، ص ۴۷-۴۶ نے تو ان کی غزوہ خندق میں ہجرتِ مدینہ کی بھی ایک روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فوغل بن حارث ہاشمی کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ لیکن یہ تمام کوششیں بھی ان کے ابتدائی مسلم اور مہاجر ہونے کے مفروضہ کو ثابت کرنے کے لیے ہیں۔ ورنہ واقعی کا بیان ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشی منصوبوں سے آگاہ کرنے والے آپ کے خزاہی حلیف تھے۔ شبلی نے اگرچہ ان کی ہجرت کا ذکر نہیں کیا ہے تاہم غزوہٴ احد سے قبل ان کے مسلمان ہونے کی روایت بیان کر دی ہے۔

اور سب سے زیادہ حیرت ناک معاملہ ہے ان کے قبولِ اسلام کے زطنے کا۔ کسی نے بھی ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں متعین کیا ہے، صرف یہ کہا جاتا ہے کہ وہ قدیم مسلم تھے۔ بہر حال اندازہ یہ ہوتا ہے کہ وہ فتح مکہ سے کچھ قبل رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ کے قریب بقول ابن ہشام تحفہ میں اس وقت ملے تھے جب آپ فتح مکہ کے لیے وہاں پہنچ چکے تھے اور یہی ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ تھا۔ کیونکہ اسی زطنے میں اور بھی قریشیوں بلکہ ہاشمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۵۴۶ اور ابن ہشام کا تبصرہ ص ۴۳، (حاشیہ ۹۶)۔ ابن ہشام کا یہ تبصرہ غلط ہے کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر رہے تھے کیونکہ بعض روایات کے مطابق ہم ان کو حضرت ابوسفیان بن حرب کے ساتھ لشکرِ یثرب کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے کے لیے مکہ سے نکلتے ہوئے پاتے ہیں۔

(۹۲) زبیری، ص ۲۸-۲۵؛ نیز ملاحظہ کیجئے احصابہ نمبر ۷۰۳، ۷۰۸، اور استیعاب، جلد دوم، ص ۱۰-۲۰۸۔ مذکورہ بالا ماخذ نے ان کی اولاد میں سے صرف حضرات عبداللہ بن عباس اور فضل بن عباس کو صحابہ میں شامل کیا ہے۔

(۹۳) زبیری نے حضرت حمزہ کے خاندان کا سرے سے ذکر نہیں کیا ہے اور اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ ان کی نسل نہیں چلی تھی؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۹-۸۔

(۹۴) بوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۵۰۴، جنہوں نے یہ واقعہ صحیح بخاری اور زرقانی کی سند پر بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ ۲۔

(۹۵) ابن سعد، سوم، ص ۸-۴؛ اسد الغابہ، اول، ص ۱۲۹ اور ۱۳۵۔

(۹۶) زبیری، ص ۸۵۔

(۹۷) ابن سعد، چہارم، ص ۴۶-۴۵ کا ان کے بارے میں بھی یہی بیان ہے کہ وہ مجبوراً غزوہٴ بدر میں مکی لشکر کی طرف لڑے تھے۔ انہوں نے اپنا زرفیہ خود ادا کیا تھا اور ولچپ بات ہے کہ ان سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فدیہ میں ایک ہزار دینار وصول کیے تھے کیونکہ وہ اسلام لائے تھے اور مکہ لوٹ گئے تھے اور خندق کے زمانے میں ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ وہ فتح مکہ کے ہی مسلم معلوم ہوتے ہیں ملاحظہ ہو زہری، ص ۶-۸۵؛ اصحابہ نمبر ۸۸۲۶۔ وہ حارث بن عبد المطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ حضرت نوفل کے ایک صاحبزادے حضرت حارث بن نوفل عبد نبوی میں جو ان ہو چکے تھے۔ ملاحظہ ہو زہری، ص ۸۶ اور اصحابہ نمبر ۱۵۰۰۔

(۹۹) ابن سعد، چارم، ص ۴۸-۴۷، ۵۴-۴۹ کا خیال ہے کہ حضرت ربیعہ حارثی ہاشمی غزوہ خندق کے زمانے کے مسلم اور مہاجر تھے جبکہ بقیہ دونوں حضرات فتح مکہ کے مسلم۔ زہری، ص ۸۸-۸۶۔

(۱۰۰) زہری، ص ۸۸-۸۶۔

(۱۰۱) زہری، ص ۸۸-۸۶، اور اصل ان میں سے کسی کا واضح ذکر نہیں کیا ہے۔

(۱۰۲) زہری، ص ۴۰ اور اصحابہ نساء ص ۲۲۳۔

(۱۰۳) زہری، ص ۹۱-۱۵ نے ہاشمی خاندانوں میں خاندان رسالت کے علاوہ علوی، عباسی، حارثی، جعفری اور عقیلی خاندانوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ ذکر کافی تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پھر صرف ایک سے کچھ زیادہ صفحہ میں "بقیہ ولد ہاشم بن عبد مناف" کی سرخی کے تحت ہاشم کے تین فرزندوں ابو صیفی، نضله اور اسد کا ذکر کیا ہے۔ اول الذکر کے خاندان میں حضرت سارہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خطلے کر قریش مکہ کے پاس فتح مکہ سے پہلے لے جا رہی تھیں اور وہ عمرو بن ابی صیفی کی مولیٰ تھیں۔ ثانی الذکر کی نسل میں ارقم بن نضله کو "رجال قریش" مروان قریش میں شمار کیا ہے لیکن وہ بشت سے پہلے گزر چکے تھے۔ ان کی نسل میں صرف خواتین تھیں جن میں سے شفاء بنت ارقم حضرت سائب بن عبید مطلبی کی والدہ ماجدہ تھیں۔ صحابی موصوف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔ ان کے علاوہ دو اہم خواتین ہند اور ام جلیل تھیں۔ مورخ الذکر کی نسل میں حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ غزری تھے جو زہری کے ایک اوی تھے۔ اسد بن ہاشم کی اولادوں میں سب سے اہم شخصیت حضرت فاطمہ بنت اسد کی تھی جو ابوطالب بن عبد المطلب کی زوجہ محترمہ حضرت علی کی والدہ ماجدہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی تھیں۔ وہ دراصل ابوطالب کی تمام اولادوں کی ماں تھیں۔ ان کے علاوہ مردوں میں کوئی اہم شخصیت نہیں ہوئی۔ بہر حال ان تینوں کی نسل منقطع ہو گئی تھی۔

(۱۰۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ چھو بھیاں تھیں: ام حکیم رضیاء جو والدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جڑواں بہن (توأم) تھیں، ان کے علاوہ عاتکہ، بترہ، امیمہ، اروی اور صفیہ تھیں۔ ان کے شوہروں اور ان کے خاندانوں کے نام جاننا دل چسپی کا باعث ہوگا:

۱۔ ام حکیم بنت عبد المطلب کی شادی گزیز بن ربیعہ/حیب بن عبد شمس سے ہوئی تھی۔ ان کی اولادیں تھیں: عامر بن کریم، ام طلحہ جو حضرمی کی زوجہ تھیں اور جن کے بطن سے خالد عامر اور عمر پیدا ہوئے تھے۔ عامر

بن حضری وہ نخلہ کا مقتول تھا جس کے سبب ہر کی جنگ ہوئی تھی اور یہ بنی عبد شمس کے حلیف تھے۔ ام حکیم کی ایک صاحبزادی اروی بنت کیز تھیں جو حضرت عثمان بن عفان اموی اور عقبہ بن ابی معیط کے فرزند ان گرامی ولید، عمارہ، خالد اور ام کلثوم اور ہند کی والدہ تھیں۔

۲۔ عاتکہ بنت عبد المطلب ابوامیہ مخزومی کے نکاح میں تھیں جن سے تین بچے عبد اللہ، زبیر اور قریبہ پیدا ہوئے تھے۔

۳۔ یرہ بنت عبد المطلب عبد الاسد بن ہلال مخزومی کی اہلیہ تھیں اور ان سے حضرت ابوسلمہ بن عبد الاسد مخزومی پیدا ہوئے تھے۔ عبد الاسد کے بعد یرہ نے ابوہریرہ بن عبد العزیٰ / عبد ود سے شادی کر لی تھی اور ان سے ابوسبرہ تھے۔

۴۔ اُمیہ بنت عبد المطلب حش بن رباب / بنی غنم بن دودان / اسد کے نکاح میں تھیں اور ان کی اولادوں عبد اللہ، ابواحمد، عبید اللہ، زینب بنت حش، حمزہ بنت حش، جعیہ بنت حش کی ماں تھیں۔

۵۔ اروی بنت عبد المطلب عمیر بن وہب / عبد بن قصی کے نکاح میں تھیں اور ان سے حضرت طلحہ بن عمیر پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے پھر کلہ بن ہاشم عبد رے سے شادی کر لی تھی اور ان کی متعدد اولادیں ہوئی تھیں۔

۶۔ صفیہ بنت عبد المطلب عوام بن خویلد اسدی قریشی کی زوجہ تھیں اور ان کی اولادوں میں حضرت زبیر بن عوام، ان کے بھائی سائب اور بن ام حبیب تھیں۔

اس نسبی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو زبیری، ص ۲۰-۱۸۔

آپ کی مسلم بھوپیسوں کے لیے ملاحظہ ہو: ابن سعد، ہشتم، ص ۴۵-۴۱۔

(۱۰۵) طبری، دوم، ص ۳۲۰۔

(۱۰۶) روایات کا اتفاق ہے کہ دھڑ یا زودہ سالہ حضرت علی بن ابی طالب کے سوا اور کسی نے اسلام نہیں قبول کیا تھا۔ ملاحظہ ہو ۵ کے حوالہ جات۔

(۱۰۷) ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون ”بنو ہاشم اور بنو امیہ کے ازدواجی تعلقات“ برہان، دہلی، جون ۱۹۸۰ء، ص ۸-۷۔

(۱۰۸) ان دونوں نظریات کے لیے ملاحظہ ہو: شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۱۶۔

(۱۰۹) خاکسار کا مضمون ”بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت کا تاریخی پس منظر“ برہان، دہلی، جنوری ۱۹۸۰ء کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۱۰) تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے مضمون مذکورہ بالا (محولہ در ۱۹۹۰)۔

(۱۱۱) خاندان عبد شمس کی تفصیل زبیری، ص ۹۷-۱۹۶ سے ماخوذ ہے۔ نیز ملاحظہ ہو جہو، ص ۱۰۶-۹۷۔

(۱۱۳) ابن سعد، چهارم، ص ۹۵-۹۴؛ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب التمثیق، ص ۶۰-۳۵؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۱۶ اور ۱۲۶۔

(۱۱۴) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰۴-۱۰۵ کی روایت ہے کہ حضرت عمر و سعیدؓ دوسری ہجرت حبشہ کے بعد اسلام لائے تھے اور پھر مکہ سے ہجرت کر کے اپنے بھائی حضرت خالد سعیدؓ سے جا ملے تھے جبکہ کتاب الممنوع ص ۸-۲۵۷ کا خیال ہے کہ دونوں بھائیوں نے ساتھ ساتھ اسلام قبول کیا تھا نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۱۱۶ اور ۱۲۶، جنھوں نے حضرت خالد کو ابتدائی پھیالیں مسلمانوں میں شامل کیا ہے لیکن حضرت عمر و کو نہیں کیا ہے البتہ اُنھوں نے دونوں بھائیوں کو دوسری ہجرت حبشہ کا مہاجر بتایا ہے اور کہا ہے کہ دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ ابن سعد نے بھی حضرت خالد کو دوسری ہجرت حبشہ ہی میں شامل بتایا ہے۔

(۱۱۵) ابن اسحاق اور ابن سعد، مذکورہ بالا ؛ زبیری، ص ۴، ۱۔

(۱۱۶) زبیری، ص ۱۷۴ - (۱۱۷) ایضاً

(۱۱۸) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۶-۵۵؛ هشتم، ص ۶-۳۶؛ نیز ملاحظه ہو:
زبیری، ص ۱۰۱۔

(۱۱۹) زبیری، ص ۱۲۱-۱۰۱ نے حضرت عثمان بن عفان کے اور کسی حقیقی بھائی بہن کا ذکر نہیں کیا ہے۔ البتہ ان کی متعدد اولادوں کا کافی طویل ذکر کیا ہے۔

(۱۲۰) ابن سعد، هشتم، ص ۴۲۔

(۲۱) زبیری، ص ۵-۱۰۴۔ زبیری کا یہ بھی بیان ہے کہ ہندو مت متبعین بن بڑے حضرت رطلہ کے قبول اسلام پر ان کو طعنہ دیا تھا اور شیعہ کے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کیے جانے پر عار بھی دلایا تھا۔ زبیری نے ہند کے دو شعر نقل بھی کئے ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۱۵۶۔

(۱۲۲) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۳؛ چہارم، ص ۳۴۸۔

(۱۲۳) زبیری، ص ۱۵۹، کے مطابق حضرت حکم بن عاص اموی کے کل فرزندوں کی تعداد اکیس تھی۔ ان کے علاوہ متعدد صاحبزادیاں بھی تھیں۔ یہ سب اولادیں مختلف ماؤں سے تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ ان میں سے متعدد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر اور مسلم تھے۔

(۱۲۴) ابن سعد، چهارم، ص ۱۱۸۔

(۲۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۲۶، ۱۶۷؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۸۴؛ ذہبی، ص ۱۵۳۔

(١٢٦) ابن سعد، سوم، ص ٨٥ - ٨٥ -

(۱۲۷) ابن اسحاق، ص ۱۴۶ اور ص ۵۲۷؛ ابن سعد، ہشتم، زبیری، ص ۲۲-۱۲۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ بنی نضیر کو نجاشی حبشہ کے پاس بھیجا تھا کہ وہ حضرت ام حبیبہ کا نکاح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیں۔ چنانچہ حضرت خالد بن سیداموی ان کی طرف سے وکیل بنے تھے اور ان کی اجازت سے نجاشی نے نہ صرف نکاح کر دیا تھا بلکہ چار سو دینار مہر اپنی جانب سے ادا کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت ام حبیبہ سمیت تمام مسلمانوں کو بھگالت تمام مدینہ بھیج دیا تھا۔

(۱۲۸) زبیری، ص ۱۲۴ اور ۲۶-۱۲۵۔

(۱۲۹) ان کی اولادوں میں جو فتح مکہ میں زندہ تھے زبیری نے نو فرزند اور سات صاحبزادیاں گناہی ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۲۶-۱۲۳۔ نیز ملاحظہ کیجئے: جبرہ، ص ۲-۱۰۲۔

(۱۳۰) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۲۶، ۲۱۵۔

(۱۳۱) ابن سعد، سوم، ص ۹۰-۸۹؛ چہارم، ص ۲-۱۰۲۔

(۱۳۲) ابن اسحاق، ص ۲۱۵۔ نیز ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون ”کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟“

(۱۳۳) ابن سعد، ہشتم، ص ۶-۴۵۔

(۱۳۴) ابن سعد، چہارم، ص ۱۸-۱۱۶۔

(۱۳۵) ابن اسحاق، ص ۱۶۴ وغیرہ؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۱۲۸۔ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۳۸-۱۳۵۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کی کتاب حضرت ولید بن عقبہ اموی — حیات و شخصیت (زیر طبع)، باب اول۔

(۱۳۶) ابن سعد، ششم، ص ۲۴؛ ابن قتیبہ، المعارف، ص ۳۱۹؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، پنجم، ص ۹۰؛ اصحاب

نمبر ۹۱۴؛ زبیری، ص ۱۳۸ و ص ۶-۱۲۵؛ استیعاب، بر حاشیہ اصحابہ (مصر ۱۹۳۹ء)، سوم، ص ۴۹؛

ذہبی، سیر اعلام النبلاء، تحقیق محمد سعد طلس، قاہرہ ۱۹۶۳ء، سوم، ص ۲۵؛ خاکسار کی مذکورہ کتاب کا باب اول۔

(۱۳۷) زبیری، ص ۴۶-۱۳۸، نے عقبہ بن ابی معیط اموی کے چار فرزندوں ولید، عمارہ، خالد، ہشام اور تین دختروں

ام کلثوم، ام حکیم اور ہند کا ذکر کیا ہے۔ ان کی سوانح کے لیے ملاحظہ کیجئے اصحابہ نمبر ۹۱۴ و ۵۲۲؛ نیز دیکھئے

ابن اسحاق، ص ۵۰۹۔

(۱۳۸) ابن اسحاق، ص ۱۷-۳۱۶؛ زبیری، ص ۵۸-۱۵۷؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۴۰-۳۹۔

(۱۳۹) زبیری، ص ۱۸؛ ابن ہشام، دوم، ص ۴۰؛ سوم، ص ۵۰۰؛ واقدی، ص ۸۸۹ اور ۹۵۹؛ ابن سعد،

دوم، ص ۱۳۷؛ پنجم، ص ۴۶؛ طبری، سوم، ص ۳۷ اور ۹۴؛ انساب الاشراف، اول؛ فتوح البلدان،

ص ۵۳؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۲ اور اسد الغابہ، سوم، ص ۹-۳۵۸۔

(۱۴۰) زبیری، ص ۹۶-۱۸۷۔

(۱۴۱) مثلاً بنو ابوالعاص بن امیہ میں حضرت عثمان بن عفان کے تین اور چچاؤں عقیف، عوف اور عثمان کے گھرانے تھے۔ حرب بن امیہ میں ابوسفیان بن حرب کے ایک فرزند عبید بن ابی سفیان کا گھرانہ تھا۔ ان کے ایک فرزند عبید بن ابی سفیان کا گھرانہ تھا۔ پھر حرب بن امیہ کے ایک فرزند عمرو بن حرب کا خاندان تھا۔ حارث بن حرب کا ایک گھرانہ اسی بطن میں تھا۔ ان کے بنو عمرو بن امیہ ایک الگ خاندان تھے۔ خاندان ابوعرو بن امیہ میں عقبہ بن ابومعیط کے علاوہ عمیر بن ابی عمرو اور ابوہریرہ بن ابی عمرو کے دو گھرانے تھے۔ پھر حبیب بن عبد شمس کے تین ذیلی خاندان تھے جن کا حوالہ اوپر آچکا ہے لیکن ان کے مسلمانوں کا ذکر کم ملتا ہے۔ تاہم زبیری نے ان کے متعدد مردوں اور عورتوں کے نام گنتے ہیں جن میں حضرات ابوبکتر حارث بن کزیز، عامر بن کزیز اور ان کے فرزند عبداللہ بن عامر، عبدالرحمن بن عامر، عبدالعزیز بن عامر وغیرہ عظیم صحابی تھے۔ ایک اور خاندان امیہ اصغر بن عبد شمس کا تھا جن میں کافی مرد اور عورتیں تھیں۔ عبد شمس کے ایک اور فرزند عبد امیہ کا گھرانہ تھا جن کے متعدد مرد اور عورتیں مسلمان اور معاصر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ بنو نوفل بن عبد شمس میں حضرات عثمان، ہببار وغیرہ متعدد صحابی تھے۔

عقبہ اور شیبہ یعنی بنو ربیعہ بن عبد شمس کے بھی متعدد گھرانے تھے جن کے کئی مردوں اور عورتوں کے بارے میں یقین ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر اور مسلم تھے۔ اسی طرح بنو عبد العزیٰ کے خاندان میں بنو ربیعہ کے علاوہ دوسرے گھرانے تھے۔ اوپر ذکر آچکا ہے کہ حکم بن ابی العاص کے اکیس فرزند تھے اور ان سب کی نسلیں خوب پھیلی پھولی تھیں۔ چنانچہ مروان بن حکم کے علاوہ حارث بن حکم، عبدالرحمن بن حکم، یحییٰ بن حکم، حبیب بن حکم کے خاندان تھے۔ ابوالعاص کے ایک اور فرزند مغیرہ کا گھرانہ تھا۔ اسی طرح اور بھی متعدد گھرانے تھے جن کے مسلمانوں کے نام سے ہم واقف نہیں ہو سکے۔ ملاحظہ ہو زبیری ص ۱۰۰، ۳۲، ۱۳۲، ۵۲، ۱۲۷، ۵۷، ۱۵۴، ۹۷، ۱۵۸، ۷۳۔ ۱۶۹ وغیرہ۔

(۱۴۲) خلافت یزید بن معاویہ میں واقعہ حرہ سے قبل مدینہ والوں نے اپنے شہر کے اُمویوں کے ساتھ بڑا نازیبا سلوک کیا تھا اور ان سب کو شہر بدر کیا تھا۔ اس ضمن میں ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو: طبری، تاریخ، پنجم، ص ۲-۲۸۲ وغیرہ۔ یہ واقعہ ۶۸۳ھ کا ہے۔

(۱۴۳) ابن اسحاق، ص ۵۹۔

(۱۴۴) ابن اسحاق، ص ۶۱۔

(۱۴۵) ابن سعد، سوم، ص ۵۳-۵۰؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۵۴۔

(۱۴۶) زبیری، ص ۹۷-۹۲۔

(۱۴۷) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۳-۵۰؛ زبیری، ص ۹۵-۹۳۔

(۱۴۸) زبیری، ص ۵-۹ کے مطابق وہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے تو ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔

(۱۴۹) جہرہ، ص ۶۷-۶۶۔

(۱۵۰) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸۸

(۱۵۱) زبیری، ص ۹۵، نے ان میں سے کسی کی اولاد کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۱۵۲) ابن سعد، سوم، ص ۵۳-۵۰؛ جمہور، ص ۷۶-۷۷

(۱۵۳) زبیری، ص ۹۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۳؛ اصابعہ نمبر ۷۳۵؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۵۴

(۱۵۴) زبیری، ص ۹۵؛ اصابعہ نمبر ۱۲۹۔ زبیری کے مطابق حضرت مسطح کی والدہ ام مسطح اور حضرت ابوبکر کی والدہ ام الخیر دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔

(۱۵۵) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸۹

(۱۵۶) زبیری، ص ۹۳-۹۲؛ اصابعہ نمبر ۷۳۵، ۱۲۵۶

زبیری نے اس خاندان کے کئی مردوں کا ذکر کیا ہے جو عام طور سے مسلم کمیوں میں نہیں شمار کیے جاتے ہیں۔ مردوں میں قاسم بن مخزوم، صلت بن مخزوم اور ان کی مذکورہ بالا اولادوں کے علاوہ حکیم بن صلت، عمرو بن صلت، حکیم بن صلت اور مخزوم بن قاسم بن مخزوم کا ذکر کیا ہے اور یہ سب مسلم۔ ان میں سے بیشتر کو خیر سے طعمہ ملا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو: باب پنجم، بحث بر طعمہ نبی۔

(۱۵۸) زبیری، ص ۹۷-۹۶

(۱۵۷) زبیری، ص ۹۶-۹۵

(۱۵۹) زبیری، ص ۱۹۷؛ طبری، دوم، ص ۳۶-۳۴؛ نیز ملاحظہ ہو: مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸-۹؛

خاکسار کا مضمون بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت پر، ص ۱۲۔

(۱۶۰) تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے مضمون محولہ بالا۔

(۱۶۱) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ پر کسی نوفلی کا ذکر نہیں ہے اور ص ۱۲۶ میں ہاجرین حبشہ میں اور ص ۳۲۸ فہرست مجاہدین بدر میں ان کے دو حلیفوں حضرات عقبہ بن غزوہ و ان مازنی اور حضرت جناب مولیٰ عقبہ کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۳) ایضاً

(۱۶۲) ابن سعد، سوم اور چہارم

(۱۶۴) ملاحظہ ہو رقابت بنی امیہ اور بنی ہاشم پر مضمون مذکورہ بالا۔

(۱۶۵) ابن اسحاق، ص ۱۹۴ (یہ طبری کی اصل میں روایت ہے)؛ زبیری، ص ۲۰۰

(۱۶۶) زبیری، ص ۲۰۱؛ استیعاب، ص ۹۰-۸۹؛ اسد الغابہ، اول، ص ۲۷۱

(۱۶۷) زبیری، ص ۲۰۵-۱۹۷

(۱۶۸) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸-۷ اور ۹۳-۹۲

(۱۶۹) ابو جہل مخزومی کہا کرتا تھا کہ ہم (بنو مخزوم) نے بنو عبد مناف سے ہر چیز میں برابری کی۔ انھوں نے کھلایا تو ہم نے کھلا با انھوں نے یہ کیا تو ہم نے وہ کیا، یہاں تک کہ ہم مسابقت میں برابر ہو گئے اور شانہ بشانہ

چلنے لگے تو انھوں نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ بخدا ہم اس نبی کو کبھی نہیں مانیں گے۔

(۱۷۰) انسب الاشراف، اول، ص ۵۶ - ۱۲۵۔

(۱۷۱) مونگلری واٹ، مہدایت مکہ، ص ۹۲۔

(۱۷۲) ابن اسحاق، ص ۱۹ - ۱۱۸۔

(۱۷۳) ملاحظہ کیجئے: سیرت النبی، سوم، ص ۶۳۲ وغیرہ۔

(۱۷۴) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، نے حضرت سلمہ کو شامل نہیں کیا تھا کیونکہ وہ کم عمر تھے اور نہ ہی حضرت ام سلمہ کا ذکر کیا ہے۔ البتہ

اپنی فہرست مہاجرین حبشہ میں موخر الذکر کا نام شامل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۴۰ - ۲۳۹۔ زبیری، ص ۸ - ۳۷۷۔

کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن ابی سلمہ کی شادی حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی ایک دختر سے کر دی تھی

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عبد نبوی میں جو ان بچے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت ام سلمہ کے بطن سے حضرت ابوسلمہ کے ایک اور

فرزند حضرت عمر بن ابی سلمہ اور دو دختر حضرت درہ اور حضرت زینب تھیں۔ اور یہ غالباً سب کی عہد کے مسلمان تھے۔ ان میں سے

حضرت سلمہ اور حضرت درہ سے ان کی نسل نہیں چلی لیکن باقی دو حضرت عمر اور حضرت زینب کی اولادیں خوب ہوئیں۔ اسی خاندان

میں حضرت ابوسلمہ کے دو بھائی اور تھے۔ ان میں سے ایک اسو بن عبد الاسد بدر میں کافر مقتول ہوئے تھے جبکہ دوسرے

بھائی سفیان بن عبد الاسد زندہ رہے تھے اور اسلام کی دولت سے فیضیاب ہوئے تھے ان کا ذکر کچھ آگے آ رہا ہے۔

نیز ملاحظہ ہو اصحابہ نمبر ۴۷، نسا نمبر ۱۳۰۲، نمبر ۳۷۶ وغیرہ خاندان عبد الاسد کے لیے۔

(۱۷۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱

(۱۸۳) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۵؛ زبیری، ص ۳۲۸۔

یہ بھی حضرت ابوسلمہ مخزومی کے حقیقی بھتیجے تھے۔ زبیری نے ان کے ایک اور بھائی حضرت عبداللہ بن سفیان کا بھی ذکر کیا ہے جو یرموک میں شہید ہوئے تھے۔ اور دوسری ماں سے ان کے مزید سات بھائیوں کا ذکر کیا ہے۔ گویا کہ کل گیارہ کم از کم افراد خاندان مسلمان تھے اس گھرانے سے۔

(۱۸۴) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۵؛ زبیری، ص ۳۱۵؛ اصابہ نمبر ۸۹۶۳۔

(۱۸۵) ابن اسحاق، ص ۱۴۷۔ اُنے اگرچہ واضح الفاظ میں ابولہب کی ضمانت و عہد کا ذکر نہیں کیا ہے تاہم مراد وہی ہے۔ یہ دل چسپ

بات ہے کہ جب ابوسلمہ مخزومی نے اپنے ہاشمی ماموں ابوطالب سے جوار مانگی تو بنو مخزوم کے کچھ سرداروں نے ابوطالب کو

ایسا کرنے سے روکا۔ ابوطالب سے ان کی اس گفتگو کے موقع پر ابولہب بھی موجود تھا۔ ابوطالب کی اس دلیل پر کہ

ابوسلمہ نے ان سے جوار کی درخواست کی ہے اور وہ ان کا بھانجا بھی ہے اس لیے وہ انھیں پناہ کیوں نہ دیں جب بنو مخزوم

کے سرداروں نے سخت کلامی کی تو ابولہب کو غصہ آگیا اور اس نے کہا ”او قریش! تم اس بزرگ کو بہت ستاتے رہے ہو۔

یا تو تم اس بات کو اب یہیں رہنے دو ورنہ میں بھی ان کا ساتھ دوں گا یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔“ اس

پر بنو مخزوم کے سردار یہ کہہ کر اٹھ گئے کہ وہ ابولہب کی مدد و اعانت کی قدر کرتے ہیں اور اس سے محروم ہونا پسند نہیں کریں گے۔

(۱۸۶) ابن ہشام کا تبصرہ حضرت شماس کے بارے میں ملاحظہ ہو ابن اسحاق میں ابن ہشام کے تعلیقات ص ۲۱، (نمبر ۱۹۴)۔

نیز زبیری، ص ۳۲۲۔

(۱۸۷) ملاحظہ ہو زبیری، ص ۳۲۶-۲۹۹۔

(۱۸۸) ابن اسحاق، ص ۲۸۸؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۷۔ وہ ہشام بن مغیرہ مخزومی کے مولیٰ تھے یعنی ابو جہل مخزومی کے والد

کے مولیٰ۔

(۱۸۹) ابن سعد، چہارم، ص ۳۴-۱۳۱؛ زبیری، ص ۲۴۳-۳۲۳؛ اصابہ نمبر ۹۱۵۲؛ استیعاب، سوم، ص ۳۰-۶۲۸۔

(۱۹۰) زبیری، ص ۳۲۴۔ حضرت خالد بن ولید مخزومی کے قبول اسلام کے لیے ملاحظہ ہو، ابن سعد، چہارم، ص ۵۳-۲۵۲؛

زبیری، ص ۳۲۰؛ اصابہ نمبر ۲۱۹۷؛ استیعاب، اولی، ص ۱۰-۴۰۵۔

(۱۹۱) ابن اسحاق، ص ۵۵۱؛ زبیری، ص ۱۱-۳۱۰؛ اصابہ نمبر ۵۶۳۸؛ استیعاب، سوم، ص ۱۴۸۔

(۱۹۲) اصابہ، نساء نمبر ۵۵؛ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۳۰۲۔

(۱۹۳) ابن اسحاق، ص ۵-۵۹۴؛ زبیری، ص ۲-۳۰۱۔ وہ ابو جہل کے حقیقی بھائی تھے۔

(۱۹۴) ابن اسحاق، ص ۵-۵۹۴؛ زبیری، ص ۳۴۳؛ اصابہ نمبر ۳۲۸۴۔

(۱۹۵) زبیری، ص ۳۱۲، نے اس سلسلے میں ایک دل چسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ حضرت علی نے حضرت جویریہ بنت ابی جہل کو پیغام دیا

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی کی وجہ سے نکاح نہیں کیا۔ اور حضرت عتاب بن اسید نے خوشنودی رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ان سے شادی کر لی۔ ان سے حضرت عبدالرحمن بن عتاب پیدا ہوئے تھے جو جنگ جمل میں حضرت عائشہ کی طرف سے لڑے اور شہید ہوئے تھے۔ حضرت جویریہ کے لیے مزید دیکھئے اصابعہ نمبر ۲۲۹۔

زبیری، ص ۲۱۲ نے ابو جہل مخزومی کے متعدد فرزندان اور دختران کا ذکر کیا ہے جو سب کے سب فتح مکہ میں غالباً مسلمان ہو گئے تھے اور جنہوں نے بعد میں اسلامی ریاست کے لیے کاربائے نمایاں انجام دئے۔ ان میں ابو علقمہ، زرارہ بن ابوجہل، ابوجاہب، تمیم بن ابوجہل اور علقمہ بن ابی جہل تھے۔ موخر الذکر کی ماں مختلف تھیں۔ ابوجہل کی چار صاحبزادیاں تھیں جن میں حضرت جویریہ بنت ابی جہل کے علاوہ صفحہ ۲، حنفاء اور اسماء تھیں۔ ان میں سے حنفاء سہیل بن عمرو بن عبد شمس عامری کی اہلیہ تھیں اور اسماء ولید بن عبد شمس بن مغیرہ مخزومی کی اور تیسری دختر صفحہ ابوسعید بن حارث بن ہشام کے نکاح میں تھیں۔ ان میں سے موخر الذکر کی نسل نہیں چلی تھی اور باقی کی نسلیں خوب پھیلی چھوٹی تھیں۔

(۱۹۶) زبیری، ص ۱۶-۳۱۵؛ اصابعہ نمبر ۳۵۳؛ استیعاب، دوم، ص ۶۲-۲۶۲ اور اصابعہ نمبر ۸۲۳۸ بالترتیب۔ (۱۹۷) زبیری، ص ۳۱۵؛ اصابعہ نمبر ۵۹۶ اور ۶۶۲-۲۶۲۔ ان کا اصل نام بکیر تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبد اللہ رکھ دیا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو: استیعاب، دوم، ص ۹۹-۲۹۸۔

(۱۹۸) زبیری، ص ۳۳۰؛ اصابعہ نمبر ۹۱۴۔

(۱۹۹) زبیری، ص ۳۳۲؛ اصابعہ (کنیت) نمبر ۸۰۱؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۲-۲۶۱۔

(۲۰۰) زبیری، ص ۳۳۲۔

(۲۰۱) زبیری، ص ۳۳۲-۳۳۳؛ اصابعہ نمبر ۱۶۷۵ اور ۵۸۰۳؛ نیز اصابعہ نمبر ۳۲۲۶۔

(۲۰۲) زبیری، ص ۳۳۳ اور اصابعہ نمبر ۳۲۲۶۔

(۲۰۳) زبیری، ص ۳۳۳-۳۳۵، اصابعہ نمبر ۴۶۸۹، ۵۱۱۶، ۹۰۸۷، ۱۶۹۶۔ حضرت سہیل بن وہب مخزومی کا اصل نام خز'ن تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیا تھا۔

(۲۰۴) زبیری، ص ۳۳۴ (۲۰۵) زبیری، ص ۳۳۵

(۲۰۶) ایک سوٹے سے اندازے کے لیے ملاحظہ کیجئے: زبیری، ص ۳۳۶-۲۹۹۔ اس کا کچھ اندازہ بنو مخزوم کے خاندانوں کی تفصیل سے بھی ہوتا ہے جو مختصراً حسب ذیل ہے:

(الف) بنو مخزوم بن یثقلہ کے بنیادی خاندان چار تھے: (۱) بنو عر بن مخزوم (۲) بنو عامر بن مخزوم (۳) بنو عمران بن مخزوم اور (۴) بنو عمیرہ بن مخزوم۔ بنو عمر بن مخزوم کے تین فرزند تھے عبد اللہ، عبید اللہ اور عبد العزیٰ۔ عبد اللہ بن عمر کے چھ فرزندان تھے: مغیرہ، عثمان، عائذ، خالد، ابوجندب اسد اور قیس۔ لیکن تعداد و شرف اور عظمت کے لحاظ سے اصل گھرانہ بنو مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزوم کا تھا۔

(ب) بنو المغیرہ بن عبد اللہ: (۱) بنو ہاشم بن مغیرہ (۲) بنو ہشام بن مغیرہ (۳) بنو ابی حذیفہ ہاشم بن مغیرہ،

(۴) بنو ابی ربیعہ عمرو بن مغیرہ (۵) بنو ابوامیرہ حذیفہ بن مغیرہ (۶) بنو حذاش بن مغیرہ (۷) بنو زہیر بن مغیرہ (۸) بنو ابی زہریم بن مغیرہ (۹) بنو فاکہ بن مغیرہ (۱۰) بنو ولید بن مغیرہ (۱۱) بنو عبد شمس بن مغیرہ (۱۲) بنو حفص بن مغیرہ (۱۳) بنو عثمان بن مغیرہ — ان خاندانوں کے اہم ترین افراد سے ان کا تعارف ذیل میں پیش ہے۔

- ۱ - بنو ہاشم بن مغیرہ : حتمت بنت ہاشم حضرت عمر بن خطاب کی والدہ ماجدہ - اولاد زینہ سے نسل نہیں چلی۔
- ۲ - بنو ہشام : عثمان بن ہشام اور حارث بن ہشام، ابو جہل عمرو بن ہشام، سلمہ بن ہشام وغیرہ۔
— بنو حارث بن ہشام : (۱) عبدالرحمن الشریہ — بہت بڑا گھرانہ تھا اور متعدد دختر و فرزند تھے جو بعد میں مشہور ہوئے۔

— بنو ابی جہل بن ہشام : (۱) حضرت عکرمہ وغیرہ اوپر ذکر آچکا ہے۔

۳ - بنو ابی حذیفہ بن مغیرہ، حضرت ہشام بن ابی حذیفہ - مہاجر حبشہ۔

۴ - بنو ابی امیہ : عبداللہ بن ابی امیہ، ان کی بہن ام سلمہ بنت ابی امیہ زوجہ کریم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، زہیر اور مہاجر وغیرہ۔

۵ - بنو ابی ربیعہ : عبداللہ (بکیر)، بن ابی ربیعہ، عیاش بن ابی ربیعہ - موخر الذکر کا گھرانہ کافی بڑا تھا۔

۶ - بنو فاکہ بن مغیرہ : ابوقیس جو بدر میں کافر مقتول ہوا - نسل ختم ہو گئی۔

۷ - بنو عبداللہ : عثمان بن عبداللہ، بدر میں اسیر ہوا اور نخلہ میں بچ نکلا تھا۔ نوحہ خندق میں مقتول ہوا، نسل نہیں چلی۔

۸ - بنو ولید : حضرت خالد بن ولید مخزومی اور ان کے محترم بھائی اور ان کی اولادیں - کافی بڑا گھرانہ تھا۔

۹ - بنو عبد شمس : حضرت ولید بن عبد شمس یا مہر بن حضرت خالد بن ولید کے شریک تھے - شہید ہوئے۔ ان کی اولادیں تھیں۔

۱۰ - بنو حفص : حضرت عمرو بن حفص اور ان کی اولادیں۔

(ج) بنو عثمان بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم : حضرات حریث، حویرث، سعید بن حریث، عمرو بن حریث۔

(د) بنو عاذ بن عبداللہ : حضرت عبداللہ بن ابوالسائب وغیرہ۔

(س) بنو اسد : حضرت ارقم بن ابی الارقم کا خاندان۔

(ط) بنو خالد : حضرت والبد بن خالد کا خاندان۔

(ع) بنو ہلال : حضرات ابوسلمہ بن عبد الاسد، سفیان بن عبد الاسد وغیرہ کا خاندان۔

کافی بڑا گھرانہ تھا۔

(ف) بنو عبید بن عمرو، حضرت مطلب بن عبد اللہ بن مطلب بن حنطب کا خاندان جو بعد میں بہت وسیع و عظیم ہوا۔

(ل) بنو عامر بن مخزوم، حضرت عثمان الشماس بن عثمان اور ان چچاؤں کا خاندان جن میں حضرت سعید بن ربیع بھی شامل تھے۔

(م) بنو عمران " " : ابو ہبیرہ بن وہب زوجہ ام ہانی بنت ابی طالب اور حضرت سہل (حزن) ابی وہب کا گھرانہ جو متعدد ذیلی خاندانوں پر مشتمل تھا۔

(ن) بنو عمیرہ " " : نسل نہیں چلی۔

یہ تفصیل صبر آزما تو ضرور ہے مگر اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے بنو مخزوم کے تقریباً ہر گھرانے میں ابتدا ہی سے اپنے ماننے والے بنالیے تھے اور دوسرا اہم نکتہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عددی لحاظ سے عہد نبوی میں یہ گھرانہ/بلطن قریش اصل میں قبیلہ بن چکا تھا اور اس میں مرد و عورت اور بچوں سمیت ہزاروں افراد تھے۔

(۲۰۷) ملاحظہ ہونا عساکر کا مضمون بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت پر، ص ۱۸-۱۷۔

(۲۰۸) زبیری، ص ۵-۳۶۴؛ ابن سعد، سوم، ص ۸۰-۳۷۹ وغیرہ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ زید بن عمرو بن فیصل خود ایک اُمت ہو کر قیامت کے دن اٹھیں گے۔

(۲۰۹) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۶-۱۵۵؛ زبیری، ص ۳۶۵؛ اصحابہ نمبر ۳۲۵۔

(۲۱۰) زبیری، ص ۳۶۵؛ اصحابہ نساء نمبر ۶۹۲؛ استیعاب، چہارم، ص ۳۶۵۔

(۲۱۱) مؤنکری واٹ، محمد ایٹ مکتہ، ص ۹۱۔

(۲۱۲) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۳۹-۱۳۸؛ زبیری، ص ۸۱-۳۸۰؛ اصحابہ نمبر ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹۔

نساء ۴۷۵، ۱۸۶۱۰ و نساء ۱۱۸، نساء ۸۶۔

(۲۱۳) زبیری، ص ۳۶۸؛ اصحابہ نساء ۶۱۹ اور ۳۶۴۔

(۲۱۴) ابن اسحاق، ص ۱۴۶؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۳۹؛ زبیری، ص ۸۲-۳۸۱؛ اصحابہ ۵۴۸ اور ۸۷۸۔

(۲۱۵) ابن اسحاق، ص ۱۴۶؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۰؛ زبیری، ص ۸۲-۳۸۱؛ اصحابہ ۵۴۸ اور ۸۷۸۔

(۲۱۶) ابن اسحاق، ص ۱۴۶؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۱؛ زبیری، ص ۸۱؛ اصحابہ ۵۷۵ اور ۵۷۸۔

(۲۱۷) ابن سعد، چہارم، ص ۱۴۱۔

(۲۱۸) ابن سعد، چہارم، ص ۴۲-۱۴۱؛ زبیری، ص ۳۶۷۔

(۲۱۹) ابن سعد، چہارم، ص ۹-۱۸۸۔

(۲۲۰) اصحابہ نساء ۲۷- زبیری، ص ۳۸۱۔

(۲۲۱) زبیری، ص ۸-۳۴۷؛ اصحابہ ۲۸۹۱؛ استیعاب، اول، ص ۴۴-۵۴۱۔

(۲۲۲) ابن اسحاق، ص ۶-۱۵۵۔

(۲۲۳) ابن اسحاق، ص ۱۵۹؛ زبیری، ص ۴۰۹۔

(۲۲۴) زبیری، ص ۶۳-۳۴۷۔

(۲۲۵) ابن سعد، چہارم، ص ۴۲ اوغیرہ؛ زبیری، ص ۳۴۷؛ اصحابہ ۴۸۲۵۔

(۲۲۶) ابن سعد، ہشتم، ص ۵-۸۱؛ زبیری، ص ۳۴۷؛ اصحابہ نساء ۲۹۴۔

(۲۲۷) ملاحظہ ہو زبیری، ص ۶۳-۳۴۷؛ اصحابہ ۵۱۶۵، ۲۹۵۳؛ ۶۱۴۹ اور استیعاب، سوم،

ص ۳۷-۱۳۶؛ اصحابہ ۶۲۳۵ اور ۶۲۲۲۔

(۲۲۸) ابن سعد، سوم، ص ۳۷۷؛ زبیری، ص ۳۶۳؛ اصحابہ ۶۲۰۷؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۲۹۵۔

(۲۲۹) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، سوم، ص ۸-۶۳۷۔

(۲۳۰) واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۱۔

(۲۳۱) ابن اسحاق، ص ۲۱۷۔ مزید بحث کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ

آئے تھے؟

(۲۳۲) ابن سعد، سوم، ص ۳۹۱؛ ابن اسحاق، ص ۳۰۰۔ وہ غزوہ بدر میں پہلے شہید تھے۔

(۲۳۳) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، چہارم اور ہشتم وغیرہ۔

(۲۳۴) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۶۷ وغیرہ؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۲۶۷۔

(۲۳۵) ابن اسحاق، ص ۵۰۳ کا بیان ہے کہ مکہ میں بنو عدی بن کعب میں سے کوئی نہیں باقی رہ گیا تھا۔

(۲۳۶) ابن اسحاق، ص ۲۹۶۔

(۲۳۷) زبیری، ص ۷۶-۳۶۹؛ اصحابہ (کنیت) نمبر ۲۰۶، (کنیت) ۲۵۵، ۲۶۴۰، نساء ۶۱۹۔ بنو عویج

بن عدی میں مذکورہ بالا مسلمانوں کے علاوہ متعدد مسلمان عہد نبوی کے تھے۔ بلکہ کنایہ چاہیے کہ متعدد دگھرانے

مسلمان تھے۔ زبیری کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم سے کم چار پانچ سو افراد کے درمیان ان کی عدی

طاقت رہی ہوگی۔

(۲۳۸) ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون بنو ہاشم و بنو امیہ کی رقابت پر۔

(۲۳۹) زبیری، ص ۲۹۱؛ نیز ملاحظہ کیجئے: کتاب المنق، ص ۵۳-۲۵۔

(۲۴۰) ملاحظہ کیجئے حوالہ سابقہ ۹ اور ۱۱۔

(۲۴۱) ابن اسحاق، مذکورہ بالا؛ ابن سعد، سوم، ۲۰-۱۷۱ وغیرہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے قبول کرنے میں کچھ نہ کچھ پس و پیش ضرور کیا مگر صرف ایک شخص یعنی حضرت ابو بکر صدیق ایسے تھے جنہوں نے سنتے ہی قبول کر لیا۔

(۲۴۲) ملاحظہ کیجئے حوالہ جات سابق ۳۹ تا ۴۵۔

(۲۴۳) ابن سعد، سوم، ص ۱۶۹ کے مطابق ایک صاحبزادی کا نام ام کلثوم تھا۔

(۲۴۴) حوالہ جات سابق ۴۰ و ۴۱؛ نیز ابن اسحاق، ص ۱۱۶۔

(۲۴۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۶-۴۱؛ زبیری، ص ۲۸۸-۲۸۱؛ اصابعہ ۲۶۶-۲۶۷۔ زبیری نے ان کے متعدد فرزندان کا ذکر کیا ہے جن میں موسیٰ، عمران، محمد، یعقوب، اسماعیل، اسحاق، زکریا، عیسیٰ، یحییٰ شامل ہیں ان کے علاوہ متعدد صاحبزادیاں بھی تھیں۔ لیکن یہ کننا مشکل ہے کہ ان میں سے عہد نبوی میں کتنے تھے۔ بہر حال یہ یقینی ہے کہ کچھ اولادیں عہد نبوی کی مسلم تھیں۔ ان کے ایک بھائی عثمان بن عبید اللہ بھی تھے مگر ان کی نسل کچھ زیادہ نہیں چل سکی تھی۔ یہی حال ان کے ایک اور بھائی مالک بن عبید اللہ کا ہوا تھا۔

(۲۴۶) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ زبیری، ص ۲۹۳ کا بیان ہے کہ ان کا جشہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۸ نے عمرو بن عثمان کو قادیسیہ کا شہید بتایا ہے۔ البتہ زبیری نے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے۔

(۲۴۷) زبیری، ص ۲۷۶؛ اصابعہ ۵۱: ۵۔

(۲۴۸) اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۷۵۔

(۲۴۹) زبیری، ص ۲۹۵؛ اصابعہ ۸۲۴، نساء، ۹۷۔

بنو تمیم بن مرہ کے کل تین چار خاندان تھے؛ بنو عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، بنو عبد مناف بن کعب اور بنو کعب بن سعد۔ ان میں سے اصل خاندان اول الذکر تھا جس میں شرف و عظمت و نجابت تھی۔

(۲۵۰) بنو سہم کے اصل گھرانے حسب ذیل تھے:

سہم بن عمرو کے دو فرزند تھے: سعد اور سعید۔ بنو سعد بن سہم تھے: عدی، حذیم، حذافہ، حذیفہ، سعید۔ اور انہیں کی نسل، اصل میں بنو سہم کے گھرانے بنے۔ ذیل میں یہ گھرانے اور ان کے اہم اشخاص کا تعارف پیش ہے:

۱۔ بنو عدی بن سعد بن سہم: قیس بن عدی، اپنے زمانے میں قریش کے سید تھے اور ان کے فرزند عبد المطلب اور عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف میں منافرہ ہوا تھا۔ بنو سہم کے میں اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ وہ بنو عبد مناف کے

ہم پتہ ہو گئے تھے لیکن بعثتِ نبوی کے وقت ان کی تعداد کم ہو گئی تھی کیونکہ ان میں جاری پھیلی اور ایک ایک دن میں کئی کئی عورتیں واقع ہوتی گئیں۔

— بنو قیس بن عدی، عارث اور حذافہ، ابو قیس بن عارث، سعید بن عارث وغیرہ۔

— بنو زبعلی، عبداللہ بن الزبعلی، مشہور شاعر۔

— بنو حذافہ بن قیس بن عدی، خنیس بن حذافہ، حضرت حفصہ کے پہلے شوہر کا خاندان۔

۲۔ بنو حذیم بن سعد بن سہم، جلد خاندان ختم ہو گیا۔

۳۔ بنو عبد قیس بن عدی بن سعد بن سہم، حضرت عمر بن خطاب کی ماں کا خاندان۔

۴۔ بنو حذیفہ بن سعد بن سہم، نبید و غلبہ فرزندان حجاج سہمی کا خاندان۔

۵۔ بنو حذافہ بن سعد بن سہم، قیس بن حذافہ اور ان کے فرزند عدی، فروہ اور نعمان۔ زیادہ تر عورتیں تھیں۔

۶۔ بنو سعید بن سعد بن سہم، مقتدر و فرزند تھے۔ ابو ذراعہ کا خاندان۔

۷۔ بنو سعید بن سہم، ہاشم، مہشم اور ہشام کا خاندان۔

— بنو ہاشم بن سعید، حضرت عمرو بن العاص کا خاندان۔

— بنو ہشم بن سعید، حضرت عمیر بن رباع بن ہشم کا خاندان۔

(۲۵۱) ابن اسحاق، ص ۱۳۳؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۱۳۲، ۱۳۸، ۱۴۲ وغیرہ۔ (۲۵۲) ایضاً

(۲۵۳) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۷، ۱۴۶ وغیرہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۹۱-۱۸۹؛ زبیری، ص ۴۰۲؛ اصابع، ص ۲۲۹۰

۴۶۱۳۔ زبیری نے قیس بن حذافہ کی جگہ ابو الاسف بن حذافہ کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۴) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۹۴-۱۹۱؛ زبیری، ص ۴۰۹؛ اصابع، ص ۸۹۶۶۔

(۲۵۵) ابن اسحاق، ص ۷، ۱۴۶؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۹۷۔

(۲۵۶) ابن سعد، چہارم، ص ۹۷-۱۹۴؛ نیز زبیری، ص ۲-۴۰۱؛ اصابع، ص ۹۳۱ (کنیت)، ص ۳۲۴، ۸۳۶،

۴۵۹۶۔

(۲۵۷) منظر گری واٹ، محمد ایٹ ٹکد، ص ۱۷۷۔

(۲۵۸) ابن سعد، چہارم، ص ۶۱-۲۵۴؛ زبیری، ص ۱۰-۴۰۹؛ اصابع، ص ۸۷۷؛ استیعاب، دوم، ص ۵۰۸-۵۰۹۔

(۲۵۹) ابن سعد، چہارم، ص ۲۶۲؛ زبیری، ص ۱۱؛ اصابع، ص ۴۷۳۸۔

(۲۶۰) ابن ہشام (ابن اسحاق ص ۷۸۰) کے مطابق حضرت عدی بن قیس بن حذافہ ان سردارانِ قریش میں شامل تھے جن کو

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اموالِ ہوازن میں سے عطیہ خاص عطا فرمایا تھا۔

(۲۶۱) زبیری، ص ۴۰۲؛ اصابع، ص ۶۷۷۰؛ استیعاب، سوم، ص ۱۱-۳۰۹۔

(۲۶۲) زبیری، ص ۴۰۶؛ اصاہ ۱۲۰۵ (کنیت)، استیعاب، چہارم، ص ۲۱۸ اور اصاہ ۸۰۲۳ اور استیعاب، سوم، ص ۱۳-۱۲؛ اصاہ ۵۰۱۱ نیز ۵۴۳ (کنیت)؛ اصاہ ۳۰۵۱؛ نیز استیعاب، دوم، ص ۱۰۲۔ (۲۶۳) زبیری، ص ۴۰۵؛ اصاہ نساء ۴۵۳۔ (۲۶۴) بنو زہرہ بن کلاب کے اہم خاندان اور ان کے نمائندہ افراد حسب ذیل تھے:

- ۱۔ بنو زہرہ بن کلاب: عبد مناف، حارث۔ تعداد کے لحاظ سے بنو حارث بن زہرہ اور شرف کے اعتبار سے بنو عبد مناف بن زہرہ اہم تھے۔ زہرہ بن کلاب دراصل قصی بن کلاب کے بھائی تھے۔
- ۲۔ بنو عبد مناف بن زہرہ: وہب، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا کا خاندان۔
 — بنو وہب بن عبد مناف: اسود بن عبد یغوث بن وہب۔ رسول کریم کا مخالفت اور مذاق اڑانے والا۔
 — بنو اہیب بن عبد مناف: مخزوم بن نوفل بن اہیب۔ فح مخمکہ کے مسلم اور ماہر انساب، حضرت سعد بن ابی وقاص کا خاندان بھی یہی تھا۔
- ۳۔ بنو حارث بن عبد مناف: عبد اللہ، وہب، شہاب۔ نسل زیادہ تر عبد کے خاندان میں چلی۔
 — بنو عبد بن حارث: حضرت عبدالرحمن بن عوف بن عبد کا خاندان۔ حضرت عبدالرحمن کے متعدد بھائی اور ان کے گھرانے تھے۔
 — بنو عبد اللہ بن حارث: حضرت شہاب بن عبد اللہ کا خاندان۔
 — بنو وہب بن حارث: نسل منقطع ہو گئی۔
 — بنو اہیب بن حارث: نسل زیادہ نہیں چلی۔

(۲۶۵) ابن اسحاق، ص ۲۹۶۔

(۲۶۶) زبیری، ص ۴۲-۴۵۔ (۲۶۷) زبیری، ص ۶۶-۶۵۔

(۲۶۸) ایضاً۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون ”کیا ماجر بن تکر خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟“

(۲۶۹) زبیری، ص ۶۶-۶۵ اور ۶۳-۶۲ بالترتیب حضرت شفا اور حضرت عاتکہ کے لیے؛ نیز ملاحظہ کیجئے حضرت

مسور بن مخزوم کے لیے اصاہ ۷۹۹۳؛ استیعاب، سوم، ص ۱۸-۱۹۔

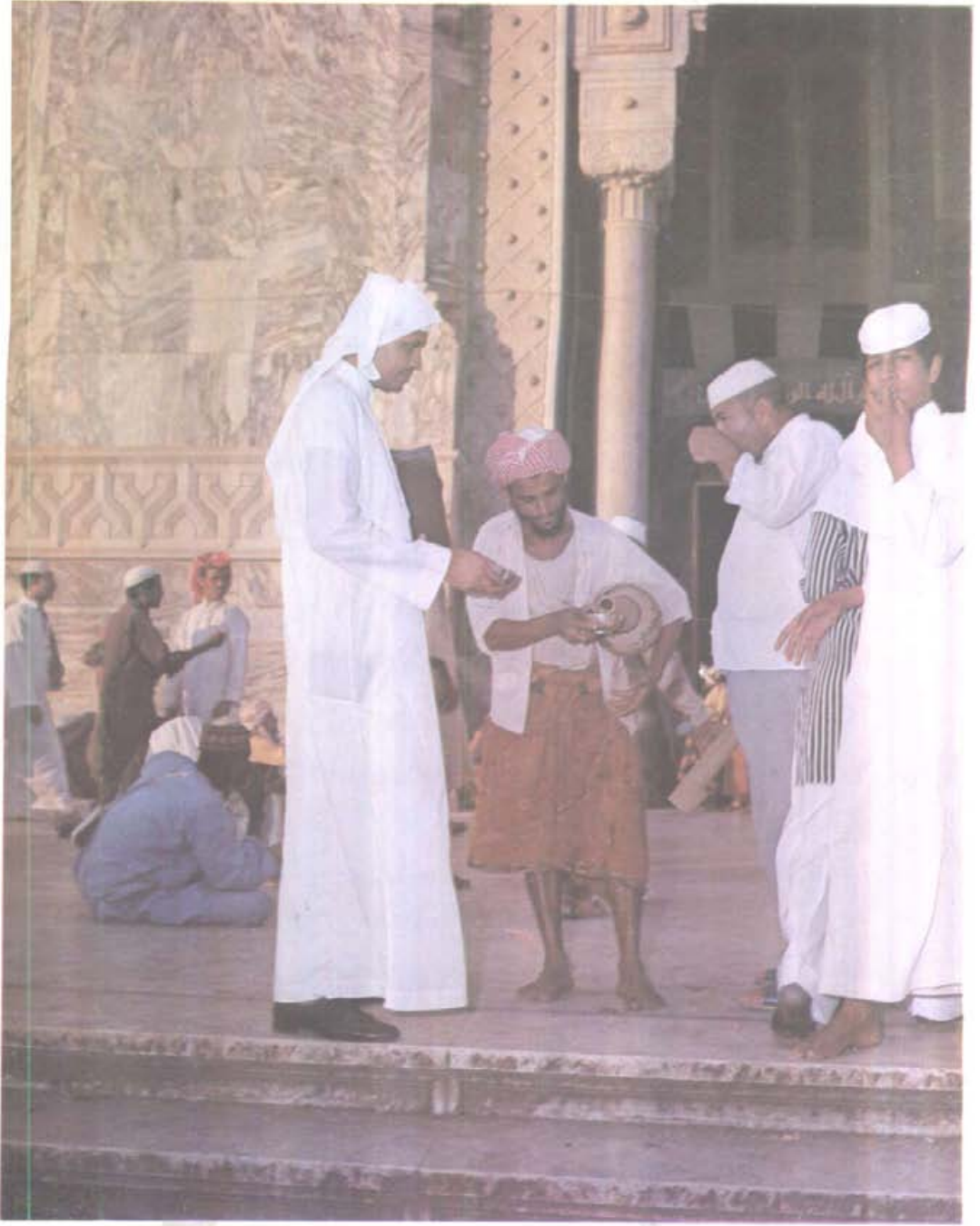
(۲۷۰) زبیری، ص ۶۶-۶۵۔

(۲۷۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۴؛ زبیری، ص ۲۴۴؛ اصاہ ۸۰۲۳، ۴۲۸۵، ۵۰۷۸۔

(۲۷۲) ابن اسحاق، ص ۱۴۱۔

(۲۷۳) ابن سعد، سوم، ص ۴۰-۱۳۷ وغیرہ۔ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۱۱۶-۱۱۵، ۱۴۷ وغیرہ؛ ابن سعد،

چہارم، ص ۴-۱۲۳؛ زبیری، ص ۶۴-۶۳؛ اصاہ ۳۱۹۴؛ استیعاب، دوم، ص ۳۳-۱۸؛



حرم المکی کے دروازے پر آبِ زمزم پلایا جا رہا ہے

اصابہ ۶۰۵۷، ۴۴۲۳، ۸۹۱۲ -

(۲۷۴) ابن سعد، چارم، ۶-۱۲۵؛ زبیری، ص ۲۷۴ -

(۲۷۵) ابن سعد، چارم، ص ۱۲۵ (۲۷۶) ابن سعد، ص ۵۱-۱۵۰؛ چارم، ص ۱۲۶-۱۲۷ -

(۲۷۷) ابن سعد، چارم، ص ۸-۱۲۷ (۲۷۸) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۶۱ -

(۲۷۹) ابن سعد، سوم، ص ۱۶۷ (۲۸۰) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ -

(۲۸۱) زبیری، ص ۲۶۲؛ اصابہ ۷۸۴۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ اسد الغابہ، چارم، ص ۷ -

(۲۸۲) بنو اسد در اصل خاندان قصی بن کلاب کی شاخ تھے کیونکہ وہ عبد العزیٰ بن قصی کی نسل سے تھے۔ عبد العزیٰ کے ایک فرزند اسد میں نسل چلی۔ اسد بن عبد العزیٰ کے متعدد فرزند اور اتنے ہی گھرانے تھے جو حسب ذیل ہیں:

- (۱) بنو حارث بن اسد (۲) بنو مطلب (نسل نہیں چلی) (۳) بنو عبد اللہ (نسل نہیں چلی) (۴) بنو نوفل (۵) بنو حبیب (۶) بنو صفی (نسل نہیں چلی اور اسی طرح طالب، طلیب اور خالد کی نسلیں بھی منقطع ہو گئیں) (۷) بنو حویرث بن اسد (۸) بنو ہاشم (۹) بنو مہشم (۱۰) بنو عمرو (ان تینوں کی بھی نسلیں نہیں چلی سکیں) (۱۱) بنو یلد بن اسد (اصل گھرانہ تعداد کے اعتبار سے یہی تھا)۔

○ بنو نوفل بن اسد: ورقر بن نوفل کا خاندان مگر خود ان کی اپنی نسل نہیں چلی۔ صفوان بن نوفل کی بھی نسل منقطع ہو گئی۔ البتہ عدی بن نوفل کا گھرانہ چلا۔

○ بنو حویرث بن اسد: عثمان بن حویرث کہہ کے ممتاز ترین سرداروں میں تھے لیکن وہ مکہ کے بادشاہ نہیں بن سکے ان کی نسل بھی نہیں چلی۔ مطلب بن حویرث کی نسل بھی منقطع ہو گئی۔

○ بنو حبیب بن اسد: کوئی قابل ذکر شخص نہیں ہوا۔

○ بنو حارث بن اسد: اصل گھرانہ تھا اور نسل بھی خوب پھیلی پھولی۔ ان کے دو بیٹے تھے: زہیر اور ہاشم۔

اسلامی عہد میں ان دونوں کے گھرانے خوب پھیلے۔ ان کے اہم ذیلی گھرانے تھے:

— بنو امیہ بن حارث: حضرت عمرو بن امیہ، مہاجر حبشہ، سفیان بن حارث وغیرہ۔

— بنو ہاشم بن حارث: ابو الجہزی عاصی، شاعر وقت، بدر میں مقتول۔ حضرت الاسود

بن ابی الجہزی وغیرہ۔

○ بنو مطلب بن اسد: ابو زمعہ اسود بن مطلب، اسلام و رسول کے مذاق اڑانے والوں میں اور سردار

قریش۔ اس کا فرزند زمعہ مقتول بدر۔ حضرت ہبائر بن اسود بعد میں اسلام لائے۔

ان کی اولاد۔ اور دوسرے صحابہ مثلاً یزید بن زمعہ۔

— بنو ابی جہش بن مطلب: حضرت عبد اللہ بن سائب صحابی رسول۔

○ بنو غیلہ بن اسد: عدی، حزام، عوام، نوفل، حضرات خدیجہ و ہالد۔

— بنو عدی: نسل نہیں چلی۔

— بنو حزام: حضرت حکیم بن حزام اور ان کے فرزند ہشام، خالد وغیرہ۔

— بنو عوام: حضرات زبیر بن عوام اور ان کے بھائی عبدالرحمن، سائب وغیرہ کا خاندان۔

ملاحظہ ہو زبیری، ص ۲۵۶-۲۵۵۔

(۲۸۳) ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۱۶۷ اور ۱۳۳ وغیرہ؛ زبیری، مذکورہ بالا۔

(۲۸۴) ابن اسحاق، ص ۱۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۲-۱۰۰؛ زبیری، ص ۲۳۵؛ اصابعہ ۳۷۸۹۔

(۲۸۵) ابن سعد، ہشتم، ص ۴۱۔ (۲۸۶) ابن سعد، چہارم، ص ۱۱۹؛ زبیری، ص ۶-۲۳۵۔

(۲۸۷) زبیری، ص ۲۳۵، ان کا اصل نام عبدالکعبہ تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیا تھا؛ نیز اصابعہ ۵۱۸۰۔ ان

کی زوجہ محترمہ حمیدہ بنت عبدالعزیٰ غزالی مایات میں سے تھیں۔ ملاحظہ ہو اصابعہ نسائہ ۲۴۱، ۲۴۸ اور ۳۰۹۔ ان کے دو فرزند عبداللہ اور عبید اللہ تھے۔ اولیٰ الذکر حضرت عثمان غنی کے ساتھ اور ثانی الذکر جنگ صفین میں شہید ہوئے تھے۔

(۲۸۸) ابن اسحاق، ص ۱۱۱؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۵۲؛ زبیری، ص ۳۱-۲۳۰؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۵-۳۳۳ وغیرہ۔

(۲۸۹) زبیری، ص ۲۳۴۔ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، چہارم، ص ۱۱۹۔

(۲۹۰) زبیری، ص ۲۳۰؛ اصابعہ نسائہ ۱۰۷۵؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۸-۵۵۷۔

(۲۹۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۰؛ زبیری، ص ۲۳۰؛ اصابعہ ۱۷۱۔

(۲۹۲) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۰؛ زبیری، ص ۲۱۲؛ اصابعہ ۶۶-۵۷۔

(۲۹۳) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۱؛ زبیری، ص ۲۲۱۔

(۲۹۴) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۹۲ کا یہ خیال ہے۔

(۲۹۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، ص ۵-۱۱۳۔

(۲۹۶) زبیری، ص ۲۱۹؛ اصابعہ ۹۲۹؛ استیعاب، سوم، ص ۱۰-۶۰۹۔ ان کی متعدد اولادیں بھی مسلمان تھیں۔

(۲۹۷) زبیری، ص ۲۳۱؛ اصابعہ ۱۸۰۰؛ ابن اسحاق، ص ۵۹۴۔ ان کے فرزند ہشام کے لیے ملاحظہ کیجئے:

زبیری، ص ۲۳۱ اور اصابعہ ۸۹۶۵۔

(۲۹۸) بنو اسد کے دوسرے مسلمانوں میں یہ حضرات شامل تھے، حضرات اسود بن ابوالبحتر، عدی بن نوفل بن

اسد، عطاء بن ذویب بن ثویت اور حواء بنت ثویت، اسود بن ابوالبحتر کی والدہ عاتکہ بنت امیر/

بنو حارث بن اسد، عبداللہ بن سائب بن ابی حبیش بن مطلب، عبداللہ بن زعدہ، عبداللہ بن زبیر بن عوام وغیرہ۔
ظاہر ہے کہ بنو اسد کے عہد نبوی کے کل مسلمان مردوں اور عورتوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔
(۲۹۹) بنو نجیح کے اہم خاندان یہ تھے:

- (۱) بنو خلف بن وہب: امیر بن خلف، ابی بن خلف، دشمنان رسول کریم جو بالترتیب بدر اُحد میں مقتول ہوئے۔
— بنو وہب بن خلف، بنو امیر بن خلف، بنو اسید بن خلف، بنو ابی بن خلف، بنو اسیم بن خلف۔
- (۲) بنو حبیب بن وہب: حضرت عثمان بن مظعون کا گھرانہ۔ / بنو معمر بن حبیب بن وہب: بنو حارث بن معمر۔
- (۳) بنو وہبان بن وہب: کوئی مشہور شخص نہیں گزرا۔
- (۴) بنو اسیب بن حذاف بن نجیح: کئی ذیلی گھرانے تھے، بنو عمیر، بنو عمرو، بنو جند مناف بن عمیر وغیرہ۔
- (۵) بنو سعد بن نجیح (۶) بنو عویج بن سعد، بنو لؤذان بن سعد، بنو ربیعہ بن سعد۔ موخر الذکر کا ذیلی گھرانہ تھا بنو عامر بن بزیع جس کے نمائندہ شخص تھے حضرت سعید بن عامر۔

لاحظہ ہو زبیری، ص ۳۸۶-۳۸۷۔

(۳۰۰) لاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۸-۱۳۷؛ ابن اسحاق، ص ۱۲۷ اور ۱۳۳ وغیرہ؛ زبیری، ص ۳۸۷-۳۸۸۔
(۳۰۱) ابن اسحاق، ص ۱۱۷۔

(۳۰۲) ایضاً؛ ابن سعد، سوم، ص ۳۰۱-۳۹۳؛ زبیری، ص ۳-۳۹۳؛ اصابعہ ۵۳۳۵؛ استیعاب، سوم، ص ۸۹-۸۵؛ اصابعہ ۳۰۶۶، ۲۹۵۵، ۷۰۸۲۔

www.KitaboSunnat.com

(۳۰۳) زبیری، ص ۳۹۳۔

(۳۰۴) ابن اسحاق، ص ۱۵-۲۱۴؛ نیز لاحظہ کیجئے مضمون ”کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟“ ص ۲۱۔
(۳۰۵) ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۲۰۲ وغیرہ؛ چہارم، ص ۲-۲۰۱؛ زبیری، ص ۳۹۵؛ اصابعہ ۱۷۵۵، ۱۵۳۲، ۸۱۳۵، ۷۷۵۹، ۱۳۸۷، نساء ۱۱۷۹۔

(۳۰۶) ابن اسحاق، ص ۱۷۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۲؛ زبیری، ص ۵-۳۹۳؛ اصابعہ ۱۱۹۰؛ استیعاب، اول، ص ۲۳۹؛ اصابعہ ۳۳۲۲ وغیرہ۔

(۳۰۷) ابن اسحاق، ص ۱۷۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۳؛ زبیری، ص ۳۹۶؛ حضرت نبیہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۳۰۸) ابن اسحاق، ص ۲۰-۳۱۸؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۱-۱۹۹؛ زبیری، ص ۳۹۱؛ اصابعہ ۹۱۱؛

استیعاب، سوم، ص ۷-۶۲۶۔ حضرت عمیر بن وہب حجازی کے لیے لاحظہ کیجئے؛ زبیری، ص ۳۹۱؛ اصابعہ

۷۰۵۳؛ استیعاب، دوم، ص ۶-۳۸۳؛ نیز ابن اسحاق، ص ۵۵۵۔

(۳۰۹) ابن سعد، چہارم، ص ۲۷۹؛ زبیری، ص ۳۹۹؛ اصابعہ ۳۲۶۳۔

(۳۱۰) ابن اسحاق، ص ۵۵۵؛ زبیری، ص ۳۸۸؛ اصاہ ۴۰۶۸۔

(۳۱۱) زبیری، ص ۳۸۹؛ اصاہ ۶۱، ۶۱۶ اور نساہ ۱۶۱ نیز استیعاب، دوم، ص ۹-۳۳۸۔

(۳۱۲) زبیری، ص ۳۹۲؛ اصاہ ۱۷۹ اور ۵۴۳۔

(۳۱۳) زبیری، ص ۳۹۹؛ اصاہ ۳۵۵ اور ۱۰۰۸ (کنیت)؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ ابن سعد، پنجم، ص ۴۵۰۔

(۳۱۴) زبیری، ص ۴۰۰-۳۸۷، نے بنو جمح کے مزید مسلمانوں میں حسب ذیل حضرات و خواتین کو شمار کیا ہے :

حضرت عامر بن مسعود بن امیہ بن خلف (اور غالباً ان کا پورا خاندان)، اولاد و اخلاف امیہ بن خلف اور ابی بن خلف، حضرت عبدالرحمن بن سابط بن ابی حمضہ بن عمرو بن اہیب (اور ان کے بقیہ بھائی بھی)، حضرت مڑہ بن ابوہریرہ حمی اور ان کی اولاد ذکور و اناث، حضرت ابو مخذومہ کے کل بھائی، حضرت سعید بن عامر کی بہن حضرت فاطمہ بنت عامر جو حضرت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کی زوجہ تھیں اور جن سے عبدالملک بن مروان کی ماں حضرت عائشہ پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہ بھی عہد نبوی کی مسلم تھیں۔ ان کے لیے بالترتیب ملاحظہ ہو اصاہ ۴۴۲، ۳۰۲۶، ۷۹۰۵، نساہ ۸۴۱ اور نساہ ۷۰۹۔ یقینی طور پر یہ بھی مکمل فہرست نہیں ہے متعدد دوسرے ایسے ہوں گے جن کا ذکر دوسرے مآخذ میں ملے گا۔

(۳۱۵) ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون "بنو امیہ اور بنو ہاشم کی رقابت کا تاریخی پس منظر"، مذکورہ بالا۔

(۳۱۶) مونٹگری واٹ، ص ۹۴، کا خیال ہے کہ وہ بعثت نبوی کے وقت مکہ کے معاملات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ ان کی پرانی حیثیت نہیں باقی رہی تھی لیکن اب بھی کئی سیاست و سماج میں نمایاں مقام کے حامل تھے۔

(۳۱۷) ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۲۲-۱۱۶؛ زبیری، ص ۲۵۴؛ اصاہ ۸۰۰۳۔

(۳۱۸) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۴۷ وغیرہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۱؛ زبیری، ص ۲۵۴؛ اصاہ ۸۲۳۳۔

(۳۱۹) ابن اسحاق، ص ۱۴۷۔

(۳۲۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۳-۱۲۱۔

(۳۲۱) ابن اسحاق، ص ۱۶۸۔

(۳۲۲) ابن اسحاق، ص ۳۲۸؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۱۶، ۱۲۲۔

(۳۲۳) زبیری، ص ۲۵۶؛ اصاہ نساہ ۱۷۲۔

بنو عبد الدار کے مذکورہ بالا مسلمانوں کے لیے دیکھئے زبیری، ص ۶-۲۵۴؛ اصاہ ۱۲۴۸،

۸۷۲، ۳۵۹۱۔

(۳۲۴) ابن سعد، چہارم، ص ۲۵۲؛ زبیری، ص ۲۵۱۰؛ اصاہ ۵۴۴۰؛ استیعاب، سوم، ص ۹۲-۹۲۔

(۳۲۵) ابن اسحاق، ص ۵۹۴، ۷۸۰۔ ابن اسحاق نے حضرت حارث بن حارث بن کلہہ عبد ری کا نام لیا ہے جبکہ

ابن ہشام نے شعیب بن عثمان، ابراہیم بن الحارث اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم کو بنو عبدالدار سے شمار کیا ہے؛ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۲۵۵؛ اصحابہ ۸۴۲۰۔

(۳۲۶) کتاب المنق، ص ۲۶۹؛ زبیری، ص ۲۵۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۲۳؛ اصحابہ ۴۲۸۸۔
(۳۲۷) بنو عامر بن لوی کے اہم گھرانے حسب ذیل تھے:

۱۔ بنو حسل بن عامر؛ بنو مالک جس کے ذیلی گھرانے تھے بنو جذیمہ، بنو عبدود، اور موخر الذکر کا ذیلی گھرانہ بنو اوقیس جو کافی بڑا گھرانہ تھا۔

۲۔ بنو معیص بن عامر؛ بنو عبد بن معیص اور بنو عمرو بن معیص، اور ان کے بھی اہم ذیلی گھرانے تھے۔

۳۔ بنو عیص بن عامر۔

(۳۲۸) ابن اسحاق، ص ۵۰۴؛ ابن سعد، پنجم، ص ۵۵۳؛ زبیری، ص ۴۱۷؛ اصحابہ ۳۵۶۶؛ استیعاب، دوم، ص ۱۱۲-۱۰۸۔

(۳۲۹) ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ۱۲۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۴۰۳-۲۰۳؛ زبیری، ص ۲۲۱-۲۔

(۳۳۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۰۴؛ ہشتم، ص ۵۲؛ زبیری، ص ۴۲۲۔

(۳۳۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲-۲۰۵؛ زبیری، ص ۴۳۷؛ اصحابہ ۵۷۵۹ اور ۵۹۳۰۔

(۳۳۲) ابن اسحاق، ص ۱۲۷۔

(۳۳۳) ابن سعد، سوم، ص ۴۰۳؛ زبیری، ص ۴۲۸؛ اصحابہ ۵۰۰ (کنیت)؛ نیز ابن اسحاق، ص ۳۲۸۔

(۳۳۴) ابن اسحاق، ص ۱۲۷؛ ابن سعد، ہشتم، ص ۲۷۲۔

(۳۳۵) زبیری، ص ۲۲۶؛ ابن سعد، سوم، ص ۴۰۴؛ اصحابہ ۴۹۳۰۔

(۳۳۶) ابن سعد، سوم، ص ۴۰۶؛ زبیری، ص ۴۱۹؛ اصحابہ ۴۷۲۷۔

(۳۳۷) زبیری، ص ۴۲۲؛ اصحابہ ۷۲۸۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت سودہ بنت زمعہ کے ایک بھائی تھے۔

(۳۳۹) ابن سعد، سوم، ص ۴۰۵

(۳۳۸) ابن اسحاق، ص ۱۲۷

(۳۴۱) ابن اسحاق، ص ۳۲۸

(۳۴۰) ابن اسحاق، ص ۱۲۷

(۳۴۲) ابن اسحاق، ص ۹-۱۶؛ زبیری، ص ۲۰-۴۱۹؛ اصحابہ ۲۰۲ (کنیت)؛ استیعاب، چہارم، ص ۳۳-۳۵۔

(۳۴۳) زبیری، ص ۲۱-۴۱۹ نے اس خاندان کے حسب ذیل مزید مسلمانوں کا ذکر کیا ہے: حضرت عتبہ بن سہیل بن عمرو

ہند بنت سہیل اور عمرو بن سہیل اور حاطب بن عمرو، سلیط بن سلیط۔

نیز ملاحظہ کیجئے: اصحابہ ۵۳۹۵، نسا، ۵۹۲، ۱۵۳۶، ۳۴۱۲۔

(۳۴۴) زبیری، ص ۳۳۲؛ اصاہ ۴۰۲؛ استیعاب، دوم، ص ۷۷-۷۸-۷۹-۸۰۔ زبیری کے مطابق ان کے کئی بھائی تھے جیسے اولیس اکبر، اولیس اصغر، ایاس اور ابوہند۔

(۳۴۵) زبیری، ص ۳۱۸؛ کتاب المنقذ، ص ۶۱-۶۲؛ اصاہ ۵۶۶؛ استیعاب، دوم، ص ۱۲-۱۳-۱۴۔ (۳۴۶) زبیری، ص ۳۲۶؛ اصاہ ۱۸۷-۱۸۸۔ حضرت معاویہ کی آخر خلافت میں انتقال فرمایا جبکہ ان کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔

(۳۴۷) زبیری، ص ۳۳۱؛ اصاہ ۸۹۷-۸۹۸۔

(۳۴۸) زبیری، ص ۳۲۱؛ اصاہ ۵۲۶؛ استیعاب، دوم، ص ۳۴۲۔ نیز اصاہ ۶۲۰۶؛ استیعاب، دوم، ص ۳۱۰۔ بالترتیب -

(۳۴۹) بنو عامر بن لوی کے دوسرے مسلمانوں میں زبیری نے حسب ذیل کا نام گنایا ہے:

۱۔ بنو قدان بن عبد شمس: حضرت عبداللہ بن السعدی

۲۔ بنو ابوقیس بن عبد ود: حضرت ابوقیس بن عمرو بن عبد ود

حضرت مجمل بن عبد ود ابی قیس اور ان کی صاحبزادی ام جمیل۔

حضرت ابوالحکم بن حلیط

حضرت عبدالرحمن بن حلیط اور ابوسفیان بن حلیط

۳۔ بنو معیص بن عامر بن لوی: علاء بن وہب بن عبد بن وہبان

مکروب بن حصص بن الاحنف

ابوعلی بن حارث بن رخصہ اور علی بن عبید اللہ بن حارث۔ یہاں میں شہید ہوئے۔

اصاہ ۵۶۸۵

بُسْر بن ارطاة

یہ یقینی ہے کہ مذکورہ بالا اصاہ کرام سے کہیں زیادہ تعداد اب بھی ان گناہ مسلمانانِ عہد نبوی کی ہے جن کا تذکرہ نہیں آسکا ہے۔

(۳۵۰) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۸-۶۔

(۳۵۱) ابن اسحاق، ص ۱۱۶۔

(۳۵۲) ابن اسحاق، ص ۱۲۷؛ زبیری، ص ۳۵۵؛ اصاہ ۳۳۹۳۔

(۳۵۳) زبیری، ص ۳۲۵، نے ان کے دو فرزندوں یزید اور عبید اور ان کی والدہ ہند بنت جابر بن وہب بن جناب کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ ان کی اور ان کے بھائیوں کی نسل منقطع ہو گئی۔

(۳۵۴) ابن اسحاق، ص ۱۱۶؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۲؛ اصابہ ۳۵۱۳۔ ان کا اصل نام سیل بن وہب تھا اور وہ زہیری ص ۴۲۶ کے مطابق بدری صحابی تھے۔

(۳۵۵) ابن اسحاق، ص ۱۴۷؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۳؛ زہیری، ص ۴۲۶؛ اصابہ ۵۸۳۳، ۹۱۶۲، نیز ابن اسحاق، ص ۳۳۰۔

(۳۵۶) ابن اسحاق، ص ۳۲۰؛ زہیری، ص ۴۲۶؛ اصابہ ۲۵۵۴ اور ۴۰۸۵۔

(۳۵۷) زہیری، ص ۴۲۶، نے حضرت عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال اور ان کے بھائی وہب کو بدری صحابہ میں شمار کیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو اصابہ ۵۸۳۳، ۹۱۶۲۔

(۳۵۸) بنو عامر بن لوی کے دوسرے مسلمانوں کا ذکر زہیری، ص ۴۶-۴۵ کے مطابق حسب ذیل ہے؛

- ۱۔ حضرت نافع بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ
 - ۲۔ حضرت سیل بن وہب (وہ حضرات سہل بن بیضا اور ان کے بھائی صفوان کے حقیقی بھائی تھے) اصابہ ۳۵۵
 - ۳۔ حضرت عیاض بن غنم بن زہیر (جنہوں نے خلافت صدیقی اور فاروقی میں کارہائے نمایاں انجام دیے)
- اصابہ ۶۱۳۵

ان کے علاوہ بھی یقیناً متعدد بلکہ بہت سے عامر مسلمان عبد نبوی میں تھے۔

(۳۵۹) اسد الغابہ، چہارم، ص ۷۷-۲۳۶؛ زہیری، ص ۴۲۸؛ اصابہ ۷۳۸۸۔

زہیری، ص ۸-۴۷ نے متعدد فہری صحابہ میں حضرات ضحاک بن قیس فہری، حبیب بن مسلمہ فہری اور ضرار بن نطاب فہری اور رباع بن عمرو بن المغیرت کو بھی بنو محارب سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اصابہ ۴۱۶۴، ۱۵۹۵ (استیعاب، اول، ص ۳۰-۳۲۸) ۴۱۶۸ اور ۲۵۵۷۔

بلا شک وشبہ بنو محارب بن فہریا بنو حارث بن فہر کے بہت سے مسلمانوں کا نام مآخذ میں نہیں آسکا ہے۔

(۳۶۰) موننگری واٹ، محمد ایٹم، ص ۹-۸۶ اور ۷۹-۱۷۱ نے بنو محارب بن فہر کو بھی شامل نہیں کیا ہے۔

(۳۶۱) یہ جائزہ بنیادی طور سے زہیری، نسب قریش، ص ۴۸-۴۲۰ اور ابن حزم اندلسی، جہرہ انساب العرب، ص ۱۵ پر مبنی ہے۔

(۳۶۲) زہیری اور جہرہ کے علاوہ ان صحابہ کرام کے ذکر کے لیے مزید دیکھئے؛ اصابہ ۴۱۶۴، ۱۵۹۵، ۴۱۶۸، ۲۵۵۷۔

نیز استیعاب، اول، ص ۳۰-۳۲۸۔ نیز اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۴۵، ۳۲۸ وغیرہ؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۸۲ نے ایک صحابی حضرت ابوغلیہ فہری کا ذکر کیا لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان کا کس بنو فہر سے تعلق تھا۔ اس کے

علاوہ ایک اور فہری صحابی میں زیاد بن نعیم اسد الغابہ، دوم، ص ۲۱۸۔

(۳۶۳) بنیادی طور پر یہ تجزیہ ابن حزم اندلسی، جہرہ، ص ۲۶-۳۱۳ اور ۳۲۶ پر مبنی ہے۔

(۳۶۴) ابن اسحاق، ص ۵۴۵ اور ۵۵۴، کا بیان ہے کہ غزوہ فتح مکہ میں مسلم سپاہ کی تعداد دس ہزار تھی جس میں حسب ذیل قبائل عرب نے حصہ لیا تھا۔ قوسین میں ان کے سپاہ کی تعداد ہے۔

۱۔ بنو سلیم	۴۰۰ یا ۱۰۰۰
۲۔ غفار	۴۰۰
۳۔ اسلم	۴۰۰
۴۔ مُزینہ	۱۰۰۳

باقی قریش اور انصار اور ان کے حلفاء کی سپاہ تھی اور کچھ جاغیس تمیم، قیس اور اسد کے عربوں کی بھی تھیں۔ ابن اسحاق کا مزید بیان ہے کہ اس غزوہ میں تمام قریشیوں اور انصار نے حصہ لیا تھا اور کوئی ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قریشی مہاجرین کی تعداد سات سو (۷۰۰) تھی۔ اس طرح انصار کے علاوہ بقیہ مجاہدین کی تعداد تین ساڑھے تین ہزار کے درمیان آتی ہے۔

(۳۶۵) ماخذ کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے جزیرہ نمائے عرب کے پڑوسی ملکوں کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دی تھی اور سوائے خُسر و پرویز کُسرائے ایران کے اور دوسری تمام مملکتوں میں سفراءِ نبوی کا بہتر استقبال ہوا تھا۔ جزیرہ نمائے عرب میں بھی ردِ عمل بہتر ہوا تھا صرف بُصری کے غسانی حکمران نے نہ صرف اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا بلکہ سفیرِ نبوی کو انتہائی بیدردی سے قتل کر دیا تھا۔ سفراءِ نبوی پر بحث باب چہارم میں ملاحظہ فرمائیے۔

سلاطینِ وقت کو اسلام کی دعوت کے لیے ملاحظہ کیجئے، شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۴۴-۴۶۲؛ محمد حیدر اللہ، محمد رسول اللہ، مذکورہ بالا، ص ۱۵-۱۵۵؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴۴-۴۵، ان سفارتوں کی صحت کو بوجہ معلوم مشتبہ سمجھتے ہیں۔

(۳۶۶) ابن اسحاق، ص ۱۵۴-۱۵۰۔ بحث کے لیے ملاحظہ کیجئے شبلی اور محمد حیدر اللہ، مذکورہ در ص ۲۶۵۔

(۳۶۷) قرآن کریم؛ سورہ ۳۴، آیت ۲۸۔

(۳۶۸) ملاحظہ ہو چول لا بوم (JULES LA BEAUME) LE KORAN ANAYSE عربی ترجمہ تفصیل آیات

القرآن الحکیم، از محمد فواد عبدالباقی، قاہرہ ۱۹۵۵ء، ص ۳۴-۱۴ (الباب الثانی)

(۳۶۹) قرآن کریم، سورہ حجر، نمبر ۱۵۔

(۳۷۰) عام طور سے تمام مستشرقین کا یہی خیال ہے ملاحظہ ہو واٹ، محمد ایٹ مکہ، ص ۳-۱۵۰ وغیرہ۔

(۳۷۱) ابن اسحاق، ص ۱۸-۱۱، ص ۸-۱۹۴ وغیرہ۔

(۳۷۲) مغربی مورخین میں گرونی بام (GRUNEBaum)، کلاسیکل اسلام، انگریزی ترجمہ کمیتقرین والس لندن ۱۹۶۷ء، ص ۲-۴، نے قبائل عرب کی عددی طاقت کا جو تخمینہ لگایا ہے وہ کسی حد تک صحیح ہے۔ لیکن بڑے

قبیلوں کے بارے میں ان کا تخمینہ زیادہ صحیح نہیں ہے۔ ہمارا تخمینہ مآخذ کے بیانات پر مبنی ہے خاص طور سے ان کی فوجی طاقت کے بارے میں ان کے بیانات پر۔ اس کے علاوہ انساب کی کتابوں سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ بھی بنیاد بنے ہیں۔

(۳۷۳) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۶۱ - ۱۵۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۱۹۹۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہو: باب اول۔

(۳۷۴) ابن سعد، چہارم، ص ۶ - ۲۴۵۔

(۳۷۵) ابن ہشام، سوم، ص ۳۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۴ - ۹۳؛ سوم، ص ۹ - ۲۴۸؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۸۶۔

(۳۷۶) اسد الغابہ، اول، ص ۱۱۶۔

(۳۷۷) ابن ہشام، دوم، ص ۶۴۰؛ واقدی، ص ۸۴ - ۹۸۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۳؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۴۔

(۳۷۸) اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۱۳۔

(۳۷۹) ملاحظہ ہو باب سوم، چہارم اور پنجم، نیز حوالہ جات آئندہ۔

(۳۸۰) ابن ہشام، دوم، ص ۶۴۰؛ واقدی، ص ۲ - ۹۸۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۳؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۴۔

(۳۸۱) ابن اسحاق، ص ۵۶۱ اور آگے۔

(۳۸۲) ابن ہشام، سوم، ص ۲۰۳؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۱ - ۲۱۹؛ بخاری اور مسلم، صحیح، اسلام ابی ذر؛

اصابہ ۳۷؛ جمہرہ، ص ۱۷۵۔

(۳۸۳) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۹؛ اصابہ ۲۸۹؛ جمہرہ، ص ۱۷۶۔

(۳۸۴) ترجمہ ابی ذر کے مذکورہ بالا مآخذ۔ (۳۸۵) ایضاً

(۳۸۶) ابن سعد، چہارم، ص ۲۲۱؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن ہشام، سوم، ص ۲۱۳؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۵۰ اور

پنجم، ص ۱۹۷ وغیرہ۔

(۳۸۷) ابن سعد، چہارم، ص ۴۵ - ۲۴۴؛ اصابہ، ص ۴۱۶؛ جمہرہ، ص ۱۷۶۔

(۳۸۸) اسد الغابہ، پنجم، ص ۹ - ۱۴۸، ۱۸۲، ۲۰۸، ۲۸۸، ۳۳۰ وغیرہ؛ نیز جمہرہ، ص ۱۷۵ - ۱۷۶۔

(۳۹۰) ایضاً، ص ۵۵۔

(۳۸۹) ابن اسحاق، ص ۱۸ - ۵۱۷۔

(۳۹۱) ابن سعد، چہارم، ص ۵ - ۲۴۴۔

(۳۹۳) حوالہ ۳۸۶

(۳۹۲) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴۵۔

(۳۹۵) ابن سعد، چهارم، ص ۲۲۵ (۳۹۶) ایضاً، ص ۳۸۸ وغیره -

(۳۹۸) جہزہ، ص ۵-۴، ۱؛ اصحابہ ۳۰۳۔

(م. ۰) ابن اسحاق، ص ۶۲-۵۶۱؛ ابن هشام، سوم، ص ۳۶۴؛ واقعی، ص ۸۱-۸۵؛ ابن سعد، دوم،

(۱۰۴) ابن ہشام، دوم، ص ۶۲۲؛ اسد الغابہ، چارم، ص ۱۶۸۔

(م. ۳) جہد، ص ۷۳-۱۷۱؛ نیز ملاحظہ ہو: اصابع ۵۶، ۷۲، ۱۹۷، ۳۶۳، ۷۷۳، ۳۸۳،

(۴۰۵) طبری، سوم، ص ۲۲۴

(م. ٥٠) الضأ

(۴۰۶) ایضاً

قصی بن کلاب کا عروج کمی سیاست میں ہوا تو خزانہ کو مکملہ چھوڑنا پڑا تھا اور وہ اس کے نواح میں جا بسے تھے عبدالمطلب

بن ہاشم کے زمانے میں ان کے تعلقات پھر قریش خاص کر بنو ہاشم سے استوار ہو گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکہ

میں بنو خزاہ کا اشر ضرور موجود رہا اگرچہ قریشی قبائل کی بالادستی کے قائم ہو جانے کے بعد ان کا سابقہ مقام رسوخ برقرار

نہیں رہ سکتا تھا۔ غزاعہ کی قدیم تاریخ اور نگہ سے اس کے تعلقات کے لیے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، ص ۹-۵۲، ۳۸

وغیرہ ؛ ابن سعد، اول، ص ۹-۶۸؛ کتاب المنقذ فی اخبار قریش، مرتبہ نورشید احمد فاروق، حیدرآباد دکن

۹۳-۸۸: انساب الاشراف، اول، ص ۵۰-۴۹؛ ازرقی، ص ۶۶-۶۴؛ طبری، دوم،

ص ۴۲ و غیره -

(۹۰ م) بخاری، باب اسلم وغفار؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۳۹۰۔

(۴۱۰) ابن سعد، چهارم، ص ۲۲۲۔

(۱۱م) ابن اسحاق، ص ۳۲۸، کا بیان ہے کہ غزوانہ کے کم از کم دو آدمی مکی عہد میں مسلمان ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک

حضرت ایہم تھے جو بنو مخزوم کے حلیف تھے اور دوسرے حضرت ذوالشمالین خزاعی تھے جو نہ صرف ابتدائی مسلم تھے

بلکہ مہاجر مدینہ اور بدری صحابی بھی تھے۔ ایک اور ابتدائی مسلم حضرت نافع بن بدیل بن ورقاء تھے جو مہاجر اور

برمعونہ کے شہید تھے۔ ایک فزاعی صحابی حضرت معتب بن عوف تھے جو مہاجر حبشہ اور بدری تھے۔ بلاذری کے بیان معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالد بن سیدامی کی اہلیہ مقررہ بھی فزاعی تھیں اور ان کا اکم گرامی حمیزہ بنت خلعت تھا۔ وہ ابتدائی مسلم ہونے کے علاوہ حبشہ کی مہاجر بھی تھیں۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۴۳۴؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۹۴؛ نیز سوم، ص ۲۶۵ اور انساب الاشراف، اول، ص ۱۹۹ اور ۱۲۰-۱۲۱۔

(۴۱۲) ابن سعد، چہارم، ص ۴۳-۴۴ اور ۳۲۵-۳۲۶۔

(۴۱۳) اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۷۸؛ پنجم، ص ۲۵۰۔

(۴۱۴) ابن سعد، دوم، ص ۲۱-۲۲، ۱۵۰، ۱۶۸، ۱۷۳؛ طبری، دوم، ص ۷۳؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۲-۱۴۱؛ پنجم، ص ۷۰-۱۲۹۔

(۴۱۵) ملاحظہ کیجئے اس کتاب کے ابواب سوم، چہارم، پنجم اور ششم۔

(۴۱۶) مجموعۃ الرواۃ، ص ۹-۱۴ کا بیان ہے کہ قبیلہ کا ایک حصہ ہجرت کر کے مدینہ جا بسا تھا جبکہ دوسرا حصہ اپنے روایاتی علاقوں آباد رہا تھا۔

(۴۱۷) ملاحظہ ہو: محمد ایٹ مدینہ، ص ۸۵۔

(۴۱۸) ابن اسحاق، ص ۵۵۷؛ واقعی، ص ۸۰۱-۸۰۰؛ نیز اسد الغابہ، اول، ص ۶-۱۷۵؛ چہارم، ص ۲۲۵ جس کا بیان ہے کہ اس عظیم و جلیل میں اسلام کے دو پرچم تھے۔ پرچم کی اہمیت پر بحث ملاحظہ کیجئے باب سوم۔ بحث بر علیہ اذان نبوی۔

(۴۲۰) مثلاً حضرت خراش بن امیہ فزاعی (بنو کعب بن عمرو) نے صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میفر کی حیثیت سے صلح حدیبیہ میں شرکت کی تھی جبکہ حضرت بسر/بشر بن سفیان فزاعی نے ایک جاسوس کے فرائض انجام دئے تھے۔ ملاحظہ ہو: ابن سعد، دوم، ص ۹۶-۹۷؛ طبری، دوم، ص ۶۳۱؛ اسد الغابہ، اول، ص ۲۵۱ اور دوم ص ۱۰۸۔

(۴۲۱) ابن سعد، اول، ص ۲۹۳، کا بیان اہم بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ بنو تمیم کی ایک شاخ نے جو مدینہ کی مخالفت اور بنو کعب بن عمرو/فزاعی کی پڑوسی تھی۔ انھوں نے بنو کعب کو صدقات نہ ادا کرنے پر مجبور کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بنو کعب نے خود ہی اس کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور آپ نے ان کے خلاف فوجی کارروائی کی۔

(۴۲۲) واقعی، ص ۹۷۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۱؛ اسد الغابہ، اول، ص ۶-۱۷۵۔ تفصیل ملاحظہ کیجئے باب پنجم میں۔

(۴۲۳) حوالہ جات کے لیے ملاحظہ کیجئے سابقہ حوالہ ۴۱۸۔

(۴۲۴) واقعی، ص ۹۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۱-۱۶۰؛ نیز ابن اسحاق، ص ۴۹۳۔

(۲۵) مکمل بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیے: محمد بن مسلمہ صدیقی، حضرت ولید بن عقبہ اموی — شخصیت و حیات (زیر طبع)

(۲۶) واقدی، ص ۸۱-۹۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۱-۱۶۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔

(۲۷) واقدی، ص ۲۰۵، ۳۲۸-۵، ۴۲۲، ۵۳۲ وغیرہ۔

(۲۸) واقدی، ص ۵۸۱، ۵۹۳ وغیرہ۔ (۲۹) واقدی، ص ۶۱۲۔

(۳۰) واقدی، ص ۴۹۔ (۳۱) واقدی، ص ۸۰۰-۱ اور ۹۱-۹۹۰۔

(۳۲) ان کے اسمائے گرامی تھے: حضرات عمرو بن مُرہ، لبس بن عمرو، عدی بن ابی الزغباء، جندب بن کیش، معبد بن خالد،

سوید بن صخر، زید بن خالد، عبداللہ بن بدر اور ضمہ — ملاحظہ ہو بالترتیب اسد، پنجم، ص ۱۳۱؛ واقدی، ص ۶؛

ابن سعد، دوم، ص ۱۲؛ اسد، اول، ص ۳۰۶؛ ایضاً، پنجم، ص ۳۹۰؛ ایضاً، دوم، ص ۳۷۸؛

ایضاً، دوم، ص ۲۲۸؛ ایضاً، سوم، ص ۲-۱۲۳؛ واقدی، ص ۲۶۔

(۳۳) ابن سعد، سوم، ص ۴-۶، ۲۹۶-۶۰، ۵۵۹۔

(۳۴) ابن سعد، چہارم، ص ۵۳-۳۳۳۔

(۳۵) ابن سعد، اول، ص ۳۳۳ کے مطابق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسجد کے لیے پہلی زمین عطا کی تھی وہ

یہی تھی۔

(۳۶) ابن سعد، اول، ص ۳۳۳۔

(۳۷) ابن اسحاق، ص ۵۴۹، ۵۵۴، ۵۵۷؛ واقدی، ص ۸۰۰ اور ۸۲۰۔

(۳۸) واقدی، ص ۹۹۰۔

(۳۹) ان کے نام تھے: حضرات نعمان بن مقرن — اسد، پنجم، ص ۳۱-۳۰؛ خزاعی بن عبدنعم — اسد،

دوم، ص ۱۱۳؛ عبید بن مروہ — اسد، سوم، ص ۳۵۳؛ بلال بن حارث — اسد، اول، ص ۲۰۵؛

عبداللہ بن عمرو — واقدی، ص ۸۰۰۔

(۴۰) ابن سعد، سوم، ص ۸-۲۴۷ کا بیان ہے کہ حضرت وہب بن قلوب مزنی اور ان کے بھتیجے حضرت حارث بن

مُزینہ کی پہاڑیوں کی طرف سے اپنے جانوروں کے گلے کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کر کے مسلم فوج میں شریک

ہو گئے اور لڑکر جانِ خدا کی راہ میں نچا اور کر دی۔

(۴۱) کتاب الاستحقاق، مرتبہ و سٹنفلڈ، گونٹنگن ۱۸۵۴ء، ص ۱۲-۱۱۱۔

(۴۲) اسد، پنجم، ص ۳۱-۳۰؛ ابن سعد، اول، ص ۳۳۳۔

(۴۳) ابن سعد، اول، ص ۳۲۹۔ نیز ملاحظہ فرمائیے مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۸۵، جنہوں نے جہینہ کے

دو نفری وفد کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے تبصرہ کیا ہے کہ یہ دونوں اپنی قوم کے نمائندے نہیں تھے بلکہ انہوں نے ذاتی

طور سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی۔ لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ واٹ نے مَرنیہ کے اتنے اہم وفد کی آمد کا ذکر سرے سے نہیں کیا ہے۔

(۴۴۴) ملاحظہ کیجئے حوالہ سابقہ ۴۳۷ - (۴۴۵) ابن اسحاق، ص ۶۸۵ - (۴۴۶) واقدی، ص ۹۹۰ - (۴۴۷) ابن سعد، چہارم، ص ۲۴۱؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن سعد، اول، ص ۲۲۹ - (۴۴۸) مسلم، صحیح، باب الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها، باب تخفيف الصلاة والمخاطبات - نیز ابن سعد، چہارم، ص ۲۴۱ -

(۴۴۹) ابن سعد، اول، ص ۲۲۹ - (۴۵۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۴۱ -

(۴۵۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۸-۱۱۱ - نیز ملاحظہ ہو: اسد، چہارم، ص ۴۰۳ -

(۴۵۲) حضرت طفیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۶-۱۱۱؛ واقدی، ص ۸۷۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۸-۱۵۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۳-۱۱۹؛ طبری، دوم، ص ۲۹-۳۲۲؛ بخاری، صحیح، قصہ دوس - نیز اسد، سوم، ص ۵۵-۵۴ - ان کے صاحبزادہ گرامی کے لیے ملاحظہ ہو: واقدی، ص ۹۲۳ اور اسد، چہارم، ص ۱۱۵ -

(۴۵۳) ملاحظہ فرمائیے: صحیح مسلم، کتاب الایمان -

(۴۵۴) ابن سعد، اول، ص ۳۵۳ -

(۴۵۵) ابن سعد، چہارم، ص ۴۱-۳۲۵ اور اول، ص ۳۵۳ - نیز ابن سعد، دوم، ص ۲۷۶ -

(۴۵۶) ابن سعد، چہارم، ص ۳۴۱ اور اسد، دوم، ص ۲۷۶ -

(۴۵۷) ابن سعد، چہارم، ص ۳۴۲ - بحکمہ ان کی والدہ کا نام تھا اور وہ اپنی ماں کی نسبت سے زیادہ مشہور تھے۔

(۴۵۸) ایضاً (۴۵۹) ابن سعد، چہارم، ص ۳۴۳ کا بیان ہے کہ ان کا تعلق قبیلہ ازد کے ایک گھرانے بنو ابس تھا۔

(۴۶۰) محمد آیت مدینہ، ص ۸۷ -

(۴۶۱) قبائل عرب مشرق کا یہ تجزیہ بنیادی طور سے نسب کی کتاب جمہ پر مبنی ہے۔

(۴۶۲) مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو باب سوم -

(۴۶۳) محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المجبر کا بیان ہے کہ بنو اسد کی ایک شاخ بنو غنم بن دودان مکہ میں غالباً چھٹی صدی

عیسوی کے وسط کے قریب آکر بس گئی تھی اور انھوں نے بنو امیہ کے شیخ حرب اور بعد میں ان کے فرزند ابوسفیان سے

حلف کے تعلقات قائم کر لیے تھے جبکہ ازدواجی تعلقات انھوں نے بنو ہاشم کے شیخ عبد المطلب سے استوار کیے تھے

نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۴۶ اور ۳۲۸؛ ابن سعد، سوم، ص ۹۷-۸۹ - نیز خاکسار کا مضمون

بنو امیہ اور بنو ہاشم کے ازدواجی تعلقات پر بنو خزیمہ کی ایک اور شاخ بنو قارہ جو بنو بنو خزیمہ کے اخلاف تھے

بنو زہرہ / قریش کے حلیف تھے۔ ملاحظہ ہو جہرہ، ص ۸۱، ۱۴۹؛ نیز واقدی، ص ۱۶۴، جن کے مطابق بنو مازن /

نخار (انصار مدینہ) کے ایک حلیف حضرت عصفیہ تھے جو بدر میں مسلمانوں کی طرف سے شریک جہاد تھے۔

(۴۶۴) ابن اسحاق، ص ۱۶-۲۱۵؛ ابن سعد، سوم، ص ۹۴-۸۹؛ جہرہ، ص ۸۱-۱۸۰

(۴۶۵) ابن اسحاق، ص ۵۶۸- (۴۶۶) ابن سعد، اول، ص ۹۳-۲۹۲

(۴۶۷) طبری، تفسیر، سورۃ حجرات، آیت ۱۷۔

(۴۶۸) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰؛ طبری، سوم،

ص ۱۴۷؛ اسد، سوم، ص ۴-۳۹۲۔

(۴۶۹) طبری، سوم، ص ۲۴۴، ۵۸-۲۵۳- (۴۷۰) طبری، سوم، ص ۵۸-۲۵۳۔

(۴۷۱) جہرہ، ص ۱۸۰ (۴۷۲) جہرہ، ص ۵-۱۸۲۔

(۴۷۳) جہرہ، ص ۱۴۹؛ نیز ملاحظہ ہو؛ ابن اسحاق، ص ۱۱۶، ص ۳۲۸؛ واقدی، ص ۱۵۵۔

(۴۷۴) اسد، پنجم، ص ۳۵۹- (۴۷۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۴۔

(۴۷۶) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۹؛ سوم، ص ۱۶۹؛ واقدی، ص ۳۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶-۵۵؛ انساب

الاشراف، اول، ص ۳۷۵؛ طبری، دوم، ص ۵۳۸۔

(۴۷۷) ابن سعد، چہارم، ص ۱۸-۲۱۴، کا بیان ہے کہ ان کی ملاقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عکاظ کے میلے

میں ہوئی تھی۔

(۴۷۸) ابن سعد، چہارم، ص ۲۱۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ ابن اسحاق، ص ۱۱۶ اور جہرہ، ص ۲۵۲۔

(۴۷۹) ایضاً

(۴۸۰) ابن اسحاق، ص ۳۲۸؛ واقدی، ص ۱۵۴؛ ابن سعد، سوم، ص ۹۹؛ انساب الاشراف، اول،

ص ۲۰۱۔ اگرچہ نسب لحاظ سے ان کا تعلق بنو مازن سے تھا مگر وہ ایک اعتبار سے بنو سلیم ہی کے فرد سمجھے جاتے تھے

کیونکہ بنو مازن سلیم کے بھائی کی نسل میں تھے۔ ملاحظہ ہو جہرہ، ص ۲۴۸۔

(۴۸۱) ابن اسحاق، ص ۵-۴۴۴؛ واقدی، ص ۳۵۳۔

(۴۸۲) ابن اسحاق، ص ۳۵۴؛ واقدی، ص ۳۴۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۲؛ طبری، دوم، ص ۵۴۸۔

(۴۸۳) ابن اسحاق، ص ۷۹؛ واقدی، ص ۲۸۴ اور ص ۱۰۹؛ بخاری، صحیح، کتاب الشهادات؛ اسد،

سوم، ص ۷۶-۲۶۹؛ جہرہ، ص ۲۵۲۔

(۴۸۴) واقدی، ص ۴۴۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۶۔

(۴۸۵) واقدی، ص ۹۱-۴۸۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۲-۷۱۔

(۴۸۶) ابن سعد، چہارم، ص ۴۴-۲۵۵۔

(۴۸۷) مثلاً ملاحظہ کیجئے: جہرہ، ص ۵۲-۲۲۹۔

(۴۸۸) ابن اسحاق، ص ۵۸؛ اس سلسلے میں جو شعر نقل کیے ہیں ان کا آزاد ترجمہ حسب ذیل ہے:

”اور سلیم کو فخر کرنے کا حق حاصل ہے

کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے خدا کی مدد کی

اور رسول کے پیغام و دین کو اس وقت قبول کیا

جب لوگوں کے معاملات الجھے اور پرانگندہ تھے۔“

(۴۸۹) ابن سعد، چہارم، ص ۴۴-۲۶۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے: جہرہ، ص ۵۲-۲۲۹۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بنو سلیم

کے ابتدائی مسلمان اور ان کے سردار قبیلہ کی بعض دشمن اسلام شاخوں عصبیہ، رعل اور ذکوان سے متعلق تھے جو

بہر معونہ کے المیہ کے ذمہ دار تھے۔ مثلاً حضرات عباس بن مرداس اور ان کے فرزند جہیمہ اور صفوان بن معطل کا تعلق

بنو ذکوان سے تھا جبکہ نخعات بن عیمر، ہرودہ بن حارث اور سب سے اہم ترین شخصیت حضرت خنساء جو عہد نبوی کی

عظیم ترین شعراء میں شمار ہوتی ہیں کا تعلق بنو عصبیہ سے تھا۔

(۴۹۰) ابن اسحاق، ص ۸۰۰-۷۹۹؛ واقعی، ص ۷۹۹-۸۱۲، ۸۱۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، دوم،

ص ۵-۱۳۴۔ موخر الذکر نے بنو سلیم کے دستے کی موجودگی اور شرکت کا حوالہ تو دیا ہے مگر اس کی تعداد نہیں

بیان کی ہے۔

(۴۹۱) واقعی، ص ۸۱۹، ۸۹۷؛ نیز ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، ص ۵۸۳۔

(۴۹۲) واقعی، ص ۹۵۲ کا بیان ہے کہ شروع میں ان کے سردار حضرت عباس بن مرداس اپنے قبیلہ کے حصے میں آنے والے

قیدیوں کو رہا کرنے کے حق میں نہیں تھے لیکن بعد میں وہ بھی فیصلہ نبوی سے متفق ہو گئے تھے۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری

معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کی رہائی کے سرکاری یا نبوی احکام جاری نہیں کئے تھے بلکہ

انسانیت کے ناطے ان کے رہا کرنے کی درخواست کی تھی جو قانوناً یا مذہباً ضروری نہیں تھی۔ ان کے رہا کرنے یا

نہ کرنے کا اختیار دراصل ان کے گرفتار کرنے والوں کو حاصل تھا۔

(۴۹۳) ابن اسحاق، ص ۶۴-۵۶۱؛ واقعی، ص ۸۷۵۔

(۴۹۴) واقعی، ص ۹۹۰۔ (۴۹۵) ابن سعد، اول، ص ۹-۳۰۷۔

(۴۹۶) ابن سعد، اول، ص ۴۳-۲۷۳؛ اسد، چہارم، ص ۲۳۱ وغیرہ؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۸۴-۱۸۰۔

(۴۹۷) واقعی، ص ۹۷۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔

(۴۹۸) اسد، دوم، ص ۷۷۵۔

(۴۹۹) روہ کے زمانے میں بنو سلیم کے لوگوں نے اسلام نہیں ترک کیا تھا۔ جن لوگوں نے بغاوت میں حصہ لیا تھا وہ زکوٰۃ کو ادا کرنے سے انکار کر رہے تھے۔

(۵۰۰) ابن حزم، جہرہ، ص ۵۴ - ۲۳۷۔

(۵۰۱) — بنو اشجعیہ — ریث بن غطفان کی اولاد۔

— بنو قزارہ — ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کی نسل میں۔

— بنو مرہ — عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کے خاندان میں۔

— بنو ثعلبہ — سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا گھرانہ۔

— بنو محارب — خصفہ بن قیس عیلان کے اخلاف۔

— بنو عبس — بغیض بن ریث بن غطفان کا قبیلہ۔

— بنو ذبیان — بغیض بن ریث بن غطفان کا بطن۔

ان کے علاوہ بعض ذیل گھرانے تھے جیسے بنو عبدالعزیٰ بن غطفان، اور بنو انمار بن بغیض بن ریث بن غطفان وغیرہ۔

(۵۰۲) ابن سعد، چہارم، ص ۲۸۱؛ جہرہ، ص ۲۳۸۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض حارث بن جمیل کہتے ہیں اور بعض جابر۔

(۵۰۳) ابن سعد، چہارم، ص ۸۲ - ۲۷۷۔

(۵۰۴) ابن سعد، چہارم، ص ۷۹ - ۲۷۷؛ نیز ابن اسحاق، ص ۶۰ - ۵۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۹؛ واقدی، ص ۸۷ - ۸۰؛

طبری، دوم، ص ۹ - ۵۷۸؛ اسد، سوم، ص ۲۶۸۔

(۵۰۵) ابن سعد، چہارم، ص ۲۸۰؛ اسد، سوم، ص ۲۶۸۔

(۵۰۶) ابن سعد، چہارم، ص ۸۱ - ۲۸۰؛ اسد، چہارم، ص ۱۵۶۔

(۵۰۷) ابن سعد، چہارم، ص ۲۸۰ کا بیان ہے کہ ان کے والد کا نام نؤیرہ تھا جبکہ طبری، سوم، ص ۲۳ اور اسد، دوم، ص ۱۶ کا خیال ہے کہ ان کا نام خارجہ تھا۔

(۵۰۸) ابن سعد، چہارم، ص ۸۳ - ۲۸۲۔ فتح مکہ کی مہم کے دوران وہ اپنے قبیلہ کے علمبردار تھے۔

(۵۰۹) ابن سعد، چہارم، ص ۲۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو جہرہ، ص ۲۳۸، جو ان کا نام مسعود بن عاذب بتاتی ہے۔

(۵۱۰) ابن اسحاق، ص ۵۸؛ نیز ملاحظہ ہو دواث، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۲ کا خیال ہے کہ پورے قبیلہ نے اس وقت تک

اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن واقعات اس کے خیال کے برعکس ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو: جہرہ، ص ۲۳۸، جو اشجعیہ کے ایک اور مسلمان حضرت نبیت بن شریث کا ذکر کرتی ہے۔

(۵۱۱) ابن سعد، اول، ص ۳۰۶۔

(۵۱۲) ابن سعد، اول، ص ۳۰۶ - نیز ملاحظہ کیجئے؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴۵، جس کا خیال ہے کہ یہ معاہدہ حضرت نعیم بن مسعود سے ہوا تھا۔

(۵۱۳) واقدی، ص ۸۰۰ - ۹۹، کا بیان ہے کہ حضرات معقل بن سنان اور نعیم بن مسعود کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلے سے فوجی دستے فراہم کرنے کے لیے مدینہ سے بھیجا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو؛ ابن سعد، چہارم، ص ۲۷۸۔

(۵۱۴) واقدی، ص ۹۹۔

(۵۱۵) ابن اسحاق، ص ۵۹۳؛ واقدی، ص ۵۲ - ۹۵۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۴ - ۱۵۳؛ طبری، سوم، ص ۸۶۔

(۵۱۶) واقدی، ص ۶۵۲، ۷۲۹ اور ۷۳۱ وغیرہ۔

(۵۱۷) ابن اسحاق، ص ۵۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو؛ جہرہ، ص ۴۳ - ۲۳۹ - مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۴، کا خیال ہے

کہ ان مواقع پر حضرت عیینہ بن حصن فراری کے ساتھ ان کے قبیلہ کا ایک معمولی سا بھی دستہ نہیں تھا۔ لیکن یہ خیال گنہگار کی صریح شہادتوں سے متصادم ہے کیونکہ ان سے بنو قزارہ کے دستوں کی موجودگی کا حتمی علم ہوتا ہے۔

(۵۱۸) ابن اسحاق، ص ۵۹۳؛ واقدی، ص ۶ - ۹۴۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۳؛ طبری، سوم، ص ۹۰۔ ان مورخین کے

مطابق مختلف قبائل کے بارہ سرداروں کو سوانٹوں کا حصہ ملا تھا۔ دل چاہے بات یہ ہے کہ ان کی اکثریت یعنی $\frac{2}{3}$ کا تعلق قریشِ منکر کے مختلف بطون سے تھا جبکہ صرف $\frac{1}{3}$ کا تعلق بدوی قبائل سے تھا۔

(۵۱۹) ابن اسحاق، ص ۶۶۷؛ ابن ہشام، سوم، ص ۶۲۱؛ واقدی، ص ۵ - ۹۷۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۱ - ۱۶۰۔

یہ دستہ پچاس شہسواروں پر مشتمل تھا جو سب کے سب بدوی اور غالباً فراری تھے۔

(۵۲۰) ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۷ - ۱۶۶۔

(۵۲۱) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔ نیز ملاحظہ ہو؛ واقدی، ص ۹۷۲، جن کا خیال ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کو

فرارہ کا مصدق/عادل صدقات مقرر کیا گیا تھا۔

(۵۲۲) ابن سعد، اول، ص ۲۹۷؛ نیز ملاحظہ ہو؛ طبری، سوم، ص ۱۲۲، جن کا خیال ہے کہ حضرت عیینہ بن حصن فراری

کے بھائی حضرت خارجہ بن جابر میں شامل تھے۔

(۵۲۳) جہرہ، ص ۵ - ۲۴۳۔ حضرت سمہ بن جذب کے لیے مزید ملاحظہ کیجئے؛ اصابہ ۵ - ۲۴۷۔

(۵۲۴) طبری، سوم، ص ۲۵۶؛ نیز ملاحظہ ہو؛ ص ۲۶۰۔ طبری کا بیان ہے کہ جب حضرت عیینہ بن حصن فراری کو پابندِ بنجر

مدینہ لایا گیا اور مدینہ کے لڑکوں نے ان پر طنز و طعن کیا تو ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُنہوں نے کہا تھا: خدا کی قسم، میرا خدا پر کبھی ایمان نہ تھا۔ "لیون کیتانی اور مونٹگری واٹ کا خیال ہے کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ

ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر رہنے کی اجازت دے دی تھی۔ ملاحظہ ہو؛ محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۵ - ۹۴۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ محض اس خبر واحد کی بنیاد پر حضرت عیینہ کے اسلام سے انکار کر دیا گیا اور متعدد

دوسری روایات کو جو ان کے قبول اسلام کی شہادت دیتی ہیں نظر انداز یا مسترد کر دیا گیا۔ پھر اس خبر واحد میں اسلام اور ایمان کے نازک فرق کی جانب اشارہ ہے جسے مورخین نے عام طور سے نہیں سمجھا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عیینہ اور ان کے سات سو پیروؤں کے مرتد ہو جانے یا ظالم اسدی کا ساتھ دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ پورا قبیلہ فزارہ اسلام سے پھر گیا تھا۔ اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ عیس اور ذبیان کے اس وفد میں جو حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور جو صرف زکوٰۃ سے استنشا چاہتا تھا حضرت عیینہ کے بھائی حضرت خارجہ بھی بنو فزارہ کے ساتھ شامل تھے۔ اس کے علاوہ بنو فزارہ کے درمیان معتد بہ مسلمان — پختے اور ثابت قدم مسلمانوں — کی موجودگی کا ناقابل تردید ثبوت طبری کے ایک صریح بیان سے ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جب ذوالقصدہ میں جمع ہونے والے مافعیہ زکوٰۃ اور مرتدوں کو شکست دے دی تو بنو عیس اور ذبیان کے لوگ اور دوسرے شکست خوردہ بھی اپنے اپنے قبیلے کے مسلمانوں پر جا پڑے اور ان میں خوب بے رحمی سے خون ریزی کی۔^۱ ملاحظہ ہو، طبری، سوم، ص ۲۴۴ اور ۲۴۶ وغیرہ۔

(۵۲۵) واقدی، ص ۲۹ (۵۲۶) واقدی، ص ۸۰ (۵۲۷) واقدی، ص ۲۹
(۵۲۸) واقدی، ص ۳۱ (۵۲۹) اسد الغابہ، دوم، ص ۲۴۴ (۵۳۰) بنو فزارہ کے ضمن میں مذکور حوالے ملاحظہ کیجئے
(۵۳۱) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔ (۵۳۲) ابن سعد، اول، ص ۸-۲۹۷
(۵۳۳) طبری، سوم، ص ۲۴۴، ۲۴۶۔
(۵۳۴) طبری، سوم، ص ۲۵، کا بیان ہے کہ وفات نبوی کے بعد غطفان کے قبیلہ بنو فزارہ اور اسد/ خزیمہ نے اپنے جاہلی زمانے کے معاہدہ طعنت کی تجدید کی تھی۔ اس زمانہ میں اس معاہدہ کے تین فریق تھے، غطفان، اسد اور طے۔ لیکن بعثت نبوی کے متصل زمانے میں اسد اور غطفان نے طے کے دو قبیلوں غوث اور جدیلہ کو نکال باہر کیا تھا اور اس طرح معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ بنو مرہ نے اس معاہدہ شکنی کو پسند نہیں کیا اور طے کے ان دونوں قبیلوں سے اپنے اتحاد کی تجدید کر لی تھی۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان دونوں قبیلوں کو اپنے علاقوں میں پھر سے آجسے میں ہر طرح کی اخلاقی اور مادی امداد دی تھی۔ وفات نبوی کے بعد بھی بنو مرہ نے اسد اور غطفان کے اس جاہلی زمانے کی یادگار معاہدے میں شرکت نہیں کی تھی۔

(۵۳۵) ملاحظہ کیجئے، واٹ، محمد ایٹ مینر، ص ۹۱، حاشیہ ۲، جنھوں نے اس خاندان کے کل ایک مسلمان کا ذکر کیا ہے۔
(۵۳۶) ابن حزم، جمہر، ص ۲۴۰۔ (۵۳۷) ابن اسحاق، ص ۵۶۸۔
(۵۳۸) ابن سعد، اول، ص ۶-۲۹۵؛ طبری، سوم، ص ۱۳۹۔
(۵۳۹) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔
(۵۴۰) طبری، سوم، ص ۲۴۴، ۸-۲۴۶، ۵۸-۲۵۳۔

(۵۴۱) واقدی، ص ۱۹۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵۔

(۵۴۲) واقدی، ص ۹۶-۱۹۳، ۲۰۲-۳۹۵، ۵۵۲، ۵۵۵ اور ۷۲۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵-۳۴، ۶۱-۶۲، ۸۶-۸۷ اور ۱۱۹۔

(۵۴۳) ابن سعد، اول، ص ۲۹۸۔

(۵۴۴) ملاحظہ ہو جہرہ، ص ۱۶۸، ۸-۲۴۷ اور ۲۸۰، جس کا بیان ہے کہ اس نام کے تین قبیلہ/بطون تھے۔ محارب بن خصفہ کے علاوہ دو اور بنو محارب بن فہر (قریش الطواہر کا ایک خاندان) اور بنو محارب بن عمرو (ربیعہ کی ایک شاخ) تھے۔

(۵۴۵) واقدی، ص ۶-۱۹۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵ کے مطابق اس مہم کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما تھے اور آپ نے تلوار درخت سے لٹکا دی تھی کہ اچانک حضرت واثو رنودار ہوئے اور تلوار ہاتھ میں سنوت کر آپ سے پوچھا: اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے بڑے سکون اور اطمینان سے جواب دیا: اللہ۔ حضرت واثو راسم اعظم اور آپ کے اطمینان و سکون سے اس قدر متاثر، مبہوت اور ششدر رہ گئے کہ تلوار ان کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ ایک عالم حیرانی اور لمحہ جاودانی میں کھڑے سوچتے رہ گئے۔ ان کو ہوش تب آیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی اور ان سے وہی سوال پوچھا: تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حیران تھے اور جواب وہی دے سکے جو متوقع تھا: کوئی نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ تم آزاد ہو۔ مگر اب وہ آزادی کے خواہاں نہیں تھے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بے دام بن چکے تھے۔

(۵۴۶) ابن سعد، اول، ص ۲۹۹؛ طبری، سوم، ص ۱۳۹۔

(۵۴۷) ان کے نسب کے لیے ملاحظہ ہو: جہرہ، ص ۲۵۲۔

(۵۴۸) واقدی، ص ۷-۸۸۵۔

(۵۴۹) جہرہ، ص ۷-۲۶۱ اور ۲۵۳-۵۹، ۲۵۷ اور ۷-۲۵۴ بالترتیب۔

(۵۵۰) ابن اسحاق، ص ۵۶۶؛ نیز ملاحظہ کیجئے: واقدی، ص ۸۲۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۰-۱۲۹؛ طبری، سوم،

ص ۷۰-۷۱ وغیرہ۔

(۵۵۱) ابن اسحاق، ص ۵۶۶؛ واقدی، ص ۸۸۶۔ (۵۵۲) ایضاً (۵۵۳) ابن اسحاق، ص ۵۶۶

(۵۵۴) ملاحظہ ہو: موشگرمی واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰۰۔

(۵۵۵) جہرہ، ص ۲۶۲؛ اصحابہ نساء، ۱۰۲۶۔

(۵۵۶) جہرہ، ص ۲۶۲؛ اصحابہ نساء، ۹۴۲ اور ۹۴۳۔

(۵۵۷) جہرہ، ص ۲۶۲؛ اصحابہ ۷۰۶، ۸۶۹ اور ۱۸۳۳ بالترتیب۔

(۵۵۸) جہرہ، ص ۲۶۲؛ اصابع ۹۱۶۶ اور ۱۰۱۸ بالترتیب -

(۵۵۹) ملاحظہ ہو جہرہ، ص ۶۵-۲۶۳؛ اصابع ۴۱۰۳، ۶۴۹، ۶۹۵۸، ۷۵۸۸۔ ابن حزم کا بیان ہے کہ حضرت خالد اور حوطہ فرزندان ہودہ خدمت نبوی میں وفد میں حاضر ہوئے تھے جبکہ حضرت خالد کے فرزند العلاء کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چشمہ کی زمین عطا فرمائی تھی۔ چوتھے مسلمان حضرت ثوران بن فزارہ بھی اپنے قبیلہ کے وفد میں حاضر ہوئے تھے۔ ملاحظہ کیجئے؛ اصابع ۹۲۳، ۱۶۶۳ اور ۵۴۶۴۔

(۵۶۰) اصابع ۱۶۶۶؛ نیز جہرہ، ص ۶۴-۲۶۶ کا بیان ہے کہ اس گھرانے کے دو اور بھی مسلمان تھے؛ ایک حضرت نواس بن سعمان اور دوسرے عاصی بن عامر۔ مؤخر الذکر کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھ دیا تھا۔ ملاحظہ ہو اصابع ۸۸۲۲ اور ۸۰۳۳۔

(۵۶۱) واقدی، ص ۹۴۳؛ ابن سعد، اول، ص ۳۰۰؛ دوم، ص ۱۶۰؛ اسد، سوم، ص ۳۶۔

(۵۶۲) ابن ہشام، سوم، ص ۹۴۳؛ ابن سعد، اول، ص ۳۰۰؛ اسد، سوم، ص ۳۶؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ جہرہ، ص ۲۶۴ اور اصابع ۴۱۶۶۔

(۵۶۳) ملاحظہ کیجئے باب سوم، بحث برامراء سرايا۔

(۵۶۴) جہرہ، ص ۴۱-۲۴۰؛ اصابع ۵۹۵۰، ۸۲۴۳ اور ۷۰۸۴۔ مولر بن کنیف کے بارے میں روایت ہے کہ نبی کریم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتے وقت ان کی عمر میں سال تھی اور اس کے بعد وہ مزید سو سال زندہ رہے۔ وہ مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد اور ساتھی (صاحب) تھے۔

(۵۶۵) جہرہ، ص ۴۲-۲۴۱؛ اصابع ۴۴۳۴، ۸۶۳۹، ۴۱۰۵، ۱۸۹۴ اور ۵-۵۵۴، اور ۷۰۴۱۔

حضرت مطرق کا شمار صحابہ کرام کے طبقہ علماء میں ہوتا ہے۔ جبکہ بنو عقیل کے تین مسلمانوں کے نام تھے؛ جرد بن منفق، ابورازن لقیط بن عامر اور معاویہ بن عبادہ۔

(۵۶۶) انساب الاشراف، اول، ص ۳۱-۵۳۰ کا بیان ہے کہ حضرت عامر بن مالک بن جعفر پورے قبیلہ عامر بن صعصعہ کے عامل صدقات تھے جبکہ حضرت ضحاک بن سفیان کلابی بنو کلاب کے، حضرت قرہ بن ہبیرہ بنو قیس کے اور حضرت جعدہ بنو عامر کے ایک اور گھرانے کے عامل صدقات تھے؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ ابن سعد، اول، ص ۳۰۰ اور جہرہ، ص ۴۳-۲۴۲۔

(۵۶۷) ملاحظہ فرمائیے؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۹۔

(۵۶۸) ابن سعد، اول، ص ۳۰۵-۳۰۰ (۵۶۹) طبری، سوم، ص ۱۴۴ (۵۷۰) ایضاً

(۵۷۱) ملاحظہ کیجئے؛ اسد، سوم، ص ۲۳۹؛ نیز واقدی، ص ۹۸۳؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۹۶۔

(۵۷۲) واقدی، ص ۸۰۶، نے جوازن کے ایک گنم مسلمان کا حوالہ دیا ہے۔

- (۵۷۳) واقدی، ص ۵۴، (۵۷۴) اسد، سوم، ص ۲۳۹ (۵۷۵) اسد، چارم، ص ۹۲۔
 (۵۷۶) ابن ہشام، سوم، ص ۶۸-۵۶۶؛ واقدی، ص ۸۷-۸۸۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۰-۱۴۹؛ انساب
 الاشراف، اول، ص ۶۵-۳۶۴ اور طبری، سوم، ص ۷۱-۷۰۔
 (۵۷۷) واقدی، ص ۸-۸۷؛ طبری، سوم، ص ۷۲-۷۱۔
 (۵۷۸) ابن اسحاق، ص ۵۹۲؛ واقدی، ص ۹۵۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۳-۴؛ طبری، سوم، ص ۸۶۔
 (۵۷۹) ابن اسحاق، ص ۹۴-۵۹۳؛ واقدی، ص ۵۵-۹۵۴؛ طبری، سوم، ص ۹-۸۸۔
 (۵۸۰) ابن اسحاق، ص ۶۳۵- (۵۸۱) ابن سعد، اول، ص ۵۴-۳۵۳۔
 (۵۸۲) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹۵۵؛ طبری، سوم، ص ۸۹۔
 (۵۸۳) اسد، چارم، ص ۶-۴ (۵۸۴) جہرہ، ص ۲۵۵۔
 (۵۸۵) جہرہ، ص ۲۵۵؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹۶۲۔
 (۵۸۶) ابن سعد، چارم، ص ۳۵۵؛ جہرہ، ص ۳۵۵؛ اصابع، ص ۸۱۷۹۔
 (۵۸۷) ان حضرات کے لیے ملاحظہ کیجئے؛ جہرہ، ص ۷-۲۵۵؛ اصابع، ص ۶۹۲۴، ۴۴۱۴، ۵۷۶۷، ۱۷۸۵،
 ۴۳۸ (کنیت)، ۳۲۰۳؛ نیز واقدی، ص ۹۶۲۔ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کے لیے ملاحظہ کیجئے؛ واقدی،
 ص ۹۲-۹۶۰؛ ابن سعد، اول، ص ۳۱۲؛ طبری، سوم، ص ۷-۹۶۔
 (۵۸۸) ابن سعد، اول، ص ۱۴-۳۱۲۔
 (۵۸۹) طبری، سوم، ص ۹۹-۹۸؛ نیز ملاحظہ ہو؛ واقدی، ص ۶۴-۹۶۳۔
 (۵۹۰) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۱؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴-۱۰۱۔
 (۵۹۱) ابن اسحاق، ص ۳۲۸؛ واقدی، ص ۱۵۳؛ ابن سعد، سوم؛ چارم، ص ۴۸-۴۷ کا بیان ہے کہ وہ
 بدری صحابی تھے؛ نیز ملاحظہ ہو؛ ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۹؛ سوم، ص ۱۶۹؛ واقدی، ص ۶۳-۳۵۴؛
 ابن سعد، اول، ص ۶-۵۵؛ طبری، دوم، ص ۵۳۸؛ اسد، چارم، ص ۵-۲۵۴؛ پنجم، ص ۲۹۶؛
 نیز دیکھئے؛ ابن سعد، دوم، ص ۶؛ طبری، دوم، ص ۴۰۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۵ اور
 جہرہ، ص ۲۳۶۔
 (۵۹۲) جہرہ، ص ۲۳۳ کے مطابق بنو ہاشم مالک بن اعصر بن سعد بن قیس عیلان کی نسل میں تھے جبکہ بنو غنی کا تعلق مالک
 بن اعصر کے بھائی عمرو کے خاندان سے تھا۔
 (۵۹۳) جہرہ، ص ۲۳۳۔
 (۵۹۴) جہرہ، ص ۲۳۵؛ اصابع، ص ۴۰۵۹، ۸۹۴۴۔ حضرت ابو امامہ باہلی حدیث نبوی کے ایک اہم عالم اور
 راوی تھے۔ ملاحظہ کیجئے؛ بخاری، صحیح، کتاب الحرس، کتاب الجہاد، کتاب الاطعمہ۔

(۵۹۵) ابن سعد، اول، ص ۳۰۷؛ نیز ملاحظہ ہو: مجموعۃ الوثائق، ص ۶۶-۱۶۵۔

(۵۹۶) جمہور، ص ۱۸۷، کا بیان ہے کہ وہ مکہ کے پڑوس میں رہتے تھے اس لیے قریش سے ان کے بہت قریبی تعلقات تھے۔

ابن اسحاق (ص ۲۵) کا بڑا دل چسپ بیان ہے کہ مکہ مکرمہ پر حبشی سردار ابرہہ کے حملہ کے دوران مکہ کے شیخ عبد المطلب

جب گفتگو کے لیے گئے تھے تو ان کے ساتھ اس وقت کے سردار ہذیل حویلہ بن وائل تھے۔ نیز ملاحظہ ہو: ابن سعد،

چہارم، ص ۱۵۰ جس کے مطابق مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود کے والد مسعود بن غافل ہذلی نے

بنو زہرہ/قریش سے زمانہ جاہلیت میں حلف کے تعلقات استوار کئے تھے۔

(۵۹۷) ابن سعد، چہارم، ص ۵۱-۱۵۰ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قریش مکہ کے ایک سردار عقبہ بن ابی معیط

کی کبریاں اُجرت پر چراتے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو: جمہور، ص ۱۸۶؛ ابن اسحاق، ص ۲۲-۱۴۱۔

(۵۹۸) جمہور، ص ۱۸۶ (۵۹۹) جمہور، ص ۱۸۵؛ اصابع ۹۲۔

(۶۰۰) واقدی، ص ۵۸۹۔ ہذیل کے دو اور مسلمانوں کے لیے ملاحظہ کیجئے: واقدی، ص ۶۹-۸۶۲، ۸۷۳ وغیرہ

ان کے نام تھے: ابو حصین ہذلی اور سعید بن عمرو ہذلی۔

(۶۰۱) واقدی، ص ۲۶-۸۲۳ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر شہر میں حضرت خالد بن ولید کے

زیرِ کمان دستے کو داخل ہونے سے جس گروہ نے روکا تھا اس میں ہذیل کے چار شخص تھے جو معرکہ میں مارے گئے تھے

نیز ملاحظہ ہو: واقدی، ص ۸۰، جن کے مطابق ہم کو ہذیل کے قومی بُت سواع کی بربادی اور اس کا پجاری و متولی

(ساون) کے قبول اسلام کا علم ہوتا ہے۔

(۶۰۲) واقدی، ص ۹۲۴ (۶۰۳) جمہور، ص ۳۷۵۔

(۶۰۴) مجموعۃ الوثائق، ص ۶-۱۹۳ (۶۰۵) واقدی، ص ۹۸۶۔

(۶۰۶) واقدی، ص ۱۵۱ کا بیان ہے کہ عمرو بن سفیان اور اس کا بھائی جبار جو بنو نطے کے حلیف تھے جنگ میں مسلمانوں کے

ہاتھوں مارے گئے تھے۔ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۰؛ ابن اسحاق، ص ۳۳۸۔

(۶۰۷) واقدی، ص ۱۵۴ وغیرہ۔

(۶۰۸) واقدی، ص ۲۴-۳۴۱؛ نیز ابن سعد، چہارم، ص ۲۴-۱۲۳۔

(۶۰۹) ابن اسحاق، ص ۳۶۵ کا بیان ہے کہ کعب بن اشرف بنو نطے کے خاندان بنو نہبان کا فرد تھا جبکہ اس کی ماں مدینہ کے

یہودی قبیلے بنو نضیر کی فرد تھی۔

(۶۱۰) ابن سعد، چہارم، ص ۵۳۹ (۶۱۱) واقدی، ص ۷۲-۷۷۱۔

(۶۱۲) ابن ہشام، سوم، ص ۱۱-۶۱۱؛ واقدی، ص ۹-۹۸۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۴؛ طبری، سوم، ص ۱۱-۱۱۱۔

(۶۱۳) ابن اسحاق، ص ۳۹-۶۳۷؛ واقدی، ص ۹-۹۸۷؛ نیز ملاحظہ کیجئے: اسد، سوم، ص ۳-۳۹۲؛ اصابع،

-۵۴۷

(۶۱۳) جہرہ، ص ۸۰-۳۷۶ نے دو مسلمان بنو قریظہ سے، حضرات جریر بن اوس اور ان کے پوتے عروہؓ، بنو سلمان سے، حضرت مالک بن عبد اللہ، ایک بنو عدی بن انزم سے، حضرت عدی بن حاتم طائی، ایک بنو جرم سے، حضرت قبیصہ بن اسود، ایک بنو نہبان سے، حضرت زید النخیل بن مہملہ کا ذکر کیا ہے۔ نیز ملاحظہ کیجئے: اصابعہ ۱۱۳۵، ۵۵۲۷، ۵۴۷۵، ۵۴۷۷، ۵۴۷۸ اور ۲۹۴۱ بالترتیب۔

(۶۱۵) ابن اسحاق، ص ۹۳۷؛ ابن سعد، اول، ص ۲۳-۳۲۱؛ طبری، سوم، ص ۶-۱۴۵۔ حضرت زید کا نام النخیل سے بدل کر زید النخیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔

(۶۱۶) مجرۃ الوثائق، ص ۷۶-۱۷۰۔

(۶۱۷) ابن ہشام، سوم، ص ۹۰۰؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ اسد، سوم، ص ۹۴-۳۹۲؛ اصابعہ ۵۴۷۵؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۹-۹۳۷؛ نیز دیکھئے ابن سعد، اول، ص ۳-۳۲۱ جس کے مطابق بنو طے کے متعدد لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد قطائع عطا فرمائے تھے۔

(۶۱۸) طبری، سوم، ص ۲۴۴، ۵۵-۲۵۳، کا بیان ہے کہ طے کے صرف دو قبیلے جدیدہ اور غوث کچھ متزلزل ہوئے تھے، لیکن پھر وہ اسلام پر ثبات قدم رہے تھے۔ اس کا مزید بیان ہے کہ بنو طے کے کسی فرد نے اسلام سے روگردانی نہیں کی تھی۔ اس سلسلہ میں بنو طے کے کسی اور گھرانے کا ذکر نہیں کیا ہے تاہم ابن حزم، ص ۲۷۸ اور ۳۷۷ کا بیان ہے کہ جدیدہ کا تعلق اسد بن ربیعہ بن زرارہ سے تھا جبکہ غوث کا تعلق بنو طے سے تھا۔

(۶۱۹) ملاحظہ فرمائیے، موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۹۰-۸۹، جن کا خیال ہے کہ بہت سے بلکہ اکثر بنو طے کے عیسائی تھے اگرچہ وہ اسلامی ریاست کے وفادار رہے تھے۔ لیکن ان کا یہ خیال مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرے ان کا یہ خیال کہ بنو طے کے بارے میں معلومات ناقص ہیں بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ معلومات بہت زیادہ بھی نہیں ہیں تاہم اتنی ضرور ہیں جن سے ان کے قبول اسلام کا پختہ ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

(۶۲۰) ملاحظہ کیجئے جہرہ، ص ۳۱-۴۱۱۔

(۶۲۱) جہرہ، ص ۳۱-۴۱۱۔

(۶۲۲) ملاحظہ کیجئے واقعی، ص ۲۸، جن کا بیان ہے کہ غزوہ بدر سے پہلے شام جانے والے قریشی کارواں کے سالار ابوسفیان بن حرب کو شام کی حدود ہی میں قبیلہ جذام کے ایک شخص نے مطلع کیا تھا کہ مدینہ کے مسلمان ان کے کارواں کی واپسی پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

(۶۲۳) مثلاً حضرت عبد الرحمن بن عوف کی ایک زوجہ مکرمہ کا نام سہلمہ بنت عاصم تھا اور ان کا تعلق بلی سے تھا، جبکہ

حضرت عمرو بن العاص سہمی کی والدہ اس قبیلہ سے تھیں۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم؛ واقدی، ص ۷۷۰۔

(۶۲۴) واقدی، ص ۶۸۔ ۱۵۸ کے مطابق ان کے نام یہ تھے:

(۱) ابو بردہ بن نیار حلیف بنی سلمہ، (۲) ابو الہیثم بن التیہان اور (۳) ان کے بھائی عبید حلیف بنی عبد الشملہ
(۴) عبد اللہ بن طارق اور (۵) ان کے سوتیلے بھائی معتب بن عبید حلیف بنی ظفر، (۶) - (۱۲) معن بن عدی، ربیع
بن رافع، ثابت بن اقرم، عبد اللہ بن سلمہ، زید بن اسلم، ابو عقیل بن عبد اللہ اور عاصم بن عدی حلفاء بنی عمرو
بن عوف، (۱۳) نعمان بن اعصر حلیف بنی معاویہ، (۱۴) سواد بن غزیہ، حلیف بنی عدی بن نجار، (۱۵) - (۱۸) مجزز
بن زیاد، عبدہ بن خثعم، بعاث بن ثعلبہ اور ان کے بھائی عبد اللہ، حلفاء بنی لؤذان بن غنم۔ نیز ملاحظہ ہو:
ابن اسحاق، ص ۳۷ - ۳۸؛ ابن سعد، سوم، ص ۶۲ - ۶۱۹؛ جہرہ، ص ۱۴ - ۱۳۱۔

(۶۲۵) واقدی، ص ۳۸۵۔

(۶۲۶) جہرہ، ص ۱۵ - ۱۳؛ اصابع، ۳۵۳۰، ۳۵۲۹، ۴۲۵۸، ۷۷۲۶، ۵۲۸۶، ۳۸۹۸ اور

۵۱۶۳۔

(۶۲۸) واقدی، ص ۷۱ - ۷۷۰

(۶۲۷) واقدی، ص ۷۰

(۶۳۰) واقدی، ص ۹۰

(۶۲۹) واقدی، ص ۱۰۱

(۶۳۲) ابن سعد، اول، ص ۳۳۰

(۶۳۱) طبقات، چہارم، ص ۵ - ۳۵۴

(۶۳۴) مجموعۃ الوثائق، ص ۴۹

(۶۳۳) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰

(۶۳۵) مونٹگری واٹ، محمد آیت مدینہ، ص ۱۱۱، کا خیال کہ بنو جلیل کو بعض گھرانوں کے صدقات اس لیے عطا کیے گئے تھے
کہ وہ اسلام قبول کر لیں، نہ صرف یہ کہ اس کا کوئی والدہ متن میں نہیں ملتا بلکہ وہ گمراہ کن بھی ہے کیونکہ وہ صحیح
تعبیر کے خلاف ہے۔

(۶۳۶) ابن سعد، سوم، ص ۸ - ۱۳، کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص کی دو شمالی عرب کی بیویاں تھیں، ایک کا
تعلق بہرائے تھا اور دوسری کا کلب سے۔

(۶۳۷) ملاحظہ کیجئے بالترتیب واقدی، ص ۱۵۵ اور ۱۶۸ اور ابن سعد، سوم، ص ۱۶۱ اور ۵۵۴؛ نیز
ملاحظہ کیجئے؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۰ - ابن سعد اور بلا ذری دو نوں حضرت مقداد کو مہاجرین حبشہ
میں شمار کرتے ہیں۔

(۶۳۸) ابن اسحاق، ص ۳۲۸ اور ص ۳۳۳؛ ابن سعد، سوم، ص ۱۶۱، ص ۵۵۴؛ جہرہ، ص ۱۳ - ۱۲۔

(۶۳۹) واقدی، ص ۶۰ - ۵۵۷

(۶۴۰) ابن سعد، اول، ص ۳۳۱؛ طبری، سوم، ص ۱۲۲۔

(۶۴۱) جہرہ ، ص ۲۱-۳۱۸ -

(۶۴۲) ابن سعد، چارم، ص ۵۵۶، کے مطابق بنو عذرہ جناب اور اس کے فواجی علاقوں میں آباد تھے۔ ابن سعد اس علاقہ کو عذرہ اور بلی کا علاقہ کہتے ہیں کیونکہ دونوں قبیلے پڑوسی تھے۔ جناب کا علاقہ خیبر اور وادی القریٰ کے پار تھا۔

ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۲۰ -

(۶۴۳) بنو عذرہ کا سب سے اہم گھرانہ بنو رزاح کا تھا جس کے بانی اول مکہ کے قریشی شیخ قحطی بن کلاب کے سوتیلے بھائی تھے۔ انھیں کی مدد سے قحطی مکہ میں بنو بکر بن عبدمنافہ کے سیاسی و سماجی تفوق ختم کر کے اپنی بالادستی قائم کرنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

اس طرح قریش سے بنو عذرہ کے ازدواجی اور حلف کے تعلقات مدتِ مدید سے قائم تھے۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۱۵-۱۴،

۹-۳۸، ۵۲؛ ابن سعد، اول، ص ۹-۶۸؛ کتاب النسب، ص ۱۴، ۴-۸۳؛ انساب الاشراف، اول،

ص ۵۰-۴۹؛ طبری، دوم، ص ۲۵۶؛ ازرقی، ص ۶۳-۶۲ اور جہرہ، ص ۲۰ -

(۶۴۴) حضرت ثابت بن ثعلبہ انصاری ایک عذری عورت کے فرزند تھے جبکہ حضرت خالد بن عرفط عذری بنو زہرہ/قریش کے

حلیف تھے۔ ملاحظہ ہو، بالترتیب: ابن سعد، سوم، ص ۵۶۹ اور چارم ص ۳۵۵ -

(۶۴۵) ابن سعد، چارم، ص ۳۵۶؛ جہرہ، ص ۲۰؛ اصابعہ ۲۱۸۲، ۲۱۱۰ وغیرہ -

(۶۴۶) جہرہ، ص ۲۰؛ اصابعہ ۲۸۱۶، ۹۴۲ اور ۴۵۷ - حضرت زمیل بن عمرو کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

پرچم (لوار) عطا فرمایا جس کے ساتھ بعد میں وہ جنگِ صفین میں حضرت معاویہ کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔

(۶۴۷) ابن سعد، اول، ص ۲۰؛ طبری، سوم، ص ۱۴۸ اور اسد، پنجم، ص ۲۰۵ - نیز مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷-۱۶۹

(۶۴۸) اسد، چارم، ص ۳۰۶

(۶۴۹) واقدی، ص ۴۰۳

(۶۵۰) واقدی، ص ۵۵۴، ۱۱۲۲ اور ۱۱۲۳ - (۶۵۱) واقدی، ص ۱۰۱۴

(۶۵۲) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۸

(۶۵۳) ایضاً، ص ۱۵۴

(۶۵۴) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹۴۳، جن کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے سعد بن ہذیم ہی کے ایک شخص کو ان کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

(۶۵۵) ابن سعد، چارم، ص ۳۵۶؛ نیز جہرہ، ص ۴۲۰؛ موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۰۸، کو اس روایت

کی صحت پر شبہ ہے اور وہ اس کے آخری حصے کو "پراسرار و عجیب" سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت حمزہ اس

وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کی یہ دلیل ضرور عجیب ہے۔ بنو عذرہ حجاز کے بالائی علاقے میں رہتے تھے،

جیسے کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ گھرانے شامی حدود میں بھی آباد ہوں۔ اس لئے محض اپنے جغرافیائی

تحقیق اور گمان کے سبب روایت کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

(۶۵۶) واقدی، ۱۰۳۴، کا یہ بیان بہت اہم ہے کہ غزوہ تبوک سے پہلے اسلام سعد بن ہذیم کے ایک خاص حصے تک محدود تھا

مگر غزوہ کے بعد وہ ان کے تمام گھرانوں اور بلوں میں سرعت کے ساتھ پھیلا تھا اور اس نے پورے قبیلہ کو اپنی آغوش رحمت میں سمیٹ لیا تھا۔

(۶۵۷) ابن سعد، اول، ص ۳۲ - ۳۲۹؛ طبری، سوم، ص ۱۳۰۔

(۶۵۸) واقعی، ص ۷۱ - ۷۷۰۔

(۶۵۹) جہرہ، ص ۲۲؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن سعد، سوم، ص ۵۳۳۔

(۶۶۰) ملاحظہ ہو: جہرہ، ص ۲۲ - ۲۲۱؛ اصابہ ۱۵۰، ۱۳۸ اور ۵۸۵۔

(۶۶۱) جہرہ، ص ۲۳؛ اصابہ ۴۵۵۔

(۶۶۲) جہرہ، ص ۲۵؛ اصابہ ۱۲۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے واقعی، ص ۶۶ جن کا بیان ہے کہ عمرو بن جرم غزوہ خیبر میں موجود تھے جبکہ ابن حزم کا بیان ہے کہ وہ صلح حدیبیہ میں بھی شریک تھے۔

(۶۶۳) ابن سعد، اول، ص ۳۲۹؛ ایضاً، ص ۶۳۵۔

(۶۶۴) اسد، اول، ص ۲۷۹؛ ابن سعد، سوم، ص ۲۲۰ - ۲۱۱۔

(۶۶۵) قریش متحدہ اور بنو کلب کے حلف و دوستی کے تعلقات کے لیے ملاحظہ ہو واقعی، ص ۱۵۲۔ بدر کی جنگ میں بنو عامر بن لوی کا ایک کلمی حلیف معبد بن وہب کی فوج میں موجود تھا۔

(۶۶۸) ابن سعد، چہارم، ص ۵۰ - ۲۲۹؛ نیز ملاحظہ ہو واقعی، ص ۷۸؛ جہرہ، ص ۲۸؛ اصابہ ۲۳۹۔

(۶۶۹) واقعی، ص ۶۹۵؛ جہرہ، ص ۲۶ - ۲۲۵۔

(۶۷۱) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰؛ نیز ملاحظہ ہو واقعی، ص ۵۶۲، ۷۰، ۱۰۲۵؛ ابن سعد، دوم،

ص ۸۹ - (۶۷۲) ایضاً (۶۷۳) ابن سعد، اول، ص ۵ - ۳۳۴۔

(۶۷۴) انساب الاشراف، اول، ص ۳۱ - ۵۳۱۔

(۶۷۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۰ - ۱۶۶۔

(۶۷۶) موننگری واٹ، محمدیث مدینہ، ص ۱۵ - ۱۱۴۔

(۶۷۷) واقعی، ص ۷۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۸۔

(۶۷۹) جہرہ، ص ۳۹۶؛ ابن سعد، ص ۵۸، ۵۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۸۔

(۶۸۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۶؛ ابن سعد، اول، ص ۵ - ۳۵۴۔

(۶۸۳) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۰ - ۱۵۶؛ ایضاً (۶۸۴)۔

(۶۸۵) واقعی، ص ۱۰۳۲۔

(۶۸۶) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۵؛ نیز ملاحظہ کیجئے: موننگری واٹ، محمدیث مدینہ، ص ۱۰۹۔ واٹ کا خیال ہے کہ حتمی کے قریب

آباد جذام کا قبیلہ مسلمان نہیں ہوا کیونکہ غزوہ تبوک کے دوران ہم کو بنو وائل اور سعد خہیم کے محض دو افراد کے قبولِ اسلام کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی یہ دلیل بڑی عجیب و غریب ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ ان کا خیال ہے کہ جذام کا وہ حصہ جو حضرت رفاعہ بن زید کی سرکردگی و قیادت میں تھا مسلمان نہیں ہوا تھا بلکہ اس نے اسلامی حکومت سے اسلام قبول کیے بغیر صرف سیاسی اتحاد کر لیا تھا۔ ان کا یہ تبصرہ و نتیجہ مآخذ کے صریح بیانات کے خلاف ہے اس لیے قابلِ قبول نہیں ہے۔

(۶۸۷) جہرہ، ص ۳۹۶۔

(۶۸۸) واقعی، ص ۶۰، ۹۹۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۹ اور ۱۶۵؛ نیز جہرہ، ص ۳۹۸۔

(۶۸۹) ابن سعد، سوم، ص ۱۵-۱۱۴؛ جہرہ، ص ۳۹۷؛ اصابع، ص ۱۵۳۸۔

(۶۹۰) ابن سعد، اول، ص ۴۴-۳۴۳؛ واقعی، ص ۶۹۵ کے مطابق ان کا تعلق بنو الدار بن ہانی سے تھا اور ان کے اسمائے گرامی تھے:

(۱) ہانی بن حبیب، (۲) فاکہ بن نعم، (۳) جبلة بن مالک، (۴) ابوہند بن براء، ان کے بھائی طیب / عبد اللہ، (۶) تمیم بن اوس، (۷) ان کے بھائی نعیم بن اوس، (۸) یزید بن قیس، (۹) عزیز / عبد بن رحن بن مالک اور (۱۰) ان کے بھائی مرقہ۔ مزید ملاحظہ کیجئے: جہرہ، ص ۳۹۶؛ اصابع، ص ۸۳۷، ۸۷۶، ۹۱۷، ۹۱۷، ۹۱۷۔

- ۶۳۸

(۶۹۲) غسان کے مخالفانہ رویے کے لیے ملاحظہ ہو واقعی، ص ۶۰-۷۵ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰-۱۲۸ وغیرہ۔

ایضاً (۶۹۳)

(۶۹۳) مجموعۃ الوثائق، ص ۴۲-۴۱

(۶۹۶) ابن سعد، اول، ص ۹-۳۳۸

(۶۹۵) محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۳

(۶۹۸) قرآن کریم، سورہ ۱۷، آیت ۵۴۔

(۶۹۷) ابن اسحاق، ص ۵۶۸

(۷۰۰) قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰

(۶۹۹) خطبہ حجۃ الوداع کا جملہ۔ ملاحظہ فرمائیے

(۷۰۲) جہرہ، ص ۴۱۰-۳۱۰

(۷۰۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰۵

(۷۰۴) ابن سعد، چہارم، ص ۶-۱۰۵ اور ۹-۳۵۷

(۷۰۳) محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۷

(۷۰۵) ابن سعد، اول، ص ۹-۳۴۸؛ چہارم، ص ۱۶-۱۰۵، ۵۹-۳۵۷

(۷۰۶) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰۶؛ بخاری، قدوم الاشعریین۔

(۷۰۷) ابن سعد، چہارم، ص ۱۰۸؛ فتوح البلدان، ص ۸۰؛ اسد، پنجم، ص ۳۰۸؛ نیز ملاحظہ ہو: بخاری،

کتاب وجوب الحج۔

(۷۰۸) بخاری، قدوم الاشعریین و اہل الیمین۔

(۷۱۰) ایضاً، ص ۳۶۶

(۷۰۹) جہرہ، ص ۳۶۵

(۷۱۱) ابن سعد، اول، ص ۸ - ۳۴۷؛ جبرہ، ص ۳۶۶۔ مؤخر الذکر کا بیان ہے کہ قبیلہ میں متعدد ابتدائی مسلمان موجود تھے۔
(۷۱۲) ابن سعد، دوم، ص ۲۶۶، ۳۴۷؛ طبری، سوم، ص ۱۵۸؛ بخاری، فضل الجہاد؛ اسد، دوم، ص ۸۰-۲۷۹؛
اصابہ ۱۱۳۶؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۵۔

نیز ملاحظہ فرمائیے: موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲۱؛ جنہوں نے تبارہ اور ذوالخلفہ کی مہموں کو غلط طوط
کر دیا ہے۔ پہلی مہم حضرت قطبہ بن عامر کی کمان میں صفر ۹۳ھ / مئی جون ۶۳۰ء میں لگی تھی (واقعی، ص ۹۸)۔
دوسری مہم حضرت جریر بن عبداللہ بنجی کی قیادت میں رمضان ۹۳ھ / دسمبر ۶۳۱ء میں بھی لگی تھی۔ موننگری واٹ کا
یقینہ اخذ کرنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے کے لوگوں کو اپنے پڑوسیوں کے خلاف طاقت کا استعمال
کرنے پر ابھارا تھا "غلط ہے۔ ان کے قومی بُت کو توڑنے کا معاملہ دراصل ان کے قبول اسلام کا نتیجہ تھا نہ کہ باعث و
محرم۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ان کے پختہ ایمان اور عزم بالجہد کا بھی ایک ثبوت تھا۔

(۷۱۳) جبرہ، ص ۶-۳۶۵

(۷۱۴) ابن سعد، اول، ص ۲۶۶؛ طبری، سوم، ص ۱۷۸؛ اسد، اول، ص ۸۰-۲۷۹؛ ابن خلدون، اول،
ص ۸۴۵۔

(۷۱۵) ابن سعد، اول، ص ۸-۳۴۷۔

(۷۱۶) واقعی، ص ۷۲۲۔

(۷۱۷) ابن سعد، اول، ص ۳۴۸؛ نیز ملاحظہ فرمائیے، جبرہ، ص ۳۶۸، جس کا بیان ہے کہ ارکان وفد کا تعلق بنو معاذ
سے تھا لیکن جب وہ مدینہ پہنچے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنو ریشد کا خطاب ان کے بلا پس و پیش کے
اسلام قبول کر لینے کے سبب عطا فرمایا تھا۔

(۷۱۸) جبرہ، ص ۷۳-۳۶۹

(۷۱۹) ابن سعد، اول، ص ۴۱-۳۴۰؛ اسد، پنجم، ص ۳۵-۲۲۴۔

(۷۲۰) جبرہ، ص ۳۷۲؛ اصابہ ۴۱۷؛ نیز ملاحظہ کیجئے: مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۷۔

(۷۲۱) اسد، پنجم، ص ۲۹۴، ۲۲۴-۵؛ ابن سعد، اول، ص ۴۱-۳۴۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛
نیز دیکھیے اسد، سوم، ص ۸۲؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۶-۱۱۵ کے مطابق اس کے کم از کم پندرہ خاندانوں میں
معتد بہ مسلم آبادی ہو گئی تھی۔

(۷۲۲) جبرہ، ص ۳۷۳؛ اصابہ ۳۹۱ (۷۲۳) حوالہ سابقہ ۷۲۱

(۷۲۴) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۷ (۷۲۵) ایضاً، ص ۱۱-۱۱۰

(۷۲۶) طبری، سوم، ص ۱۳۲، کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قبول اسلام کی اطلاع ملی تھی تو

آپ نے خداوند قدوس کا شکر ادا کیا تھا اور یہاں کے مسلمانوں کے ایمان و یقین کی تعریف و تحسین فرمائی تھی اور ان کے لیے برکات الہی کی دعا مانگی تھی۔

(۷۲۷) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوشائی، ص ۱۵-۱۰۹، جس سے ہر سردار قبیلہ اور اس کے لوگوں کے بارے میں تفصیلات ملتی ہیں۔ ان سے وہ فرائض اور احکام بھی معلوم ہوتے ہیں جو آپ نے حمیری مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دئے تھے۔ ان پر نمازوں کو قائم کرنا، زکوٰۃ خمس اور صفی رسول ادا کرنا عائد کیا گیا تھا۔ ایک دل چسپ بات یہ ہے کہ مسلمانوں پر عائد ہونے والے محاصل جیسے زکوٰۃ اور صدقہ کی شرح واضح طور سے بیان کی گئی ہے اس طرح غیر مسلموں کے لیے جزیہ کی شرح کا بھی غیر مبہم ذکر موجود ہے۔

(۷۲۸) واقدی، ص ۱۰۸۵

(۷۲۹) ابن سعد، اول، ص ۲۸۲؛ طبری، سوم، ص ۱۷۸؛ اسد، چہارم، ص ۱۶۱؛ اول ۱۱۰ بالترتیب۔
(۷۳۰) ایضاً

(۷۳۱) ابن سعد، سوم، ص ۵۰-۲۴۶؛ اسد، چہارم، ص ۴۷-۴۳

(۷۳۲) واقدی، ص ۱۰۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴؛ اسد، چہارم، ص ۳۲۴؛ جہرہ، ص ۳۸۷۔ مؤخر الذکر کا بیان کران کے ایک بھائی حضرت عاتش بن جریز بیدی اور ایک فرزند حضرت عبداللہ بن حمید بیدی کی عہد کے مسلمان تھے۔ نیز ملاحظہ ہو؛ اصحابہ ۸۲۳ اور ۲۵۹۔

(۷۳۳) ابن سعد، اول، ص ۳۴۲۔

(۷۳۴) واقدی، ص ۱۰۸۰ کا بیان ہے کہ مذبح کے متعدد سردار اور شیوخ حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے نہ صرف اپنے قبول اسلام کا اعتراف و اقرار کیا بلکہ اپنے پورے قبیلہ کے مسلمان ہونے کی ضمانت دی۔ اور اس کے پہلے علی ثبوت کے طور پر انھوں نے اپنے پورے قبیلہ والوں کی جانب سے صدقات بھی ادا کر دئے۔

(۷۳۵) ابن سعد، اول، ص ۴۲-۳۴۱۔

(۷۳۶) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۰؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ فتوح البلدان، ص ۸۰۔

(۷۳۷) ملاحظہ ہو مونگلری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۰-۱۱۹۔

(۷۳۸) اسود غنسی کی بغاوت اور اس کے متعلقہ امور کے لیے ملاحظہ فرمائیے؛ فتوح البلدان، ص ۱۵-۱۱۳؛ طبری، سوم، ص ۴۰-۲۲۷ اور جہرہ، ص ۳۸۳۔

(۷۳۹) طبری، سوم، ص ۱۳۲۔

(۷۴۰) طبری، سوم، ص ۳۶-۱۳۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۴۳۹-۴۴۰۔

(۷۴۱) مونگلری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے اس کے برعکس ثبوت کے لیے ابن اسحاق، ص ۴۳۹-۴۴۰۔

(۷۴۲) ملاحظہ فرمائیے ابن ہشام، سوم، ص ۵۸۳؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۷؛ ابن خلدون، ص ۸۲۳؛ اسد،

پنجم، ص ۱۸۰؛ جہرہ، ص ۳۸۲؛ اصحابہ ۶۹۸ -

(۷۴۴) ایضاً (۷۴۵) ایضاً (۷۴۶) جہرہ، ص ۳۸۳

(۷۴۷) ابن سعد، اول، ص ۶ - ۳۲۴؛ جہرہ، ص ۵ - ۳۸۴؛ اصحابہ ۷۱۸۳ -

(۷۴۸) جہرہ، ص ۳۸۵؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۵؛ اسد، پنجم، ص ۲۱۷؛ اصحابہ ۷۱۸۳ -

(۷۴۹) واقفی، ص ۱۰۸۲ (۷۵۰) ایضاً (۷۵۱) ابن سعد، اول، ص ۳۲۸؛ طبری، سوم، ص ۳۳۲ - ۱۳۲

(۷۵۲) طبری، سوم، ص ۳۳۲ - ۱۳۲ (۷۵۳) ایضاً، ص ۳۵ - ۱۳۳

(۷۵۴) ابن سعد، اول، ص ۳۴۴ - ۳۴۳؛ طبری، سوم، ص ۱۳۹ -

(۷۵۵) واقفی، ص ۶۹۵؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۷، جس کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

میں ہر ایک کو ایک "کتاب" (تحریر، عطا فرمائی تھی۔ اگرچہ مآخذ سے ان "کتاب نبوی" کے متون و مواد کا علم نہیں ہوتا لیکن اندازہ یہ ہے کہ ان کو اسلام کی ہدایات و احکام دی گئی ہوں۔ بہر حال ان رہاویوں نے اپنے اپنے حصے

حضرت معاویہ کے ہاتھ گران قیمت پر فروخت کر دیے تھے۔

(۷۵۶) جہرہ، ص ۸ - ۳۸۷؛ ابن سعد، اول، ص ۶ - ۳۲۵

(۷۵۷) اسد، دوم، ص ۶۸ -

(۷۵۸) ابن سعد، اول، ص ۳۴۶؛ طبری، سوم، ص ۲۲۰؛ نیز ملاحظہ ہو: جہرہ، ص ۳۸۹ -

(۷۵۹) جہرہ، ص ۳۸۹؛ نیز اصحابہ ۲۷۹۵ -

(۷۶۰) جہرہ، ص ۳۹۰؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۶ - ۱۲۵

(۷۶۱) جہرہ، ص ۹۲ - ۳۹۱ -

(۷۶۲) ابن ہشام، سوم، ص ۵۹۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۹؛ طبری، سوم، ص ۷ - ۱۲۶؛ ابن خلدون، اول،

ص ۸۲۸؛ اسد، دوم، ص ۹۶ - ۹۳؛ بخاری، کتاب المنازی؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۷۲ - ۷۱ -

(۷۶۳) طبری، سوم، ص ۲ - ۱۳۱ - دلچسپ بات یہ ہے کہ طبری نے خود اس روایت کی تردید پہلے ایک اور روایت

میں کی ہے جس میں حضرت خالد کی کاتبہ بنی کا واضح ذکر ہے ملاحظہ ہو: ایضاً، ص ۷۷ - ۱۲۶ -

(۷۶۴) ایضاً (۷۶۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷ - ۷۳

(۷۶۶) ابن سعد، اول، ص ۳۲۳ (۷۶۷) طبری، سوم، ص ۲۶ - ۳۲۳

(۷۶۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۹ (۷۶۹) جہرہ، ص ۱۸۸

(۷۷۰) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۹ - ۷۷ (۷۷۱) جہرہ، ص ۳۱۲ (۷۷۲) ایضاً

(۷۷۳) واقفی، ص ۹۲۳، کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے فوراً بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طفیل بن عمرو کو

ازدوی الخلفہ کی مہم پر بھیجا۔ واپسی پر حضرت طفیل کے ساتھ ازد کے چار سو مسلمان تھے، جنہوں نے طائف کے غزوہ میں حصہ لیا۔

(۷۷۴) ابن ہشام، سوم، ص ۶۴۲؛ ابن سعد، اول، ص ۸-۳۳۷؛ طبری، سوم، ص ۲۴۵۔

(۷۷۵) ابن سعد، اول، ص ۳۴۵، ۳۵۲؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۲۱-۱۱۹

(۷۷۶) واقعی، ص ۱۰۸۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے، ابن قتیبہ دینوری، کتاب المعارف، ص ۹۰-۱۸۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۳-۲۶۲؛ نثار احمد فاروقی، مذکورہ بالا، ص ۹۱-۸۹

(۷۷۷) جہرہ، ص ۴۰۵-۳۹۹۔

(۷۷۸) جہرہ، ص ۴۰۳۔ بانی خاندان اشرس کی والدہ کا نام نجیب تھا اور اسی کے نام سے قبیلہ موسوم ہوا۔ اس کے متعدد بطن ہو گئے تھے۔

(۷۷۹) ابن سعد، اول، ص ۳۲۳ کے مطابق وفد کے ارکان کی تعداد صرف تیرہ تھی جبکہ ابن اسحاق ص ۶۴۱ اور طبری، سوم، ص ۳۹-۱۳۸ کے مطابق وہ ساٹھ تھے۔ ابن قتیبہ دینوری، کتاب المعارف، ص ۳۳۳ اور محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المجبر، ص ۲۹۱ کے مطابق ستر تھے۔ بہر حال اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ سب مسلمان تھے۔

(۷۸۰) کتاب المجبر، ص ۶-۱۲۵

(۷۸۱) جہرہ، ص ۴۰۳-۳۹۹؛ اصابع، ۲۰۵، ۳۸۷، ۱۶۲۹، ۳۸۸۷، ۱۶۳، ۹۲۳۰، ۳۰۷۷، ۳۰۷۷

۲۵۰، ۸۰۶۲، بالترتیب۔

(۷۸۲) ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ اسد، پنجم، ص ۲۔

(۷۸۳) جہرہ، ص ۴۲۹۔

(۷۸۴) ابن سعد، چہارم، ص ۶۳-۳۵۹؛ جہرہ، ص ۴۳۰؛ اصابع ۵۶۴۲۔

(۷۸۵) ابن سعد، چہارم، ص ۳۶۳۔

(۷۸۶) جہرہ، ص ۳۰-۴۲۹؛ اصابع ۹۱۰۰؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۳۰-۱۲۷۔ (۷۸۷) ایضاً

(۷۸۸) ابن سعد، اول، ص ۵۱-۳۴۹؛ نیز ملاحظہ ہو: ص ۳۲۹؛ جہرہ، ص ۴۳۱۔

(۷۸۹) طبری، سوم، ص ۸-۲۲۷ وغیرہ؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ اسد، اول، ص ۱۶۳؛ سوم، ص ۶۔

(۷۹۰) منٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲۹۔

(۷۹۱) طبری، سوم، ص ۴۰-۲۳۱؛ ان کے قبول اسلام کے لیے مزید دیکھئے: ص ۱۵۸۔

(۷۹۲) جہرہ، ص ۳۰۸-۲۷۵۔

(۷۹۳) ابن سعد، پنجم، ص ۵۶۴؛ کتاب المعارف، ص ۳۳۸؛ بخاری، کتاب الجمعہ۔

(۷۹۴) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۷؛ ابن سعد، اول، ص ۲۶۳؛ فتوح البلدان، ص ۸۹؛ کتاب الحجر، ص ۷۷؛ طبری، دوم، ص ۶۴۵ اور سوم، ص ۲۹؛ اسد، پنجم، ص ۸-۷؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۵۷-۵۵؛ نیز ملاحظہ فرمائیے، واقدی، ص ۳۰-۳۳۹ اور ۶-۴۰، عبد القیس کے دو شخصوں کے غزوہ مرسیع کے دوران قبول اسلام کے لیے۔

(۷۹۵) کتاب الحجر، ص ۷۷ میں اس کی صراحت نہیں ہے کہ یہ رقم دیناروں میں تھی یا درہموں میں۔ وہ اس کے لیے لفظ مال (خطیر دولت) استعمال کرتی ہے۔ قیاس یہی ہے کہ یہ رقم درہم میں تھی۔

(۷۹۶) مجموعۃ الوثائق، ص ۶۱-۶۲ کے مطابق ان دونوں افسرانِ صدقات کے نام تھے؛ حضرت قدامہ اور حضرت ابوہریرہ۔ (۷۹۷) موننگری واٹ، محدث مدینہ، ص ۱۳۲، کا عجیب و غریب خیال یہ ہے کہ حضرت منذر بن ساوی اور ان کی رعایا کا قبول اسلام دراصل ایک سیاسی سمجھوتہ تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ایرانی سلطنت کے زوال سے ان کو خطرات لاحق ہو گئے تھے اور مملکتِ بحرین کو کسی سیاسی اور فوجی امداد یا معاہدہ کی ضرورت تھی حالانکہ مدینہ کی اسلامی ریاست اس وقت کوئی فوجی مدد دینے کے لائق نہیں تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسلامی ریاست فوجی اور سیاسی مدد دینے کے اہل نہیں تھی تو شاہِ بحرین نے اس سے سمجھوتہ کیا ہی کیوں تھا؟ اور پھر اس کے اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ ان کے بقول قبول اسلام کے بغیر بھی سیاسی سمجھوتہ ہو سکتا تھا۔ واٹ کا نظریہ اور اس کی تائید میں ان کی دلیلیں تضادات سے بھرپور ہیں۔

(۷۹۸) ابن سعد، اول، ص ۱۵-۳۱، کا بیان ہے کہ شہدۃ / شہداء میں ان کا بیس افراد پر مشتمل وفد پہنچا تھا جبکہ طبری، سوم، ص ۱۳۶، کا خیال ہے کہ شہدۃ / شہداء میں وہ وفد آیا تھا۔ ایک امکان یہ بھی ہے کہ حضرت جارد و دوبار و فودلے کر پہنچے ہوں۔ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۳۵-۶۳۶؛ کتاب المعارف، ص ۳۲۹-۳۳۰ (۷۹۹) ایضاً۔ نیز ملاحظہ ہو؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۹-۶۸

(۸۰۰) ایضاً۔ نیز ملاحظہ کیجئے؛ جمہرہ، ص ۸۰-۲۷۹؛ اصابعہ، ص ۱۰۴۲، ۲۰۱، ۸۲۱۸ اور ۳۳۰۹؛ طبری، سوم، ص ۳۰۲ وغیرہ۔

(۸۰۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۶۲-۶۲

(۸۰۲) محدث مدینہ، ص ۱۳۱

(۸۰۳) ابن اسحاق، ص ۹۲-۹۱ (ابن ہشام کا تبصرہ و اضافہ) نیز ملاحظہ ہو؛ ص ۷۷-۶۷؛ بخاری، وفد بنی حنیفہ، حدیث ثمامہ بن اثال۔

(۸۰۴) نجد کے علاقے میں انھیں دو زمانوں میں ہماری معلومات کے مطابق میں بھیجی گئی تھیں۔ ملاحظہ ہو ضمیر اول-۱۔

- (۸۰۵) ابن سعد، اول، ص ۲۶۲، نے ان کو یامہ کے بادشاہ کہا ہے۔
 (۸۰۶) فتوح البلدان، ص ۹۷؛ طبری، دوم، ص ۳۵ - ۶۳۴؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۸؛ کتاب الحجر، ص ۷۷۔
 (۸۰۷) ابن اسحاق، ص ۶۳۶؛ ابن سعد، اول، ص ۱۷ - ۳۱۶؛ کتاب الحجر، ص ۷۷ اور فتوح البلدان، ص ۹۷؛ نیز ملاحظہ ہو طبری، سوم، ص ۱۳۷۔
 (۸۰۸) ابن سعد، اول، ص ۱۷ - ۳۱۶؛ کتاب الحجر، ص ۷۷ اور فتوح البلدان، ص ۹۷؛ نیز ملاحظہ ہو طبری، سوم، ص ۸ - ۱۳۷۔

(۸۰۹) مغربی مورخین نے میلہ کذاب کے مذہبی غلوں اور عقیدہ میں تجربات پر بہت کچھ لکھا ہے اور اس کو ایک سچا متلاشی حق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے اثرات کو ثابت کرنے کا فرض انجام دیا ہے۔ اگرچہ میلہ کذاب پر بحث سردست ہمارے موضوع سے تعلق نہیں رکھتی لیکن اتنا کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ بہت حال ایک علمی اور سنجیدہ بحث کے معیار سے کہیں فروتر ہے۔ ملاحظہ کیجئے ڈی، ایس، مارگولیتس کا مضمون ”مسلم اور حنیف کے ناموں کا ماخذ اور اہمیت پر“ جرنل آف دی رائل ایشیائی کم سوسائٹی لندن ۱۹۰۳ء، جے، ایل (J. L. YALL) کے مضامین مسلم اور حنیف پر۔ مذکورہ بالا۔ ایف، اے، ہیل (F. BUHL) کا مضمون ”مسیلم پر“ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۷۷ - ۱۳۴۔

- (۸۱۰) جہرہ، ص ۲۹۲
 (۸۱۱) جہرہ، ص ۲۹۳؛ اصاہہ ۲۸۳
 (۸۱۲) جہرہ، ص ۲۹۱ - ۲۹۲
 (۸۱۳) ایضاً، ص ۲۹۱ - ۲۹۲؛ اصاہہ ۹۶۱ -
 (۸۱۴) طبری، سوم، ص ۱۸۷؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۱۷۵۔
 (۸۱۵) فتوح البلدان، ص ۸۷؛ جہرہ، ص ۳۲۳، ص ۳۳۳، ص ۳۵۰، ص ۳۵۸ اور ص ۳۶۲۔
 (۸۱۶) ابن سعد، اول، ص ۲۶۲؛ کتاب الحجر، ص ۷۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۸؛ جہرہ، ص ۳۶۲۔
 (۸۱۷) مذکورہ بالا؛ نیز مجموعۃ الوثائق، ص ۷۹ - ۷۸۔
 (۸۱۸) فتوح البلدان، ص ۸۷؛ نیز ملاحظہ ہو مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۳۱، جن کا خیال ہے کہ عمان کے ان دونوں حکمرانوں نے خود سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلقات قائم کرنے کے لیے سلسلہ جنبانی کی تھی۔
 (۸۱۹) فتوح البلدان، ص ۸۸ - ۸۷
 (۸۲۰) جہرہ، ص ۲۱۲
 (۸۲۱) فتوح البلدان، ص ۸۸۔
 (۸۲۲) ابن سعد، اول، ص ۶ - ۳۵۵؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳۱۔
 (۸۲۳) فتوح البلدان، ص ۸۸؛ طبری، سوم، ص ۱۸ - ۳۱۳۔
 (۸۲۴) جہرہ، ص ۱۹۶ وغیرہ
 (۸۲۵) جہرہ، ص ۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۳ اور ۲۲۱۔

(۸۲۶) ابن سعد، سوم، ص ۶۶ - ۱۶۳ -

(۸۲۸) ابن سعد، چهارم، ص ۱۹۷

(۸۲۹) جہیز، ص ۲۰۰-۱۹۹؛ اصحابہ ۹۰۰، ۹۰۰، ۱۵۰، ۲۰۴، (نیز اسد، سوم، ص ۲۸-۲۶)، ۴۰۸۹،

۱۸۵۹؛ نیز ملاحظہ ہو: طبری، سوم، ص ۹-۲۶۸۔

(۸۳۰) واقفی، ص ۴-۸۰۳۔ ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۶۲۸؛ طبری، سوم، ص ۶۵، جن کا خیال ہے کہ اس

مہم میں تقسیم کا ایک بڑا دستہ شریک تھا۔

(۸۲۱) ابن اسحاق، ص ۹۵-۵۹۳؛ واقدی، ص ۲۰-۹۱۹-

(۸۳۳) ابن اسحاق، ص ۶۸۶

(۸۳۲) واقعی، ص ۹۴۶

(م ۸۳) ابن سعد، اول، ص ۵-۲۹۴؛ نیز لحاظ شود: ابن اسحاق، ص ۳۱-۶۲۸؛ مجموعة الوثائق، ص ۳-۱۳۳-

(۸۳۶) واقعی، ص ۸۰-۹۹

(۲۵۸) ابن اسحاق، ص ۳۱۶

(۸۲۷) طبری، سوم، ص ۲۰-۱۱۵؛ نیز ملاحظہ ہو: منہجی واٹ، محدث مدینہ، ص ۱۳۸، جن کو ان کے اسلام سے انکار ہے صرف اس بنا پر کہ حضرت مالک بن نویرہ بھی اس میں شامل تھے۔ ان کا بیان عجیب و غریب تاویلات اور

دُور از کار و لائل کا مجموعہ ہے۔

(۸۳۸) ابن هشام، دوم، ص ۸- ۱۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳؛ طبری، سوم، ص ۱۴؛ ابن خلدون،

اول، ص ۸۳؛ اسد، دوم، ص ۸-۲۷، ۵-۱۹۴، ۷۰-۳۶۹؛ چارم ص ۲۱-۲۱۹ اور

ص ۲۹۵ -

(٨٣٩) جبر، ص ٩-١٩٤، ٢٠٠-٢٠١؛ اصحاب: ٦٩، ٣٢٤، ٩١٢، ١٨٩، ١٤٣، ١٤١٩،

141 11991259 R-4467.24 15.16 9.06-2 63376152

9358, 830, 1-10, 5544, 4128, 5512, 4312, 1522, 5432

- ۸۴۸۵۶ ۴۴۱۳۶ ۷۱۹۴

(۸۴۰) مونٹنگمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۴۰-۱۳۹- (۸۴۱) اسد، دوم، ص ۵-۱۹۴-

(۸۴۲) جہرہ، ص ۳۰۸-۲۸۰؛ نیز واقدی، ص ۷۰، ۱۰۴۲۔

(۸۴۳) جہرہ، ص ۶ - ۲۸۵؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۱۹۵؛ اصابعہ ۴۳۸؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن ہشام، ص ۵۹؛

ابن سعد، اول، ص ۵-۲۶۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹؛ فتوح البلدان، ص ۸۳-۸۰؛

طبری، سوم، ص ۱۲۱؛ بخاری، باب وجوب الزکاة؛ اسد، چهارم، ص ۸-۳۶۶-

(۴۴ م ۸) واقعی، ص ۴۴، ۱۹۸، ۵۵۴، جمہر، ص ۲۹۵؛ اصابع ۲۲۵۔ موعز الذکر دونوں مآخذ دو اور غری

مسلمانوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(۸۴۵) مجملۃ الوثائق، ص ۳۳-۱۳۲؛ جبرہ، ص ۲۹۷؛ اصابع ۱۷۰-۱۷۱۔

(۸۴۶) ابن سعد، اول، ص ۲۱۵ (۸۴۷) ایضاً، ص ۱۷-۳۱۶

(۸۴۸) طبری، سوم، ص ۳۱۰؛ نیز ملاحظہ ہو: جبرہ، ص ۳۰۸-۲۹۰۔

(۸۴۹) جبرہ، ص ۹۹-۲۹۸؛ اصابع ۷۰-۷۱ اور ۲۳۲۱، سدوس/شعبان کے دو مسلمانوں بشیر بن معبد اور خالد بن

مغیر کے لیے۔

(۸۵۰) مؤنکمری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۴۱، کا نظریہ ہے کہ عیسائی طبقات نے عبد نبوی میں اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

باب سوم

(۱) ملاحظہ ہو باب اول۔

(۲) ابن اسحاق، ص ۲۳۲؛ باب اول — بحث بر دستور مدینہ۔

(۳) دعواتِ نبوی پر بحث کے لیے ملاحظہ ہو باب اول۔

(۴) ملاحظہ ہو ضمیمہ اول - ۱۔

(۵) ایضاً - ابن سعد، سوم، ص ۴۵ اور انساب الاشراف، اول، ص ۷۳-۷۴ کی ایک روایت سے اس کی تصدیق

ہوتی ہے۔ اس کے مطابق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو نومہوں میں کم از کم امیر مقرر فرمایا تھا (یُوَقِّرُوْہُ)

مگر بعض دوسرے ماخذ کا بیان ہے کہ انھوں نے کم از کم تیرہ مہموں میں قیادت کی تھی۔ ملاحظہ ہو اسد الغابہ، دوم، ص ۲۳۲-۲۳۳

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کی اتنی کثیر تقریروں کے پیچھے دوسرے اسباب و عوامل کے علاوہ سیاسی اسباب

بھی کافی کار فرما تھے۔ صحابی موصوف کی فوجی صلاحیتوں اور قائدانہ لیاقتوں سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ انھوں نے

اپنی تمام مہموں میں سوائے غزوہ موتہ کے کامیابی حاصل کی تھی اور اسلامی ریاست کو بے انتہا فوائد پہنچائے تھے۔ تاہم

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کو مقرر کر کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عربوں پر عام طور سے اور مسلمانوں پر خاص طور پر یہ

تاثر قائم کرنا چاہتے تھے کہ اسلامی سیاسیات و نظم و نسق میں مناصب اور عہدوں کی اصل بنیاد صلاحیت و یاقوت ہے نہ کہ

اعلیٰ خاندان میں پیدائش کا اتفاقی حادثہ یا حسب و نسب پر مبنی سماجی مرتبہ۔ عرب دوسرے اقوام و مملکتوں کی مانند سماجی

اونچ نیچ اور خاندانی و قبائلی شرافت و نجابت کے قائل تھے۔ اور ظاہر ہے کہ ان کو ایک مولیٰ کی قیادت میں لڑنا ناگوار

ہوتا تھا۔ اس کا اظہار حضرت اسامہ بن زید کی تقرری کے ضمن میں ہوتا ہے۔ حیات طیبہ کے ادا فرمیں جب رسولِ کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امیر مقرر کیا اور ان کی ماتحتی میں تمام بڑے بڑے صحابہ دے دے گئے تو

بعض نجیب و شریف و اعلیٰ خاندان کے عربوں نے ایک مولیٰ زادہ کے اس منصبِ جلیل پر تقرر پر اعتراض کیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے اپنی شدید بیماری اور نقاہت کے باوجود خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو مخاطبہ کے کہا تھا کہ ”مجھے معلوم ہے کہ تم کو اسامہ کے مقرر کیے جانے پر اعتراض ہے اور اس سے قبل تم نے ان کے والد زید کی تقرری پر بھی اعتراضات کئے تھے لیکن خدا کی قسم دونوں اِمارہ (منصب امیر) کے پورے اہل تھے۔“ بہر حال بعد میں معترضین کو ندامت ہوئی اور شکر اسامہ کو محمد صلیقی میں روا کر کیا گیا۔ ملاحظہ ہو واقعی، ص ۱۹-۱۱۸ اور آئندہ؛ انساب الاشراف؛ اول، ص ۴۴-۴۵۔

(۶) ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۴۶-۴۵ اور اسد الغابہ، دوم، ص ۴-۲۳۴۔
(۷) ملاحظہ ہو ضمیمہ اول-۱۔ (۸) ایضاً

(۹) بنو امیہ کے اسلام اور اسلامی ریاست کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بہت اہم غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں ملاحظہ ہو اس بحث کے لیے میرے مضامین بنو امیہ اور بنو ہاشم کے درمیان رقابت اور ازدواجی تعلقات پر، برہان دہلی، جزوی ۱۹۸۰ء اور مئی-اگست ۱۹۸۰ء۔

(۱۰) ازرقی، کتاب اخبار متحہ، مرتبہ فرڈیننڈ و سٹنفلڈ، بیروت ۱۹۶۴ء، ص ۶۶-۶۴؛ نیز میرا مضمون، برہان دہلی، جزوی ۱۹۸۰ء۔

(۱۱) مکی اشرفیہ کے مناصب کے لیے ملاحظہ ہو، ابن عبد ربہ، العقد الفرید، قاہرہ ایڈیشن، سوم، ص ۳۱۵؛ فاکھی، کتاب المنتقی فی اخبار ام القری، بیروت ۱۹۶۴ء، دوم ص ۱۴۳-نیز ملاحظہ ہو؛ گرونی بام، کلاسیکل اسلام، انگریزی ترجمہ کیتھرین والٹن، لندن ۱۹۷۰ء، ص ۳۰؛ شبلی نعمانی، اول، ص ۱۵۶-۱۵۷؛ خاکر کا مضمون مذکورہ بالا۔

(۱۲) قبتہ کے منصب میں شہسوار و دستوں کی سالاری کے علاوہ مکی فوج کے لیے فزود گاہ وغیرہ کے انتظامات کی ذمہ داری بھی شامل تھی۔ ملاحظہ ہو العقد الفرید، سوم، ص ۳۱۵؛ شبلی نعمانی، اول، ص ۱۵۶-۱۵۷۔

(۱۳) اسلام کے اس عظیم سالار کی عالمی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں محمود شیت خطاب کی تازہ تصنیف خالد بن ولید الخزومی اور قادیۃ فتح العراق والشام جدیدہ تحقیقات سے بھرپور ہیں۔

(۱۴) ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۲۱۲-۱۶۹؛ اسد، سوم، ص ۲۳-۲۰۲؛ بخاری اور مسلم، فضائل اصحاب النبی۔

(۱۵) ابن سعد، سوم، ص ۳۷۵-۲۶۵؛ اسد، چارم، ص ۷۲-۵۲؛ بخاری و مسلم، ایضاً۔

(۱۶) ابن سعد، سوم، ص ۱۵-۴۰۹؛ اسد، پنجم، ص ۲۴۹؛ بخاری اور مسلم، ایضاً۔

(۱۷) ملاحظہ ہو؛ جہرہ انساب العرب، ص ۲۶-۳۱۲ اور ۴-۳۲۶ بالترتیب اوس اور خزرج کے لیے۔

(۱۸) حوالوں کے لیے ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول-۱۔

- (۱۹) ایضاً (۲۰) ایضاً (۲۱) ایضاً (۲۲) ایضاً (۲۳) ایضاً
 (۲۴) ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۴۰۹، ۴۲۲، ۴۳۸؛ طبری، سوم، ص ۶۵-۱۶۱-
 (۲۵) ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۹۳-۳۹۲؛ اسد، سوم، ص ۴۲-۱۴۲-
 (۲۶) ملاحظہ ہو ضخیمہ اول-۱-

- (۲۷) ایضاً (۲۸) ایضاً (۲۹) ایضاً (۳۰) ایضاً (۳۱) ایضاً (۳۲) ایضاً (۳۳) ایضاً (۳۴) ایضاً (۳۵) ایضاً
 (۳۶) حضرت خالد بن ولید مخزومی کے فوجی کارناموں کے لیے ملاحظہ کیجئے محمود شیت خطاب کی مذکورہ بالا دونوں کتابیں۔
 (۳۷) ملاحظہ ہو ضخیمہ اول-۱-

- (۳۸) ایضاً (۳۹) ایضاً (۴۰) ایضاً (۴۱) ایضاً (۴۲) ایضاً (۴۳) ایضاً (۴۴) ایضاً (۴۵) ایضاً (۴۶) ایضاً (۴۷) ایضاً (۴۸) ایضاً
 (۴۹) ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۰؛ نیز باب دوم بحث بر اسلام قریش و قبائل عرب بعد صلح حدیبیہ۔

(۵۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۵۲، ۲۵۴-۶۱

(۵۱) ان میں خالد بن ولید مخزومی، عمرو بن عاص، ابوسفیان بن حرب وغیرہ شامل تھے۔

(۵۲) سید ابوالاعلیٰ مودودی، خلافت و ملوکیت، دہلی ۱۹۶۹ء، ص ۱۰۹ وغیرہ۔

(۵۳) انساب الاشراف، اول، ص ۳۱-۵۳۰-

(۵۴) اس کے لیے ملاحظہ کیجئے: شمالی اور جنوبی قبائل میں اسلام کی اشاعت باب دوم میں۔

(۵۵) ملاحظہ ہو ضخیمہ اول-۱-

(۵۶) مہات نخلہ، قطن، سفیان ہذلی کے خلاف حضرت عبداللہ بن ابی اسحاق کے سریر، دومتہ الجندل کے سریر عبدالرحمن بن عوف،

حضرت عمر کے سریر تربہ، غزوہ موتہ، حضرت ابو قتادہ اور حضرت قطبہ کے سریر، سریر خالد بن ولید طرف دومتہ الجندل،

حضرت علی کے سریر یمن اور حضرت اسامہ کے سریر کے دوران ہدایات و احکام نبوی کے لیے ملاحظہ ہو واقعی،

ص ۱۲، ۳۱، ۳۲-۳۳، ۵۶، ۷۲، ۸۰-۸۵، ۸۷، ۹۸، ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹

اور ۱۸-۱۱۱-

آپ اپنے تمام سالاروں کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے کہ وہ تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں، اپنے ساتھی و ماتحت مجاہدین کے ساتھ محبت و شفقت کا سلوک کریں، صرف ان لوگوں کے خلاف لڑیں جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ جنگ کا آغاز ہمیشہ خدا کے نام سے کریں اور جنگ سے پہلے دشمن کو اسلام کی

دعوت دیں۔ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو وہ بھی جنگ سے ہاتھ روک لیں اور ان نو مسلموں کو مدینہ ہجرت کرنے کی تاکید کریں۔ اگر وہ اسے بھی قبول کر لیں تو ان کو مہاجرین کے حقوق سے مطلع کریں، اور اگر وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر جانے سے انکار کریں تو ان کو امت اسلامی میں اعراب (بدوؤں) کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کریں اور ان کو بتائیں کہ اس صورت میں وہ فے اور غنیمت میں کسی حصہ کے حقدار نہیں ہوں گے سوائے ان مہموں کے جن میں کردہ شرکت کریں۔ لیکن اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو ان کو جزیرہ ادا کرنے کا حکم دیں۔ اور اگر وہ جزیرہ بھی ادا کرنے سے انکار کریں تب ان سے جنگ کریں۔

سالاروں کو یہ بھی ہدایت دی جاتی تھی کہ محاصرہ کی صورت میں دشمنوں سے وہ حکم خداوندی پر ہتھیار ڈالنے کو نہ کہیں بلکہ اپنے حکم پر ان سے گفتگو کریں کیونکہ وہ حکم خداوندی کو خود بھی نہیں جانتے کہ وہ کیا ہو گا۔ غالباً یہ ہدایت نبوی اس مقصد سے دی گئی تھی کہ اگر کسی مخصوص معاملہ میں مسلمانوں کے فیصلے سے فیصلہ خداوندی مختلف ہو تو معاہدہ کی شرائط میں اسی کے مطابق تبدیلی کی جاسکے۔ اسی طرح اگر کسی شہر یا قلعہ کے لوگ ذمہ (عہد) طلب کریں تو سالاروں کو حکم تھا کہ وہ اپنا ذمہ دیں نہ کہ اللہ یا اس کے رسول کا ذمہ دیں۔ جنگ میں پہل کرنے سے بھی سالاروں کو روکا گیا تھا۔ اور حکم دیا گیا تھا کہ دشمن کو صلح، گفتگو اور ترغیب و ترہیب ہر طریقے سے جنگ کرنے سے روکیں اور صلح کرنے پر آمادہ کریں۔

ان کے علاوہ کچھ ہدایات اخلاقی نوعیت کی تھیں جن میں احترام انسانیت کو ملحوظ رکھا گیا تھا مثلاً عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور کمزوروں کو قتل نہ کریں۔ بلاوجہ دشمن کو نقصان نہ پہنچائیں اور نہ ان کا مثلہ کریں یا ان کے ناک کان کاٹیں۔ کھجور کے درختوں کو خاص کر اور عام سایہ دار درختوں کو عام طور سے نہ کاٹیں۔ گھروں کو سمار نہ کریں شگستہ دشمنوں یا ان کے گھروں اور علاقوں کو آگ نہ لگائیں۔ سالاروں اور ان کے ماتحت مجاہدین کو حکم تھا کہ وہ اموال غنیمت میں کسی طرح کی خیانت نہ کریں۔

کچھ عمومی ہدایات فوجی نوعیت کی بھی دی جاتی تھیں۔ مثلاً راتوں کو سفر کریں اور دن کے وقت چھپ جائیں۔ راہ ہروں کی خدمات ضرور حاصل کریں۔ تیز رفتاری سے اور کوچ در کوچ روانہ ہوں، دشمن کے سر پر اچانک جا پہنچیں (تا کہ وہ مرعوب ہو کر ہتھیار ڈال دے اور اس طرح مسلمان فوجیں ریزی سے بچ جائیں)، گشتی دستوں (طلائع) اور جاسوسوں (عیون) کی خدمات حاصل کریں۔ دشمن کی حربی تیاریوں کے بارے میں ممکنہ حد تک مکمل معلومات حاصل کریں۔ اپنی مہموں کے متعلقہ علاقوں کی جزئیاتی معلومات سے پوری طرح بیس رہیں۔ دشمن سے محفوظ فاصلے پر خیمہ زن ہوں۔ دشمن کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور اس کی ناکہ بندی کر لیں۔ صبح کے وقت حملہ کریں اور کامیاب مہم کے بعد میدان جنگ یا دشمنوں کے علاقے کو جلد سے جلد چھوڑ دیں۔

ان ہدایات نبوی کے لیے ملاحظہ ہو، ابن اسحاق، ص ۷۷، ۳۸۶، ۶۷۲ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم،

ص ۱۰، ۲۲، ۵۱، ۸۹، ۱۲۸، ۲، ۱۳۱، ۱۶۹ اور ۱۹۰؛ طبری، دوم، ص ۴۱۰، ۴۶۲؛ سوم،

ص ۲۲، ۳۴، ۳۶، ۲، ۱۳۱ اور ۵-۱۸۴۔

(۵۷) ملاحظہ ہو باب اول، بحث برسر یہ نخلہ؛ نیز دیکھیے خادم کا مضمون "عہد نبوی کی ابتدائی زمیں"۔ محرکات، مسائل اور مقاصد، بحث برسر یہ نخلہ۔

(۵۸) واقدی، ص ۶۴؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۵۳۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۹؛ طبری، سوم، ص ۴۰۔

(۵۹) واقدی، ص ۸۱-۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹-۱۳۸؛ طبری، سوم، ص ۶۷۔

(۶۰) ابن خلدون، المقدمة، مطبوعہ مصطفیٰ محمد، قاہرہ غیر موروثہ، فصل ۲، ص ۷۳-۷۴؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۸۸ اور ۲۳۰ وغیرہ برائے اصطلاح تعبیری؛ محمود شیت خطاب، محمد القائد، ص ۹-۷۸، برائے بحث بر طریق جنگ الکفر والفر اور تعبیری۔

(۶۱) ملاحظہ ہو ریون لیوی، دی سوشل اسٹرکچر آف اسلام (THE SOCIAL STRUCTURE OF ISLAM) کیمبرج ۱۹۶۲ء، ص ۲۲۸، جن کا خیال ہے کہ خمیس نظام عہد نبوی میں ابتدائی سے یعنی جنگ بدر

سے موجود تھا اور اس کی مثالیں بدر اور موتہ میں ملتی ہیں۔ اس نظام جنگ کی بدولت ہی کہا جاتا ہے کہ آپ کو اپنی مملکت میں کامیابی ملی تھی کیونکہ ابھی تک آپ کے دشمن حملہ کا غیر منظم طریقہ اپنانے ہوئے تھے۔ جہاں تک شواہد کا تعلق ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خمیس نظام غیر مسلم عربوں میں بھی موجود تھا۔ اور عہد نبوی سے قبل عہد جاہلیت کی جنگوں میں ہم کو اس کے متعدد حوالے ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر طبری کا بیان ہے کہ ایرانیوں کے خلاف عربوں نے جو جنگ ذی قار کے مقام پر لڑی تھی اس میں خمیس نظام عرب فوج میں موجود تھا۔ ملاحظہ ہو طبری، دوم، ص ۱۰-۲۰۹۔

(۶۲) ابن خلدون، ص ۷۴؛ نیز ملاحظہ ہو لیوی، مذکورہ بالا، ص ۲۲۷، جنہوں نے ابن خلدون کے متعلقہ اقتباس کا ترجمہ یوں کیا ہے: "قلب امیر سریر/غزوہ کا مقام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے خدام اور سپاہی ہوتے ہیں اور دونوں پہلو میں دو بازو ہوتے ہیں جن کے اپنے سالار ہوتے ہیں وہ امیر کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ان سے الگ اور قلب سے کچھ دوری پر مقدمہ ہوتا ہے جو اپنے سالار کی ماتحتی میں ہوتا ہے۔ اس کے پاس اپنا پرچم بھی ہوتا ہے۔ ساتھ عقاب پر نظر رکھتا ہے اور اسباب اور سامان رسد، ہتھیاروں اور بھاری محاصرہ کے مشینوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ لیوی کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ فوجی نظام یا طریقہ ہر حال میں اختیار کیا جاتا ہے چاہے اسلامی فوج پیش قدمی کر رہی ہو یا ریڈ کر رہی ہو یا جنگ میں ہو اور اسی کو تعبیری کہتے ہیں۔"

(۶۳) ابن خلدون، ص ۲۷۱؛ نیز ملاحظہ کیجئے قرآن کریم، سورہ انفال، آیت ۱۵ جس میں لفظ زحمت استعمال ہوا ہے۔ آیت کریمہ کا لفظی ترجمہ ہے: "اے مومنو! جب تمہارا مقابلہ دشمن سے ہو تو تم ہرگز پیٹھ نہ دکھانا۔"

(۶۴) قرآن حکیم، سورہ التوبہ، آیات ۱۲-۱۱۱۔

(۶۵) ملاحظہ کیجئے محمد عید اللہ، حمد نبوی کے میدان جنگ (انگریزی)، ص ۵۸۔

(۶۶) واقعی، ص ۵۸، ۷۱، ۷۰ وغیرہ۔

(۶۷) ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۳۰۰-۲۹۹؛ واقعی، ص ۶-۵۵ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵؛ طبری، دوم، ص ۲۴۱، ۹۰-۲۴۶۔

(۶۸) واقعی، ص ۵۸۔ لشکر نبوی میں مختلف بازوؤں کی موجودگی ہی میں ان کے سالاروں کی تقرری بھی مضمر ہے۔

(۶۹) ایضاً۔ اس روایت کے مطابق کئی فوج میں شہسوار دستوں کا افسر حارث بن ہشام مخزومی تھا جبکہ میمنہ اور میسرہ

بالترتیب ہبیرہ بن دہب مخزومی اور زمعربن اسود اسدی کی کمان میں تھے۔ اس روایت کی صحت کی تصدیق اس

حقیقت سے ہوتی ہے کہ یہ روایت مغیرہ بن عبدالرحمن مخزومی کی سند پر بیان ہوئی ہے جس کے پردادا حارث بن

ہشام تھے۔ یہ واضح رہے کہ حارث بن ہشام ابو جہل مخزومی کا حقیقی بھائی تھا اور خود اس جنگ میں موجود و

شریک تھا۔ بعد ازاں ایک اچھے مسلمان بن گئے تھے۔ اس کے علاوہ باقی دونوں کئی سال قریش کے دوسرے اور

خاندانوں کے افراد ہونے کے علاوہ بجائے خود سرداران قریش اور عظیم دھرتی کے لال تھے ”اَفْلَاذِکِیْدَہَا“

ان کے لیے ملاحظہ ہو واقعی، ص ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۶، ۹-۵۸، ۱۴۳ اور ۹۴، ۲۰۱، ۲۰۳ وغیرہ

بالترتیب؛ طبری، دوم، ص ۳۳، وغیرہ۔ اس کے علاوہ ایک تیسری روایت بھی ہے جس کے مطابق ان

دونوں بازوؤں کے سالاروں کے نام تھے حارث بن عامر اور عمرو بن عبد بالترتیب۔ یہ دونوں بھی کئی

خاندانوں کے ممتاز افراد تھے۔ لیکن اس روایت کو خود مآخذ نے ضعیف و مردود قرار دیا ہے۔ سالاروں کے

ناموں پر اختلاف کے باوجود یہ یقینی امر ہے کہ کئی فوج میں نمیش نظام موجود تھا اور ان دونوں بازوؤں کے دوسرے

بازوؤں کے علاوہ سالار بھی تھے۔

(۷۰) واقعی، ص ۷۱

(۷۱) واقعی، ص ۲۲۰، ۲۲۵، ۳۰-۲۲۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰-۳۹۔

(۷۲) اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۱۹۔

(۷۳) طبری، دوم، ص ۵۰۸؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ اسد، دوم، ص ۵۰-۴۶

(۷۴) واقعی، ص ۲۱، ۲۱۶ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۹-۳۸ وغیرہ؛ طبری، دوم، ص ۷۰-۵۷ وغیرہ۔

(۷۵) واقعی، ص ۴۹۹؛ طبری، دوم، ص ۵۸۲۔

(۷۶) واقعی، ص ۶۴۲؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۱۰۶

(۷۷) واقعی، ص ۴۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۱۔

(۷۸) اسد، چہارم، ص ۳۰۶۔

(۷۹) واقدی، ص ۶۴، نے اس موقع پر چار بازوؤں مقدمہ، ساقہ اور مینہ اور میسرہ کا ذکر کیا ہے۔

(۸۰) واقدی، ص ۸۰، ۸۱، ۸۵، ۲۵-۸۱۹۔

(۸۱) واقدی، ص ۸، ۸۹، ۹۲، اور ۹۲۳۔

(۸۲) ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۹۹، جن کے بیان اسلامی فوج کے کوچ کرنے کا بیان بڑا دلچسپ اور اہم ہے۔ تیس ہزار سپاہ پر مشتمل عظیم اسلامی فوج اپنے اقدام کے سفر پر شام کے وقت روانہ ہوتی تھی اور رات بھر اس کے مختلف دستے کوچ کرتے رہتے یہاں تک کہ اس کا آخری دستہ صبح سویرے روانہ ہوتا تھا اور جب اصل فوج کا آخری سپاہی تک روانہ ہو چکا تھا تو ساقہ ان کو کوچ شروع کرتا تھا جو اسلامی خیمہ گاہ میں دوسرے دن ہی پہنچ پاتا تھا۔

(۸۳) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲۔

(۸۴) ایضاً (۸۵) ایضاً (۸۶) ایضاً (۸۷) ایضاً (۸۸) ایضاً

(۸۹) ایضاً (۹۰) ایضاً (۹۱) ایضاً (۹۲) ایضاً

(۹۳) ۶۲۷ھ میں بنو قریظہ کی طاقت کی شکست ہونے تک اسلامی امت کو یہودیوں کی جانب سے ایک خطرہ مسلسل لاتی تھا غزوہ احزاب کے دوران اس خطرہ کی شدت میں بے انتہا اضافہ ہو گیا تھا، کیونکہ یہودیوں نے ایک انتہائی نازک موقع پر اسلامی ریاست کے استیصال کی سازش کی تھی۔

(۹۴) اسد، دوم، ص ۶، ۲۹۶؛ نیز ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲۔

(۹۵) واقدی، ص ۴۰، ۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶، ۸۰ وغیرہ؛ نیز ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲۔

(۹۶) واقدی، ص ۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۲۔

(۹۷) ملاحظہ ہو ریون لیوی، مذکورہ بالا، ص ۳۲۶۔ انھوں نے شہنشاہ لیو چہارم کا وہ بیان نقل کیا ہے جو TACTICA

(میگنہ، پٹرو لوجیا گریسیا لے ٹینا (MIGNE, PATROLOGIA GRACEA - LATINA)

جلد ۱۰۷ میں بیان ہوا ہے۔ اس کے مطابق عرب ہمیشہ شب خون کے غارت کی پیش بندی کرتے تھے خاص کر غیر ملکی

یا اجنبی علاقوں میں۔ وہ اس کے بھرپور انتظامات کرتے تھے۔ شب بیدار محافظ رات بھر پہرہ دیتے تھے یا خیمہ گاہ

کی اس طور پشتوں اور خندقوں سے حفاظت کی جاتی تھی کہ اس پر اچانک چھاپہ مار کر قبضہ نہ کیا جاسکے۔

(۹۸) ملاحظہ ہو ضمیمہ اول - ۲۔

(۹۹) ایضاً (۱۰۰) ایضاً (۱۰۱) ایضاً (۱۰۲) ایضاً (۱۰۳) ایضاً

(۱۰۴) ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۶۳-۶۴۔

(۱۰۵) واقدی، ص ۳۷۱، کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے یہودیوں کا محاصرہ کر لیا تو پہلی شب محاصرہ

میں آپ اپنے دو لنگہ پرواپس آگئے اور حضرت علی کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت علی کی بجائے حضرت ابوبکر صدیق کو اپنا جانشین بنایا تھا۔

(۱۰۶) واقدی، ص ۶۴۵۔

(۱۰۷) واقدی، ص ۲۱ کا بیان ہے کہ لشکر اسلامی کا پہلا معائنہ اُبُقَعَةُ نامی مقام پر ہوا تھا جو مدینہ کے باطل نواح میں تھا۔ یہ عرض ۱۲ رمضان ۱۰ / ۱۰ مارچ ۶۳۰ء کو ہوا تھا۔ اس عرض کے بعد ان نوجوانوں کو مسترد کر دیا گیا تھا جو فوجی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔ ان میں شامل تھے حضرات عبداللہ بن عمر، رافع بن خدیج، اسامہ بن زید، البراء بن عازب، اسید بن زہیر، زید بن ارقم اور زید بن ثابت۔ جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری کے خور و سال بھائی حضرت عمیر زہری کو ان کی تیر اندازی میں مہارت اور فوجی عمر کو پہنچ جانے کی بنا پر اجازت دے دی گئی تھی۔

(۱۰۸) واقدی، ص ۲۶۔

(۱۰۹) ابن سعد، دوم، ص ۱۲؛ نیز ملاحظہ کیجئے طبری، دوم، ص ۵۰۵۔

(۱۱۰) واقدی، ص ۲۱۶۔ اس موقع پر جن نوجوانوں کو مسترد کیا گیا تھا ان کے نام تھے، حضرات عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، اسامہ بن زید، نعمان بن بشیر، زید بن ارقم، البراء بن عازب، اسید بن زہیر، عتبہ بن اوس اور ابوسعید خدری۔ یہ سب مشہور صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے بعد کے زمانے میں اسلام کے لیے عظیم کارنامے انجام دئے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۳۹؛ طبری، دوم، ص ۶-۵۰۵۔

(۱۱۱) واقدی، ص ۳۵۳۔

(۱۱۲) واقدی، ص ۶۸۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۰۷۔

(۱۱۳) نیز ملاحظہ کیجئے اسد، دوم، ص ۲۳-۲۲۱، جس کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت فراتس (ترک کے حصوں یا مال غنیمت کے حصوں سے متعلق فن) کے ایک بڑے ماہر تھے۔ درحقیقت وہ ریاضی اور علم ہندسہ سے متعلق تمام مروجہ علوم کے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔

(۱۱۵) ابن سعد، سوم، ص ۵۱۷

(۱۱۴) واقدی، ص ۲۶

(۱۱۷) طبری، دوم، ص ۴۳۳

(۱۱۶) ابن اسحاق، ص ۲۹۳

(۱۱۹) ایضاً

(۱۱۸) طبری، دوم، ص ۵۰۸

(۱۲۱) اسد، سوم، ص ۵-۲۰۳

(۱۲۰) ابن سعد، دوم، ص ۱۲۳

(۱۲۲) واقدی، ص ۶۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲؛ طبری، دوم، ص ۴۳۴ وغیرہ۔ (۱۲۳) ایضاً

(۱۲۴) واقدی، ص ۱۰۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۹۰ کے مطابق مسلمانوں کو تیس گھوڑے ملے تھے۔

(۱۲۵) واقدی، ص ۱۹۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۴۔

(۱۲۶) واقدی، ص ۲۱۵ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۷۔

(۱۲۷) واقدی، ص ۲۱۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۷؛ طبری، دوم، ص ۵۰۷؛ نیزلاحظہ ہو ابن خلدون، تاریخ،

اول، ص ۷۲؛ ابن سعد، سوم، ص ۳۱-۱۳۰؛ بخاری، فضل الجہاد۔

(۱۲۸) ابن سعد، دوم، ص ۶۳۔ (۱۲۹) واقدی، ص ۲۵۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۷۔

(۱۳۰) ابن سعد، دوم، ص ۷۹۔ (۱۳۱) ابن سعد، دوم، ص ۸۱۔

(۱۳۲) واقدی، ص ۵۷۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۵۔

(۱۳۳) ابن سعد، دوم، ص ۱۰۷؛ کابیان ہے کہ اس غزوہ میں مسلم فوج میں دو سو شہسوار تھے۔

(۱۳۴) ابن سعد، دوم، ص ۱۳۰ کے مطابق اس موقع پر شہسواروں کی تعداد صرف سو تھی۔

(۱۳۵) واقدی، ص ۸۸۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۵۔ عام خیال یہ ہے کہ فتح مکہ میں مسلم فوج میں شہسوار دسے صرف

بنو سلیم کے تھے جن کی تعداد نو سو تھی۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ دوسرے مسلم طبقات نے بھی شہسوار دسے فراہم کیے تھے۔

ذیل میں ایک مختصر سی فہرست دی جا رہی ہے جو تمام مسلم طبقات کے شہسواروں کی تعداد کو ظاہر کرتی ہے۔

(۱)	انصار (اوس و خزرج) کے متعدد بطون	۵۰۰ شہسوار
(۲)	مہاجرین (قریش)	۳۰۰
(۳)	مزینہ	۱۰۰
(۴)	جہینہ	۵۰
(۵)	اسلم	۳۰۰
(۶)	بنو سلیم	۹۰۰
	میزان	۲۱۵۰

ماخذ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہرست شہسواران اسلامی مکمل نہیں ہے۔ اس میں بعض مسلم طبقات جیسے
غزاعلو اسد وغیرہ کے شہسواروں کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ اس موقع پر شہسواروں کی تعداد
ڈھائی ہزار سے کسی طرح کم نہیں تھی۔ بلکہ امکان یہ ہے کہ وہ اس سے متجاوز رہی ہو۔ شہسواروں کی اس تفصیل کا ذکر
عموماً علمبرداروں کے ذیل کے ماخذ میں ملتا ہے اس لیے وہ مورخین اور سیرت نگاروں کی نگاہ سے اوجھل رہ جاتا ہے۔

(۱۳۶) واقدی، ص ۱۰۰۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۶۔

(۱۳۷) قرآن کریم، سورہ انفال، آیت ۶۰ واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترہبون بہ عند

اللہ وعدوکم واکوواخین من دونہم لاتعلمونہم، اللہ یعلمہم..... (اور ان کافروں کے لیے جن قدر تم سے ہو سکے

ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اس کے ذریعے تم (اپنا) رعب جائے رکھو ان پر

جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم (بالیقین) نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتا ہے)۔ ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی۔

(۱۳۸) شہسواروں کے حصّہ مالی غنیمت پر مختلف روایتوں کے لیے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق، ص ۵۲۲، ۹۰، ۶۸۹ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴، ۱۱۳؛ طبری، سوم، ص ۱۹؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۳-۱۰، جنہوں نے مشہور صحابی رسول حضرت مقداد بن عمرو کی سنہ پر ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ صحابی موصوف غزوہ خیبر میں یکمیت ایک شہسوار کے شریک ہوئے اور ان کو دو حصّے ملے؛ ایک ان کا اپنا اور دوسرا ان کے گھوڑے کا۔ لیکن بعض روایات جن کا تعلق مرثیہ اور بنو قریظہ کے غزوات سے ہے یہ بتاتی ہیں کہ شہسواروں کو ان مواقع پر پیادہ سپاہی کے مقابلے میں نین گنا حصّہ ملا تھا؛ ایک ان کی ذات کا اور دو حصّے ان کے گھوڑے کے لیے۔ اگرچہ واقدی کا یہ بیان کہ شہسوار کو دو ہی حصّے پورے عہد نبوی میں ملے رہے تقریباً تمام مورخین کے نزدیک مسلم اور واقعی ہے تاہم اس امکان سے قطعی طور پر انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ابتدا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو گھوڑے حاصل کرنے کی ترغیب دینے کے لیے تین حصّے بھی مرحمت فرمائے ہوں۔

(۱۳۹) واقدی، ۲-۵۹۱۔ وہ تمام افسران حکومت نبوی جن کو قیدیوں اور اسیران جنگ کو بازاروں میں بطور غلام فروخت کرنے کا مزدار بنایا گیا تھا اپنی واپسی پر ہتھیار اور گھوڑے خرید کر لاتے تھے۔ اسی طرح بعض شخص کے افسروں کو بھی اسی مقصد سے عرب اور شام وغیرہ کے بازاروں میں بھیجا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو ضمیر اول، ۷۔

(۱۴۰) مثال کے طور پر حضرت ضحاک بن سفیان کلابی / بنو سلیم فتح مکہ کے غزوہ میں متعدد قبائلی سالاروں میں سے ایک سالار تھے ملاحظہ ہو اسد، سوم، ص ۳۶؛ نیز ملاحظہ ہو ضمیر اول، ۳-۱۳۔ اس نکتہ پر مفصل بحث ہم عہد نبوی کی فوجی تنظیم میں قبائلی علمبرداروں کے مقام و مرتبہ اور کردار کے مطالعہ میں کریں گے۔

(۱۴۱) اسد الغابہ، سوم، ص ۱۵۵۔

(۱۴۲) واقدی، ص ۶-۹۹۵۔

(۱۴۳) مآخذ اس ضمن میں دو الفاظ یا دو مترادفات لواء اور سراية استعمال کرتے ہیں۔ ان دونوں ہی کے معنی جھنڈے اور پرچم کے ہیں اور ان دونوں کو ایک دوسرے کی جگہ بخوبی استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ لغوی اعتبار سے ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے اور عموماً مآخذ اسی طرح ان کو درحقیقت استعمال بھی کرتے ہیں۔ لیکن بعض مورخین نے لواء اور سراية میں عام و خاص کا فرق بھی پیدا کیا ہے۔ چنانچہ اس نظریہ / خیال کے مطابق عام مہموں میں لواء (جمع الویة) ڈٹے جاتے تھے لیکن سراية (جمع ساریات) کا استعمال پہلی بار واقدی کے مطابق غزوہ خیبر میں ہوا تھا۔ ہمارے جدید مورخین نے عام طور سے اس بیان کو بلا تنقید و جرح قبول کر لیا ہے۔ واقدی کے اس بیان کے مطابق اس مہم میں تین رایات بنائے گئے تھے جو حضرات علی بن ابی طالب، جابر بن منذر اور سعد بن عبادہ کو دے گئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کا پرچم مبارک (سرایۃ) سیاہ تھا جو حضرت عائشہ کی چادر (جود) سے بنایا گیا تھا۔ اس کو عقاب (شاہین) کہا جاتا تھا جبکہ آپ کا لواہر سفید تھا۔ ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۶۴۹۔ لیکن دل چسپ بات یہ ہے کہ لواء اور رایہ کا یہ فرق بتانے اور یہ بیان دینے کے باوجود کہ رایہ کا پہلا استعمال غزوہ خیبر میں ہوا تھا۔ یہی مورخ دوسرے دو مقامات (ص ۵۶۹ اور ۲۲۶) پر بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں اپنا سرایہ حضرت مصعب بن عمیر عبد ری کو عطا فرمایا تھا۔ جبکہ ابن قتیبہ دینوری، کتاب المعارف، ص ۱۵۳، کا بیان یہ ہے کہ غزوہ بدر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سیاہ رایہ حضرت علی کو اور سفید لواء حضرت مصعب بن عمیر عبد ری کو عطا کیا تھا۔ سرفراز ہونے والا صحابی کے نام میں اختلاف کے باوجود مورخ الذکر کے بیان سے یہ البتہ ثابت ہوتا ہے کہ لواء اور سرایۃ کا فرق پہلی اہم مہم سے اسلامی عسکری تنظیم میں موجود رہا تھا۔ خود واقدی کا دو مقامات پر بیان بھی مضمر اسی کی تائید کرتا ہے۔ بھٹل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لواء عام پرچم ہوتا تھا جو سالاران سرایا یا قبائلی سرداروں کو دیا جاتا تھا جبکہ رایہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص پرچم ہوتا تھا جو اسلامی ریاست یا مرکزی حکومت کی نمائندگی کرتا تھا۔ اور یہ تفریق ابتداء ہی سے موجود تھی اور پہلی بار اس کا اظہار غزوہ بدر میں ہوا تھا نہ کہ غزوہ خیبر میں، جیسا کہ عام طور سے جدید مورخین کا خیال معلوم ہوتا ہے۔

(۱۴۴) ازرقی، ص ۷۱-۷۰۔

(۱۴۵) ریون لیوی، مذکورہ بالا، ص ۵-۴۴؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۳۷۹؛ واقدی، ص ۵۶۔

(۱۴۶) زبیری، ص ۵۴-۵۵؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۵۵-۵۳؛ ازرقی، ص ۷۱-۷۰؛ جمہرہ

ص ۱۱۸؛ نیز ملاحظہ ہو: ابن اسحاق، ص ۴۴، جن کا بیان بڑا دلچسپ ہے۔ روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے موقع پر تکی سالار فوج ابو سفیان بن حرب اموی نے عبدالدار کے علمبرداروں سے طرزاً کہا تھا کہ اے بنو عبدالدار! بدر کے موقع پر تم ہی ہمارے علمبردار تھے۔ تم جانتے ہی ہو کہ اس روز کیا ہوا تھا۔ سپاہی بڑی حد تک اپنے پرچموں سے اپنی قسمت وابستہ کر لیتے ہیں۔ تو یا تم ہمارے پرچم کی پوری جاں نثاری اور ثابت قدمی سے حفاظت کرو یا اس اعزاز سے دستبردار ہو جاؤ تاکہ ہم اس کو کسی اور کے سپرد کر دیں اور تم کو اس زحمت سے بچالیں۔ انھوں نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد جواب دیا: کیا ہم اپنا پرچم اٹھانے کا اعزاز تمھارے حوالے کر دیں؟ کل جب جنگ کا بازار گرم ہو گا تو تم خود دیکھ لو گے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ بنو عبدالدار اپنے قول کے پختے نکلے اور انھوں نے اپنے قومی پرچم کی حفاظت میں جانیں نچا کر دیں اور اس سلسلہ میں بڑی عیدم المثل مروانگی اور شجاعت بکھ تھوڑ کا ثبوت دیا۔ زبیری کے بقول اس دن بنو عبدالدار کے نو سرفروشو نے اپنے قومی پرچم کی حفاظت میں اپنی جانیں قربان کر دی تھیں۔ نیز ملاحظہ کیجئے: واقدی، ص ۲۱-۲۲۰، ۲۲۸-۲۲۵، ۸-۳۰۷۔

(۱۴۷) ابن سعد، دوم، ص ۶؛ طبری، دوم، ص ۴۰۲؛ اسد، پنجم، ص ۲۹۶؛ نیز ملاحظہ ہو لیوی، مذکورہ بالا،

ص ۴۳۵۔ مؤرخ الذکر کا یہ بیان صحیح ہے کہ نشان / علم کی اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام علمبرداروں کے ناموں کو نمایاں طور سے بیان کیا جاتا ہے اور اسی طرح انصار کے بعض لوگوں کا غزوہ بدر میں امتیاز کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعد کے غزوات و سرایا میں بھی علمبرداروں کے ناموں کو خوب نمایاں جگہ دی ہے۔ کسی ہم کو بھیجنے کے لیے ایک فقرہ عقد لواء استعمال کیا جاتا ہے اور علم کا عطا کیا جانا دراصل کمان سے سرفراز کیا جانا تھا۔

(۱۴۸) واقدی، ص ۹۹۶، کا بیان ہے کہ غزوہ تبوک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مخصوص برایہ حضرت ابوبکر صدیق کو عطا فرمایا تھا۔

(۱۴۹) ملاحظہ کیجئے: عبد بنوی کے میدان جنگ (انگریزی)، حیدر آباد دکن ۱۹۶۲ء، ص ۵۳، (باب ہشتم)۔
(۱۵۰) واقدی، ص ۵۱؛ نیز ملاحظہ ہو طبری، دوم، ص ۲۲۲، ۲۲۶، جن کا خیال ہے کہ یہ طلیعہ کافی بڑا تھا کیونکہ اس میں متعدد دوسرے صحابی بھی شامل تھے۔

(۱۵۱) واقدی، ص ۵۱؛ طبری، دوم، ص ۲۲۲، ۲۳۶۔

(۱۵۲) طبری، دوم، ص ۲۲۲۔

(۱۵۳) واقدی، ص ۵۲، نے ان کی تعداد تین بتائی ہے اور ان کے نام یسار، اسلم اور ابرافع بتائے ہیں جو بالترتیب عبید بن سعید بن عاص اموی، غلبہ بن حجاج سہمی اور امیر بن خلف حمی کے غلام (غلید) تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکی فوج پانی وغیرہ کی فراہمی جیسی ضروریات کے لیے اپنے غلاموں پر منحصر تھی۔ یہ غلام عموماً جنگجو سپاہی کی حیثیت سے نہیں بھرتے کیے جاتے تھے۔ بعض سپاہی بھی ہوتے تھے مگر اکثر کی حیثیت خدام اور گھریلو کاموں کے ملازموں کی سی ہوتی تھی۔ غالباً اسی غلط فہمی کے سبب بعض غیر ملکی مورخین نے احابش کو سیاہ غلاموں کی قریشی فوج سمجھ لیا ہے جو قطعی غلط ہے۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہو موننگری واٹ، محمد ایٹ مکتہ، ص ۱۵۴۔

(۱۵۴) واقدی، ص ۴-۵۳؛ نیز ملاحظہ ہو باب چہارم، بحث بر مشیران نبوی۔

(۱۵۵) اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۷۸۔

(۱۵۶) واقدی، ص ۳۳۷، کا بیان ہے کہ یہ طلیعہ سفیان بن خالد سہمی کے دو فرزندوں حضرات سلیط اور نعمان پر مشتمل تھا اور ایک بنو غویر کے گنام صحابی بھی شامل تھے۔ مؤرخ الذکر صحابی اپنی شست روی کے سبب پیچھے رہ گئے جبکہ ان کے دونوں ساتھی تیز رفتاری سے مکی فوج کے قریب جا پہنچے۔ مکیوں نے ان دونوں کا پتا لگایا اور ان کو فوراً مار ڈالا۔ جب مسلم فوج وہاں پہنچی تو انھوں نے وہاں ان کی لاشیں پائیں اور ان کو دفن کر دیا۔

(۱۵۷) واقدی، ص ۵۳۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۹۔

(۱۵۸) واقدی، ص ۵۷۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۵۔

(۱۵۹) واقدی، ص ۴۱-۶۲۰

(۱۶۰) ایضاً، ص ۶۲۲

(۱۶۱) واقدی، ص ۸-۹۹؛ نیز ملاحظہ ہو: یعقوبی، تاریخ، دوم، ص ۵۸، جس کے مطابق اس عورت کا نام سارہ تھا اور وہ ابو لہب بن عبد المطلب ماشی کی کنیز تھی۔

(۱۶۲) کتاب الحجر، ص ۲۸۷

(۱۶۳) واقدی، ص ۱۰۴

(۱۶۴) واقدی، ص ۱۴۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳؛ طبری، دوم، ص ۴۵۸۔ اس خوشخبری پر مدینہ والوں کا رد عمل بڑا دلچسپ تھا۔ خبر اتنی خوش آئند اور اتنی اچانک تھی کہ پہلے ان کو یقین نہیں آیا اور انہوں نے دونوں منادیوں کو

جھوٹا سمجھا اور میدان جنگ سے مفروضہ قرار دیا۔ لیکن ان کے بار بار اور بار بار یقین دلانے پر خبر کا جب یقین آیا تو وہ

حیرت زدہ رہ گئے کہ اتنی سی چھوٹی اسلامی فوج نے جو پوری طرح مسلح بھی نہ تھی کیونکہ اتنی بڑی قریشی فوج و منظم فوج کو

ہرا دیا؟ اور آخر آفریں ان کو جب حیرت سے چٹکارا ملا تو ان کی خوشی اور مسرت کی انتہا نہ رہی۔ نیز ملاحظہ کیجئے:

(۱۶۵) ابن سعد، دوم، ص ۶۱؛ کتاب الحجر، ص ۲۸۷

(۱۶۶) کتاب الحجر، ص ۲۸۷

(۱۶۷) اسد الغابہ، پنجم، ص ۴۴؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب الحجر، ص ۲۸۷

(۱۶۸) قرآن کریم، سورہ حشر، آیت ۵

(۱۶۹) واقدی، ص ۳۷۲

(۱۷۰) ان افسروں اور فوجی کارکنوں کے لیے ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول-۳، جس میں ان میں سے ایک کے بارے میں حوالے

مذکور ہیں۔

(۱۷۱) جاسوسوں اور ان کی کارگزاری کی اہمیت کے لیے ملاحظہ ہو محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدان جنگ، ص ۵۷-۵۳

(۱۷۲) واقدی، ص ۲۲؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۲

(۱۷۳) واقدی، ص ۵۴؛ کابیان اس سلسلے میں کافی دلچسپ اور اہم ہے جو اس زمانے کے لوگوں کی بصیرت اور عمارت پر

روشنی ڈالتا ہے۔ روایت ہے کہ تمکد کا مشورہ سردار نبی بن حجاج سہمی لوگوں کے نشان قدم پہچان لینے میں اپنا جواب

نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ ان دونوں مسلم جاسوسوں کے نرم مٹی پر نشان قدم کو دیکھ کر اس نے مدینہ کے جاسوسوں کی

موجودگی اپنی فوج کے افسروں کو بتا دی تھی۔ اسی ذیل میں وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جو ابوسفیان بن حرب اموی کے ساتھ

پیش آیا تھا۔ بدری کے کنوؤں کے قریب ابوسفیان نے شام سے کوٹنے وقت مسلم جاسوسوں کے اونٹوں کی لید میں

مدینہ کی کج روئی کی گتھیلوں کو دیکھ کر سمجھ لیا تھا کہ مدینہ کے لوگ گرد و نواح میں موجود ہیں اور اسی بصیرت کے سبب انہوں نے

اپنے زیر کمان مالا مال قریشی کارواں کا راستہ بدل دیا تھا۔

(۱۷۴) واقدی، ص ۷-۲۰۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۷

(۱۴۵) واقدی، ص ۸-۲۰۷

(۱۴۶) واقدی، ص ۸-۲۰۷ کا بیان ہے کہ حضرت جناب بن منذر نے اپنی واپسی پر مکی فوج کی عدوی طاقت ایک ہزار کے لگ بھگ بتائی تھی جس میں سے شہسوار دو سو تھے اور سات سو سپاہی زرد بکڑ پوش تھے۔ ان کی یہ خبر بالکل صحیح ثابت ہوئی تھی۔

(۱۴۷) طبری، دوم، ص ۸-۵۲۷ کے اس بیان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ اگر تم دیکھو کہ مکہ والے گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کا رخ مکہ کی طرف ہے دوسری صورت میں وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ حضرت علی کو بھی یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے مشاہدہ کا اعلان سب کے سامنے ذکر کریں لیکن وہ قریشی فوج کے مکہ واپس ہونے کی خبر سے اتنے خوش ہوئے کہ واپسی میں سب کے سامنے قریشیوں کے حکم واپس ہونے کا اعلان کر گئے۔

(۱۴۸) واقدی، ص ۴۴۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۳- (۱۴۹) ایضاً (۱۸۰) واقدی، ص ۶۱-۶۰

(۱۸۱) واقدی، ص ۵۴۴ کے مطابق انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تھی کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے اپنے قلعوں (آطام) کی مرمت کر لی ہے، اپنے سپاہیوں کو جمع اور منظم کر لیا ہے اور اپنے موشیوں کو گڑھیوں میں اکٹھا کر لیا ہے۔ یہ دراصل ان کی فوجی تیاریوں کی جانب اشارہ تھا؛ نیز ملاحظہ کیجئے؛ بخاری، فضل الجہاد۔

(۱۸۲) ایضاً (۱۸۳) واقدی، ص ۹۰-۳۸۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے مسلم، باب الجہاد۔

(۱۸۴) واقدی، ص ۵۴۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۵۔

(۱۸۵) واقدی، ص ۸۹۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۰؛ طبری، سوم، ص ۷۳؛ ابن خلدون، ادل، ص ۸۱۲۔

(۱۸۶) واقدی، ص ۴۴۴-۳۴۱ (۱۸۷) ایضاً، ص ۳۴۶۔

(۱۸۸) ابن سعد، سوم، ص ۱۷۲ کے مطابق حضرت عبداللہ بن اریقظ دہلی اس وقت تک کافر تھے اور ان کی خدمات اُجرت پر حاصل کی گئی تھیں۔

(۱۸۹) اسد الغابہ، دوم، ص ۷۷-۲۸۶ کے مطابق حضرت سعد العرجی ہجرت نبوی کے اسی سفر کے دوران اسلام لائے تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد ہی انہوں نے حضرت عبداللہ بن اریقظ دہلی کی جگہ سنبھالی تھی۔

(۱۹۰) واقدی، ص ۱۸-۲۱۷ کا بیان ہے کہ اس موقع پر دو اور روایتیں بیان کی جاتی ہیں جو مختلف راہ بروں کا ذکر کرتی ہیں لیکن مذکورہ بالا روایت زیادہ صحیح ہے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۳۹؛ طبری، دوم، ص ۵۰۶؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۶۹۔

(۱۹۱) اسد الغابہ، اول، ص ۶-۲۲۵۔

(۱۹۲) واقدی، ص ۴۴۴ کے مطابق وہ ایک ماہر راہ بر (دلیل خیریت) تھے۔

(۱۹۳) واقدی، ص ۳۴۶۔ اس مہم میں شریک ایک صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص زہری کا بیان ہے کہ ”جب ہم نے راہ گم کر دی تو بدوی قبائل میں سے ایک شخص کی خدمات بطور ایک راہبر ہم نے حاصل کیں۔ اس نے پوچھا: ”اگر میں آپ لوگوں کو ایسی جگہ کی نشان دہی کروں جہاں آپ کو کافی مال غنیمت ملے تو میرا کیا حصہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا: ”خمس (۱/۵) ملے گا۔“ چنانچہ وہ بدو قبیلوں کے مویشیوں کی طرف لے گیا اور اس نے اپنا حصہ وصول کر لیا۔

(۱۹۵) اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۰۔

(۱۹۴) ایضاً، ص ۴۰۳۔

(۱۹۷) واقدی، ص ۵۵، نے اس کا نام نہیں بتایا ہے۔

(۱۹۶) ایضاً، پنجم، ص ۷۰-۱۶۹۔

(۱۹۹) واقدی، ص ۶۴۱، ۸-۶۴۷۔

(۱۹۸) واقدی، ص ۵۸۴۔

(۲۰۰) طبری، سوم، ص ۲۳؛ اسد دوم، ص ۱۶؛ نیز ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۶۴۱۔

(۲۰۱) اسد الغابہ، سوم، ص ۲۶۸۔ (۲۰۲) واقدی، ص ۷۷۷؛ اسد الغابہ، دوم، ص ۱۶۲۔

(۲۰۳) اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۶۸۔ (۲۰۴) واقدی، ص ۹۹۹؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، ص ۱۴-۱۳۔

(۲۰۵) واقدی، ص ۱۱۲۲۔ (۲۰۶) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۶۔

(۲۰۷) واقدی، ص ۱۰۰؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۸؛ طبری، دوم، ص ۴۵۸؛ ابن خلدون، اول،

ص ۷۵۵؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۹-۲۴۸۔

(۲۰۸) واقدی، ص ۱۰۵؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، سوم، ص ۴-۳۔

(۲۰۹) واقدی، ص ۵-۱۰۴، کا بیان ہے کہ بدر میں شریک جہاد ہونے والے تمام غلاموں کو مال غنیمت میں حصہ

کی بجائے انعام و اکرام سے نوازا گیا تھا۔

(۲۱۰) اسد، سوم، ص ۹-۲۴۸۔

(۲۱۱) واقدی، ص ۴۱۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴۔

(۲۱۲) واقدی، ص ۴۱۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۴، کا بیان ہے کہ وہ خمس کے بھی نگران مقرر کیے گئے تھے۔

(۲۱۳) اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۶۰، کا خیال ہے کہ اس افسر کا نام مسعود بن بنیدہ تھا جنہوں نے خمس کے نگران

افسر کی حیثیت سے کام کیا تھا۔

(۲۱۴) واقدی، ص ۱۷۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰ اور ۵۸۔

(۲۱۵) واقدی، ص ۱۷۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۲۹؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۱۹۔

(۲۱۶) ابن سعد، دوم، ص ۲۹؛ طبری، دوم، ص ۴۸۱؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۵۹؛ اسد الغابہ،

چہارم، ص ۷-۱۰۶۔

(۲۱۷) واقدی، ص ۳۷۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۵؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۳۱۔

- (۲۱۸) واقعی، ص ۳۷۹؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۹۱۔
 (۲۱۹) واقعی، ص ۵۰۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۵؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۷۷-۷۸۔
 (۲۲۰) ابن سعد، دوم، ص ۷۵؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۳۴۔
 (۲۲۱) واقعی، ص ۵۰۹ (۲۲۲) واقعی، ص ۵۱۳۔
 (۲۲۳) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۶۰ (۲۲۴) واقعی، ص ۵۲۳؛ اسد الغابہ، دوم، ص ۵-۲۸۳۔
 (۲۲۵) طبری، دوم، ص ۲-۵۹۱؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، دوم، ص ۸۰-۲۷۹۔
 (۲۲۶) واقعی، ص ۶۰۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۷؛ اسد، چہارم، ص ۹-۱۷۸۔
 (۲۲۷) اسد الغابہ، چہارم، ص ۸-۳۴۷۔
 (۲۲۸) ایضاً، پنجم، ص ۱۶۵ (۲۲۹) ایضاً، دوم، ص ۱۱۳۔
 (۲۳۰) طبری، سوم، ص ۸۱؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۵۔
 (۲۳۱) اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۲۶- (۲۳۲) واقعی، ص ۹۲۳۔
 (۲۳۳) واقعی، ص ۹۴۲- (۲۳۴) ایضاً، ص ۹۴۹۔
 (۲۳۵) ایضاً، ص ۹۵۲- (۲۳۶) ابن سعد، دوم، ص ۱۶۴۔
 (۲۳۷) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ اول - ۷۔
 (۲۳۸) ان افسران کے علاوہ جو اسلحہ اور گھوڑوں کے آزاد و خود مختار افسر تھے صاحب المغانم (اموال غنیمت کا عام افسر) بھی اسلحوں کا نگراں افسر ہوتا تھا جیسا کہ واقعی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ غزوہ خیبر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ہر قسم کا مال غنیمت صاحب المغانم کی نگرانی و حفاظت میں تھا جس میں اسلحہ بھی شامل تھے اور جس کسی کو دوران غزوہ جنگ کے لیے ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی تھی وہ صاحب المغانم سے مستعار لیتا تھا اور فتح یا جنگ کے خاتمے کے بعد ان کو لوٹا دیتا تھا۔

- (۲۳۹) اسد الغابہ، دوم، ص ۲۶۸ (۲۴۰) اسد، سوم، ص ۲۷۹۔
 (۲۴۱) ملاحظہ ہو واقعی، ص ۸۲، ۸۶، ۱۰۰-۹۹۔
 (۲۴۲) واقعی، ص ۱۶-۱۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱۔
 (۲۴۳) واقعی، ص ۸۲، ۹۲، ۱۰۱-۱۰۰۔
 (۲۴۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں کئی سردار فتنہ بن حجاج سہمی کی ذوالفقار نامی تلوار صغی میں لے لی تھی (تَنْقَل) اور دو اور مقتول کئی سرداروں ابن عائدہ مخزومی اور عاص بن فتنہ سہمی کی تلواres اپنے دوسا قبیوں کو عطا کر دی تھی۔ ملاحظہ ہو واقعی، ص ۱۰۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۹-۱۸۔

(۲۴۵) واقدی، ص ۱۰۴-۸۴۔ واقدی اور ان کے کاتب دونوں کا بیان ہے کہ بیضہ (جو ہے کا خود) بمقعر (کپڑے یا چرٹے وغیرہ کا خود) کے اوپر پہنا جاتا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۲۱۹ اور ابن سعد، دوم، ص ۲۹ جن کا بیان ہے کہ اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزرہ بکترتے اوپر پہنے تھے اور ایک مقعر اور اس کے اوپر ایک بیضہ پہنا تھا۔
(۲۴۶) واقدی، ص ۱۰۴-۸۴ (۲۴۷) ایضاً، ص ۱۰۳

(۲۴۸) واقدی، ص ۲۱۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۹۔

(۲۴۹) واقدی، ص ۲۳۰ (۲۵۰) واقدی، ص ۱۷۷

(۲۵۱) ہتھیار اس شرط پر ڈالے گئے تھے کہ بنو قینقاع مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں گے اور اپنے تمام ہتھیار (حلقہ) مویشی (دگڑ) اور زرگری کے اوزار (آلة الصیاعنة) چھوڑ جائیں گے؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۷۸-۹۔

(۲۵۲) واقدی، ص ۱۷۹۔ (۲۵۳) موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۰۹۔

(۲۵۴) واقدی، ص ۳۷۷۔ (۲۵۵) ایضاً، ص ۵۱۰ (۲۵۶) ایضاً، ص ۵۲۳۔

(۲۵۷) واقدی، ص ۸-۶۴۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ ایک یہودی جس کا نام ہماک تھا رجب میں واقع مسلم خیمہ گاہ کے ارد گرد گھومتا پایا گیا تھا اور اس کو خیمہ گاہ کے افسر حضرت عمر بن خطاب عدوی اور ان کے سپاہیوں نے پکڑا تھا۔ پوچھ گچھ کے دوران اس نے اس جگہ کی نشان دہی کی جہاں یہ آلات حرب یہودیوں نے مسلمانوں کے قبضے میں جانے کے ڈر سے زمین میں دفن کر دئے تھے۔ اس پر قبضہ کے بعد مسلمانوں نے مذکورہ بالا یہودی قیدی کی رہ نمائی میں کھود کر نکال لئے تھے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ اس کے بعد وہ یہودی قیدی مسلمان ہو گیا تھا۔

(۲۵۸) دیابہ اور مغنیت دونوں محاصروں میں آلات حرب ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعہ قلعہ یا گڑھی کی دیواروں کو توڑا جاتا ہے تاکہ محصورین کو ہتھیار ڈالنے یا کھلے میدان جنگ میں لڑنے پر مجبور کیا جائے۔ مغنیت دراصل پتھر پھینکنے والا ایک بڑا سا آلہ ہوتا ہے جو اسپرنگ کے اصول پر کام کرتا ہے۔ اس کے ایک سرے پر وزنی اور بھاری پتھر رکھ دیا جاتا ہے اور دوسرے سرے پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ دباؤ پڑتے ہی پتھر تیزی سے اچھل کر سامنے والی چیز سے ٹکراتا ہے اور اس طرح کے بار بار عمل سے دیوار میں شکاف پڑ جاتا ہے۔ جبکہ دیابہ ایک رواں اور چلتا پھرتا منارہ ہوتا ہے جس کی کئی منزلیں ہوتی ہیں۔ ہر منزل میں کافی سپاہیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ ہوتی ہے اور یہ سپاہی نقب زنی کے آلات سے لیس ہوتے ہیں۔ اوپری منزل کے سپاہی تیرکمانوں سے مسلح ہوتے ہیں تاکہ وہ اپنے ساتھیوں کی حفاظت کر سکیں اور قلعہ کے دشمن کے تیروں کا جواب بھی دے سکیں۔ ان کی مزید حفاظت کے لیے ان تمام منزلوں کو کھالوں سے ڈھانک دیا جاتا تھا۔ پھر اس منارہ کو دھکیل کر قلعہ کی دیوار سے لگا دیا جاتا تھا اور تمام منزلوں کے سپاہی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اس کے علاوہ اس آلہ میں قلعہ کی دیواروں پر چڑھنے کے لئے بھی ساز و سامان ہوتا تھا اور مجاہدین اپنی جانوں کی پڑاکیے بغیر اوپر پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔

نیز ملاحظہ کیجئے واقعہ، ص ۹۲۷؛ ربوب لیوی، مذکورہ بالا، ص ۴۴۰۔

(۲۵۹) واقعہ، ص ۶۴۸ اور ص ۶۷۰ کا بیان ہے کہ مرمت کے بعد جوں ہی منہجی کو تباہ کے ساتھ استعمال کے لیے لکھا گیا تو ہی قلعہ شقی کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دئے۔ نزار اور قوص کے یہودیوں نے منہجی کو استعمال کے لیے تیار دیکھ کر دہشت کے مارے گھٹنے ٹیک دیئے جبکہ اس آلہ محاصرہ شکن سے ایک بھی پتھر نہیں پھینکا گیا تھا۔

(۲۶۰) واقعہ، ص ۶۶۴ کا بیان ہے کہ قلعہ صعب بن معاذ کے زوال کے بعد مسلمانوں کو اس سے ایک منہجی اور متعدد دباؤں کے علاوہ کافی تعداد میں مختلف النوع ہتھیار اور آلات حرب ملے تھے۔ یہودیوں نے اس قلعہ میں کافی تعداد میں اسلحہ کا ذخیرہ کر رکھا تھا۔

(۲۶۱) واقعہ، ص ۷۱-۷۰۔ مورخ موصوف یہ نہیں بیان کرنے کہ باقی دو قلعوں میں بھی مالی غنیمت ملا تھا یا نہیں۔

(۲۶۲) واقعہ، ص ۶۸۰۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ خمس کا ۱/۵ حصہ فروخت کر دیا گیا تھا اور غالباً اس سے حاصل شدہ رقم کو معمول کے مطابق آلات حرب و ہتھیاروں کی خرید پر صرف کیا گیا تھا۔

(۲۶۳) اموال غنیمت کی مالیت کے لیے ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون ”عہد نبوی کی مسلم معیشت میں اموال غنیمت کا تناسب“ تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، شمارہ ۴، اکتوبر-دسمبر ۱۹۸۲ء۔

(۲۶۴) واقعہ، ص ۶-۴۴۵۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب بنو قریظہ کے یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور حلیف تھے (سلمو للنبی) اور انھوں نے معاہدہ شکنی نہیں کی تھی۔ (۲۶۵) ایضاً

(۲۶۶) واقعہ، ص ۳۳۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۱۔ یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دور اندیشی، حربی عاقبت نئی اور عملی ہونے کا ایک اہم ثبوت ملتا ہے۔ ماخذ کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسلمان نے پوچھا تھا ”آپ اتنے سارے ہتھیار اور اسلحہ لے کر کیوں آئے ہیں جبکہ قریش نے ہم پر یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ ہم مکہ میں صرف تلواروں کے ساتھ داخل ہوں اور کوئی دوسرا ہتھیار ہمارے پاس نہ ہو؟“ آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ ”ہم ان کو اپنے ساتھ حرم میں لے کر داخل نہیں ہوں گے لیکن وہ ہمارے قریب ہوں گے۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو ہم ان کو آسانی سے استعمال کر سکیں گے۔“ یہ فراست نبوی تھی جو محض غلط قسم کے توکل پر مبنی نہ تھی بلکہ ہر ممکن تدبیر اختیار کرتی تھی اور اسی فراست اور علمیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی ہر جنگی تدبیر کامیاب ہوتی تھی۔

(۲۶۷) ایضاً (۲۶۸) واقعہ، ص ۳۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۱۔

(۲۶۹) واقعہ، ص ۸۱۳۔ (۲۷۰) ایضاً

(۲۷۱) واقعہ، ص ۸۱۳-۸۱۴ کے مطابق بنو فزارہ نے اپنی کثرت تعداد، آلات حرب، اسلحوں اور ساز و سامان سے لیس گھوڑوں (الفیس الخیل) پر فخر کا اظہار کیا تھا۔ اس پر بنو مسلم نے بہتر شہسوار، بہتر تیر انداز اور

بہترین زن (جو مشرفی تلواریں استعمال کرتے تھے) ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ مشرف شام کا علاقہ تھا جس کی تلواریں بہت عمدہ ہوتی تھیں۔

(۲۷۲) واقدی، ص ۸۲۱ ایضاً (۲۷۳) واقدی، ص ۸۲۲-۳
(۲۷۵) واقدی، ص ۸۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۰؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۹۰-۸۸۹-
(۲۷۶) اسد الغابہ، سوم، ص ۲۷۹-

(۲۷۷) واقدی، ص ۹۲۳، کا دعویٰ ہے کہ جنوبی عرب سے آنے والی اس مغنیت سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایش پر حضرت سلمان فارسی نے ایرانی طرز کی ایک مغنیت اسی محاصرہ کے دوران بنائی تھی۔

(۲۷۸) واقدی، ص ۹۲۷، کے مطابق حسب ذیل تین صحابیوں میں سے کوئی ایک یہ مغنیت اور دباہ لایا تھا؛ حضرات یزید بن زمعہ، طفیل بن عمرو ازدی، خالد بن سعید اموی۔ مؤخر الذکر کے بارے میں روایت یہ ہے کہ وہ اسے صنعا سے لاتے تھے۔ روایات کی تفتیش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو ازدی کے بارے میں روایت زیادہ صحیح ہے۔

(۲۷۹) ایضاً (۲۸۰) ایضاً (۲۸۱) واقدی، ص ۱۰۲-
(۲۸۲) ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون "عہد نبوی کی مسلم معیشت میں اموال غنیمت کا تناسب۔"

(۲۸۳) واقدی، ص ۹۹۱؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۸، جس کے مطابق حضرت عثمان غنی نے تنہا ستر ہزار درہم یا اس سے زیادہ کی خطیر رقم صرف کی تھی۔ ان کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی تمام دولت عطا کر دی تھی جو ایک اندازے کے مطابق چار ہزار درہم تھی۔ دوسروں نے بھی فیاضی کے ساتھ حصہ لیا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی فائدہ میں دل کھول کر عطیات دیے تھے۔ ان میں سے حضرت عمر بن خطاب نے اپنی آدھی دولت دے دی تھی۔ ان کے علاوہ دوسرے مالدار اور خیر مسلمان جنہوں نے مال (زر کثیر) دیا تھا یہ تھے: حضرات عبدالرحمن بن عوف زہری، عباس بن عبد المطلب ہاشمی، طلحہ بن عبید اللہ تیمی، سعد بن عبادہ خزرجی، محمد بن مسلمہ اوسی اور عاصم بن عدی خزرجی۔ متعدد دیگر کثیر مسلمان وہ تھے جن کے ناموں کو محفوظ رکھنے کی سعادت مآخذ کو نہیں حاصل ہوئی۔

(۲۸۴) واقدی، ص ۵۵؛ طبری، دوم، ص ۴۴۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے اسد، دوم، ص ۹-۲۹۶-
(۲۸۵) واقدی، ص ۲۰۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۷- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر انصار کے دونوں قبیلوں کے تین محافظ دستے تھے جو اپنے اپنے کمانداروں کی ماتحتی میں باری باری سے پہرہ دیتے رہے تھے۔

(۲۸۶) واقدی، ص ۳۳۴ اور ۳۳۶-
(۲۸۷) صحابی موصوف نے حمر الاسد کی مہم کے دوران اپنی ذمہ داری بے مثال محبت و جذبے کے ساتھ

انجام دی تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے ذات الرقاع، حدیبیہ وغیرہ متعدد دوسری مہموں میں بھی یہ سعادت حاصل کی تھی۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۳۳۶، ۳۹۴، ۶۰۶ وغیرہ؛ نیز ملاحظہ کیجئے اسد، سوم، ص ۱۰۱-۱۰۰ (۲۸۸) طبری، سوم، ص ۱۴؛ اسد الغابہ، اول، ص ۲۰۶۔

باب چہارم

- (۱) ابن ہشام، دوم، ص ۵۹، ۵۹۸ وغیرہ؛ واقدی، ص ۸۰ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۸ وغیرہ؛ طبری، دوم، ص ۴۰۷ وغیرہ؛ ابن خلدون، اول، ص ۴۴، وغیرہ؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸ اور ۲۰۷-۲۰۶ وغیرہ؛ کتانی، اول، ص ۱۶-۳۱۳۔
- (۲) مذکورہ بالا۔
- (۳) ابن ہشام، دوم، ص ۶۱-۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷؛ طبری، دوم، ص ۴۰۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۴۴؛ اور اسد، دوم، ص ۵-۲۸۳۔
- (۴) ابن سعد، دوم، ص ۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷؛ طبری، دوم، ص ۴۰۷؛ اسد، دوم، ص ۷-۲۹۶۔
- (۵) ابن سعد، دوم، ص ۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷؛ طبری، دوم، ص ۴۰۷؛ اسد، دوم، ص ۷-۲۳۳۔
- (۶) اس کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۶۷۹؛ واقدی، ص ۱۹-۱۱۴؛ طبری، سوم، ص ۱۸۶؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۴، بخاری، بعثت اسامہ اور مناقب زید بن حارثہ۔
- (۷) ابن ہشام، دوم، ص ۵۹۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۹، انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷؛ طبری، سوم، ص ۴۰۸؛ اسد، پنجم، ص ۲۱۸۔
- (۸) ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۹-۴۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۹۔
- (۹) واقدی، ص ۱۸۰؛ طبری، دوم، ص ۴۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۹۔ مؤخر الذکر نے حارث بن عاصب کی جگہ حضرت عاصم بن عدی کا نام لیا ہے۔
- (۱۰) ابن سعد، دوم، ص ۱۲۔
- (۱۱) ابن ہشام، دوم، ص ۵۴؛ واقدی، ص ۸۱-۱۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰-۲۹؛ طبری، دوم، ص ۴۰۸ اور ۴۸۵؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۱۰-۳۰۹؛ اسد، پنجم، ص ۵-۲۰۳۔
- (۱۲) ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۱۲۷۔

(۱۳) ابن ہشام، دوم، ص ۴۶؛ واقدی، ص ۱۹۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۱؛ اسد، سوم، ص ۸۴-۳۴۶۔

(۱۴) واقدی، ص ۳۸۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۲۰؛ نیز ملاحظہ ہو ابن ہشام، دوم، ص ۲۰۹، جن کے مطابق اس موقع پر نائب رسول حضرت عبداللہ بن رواحہ کی جگہ حضرت عبداللہ بن عبد اللہ بن ابی بن سلول تھے۔ مزید دیکھئے اسد، سوم، ص ۱۵۶-۹۔

(۱۵) ابن ہشام، دوم، ص ۲۰۳؛ واقدی، ص ۴۰۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۲۰ اور طبری، دوم، ص ۵۵۶۔

(۱۶) ابن ہشام، دوم، ص ۲۱۳؛ واقدی، ص ۴۰۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۲۱ اور طبری، دوم، ص ۵۶۴۔

(۱۷) ابن سعد، دوم، ص ۶۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۲۲؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، دوم، ص ۴-۲۳۴۔

(۱۸) حضرت ابن ام مکتوم کی تیرہ تقریروں کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن ہشام، دوم، ص ۶۱۲؛ سوم، ص ۴۳، ۴۶، ۱۰۲، ۲۲۰، ۲۳۴، ۲۴۹، ۲۸۴ اور ۳۹۹؛ واقدی، ص ۱۸۴، ۱۹۴، ۱۹۹، ۳۴۱، ۴۴۱، ۴۹۶، ۴۹۷، ۵۳۸، ۵۴۴، ۵۴۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۱، ۶۱، ۳۵، ۳۹، ۴۹، ۵۸، ۶۶، ۷۴، ۷۹، ۸۰، ۹۵، ۱۳۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۲۸، ۳۳۹، ۵۰، ۳۴۴۔

۳۶۴، ۳۶۶-۶۸، ۳۶۶؛ طبری، دوم، ص ۴۸۳، ۵۳۶، ۵۵۵؛ نیز ملاحظہ کیجئے اسد، چہارم، ص ۱۲۷ اور ابن خلدون، اول، ص ۹-۴۸۔

(۱۹) ملاحظہ کیجئے، ضمیمہ دوم -۱۔

(۲۰) ایضاً (۲۱) ایضاً (۲۲) ایضاً (۲۳) ایضاً

(۲۴) قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹۔

(۲۵) واقدی، ص ۴۵-۴۴۴۔

(۲۶) ابن اسحاق، ص ۹۴-۲۹۳؛ واقدی، ص ۸-۱۰۴؛ بخاری، باب فضائل اصحاب النبی؛ طبری، دوم، ص ۴۴-۴۷؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۶-۷؛ مسلم، غزوہ بدر؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴-۲۹۳۔

(۲۷) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم -۲۔

(۲۸) واقدی، ص ۸-۱۰۴؛ طبری، دوم، ص ۴-۴۷؛ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۴-۳۸۶، جن کا بیان ہے کہ غزوہ بدر الموعد کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات ابوبکر و عمر کا مشورہ قبول کر لیا تھا کہ دشمنوں سے

جنگ کے لیے نکلا جائے۔

(۲۹) واقدی، ص ۱۳-۲۰۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۷۲-۳۷۱؛ طبری، دوم، ص ۳-۵۰۲ اور انساب الاشراف، اول، ص ۵-۳۱۴۔

(۳۰) واقدی، ص ۱۸۷، کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی شاعر سے پہنچنے والی تکالیف کا ذکر کیا تو حضرت محمد بن مسلمہ اسی نے آپ کو اس کی شرارتوں کا مکمل سد باب کر دینے کا یقین دلایا مگر وہ کئی دنوں تک اس کے بارے میں کوئی طریقہ نہ سوچ سکے۔ انھوں نے آپ سے رجوع کیا اور آپ نے ان کو حضرت سعد بن معاذ سے مشورہ کرنے کی ہدایت کی۔ انجام کار قبیلہ اوس کے تمام بڑے بڑے سرداروں نے کئی دن کے مباحثے کے بعد اس دشمن اسلام کے قتل کا فیصلہ کر دیا۔

(۳۱) ابن اسحاق، ص ۴۵۰ وغیرہ؛ واقدی، ص ۵-۴۴۴؛ طبری، دوم، ص ۵۶۶۔

(۳۲) ابن اسحاق، ص ۴۴۴؛ واقدی، ص ۹-۴۷۷؛ طبری، دوم، ص ۵۷۳۔

(۳۳) ابن ہشام، دوم، ص ۳۱۵؛ واقدی، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۷؛ طبری، دوم، ص ۳۱-۶۳۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۸۵۔

(۳۴) واقدی، ص ۴۴-۶۴۴۔

(۳۵) قرآن کریم، سورہ الحشر، آیت ۵۔

(۳۶) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم - ۲۔ (۳۷) واقدی، ص ۶۵۱۔

(۳۸) واقدی، ص ۷۲۸۔ (۳۹) واقدی، ص ۸۹۳؛ طبری، سوم، ص ۷۳۔

(۴۰) واقدی، ص ۹۲۷۔ (۴۱) ایضاً، ص ۹۳۷۔ (۴۲) ایضاً، ص ۱۰۱۹۔

(۴۳) ابن اسحاق، ص ۶-۲۳۵؛ بخاری، باب الاذان؛ ابو داؤد، باب بدء الاذان؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶-۲۳۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۷۳۔ اذان کی تجویز رکھنے والے صحابی کے بارے میں دو روایتیں ملتی ہیں؛ ایک کے مطابق حضرت عبداللہ بن زید نے مشورہ دیا تھا اور دوسری کے مطابق تجویز حضرت عمر بن خطاب کی تھی۔

(۴۴) بخاری، باب المساجد، باب الجہو، باب الحج، کتاب البیوع۔

(۴۵) ملاحظہ کیجئے باب اول بحث بر مواخاۃ؛ نیز ابن اسحاق، ص ۲۳۴ وغیرہ۔

(۴۶) فتوح البلدان، ص ۲۲۰؛ زرقانی، شرح مواہب اللدنیہ، طبع اول، قاہرہ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء، دوم، ص ۸۷۔

(۴۷) بخاری، فضائل الانصار؛ یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، لیث ۱۸۹۶ء، ص ۱۹۔

- (۴۸) ابن سعد، دوم، ص ۲۲۔
- (۴۹) ابن اسحاق، ص ۳۱۴؛ واقدی، ص ۳۱-۱۰۳۔
- (۵۰) ابن اسحاق، ص ۱۴-۳۱۶۔
- (۵۱) ابن اسحاق، ص ۹۹-۴۹۵؛ واقدی، ص ۲۲۸-۴۳۰ وغیرہ؛ بخاری، باب الحدیث الافک؛ مسلم، مذکورہ، متعلقہ؛ نیز ملاحظہ کیجئے قرآن کریم، سورہ نور، آیات ۲۰-۱۱۔
- (۵۲) بخاری، باب فضائل اصحاب النبی، فضائل عمر۔
- (۵۳) اسد الغابہ، چہارم، ص ۶۴-۶۳۔
- (۵۴) بخاری، غزوة الحدیبیہ، اور کتاب الشروط۔
- (۵۵) ابوداؤد، سنن، باب فی المرء والعبد یحذمان من الغفیتہ۔
- (۵۶) انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۵، کا بیان ہے کہ میثورہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب ہاشمی نے دیا تھا جو حضرت ابوسفیان بن حرب اموی کے ندیم دوست اور تجارت کے شریک تھے۔
- (۵۷) بخاری، کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل؛ کتاب اللباس، باب ما کان یتجوز رسول اللہ من اللباس۔
- (۵۸) طبری، دوم، ص ۶۳۰؛ نیز ملاحظہ ہو مسلم، باب صلح الحدیبیۃ فی الحدیبیۃ۔
- (۵۹) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم-۲۔
- (۶۰) عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، لفظ متعلق۔
- (۶۱) زبیری، ص ۱۷، حضرت عبداللہ (سابق حکم) بن سعید اموی کو ہمیشہ عبداللہ الکاتب کہتا ہے۔ فی کتابت میں ان کی اتنی شہرت ہوئی تھی کہ الکاتب ان کے نام کا جزو بن گیا تھا۔
- (۶۲) ملاحظہ ہو کتابت، اول، ص ۱۱۸۔
- (۶۳) مجموعۃ الوثائق، دستاویز ۴۳، ص ۴۳-۴۳۔
- (۶۴) ملاحظہ ہو کتابت، اول، ص ۱۱۸، جو صبح الاعشی (اول باب) جلد چہارم، ص ۸۹ کو نقل کرتے ہیں۔
- (۶۵) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم-۳۔
- (۶۶) ایضاً (۶۷) ایضاً (۶۸) ایضاً
- (۶۹) بحوالہ کتابت، اول، ص ۱۷-۱۱۵۔
- (۷۰) ضمیمہ دوم-۳۔ (۷۱) ایضاً
- (۷۲) بحوالہ کتابت، اول، ص ۱۷-۱۱۵۔
- (۷۳) بحوالہ کتابت، اول، ص ۱۱۸۔

(۷۴) انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۲، حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی کے بارے میں ایک دل چسپ واقعہ لکھا ہے۔ ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس ہاشمی کو حضرت معاویہ کو بلانے کے لیے بھیجا کیونکہ کوئی اہم دستاویز لکھوانا چاہتے تھے۔ حضرت عبداللہ جب ان کے پاس پہنچے تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انھوں نے حکم نبوی سننے کے بعد کہا کہ وہ کھانا ختم کر کے فوراً پہنچ رہے ہیں۔ ان کے پہنچنے میں تاخیر ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت عبداللہ کو حضرت معاویہ کے پاس بھیجا مگر وہ اس وقت بھی کھا رہے تھے۔ حضرت عبداللہ نے واپس آکر سارا ماجرا کہہ سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر کہا کہ خدا کرے ان کا پیٹ کبھی نہ بھرے! بعد کے زمانے حضرت معاویہ کہا کرتے تھے کہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لگ گئی کیونکہ وہ سارے دن کئی بار اور بہت سا کھاتے تھے۔ بہر حال اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر ان پر اہتمام دیتے تھے اور دستاویزات مخصوص صرف انھیں سے لکھواتے تھے؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۸۔

(۷۵) اسد، اول، ص ۴۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۱؛ المعارف، ص ۲۶۱؛ بخاری، باب فضائل الجہاد والسير؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۸۔

(۷۶) اسد، دوم، ص ۲۰۱-۲۰۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۱؛ بخاری، مذکورہ بالا باب؛ طبری، سوم، ص ۱۷۳؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۷۔

(۷۷) بوالرکتانی، اول، ص ۱۱۷۔

(۷۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۲۴۶-۱۔

(۷۹) اس کے لیے ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۶۸۹، ۷۰۷، ۱۹-۱۸، ۲۱-۲۰، ۹۲۹، ۹۳۲، ۹۹۶؛ بخاری، کتاب الاحکام، باب ما یستحب للکاتب ان یشکر ائیناً عاقلاً؛ نیز باب فضل الجہاد والسير۔

(۸۰) بوالرکتانی، اول، ص ۱۲۳۔ (۸۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۴۳-۱۳۔

(۸۲) ایضاً، ص ۲۶ (۸۳) ایضاً، ص ۷۵ (۸۴) ایضاً، ص ۱۱۵ (۸۵) ایضاً، ص ۱۳۳۔

(۸۶) ایضاً، ص ۱۴۵؛ اس کے انگریزی ترجمہ کے لیے ملاحظہ ہو مونسنگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۵۷۔

(۸۷) کتانی، اول، ص ۱۲۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۲۲۶، جن کا بیان ہے کہ اس کو تحریر کرنے والے حضرت ابو بکر تھے، ان کے مولیٰ نہیں۔

(۸۸) کتانی، اول، ص ۲۱-۱۲۰؛ نیز ملاحظہ ہو جہشیاری، ص ۱۲۔

(۸۹) کتانی، اول، ص ۱۲۱، نے اس روایت کو شرح المواہب اللدنیہ اور جہشیاری ص ۱۲ سے لیا ہے۔

(۹۰) ان معاہدات و خطوط کے لیے ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق ص ۷۷، ۹۶ وغیرہ اور ص ۳۰-۱۲۷۔

(۹۱) ان کے لیے ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۹-۶۵، ص ۷۷-۷۳، ۱۳۳، ۱۳۷، ۲۲-۲۰، ۱۴۰-۷۶، ۱۹۳-۹۰۔

(۹۲) کتابی، اول، ص ۴-۱۲۳؛ نیز ملاحظہ ہو العقد الفرید، دوم، ص ۱۴۲، جس کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان حجاز کی پیداوار کا تخمینہ (خصوص) تحریر کیا کرتے تھے۔

(۹۳) کتابی، اول، ص ۳-۱۲۲؛ نیز ملاحظہ ہو ص ۲۷-۱۲۵، جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کاتب کو ان ہدایات کے بارے میں ذکر ہے جن کے مطابق وہ اپنا قلم کہاں رکھا کرے اور کس طرح لکھا کرے؟

(۱۰۰) بسمہ دراصل بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اختصار ہے۔ اس کے لیے ملاحظہ کیجئے ہمشیری، ص ۱۴۔

(۹۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد عموماً فقرہ رسول اللہ یا اسی کا ہم معنی فقرہ ثانی آتا تھا جبکہ مکتوب الیہ کے نام کے بعد اس کا دنیاوی خطاب یا قبائلی القاب لکھا جاتا تھا جس سے اس کی شخصیت کے بارے میں پوری طرح سے وضاحت کر دی جاتی تھی۔

(۹۶) ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۲۰۰-۱۔

(۹۷) بخاری اور شمائل ترمذی، بحوالہ کتابی، اول، ص ۸-۱۷۷۔

(۹۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۵۰ اور ۵۶ کے سامنے والے صفحات پر اس کا نقش ملاحظہ فرمائیے۔

(۹۹) ملاحظہ ہو کتابی، اول، ص ۱۷۸۔

(۱۰۰) اسد الغابہ، چہارم، ص ۴۰۳۔

(۱۰۱) العقد الفرید، دوم، ص ۱۲۲ اور ۱۷۴۔

(۱۰۲) ابوداؤد، سنن، باب قبول ہدایا المشرکین۔

(۱۰۳) واقدی، ص ۲۳۸، ۳۲۹، ۶-۹۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۱۸۷، ۸-۵۵۷۔

(۱۰۴) انساب الاشراف، اول، ص ۱۹۰، ۵۲۴ وغیرہ۔

(۱۰۵) اس کے لیے حدیث وفقہ کی کتابوں میں باب السترة ملاحظہ فرمائیے۔

(۱۰۶) اسد الغابہ، اول، ص ۲۰۶۔ (۱۰۷) واقدی، ص ۴۴۸۔

(۱۰۸) ابن اسحاق، ص ۴۴، کا بیان ہے کہ حضرت بلال نے ایک اوس سونا دیا تھا جبکہ واقدی، ص ۴۴۰۔

کا بیان ہے کہ ایک اوقیہ چاندی جو پچاس درہم کے مساوی تھی دو مزید قیراط تھے۔ ساجد ادا کی گئی تھی، البتہ ملاحظہ کیجئے بخاری، صحیح، کتاب الوکالتہ۔

(۱۰۹) واقدی، ص ۵-۹۴۴۔ (۱۱۰) ایضاً، ص ۹۴۸۔

(۱۱۱) واقدی، ص ۹۸۰، کے مطابق ہر رکن وفد کو ۱۲½ اوقیہ (اشنی عشر اوقیہ والنش) چاندی عطا کی گئی تھی جبکہ

ایک بچے یا غلام (غلام) کو صرف ۵ اوقیہ ملے تھے۔

(۱۱۲) بخاری، باب القسمۃ، ابو داؤد، مذکورہ بالا۔

(۱۱۳) واقدی، ص ۷۰-۳۲۶، ۳۷۱، ۴۹۷۔

(۱۱۵) ایضاً، ص ۹۱۔

(۱۱۴) واقدی، ص ۶۲۵۔

(۱۱۶) مسند احمد بن حنبل، دوم، ص ۳۵۸۔ (۱۱۷) واقدی، ص ۱۹۴۔

(۱۱۸) واقدی، ص ۹۶۸، ۹۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، اول، ص ۳۲۳، ۳۳۰، ۳۵۶، وغیرہ بقیہ دوسرے

وفود کے لیے۔

(۱۲۰) ابن اسحاق، ص ۶۷۲۔

(۱۱۹) ابن اسحاق، ص ۵۱۵؛ واقدی، ص ۶۷۳۔

(۱۲۱) واقدی، ص ۸۳۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۷۷۷ (ابن ہشام گایہ وراصل تبصرہ ہے)

(۱۲۲) ازرقی، ص ۷۱؛ العقد الفرید، سوم، ص ۳۱۴۔

(۱۲۳) ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت کے پس منظر پر۔

(۱۲۴) کتانی، اول، ص ۹۰-۱۸۳۔

(۱۲۵) ابن اسحاق، ص ۶۵۳؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۸۵؛ مسلم، کتاب الایمان؛ طبری، دوم، ص ۶۴۶۔

(۱۲۶) کتانی، اول، ص ۲۰۱-۱۹۴۔

(۱۲۷) واقدی، ص ۳۶۶؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۷۔

(۱۲۸) ابن اسحاق، ص ۴۵۳ اور طبری، دوم، ص ۵۷ نے بنو عمرو بن عوف کے ایک انصاری صحابی حضرت

نخوات بن مجیر کا بھی اس فہرست میں اضافہ کیا ہے۔ لیکن واقدی نے اس روایت کو مسترد کر دیا ہے کہ

اول الذکر روایت زیادہ صحیح ہے۔

(۱۲۹) ابن اسحاق، ص ۴۵۳؛ واقدی، ص ۹-۴۵۸؛ طبری، دوم، ص ۵۷۱۔

(۱۳۰) ابن اسحاق، ص ۵۰۳؛ واقدی، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۶؛ طبری، دوم، ص ۵۵۲-۵۵۳۔

نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۹۵، جنہوں نے ان کو صلح کے سفیروں کے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

(۱۳۱) ابن اسحاق، ص ۵۰۳؛ واقدی، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۶؛ طبری، دوم، ص ۶۳۱؛

اسد الغابہ، سوم، ص ۸۴-۳۷۶؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۸۵؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول،

ص ۱۹۵، نے ان کو بھی صلح کا سفیر قرار دے کر ان کا ذکر حضرت خراش بن امیہ خراشی کے ساتھ کیا ہے۔

(۱۳۳) طبری، دوم، ص ۶۳۰۔

(۱۳۲) واقدی، ص ۶۰۳۔

(۱۳۴) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۷؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۵-۶۵۲۔

- (۱۳۵) ابن سعد، اول، ص ۵۹-۲۵۸؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۵-۶۵۲؛ ابن ہشام، سوم، ص ۶۰، ۶۰۷؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۱؛ طبری، دوم، ص ۵-۶۴۴؛ کتاب الحجر، ص ۵-۷۵؛ کتانی، اول، ص ۹۵-۱۹۴۔ مؤخر الذکر نے ان چھ سفارتوں کے ساتھ شہانِ بحرین دین کے نام حضرات علاء بن حضرمی اور مہاجر بن ابی امیہ مخزومی کی سفارتوں کو اسلام کی تبلیغ کے لیے مقرر کیے جانے والے سفیروں کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔ مزید ملاحظہ کیجئے ابن خلدون، اول، ص ۹۰-۷۸۸۔
- (۱۳۶) ان گرامی ناموں کے متون کے لیے ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۵۳ وغیرہ اور مجموعۃ الوثائق، ص ۵۶-۲۱ وغیرہ
- (۱۳۷) ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۵۳؛ ابن سعد، اول، ص ۲۵۸؛ طبری، دوم، ص ۵-۶۴۴؛ کتانی، اول، ص ۱۹۴۔ (۱۳۸) ایضاً
- (۱۳۹) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۷؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶۵۳۔
- (۱۴۰) ابن سعد، اول، ص ۶۳-۲۶۲۔
- (۱۴۱) ابن سعد، اول، ص ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۵؛ دوم، ص ۱۲۸۔
- (۱۴۲) اسد الغابہ، چہارم، ص ۱۳-۱۲۶۔
- (۱۴۳) الاستیعاب، ترجمہ عبد بن امیہ حضرمی جو الہ کتانی، اول، ص ۱۹۸۔ مؤخر الذکر نے ان کو تحالفت لے جانے والے سفیروں کے طبقہ میں شمار کیا ہے۔
- (۱۴۴) ابن سعد، اول، ص ۲۷۳؛ دوم، ص ۲۶۶ بالترتیب؛ نیز ملاحظہ ہو آخری سفارت کے لیے کتاب الحجر، ص ۷۵۔
- (۱۴۵) طبری، سوم، ص ۱۷۸۔
- (۱۴۶) ملاحظہ ہو ضخیمہ دوم - ۳۔
- (۱۴۷) ابن سعد، اول، ص ۲۷۳؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۶-۲۰۵۔
- (۱۴۸) فتوح البلدان، ص ۱۰۲۔ (۱۴۹) ایضاً (۱۵۰) ایضاً (۱۵۱) طبری، سوم، ص ۱۸۷۔
- (۱۵۲) ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو باب دوم، بحث براسلام بنو حنیفہ۔
- (۱۵۳) طبری، سوم، ص ۱۷۸؛ نیز ملاحظہ ہو ابن خلدون، اول، ص ۸۴۵۔
- (۱۵۴) کتانی، اول، ص ۶-۱۹۵۔
- (۱۵۵) ایضاً، ص ۲۰۱-۱۹۹ (۱۵۶) ایضاً
- (۱۵۷) اس کے لیے باب اول میں بنی قریظہ پر بحث ملاحظہ کیجئے۔
- (۱۵۸) تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ابن ہشام، دوم، ص ۴۳۰؛ واقدی، ص ۸۸۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۰، ۸۳۸؛ نیز اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۰-۱۶۔

(۱۵۹) واقدی، ص ۵۵۹۔

(۱۶۰) ابن خلدون، اول، ص ۸۱۹؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، سوم، ص ۶۰-۵۹۔

(۱۶۱) واقدی، ص ۱۰۴۶؛ طبری، سوم، ص ۱۱۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۲۲؛ ملاحظہ ہو اسد الغابہ، چہارم، ص ۹-۲۷۸، ۲۰۱۔

(۱۶۲) قرآن کریم، سورہ توبہ، آیت ۱۰۷۔ (۱۶۳) اسد الغابہ، اول، ص ۱۳۳۔

(۱۶۴) ایضاً، چہارم، ص ۶۲-۵۲ (۱۶۵) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۸۰۔

(۱۶۶) ایضاً، ص ۸۱-۲۸۰ (۱۶۷) اصابہ، جلد سوم، ص ۲۴۰ (۱۶۸) واقدی، ص ۱۰۷۶۔

(۱۶۹) اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۴۸؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۱۰ اور زرقاتی، سوم، ص ۳۷۲ وغیرہ۔

(۱۷۰) سیرت ابن اسحاق میں شامل حضرت حسان وغیرہ کی شاعری کی صحت پر مختصر بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیے ابن اسحاق کے انگریزی ترجمہ الفریڈ گلیوم کا مقدمہ اور مکمل بحث کے لیے ملاحظہ ہو ایم اے عوام اور ڈبلو عرفات کے پی ایچ ڈی کے مقالے جو انھوں نے لندن یونیورسٹی میں جمع کیے اور ابھی تک شرمندہ طباعت نہیں ہو سکے۔

(۱۷۱) ابن اسحاق، ص ۵-۱۷۴ (۱۷۲) ایضاً، ص ۷-۲۰۶ (۱۷۳) ایضاً، ص ۲۴۵۔

(۱۷۴) ایضاً، ص ۷-۳۰۶؛ نیز ص ۳۲۰ ملاحظہ ہو بدریں سراقہ کے لکیوں کو چھوڑ بھاگنے پر۔ ص ۹-۳۴۵ پر

حضرت حسان نے لکیوں کی اس نکتہ چینی کا جواب دیا تھا جو انھوں نے بدر کے بعد مسلمانوں کے خلاف شروع کی تھی۔

(۱۷۵) ابن اسحاق، ص ۶۷-۳۶۵؛ نیز ملاحظہ ہو ص ۳۶۹ جو یہودی سازشی رواؤں کے قتل کے بارے میں ان کی

شاعری سے پڑھے؛ نیز ملاحظہ کیجئے واقدی، ص ۲۳-۱۲۲، ۸۷-۱۸۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۷؛ طبری،

دوم، ص ۹۱-۴۸۹؛ بخاری اور مسلم، کتاب المنازی، متعلقہ ابواب۔

(۱۷۶) ایضاً، ص ۸۰-۳۷۹، لکیوں کے اس غزوہ میں اپنے قومی پرچم کی حفاظت نہ کر سکنے پر حضرت حسان کی تنقید

کے لیے؛ ص ۳۸۲ ابی بن خلف کے قتل کے لیے؛ ص ۳۸۶ ہند زوہر ابوسفیان بن حرب اموی کے حضرت

حمزہ بن عبد المطلب کی لاش کا مسئلہ کرنے اور دوسرے بے رحمانہ کاموں کے لیے؛ ص ۴۰۵، ۴۰۸،

۴۱۲ اور ۴۱۷ اہل مکہ کی شاعرانہ تنقید و نکتہ چینی کے جواب کے لیے۔

(۱۷۷) ابن اسحاق، ص ۳۳-۴۳۰۔ (۱۷۸) ایضاً، ص ۶-۴۳۵۔

(۱۷۹) حضرت حسان کی شاعری کے اور نمونوں کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۴۳۸، ۸۷-۴۵۷، ۴۶۲،

۸۰-۴۷۸، ۴۸۳، ۹۷-۴۸۸، ۹۹-۴۹۷، ۲۱-۵۲۰، ۹۷-۵۳۷، ۵-۵۴۴،

۵۵۶، ۵۵۸، ۶۷-۶۲۲، ۳۱-۶۲۹، ۶۷۶، ۹۰-۶۸۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن ہشام

کے تبصرے ایضاً، ص ۹۹-۶۲۲۔ مزید ملاحظہ کیجئے دیوان حسان بن ثابت، مرتبہ ڈبلو عرفات۔

(۱۸۰) حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شاعری کے لیے ملاحظہ ہوا بن اسحاق، ص ۳۱۵، ۳۲۲، ۳۳۶، ۳۴۸ وغیرہ اور حضرت کعب بن مالک کی شاعری کے لیے ایضاً، ص ۳۶، ۹، ۲۷۸، ۳۴۴، ۳۵۰، ۳۶۲، ۳۸۱، ۴۰۵، ۴۰۹ وغیرہ۔ مزید ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱-۲۱۰۔

(۱۸۱) گنٹانی، اول، ص ۱۲-۲۱ وغیرہ۔ نیز ملاحظہ ہو ان کے نمونوں کے لیے ابن اسحاق کے مختلف صفحات اور زرقانی، سوم، ص ۶-۳۷۔

(۸۲) ابن اسحاق، ص ۳۱-۳۲؛ واقعی، ص ۹۷؛ ابن سعد، اول، ص ۲۹۳؛ طبری، سوم، ص ۱۱۶؛
اسد الغابہ، اول، ص ۳۰-۲۲۹؛ نیز ملاحظہ ہو زرقانی، سوم، ص ۳۷۶۔

(۱۸۳) بخاری، لم یکن له بواب؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۶-۲۷، اس حدیث اور اس کی مختلف تعبیرات و تشریحات پر محدثین کی بحث کے لیے۔

(۱۸۸) واقعی، ص ۸۷-۱۸۸.

(۱۸۵) اس واقعہ کے لیے ملاحظہ ہو بخاری، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب العلم وغیرہ؛ مسلم، باب النکاح؛ ابو داؤد، سنن، باب الامام یحییٰ من قعد۔

(۱۸۶) ابوداؤد، سنن، مذکورہ بالا باب، کا بیان ہے کہ وہ حضرت عائشہ کی چھت پر واقع ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ باقی ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ کے باغ میں کوئی باہری کمرہ تھا۔

(۱۸۷) ایضاً؛ نیز کتانی، اول، ص ۲۵-۲۴.

(۱۸۸) انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۸ اور طبری، سوم، ص ۱۷۱۔

(۱۸۹) انساب الاشراف، اول، ص ۴۷۸؛ طبری، سوم، ص ۱۷۱؛ کتاب المجمر، ص ۲۵۸؛ نیز ملاحظہ ہو العقد الفرید، سوم، ص ۳۱۶، جو ان کو حاجب قرار دیتی ہے۔ ملاحظہ ہو کتابی، اول، ص ۲۱۔

(۹۰) بخاری، باب الادب.....؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۳-۲۱۔

(۱۹۱) بحوالہ کتانی، اول، ص ۲۱۔ (۱۹۲) اسد الغابہ، سوم، ص ۵-۱۶۴۔

(۱۹۳) بحوالہ کتانی، اول، ص ۲۳-۲۴ (۱۹۴) ایضاً، ص ۶-۲۵۔

(۱۹۵) واقعی، ص ۸-۱۹، ۳۸۸؛ نیز ملاحظہ ہو باب اول اور باب دوم کے متعلق مباحث۔

(۱۹۶) طبری، سوم، ص ۹-۲۲۸-

(۱۹۷۰ء) واقعہ، ص ۱۱ء، کا خیال ہے کہ وادی القرنی کا علاقہ حجاز میں تھا اور اس کے شمال کا علاقہ حدودِ شام

میں شمار ہوتا تھا۔

(۱۹۸) ملاحظہ ہو زبیری، ص ۸۲-۱۶۹، جہرہ، ص ۷۵-۷۳،؛ فتوح البلدان، ص ۴۸۔

(۱۹۹) کتاب الحجر، ص ۱۲۶؛ کتانی، اول، ص ۲۲۳ اور ۲۲۶۔

(۲۰۰) کتاب الحجر، ص ۱۲۶۔

(۲۰۱) کتانی، اول، ص ۲۲۶ میں قُرَیْ عَرَبِیَّةٌ ہے جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، مرتبہ چارلس شیفر (CHARLES SCHEFER)، لیدن ۱۷۹۹ء، ص ۱۲۲ کا بیان ہے کہ قُرَیْ عربیہ ایک خاص علاقے (ارض) کا اسم معروف تھا۔ اس روایت کے مطابق ایک بار حضرت معاذ بن جبل خزرجی کو "قُرَیْ عربیہ" سے اس کے حقائق وصول کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے بلاذری، انساب الاشراف، چہارم، حصہ دوم، ص ۱۲۸، جہاں کا بیان ہے کہ تبوک، خیبر اور فدک کے علاقے "قُرَیْ عربیہ" کے علاقے تھے جن کے گورنر والی حضرت عمرو بن سعید اموی تھے۔ بلاذری کی اس روایت میں دو غلطیاں ہیں؛ اول یہ کہ حضرت عمرو بن سعید اموی ماخذ کے متفقہ بیانات کے مطابق وادی القریٰ کے والی تھے نہ کہ قُرَیْ عربیہ کے۔ اس میں قُرَیْ عربیہ کو وادی القریٰ سے غلط ملک کر دیا گیا ہے اور اس کو اسم نہ کہ بھائیگا ہے جس میں کئی مذکورہ بالا علاقے شامل تھے۔ حالانکہ حقیقت وہ ہے جو یحییٰ بن آدم نے بیان کی ہے۔ دوم یہ کہ خیبر اور فدک کی تبوک سے سیکڑوں میل کی مسافت ہے اور علی طور سے یہ ممکن نہیں کہ اتنی بڑی ایک ولایت ہوتی۔ بہر حال قُرَیْ عربیہ کے جغرافیائی محل وقوع پر اب تک کسی ماخذ سے کوئی روشنی نہیں پڑ سکی ہے۔ قیاس ہے کہ وادی القریٰ اور تبوک کے بیچ کا خطہ "قُرَیْ عربیہ" کے اسم خاص سے موسوم تھا۔

(۲۰۲) ابن حزم اندلسی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعید اموی کی شہادت بدر میں ہوئی تھی مگر یہ صریحاً غلط ہے کہ دوسرے ماخذ سے ان کے بعد میں زندہ ہونے کا قطعی ثبوت ملتا ہے اور دوسرے تمام ماخذ ان کا نام بدری شہید صحابہ میں نہیں گناتے۔ زیری کا بیان ہے کہ وہ موتہ میں شہید ہوئے تھے لیکن دوسرے ماخذ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اگر زیری کا بیان صحیح ہے تو ان کی گورنری کی کل مدت محض سال بھر رہی تھی۔ ملاحظہ ہو زیری، ص ۱۴۴؛ جہرہ، ص ۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۳۴-۳۲، ۵۳۴؛ واقدی، ص ۴-۱۴۵، ۴۲-۱۵۲، ۶۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۶-۲۹۵؛ اصحابہ ۱۴۸۔

(۲۰۳) فتوح البلدان، ص ۴۸؛ زیری، ص ۱۲۴۔ ان دونوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یزید بن سفیان اموی عمرۃ القصبہ کے سال یعنی ۶۲۹ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور اسی سال تیار فتح ہوا تھا جس کی فتح کے برس ہی ان کو اس کا والی مقرر کیا گیا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب الحجر، ص ۱۲۶۔

(۲۰۴) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۴۴؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۳۵-۲۲۴ اور ۳۹۳، جو ابن قدامہ کی الاستبصار کی شہادت پر بیان کرتے ہیں کہ ایک بار وہ خیبر کی کھجوروں کی سپید اوار کا نصف لے کر مدینہ حاضر ہوئے تھے۔ وہ ان کے عاملہ (گورنری) کا علاقہ تھا۔

(۲۰۵) ملاحظہ ہو مؤثر شکر می واٹ، محدث مدینہ، ص ۱۱۷-۱۰۵ خاص کر آخری دو صفحات جن کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمالی پالیسی بڑی پراسرار بلکہ راز سر بستہ تھی۔

(۲۰۶) اسلامی ریاست کی شمالی پالیسی کے لیے ملاحظہ ہو باب دوم بحث بر اسلام قبائل شمالی۔

(۲۰۷) ابن سعد، دوم، ص ۱۴۵، کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا (یستخلفہ)

جب آپ طائف کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ مگر طائف سے آپ جب تکر واپس آئے اور مدینہ کے لیے روانہ ہونے والے تھے تو اپنے حضرت عتاب بن اسید اموی کو مکہ اور حج کا امیر مقرر کیا تھا (استعملہ)۔ واقعہ کی مطابق رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے لیے ۶ شوال ۳۰ھ / ۲۷ جنوری ۶۲۷ء کو روانہ ہوئے تھے اور مدینہ کے لیے آپ کی روانگی مکہ یا جہرانہ سے ۱۰ ذیقعدہ ۳۰ھ / ۸ مارچ ۶۲۷ء کو ہوئی تھی۔ توقیتی اعتبار سے حضرت ہبیرہ بن شبل ثقفی کی گوری

مکہ کی کل مدت ایک ماہ بارہ دن رہی تھی۔ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۵۵۔ دوسری طرف واقعہ ص ۸۸۹ اور ۹۵۹ کا بیان ہے کہ حنین کے غزوہ کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی سے قبل حضرت عتاب بن اسید

کی بطور والی مقرر ہوئی تھی۔ لیکن واقعہ کی اس بیان کی خود اس کے دوسرے بیان سے تردید ہوتی ہے جس کے مطابق وہ حضرت عتاب کی تقرری کا زمانہ مدینہ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کو قرار دیتا ہے۔ اس سے

باواسطہ سہی مگر ابن سعد اور اسد کے بیانات کی تصدیق ہوتی ہے۔ کتنا ہی نے بھی حضرت ہبیرہ بن شبل کی تقرری کا حوالہ

نہیں دیا ہے ملاحظہ ہو اس بحث پر اس کی چوتھی فصل، ص ۴۶-۲۴۰؛ نیز ملاحظہ ہو ازرقی، ص ۸-۱۲۷، جن کا خیال ہے کہ حضرت عتاب کی تقرری جنگ حنین سے قبل ہوئی تھی؛ نیز دیکھئے ابن قتیبہ دینوری، المعارف، ص ۱۶۳؛

ابن سعد، پنجم، ص ۴۶۶۔

(۲۰۸) ابن ہشام، سوم، ص ۵۰۰؛ طبری، سوم، ص ۴۳، ۹۴؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۸ اور ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷۔

(۲۰۹) ابن ہشام، سوم، ص ۴۴۰، ۵۰۰؛ واقعہ ص ۸۸۹، ۹۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۴۵؛ انساب

الاشراف، اول، ص ۵۲۸؛ فتوح البلدان، ص ۵۲؛ زبیری، ص ۱۸۷؛ ازرقی، ص ۸-۱۲۷؛ جہرہ،

ص ۱۰۴؛ فاکہی، ص ۳۶، ۴۰؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب الحجر، ص ۱۲۶۔

(۲۱۰) جہرہ، ص ۱۰۴؛ اسد، سوم، ص ۹-۳۵۸۔ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۱۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹۔

اور فاکہی، ص ۳۵۔ نیز ملاحظہ ہو ابن قتیبہ، مذکورہ بالا، ص ۲۸۳۔

(۲۱۱) فاکہی، ص ۴۰۔ لیکن اسد الغابہ، سوم، ص ۹-۲۵۸ کا بیان ہے کہ ان کو روزانہ تنخواہ صرف دو درہم ملتی تھی۔ جس کا

مطلب ہو کہ ان کی ماہانہ تنخواہ ۶۰ درہم اور سالانہ آمدنی ۷۲۰ درہم تھی۔ لیکن اگر ایک اوقیہ چاندی میں چالیس درہم

ہوتے تھے جیسا کہ کتانی کا خیال ہے تو ان کی تنخواہ سولہ سو درہم سالانہ تھی یعنی ۳۳۳۳۳۳ درہم ماہانہ یا ۳۳۳۳۳۳

درہم روزانہ۔ ایک اور روایت کا اصرار ہے کہ ان کی تنخواہ صرف ایک درہم روزانہ تھی جبکہ ایک اور روایت کا مدعا

یہ ہے کہ ان کو کچھ بھی تنخواہ نہیں ملتی تھی۔ ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۶۴۔ سکتوں اور اوزان کے لیے ملاحظہ ہو

مقریزی، النفود الاسلامیہ، مرتبہ محمد السید علی، نجف ۱۹۶۷ء؛ اور شذور العقود، مرتبہ ایل، ایس، اسکندریہ ۱۹۳۲ء،
 اے، ایم، کرمیلی، النفود العربیہ، قاہرہ ۱۹۳۹ء؛ نیز جشیاری، کتاب الوزراء والکتاب، قاہرہ ۱۹۳۸ء؛ ابن الاثیر،
 الکامل فی التاریخ، لیڈن، ص ۷۶-۱۸۵۱؛ نیز ملاحظہ ہو بلاذری، فتوح البلدان، ص ۶-۴۵۱۔
 (۲۱۲) ابن ہشام، سوم، ص ۵۴۰؛ واقدی، ص ۹۶۸؛ ابن سعد، اول، ص ۳۱۳؛ چارم، ص ۹-۵۰۸؛ فتوح البلدان،
 ص ۷۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹؛ کتاب الجبر، ص ۱۲۷؛ طبری، سوم، ص ۹۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے اس
 سوم، ص ۳-۳۷۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۲؛ کتانی، اول، ص ۲۴۳ اور دیکھیے ابن قتیبہ، مذکورہ بالا،
 ص ۹-۲۶۸۔

(۲۱۳) ابن اسحاق، ص ۶۱۶، ابن ہشام، سوم، ص ۵۴۰۔ اس زمانے میں اسلامی یا مذہبی تعلیم و تفقہ کا مطلب تھا قوانین
 دستور کی سمجھ، پھر تحقیق کے دفع میں ان کی شمولیت ان کی فراست اور ذہانت کی دلیل تھی۔ اس کے علاوہ واقعاتی شہادت
 ان کی قائدانہ صلاحیتوں اور لیاقتوں کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ جس کے مطابق وہ خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی میں
 بحرین اور عمان کی حیثیت سے اور اس سے قبل آٹھ برس تک مکہ کے گورنر کی حیثیت سے کام کر چکے تھے۔ گورنری پر اتنے
 طویل زمانے پر فائز رہنا بجائے خود ایک بڑا کارنامہ تھا۔

(۲۱۴) ابن سعد، پنجم، ص ۵۲۷۔

(۲۱۵) اسد الغابہ، سوم، ص ۳۵۰؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۴۱۔

(۲۱۶) ابن سعد، چارم، ص ۷-۵۶، کا خیال ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن نوفل ہاشمی کو
 مکہ کے بعض ماتحت علاقوں (احمال) پر مقرر کیا تھا اور حضرات ابراہیم، عمر اور عثمان کی خلافت کے زمانے میں اس عہدے
 پر بحال رہے تھے تا کہ وہ انتقال وطن کر کے بصرہ جا بسے تھے۔ ان کی ترک سکونت کا زمانہ حضرت عثمان غنی کی خلافت کا
 آخری زمانہ معلوم ہوتا ہے؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۲-۲۴۱۔

(۲۱۷) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۷؛ واقدی، ص ۸۸۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۱؛ انساب الاشراف، اول،
 ص ۳۰-۵۲۹؛ فتوح البلدان، ص ۸۷؛ اور طبری، سوم، ص ۹۵۔

(۲۱۸) کتاب الجبر، ص ۱۲۶۔ حضرت علاء بن حضرمی کی تقرری اور مدت گورنری کے بارے میں خاصا اختلاف بلکہ ابہام ہے
 ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۹۲ اور آئینہ بحث بھی۔

(۲۱۹) فتوح البلدان، ص ۹۲؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹؛ اسد، اول، ص ۷-۳۵؛ ابن خلدون،
 اول، ص ۳۴۳-۸۴۴؛ کتانی، اول، ص ۲۴۶۔ مؤرخ الذکر نے حافظ زین الدین عراقی کے حوالے سے
 یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابان بن سید اموی کو الخط علاقہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ کتانی
 نے اس ضمن میں حضرت علاء بن حضرمی کا نام بالکل نہیں لیا ہے۔

(۲۲۰) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۳۹-۳۲ ادرباب پنجم بحث بر صدقات و جزئیہ۔

(۲۲۱) ابن سعد، چہارم، ص ۱۲۷ (۲۲۲) اسد، اول، ص ۴۰۰

(۲۲۳) اسد، اول، ص ۳۹۷ - (۲۲۴) ایضاً، ص ۳۹۸

(۲۲۵) ایضاً، ص ۱۲-۳۱؛ نیز ملاحظہ ہو زبیری، ص ۹۳؛ جہو، ص ۶۶؛ اصحابہ ۱۲۵۶-

(۲۲۶) ابن سعد، اول، ص ۹-۲۷۸؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۳۳-۳۴؛ اسد، اول، ص ۴۹، ۱۲-۳۱،

-۳۹۷-۸

(۲۲۷) نجران کے معاہدہ صلح کے لیے ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۷۹-۷۵؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۹۶-۸۰ ادرباب پنجم، بحث بر جزئیہ۔

(۲۲۸) ابن ہشام، دوم، ص ۱۶-۲۱۵؛ نیز ملاحظہ کیجئے بخاری، کتاب المغازی؛ فتح الباری، ہفتم، ص ۷۴؛ ابن ماجہ، سنن، اول، ص ۳۲۔

(۲۲۹) ابن اسحاق، ص ۲۷۷؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۱۲-۴۱۱۔

(۲۳۰) ابن اسحاق، ص ۲۷۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۳۷۔

(۲۳۱) ابن سعد، سوم، ص ۴۱۲؛ نیز دیکھیے اسد، پنجم، ص ۲۴۹؛ اصحابہ ۳۳۹۳۔

(۲۳۲) ابن ہشام، سوم، ص ۵-۵۹۴؛ فتوح البلدان، ص ۸۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰-۵۲۹؛

طبری، سوم، ص ۱۲۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز دیکھیے اسد، چہارم، ص ۹-۶۸ جس کا بیان ہے

کہ تقرری کے وقت صحابی موصوف کی عمر صرف سترہ سال کی تھی۔ مزید ملاحظہ کیجئے حضرت خالد بن ولیدؓ فرمودی کے کام کے لیے

مجموعۃ الوثائق، ص ۷۳-۷۱؛ نئے گورنر کو ہدایات نبوی کے لیے ایضاً، ص ۹-۱۰۲۔

(۲۳۳) فتوح البلدان، ص ۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، دوم، ص ۱۲-۱۲ جس کا بیان ہے کہ حضرت ابوسفیان رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک جرش کی گورنری پر فائز رہے اور آپ کی وفات کے بعد ہی مدینہ واپس آئے تھے مگر

انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹ کے مطابق واقعہ کی رائے ہے کہ حضرت ابوسفیان وفات نبوی کے وقت

مدینہ میں موجود تھے جبکہ کلبی کی رائے ہے کہ وہ اس وقت جرش میں تھے؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۹-۶۸۔

(۲۳۴) فتوح البلدان، ص ۷۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے انساب الاشراف، اول، ص ۳۰-۵۲۹ کا بیان ہے کہ ایک روایت

کے مطابق حضرت یزید بن ابی سفیان اموی کو اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عوف بن مالک کو نجران بھیجا گیا تھا۔

(۲۳۵) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۱۵۔

(۲۳۶) ان کے قبول اسلام کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۹-۷۵؛ طبری، سوم، ص ۸-۲۲۷؛ اسد، اول،

ص ۱۶۳؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۱-۲۴۰۔ ایک روایت سے معلوم

ہوتا ہے کہ انھوں نے غصہ و پرویز کے قتل کے فوراً بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ یعنی ۶۲۵ء کے بعد۔

(۲۳۷) مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۲-۱۲۱، کا خیال ہے کہ وہ مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کا اسلام دراصل سیاسی وفاداری اور سیاسی اتحاد تھا۔ مستشرق موصوف دراصل سرحدی علاقوں کے تمام سرداروں کے اسلام کو مذہبی تبدیلی کے بجائے سیاسی تبدیلی سمجھتے ہیں۔

(۲۳۸) طبری، سوم، ص ۸-۲۲۷، کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن اور اس کے تمام ماتحت علاقوں (مخالیف) پر حضرت باذان کے اقتدار کو تسلیم کر لیا تھا اور ان کے ساتھ حکومت میں کسی اور کو شریک نہیں کیا تھا؛ نیز ملاحظہ فرمائیے ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ اسد الغابہ، اول، ص ۱۶۳۔

(۲۳۹) اسد الغابہ، سوم، ص ۶؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابی اسحاق، ص ۶۵۹؛ طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ کتانی، اول، ص ۲۴۱۔

(۲۴۰) طبری، سوم، ص ۹-۲۲۸، کا بیان ہے کہ ان میں ہر ایک کو ایک مخصوص علاقے (حیث) پر مقرر کیا گیا تھا۔
(۲۴۱) مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۲۴؛ مونٹگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۳۷-۲۳۸؛ نیز ملاحظہ فرمائیے کہ "معاذ بن جبل کو پورے یمن اور حضرموت کے ان علاقوں میں جو دوسرے نمائندوں (AGENTS) کو سپرد کیے گئے تھے بعض فرائض سونپے گئے تھے۔ ان فرائض میں مذہب اسلام کی تعلیم دینا اور کم از کم کچھ علاقوں میں صدقات وصول کرنا شامل تھا۔ لیکن مقامی نمائندوں کی نگرانی کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔" مستشرق موصوف کا یہ بیان تاریخی شواہد کے خلاف اور غلط ہے۔ اوپر کی بحث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت معاذ کو ان تمام علاقوں میں مذہبی سیاسی اور انتظامی اختیارات حاصل تھے اور مقامی منتظمین اور دوسرے گورنروں کے کاموں کی نگہداشت بھی ان کے فرائض میں سے تھی کہ وہ گورنر جنرل تھے۔

(۲۴۲) ابن اسحاق، ص ۶۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الزنات، ص ۱۱۱؛ فتوح البلدان، ص ۸۱ نے حضرت معاذ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادوں کا "امیر" کہا ہے۔

(۲۴۳) فتوح البلدان، ص ۸۰، دوسرے صفحہ پر ایک روایت ہے کہ ان کو یمن کے صدقات پر مامور کیا گیا تھا۔ ص ۸۲-۸۳ پر ان کے عدلیاتی / عدالتی اور انتظامی فرائض و اختیارات بتائے گئے ہیں۔

(۲۴۴) انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹۔

(۲۴۵) ابن ہشام، سوم، ص ۵۹۰۔

(۲۴۶) ابن سعد، اول، ص ۵-۲۶۴۔

(۲۴۷) بخاری، صحیح، باب وجوب الزکاة۔

(۲۴۸) اسد، چہارم، ص ۸-۲۷۶؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثنائی، ص ۱۱۹ جس کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت معاذ کو ایک گرامی نام بھیجا تھا جس میں حضرت ابومکلف عبدالرضا خولانی کے معاملہ میں کوئی ہدایت دی گئی تھی۔

(۲۴۹) ابن خلدون، اول، ص ۲۶-۸۲۵۔

(۲۵۰) طبری، سوم، ص ۲۲۸۔

(۲۵۱) معلم کے معانی کے لیے ملاحظہ ہو لسان العرب، متعلقہ لفظ "ہس و ہر" عربک۔ انگلش ڈکشنری، اور عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات۔

(۲۵۲) طبری، سوم، ص ۲۳۵، کی روایت کے مطابق جنوبی عرب کے تمام والی اسود غسی کی بغاوت کے خاتمے کے فوراً بعد یعنی حیات نبوی میں ایک مقام پر جمع ہوئے تھے اور ان کی (امارۃ) پر اتفاق کر لیا تھا۔ اور پھر وہ سب اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے تھے۔

(۲۵۳) ابن سعد، سوم، ص ۵۸۴۔

(۲۵۴) ملاحظہ فرمائیے کتانی، اول، ص ۲۴۱۔

(۲۵۵) طبری، سوم، ص ۳۰-۲۲۹ وغیرہ؛ نیز ملاحظہ ہو موننگری واٹ، محمد ایٹ پینہ، ص ۱۲۸۔

(۲۵۶) طبری، سوم، ص ۱۴۷ کی ایک روایت کہ جنوبی عرب کے "امیروں" اور "عالموں" کی روانگی سنہ ۶۳۱ھ میں ہوئی تھی ناقابل قبول معلوم ہوتی ہے۔

(۲۵۷) طبری، سوم، ص ۹-۲۲۸۔

(۲۵۸) طبری، سوم، ص ۹-۲۲۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، سوم، ص ۸۳۔

(۲۵۹) فتوح البلدان، ص ۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، پنجم، ص ۳۰۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ بخاری،

کتاب وجوب الحج وفضائلہ؛ ابن سعد، چہارم، ص ۱۶-۱۵۔

(۲۶۰) طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، چہارم، ص ۹۶؛ اسد، دوم، ص ۶۲-۶۱؛ ابن خلدون،

اول، ص ۸۴۳۔ مزید دیکھیے فتوح البلدان، ص ۸۰ اور انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹ جن کے مطابق

حضرت خالد بن سعید اموی کو حصار اور اس کے ماتحت علاقے سوچنے گئے تھے۔ ممکن ہے کہ حضرت شہر کے انتقال

کے بعد یہ انتظام ہوا ہو۔

(۲۶۱) طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ اسد، سوم، ص ۵۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳۔

(۲۶۲) طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ اسد، پنجم، ص ۹-۱۲۸؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳۔

(۲۶۳) ابن ہشام، سوم، ص ۶۰۰؛ فتوح البلدان، ص ۸۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹؛ طبری،

سوم، ص ۲۲۸؛ اسد، دوم، ص ۲۱۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب الحجر،

ص ۱۸۶؛ کتانی، اول، ص ۲۴۵۔

(۲۶۴) طبری، سوم، ص ۹-۲۲۸؛ اسد، چہارم، ص ۲۳-۲۲۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ کتانی، اول، ص ۲۴۵۔

(۲۶۵) طبری، سوم، ص ۹-۲۲۸؛ اسد، پنجم، ص ۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳؛ نیز کتانی، اول، ص ۲۴۳۔

(۲۶۶) طبری، سوم، ص ۲۲۸؛ کا مزید بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن اور حضرموت کے علاقوں کی وضاحت کی تھی اور ان میں سے ہر ایک مخصوص علاقے کو ان امیروں کے سپرد کیا تھا۔

(۲۶۷) ابن اسحاق، ص ۴۲۳؛ طبری، سوم، ص ۱۲۱؛ فتوح البلدان، ص ۸۱؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۱۱۔ (۲۶۸) اسد، سوم، ص ۳۵۱۔

(۲۶۹) اسد، سوم، ص ۱۵۵؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۴۵، جنہوں نے نووی کی تہذیب کی بنیاد پر کہا ہے کہ حضرت عبداللہ مخزومی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الجند اور اس کے ماتحت علاقوں پر (امیر) مقرر کیا تھا اور وہ حضرت عثمان کی خلافت تک وہاں تعینات رہے۔ یقیناً وہ امیر (گورنر/والی) نہیں تھے جیسا کہ نووی اور کتانی ہم کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک صوبائی سالار فوج کی تھی جو علاقہ کے گورنر جنرل کا ماتحت تھا۔ مزید دیکھئے زبیری، ص ۳۱۷؛ اصاحب، ۵۹۶، ۶۶۲؛ الاستیعاب، دوم، ص ۹۹-۲۹۸؛ جہرہ، ص ۱۳۷۔

(۲۷۰) انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹؛ نیز فتوح البلدان، ص ۸۰۔

(۲۷۱) ابن سعد، سوم، ص ۵۸۴؛ ترمذی، سنن۔

(۲۷۲) ابن اسحاق، ص ۶۴۴؛ ابن سعد، سوم، ص ۵۸۴ وغیرہ۔

(۲۷۳) ابن اسحاق، ص ۶۴۴؛ مسلم، کتاب الایمان۔

(۲۷۴) ابن سعد، سوم، ص ۵۸۴ وغیرہ۔

(۲۷۵) ملاحظہ ہو واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲۸؛ کا خیال ہے کہ امکان یہ ہے کہ نقل کے دوران ان ہدایات میں کافی تغیر و تبدل اور اضافہ ہوا ہے۔ اور وہ عبد نبوی کے زمانے میں رائج طریقوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ واٹ کا یہ شبہ بے بنیاد ہے۔

(۲۷۶) ابن اسحاق، ص ۸-۶۴۷؛ ابویوسف، کتاب الخراج، ص ۴۱-۴۰؛ مجموعۃ الوثائق، ص ۸-۱۰۳؛ نیز ملاحظہ ہو واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۲۸۔

(۲۷۷) کتانی، اول، ص ۲۴۵۔

(۲۷۸) انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۴۔

(۲۷۹) ازرقی، ص ۸-۱۲۷۔

(۲۸۰) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۸-۵۶، ۶۱-۶۲، حضرت منذر بن ساوی کے نام ہدایات نبوی کے لیے؛ ص ۶۹ جعفر بن عبد کے نام ہدایات کے لیے۔ خط نبوی، ص ۵۷ میں ہے کہ میرے فرستادوں (رسل) کی اطاعت میری اطاعت کے مترادف ہے۔ خط ۵۸ میں جو حضرت منذر بن ساوی نے بارگاہ نبوی میں بھیجا تھا انھوں نے اپنے غیر مسلم باشندوں کے اسلامی ریاست میں مقام و مرتبے کے بارے میں سوالات پوچھے تھے اور آپ کا فیصلہ چاہا تھا۔ اسی طرح خط ۵۹ اور ۶۰ ہجر کے لوگوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ آپ کے امیروں کی اطاعت کریں۔ خط ۶۳ حضرت منذر بن ساوی سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صدقات و جزیہ کی رقم جو انھوں نے اپنے علاقہ میں جمع کی ہے مدینہ کے دو مرکزی نمائندوں حضرات ابو ہریرہ اور قدامہ کے حوالے کر دیں۔ یہی خط ۶۴ حضرت علاء بن حضرمی گورنر بحرین سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صدقات، جزیہ اور عشور کی تمام رقم حضرت منذر بن ساوی سے وصول کر کے مذکورہ بالا دونوں مرکزی نمائندوں کے حوالے کر دیں۔

(۲۸۲) ایضاً، ص ۸-۶۷۔

(۲۸۱) ایضاً، ص ۶۲۔

(۲۸۳) ایضاً، ص ۸۲-۸۰۔ خط ۹۴ اہل نجران کے لیے ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ "میرے رسل (فرستادوں) کی اطاعت اور مدد کریں" نیز ملاحظہ ہو ص ۸۴-۸۳۔

(۲۸۵) ایضاً، ص ۱۵-۱۱۲۔

(۲۸۴) ایضاً، ص ۲-۱۱۱۔

(۲۸۶) ایضاً، ص ۲۸-۱۲۶، ۳۰-۱۲۹۔ (۲۸۷) ایضاً، ص ۱۳۱۔

(۲۸۸) ایضاً، ص ۱۵۷۔ یہ گرامی نامہ قضاہ کے لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ دو مرکزی منتظلوں حضرات ابی اور غنبرہ کو صدقات ادا کریں۔

(۲۹۰) ایضاً، ص ۹-۱۶۷۔

(۲۸۹) ایضاً، ص ۸-۱۶۶۔

(۲۹۱) ایضاً، ص ۷-۱۶۶۔ اس گرامی نامے بنو اسد کے لوگوں کو تمام معاملات میں مرکزی منتظم حضرت قضاہ بن عمرو کے فیصلوں کو بخوشی قبول کرنے کا حکم دیا تھا۔

(۲۹۲) واقفی، ص ۵۶۱؛ نیز اسد، اول، ص ۱۱۵۔

(۲۹۳) اسد، دوم، ص ۱۳۴؛ سوم، ص ۱۰۴ بالترتیب۔

(۲۹۴) ابن ہشام، دوم ص ۴۹۱؛ واقفی، ص ۹۵۵؛ ابن سعد، اول، ص ۳۱۲؛ طبری، سوم، ص ۸۸-۹۰؛

نیز اسد، چہارم، ص ۲۹۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۱۸۔

(۲۹۵) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۲؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ نیز ملاحظہ ہو

اسد، سوم، ص ۴-۳۹۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۴۳۔

(۲۹۶) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم-۸۔

(۲۹۷) ایضاً، ضمیمہ دوم - ۹؛ نیز دیکھیے طبری، سوم، ص ۷-۱۳۶، اور ص ۱۹-۱۱۵ بالترتیب۔
 (۲۹۸) قرآن کریم، سورہ الاعراف، آیت ۱۶۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے ترجمہ مولانا اشرف علی؛ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، رچرڈ بیل، دمی قرآن، ایڈنبرا، ۱۹۳۷ء، اول، ص ۱۵۲۔
 (۲۹۹) قرآن کریم، سورہ مائدہ، آیت ۱۵؛ طبری، تفسیر، جلد دہم، ص ۱۸-۱۰۹؛ نیز رچرڈ بیل، اول، ص ۹۵۔
 (۳۰۰) دمی بائبل (انجیل مقدس) اعداد (NUMBERS)، باب اول، آیات ۲ اور ۴-آیات ۱۵-۵۔
 بارہ یہودی نقیبوں کے نام بیان کرتی ہیں؛ نیز ملاحظہ کیجئے کتاب الحجر، ص ۶۴؛ طبری، تاریخ، اول، ص ۳۰-۲۹ ان کے مسلم ماخذ میں ناموں کے لیے۔

(۳۰۱) ایضاً، آیت ۱۶ (۳۰۲) ایضاً

(۳۰۳) رچرڈ بیل، مذکورہ بالا، اول، ص ۹۵، حاشیہ ۴۔
 (۳۰۴) سینٹ میٹھیوز، دہم، آیات ۴ تا ۴-ان کے ناموں کے لیے مسلم ماخذ دیکھیے کتاب الحجر، ص ۵-۲۶۴۔
 (۳۰۵) ایضاً، آیات ۷-۵-حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے شاگردوں کو مکمل ہدایات کے لیے ملاحظہ کیجئے باب دہم، آیات ۲ تا ۲۲۔

(۳۰۶) ابن اسحاق، ص ۲۰۴ (۳۰۷) ابن سعد، سوم، ص ۳-۹۰۲۔

(۳۰۸) انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴ (۳۰۹) کتاب الحجر، ص ۷-۲۶۴۔

(۳۱۰) طبری، دوم، ص ۳۶۳ (۳۱۱) انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴۔

(۳۱۲) ابن اسحاق، ص ۲۰۴۔

(۳۱۳) ابن اسحاق، ص ۲۰۴؛ ابن سعد، سوم، ص ۹۰۲؛ طبری، دوم، ص ۳۶۳؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقرر کیا تھا یا ان کے نام لیے تھے صحیح نہیں ہے۔

(۳۱۴) ایضاً۔

(۳۱۵) ابن سعد، سوم، ص ۳-۹۰۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴؛ فتوح البلدان، ص ۲۰۔

(۳۱۶) انساب الاشراف، اول، ص ۲۵۴۔

(۳۱۷) ملاحظہ ہو ضمیمہ دوم - ۱۰؛ نیز ابن سعد، سوم، ص ۶۶-۹۰۳۔

(۳۱۸) ابن اسحاق، ص ۱۲-۲۰۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۴۸-۲۴۰۔

(۳۱۹) مونٹگمری واٹ، محمداہٹ مدینہ، ص ۲۴۸ (۳۲۰) ایضاً۔

(۳۲۱) ابن سعد، سوم، ص ۶۱۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۴۳۔

(۳۲۲) انساب الاشراف، اول، ص ۲۴۶؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۶۱۹۔

(۳۲۴) اسد الغابہ، چہارم، ص ۹۵-۹۳۔

(۳۲۶) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۶۶۔

الکامل، پنجم، ص ۵۳، ۶-۲۵۵ اور ۳۰۸۔

ابن طولون، قضاة دمشق، دمشق ١٩٦٢، ص ١٠٠ - ١٠١.

(۳۶۹) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدالتی فیصلوں پر مبسوط کتابیں لکھی گئی ہیں کتابی، اول، ص ۳-۲۵۱ نے اس موضوع پر

(ب) ابو بکر ابن ابی شیبہ، کتاب اقصیۃ رسول اللہ۔

(د) ابن ابی مروان اشبیلی (متوفی ۵۶۹ھ / ۱۱۵۴ء) "المنتخب المنقح" مندرجہ ذیل کتاب (س) اس پر مبنی ہے۔

(س) ابو محمد عبد الحق اشبیلی کی تصنیف۔

(ص) ابو علي حسين بن المبارك الموصلي (متوفى ٢٤٢هـ / ٨٥٦م)، "الفتاوى النبوية في المسائل الدينية"،
الدينونة -

(ط) ابن قيم الدمشقي (شمس الدين محمد بن ابی بکر) (متوفى ٧٥١هـ / ١٣٥٠)، "اعلام الموقعين عن رب العالمين".

(ع) سید صدیقی حسن خاں بھوبالی (متوفی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۱ء) "بلوغ الصول فی اقصیۃ الرسول"۔

اس موضوع پر قدیم و جدید مورخین اور محققین نے جن میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، متعدد دکتا میں لکھی ہیں۔

اتنی بڑی تعداد میں اس موضوع پر کتابوں کا لکھا جانا بلا ریب ثابت کرتا ہے کہ عہد نبوی میں عدالتی ارتقا ہو چکا تھا چاہے اس کی شکل بالکل ابتدائی رہی ہو۔

(۳۳۱) ایضاً، ص ۵۶-۲۵۳۔

(۳۳۰) مذکورہ بالا

(۳۳۳) ایضاً، ص ۲۵۸۔

(۳۳۲) ایضاً، ص ۶۴-۲۵۶۔

(۳۳۴) کتاب الحجر، ص ۸-۱۲، ای کے لیے لفظ "امراء" استعمال کرتی ہے جبکہ فتوح البلدان، ص ۸۰ کا بیان ہے کہ حضرت معاذ کو "قضا" کا عہدہ سونپا گیا تھا۔ انساب الاشراف، اول، ص ۵۲۹، نے ایسے عدالتی کارکنوں کا ذکر "عمال" میں کیا ہے اور حضرت معاذ کا نام ان میں شامل ہے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق، ص ۶۴۴؛ ابن ہشام، ص ۵۹۰؛ ابن سعد، اول، ص ۵-۲۶۴؛ طبری، سوم، ص ۱۲۱-۹-۲۲۸؛ بخاری، باب وجوب الزکاۃ؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۸-۳۷۶؛ نیز کتانی، اول، ص ۲۳۰ وغیرہ۔

(۳۳۵) کتانی، اول، ص ۲۵۸۔ (۳۳۶) ایضاً، ص ۲۵۹۔ (۳۳۷) ایضاً

(۳۳۸) ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، مرتب سید احمد خاں، مکتبہ المدینہ، ص ۳۱۹-۷۔

(۳۳۹) کتانی، اول، ص ۵-۲۸۴۔ (۳۴۰) ایضاً

(۳۴۱) ایضاً۔ کسی شے کا بغیر تولے، ناپے اور شمار کیے یوں ہی ڈھیری کی شکل میں خریدنا یا بیچنا مجازاً کہلاتا ہے۔

(۳۴۲) ایضاً (۳۴۳) ایضاً

(۳۴۴) طبقات، دوم، ص ۱۳۵۔ نیز ملاحظہ کیجئے محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المنق، ص ۵۲، جس کا بیان ہے کہ کہ میں روزانہ بازار لگتا تھا۔

(۳۴۵) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۲۸۷۔

(۳۴۶) ملاحظہ ہو باب پنجم بحث اقتصادی دولت مہاجرین و انصار۔

(۳۴۷) واقعی، ص ۹۰-۹۸۹۔

باب پنجم

(۱) ملاحظہ کیجئے محمد تقی امینی، اسلام کا زرعی نظام، علی گڑھ ۱۹۸۰ء؛ سید ابوالاعلیٰ مودودی، معاشیات اسلام، مرتبہ نور شید احمد، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۱۹۸۱ء۔

(۲) مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے شبلی نعمانی، بہرہ النبی، اول، ص ۸-۲۰۵؛ مونٹگری واٹ، محمدیٹ مکہ، ص ۹۶-۸۶۔

(۳) سید جلال الدین عمری، "کم زور کے مسائل اسلام نے حل کئے ہیں" تحقیقات اسلامی، جزوی ۱۹۸۲ء، ص ۸۹-۸۳۔

- (۴) مذکورہ بالا صحابہ کرام کی کئی عہدیں دولتمندی کے لیے ملاحظہ کیجئے، بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۲، ۲۶۱، ۲۷۰ وغیرہ؛ ابن سعد، سوم، ص ۶۰، ۲۶-۱۲۵، ۳-۱۴۲، ۲۱۵، ۲۲۸، ۲۴۲؛ ابن اسحاق، انگریزی ترجمہ ص ۱۴-۲۱۶، ۲۲۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے مارگولیتھ MUHAMMAD AND THE RISE OF ISLAM لندن ۱۹۵۷ء، ص ۹۶-۱۰۰، ۹۹-۱۰۱؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۱۹۱ وغیرہ؛ نیز خاکسار کا مضمون ”کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟“ تحقیقات اسلامی، اپریل-جون ۱۹۸۳ء، ص ۲۳-۱۴۔
- (۵) خاکسار کا مضمون ”کیا مہاجرین مکہ خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے؟“ (۶) ایضاً
- (۷) انساب الاشراف، اول، ص ۲۶۱۔ (۸) ایضاً
- (۹) اس بحث کے لیے ملاحظہ ہو مہاجرین پر خاکسار کا مضمون مذکورہ بالا۔ نیز ”عہد نبوی کی ابتدائی زمیں: محرکات، مسائل اور مقاصد“ برہان دہلی، دسمبر ۱۹۸۲ء۔ اگست ۱۹۸۳ء۔
- (۱۰) ان مباحث کے لیے ملاحظہ ہوں خاکسار کے دو مضمون، تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، جلد ۱، شمارہ ۳ اور جلد ۲، شمارہ ۲۔
- (۱۱) تحقیقات اسلامی، جلد ۲، شمارہ ۲۔
- (۱۲) ابن اسحاق، ص ۴۶۳؛ واقدی، ص ۱۴۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے برکات احمد، محمد اینڈ دی جیوز، مذکورہ بالا۔
- (۱۳) ابن اسحاق، ص ۸-۴۴؛ واقدی، ص ۳۰، ۳۴، ۵-۳۴، ۸-۳۴؛ بلاذری، فتوح البلدان، ص ۳۲-۴۱؛ نیز برکات احمد، مذکورہ بالا۔
- (۱۴) واقدی، ص ۵۰۱، ۵۲۱ وغیرہ؛ فتوح البلدان، ص ۳۶-۳۲؛ نیز برکات احمد، مذکورہ بالا۔
- (۱۵) واقدی، ص ۶۳۴، کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی حاد اسلمی نے مدینہ کے ایک یہودی مہاجرین ابراہیم سے پانچ درہم قرض لیا تھا جو غزوہ خیبر کے ذرا پہلے ادا کیا تھا۔ اس روایت میں سودی رقم کا ذکر نہیں ہے۔ دوسرے قرض کی رقم بہت معمولی ہے۔ خیال ہے کہ کاتب کی غلطی سے پانچ کے بعد کوئی تعداد تحریر میں آئے سے رہ گئی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو واقدی، ص ۴۹ اور ص ۴۴، جس کے مطابق بنو قینقاع اور بنو نضیر کے یہودیوں نے انصار کو کافی بڑی رقمیں سود پر ادھار دی تھیں جو انھوں نے اپنی بدولتی سے پہلے وصول کی تھیں۔ واقدی، ص ۴۴ ہی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسید بن حضیر نے جو اس کے ایک بڑے رفیق تھے بنو نضیر کے ایک مالدار یہودی مہاجرین ابراہیم سے اس مال یعنی اسی دینار ایک سال کے عرصہ کے لیے لیے تھے اور اس پر ان کو پچاس فیصد سود کے مطابق سال کے بعد ایک سو بیس دینار ادا کرنے تھے۔ بہر حال اس سے پہلے ہی یہودی مہاجرین کو جلاوطن ہونا پڑا اور معاہدہ کے مطابق اسے صرف اصل مال یعنی اسی دینار ہی پر اکتفا کرنا پڑا۔ واقدی، ص ۹-۱۸۸، کا مزید بیان ہے کہ بنو نضیر سے متعلق ایک اور یہودی مہاجرین کعب بن اشرف رہیں کی ضمانت پر سودی ادھار دیتے تھے۔ متعدد مآخذ

سے معلوم ہوتا ہے کہ رہی میں زمین، باغ، کھیت، ہتھیاروں، سونے چاندی کے زیورات کے علاوہ بیوی بچوں کو بھی رکھنے کا رواج تھا۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۳۰۱ کے مطابق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے مقروض اپنے آخری وقت میں بھی تھے۔ ان کے علاوہ متعدد اور مثالیں بھی مسلمانانِ مدینہ کے یہودیوں کے مقروض ہونے کی آغذ میں بکھری ہوئی ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی مہاجرین مسلمانوں کے ساتھ لین دین کا کاروبار کر کے ہی مالدار بنے تھے۔

(۱۶) بلاذری، انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۳ وغیرہ۔

(۱۷) اراضی مدینہ کی تقسیم کے لیے ملاحظہ کیجئے اس باب میں بحث بر ”نظام قطع“۔

(۱۸) ملاحظہ ہو شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۸۶؛ مارگولیتہ، مذکورہ بالا، ص ۹۶، ۱-۱-۹۹۔

(۱۹) ابن سعد، سوم، ص ۶۱۵ وغیرہ۔ بخاری، باب فضل النبیجہ؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۷۰؛ زرقانی کے مطابق وہ ایک دن میں اسی مہمانوں کو کھانا کھلاتے اور ان کی بھرپور خاطر تواضع کرتے تھے؛ نیز ملاحظہ کیجئے ان کے عطیات کے لیے اگلی بحث۔

(۲۰) ابن سعد، سوم، ص ۳۶-۲۲۰۔

(۲۱) انساب الاشراف، اول، ص ۲۶۷۔

(۲۲) واقعی، ص ۳۱-۲۲۹۔

(۲۳) مسلم، صحیح، باب الصدقات۔

(۲۴) بخاری، باب الرطب والتمر؛ نیز ملاحظہ ہو واقعی، ص ۲۰۲-۲۰۰۔

(۲۵) بخاری، کلام الرب مع اہل الجنة؛ واقعی، ص ۲۰۷-۲۰۱، ۲۰۵۔

(۲۶) واقعی، ص ۲۰۷، ۲-۲۰۱، ۹-۵۳۵ وغیرہ۔

(۲۷) اسد الغابہ، سوم، ص ۳۱۶، ان کا مال تجارت محمد نبوی ہی میں سات سو اونٹوں پر لدر کر آنے لگا تھا۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۳۳-۱۲۴؛ بخاری، کتاب البیوع۔

(۲۸) ابن سعد، سوم، ص ۶۰ وغیرہ؛ بخاری، کتاب البیوع، کتاب الشرب؛ مسند احمد بن حنبل، اول، ص ۶۲؛

چھارم، ص ۴۰۰ بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، اول، ص ۲۶۶؛ نیز ملاحظہ ہو واقعی، ص ۵۲۳۔

(۲۹) بحوالہ مارگولیتہ، ص ۱۴، ۶۸، ۶۹؛ نیز ملاحظہ ہو واقعی، ص ۳۱۲ اور ص ۳۷۴ جو سوق الظہر اور سوق المدینہ

کا حوالہ دیتے ہیں۔ اول الذکر بقیع کے پاس واقع تھا۔ یہ دونوں سوق بنی قینقاع کے علاوہ تھے۔

(۳۰) کتاب الحجر، ص ۸-۲۶۳؛ نیز ملاحظہ ہو ازرقی، مذکورہ بالا، ص ۳۲-۱۳۱۔

(۳۱) ازرقی، مذکورہ بالا، ص ۲-۱۳۱؛ واقعی، ص ۳۹۵۔

- (۳۲) واقدی، ص ۸ - ۳۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۰۔
- (۳۳) ایضاً (۳۴) واقدی، ص ۱۰۲ وغیرہ۔
- (۳۵) واقدی، ص ۸۲ - ۶۸۰ وغیرہ۔ (۳۶) واقدی، ص ۵۶۴۔
- (۳۷) مثال کے طور پر ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، چہارم، پنجم، اور اسد الغابہ اور اصابع، استیعاب وغیرہ میں ان صحابہ کرام کے سوانحی خاکے۔
- (۳۸) بخاری، فضائل الانصار؛ نیز ملاحظہ ہو قرآن کریم، سورہ الدھر، آیت ۷۶؛ طبری، تفسیر، آیت مذکورہ بالا۔
- (۳۹) بخاری اور مسلم، کتاب المغازی، کتاب الصدقات؛ ترمذی، باب معیشتہ النبی؛ زرقانی، اصحاب الصفہ؛ ابوداؤد، کتاب الادب، کتاب الاطعمہ، کتاب الصدقات؛ نیز ترمذی، کتاب الصدقات۔
- (۴۰) مسلم، باب الصدقات۔
- (۴۱) ابن اسحاق، ص ۳۰۹ وغیرہ؛ واقدی، ص ۱۱۹؛ بخاری، غزوہ بدر؛ بخاری ہی کا بیان ہے کہ اس موقع پر حضرت عباس بن عبد المطلب کو جو اس وقت تک کافر تھے عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اپنا کڑنا دیا تھا کہ اور کسی کا کڑنا ان کے آتما ہی نہ تھا۔ اس احسان کے بدلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کڑنا عبد اللہ بن ابی کے کفن کے لیے عطا کیا تھا۔
- (۴۲) واقدی، ص ۹۵۴، کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بسر بن سفیان کو کپڑے خریدنے کا حکم دیا تھا جو وہ منہ سے خرید کر لائے تھے۔
- (۴۳) واقدی، ص ۴۵۲ وغیرہ۔ (۴۴) واقدی، ص ۵۰۰۔
- (۴۵) واقدی، ص ۵۴۷۔ (۴۶) واقدی، ص ۶ - ۷۷۵۔
- (۴۷) سنن، باب فی المیزۃ والعبدینجدان من الغنیۃ۔
- (۴۸) واقدی، ص ۹۹۱۔
- (۴۹) انساب الاشراف، اول، ص ۳۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۴۰۳؛ طبری، سوم، ص ۱۰۲۔
- (۵۰) مذکورہ بالا، سوم، ص ۳۳ - ۳۱۶ وغیرہ۔
- (۵۱) ابن سعد، سوم، ص ۶۲۳۔
- (۵۲) بخاری، باب بناء المسجد، باب الحجۃ؛ نیز ابوداؤد، باب بناء الحجۃ۔
- (۵۳) بخاری، باب فضل المنیۃ۔
- (۵۴) ابن سعد، سوم، ص ۴۸۸۔
- (۵۵) طبری، اول، ص ۱۵۲۸ بحوالہ مننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۵۲۔
- (۵۶) ابن اسحاق، ص ۲۴۲؛ واقدی، ص ۳ - ۲۶۲۔ واقدی نے ان کے نام اس طرح گنائے ہیں: المیشاب،

الصفيّة، الدلال، حسنی، برقة، الاغوث، اور مشربہ ام ابراہیم۔

(۵۷) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۶، کا بیان ہے کہ انھوں نے اس کو چار ہزار دینار میں خرید لیا تھا مدینہ کے کنوؤں کے لیے جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا تھا ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۸-۵۳۵۔

(۵۸) واقعی، ص ۷۱۔

(۵۹) ابن اسحاق، ص ۲۸۷؛ واقعی، ص ۷۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۲۔

(۶۰) انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۲-۳۷۳، کا بیان ہے کہ دو قیدیوں میں سے ایک حضرت حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے تھے جبکہ عثمان بن عبد اللہ بن امیہ نے زرفدیہ ادا کر کے رہائی پائی تھی۔ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۳۸۸؛ واقعی، ص ۱۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱ اور طبری، دوم، ص ۴۱۳۔

(۶۱) واقعی، ص ۳-۱۰۰؛ اونٹوں کے لیے تین الفاظ—بعیر، جبل اور ظہر—استعمال کیے گئے ہیں۔

(۶۲) واقعی، ص ۹۹۔

(۶۳) واقعی، ص ۱۰۲ کے مطابق آپؐ کی صفی میں مشہور تلوار ذوالفقار شامل تھی جو دراصل فہر بن حجاج سہمی کی تھی۔ آپؐ کو ابو جہل مخزومی کا قیمتی اونٹ اور حصہ مالی غنیمت ملا تھا جس کی قیمت کچھ برسوں بعد سو ہزار اونٹوں کے برابر آگئی تھی۔ واضح رہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ غنیمت ایک عام مجاہد کے حصہ کی مانند تھا۔ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۱۸-۱۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۹۲۔

(۶۴) واقعی، ص ۹۸۔

(۶۵) واقعی، ص ۱۰۱-۱۰۰۔

(۶۶) ملاحظہ فرمائیے واقعی ص ۱۳۰، جن کا بیان ہے کہ ابو عنزہ بن عبد ربیع کی والدہ قریش مکہ میں بڑی متمول تھیں۔ انھوں نے پہلے یہ معلوم کیا تھا کہ فدیہ کی گران ترین شرح کیا ہے اور پھر اس کے مطابق اپنے فرزند کا زرفدیہ ادا کیا تھا کیونکہ وہ اپنے لیے افتخاریاں بھی برقرار رکھنا چاہتی تھیں۔

(۶۷) مکمل بحث کے لیے ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۱۸-۳۱۱؛ واقعی، ص ۴۴-۱۳۸؛ انساب الاشراف، اول،

ص ۵-۳۰۱؛ نیز ملاحظہ ہو یعقوبی، تاریخ، دوم، ص ۴۶ جس کے مطابق ۶۸ قیدیوں نے فدیہ ادا کیا تھا۔ لیکن یہ روایت بدرجہ معلوم غلط ہے۔

(۶۸) واقعی، ص ۳-۱۴۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۲-۳۰۳؛ نیز ابن اسحاق، ص ۳۱۲۔

(۶۹) واقعی، ص ۹-۱۷۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۰-۲۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۹۔

(۷۰) مذکورہ بالا مورخین کے مطابق صفی رسول تین کمانوں، اتنی ہی تلواروں اور نیزوں اور دوزرہ بکتروں پر مشتمل تھی۔

(۷۱) برکات احمد، مذکورہ بالا۔

(۷۲) ابن اسحاق، ص ۳۶۱؛ واقعی، ص ۸۲-۱۸۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۱-۳۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۰۔

(۷۳) واقعی، ص ۱۸۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۱؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۱۰، جس کا بیان ہے (ایک روایت کے مطابق) کہ مالِ غنیمت "نعم اور شاة" پر مشتمل تھا۔

(۷۴) واقعی، ص ۱۹۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۳۶؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۴؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۳۶۴۔ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ قریش نے اس کاروان تجارت میں خاصی خلیفہ رقم لگا دی تھی۔ ان کے دو اہم تاجروں ابو زمعہ اور صفوان بن امیہ نے تقریباً تین سو مشقال چاندی اور سونے کے علاوہ تین ہزار درہم کی مالیت کی چاندی کی سلاخیں (خام چاندی) بھی تجارت کے لیے بھیجی تھی۔ اس سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ مکہ تاجر خام چاندی کے علاوہ چاندی اور سونے کی بنی ہوئی اشیاء کی بھی تجارت کرتے تھے۔ مگر یہ تجارت جو شام سے ہوتی تھی بدر کے معرکہ عظیم کے بعد بند ہو گئی تھی جیسا کہ واقعی، ص ۱۹۷ کا بیان ہے کیونکہ "باشندگان سواحل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ اتحاد کر لیا تھا۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بدر کی جنگ نے سیاسی اور اقتصادی معاہدوں کی نوعیت بدل دی تھی اور جزیرہ نمائے عرب کی سیاست میں توازن کا پتہ مدینہ کے حق میں جھکا دیا تھا؛ نیز ملاحظہ کیجئے واقعی، ص ۶-۲۵، جہاں انھوں نے بدر سے قبل شام جانے والے مکہ کاروان کی مالیت پچاس ہزار دینار بیان کی ہے۔ اس موقع پر بھی ان کا خاص مال تجارت چاندی ہی تھی۔

(۷۵) واقعی، ص ۳۴۵؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۵۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵-۳۷۴۔

(۷۶) واقعی، ص ۳۷۴، ۳۷۷ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۳۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۳۹-۴۲۔

(۷۷) واقعی، ص ۴۰۳-۴۰۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۰۔

(۷۸) ابن اسحاق، ص ۴۹۳؛ واقعی، ص ۴۱۱ اور ابن سعد، دوم، ص ۶۲ کا بیان ہے کہ مسلمانوں نے بنو مصطلق کے سوغاندانوں کو اپنی طرف سے آزادی دے دی تھی لیکن انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۱ نے اپنی دور دایا میں سے ایک میں یہ بیان کیا ہے کہ قیدیوں کی ربائی حضرت جویریہ کی شادی کی شرط تھی۔ یہ دوسری روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت جویریہ کی شادی کی اگر کوئی شرط کہی جاسکتی ہے تو وہ مکاتبت کی رقم تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دو حصہ اردوں "کو ادا فرمائی تھی۔

(۷۹) واقعی، ص ۱۳-۴۱۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۲، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان قیدیوں نے زرفدیہ دے کر ربائی حاصل کرنے کا کام حضرت جویریہ کی شادی سے قبل انجام دے لیا تھا ورنہ وہ بھی بلا فدیہ آزاد ہو جاتے۔

(۸۰) واقعی، ص ۴۱۲۔

(۸۱) واقعی، ص ۴۱۱۔

(۸۲) واقعی، ص ۴۱۰ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۲۔

(۸۳) واقدی، ص ۵۱۰، ۵۱۳، ۲۲-۵۲۱ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۷؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۴۷۔

(۸۴) واقدی، ص ۲۳-۵۲۲۔

(۸۵) روایت ہے کہ حضرت ثابت کی سفارش پر زبیر بن باطا کے خاندان کو جن سے صحابی موصوف کے پرانے خاندانی تعلقات تھے ان کی تمام جائیداد غیر منقولہ (اموال) اور منقولہ سمیت آزاد کر دیا گیا تھا اور ان کو مدینہ منورہ میں سکونت پذیر کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ ان کے ہتھیار البتہ لے لئے گئے تھے۔ بعد میں یہ یہودی خاندان مدتوں تک انصاری ثابت کے خاندان کے ساتھ مل کر رہا تھا اور مدینہ کی آبادی کا ایک اٹوٹ حصہ بن گیا تھا۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۵۲۰۔

(۸۶) حضرت ام منذر کی سفارش پر ایک اور یہودی رفاعہ بن ممال کو رہا کر دیا گیا تھا۔ روایت میں اگرچہ اس کے خاندان اور اموال کا ذکر نہیں ہے تاہم اندازہ یہی ہوتا ہے کہ ان کا معاملہ بھی زبیر بن باطا کے خاندان کے معاملے سے مختلف نہیں تھا۔ ملاحظہ ہو واقدی ص ۱۵-۵۱۳۔

(۸۷) واقدی، ص ۵۲۳۔

(۸۸) واقدی، ص ۵۲۴؛ نیز ملاحظہ ہو مذکورہ بالا، ص ۳-۵۲۲، جس کے مطابق ابوالشعم یہودی نے جو مدینہ منورہ کا ایک مالدار ماجن اور تاجر تھا دو یہودی قیدی عورتوں کو ان کے چھ چھوٹے چھوٹے بچوں سمیت صرف ایک سو پچاس دینا میں خرید لیا تھا۔ درہم میں یہ رقم ۱۸۰۰ کے قریب آتی ہے۔

(۸۹) واقدی، ص ۵-۵۳۴ کے بیان کے مطابق ایک جزور (عام اونٹ) دس بھیڑ بکریوں کے برابر مانا جاتا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۶۔

(۹۰) واقدی، ص ۵۵۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۵؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔

(۹۱) واقدی، ص ۲-۵۵۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔

(۹۲) واقدی، ص ۲-۵۵۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔

(۹۳) واقدی، ص ۵۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔ بھیڑ بکریوں

کی تعداد میرے حساب پر مبنی ہے۔ واقدی کا بیان صرف اتنا ہے کہ میں اونٹ اس سریر کے پندرہ مجاہدین میں تقسیم کیے گئے تھے اور اس سے قبل مال غنیمت کا خمس نکال لیا گیا تھا۔ چنانچہ ہر مجاہد کو دو اونٹ یا اس کے مساوی بھیڑ بکریاں حصہ میں ملی تھیں، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ایک اونٹ کی شرح تباولہ دس بھیڑ بکریاں تھیں۔

(۹۴) واقدی، ص ۵۵۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۷۔

(۹۵) واقدی، ص ۵۶۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۹۰۔

(۹۶) روایت یہ ہے کہ وہ باندی بطور تحفہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی مگر آپ نے اس کی

شادی حضرت حزن بن وہب سے کر دی۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۵۶۵۔

(۹۷) واقدی، ص ۶۶۴، ۶۶۸، ۶۷۲، ۶۸۰ وغیرہ۔ اشیائے خوردنی اور رسد جو، کھجور، گھی (دسمن)، شہد، تیل (نہیت) اور مکھن (دودک) پر مشتمل تھی۔ برتنوں میں سونے، چاندی، تانبے کے علاوہ کافی تعداد میں مٹی کے (فخار) بھی تھے۔ صعب بن معاذ کے قلعہ میں جو مالِ غنیمت ملا تھا وہ کٹیدہ کاری کے کام کے یمنی کپڑے کے بیس تختانوں (جگمگ) اور پندرہ سو چاروں (قطیفہ / قطائف) پر مشتمل تھا۔ ابی الحقیق کے خزانے میں ملنے والے زیورات میں کڑے (اسورہ)، بازو بند (دھالغ)، پازیب (خلاخل)، چوٹی انگوٹیاں (خواقم)، بڑی انگوٹیاں (فخخ)، بوندے بالیاں (قواط)، سونے کے اور ہیروں کے بار (نظم) چاندی سونے کے برتنوں کے علاوہ تھے۔ ان کے علاوہ بہت سے قیدی بھی گرفتار ہونے لگے۔ لیکن وہ صرف نزار اور کتیبہ کے قلعہ میں ملے تھے۔ کتیبہ کے قیدیوں کی تعداد دو ہزار سے اوپر تھی مگر وہ سب رہا کر دئے گئے تھے اور ان کے اموال ان کے تصرف میں دے دیئے گئے تھے جبکہ ان سے صلح کا معاہدہ ہوا تھا۔

(۹۹) ایضاً، ص ۷۰۷۔

(۹۸) واقدی، ص ۶۸۸۔

(۱۰۱) ایضاً

(۱۰۰) ایضاً، ص ۷۱۱۔

(۱۰۲) انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹۔

(۱۰۳) واقدی، ص ۷۲۷، ۷۲۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۲۰-۱۱۹۔

(۱۰۴) واقدی، ص ۷۵۱؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۵؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۷۹۔

(۱۰۵) واقدی، ص ۷۵۳-۷۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۷؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۰۔

(۱۰۶) واقدی، ص ۷۶۹ کا بیان ہے کہ اس طرح جو مالِ غنیمت ملا تھا وہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ گو یا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محض نہیں نکالا گیا تھا۔

(۱۰۷) واقدی، ص ۷۷۱۔

(۱۰۸) واقدی، ص ۷۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۱۔

(۱۰۹) واقدی، ص ۷۴۳-۷۴۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۵-۱۳۴۔

(۱۱۰) ابن اسحاق، ص ۵۹۲ وغیرہ؛ واقدی، ص ۵۰-۹۴۹ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۵۴۔

(۱۱۱) ابن اسحاق، ص ۶۶؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۲ جس کا بیان ہے کہ ان پر حملہ اس لئے کیا گیا تھا کہ انہوں نے صدقات (محاصل) روک لیے تھے۔

(۱۱۲) واقدی، ص ۷۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۲۔

(۱۱۳) واقدی، ص ۷۸۴، ۷۸۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۴۔ انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۲۔

(۱۱۴) واقدی، ص ۱۰۲۹، ۱۰۲۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۶۔

(۱۱۵) واقدی، ص ۸۱۔ ۱۰۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ نیز ملاحظہ کیجئے انساب الاشراف، اول، ص ۳۸۴، جس کا بیان ہے کہ حضرت علی نے اس مہم میں کسی سے کوئی جنگ نہیں کی تھی اور وہ صرف وہاں سے ”صدقہ“ لے کر آئے تھے۔ طبری، سوم، ص ۳۲۔ ۱۳۱، کا یہ بیان قطعی غلط ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید مخزومی یمن کی اپنی مہم میں ناکام ہو گئے تھے تو ان کی جگہ حضرت علی کو بھیجا گیا تھا اور انہوں نے کامیابی کے ساتھ ہمدان کے لوگوں کو مشرف بہ اسلام کر لیا تھا۔ حالانکہ معاصر تاریخی دستاویزات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید اپنے مشن میں پورے کامیاب رہے تھے۔

(۱۱۶) کتاب الحجر، ص ۱۱۲۔

(۱۱۷) واقدی، ص ۸۱۔ ۱۶۶؛ برکات احمد، مذکورہ بالا؛ حمید اللہ، مذکورہ بالا۔

(۱۱۸) ابن اسحاق، ص ۴۶۳۔ ۴۶۴؛ واقدی، ص ۱۶۶، ۱۰۲۹، کا بیان ہے کہ سوق بنی قینقاع مدتوں تک موجود

اور تجارتی مرکز رہا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۹۔

(۱۱۹) وہ لوگ تآخذ کے الفاظ میں قلعوں والے تھے کیونکہ قلعوں (حصون) کے مالک تھے اور ان کے اندر ہی بستے تھے

ملاحظہ ہو واقدی، ص ۱۸۱، ۵۶۳، ۶۳۴، ۷۲۹۔

(۱۲۰) واقدی، ص ۱۸۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۹۔

(۱۲۱) واقدی، ص ۱۸۲؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۰۹۔

(۱۲۲) ابن اسحاق، ص ۳۶۳؛ واقدی، ص ۱۷۷۔

(۱۲۳) ابن اسحاق، ص ۹۔ ۴۴؛ واقدی، ص ۳۶۹، ۳۷۲ وغیرہ۔

(۱۲۴) واقدی، ص ۳۷۸۔

(۱۲۵) واقدی، ص ۸۔ ۳۷۷؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، دوم، ص ۵۸، جس کا بیان ہے کہ وہ اراضی بطور تحفہ/

انعام تقسیم کی گئی تھی نہ کہ بطور مال غنیمت کے حصہ کے۔

(۱۲۶) یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص ۲۱؛ نیز ابویوسف، کتاب الخراج، بلوق طبع، قاہرہ ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۳ء،

ص ۳۹۔

(۱۲۷) واقدی، ص ۳۷۸۔

(۱۲۸) ایضاً۔

(۱۲۹) واقدی، ص ۹۔ ۳۷۸۔

(۱۳۰) مذکورہ بالا، ص ۲۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے ص ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲۔

(۱۳۱) واقدی، ص ۸۰۔ ۳۷۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابویوسف، مذکورہ بالا، ص ۳۹، جن کا خیال ہے کہ بنو نضیر اور

بنو قریظہ کی اراضی میں سے کوئی بھی تقسیم نہیں کی گئی تھی؛ نیز ملاحظہ ہوا بن سعد، دوم، ص ۵۸ جو واقدی سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔

(۱۳۲) ابن سعد، سوم، ص ۳-۱۳۲۔

(۱۳۳) واقدی، ص ۲۹۹، ۲-۵۰۱ اور ۵۲۱ وغیرہ۔

(۱۳۴) کتاب الخراج، ص ۷۰ اور ۷۷۔

(۱۳۵) واقدی، ص ۵۲۱ وغیرہ؛ کتاب الخراج، مذکورہ بالا۔

(۱۳۶) واقدی، ص ۲-۵۲۱۔

(۱۳۷) یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص ۷۰، ۷۷، حضرت زبیر بن عوام اور ان کے ایک پڑوسی انصاری کا شتمکار کے دیوان آبپاشی کے لیے پانی کے بٹوارے کے ضمن میں وادی مہروز کا حوالہ دیتے ہیں۔ روایت کے مطابق چشمہ کا پانی پہلے حضرت زبیر کی زمین سے ہو کر گنام انصاری کے کھیتوں میں جاتا تھا۔ انصاری نے دعویٰ کیا کہ پانی پہلے انھیں ملنا چاہئے حضرت زبیر نے انکار کیا۔ مقدمہ دربار رسالت میں پہنچا۔ آپ نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ دیا اور ہدایت کی کہ ضرورت بھر کا پانی لینے کے بعد پھر پانی انصاری کے کھیتوں میں جانے دیں کیونکہ ان کے کھیت پانی کے زیادہ قریب تھے انصاری کو نہ صرف یہ فیصلہ سے اختلاف تھا بلکہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روایت کے مطابق اقربا پروری کا الزام لگایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ پہلے میں نے فیصلہ انسان دوستی اور صلہ رحمی کی بنیاد پر کیا تھا مگر اب حق و انصاف کی بنا یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ زبیر اپنے کھیتوں کو سیراب کر لینے کے بعد بھی بقیہ پانی روکے رکھیں اور انصاری کے کھیت میں نہ جانے دیں کہ اس پانی پر مؤخر الذکر کا کوئی حق نہیں۔

(۱۳۸) ابن اسحاق، ص ۵۲۱ کا بیان ہے کہ ”اس کی دو وادیاں السُریہ اور خاص دراصل خیبر کا علاقہ تھیں اور پورا علاقہ انھیں دونوں کی اراضی پر مشتمل تھا جبکہ اس کے دو قلعے نطاۃ اور الشقی میں اٹھارہ حصے (سہمان) تھے؛ النطاۃ میں صرف ۵ اور الشقی میں ۱۳۔ ان دونوں علاقوں کو اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حصہ مسلمانوں کے سوا کسی کا نام نہ لگایا گیا ان دونوں علاقوں میں مسلمانوں کے کل ۱۸۰۰ حصے واقع تھے۔“

(۱۳۹) واقدی، ص ۶۹۰۔

(۱۴۰) ابن اسحاق، ص ۵۲۵؛ واقدی، ص ۸-۳۷۷، ۹۲-۶۸۹ وغیرہ؛ نیز ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۲-۲۱؛ طبری، سوم، ص ۱۹۔

(۱۴۱) واقدی، ص ۶۹۰ کا خیال ہے کہ اس کی پیداوار کی پچاس فیصد تقسیم کھجوروں اور تمام دوسری فصلوں کو حاوی تھی۔

(۱۴۲) کتاب الخراج، ص ۳۹۔

(۱۴۳) ابن اسحاق، ص ۵۲۲ کے مطابق کتبہ کا دوسرا نام ”وادی خاص“ تھا۔

(۱۴۴) واقدی، ص ۶۹۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۲۱۔

(۱۴۵) واقدی، ص ۶۹۳ میں شعر (جو) ہے جبکہ مجموعہ اوشانی، ص ۲۲ میں قح (گیہوں) ہے۔ لیکن یہ اس کے کئی دستاویزات میں سے ایک میں ہے۔ یعنی یہ اختلاف روایات جو اور گیہوں دونوں کا ذکر آیا ہے۔

اوزان و سق اور صاع وغیرہ کے لیے ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۹۶-۱۰۰ جن کے مطابق ان کا باہمی تناسب یہ تھا:

$$۱ \text{ سق} = ۶۰ \text{ صاع}$$

$$\text{یا } ۱ \text{ سق} = ۶۰ \text{ قفیز (حجاجی، یعنی حجاج بن یوسف ثقفی گورنر عراق در خلافت اموی)}$$

$$۱ \text{ صاع/قفیز} = ۸ \text{ رطل}$$

حجاجی قفیز در اصل حضرت عمر بن خطاب کے صاع پر مبنی تھی۔ ملاحظہ ہو، ص ۱۰۱-۱۰۰۔

ہندوستانی اوزان میں صاع اور سق کی تبدیلی اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ علماء ہندوستان کے مطابق ایک صاع پونے دو کلو سے کچھ کم ہوتا ہے اس طرح ایک سق میں ۹۵ کلو کے قریب پڑتے ہیں۔ اسانی کے لیے اس کو ایک کوٹھل کر دیا گیا ہے۔ اس سے مراد حسابی کوٹھل نہیں ہے۔

(۱۴۶) واقدی، ص ۶۹۱، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کل پیداوار خیر اس طرح تھی:

$$\text{کھجور} = ۸۰,۰۰۰ \text{ سق}$$

$$\text{جو} = ۳۰,۰۰۰ \text{ صاع}$$

$$\text{نوی} = ۱۰,۰۰۰ \text{ صاع}$$

(۱۴۷) مذکورہ بالا، ص ۵۱۔

(۱۴۸) ابن اسحاق، ص ۵۲۳؛ واقدی، ص ۶۹۱؛ طبری، سوم، ص ۲۱-۲۰۔

(۱۴۹) ابن اسحاق، ص ۵۲۳-۵؛ اور واقدی، ص ۶۹۱ کا بیان ہے کہ ”تخفیف و تقسیم نصفین کے بعد حضرت عبد اللہ بن رواحہ یہودیوں سے کہا کرتے تھے: ”اگر تمہیں یہ پسند ہے یہ تمہارا (ڈھیر) ہے اور تم کو میرے تخفیف اور تقسیم کے نصف کی ضمانت دینی ہوگی۔ اگر تم چاہو تو یہ ہم لے لیں اور ہم تم کو اپنی تقسیم کے نصف ہونے کی ضمانت دوں گا۔“ نیز ملاحظہ کیجئے ابو یوسف، مذکورہ بالا، ص ۲۹۔ واقدی کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کھجوروں (نخل) کی پسیدہ دار کو چالیس ہزار سق کے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ یہودیوں نے اپنی عورتوں کے زیورات جمع کیے اور حضرت عبد اللہ کو بطور رشوت پیش کیے اور کہا کہ ”یہ سب آپ کے لیے ہے اگر آپ تقسیم میں کچھ ہمارے لئے چھوڑ دیں۔“ حضرت عبد اللہ نے سخت لہجہ میں جواب دیا ”او یہودیو! میں خدا کی مخلوق میں تم سے سب سے زیادہ نفرت کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں تمہارے ساتھ کسی قسم کی نا انصافی نہیں کر سکتا۔“ نیز دیکھئے

ابریسٹ، ص ۵۱۔

(۱۵۰) مذکورہ بالا، ص ۵۱۔

(۱۵۱) ابن اسحاق، ص ۵۲۲، ۵۲۳۔

(۱۵۲) ابن اسحاق، ص ۵۲۲؛ واقدی، ص ۹۰-۶۸۹۔

(۱۵۳) واقدی، ص ۹۰-۶۸۹، ۷۱۸۔

(۱۵۴) ایضاً، ص ۵۲۲ اور حاشیہ ۱۔

(۱۵۵) واقدی، ص ۶۹۱۔

(۱۵۶) واقدی، ص ۶۹۶ وغیرہ۔

(۱۵۸) ابن اسحاق، ص ۵۲۲-۳؛ واقدی، ص ۹۶-۹۹۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۲۲-۲۰۔

(۱۵۹) ایضاً، ص ۵۲۳۔

(۱۶۱) اس روایت کا تعلق ذی قعدہ ۱۲۹ھ سے ہے جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضیہ

کے لیے روانہ ہونے والے تھے۔ ملاحظہ ہو واقدی، ص ۷۱۸۔

(۱۶۲) واقدی، ص ۱۴-۷۱۳۔

(۱۶۳) ابن اسحاق، ص ۵۲۳؛ نیز ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۲۸؛ ابوریسٹ، مذکورہ بالا، ص ۲۹۔

(۱۶۴) واقدی، ص ۷۰-۷۰۶؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۲۳؛ انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۲؛ طبری،

سوم، ص ۱۵ وغیرہ۔

(۱۶۵) ایضاً، ص ۷۰۷۔

(۱۶۶) واقدی، ص ۷۱۳۔

(۱۶۷) واقدی، ص ۷۷۸؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۰-۵۱۹۔

(۱۶۸) طبری، سوم، ص ۱۵۔

(۱۶۹) ابن اسحاق، ص ۵۱۵ اور ۵۲۵؛ طبری، سوم، ص ۱۵۔

(۱۷۰) ایضاً، ص ۷۱۱، کا بیان ہے کہ تینا اور وادی القریٰ کو شامی حدود میں شمار کیا جاتا تھا؛ نیز ملاحظہ کیجئے مونگری،

محمد ایٹ مدینہ، ص ۲۴۲۔

(۱۷۱) واقدی، ص ۷۱۱؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۵۲۔

(۱۷۲) ایضاً

(۱۷۳) جزیرہ اور خراج یعنی جزیرہ علی الرقاب اور جزیرہ علی الارض کی بحث کے لیے ملاحظہ ہو ڈینیئل، سی، ڈینیٹیٹ

CONVERSION AND THE POLL TAX DANIEL C. DENNETT کی معرکہ الآراء کتاب

IN EARLY ISLAM کیمبرج ۱۹۵۵ء۔

(۴۷) ملاحظہ ہو باب چہارم، بحث بر والی۔

(١٤٥) كتاب الوزرأ والكتاب ، ص ١٢ -

(۱۷۶) واقعی، ص ۱۰۴، ۵۲۳، ۶۹۷، ۷۸۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۵۷، وغیرہ؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۳۴۔

(۷۷) ملاحظہ کیجئے، ونٹیٹ کی مذکورہ بالا کتاب اور اس کا اردو ترجمہ از غلام رسول مہر بعنوان جزئیہ اور اسلام۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۲ء۔ مزید بحث کے لیے دیکھیے یحییٰ بن آدم، کتاب الحج، ص ۴۰-۵۳ اور ابویوسف، مذکورہ بالا، ص ۳۳، ۳۸ وغیرہ جزئیہ کی تعریف کے لیے۔

(۱، ۸) مجموعۃ الوثائق (مکتوبات، ۵، ۵۴، ۵۹)، ص ۸-۵۹؛ نیز ملاحظہ ہو ستانی، اول، ص ۳۹۲۔

(١٤٩) أيضاً ، ص ٦١-٦٠ -

(١٨٠) ايضاً، ص ٦٢-٦١ (مكتوب ٦٣، ٦٤) (١٨١) ايضاً

(۱۸۲) مجموعۃ الوثائق، ص ۸۲-۸۱؛ نیز انگریزی ترجمہ کے لیے ملاحظہ ہو موننگری واٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۶۰، ۳۵۹۔
نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۳۹۲۔

(١٨٣) ايضاً (١٨٤) ايضاً، ص ٤-١٠٦ (١٨٥) ايضاً، ص ١١-١١٠

(١٨٦) ايضاً، ص ١٢-١١ (١٨٤) واقدى، ص ١٠٣-١٠٢

(۱۸۸) (۱۸۸) : نیز ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم ، مذکورہ بالا ، ص ۵۴ ، جن کا بیان ہے کہ جزیہ صرف بالغ مردوں پر عائد کیا جاتا تھا۔ عورتیں اور بچے ہمارے فقہاء کی متفقہ رائے کے مطابق اس سے مستثنیٰ تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ یہ استثنا حضرت عمرو بن حزم کے نام مکتوب نبوی میں بیان شدہ تصریحات سے متصادم ہے۔

(۱۸۹) واقعی، ص ۱۰۳۲۔

(١٩٠) واقدي، ص ١٠٣٢؛ مجموعة الوثائق، ص ٣٦ -

(۱۹۱) مجموعۃ الثقات، ص ۳۶۔ یہاں خاندان سے مراد بنو عبد مناف ہے یا قریش کا قبیلہ، نہ کہ بنی ہاشم۔

(۱۹۲) کتاب الخراج، ص ۵۵ -

(۱۹۳) ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۳۹۲ جنہوں نے اپنے بیان کی بنیاد بخاری اور ابوداؤد کی دو حدیثوں پر رکھی ہے۔

(۱۹۴) زکوٰۃ کے بارے میں آیاتِ قرآنی کے لیے ملاحظہ فرمائیے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، قاہرہ ۱۹۵۳ء، لفظ زکوٰۃ، ص ۳۲-۳۳۔

(۱۹۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستاویزات میں اس اصطلاح کے استعمال کے لیے ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۲۳-۲۴، ۹-۱۰، ۱۱-۱۲ وغیرہ۔ مزید صفحات کے حوالے آئندہ بھی آئیں گے۔

(۱۹۶) واقدی، ص ۵-۱۰۴؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۰۶ موشیوں اور زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ کے لیے۔ عام طور سے اس ضمن میں فقہی کتب کے حوالوں کو کم دیا گیا ہے کیونکہ ان کے بارے میں عام دلیل یہ ہے کہ ان کے بیانات نظریاتی زیادہ عملی یا تاریخی کم ہیں۔ بہر حال فقہ کے نقطہ نظر کے لیے ملاحظہ ہو ابویوسف، کتاب الخراج، ص ۵-۲۳؛ ہدایہ، کتاب الزکوٰۃ۔

(۱۹۷) واقدی، ص ۱۰۸۵۔ یہی بیان کم و بیش الفاظ میں مجموعۃ الوثائق کے خط بنام حضرت عمرو بن حزم والی بخران کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۱۰۶؛ نیز ملاحظہ ہو ص ۱۲-۱۱۰ اور ۷۰-۱۶۶؛ یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۸۱-۷۸۔

(۱۹۸) یحییٰ بن آدم، ص ۹۶۔ اوزان / نصاب کے لیے ملاحظہ ہو ص ۱۰۰-۹۸۔

(۱۹۹) مذکورہ بالا، ص ۱۰۵، ۱۰۹۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے نام انھیں ہدایات کے لیے ملاحظہ کیجئے۔

(۲۰۰) یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۱۲۲۔ اس روایت کا بیان ہے کہ حضرت سفیان ثوری کے مطابق یہ زکوٰۃ پیداوار کا ثلث (ثلث) یا ربیع (ربع) تھی۔

(۲۰۱) انساب الاشراف، چہارم، ص ۱۵۰؛ ابو داؤد، سنن، بحوالہ کتانی، اول، ص ۴۰۰۔

(۲۰۲) انساب الاشراف، اول، ص ۵۳۰۔

(۲۰۳) ملاحظہ کیجئے مجموعۃ الوثائق، ص ۴۰، ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۵۰، ۵۲، ۵۴ وغیرہ۔

(۲۰۴) مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے مونٹگمری واٹ، محمدیٹ مدینہ۔ ص ۲۵۳۔ جن کا بیان ہے کہ ”یہ مسئلہ زکوٰۃ نے کیونکر قانونی مذہبی محمول (LEGAL ALMS) کے معنی حاصل کیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کے دائرہ سے باہر ہے۔ کیونکہ یہ تبدیلی بعد کے زمانے میں آئی تھی۔۔۔۔۔ بہر حال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات کے دوران ایک متعین تناسب تمام مسلمانوں کے لیے لازمی کر دیا گیا تھا، ایسا سوچنے کے لیے کوئی بنیاد نہیں ہے۔“

مستشرق موصوف اور ان کے بہنو اجدید مورخوں کا یہ خیال کہ زکوٰۃ تمام مسلمانوں کے لیے ایک فریضہ حیات نبوی کے بعد بنی تھی انتہائی غلط اور گمراہ ہونے کے علاوہ کثیر تاریخی شہادتوں کے خلاف بھی ہے، اس لیے مردود ہے۔

(۲۰۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۴۰، ۴۲، ۴۸، ۵۰، ۵۲، ۵۴، ۵۶، ۵۸، ۶۰، ۶۲، ۶۴، ۶۶، ۶۸، ۷۰ اور ۱۹۵ وغیرہ۔

(۲۰۶) ایضاً، ص ۱۶۴۔

(۲۰۷) ایضاً، ص ۱۲-۱۱۔

(۲۰۸) ایضاً، ص ۷۱-۷۰۔ ص ۷۰ پر عمان کے ایک گاؤں دما کے لوگوں سے زکوٰۃ ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(۲۰۹) ایضاً، ص ۶۳-۶۲۔

(۲۱۰) ایضاً، ص ۸-۷۴؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب الحجر، ص ۷۷، جس کا بیان ہے کہ بحرن کے لوگوں نے اپنا خراج حضرت علامہ بن حفری کے ہمراہ مدینہ بھیجا جو ستر ہزار (درہم) تھا۔ اس کا مزید دعویٰ ہے کہ یہ پہلا مال تھا جو مدینہ

پہنچا تھا۔

(۲۱۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۳۰-۱۲۸۔

(۲۱۲) ایضاً، ص ۱۴۹۔

(۲۱۳) ایضاً، ص ۱۶۵۔

(۲۱۴) ایضاً، ص ۱۶۵-۱۶۶۔

(۲۱۵) ایضاً، ص ۱۰۴۔

(۲۱۶) ایضاً، ص ۱۰۴۔

(۲۱۷) قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت ۱۰۳؛ نیز ملاحظہ ہوہ احدی، اسباب النزول، قاہرہ، ص ۹۰-۱۸۹۔

(۲۱۸) طبری، سوم، ص ۲-۱۲۳۔

(۲۱۹) طبری، سوم، ص ۹۵۔

(۲۲۰) ان اصطلاحات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن ہشام، ص ۶۵۰ وغیرہ؛ واقعی، ص ۲، ۹ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۱-۵۲۹؛ طبری، سوم، ص ۱۴۷؛ اسد الغابہ، پنجہم، ص ۹۲-۹۰؛ نیز ملاحظہ ہو ابن خلدون، تاریخ، اول، ص ۴-۸۳؛ زرقانی، سوم، ص ۶۸؛ کتانی، اول، ص ۲۸۳۔ سعاہ کے لیے خاص کر ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۱۰۔

(۲۲۱) ابن سعد، اول، ص ۲۷۰؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۷؛ کتانی، اول، ص ۳۹۲۔ مؤخر الذکر کا بیان ہے کہ محدث ابو داؤد کی روایت کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ثقیفی کو اس کی تسلیم بخش نفیس دی تھی کہ وہ اپنی قوم کے صدقات کیسے وصول کریں۔

(۲۲۲) ابن اسحاق، ص ۶۴۴؛ واقعی، ص ۹۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰۔

(۲۲۳) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۶۵۔

(۲۲۴) نسائی، سنن، ص ۲۹۰ بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۷۵۔

(۲۲۵) ایضاً۔

(۲۲۶) طبری، سوم، ص ۹۰-۳۸۹؛ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، مرتبہ صلاح الدین الخجد، دمشق، اول، ص ۲۵۳؛ ابن خلدون، اول، ص ۹-۸۹۸۔

(۲۲۷) ملاحظہ کیجئے ضمیمہ سوم۔ (الف) (۲۲۸) ایضاً

(۲۲۹) بخاری اور مسلم، کتاب الصدقات؛ طبری، سوم، ص ۱۲۲؛ نیز ملاحظہ کیجئے حوالہ آئندہ ص ۲۳۷۔

(۲۳۰) ضمیمہ سوم (الف)

(۲۳۱) مسلم، صحیح، کتاب الصدقات۔

(۲۳۲) واقعی، ص ۷۹۶-۷۹۷؛ نیز ملاحظہ کیجئے صحیحین، کتاب الصدقات، جہاں یہی واقعہ دہرایا گیا ہے۔

(۲۳۳) واقعی، ص ۹۷۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰؛ نیز طبری، سوم، ص ۱۴۷، اگرچہ ان کی روانگی کی

تاریخ نہیں بیان کرتے تاہم ان کی روانگی کو سنہ ۱۳۱۲ھ کے سال کے واقعات میں شمار کرتے ہیں۔ انس اب شرن،
اول، ص ۳۱-۵۲۹، قطعی کسی تاریخ یا زمانہ کا حوالہ نہیں دیتی۔ نیز ملاحظہ ہو زرقانی، سوم، ص ۳۶۸۔

(۲۳۴) مذکورہ بالا، سوم، ص ۱۴۷۔

(۲۳۵) واقعی، ص ۲-۹۷۳۔ حضرت عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں واقعی کا بیان زیادہ واضح نہیں ہے۔ نیز ملاحظہ ہو

زرقانی، سوم، ص ۹-۳۶۸۔

(۲۳۶) ابن سعد، دوم، ص ۱۶۰۔

(۲۳۷) طبری، سوم، ص ۱۴۷، کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا افسروں حضرت علی بن ابی طالب ہاشمی کو نجران کے لوگوں سے صدقہ

اور جزیہ وصول کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ ایک ہاشمی کو کیونکر عامل صدقات مقرر کیا جاسکتا تھا جبکہ اس کی

ممانعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ کی تھی۔ کتانی نے اس موضوع پر جو بحث کی ہے وہ دلچسپ بھی

اور اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو پیش بھی کرتی ہے۔ تاخذ کا یہ دعویٰ کہ حضرت علی کو نجران کے علاقے کا "شامی" (عامل صدقات)

مقرر کیا گیا تھا ناقابل قبول اور غلط ہے۔ کیونکہ حضرت موصوف کا تعلق بنو ہاشم سے تھا اور اس بنا پر وہ اس منصب پر مقرر نہیں

کیے جاسکتے تھے۔ لیکن نسائی کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گورنر مقرر کیا تھا

(امروہ) مذکورہ عامل (استعمل)۔ قاضی عیاض کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت علی کو صدقات کا عامل مقرر کیا گیا ہو

لیکن ان کو تنخواہ نہ دی گئی ہو یا ان کو گورنری (عمالہ) ملی ہو لیکن صدقات کی وصولیابی ان کے فرائض میں شامل نہ ہو۔

لیکن بعد کا خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ تاخذ کا واضح بیان ہے کہ وہ وہاں سے صدقات وصول کر کے لانے تھے۔ کتانی

کا اپنا خیال ہے کہ حضرت علی کو بطور "مستوفی" بھیجا گیا تھا یعنی وہ آفیسر جو امام کی جانب سے صدقات و محاصل

(مال) عامل صدقات سے وصول کر کے موخر اندک کر کو ان کے فرائض سے عمدہ برا کر دیتا ہے اور پھر مال کو امام کے

پاس لاتا ہے۔ بظاہر اس نظریہ یا خیال میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ ان کی حیثیت حضرات قدامہ اور ابو ہریرہ کے

مانند معلوم ہوتی ہے جن کو منذر بن ساوی اور حضرت علاء بن حضرمی سے صدقات و جزیہ کی رقوم وصول کرنے کے لیے

بجرح بھیجا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۰۸۔

لیکن کتانی کے اس نظریہ میں ایک جھوٹ ہے کہ حضرت علی کو براہ راست عامل صدقات مقرر کیا گیا ہو یا

بعد میں صدقات کی وصولیابی کے لیے بھیجا گیا ہو بات کم و بیش ایک جی ہے اور اعتراض بدستور باقی رہتا ہے۔

بہر حال تاخذ سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہی صحیح ہے۔ اور وہ یہ کہ بطور معلم اور مبلغ مین بھیجے گئے تھے اور یہی کام

وہاں انھوں نے انجام بھی دیا تھا اور واپسی پر اپنے مسلمان کیے ہوئے لوگوں کے صدقات بھی ساتھ لے کر

آئے تھے۔ عین ممکن ہے کہ مصدق کوئی دوسرا رہا ہو جو ان کے ساتھ آیا ہو یا انھوں نے خود کسی اور کو صدقات

کا انکراں بنا دیا ہو۔

- (۲۳۸) ملاحظہ کیجئے خاکسار کا مضمون "تاریخ اسلام میں فنِ شانِ نزول کی اہمیت" — ایک تنقیدی نظر، "مجلہ تحقیقات اسلامی سہابی، علی گڑھ جلد ۲-۱ شمارہ ۱-۲ (جنوری تا جون ۱۹۸۲ء)۔ نیز صحابی موصوف کے کردار و شخصیت کے لیے ملاحظہ کیجئے خاکسار کی زیرِ طبع کتاب "حضرت ولید بن عقبہ اموی — حیات و شخصیت"
- (۲۳۹) ابن اسحاق، ص ۴۹۳؛ واقفی، ص ۸۰-۹۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۱؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، پنجم، ص ۹۱-۹۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۳-۴؛ نیز ملاحظہ ہو میری اس موضوع پر کتاب۔
- (۲۴۰) مضمون "تاریخ اسلام میں فنِ شانِ نزول کی اہمیت"؛
- (۲۴۱) ملاحظہ ہو طبری، دوم، ص ۵۸۸ اور سوم، ص ۱۵۲، ۱۶۸؛ فتوح البلدان، ص ۶-۱۸۵؛ ابن اثیر، کامل، دوم، ص ۲۰۵؛ نیز میری زیرِ طبع کتاب۔
- (۲۴۲) انساب الاشراف، اول، ص ۳۱-۳۰-۵۳۰۔
- (۲۴۳) ایضاً، اول، ص ۲۴۰، ۲۴۲؛ نیز ملاحظہ ہو طبری، سوم، ص ۱۷۸۔
- (۲۴۴) طبری، سوم، ص ۹۵، ۱۷۸۔ ایضاً (۲۴۵)
- (۲۴۶) اسد الغابہ، چہارم، ص ۲۵۰۔
- (۲۴۷) اسد الغابہ، چہارم، ص ۶-۳؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، ہفتم، ص ۴۰۴؛ اسد، چہارم، ص ۵؛ اصابع، چہارم، ص ۲۵۸؛ ابن سعد، پنجم، ص ۵-۳۴۴؛ کا بیان ہے کہ ان کا صدر مقام تباہ تھا۔
- (۲۴۸) الکامل، اول، ص ۶۱-۵۹۔
- (۲۴۹) اسد الغابہ، چہارم، ص ۷-۳۸۵؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۳۵۔ اقبال حضرت کے حضرت وائل بن حجر سے تعلقات کے لیے ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۷۸۔
- (۲۵۰) اسد، سوم، ص ۷-۱۰۶ اور دوم، ص ۲۱۳ بالترتیب۔
- (۲۵۱) واقفی، ص ۶۰-۳۵۹؛ طبری، سوم، ص ۵۹؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۰۷۔
- (۲۵۲) بحوالہ کتانی، اول، ص ۳۹۶۔
- (۲۵۳) بحوالہ کتانی، اول، ص ۳۹۶ اور ۲۶۵ بالترتیب ان کی تقرری اور تنخواہ کے لیے۔
- (۲۵۴) بحوالہ کتانی، اول، ص ۲۳۷۔
- (۲۵۵) ابن قیم، الطرق الحکمیۃ فی السیاستۃ الشرعیۃ، بحوالہ کتانی، اول، ص ۲۳۷۔
- (۲۵۶) ابوداؤد، ارزاق العمال۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری، باب رزق الحکام والعالمین علیہا؛ مصنف عبد الرزاق؛ کتانی، اول، ص ۶۶-۲۶۴۔
- (۲۵۷) سورۃ توبہ، آیت ۶۰۔

- (۲۵۸) طبقات، پنجم، ص ۵۲۸ - (۲۵۹) ایضاً، ص ۵۲۹ (۲۶۰) ایضاً، ص ۵۲۳ - ۵۲۴ -
- (۲۶۱) واقعی، ص ۲-۱۹۱ (۲۶۲) ایضاً، اول، ص ۵-۲۲۳ -
- (۲۶۳) اسد الغابہ، سوم، ص ۳۸۲ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عمرو دہلی اپنی قوم کے عامل تھے اور مقامی منظم بھی۔
- (۲۶۴) اسد الغابہ، اول، ص ۳۰۶ کا بیان ہے کہ وہ دونوں حمیدہ کے صدقات کے عامل مقرر کیے گئے تھے۔ نیز ملاحظہ کیجئے:
- مجموعۃ الوثائق، ص ۹-۱۳۸ اور ۱۳۲ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختلف بطون اور گھرانوں سے الگ الگ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ اپنے مویشیوں پر صدقہ اور خمس اور عشاء ادا کریں۔ (۲۶۵) اسد، دوم، ص ۲۷۶ -
- (۲۶۶) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۰؛ ابن سعد، اول، ص ۳۲۲؛ طبری، سوم، ص ۱۷۷؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۳۹۲؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۳۳ -
- (۲۶۷) ابن سعد، اول، ص ۲۷۰؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۰۵ -
- (۲۶۸) ایضاً، اول، ص ۲۹۶ - (۲۶۹) مجموعۃ الوثائق، ص ۲۹ -
- (۲۷۰) کتابی، اول، ص ۲۹۷ -
- (۲۷۱) ایضاً، اول، ص ۸-۳۹۷ حضرت خزیمہ کے لیے ”ساعی“ کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔
- (۲۷۲) ایضاً، پنجم، ص ۷۵ -
- (۲۷۳) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۸۔ اس کا مزید بیان ہے کہ حضرت زبیل بن عمرو کو قبیلہ عذرہ کے مسلم اور غیر مسلم دونوں طبقات کے پاس بھیجا گیا تھا اور ان سے مکمل فرمانبرداری کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس میں صدقات اور جزیہ کی ادائیگی بھی شامل ہے۔
- (۲۷۴) واقعی، ص ۵۶۱؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۹۹؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۷۰-۱۶۸، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس گرامی نامہ کے لیے جس میں کلب کے لوگوں سے صدقات کی ادائیگی کے مطالبہ کا ذکر ہے۔
- (۲۷۵) ایضاً (۲۷۶) ایضاً (۲۷۷) مجموعۃ الوثائق، ص ۳-۳۲ (۲۷۸) ایضاً، ص ۳۲۲
- (۲۷۹) ایضاً، ص ۱۶۵ (۲۸۰) ایضاً، ص ۱۶۶ (۲۸۱) ایضاً، ص ۷۸
- (۲۸۲) ایضاً، ص ۷۹ (۲۸۳) ایضاً، ص ۱۶۳ (۲۸۴) ایضاً، ص ۳۰-۱۲۸
- (۲۸۵) اسد الغابہ، پنجم، ص ۸۱؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۳۶ -
- (۲۸۶) ابن ہشام، دوم، ص ۶۰۰؛ طبری، سوم، ص ۱۷۷؛ اسد الغابہ، دوم، ص ۵-۱۹۴، ۷۰-۳۶۹؛ سوم، ص ۸-۲۷۰؛ چہارم، ص ۲۱-۲۱۹، ۲۹۵؛ پنجم، ص ۱۶۷؛ ابن خلدون، اول، ص ۸۳۳؛ نیز ملاحظہ ہو کتابی، اول، ص ۸-۳۹۷ -
- (۲۸۷) اسد، دوم، ص ۱۱۶ -

(۲۸۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۸-۶۷؛ ابن سعد، اول، ص ۳-۱۶۲ بالترتیب۔

(۲۸۹) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳۱۔

(۲۹۰) کتاب المجر، ص ۷۷۔

(۲۹۱) کتاب المعارف، ص ۳۰۲۔

(۲۹۲) جوامع السیرہ اور قضای، بحوالہ کتابی، اول، ص ۹-۳۹۸۔

(۲۹۳) کتابی، اول، ص ۳۹۹۔ (۲۹۴) ایضاً

(۲۹۵) صحیح مسلم، باب غزوۃ تبوک؛ نیز واقعی، ص ۹۸-۹۸۹ وغیرہ۔

(۲۹۶) واقعی، ص ۶۹۱۔

(۲۹۷) ابن ہشام، دوم، ص ۳۶۴؛ طبری، سوم، ص ۲۰؛ ابن خلدون، اول، ص ۷۶؛ اسد، اول، ص ۲۶۵۔

(۲۹۸) ابن خلدون، اول، ص ۷۶؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، دوم، ص ۲۳۲۔

(۲۹۹) اسد الغابہ، چہارم، ص ۸-۱۰۷۔

(۳۰۰) اسد الغابہ، پنجم، ص ۱۶۹؛ نیز کتابی، اول، ص ۴۰۱-۴۰۰۔

(۳۰۱) اسد الغابہ، چہارم، ص ۹-۷۸؛ کتابی، اول، ص ۴۰۰۔

(۳۰۲) کتابی، اول، ص ۴۰۰۔ (۳۰۳) ایضاً

(۳۰۴) انساب الاشراف، چہارم، ص ۱۵۰۔

(۳۰۵) اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۰۵؛ کتابی، اول، ص ۴۰۰۔

(۳۰۶) ابن اسحاق، ص ۲۸۶؛ واقعی، ص ۱۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۹؛ انساب الاشراف، اول، ص ۲۸۷۔

(۳۰۷) واقعی، ص ۵۶۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۷۔

(۳۰۸) واقعی، ص ۷۰-۵۶۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۶۷؛ نیز ملاحظہ ہو انساب الاشراف، اول، ص ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰،

جس کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے مویشی چرانے کے لیے مقرر کیا تھا۔

(۳۰۹) ابن اسحاق، ص ۲۸۶، حاشیہ ۱۔

(۳۱۰) واقعی، ص ۵۳۸-۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۸۱-۸۰؛ انساب الاشراف، اول، ص ۳۲۸؛ نیز ملاحظہ ہو

کتابی، اول، ص ۳۳۹۔

(۳۱۱) واقعی، ص ۶-۲۲۵۔ اس روایت کا بیان ہے کہ اس جلی میں چرنے والے جلی گھوڑوں کی تعداد خلافت فاروقی

میں بہت بڑھ گئی تھی۔

(۳۱۲) اسد الغابہ، سوم، ص ۳۵۳۔

(۲۱۳) واقدی، ص ۹۷؛ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الرواآت، ص ۱۵۹۔

(۲۱۴) معجم البلدان، پنجم، ص ۳۶۱ (ب)

(۲۱۵) ملاحظہ ہو محمد ایٹ دینہ، ص ۸۲۔

(۲۱۶) ابن سعد، سوم، ص ۵۱۔ ان کا قطیعہ حضرت زبیر بن عوام کی یقین نامی اراضی / باغ اور بنو نازن کے قلعہات کے درمیان واقع تھا۔

(۲۱۷) ایضاً، سوم، ص ۵۶۔ روایت کے مطابق حضرت عثمان کے ورثہ نے ان کا قطیعہ ترکہ میں پایا تھا اور ابن سعد کے زمانے میں انہیں کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ (۲۱۸) ایضاً، ص ۱۰۳۔

(۲۱۹) ایضاً، ص ۱۲۶ اور ۱۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے بھائی عقبہ کے قلعے مسجد نبوی کی پشت پر واقع تھے۔ (۲۲۰) ایضاً، ص ۱۳۹۔

(۲۲۱) ایضاً، ص ۱۶۱۔ صحابی موصوف کو ان کا قطیعہ بنو جیدیل / خزرج کے علاقے اور اراضی میں ملا تھا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس جگہ ان کو بسنے کی دعوت اس قبیلہ کے مشہور صحابی حضرت ابی بن کعب نے دی تھی۔

(۲۲۲) ایضاً، ص ۱۷۵۔ جیسا کہ معروف ہے کہ آپ کا گھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے منسل تھا اور مسجد نبوی میں اس کا ایک دروازہ کھلتا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو ابو یوسف، کتاب الخراج، ص ۳۴۔

(۲۲۳) ایضاً، ص ۲۱۶۔ (۲۲۴) ایضاً، ص ۲۴۰۔

(۲۲۵) ایضاً، ص ۲۴۲۔ صحابی موصوف کو بنو زریق کے محلہ میں قطیعہ ملا تھا۔ (۲۲۶) ایضاً، ص ۲۵۰۔

(۲۲۷) ایضاً، ص ۲۷۲؛ نیز ملاحظہ ہو ابو یوسف، مذکورہ بالا، ص ۳۴۔

(۲۲۸) ایضاً، ص ۳۹۶۔

(۲۲۹) ابن سعد، چہارم، ص ۲۵۳۔

(۲۳۰) ابن سعد، چہارم، ص ۲۰-۹۔

(۲۳۱) ابن سعد، چہارم، ص ۲۳۔

(۲۳۲) واقدی، ص ۲۰۔

(۲۳۳) ابن سعد، سوم، ص ۱۰۴؛ چہارم، ص ۲۵۳؛ نیز ملاحظہ ہو یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص ۷۴، جن کا بیان ہے کہ حضرت زبیر کا قطیعہ حرہ کے شرج یعنی لاوا کے میدان کے کونے میں واقع تھا اور یہ مدینہ کے زریز ترین علاقوں میں سے تھا۔

(۲۳۴) ابن سعد، چہارم، ص ۳۱۳۔

(۲۳۵) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۲۳۔

(۳۳۶) اسد پنجم، ص ۵۷۔

(۳۳۷) ابویوسف، مذکورہ بالا، ص ۳۳؛ یحییٰ بن آدم، مذکورہ بالا، ص ۶۵۔

(۳۳۸) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷-۱۲۶؛ نیز ملاحظہ ہو ابویوسف، ص ۳۵؛ ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، قاہرہ، طبع (غیر مورخہ)، ص ۳۲۲؛ ابو داؤد، دوم، ص ۳۲۔

(۳۳۹) کتاب الخراج، ص ۶۷۔

(۳۴۰) اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۹۸۔

(۳۴۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳۲۔ مویشی پالنے والے قبائل پر زکوٰۃ ان کے جانوروں پر عائد کی گئی تھی۔

(۳۴۲) ایضاً، ص ۱۲۲۔

(۳۴۳) ایضاً، ص ۱۲۰؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، چہارم، ص ۲۵۳، جنہوں نے ہشام بن محمد کی روایت پر بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذی مکہ علاقہ قطعہ میں دیا تھا لیکن ابن سعد نے اس روایت کو شاذ بتا کر لاکھوں نے اس کو کسی اور سے نہیں سنا اس کی کزوری (ضعف) یا عدم صحت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

(۳۴۴) اسد الغابہ، پنجم، ص ۳۰؛ سوم، ص ۳۱۰ بالترتیب۔

(۳۴۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۲۹۔

(۳۴۶) مجموعہ، ص ۱۸۵۔

(۳۴۷) ایضاً، ص ۱۹۳۔

(۳۴۸) ایضاً، ص ۱۸۲۔

(۳۴۹) ایضاً، ص ۱۸۰، ۲-۱۸۱، ۱۸۲؛ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، مذکورہ بالا صحابہ کے تراجم اور سوانحی خاکے۔

(۳۵۰) ایضاً (۳۵۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۸۲ (۳۵۲) ایضاً

(۳۵۳) ایضاً، ص ۱۹۰ (۳۵۴) ایضاً، ص ۱۹۷ (۳۵۵) ایضاً، ص ۸-۱۷۷

(۳۵۶) ایضاً

(۳۵۷) ایضاً، ص ۹-۱۸۸

(۳۵۸) ابن سعد، چہارم، ص ۳۵۶؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، دوم، ص ۵۲۔

(۳۵۹) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۹۳۔

(۳۶۰) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۵۷۔

(۳۶۱) مجموعۃ الوثائق، ص ۲۵-۳۲؛ نیز ملاحظہ ہو مؤنکری داٹ، محمد ایٹ مدینہ، ص ۱۱۲؛ نیز ملاحظہ ہو اسد،

چہارم، ص ۲۷۷ وغیرہ جی کے مطابق حضرات میمون شامی اور ذوالجوشن الضبابی الکلابی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کو شہم اور یرہ میں بالترتیب ان کی فتوحات سے قبل اقطاعات دئے گئے تھے۔

(۳۶۲) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷-۷۳۔ کم از کم وہ ایسے ۸ قطع کا ذکر کرتا ہے۔

(۳۶۳) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷۔

(۳۶۴) اسد الغابہ، پنجم، ص ۶۸۔

(۳۶۵) مجموعۃ الوثائق، ص ۷۷۔

(۳۶۶) مجموعۃ الوثائق، ص ۶۵۔ نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۰۰۔

(۳۶۷) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۳۷۔

(۳۶۸) ایضاً، ص ۹۰۔ ۶۸ (۳۶۹) ایضاً

(۳۷۰) ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو اصحابہ ترجمہ صحابی موصوف۔

(۳۷۱) ایضاً، ص ۱۶۵۔

(۳۷۲) یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، ص ۶۷۔ (۳۷۳) ایضاً، ص ۶۵۔

(۳۷۴) واقدی، ص ۳۷۹، ۶۹۳ وغیرہ؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۲۲ وغیرہ۔

(۳۷۵) واقدی، ص ۲-۶۹۳، کا مزید بیان ہے کہ ان دونوں صحابہ کو مشترکہ طور سے تین سو و ستر طے تھے جن میں سے دوسو و ستر حضرت فاطمہ کے لیے تھے۔ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۵۲۲ جو واقدی سے اتفاق کرتے ہیں۔

(۳۷۶) واقدی، ص ۶۹۴، کا بیان ہے کہ حضرت اسمہ کو ایک سو پچاس و ستر میں سے چالیس و ستر شیر کے طے تھے اور پچاس و ستر نوئی کے۔ جبکہ ابن اسحاق، ص ۵۲۲ کا بیان ہے حضرت اسمہ کو دوسو و ستر طے تھے جن میں سے پچاس و ستر کجوریں تھیں۔

(۳۷۷) واقدی، ص ۶۹۴ کا بیان ہے کہ ان کے ورثہ نے حضرت معادیہ کے ہاتھ ان کی خلافت کے زمانے میں کسی وقت اپنا طمرہ بیچ دیا تھا۔

(۳۷۸) واقدی، ص ۶۹۵ کے مطابق چالیس و ستر ان کے دو بیٹوں کے لیے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۵۲۲-۳، جن کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ اور ان کی دو دختروں کو نوے و ستر طے تھے جن میں سے چالیس و ستر ان کے دو بیٹوں کے لیے تھے۔

(۳۷۹) واقدی، ص ۶۹۵، نے ان کے نام بھی گناٹے ہیں۔

(۳۸۰) مجموعۃ الوثائق، ص ۱۶-۱۱۵۔

(۳۸۱) ایضاً، ص ۲۳۔ (۳۸۲) واقدی، ص ۱۰۰۶۔

(۳۸۳) ملاحظہ ہو ماوردی، الاحکام السلطانیہ۔

(۳۸۴) واقدی، ص ۶۹۷، ۶۹۸ اور ۶۹۹ نے طمرہ کے وراثت میں منقول ہونے کے کئی واقعات کا ذکر کیا

(۳۸۵) ایضاً، ص ۸-۶۹۷۔

باب ششم

- (۱) ابن سعد، اول، ص ۲۲۰؛ زبیری، نسب قریش، ص ۲۵۲؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۹-۳۶۸؛ نیز باب اول۔
- (۲) ابن سعد، اول، ص ۲۲۰؛ فتوح البلدان، ص ۲۰۔
- (۳) ابن اسحاق، ص ۲۸۸؛ واقدی، ص ۱۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۱؛ طبری، ص ۴۱۳؛ نیز ملاحظہ کیجئے باب اول اور پنجم۔
- (۴) باب پنجم بحث بر زرفدیہ اسیران بدر۔
- (۵) ملاحظہ کیجئے باب دوم بحث بر اسلام قبائل عرب۔ یہاں اس قسم کی دعوت کی چند مثالیں کافی ہوں گی۔ حضرت دشو بن حارث، فرات بن حیان علی، بنو کلب دومتہ الجندل، بنو مصطلق وغیرہ نے تمات ذوامر، قرہ، دومتہ الجندل اور مسیح کے دوران اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے علاوہ بہت سے دوسرے تھے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۶-۳۵، ۶۲، ۵-۶۴۔
- (۶) ابن اسحاق، ص ۵۴۷ وغیرہ؛ واقدی، ص ۸۵۰ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۴ وغیرہ اور طبری، سوم، ص ۵۳ وغیرہ۔
- (۷) باب دوم۔ باب اول بھی ملاحظہ کیجئے۔
- (۸) ابن اسحاق، ص ۲-۶۵۱؛ واقدی، ص ۸-۱۱۰۳؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۸۳ وغیرہ؛ طبری، سوم، ص ۱۵۰۔
- (۹) ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۸۹، ۱۲۳، ۱۴۷، ۷۰-۱۶۹؛ نیز ملاحظہ ہو باب دوم۔
- (۱۰) ملاحظہ ہو فتوح البلدان، ص ۲۲، جس کے مطابق خیبر کی ہم کے بعد حضرت میسر بن مسعود نے فدک کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تھی؛ نیز ملاحظہ ہو اسد، چہارم، ص ۳۳۲۔
- (۱۱) ابن اسحاق، ص ۶۶۲ وغیرہ؛ ابن سعد، ص ۸۹، ۱۴۷، ۱۷۸ وغیرہ۔
- (۱۲) ملاحظہ ہو باب دوم متعلقہ مباحث۔
- (۱۳) ابن اسحاق، ص ۳۳-۳۴؛ واقدی، ص ۵۱-۳۵۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۴-۵۱؛ طبری، دوم، ص ۵۵-۵۴۵؛ نیز باب دوم۔
- (۱۴) ابن اسحاق، ص ۳۳-۳۴؛ واقدی، ص ۶۲-۳۵۴؛ ابن سعد، دوم، ص ۶-۵۵؛ طبری، دوم، ص ۴۲-۵۳۸۔
- (۱۵) ملاحظہ ہو ضخیمہ چہارم (الف) جس کے مطابق حضرت خالد بن ولید نے عزی کو، حضرت عمرو بن عاص نے سواع کو

حضرت سعد بن زید نے منا کو اور حضرات ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ نے لات کو تباہ کیا تھا۔ کچھ مدت کے بعد حضرت طفیل بن عمرو نے اپنے قومی بت ذوالکھنن کو اور حضرت علی بن ابی طالب نے طے کے صنم کدہ الفلکس کو برباد کیا تھا۔

(۱۶) فتوح البلدان، ص ۸۹؛ ابن سعد، اول، ص ۶۳-۶۴ بالترتیب۔

(۱۷) ابن ہشام، سوم، ص ۴۲۹، ۵۹۲؛ طبری، سوم، ص ۸-۱۲۶؛ اسد، چہارم، ص ۹-۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو بخاری، صحیح، کتاب المغازی؛ نیز باب دوم۔

(۱۸) ابن ہشام، سوم، ص ۶۴۱؛ واقدی، ص ۸۳-۱۰۷۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۷۰-۱۶۹؛ طبری، سوم، ص ۲-۱۳۱؛ نیز بخاری، مذکورہ بالا۔

(۱۹) طبری، سوم، ص ۱۸۷؛ نیز ملاحظہ ہو ضمیمہ چہارم - الف۔

(۲۰) باب چہارم ملاحظہ کیجئے۔

(۲۱) ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق، ص ۲۳، ۲۹، ۴۱، ۴۹، ۵۳-۶، ۵۵، ۶۹، ۸۰ وغیرہ؛ نیز باب چہارم بحث بر سقران نبوی۔

(۲۲) ایضاً

(۲۳) اسد الغابہ، اول، ص ۲۷۶، دوم، ص ۲۴۴ اور چہارم، ص ۱۳۱؛ نیز باب دوم و سوم۔

(۲۴) باب چہارم (۲۵) ایضاً (۲۶) ایضاً (۲۷) طبری، سوم، ص ۱۸۷۔

(۲۸) قرآن کریم، سورہ توبہ، آیت ۲۴ - ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی

(۲۹) قرآن کریم، سورہ حجرات، آیت ۱۲۔

(۳۰) ابن سعد، اول، ص ۲۲۰؛ زبیری، ص ۲۵۴؛ فتوح البلدان، ص ۲۰؛ اسد، اول، ص ۲-۱۷۱؛

چہارم، ص ۹-۳۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۲۰-۱۱۶، ۱۲-۶۰۸؛ انساب الاشراف، اول،

ص ۲۵۲؛ نیز دیکھئے ابن اسحاق، ص ۲۰۱-۱۹۹۔

www.KitaboSunnat.com

(۳۱) بخاری، صحیح، باب الحجۃ۔

(۳۲) ابو داؤد، سنن، ص ۱۲۹، بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۹۰۔ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۴۰۔

(۳۳) احمد بن حنبل، مسند، سوم، ص ۱۳۷ بحوالہ شبلی نعمانی، دوم، ص ۹۰۔

(۳۴) واقدی، ص ۴۲۷، کابیان ہے کہ انصاریں ستر نوجوان اسٹن پرٹھے لکھے تھے کہ وہ القراء (جمع قاری) کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اس کے نفلی معنی تو پڑھنے والے کے ہیں لیکن اصطلاح میں وہ عالم اور معلم کے معنی میں استعمال کیے۔

نیز ملاحظہ کیجئے ابن سعد، دوم، ص ۵۲، ۵۶؛ طبری، دوم، ص ۵۳۸-۶، ۵۴۵؛ نیز دیکھئے بخاری، غزوہ بئر معونہ۔ اس کے علاوہ شہداء بئر معونہ و رجب کے سوانحی خاکے ملاحظہ کیجئے ابن سعد، جلد سوم میں۔

- (۳۵) ملاحظہ کیجئے ابن سعد، چہارم، ص ۴۱ - ۳۲۵۔
- (۳۶) بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- (۳۷) بحوالہ کتانی، اول، ص ۴۱ - ۴۰۔ ایضاً (۳۸)
- (۳۹) زبیری، نسب قریش، ص ۱۷۴؛ جہزۃ انساب العرب، ص ۷۳۔
- (۴۰) کتاب المجبر، ص ۲۸۶۔ (۴۱) ابن سعد، سوم، ص ۵۱۳۔
- (۴۲) بحوالہ کتانی، اول، ص ۷۴ - ۴۳۔ یہاں عہد صدیقی کے آغاز ہی میں جنگ یمامہ میں بڑی تعداد میں قراء کی شہادت پر حضرت عمر بن خطاب کے خدشہ کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس روایت سے بالواسطہ سہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم سات سو حافظ قرآن صحابہ اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کے علاوہ بہت سے حافظ و عامل مسلمان اس وقت بھی زندہ تھے۔ اور یہ سب کے سب عہد نبوی کے ساختہ و پرداختہ اور تعلیم و تربیت یافتہ تھے ملاحظہ ہو طبری، سوم، ص ۲۸۵ وغیرہ۔
- (۴۳) بحوالہ شبل نعمانی، دوم، ص ۸۸۔
- (۴۴) بخاری، صحیح، باب رحمة البہائم۔
- (۴۵) ابن سعد، پنجم، ص ۵۶۴؛ المعارف، ص ۳۳۸۔
- (۴۶) ابن سعد، چہارم، ص ۴۳۳ کا بیان ہے کہ جینہ کے ایک نو مسلم حضرت عقبہ بن عامر سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ بیعت ہجرت کریں گے یا بیعت عربیت۔ انھوں نے بیعت ہجرت کو پسند کیا اور مدینہ میں آکر بس گئے۔ دوسری کئی مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے بدوی عربوں نے بیعت عربیت کی تھی۔ چنانچہ ان کو کچھ دنوں تک مدینہ میں تعلیم دے کر رخصت کر دیا گیا تھا؛ نیز ملاحظہ ہو مونٹگری واٹ، محمدیث مدینہ، ص ۶-۸۵ اور ۳-۲۴۲۔
- (۴۷) مونٹگری واٹ، مذکورہ بالا۔
- (۴۸) بخاری، صحیح، غزوہ فتح مکہ؛ نیز ملاحظہ ہو البداء و اور النسا، کتاب الصلوٰۃ۔
- (۴۹) طبری، سوم، ص ۲۸۲۔
- (۵۰) ابن ہشام، سوم، ص ۵۰۰؛ واقدی، ص ۸۸۹ اور ۹۵۹؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷؛ طبری، سوم، ص ۹۴؛ نیز ملاحظہ ہو ابن خلدون، اول، ص ۸۱۸؛ اسد الغابہ، چہارم، ص ۸-۳۷؛ پنجم، ص ۹-۳۰۸؛ کتانی، اول، ص ۴۳۔
- (۵۱) واقدی، ص ۲-۹۳۱۔
- (۵۲) ملاحظہ کیجئے باب چہارم بحث برولاۃ رسول۔

(۵۳) مجموعۃ الوثائق، ص ۳-۷۱، نے حضرت خالد کے مکتوب بنام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نقل کئے ہیں کہ ”میں ان کے (بنو الحارث) کے درمیان مقیم ہوں اور ان کو اس چیز کا حکم دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے لیے فرض قرار دی ہے اور اس سے منع کرتا ہوں جو اس نے حرام بتائی ہے۔ اور ان کو اسلام کی بنیادی تعلیمات (معالم الاسلام) اور سنت نبوی سکھاتا ہوں۔“

(۵۴) ملاحظہ ہو باب پنجم، بحث بر صدقات۔

(۵۵) ایضاً (۵۶) ایضاً

(۵۷) ملاحظہ ہو باب پنجم بحث بر اموال غنیمت / خمس۔

(۵۸) اسد الغابہ، دوم، ص ۲۲۲؛ طبری، دوم، ص ۵۶۱ کے مطابق یہ واقعہ ۶/۲۵ء کا ہے۔

(۵۹) حضرت ابو ہریرہ کی سند پر موطنیں ایک روایت یہ بیان کی گئی ہے کہ دو آدمیوں نے اپنے ایک مقدمے کے بارے میں مدینہ کے بعض اہل علم کی رائے جاننے کے بعد معاملہ دربار رسالت میں پیش کیا۔ غالباً ان دونوں فریقین کو یا ان میں سے کسی ایک کو ”مدنی اہل علم“ سے اتفاق یا اس پر اطمینان نہ تھا اسی لیے اس نے مقدمہ عدالت نبوی میں پیش کیا تھا۔ بہر حال اس سے ”مدینہ میں ایسے اہل علم کی موجودگی عہد نبوی میں ثابت ہوتی ہے جو مذہبی امور پر اپنی رائے دے سکتے تھے یا قرآن و سنت کی تشریح و تعبیر کر سکتے تھے“ ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۵۶۔

(۶۰) ملاحظہ ہو باب چہارم، بحث بر وایان رسول۔

(۶۱) ابن سعد، دوم، ص ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۴۸، ۳۵۰۔ اگرچہ ابن سعد نے مفسیان عہد نبوی کی تعداد صرف چھ بیان کی ہے لیکن دوسری روایت میں دو سٹے ناموں کا اضافہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں روایتیں مفسیوں کی ”زیادہ سے زیادہ حد“ کو متعین نہیں کرتی ہیں بلکہ ان کے مختلف طبقات کی نشان دہی کرتی ہیں۔ نیز ملاحظہ کیجئے اسد الغابہ، چہارم، ص ۳۷۷ صرف چھ اشخاص کا ذکر کرتی ہے اور حضرات ابو بکر اور عبدالرحمن بن عوف کا کوئی حوالہ نہیں دیتی ہے۔

(۶۲) الطالقہ، بحوالہ کتانی، اول، ص ۵۶۔

(۶۳) کتانی، اول، ص ۵۷۔ (۶۴) ایضاً، ص ۵۸۔ (۶۵) ایضاً۔

(۶۶) ابن سعد، سوم، ص ۶۰۹، کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرات سہل اور سہیل فرزدان رافع بخاری (بنو غنم بن مالک) کے مرید (بارائے) میں ایک مسجد بنائی تھی جہاں وہ پختہ نمازوں کی امامت کرتے تھے۔ بعد میں اسی جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باقاعدہ مسجد تعمیر کی تھی؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۲۰۰-۱۹۹۔

(۶۷) ایضاً (۶۸) ایضاً (۶۹) اسد الغابہ، دوم ص ۵۶۔

(۷۰) ابن اسحاق، ص ۱۹۹؛ بخاری اور ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ۔

(۷۱) بخاری، صحیح، کتاب الصلوٰۃ۔ ان مساجد کا حوالہ اس فصل میں ملتا ہے جس میں امام بخاری نے اس مسئلہ پر بحث

کی ہے کہ آیا مساجد کو انسانوں کے نام سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

(۷۲) ایضاً۔ اس مسجد کے سلسلہ میں دلچسپ روایت آتی ہے جو حضرت انس بن مالک کی سند پر بیان ہوئی ہے۔ اس کے مطابق ایک بار بنو عمرو بن عوف نے اپنی مسجد میں عصر کی نماز اس وقت پڑھی تھی جبکہ وہ مسجد نبوی میں ہو چکی تھی۔

(۷۳) واقفی، ص ۱۰۴۶، ۱۰۴۸ اور ۱۰۴۳؛ بخاری، کتاب الصلوٰۃ۔ (۷۴) ایضاً

(۷۵) اسد الغابہ، سوم، ص ۶۰-۳۵۹؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم، ص ۵۵۰؛ ابو داؤد اور نسائی، کتاب الصلوٰۃ؛ واقفی، ص ۱۰۴۶، جن کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبائیں واقع تھی۔

(۷۶) اسد، سوم، ص ۲۳۷۔

(۷۷) بخاری، صحیح، کتاب الصلوٰۃ۔ (۷۸) ایضاً

(۷۹) ایضاً۔ بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۹۲؛ نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۷۷، کا بیان ہے کہ ان تمام زمیعوں میں نماز پنجگانہ حضرت بلال کی اذان پر ہوتی تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف حضرت بلال ہی مؤذن مہربو نہیں تھے اور نہ ہی ان کی آواز پورے مدینہ میں سنی جاسکتی تھی بلکہ ان کی اذان دوسری مساجد کے لیے علامت تھی کہ نماز کا وقت ہو چکا اور ان کے اپنے مؤذن اذان دیتے اور ان کے اپنے امام نماز پڑھتے تھے۔

(۸۰) ابن سعد، چہارم، ص ۳۴۵۔

(۸۱) ایضاً بحوالہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم، ص ۹۲۔ ان تمام مساجد میں سے واقفی نے صرف مسجد الوضیع کا حوالہ دیا ہے جو بنو خطمہ کے محلہ (فضاء) یا میدان میں واقع ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ ملاحظہ ہو کتاب المغازی، ص ۳۷۱۔

(۸۲) نسائی، سنن، کتاب المساجد؛ نیز ملاحظہ ہو شبلی نعمانی، دوم، ص ۹۳۔

(۸۳) ملاحظہ ہو باب دوم بحث بر اسلام عبد القیس۔

(۸۴) ابن سعد، پنجم، ص ۴۴؛ نسائی، کتاب الصلوٰۃ، شبلی نعمانی، دوم، ص ۹۸۔

(۸۵) ابن سعد، پنجم، ص ۹-۵۰۸؛ نیز ملاحظہ ہو باب چہارم بحث بروایان رسول۔

(۸۶) فتوح البلدان، ص ۸-۸۷؛ اسد الغابہ، پنجم، ص ۲۰۳۔

(۸۷) ملاحظہ ہو باب چہارم بحث بروایہ نبوی۔

(۸۸) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۸۸۔

(۸۹) ایضاً، باب الاماتہ۔

(۹۰) واقفی، ص ۷-۸۷۵، ۸۸۲۔ (۹۱) ایضاً، ص ۹۸۰۔

(۹۲) واقفی، ص ۹۹۵؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۵۔

(۹۳) واقدی، ص ۷۱، کا بیان ہے کہ ذات السلاسل کی مہم کے دوران جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح کلک لے کر پہنچے تو حضرت عمرو بن العاص امیر شکر ہی نے اپنے عہدہ کے سبب نمازوں کی امامت کی تھی۔

(۹۴) واقدی، ص ۱۰۱۲؛ زبیری، ص ۲۶۵؛ اصحابہ ۵۱۷۹۔

(۹۵) طبری، سوم، ص ۷۰۷؛ بخاری، باب بڑا الاذان۔

(۹۶) بخاری، باب، بڑا الاذان؛ مسلم، نسائی اور ترمذی، باب الاذان۔ روایات میں اس پر اختلاف ہے کہ اذان کی تجویز کس نے دربار رسالت میں پیش کی تھی۔ بخاری کے مطابق حضرت عمرؓ نے اور دوسروں کے مطابق حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۶-۲۳۵ جو بعد کے صحابی کا نام بیان کرتے ہیں؛ نیز ملاحظہ ہو کتاب المعارف، ص ۳۶۹۔

(۹۷) ایضاً؛ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ص ۲۳۶؛ المعارف، ص ۳۶۹ اور ابن سعد، سوم، ص ۲۳۴۔

(۹۸) ابن سعد، اول، ص ۲۴۸؛ سوم، ص ۲۳۴؛ اسد، اول، ص ۹-۲۰۶۔

(۹۹) بخاری، باب مراقبت الصلوٰۃ۔

(۱۰۰) مآخذ مذکورہ بالا در باب حضرت بلال۔

(۱۰۱) ابن سعد، سوم، ص ۲۳۴؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، اول، ص ۲۴۸؛ المعارف، ص ۷۰-۳۷۰؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۲۔

(۱۰۲) بخاری، باب مراقبت الصلوٰۃ۔

(۱۰۳) زبیری، ص ۳۹۹؛ المعارف، ص ۲۰۶؛ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، پنجم، ص ۴۵۰، جن کی بیان کردہ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابو محذورہ حضرت بلال حبشی کے ساتھ مکہ کی فتح کے بعد مسجد حرام میں اذان دیا کرتے تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد بھی وہ وہاں اذان دیتے رہے تھے۔

(۱۰۴) ابن سعد، پنجم، ص ۵۰ کا بیان ہے کہ ان کے اپنے زمانے میں (تیسری صدی ہجری کے وسط میں) حضرت ابو محذورہؓ صحیحی کے ورثہ ہی مسجد حرام میں اذان کے ذمہ دار تھے۔ ملاحظہ ہو زبیری، ص ۳۹۹؛ المعارف، ص ۴۰۶؛ الفاکھی، مذکورہ بالا، ص ۱۲؛ اسد، پنجم، ص ۲۹۲۔ فاکھی اور زبیری دونوں کا بیان یہ ہے کہ ان کے ورثہ کے ختم ہوجانے کے بعد اذان کی خدمت ربیعہ بن سعدؓ صحیحی کے خاندان اور ورثہ میں منتقل ہو گئی تھی۔

(۱۰۵) اسد الغابہ، دوم، ص ۳-۲۸۲۔

(۱۰۶) المعارف، ص ۲۵۸ اور ۷۰-۳۷۰؛ نیز ملاحظہ ہو کتابی، اول، ص ۷۷، جن کا بیان ہے کہ ان کے وارثین نے

امام شافعی (۱۶۰ تا ۲۴۰ھ) کے زمانے تک یہ خدمت انجام دی تھی۔

(۱۰۷) اسد الغابہ، سوم، ص ۳۲۸؛ نیز ملاحظہ کیجئے کتابی، اول، ص ۷۷، جو ان کو ”برموی“ کہتے ہیں۔

(۱۰۸) ایضاً، ص ۷۴۔

(۱۰۹) ایضاً۔ صحابی موصوفہ حضرت بلال حبشی کی عدم موجودگی میں ایک بار فجر کی اذان کہی تھی اور نماز فجر کی اقامت بھی۔

(۱۱۰) ایضاً، ص ۷۶۔ (۱۱۱) ایضاً (۱۱۲) اسد الغابہ، دوم، ص ۳۲۱۔

(۱۱۳) ازرقی، کتاب انبارک، ص ۸-۱۲۷۔ ازرقی کا یہ بیان بڑا دلچسپ ہے کہ شہر / شہرہ میں فتح متو کے سال حج

فرض نہیں ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس برس حج جاہل روایات و تقویم کے مطابق ذی قعدہ میں منعقد ہوا تھا اور مسلمانوں نے ان روایات کے مطابق حضرت عتاب کی امارت میں قدیم غیر مسلم عربوں کے ساتھ ادا کر لیا تھا۔

(۱۱۴) ابن سعد، پنجم، ص ۴۶۴؛ کتاب المعبر، ص ۱۱؛ نیز ملاحظہ ہوا ابن ہشام، سوم، ص ۵۰۰؛ واقدی، ص ۹۵۹؛

ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷؛ طبری، سوم، ص ۳۷؛ فتوح البلدان، ص ۵۳؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۳۵۸-۹؛

کتانی، اول، ص ۱۰۹۔

(۱۱۵) ابن ہشام، سوم، ص ۴۴۵؛ واقدی، ص ۸-۱۰۷۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۸؛ طبری، سوم، ص ۱۲۲-۳؛

نیز ملاحظہ ہو بخاری، کتاب الحج۔

(۱۱۶) ایضاً۔ بخاری کا بیان ہے کہ اعلان حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کیا تھا۔

(۱۱۷) سورۃ التوبہ، آیت ۲۸۔

(۱۱۸) بخاری، حجۃ الوداع؛ ابن اسحاق، ص ۵۲-۶۴۹؛ واقدی، ص ۱۰۸۸ وغیرہ؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۷۲ وغیرہ؛

طبری، سوم، ص ۴۸ وغیرہ۔

(۱۱۹) مسلم اور ابوداؤد، حجۃ الوداع؛ کتانی، اول، ص ۱۰۹۔

(۱۲۰) بخاری، مذکورہ بالا؛ واقدی، ص ۸۴۵۔

(۱۲۱) ابن اسحاق، ص ۶۵۲؛ طبری، سوم، ص ۱۵۱۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جملہ درجہ دہراتے تھے۔ نیز

ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۷۰۔

(۱۲۲) ایضاً۔ حجۃ الوداع؛ نیز کتانی، اول، ص ۷۱۔

(۱۲۳) اسد الغابہ، اول، ص ۱۴۱-۲۔

(۱۲۴) طبری، دوم، ص ۶۲۴ کے مطابق ان کے والد کا نام عمیر تھا۔

(۱۲۵) واقدی، ص ۵۲۲، ۵۳۲، ۱۰۷۷، ۱۰۹۰؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۸؛ نیز ملاحظہ کیجئے طبری،

دوم، ص ۶۲۴ اور اسد الغابہ، پنجم، ص ۴۔ صاحب البدن کے کام اور اس کی نوعیت کے سلسلہ میں کتانی، اول

ص ۱۱۰ نے موطا امام مالک اور نسائی کی روایات بیان کی ہیں

(۱۲۶) بخاری، صحیح، کتاب الحج۔

(۱۲۷) اسد الغابہ، دوم، ص ۴۷ اور چہارم، ص ۹۲۔

(۱۲۸) جہرہ، ص ۱۷۹؛ اصحابہ، ۲۱۷۰۔

(۱۲۹) واقدی، ص ۸۳۸؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷؛ نیز دیکھئے ابن سعد، چہارم، ص ۲۵؛ بخاری، کتاب الحج؛ اسد الغابہ، سوم، ص ۱۲-۱۰۹۔

(۱۳۰) ملاحظہ ہو میرا مضمون مذکورہ بالا، برہان، دہلی، جنوری ۱۹۸۸ء۔

(۱۳۱) واقدی، ص ۸-۸۳۷؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۳۷؛ بخاری، کتاب الصلوٰۃ؛ اسد، سوم، ص ۳۷۲؛

زبیری، ص ۲-۲۵۱؛ مؤخر الذکر کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی کلید حضرات طلحہ بن عثمان اور شیبہ بن عثمان کو عطا فرمائی تھیں اور باقی بنو عبدالدار کو اس سے محروم رکھا تھا نیز ملاحظہ ہو کتانی، اول، ص ۱۱۰-۱۱۳۔

(۱۳۲) ایضاً۔

(۱۳۳) واقدی، ص ۸۴۲؛ ابن سعد، دوم، ص ۱۲۱؛ اسد، اول، ص ۲۱۴۔

(۱۳۴) ایضاً؛ نیز خاکسار کا مضمون محولہ بالا درحاشیہ ۱۳۰۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا (الانعام: ۴۵)
اس طرح جڑ کاٹ دی گئی اُن لوگوں کی جو ظلم کرتے تھے۔



عہدِ نبویؐ
کی
ابتدائی مہمیںؐ

عہد نبویؐ کی ابتدائی مہیں

— محرکات، مسائل اور مقاصد

ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی

سیرت نبویؐ کے اولین مؤلف ابن اسحاق اور مخازی نگاروں کے سرخیل و اتدی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی مہیں کے بارے میں جو نقطہ نظر اپنے زمانے میں متعین کر دیا تھا وہ بعد کے دوسرے تمام سیرت نگاروں اور مخازی نویسوں نے بلا تحقیق و تنقید قبول کر لیا۔ ابتدائی مؤلفین سیرت و مخازی بنیادی طور پر اپنے پیشرو "راویوں" اور "اخباریوں" کی "روایات" اور "اخبار" کے پابند تھے۔ اور وہ اپنے پیشروؤں کے طے کردہ خطوط فکر و نظر سے ہٹنا بدعت تصور کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو منکری رخ ابتدائی رواۃ و اخباریوں نے اپنی دانست میں صحیح سمجھ کر آنے والی نسلوں کے لیے متعین کیا تھا وہ دوسری اور تیسری صدیوں کے جامعین سیرت و تاریخ کی تحریروں میں انٹ نقوش چھڑ گئی۔ اس میں ابتدائی راویوں اور اخباریوں کی کسی بدعتی یا غلط بیانی کو عموماً دخل نہیں تھا بلکہ اس کی ذمہ داری و اصل ان کے غیر مورخانہ اور غیر تنقیدی طرز روایت و نگارش پر عائد ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک اسی یا اخباری کا فرض بس یہ تھا کہ اس تک پہنچنے والی روایت کو جوں کا توں بیان کر دے۔ ابتداً تاریخ نگاری اسلام میں تو راویوں کی شخصیت، روایات اور ثقاہت وغیرہ کو بھی نہیں پرکھا جاتا تھا لیکن جب مختلف، متضادم اور موضوع روایات ایک ہی واقعہ یا معاملہ کے بارے میں ان کے سامنے آئیں تو اصل منبع روایت تک کسی روایت کو جاننے اور بتانے کا اصول وضع کیا گیا اور سلسلہ شروع ہوا لیکن اس کے بعد بھی صرف توجہ اس پر مرکوز رہی کہ راویوں کے ثقہ اور قابل اعتماد ہونے کا یقین کر لینے کے بعد روایت کو بیان کر دیا جائے۔ اس کے سوا نہ تو متن روایت کو تنقید کی کوئی پرکھا جاتا تھا اور نہ ہی روایت کے دوسرے اصولوں پر جتنی کہ راوی اپنی رائے دینے سے بھی اجتناب کرتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابتدائی کتب تاریخ و سیرت میں ایک ہی واقعہ یا معاملہ کے بارے میں متعدد اور بسا اوقات متضادم روایات و اخبار جمع ہو گئے اور دوسرے جو نقطہ نظر یا نقطہ ہائے نظر شروع میں متعین ہو گئے تھے، غلط یا صحیح طور پر وہ بعد کے مؤلفوں کے یہاں راہ پائے جو بقول ابن خلدون محض ناقابل اور منطوقوں (بجائے ذہن و دماغ والے) تھے۔

ابتدائی راویوں اور ان کی اتباع میں ابتدائی مؤلفین سیرت و مخازی نے بنیادی طور سے ہجرت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر تحریک کو عام طور سے ابتدائی مہیں کو خاص طور سے قریش مکہ کی اسلام سے عداوت کے پس منظر میں دیکھا اور سمجھا۔ مہ صبح سمجھتے تھے کہ قریش مکہ مدینہ میں اسلام کے کسی مذہبی، سیاسی اور فوجی نظام کو چننے نہیں دیں گے کیونکہ وہ اشترات مکہ کی سیاسی اور مذہبی بالا دستی کے خاتمے کے حراف ہوتا، عداوت قریش کے اس پس منظر میں اخباریوں نے یہ خیال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جو صحیح سیاسی یا فوجی کارروائی کی یا کرنی چاہی وہ دراصل قریش کے مملکت اسلام کے بطن سے پیدا ہونے والی مملکت کارروائیوں کی پیش بندی تھی۔ چنانچہ اپنے اس خیال کے مطابق انہوں نے یہ سمجھا کہ ہجرت

کے بعد اور غزوہ بدر سے پہلے سترہ اٹھارہ مہینوں کے عرصے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ارد گرد کے علاقوں میں جو سیاسی اور فوجی حکمت عملی اختیار کی تھی اس کا اصل نشانہ قریشی کارواں تھے جو مدینہ کے قریب سے گذرنے والی مین الاوی شاہراہ تجارت پر ہر سال شام اور دوسرے شمالی علاقوں کو جایا کرتے تھے۔

جدید مؤرخین نے عام طور سے اور مغربی مؤرخین نے خاص طور سے مآخذ اسلامی کے متعین کردہ نقطہ نظر کی روشنی میں ان ابتدائی مہموں کی تاریخی تشریح و تبصیر کا کام شروع کیا اور ان کے اسباب و عوامل، مسائل و وسائل اور مقاصد و محرکات کی چھان بین کی اور اس نتیجے پر پہنچے کہ مدینہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جو خالی ہاتھ آنے والی کشیر مہاجر آبادی کا بوجھ نہیں برداشت کر سکتی تھی۔ چنانچہ ان مہاجرین کی معاشی اور اقتصادی ضروریات کی فراہمی کے لیے پیغمبر اسلام نے عربوں کے قدیم اور مسئلہ طریق غارت گری یعنی "رزیہ" کو اختیار کیا کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ خاصہ یہ کہ قریش مکہ کے تجارتی کاروانوں سے بڑھ کر اور کون سا فوری اور مفید ذریعہ آمدنی تھا چنانچہ ان کاروانوں پر چھاپے مارنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ بد قسمتی یا خوش قسمتی سے بعد میں کچھ ایسے واقعات بھی پیش آ گئے جن سے اس تاثیر یا نتیجہ کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ مغربی مصنفین و مؤرخین نے پہلے دور میں چونکہ اسلام کا مطالعہ یہودیت اور اسلام یا عیسائیت اور اسلام کی مذہبی اور سیاسی آویزش کے پس منظر میں کیا تھا اس لیے انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر شدید اور بنا اوقات متعصبانہ و مخالفانہ حملے کئے اور اسلامی غزوات و سرایا کو عموماً اور ابتدائی مہموں کو خصوصاً قبل اسلام عرب کے "ریزوں" یا لوٹ مار کے حملوں اور چھاپوں کے مسائل قرار دیا اور مسلمانوں اور ان کے پیغمبر کو ایک غارتگر جماعت کے روپ میں پیش کیا۔ تاہم یہ ہے کہ ان کا یہ مطالعہ معاندانہ تھا اور اسلامی تاریخ و تہذیب کو مسخ کرنے کی نیت سے کیا گیا تھا۔ ہمارے موجودہ عہد میں خاص کہ بیسویں صدی کے وسط میں جب مغربی مصنفوں اور مترجموں نے اسلام کا مطالعہ معروضی اور سائنٹیفک بنیادوں پر کرنے کا دعویٰ کیا تو ان مہموں کے دوسرے سماجی اور سیاسی محرکات و مقاصد تلاش کئے لیکن بنیادی طور پر ابتدائی مہموں کے بارے میں ان کے یہاں بھی اولیت اقتصادی محرکات و عوامل کو حاصل رہی جس کی داغ بیل ان کے پیشروؤں نے ڈالی تھی البتہ یہ ضرور ہوا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام پر معاندانہ حملوں سے گریز کیا گیا اور زبرداری انسانی طبع و حرص اور لیبرانہ ذہنیت سے حالات و زمانہ کی اقتصادی پیچیدگیوں اور معاشی محرکات کی طرف منتقل کر دی گئی۔ یعنی ابتدائی مہموں کو لوٹ مار اور غارت گری کی پرانی کاروائیوں کی ہی رہی البتہ سلطان اس کے لیے کسی عرص و عہد کی وجہ سے ذمہ دار نہ تھے بلکہ حالات ذمہ دار تھے۔ جدید مغربی مؤرخین میں سے اکثریت اسی نقطہ نظر کی حامی ہے لیکن اب بھی کوئی نہ کوئی ان مہموں کی پرانی تشریح و تبصیر کو اپنا مذہبی اور ملی فرض سمجھ لیتا ہے۔

ہمارے مشرقی اور مسلم جدید مؤرخین کی اکثریت جدید مغربی مؤرخین کے نقطہ نظر کو قبول کرتی ہے لیکن تھوڑے سے فرق کے ساتھ۔ ان کا خیال یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اصلاح امت کے کام کے بعد قریش مکہ کے خلاف ایک جارحانہ اقدامی پالیسی اختیار کی اور اس کا پہلا اعلان ان ابتدائی مہموں کی شکل میں ہوا یعنی آپ نے ہجرت اور غزوہ بدر کے بیان سات آٹھ فوجی مہمیں ترتیب دیں جن کا اصل نشانہ قریشی کارواں تھے لیکن مقصد ان کا لوٹنا نہیں تھا بلکہ اثر ان مکہ کے ذہنوں پر پڑنا

مترسم کرنا تھا کہ اسلامی ریاست ایک فوجی اور سیاسی طاقت تھی جس کے ساتھ ان کو کسی قسم کی مصالحت یا مفاہمت کرنا ناگزیر ہوگا۔ یہ مفاہمت اور مصالحت اس مقصد سے کی جا رہی تھی کہ عداوت اور دشمنی کا دور ختم ہو اور دوستی اور بھائی چارے کے زمانے کا آغاز ہو کیونکہ اسلام کا اصل پیغام یہی ہے۔ اس طرح اہل مسلم مورخین کے نزدیک ان ابتدائی مہموں کا مقصد یہ تھا کہ اقتصادی دباؤ ڈال کر کمیوں کو سیاسی مفاہمت پر مجبور کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس نقطہ نظر کے مطابق بھی ابتدائی مہموں کا اصل نشانہ قریشی کارواں ہی تھے چاہے ان کا مقصد ان کو ٹھنڈا نہ رہا ہو، محض اقتصادی دباؤ ڈالنا رہا ہو۔

ان جدید مسلم مشرقی مورخین کے علاوہ خال خال کچھ ایسے بھی مسلمان سیرت نگار پاتے جاتے ہیں جنہوں نے ابتدائی مہموں کو ان کے صحیح تناظر میں سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کا طرزِ نگارش و طریق استدلال یا تو معذرت خواہانہ اور دفاعی ہو گیا ہے یا انہوں نے اپنی رائے کو دلائل و براہین سے مستحکم نہیں کیا ہے۔ ضرورت تھی کہ ان مہموں کا ایک تنقیدی مطالعہ پیش کیا جائے تاکہ ان کے محرکات، مسائل اور معاہدہ کی نشاندہی کی جائے اور واضح کیا جائے کہ آیا ان مہموں کا مقصد لوٹ مار و غارت گری تھی، تاکہ نئے نئے بھوکے مہاجرین کی مادی ضروریات پوری کی جاسکیں یا قریش کے کو اقتصادی طور پر بزرک پہنچانا اور سیاسی اشتعال دلانا تھا کہ آئندہ کے لیے فوجی اقدام کا راستہ کھل جائے اور اس کی ذمہ داری کمیوں پر ہی رہے یا محض اقتصادی دباؤ ڈال کر ان کو سیاسی مفاہمت پر مجبور کیا جائے اور اس طرح عرب دنیا میں اسلام اور ملی اشرا فیہ یا بھی مفاہمت کے سائے میں دو الگ الگ اور خود مختار اکائیوں کی طرح جنمیں اور جیتنے دیں یا ان تمام صورتوں سے الگ ان مہموں کی کوئی اور تشریح و تعبیر کی جاسکتی ہے جو ان کی اصل نوعیت اور ماہیت کو اجاگر کرتی ہے اور جو اسلامی تعلیمات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و مزاج اور اسلامی تہذیب سے میل کھاتی ہے کیوں کہ موجودہ تمام تعبیرات و تشوہات تمام اسلامی اصولوں اور اقدار کی نفی کرتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ مآخذ میں مذکور بعض اہم حقائق سے بھی ان کی تائید نہیں ہوتی اور ان پر بعض شدید اور اہم اعتراضات وارد ہوتے ہیں جن سے فہموں میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ان مہموں کا محرک اور مقصد کچھ اور تھا جو ابھی تک پوری طرح سے واضح نہیں ہوا ہے۔ یہ مضمون اسی ضرورت کی تکمیل ہے۔

۱۔ پہلی مہم :-

مغازی نگاروں کے سالار و اقدی کا بیان ہے کہ مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد کے چھ ماہ کے اندر پہلی مہم (سربہ) ترتیب دی جو ایک فوجی علاقے میں بھیجی گئی تھی اور ہجرت کے تقریباً اٹھارہ ماہ کے اندر سات مزید مہمیں منظم کی گئی تھیں۔ ان میں چار سربہ اور چار ہی غزوات تھے اور انھیں مہموں کو ابتدائی مہموں کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اسلامی ریاست کی تشکیل کے آغاز میں اور غزوہ بدر سے پہلے واقع تھیں۔ محمد بن حبیب بغدادی کے نزدیک ابتدائی مہموں کی تعداد دس تھی جن میں سے چھ غزوات تھے۔ آخری دو غزوات بدر سے پہلے واقع ہوئے تھے۔ ابتدائی مورخین و سیرت نگاروں کے درمیان اس امر پر اختلاف ہے کہ پہلی مہم کی قیادت کی سعادت (لواء) کس کے حصہ میں آئی تھی؟ ابن اسحاق کا بیان و خیال ہے کہ یہ خوش نصیبی حضرت عبید بن جراح

کے حصہ میں آئی تھی۔ اور یہی خیال ابن اسحاق کے بعض متبعین کے یہاں پایا جاتا ہے۔ سیرت نگاروں کا دوسرا طبقہ جس کی سیرت و واقعی کو حاصل ہے اور جس میں ابن سعد بلاذری وغیرہ شامل ہیں اس خیال کا حامی ہے کہ اولیت کا سہرا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے سر نہ تھا۔ جدید مؤرخین کی غالب اکثریت دوسرے نقطہ نظر کے حق میں ہے اور ایک جدید مغربی مستشرق جے ایم ای، بی جونس (J. M. B. JONES) کی تحقیق ہے کہ واقعی کی ترتیب منازری رسول زیادہ صحیح ہے اس لیے جہاں روایات میں تضاد تھا وہاں واقعی کی روایت و ترتیب کو ترجیح حاصل ہونی چاہیے۔

مہر حال اگر واقعی اور ان کے ہمنواؤں کا نقطہ نظر تسلیم کر لیا جائے تو عہد نبوی کی پہلی مہم رمضان ۱؎ مطابق مارچ ۶۲۳ء میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں ساحلی چٹائی (سیف البحر) کی جانب گئی تھی۔ اس مہم میں کل تیس مسلم صحابہ ہی تھے۔ واقعی نے ان مسلم سپاہیوں کی قبائلی نائندگی و نسبت کے بارے میں دو روایتیں بیان کی ہیں۔ عام اور مشہور روایت تو یہ ہے کہ تمام شرکار ہم مہاجر تھے اور ان میں انصاری کوئی نہ تھا۔ لیکن دوسری روایت کے مطابق جو پہلے اور زیادہ تفصیل سے بیان ہوئی ہے اس پہلی مہم میں مہاجر اور انصار برابر شامل تھے۔ ساحلی چٹائی پر مسلمانوں کا سامنا (تقریباً) ایک قریشی کارواں سے ہو گیا جو شام سے مکہ سے لوٹ رہا تھا۔ اس میں تین سو لاکھ تھے اور ان کا قافلہ ارجل تھا سامنا ہونے ہی وہ جنگ (قتال) کیلئے صف آرا ہو گئے (اصطفا) لیکن ان کے درمیان جہینہ کا سردار عبد بن عمرو حائل ہو گیا کبھی وہ ان کی طرف کبھی وہ ان کی طرف دوڑتا رہا یہاں تک کہ مکہ واسے اپنے کارواں اور محافظوں کے ساتھ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت حمزہ مدینہ کو واپس ہوئے اور ان کے بچ کوئی لڑائی (قتال) نہیں ہوئی۔

ابن سعد کا بیان تقریباً یہی ہے۔ صرف اضافہ یہ ہے کہ وہ مہم کی منزل کا نام العیص بتاتا ہے۔ اس کا بیان دراصل ابن اسحاق، ان کے جامع ابن ہشام اور واقعی کے بیانات کا مجموعہ ہے۔ ابن اسحاق اور ان کے جامع کے بیان میں مہم کے شرکار میں انصار کی شمولیت کا کوئی حوالہ موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف یہ دعویٰ بھی ہے کہ انصار میں سے کوئی اس مہم میں شریک نہ تھا۔ بلاذری نے واقعی اور ابن سعد سے اتفاق کیا تو یعقوبی اور ابن اثیر نے ابن اسحاق سے۔ طبری کے بیان میں کچھ اضافے ہیں۔ اول یہ کہ العیص اور اس کے نواح میں قبیلہ جہینہ لبتا تھا جس کی تائید بالواسطہ دوسرے تمام مذکورہ ماخذ سے بھی ہوتی ہے لیکن ابن اثیر کے بیان سے بصراحت ہوتی ہے۔ دوسرے طبری کا اپنا تبصرہ یہ ہے کہ واقعی کے بقول یہ سہریہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی کارواؤں (غیرات قریش) پر چھاپہ مارنے کے لیے (لیعترض) ترتیب دیا تھا۔ مذکورہ بالا تمام ماخذ میں یہ بات ضرور کہی گئی ہے کہ یہ مہم ساحلی کی جانب گئی جہاں اس کا سامنا ایک قریشی کارواں سے ہوا مگر طبری کے بیان سے قریشی کارواں پر چھاپہ مارنا یا روک ٹوک کرنا اس کا مقصد معلوم ہوتا ہے طرفہ ستم یہ کہ طبری نے اپنی طرف سے اضافہ کر کے واقعی کے نام سے اسے منسوب کر دیا۔ طبری کے سوا تمام ماخذ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ قریشی کارواں سے سامنا اور ملاقات اتفاقی تھی جبکہ اول الذکر بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت بھیجی گئی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہم کیوں اور کس علاقے میں بھیجی گئی تھی؟ اگر اس کا مطالعہ آزادانہ کیا جائے جیسا کہ طبری نے کیا یا جو ہارے جدید مؤرخین کا طریقہ ہے تو یہی تاثر نکلتا ہے کہ قریش کا داں اس کا اصل نشانہ تھا۔ لیکن یہ مطالعہ تاریخی تناظر میں نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس صورت میں کمی معاملات تشنہ رہ جاتے ہیں۔ اول تو ہم کا علاقہ ہے۔ طبری اور ابن اثیر کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ انھیں اور اس کے نواح قبیلہ جہینہ کے علاقے تھے۔ دوسرے ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبیلہ جہینہ مدینہ کے انصار کے ایک قبیلہ خزیج کا قدیم حلیف و دوست تھا جبکہ اسی نواح کا دوسرا بدوی قبیلہ مزینہ مدینہ کے اس قبیلے کا حلیف و دوست تھا۔ اور اسی رشتہ حلف اور دوستی کے سبب ان دونوں بدوی قبیلوں نے اپنے اپنے مدنی حلیفوں کی جانب سے جنگ بغاوت میں فعال حصہ لیا تھا۔ اور صرف اسی جنگ میں نہیں بلکہ اس اور خزیج کی اور بھی آویز نشوں میں یہ دونوں بدوی قبیلے حصہ لیتے رہے تھے۔ اور اس طرح ان کا اپنے اپنے مدنی حلیفوں سے رشتہ اتحاد و مضبوط تر اور مستحکم ہوتا گیا تھا۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی سیاسی اور سماجی نظام قائم کیا تو پورے حریف و متحارب اس اور خزیج کے قبیلے آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور مہاجرین کے ساتھ مل کر وہ اسلامی ائمہ کے رکن رکین ہوئے۔ عرب دستور کے مطابق حلیف کے حلیف و دوست ہوتے تھے چنانچہ بظاہر اس اور خزیج کے حلیف مزینہ اور جہینہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کے حلیف اور دوست ہو گئے تھے بالکل اسی طرح جس طرح وہ انصار کے تھے۔ گویا کہ وہ اب انصار کے دو الگ الگ قبیلوں کے حلیف نہ تھے بلکہ اسلامی امت کے حلیف تھے۔ اسلامی ماخذ میں ان قبائل سے اس رشتہ حلف کے استوار ہونے کی حقیقت کا بصراحت کہیں بھی ذکر نہیں ہے لیکن وہ ان کے متعدد بیانات میں مضمر ہے۔ قبیلہ جہینہ کے سردار ہمدی ابن عمرو کے مصاحفہ کردار کے ذیل میں ماخذ کا بیان ہے کہ اس نے قریش کو اور سر یہ حمزہ کے بیچ مصالحت اس لئے کرائی تھی کہ وہ دونوں فریقوں کے ساتھ صلح کے تعلقات رکھتا تھا۔ موجودہ عہد کے ایک اہم مشرقی نوٹنگری واٹ (MONTGOMERY WATT) کو بھی اس کا اعتراف ہے کہ مہاجرین و انصار کے بعد سب سے زیادہ مدد و تعاون اسلامی ریاست کو انھیں دو مغربی بدوی قبیلوں سے ملا تھا اور ان کے بعد باقی دوسرے مغربی قبائل بھی اسلامی امت کے زیر اثر آ گئے تھے اور کچھ مدت بعد وہ امت کے مکمل رکن بن گئے تھے۔

اس تاریخی تناظر میں اس ہم کو دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مقصد قبیلہ جہینہ سے دوستی کے تعلقات استوار کرنا تھا جیسا کہ طبری اور ابن اثیر کے ایک فقرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ مزید تصدیق بالواسطہ سہی بعد کی تمام دوسری جمہوں سے بھی ہوتی ہے جو مغربی ساحل کے دوسرے علاقوں میں گئی تھیں۔ اس کے علاوہ چینی سردار کاروہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ مزید برآں فریقین کی عرادی طاقت بھی اس کے حق میں ہے۔ یہ مسلمانوں کا مقابلہ بدین سو کیوں سے تھا۔ اگر بعض مغربی محققین کا یہ نظریہ کہ کئی کاروانوں کے محافظوں کی تعداد میں سیانہ ہے تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بہر حال فریق مخالف کو مسلم جماعت پر کئی گنا برتری حاصل تھی۔ اور ظاہر ہے کہ مسلم جماعت اپنے سے کئی گنا طاقتور فریق پر حملے کی جرات نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی وہ گھات لگا کر کامیاب ہو سکتی تھی۔ پھر یہ کہ اگر یہ ہم چھاپہ مار کارروائی کے لیے ترتیب دی گئی تھی تو ظاہر ہے کہ مجبوروں اور جاسوسوں کی اطلاعات پر ہی کی گئی ہوگی۔ یہ تسلیم کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ مسلم جاسوسوں نے فریق مخالف

کی تعداد و عسکری قوت کو معلوم نہ کرنے کی غلطی کی ہوگی۔ اگر مسلمانوں کو قریشی کارواں کی مدد سے طاقت کا ذرا بھی اندازہ تھا تو اتنی چھوٹی سی جماعت کے ساتھ اس پر چھاپہ مارنے کے لیے نکلنا زیادہ سے زیادہ جرات بے جا لگائے گی اور سب سے بڑھ کر یہ حقیقت بھی نظر رکھنی چاہیے کہ ماخذ سے چھاپہ مارنہ منصوبے یا مقصد کی تصدیق نہیں ہوتی۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قریشی کارواں اور مسلم جماعت کا سامنا اتفاقاً اور اچانک ہو گیا تھا۔ ورنہ درحقیقت یہ ہم قبیلہ حبشہ کے کسی کا سا بدہ یا دوستی کا رشتہ استوار کرنے لگی تھی اور سردار حبشہ کی موقع پر موجودگی بھی اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

۲۔ دوسری مہم :-

واقعی کی ترتیب منازعی کے مطابق دوسری مہم پہلی مہم کے ایک ماہ کے اندر حضرت عبید بن حارث کی زیر قیادت رابغ کے علاقے میں بھیجی گئی تھی، رابغ قدیر جانے والے راستے پر چھپنے سے دس میل کی مسافت پر واقع ہے۔ اس مہم میں ساٹھ سوار تھے۔ ان کا سامنا ایک قریشی کارواں سے جو ابوسفیان کی سرکردگی میں (غالباً مکہ سے آ رہا) تھا۔ وادی رابغ میں واقع ایک اچیانامی چشمے پر ہوا۔ قریشی کارواں میں دو سو لڑکے تھے۔ اگرچہ کوئی جنگ نہیں ہوئی تاہم حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے مسلم جماعت کی طرف سے ایک اور دوسری روایت کے مطابق اپنے ترکش کے کل بمسی تیر چلا ڈالے۔ پھر قریشین اپنے اپنے راستے ہو گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ اس مہم میں سب کے سب ہاجر تھے اور کوئی انصار نہ تھے اور انہوں نے عبیدہ سے کہا تھا کہ قریشی مرعوب ہو گئے ہیں اگر ہم ان کا تعاقب کریں تو ان کو برآسانی چاہیں گے مگر کسی نے ہماری بات نہ مانی اور ہم مدینہ لوٹ آئے۔

ابن اسحاق اور ان کے جامع کا بیان اس مہم کے بارے میں کچھ مختلف ہے۔ اول یہ کہ دونوں کے نزدیک یہ اسلام میں پہلا سریرہ تھا۔ دوم یہ کہ مشرکاً ہم کی تعداد ساٹھ یا اسی تھی۔ سوم یہ کہ ہم کی منزل کی تصریح نہیں کی گئی ہے صرف یہ کہا گیا ہے کہ حجاز میں نیتہ المرحۃ کے زیریں علاقے کے ایک چشمہ کی طرف کی گئی تھی۔ چہاں یہ کہ مسلمانوں کے حامی تھے (وللمسلمین حاصیۃ)۔ پنجم یہ کہ مشرکوں کی جماعت سے بنو زہرہ کے حلیف متعدا بن عمرو بہرائی اور بنو فہل کے حلیف عقیق بن غزوہ بن جابر مازنی ٹوٹ کر مسلمانوں آئے تھے کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے اور اسی غرض سے قریشی کارواں میں شامل ہو کر آئے تھے۔ ششم یہ کہ قریشی کارواں کے قائد عکرمہ بن ابی جہل مخزومی اور دوسری روایت کے مطابق کوزبہ حفص تھے۔

ابن سعد کی روایت اگرچہ واقعی کے مماثل ہے تاہم اس میں کچھ قابل تدارک اضافے ہیں۔ اول یہ کہ اسلامی مہم کا پرچم (الواء) سفید رنگ کا تھا اور طبرہ دار حضرت مسطح بن اثاثہ مطلبی تھے۔ دوم یہ کہ دونوں فریقوں کا آئنا سامنا جس جگہ ہوا وہ شاہراہ تجارت سے ذرا بائیں کو ہٹ کر تھی اور سوم یہ کہ مشرکیوں کے اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے شاہراہ چھوڑ کر اتر آئے تھے بلاذری کی روایت واقعی کی منحصر ہے۔ سو اے اس نکتہ کے کہ وہ اس مہم کو سریرہ نیتہ المرحۃ کے نام سے یاد کرتا ہے۔ یعقوبی کی روایت ابن اسحاق اور ان کی جامع کی روایات کا مکمل چرچہ ہے۔ صرف تشریحی تعلیقات کا اضافہ ہے طبری نے اپنی روایت میں واقعی اور ابن سعد کی روایات کے تمام اہم نکات کو جمع کر دیا ہے۔

ماخذ میں سے اس ہم کے بارے میں کسی کا دعویٰ نہیں ہے کہ یہ ہم قریش کے خلاف بھیجی گئی تھی۔ ان سب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وادی راہنہ کے چشے پر ان کی ملاقات اتفاقی تھی۔ ابن سعد کے بیان سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ اگر قریشی کاروان نے اپنا راستہ چھوڑ کر قیام نہ کیا ہوتا اور جانوروں کو چرانے کے لئے وادی میں داخل نہ ہوتے تو مسلم جماعت سے ان کا سامنا بھی نہ ہوا ہوتا۔ اس سے ایک نکتہ اور روشنی میں آتا ہے جو کافی اہمیت کا حامل ہے۔ ماخذ میں سے بعض نے صراحتاً اور بعض نے اشارتاً کہا ہے کہ مسلم ہم کی منزل مقصود تینہ المراء کے زیریں علاقہ کا ایک چشمہ تھا اور یہ چشمہ عام راستے سے ہٹ کر تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں نے یا تو قریشی تجارت کی شاہراہ پر سفر ہی نہیں کیا تھا یا کیا بھی تھا تو وہ اس راستے سے ہٹ کر اندرون وادی گئے تھے اگر تجارت کا قریشی کاروان ان کا اصل نشانہ تھا تو ان کے راستے سے ہٹنا نہ تھا بلکہ اسی پر سفر کرنا تھا اور جہاں موقع ملتا تھا لگا کر حملہ کرتے۔ دوسری طرف کاروان قریش کے راستے سے ہٹ کر قیام کرنے اور جانوروں کے چرانے کا مسئلہ تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ مرکز اسلام کے باطل قریب اور مسلمانوں کے حلیفوں اور زیر اثر قبیلوں کے علاقے سے گزر رہے تھے۔ ان کا اس علاقہ میں قیام کرنا، راستہ چھوڑ کر اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے چھوڑ دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کو کم از کم مدینہ کے مسلمانوں سے اپنے ان کاروان یا تجارت کے لیے کوئی خطرہ اب تک محسوس نہیں ہوا تھا۔ اس ضمن میں یہ حقیقت بھی مد نظر رکھنی چاہئے کہ صرف ایک ماہ پہلے ان کے شام سے کہ روٹنے والے ایک کاروان کی مسلم جماعت سے ملاقات ہو چکی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کاروان کے لوگوں سے کہ وادوں نے اس ملاقات کا ذکر ضرور کیا ہوگا۔ اگر کہ وادوں کو ذرا سی بھی بھنگ لگئی ہوتی یا تھوڑا سا بھی احساس ہوا ہوتا کہ مدینہ کے مسلمان ان کے کاروانوں پر حملہ کرنے کی نیت رکھتے ہیں تو وہ اس کے تدارک کا مکمل بندوبست کرتے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ماخذ اور جدید محققین دونوں کا دعویٰ ہے کہ مکئی اپنی تجارت اور اس کے تحفظ کے بارے میں بڑے حساس تھے اور ظاہر ہے کہ یہ قدرتی بھی تھا کیونکہ ان کی مادی آسائشوں بلکہ پوری اقتصادی زندگی کا انحصار اسی تجارت پر تھا۔ بہر حال اس کے برخلاف ہمارے مشاہدے میں آتا ہے کہ اس بار مکئی کاروان کے افراد میں ایک تنہائی کی لکھی آتی ہے۔ اور وہ محض دوسورہ جاتے ہیں جبکہ پہلے کاروان میں ان کی عددی طاقت تین سو تھی۔ اس کے علاوہ ایک اہم نکتہ اس ضمن میں یہ ہے کہ یعقوب ابن اسحاق مسلمانوں کے حامی تھے۔ یہ حامی کون تھے؟ اور ان کا ذکر کیوں کیا گیا؟ ان سوالوں کا جواب ماخذ کے ان بیانات سے تو نہیں ملتا تاہم دوسرے ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ وادی راہنہ چٹھہ اور ابوابا و دان کے درمیان واقع تھی اور وہاں حاجیوں کا راستہ گزرتا تھا (تجارتی قافلوں کا نہیں) اور یہ پورا علاقہ قابل خزاہہ اور ان کے حلیف بنو فزہرہ کا تھا۔ خزاہہ سے خاندان رسول کے قدیم حلیفانہ تعلقات تھے جبکہ بنو فزہرہ سے آپ نے مدینہ پہنچ کر معاہدہ حلف کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں مغربی قبیلے نہ صرف مدینہ کے زیر اثر تھے بلکہ ان کے انصار سے قریبی تعلقات اسلام سے پہلے کے تھے اور غالباً یہی قبیلے مسلمانوں کے حامی بنائے گئے ہیں۔ اگر مسلم جماعت کی عددی طاقت کاروان قریش سے فروتر تھی تو اس کی لافانی ان بدوی قبیلوں سے ملکہ، ہنگ کر پوری کی جاسکتی تھی بشرطیکہ مسلمانوں کو اس کاروان پر چھاپا مارنا مقصود ہوتا۔ پھر حضرت سعد بن ابی وقاص کا یہ بیان کہ انہوں نے قریشی کاروان کی موجودیت دیکھ کر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی مگر امیر سر یہ یا ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے اسے قبول نہیں کیا صاف ظاہر کرتا ہے

کہ مسلمانوں کا مقصد کچھ اور تھا، کارواں پر چھاپہ باز نامک اذکم نہ تھا اس ضمن میں یہ نکتہ بھی خاصا اہم ہے کہ اگر بغرض محال یہ قریشی کارواں مسلم ہم کے چنگل سے نکل گیا تھا تو اس کو آگے کی کسی منزل پر بھیج دیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ وہ شام کو جارا تھا۔ مسلم امیر سر یہ ایک یا دو تیز رفتار قاصدوں کے ذریعہ مدینہ منجر بھیج کر ایسا بندوبست بہ آسانی کر دیا جاسکتے تھے کیونکہ وہ لامحالہ مدینہ کے قریب سے دو چار دن کے بعد ضرور گزرتا اور مدینہ سے ایک بڑا یا بابر کا لشکر لاکر اس کو بہ آسانی گھیرا جاسکتا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلم ہم کا مقصد قریشی کارواں پر چھاپہ مارنے کے بجائے اور کچھ تھا اور یہ کچھ غالباً اس علاقے کے بدوی قبیلوں سے زبردستی استوار یا مضبوط کرنا معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ تیسری ہم :-

اس سلسلے کا تیسرا سر یہ خراہ تھا جو حضرت سعد بن ابی وقاص کے زیرِ کمان خرازا می علاقے تک گیا تھا۔ وادی کے بقول یہ دوسری ہم کے ٹھیک ایک ماہ بعد ذی قعدہ ۶۲۲ء میں بھیجی گئی تھی۔ ہم کی منزل کے علاقہ میں چشمہ خم کے قریب تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے کہا تھا کہ ایک قریشی کارواں گزرنے والا ہے ہذا وہ خراہ جارا میں اور اس سے آگے نہ بڑھیں۔ پچانوہ میں یا اکیس پیادوں (راجل) کے ساتھ ہم پر نکلے اور دن میں چھتے اور رات کو سفر کرتے پانچویں صبح کو منزل پر پہنچنے لگے۔ قافلہ تجارت کچھ مدت پہلے (بالاس) گذر چکا تھا۔ حضرت سعد کی طرف بیان منسوب ہے کہ اگر ممانعت نبوی نہ ہوتی تو وہ خراہ سے آگے بڑھ کر قافلے کو جا لیتے۔ ابن سعد کے بیان میں صرف اضافہ یہ ہے کہ اس سر یہ میں بھی پرچم سفید تھا جس کے بردار حضرت قتادہ بن عمرو دہلری تھے۔ ابن اسحاق اور ابن شام کے متحدہ بیان میں شرکا ہم کی تعداد محض آٹھ بتائی ہے۔ جو سب کے سب مہاجر تھے۔ اس کے مطابق خراہ ارض حجاز میں تھا۔ مسلمانوں کی ملاقات کسی کید (ڈائی کیڈ) سے نہیں ہوئی اس لیے وہ واپس لوٹ آئے۔ اس بیان میں کسی قریشی کارواں کی طرف نہ تو اشارہ ہے نہ کوئی حوالہ۔ بلا ذری نے وادی کی روایت کی تیغھ کر دسی ہے یعقوبی نے ایک اہم اور دلچسپ اضافہ کیا ہے کہ جب حضرت سعد کی ہم نے خراہ نامی چشمے پر پڑاؤ کیا تو اس نے بنو صغره کے کچھ مولشی پکڑ لیے اور وہی میں اپنے ساتھ مدینہ لائے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سارے مولشی بنو صغره کو لوٹا دیئے کیوں کہ ان سے آپ کا دوستی (حلف) کا معاہدہ تھا۔ یعقوبی بھی کسی قریشی کارواں کا ذکر نہیں کرتا ہے۔ طبری نے واقعہ اور ابن سعد کی روایت بیان کی ہے اور یہی اضافہ کیا ہے کہ کارواں قریش حضرت سعد کے خراہ پہنچنے سے صرف ایک دن پہلے (قبل ذلک یوم) نکلا تھا۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ طبری نے مسلمانوں کی تعداد پندرہ یا اکیس مہاجر پیادے بتائی ہے جبکہ قریشی کارواں کی عددی طاقت ساٹھ بتائی ہے۔

ماخذ میں سے ابن اسحاق، ابن شام، یعقوبی وغیرہ سے اس ہم کا قریشی کارواں کے خلاف بھیجا جانا ثابت نہیں ہوتا بلکہ واضح ہوتا ہے کہ اس کا مقصد کم از کم قریشی کارواں پر چھاپہ مارنا نہ تھا بلکہ یعقوبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنو صغره کا علاقہ تھا۔ غالباً ان سے گفت و شنید یا کبھی قسم کا معاملہ طے کرنے کے لیے اس کو بھیجا گیا تھا مسلمانوں نے غلطی سے ان کے بعض مولشی پکڑ لیے تو ان کو

واپس کر دیا گیا۔ اس سے مزید معلوم ہوتا ہے کہ بزعمہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ علف پہلے سے ہو چکا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کب اور کہاں یہ معاہدہ ہوا تھا؟ اس کا ممکن اور قرین قیاس جواب یہ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ معاہدہ حضرت عبیدہ کی ہمراہی کے دوران ہوا ہوگا۔ بہر حال یہ جتنی ہے کہ معاہدہ حضرت سعد کی ہمراہی سے پہلے نہیں ہو سکتا تھا۔

جہاں تک واقعی، ابن سعد، بلاذری اور طبری کی روایت کا تعلق ہے وہ واضح طور سے ایک قریشی کاروان کا ضرور ذکر کرتی ہیں۔ لیکن کیا اس سے یہ سمجھ لینا صحیح ہوگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو کاروان پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا؟ جدید مؤرخین نے اس سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ کسی طور سے بھی نہیں نکلتا۔ بلکہ اس کی تردید کے متعدد ثبوت ملتے ہیں۔ پہلا ثبوت اور ثبوت تو یہ ہے کہ منافقین سے کسی نے بھی قریشی کاروان پر حملہ کرنا مقصود یا محرک نہیں بنایا ہے۔ پھر اگر چاہا یہ مارا اور لوٹ مار ہی مقصد تھا تو حضرت سعد کو خوار سے آگے بڑھنے سے کیوں روکا گیا تھا؟ بالخصوص یہ حقیقت بھی مد نظر رہنی چاہئے کہ اگرچہ انبیاؑ رسولؐ آئے نہ آتی تو وہ کاروان کو جالیٹے۔ ظاہر ہے کہ قرین قیاس تو یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے کہ کسی بھی طور سے قریشی کاروان پر حملہ کرنا ہے۔ پھر جیسا کہ روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کاروان قریش کے گزرنے کا علم تھا اور غالباً تاریخ کا بھی۔ پھر آپ نے یہ ساری ہمہ بیادوں پر کیوں مشتمل بھیجی تھی جس نے سفر میں چار قسمی دن ضائع کر دیئے۔ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر یہ ہمہ سواروں پر مشتمل ہوتی تو قافلے کے گزرنے سے بہت پہلے (طبری روایت کے مطابق) درنہ کچھ پہلے (دوسروں کی روایت کے مطابق) تو ضرور اپنے مقام تک پہنچ گئی ہوتی۔ اس کے علاوہ دونوں مہموں یعنی قریشین کی مدوی طاقت کا معاملہ ہے۔ اس تیسری مہم میں دونوں کی تعداد ٹھٹھتی جا رہی ہے۔ کیا دونوں فریق کم تعداد کرنے کی مسابقت کر رہے تھے؟ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ قریش کو اپنی تجارت کے لئے مدینہ کی طرف سے کوئی خطرہ اب تک محسوس نہیں ہوا تھا۔ تو یہ مؤرخین کے دعوے کے مطابق بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو پورے موسم دوحاس اور منصوبے کے ساتھ قریشی کاروانوں پر حملہ کرنا یا ان کو محروب کرنا چاہا رہے تھے۔ میں انہیں یا محض اٹھ چادوں کے ساتھ تو یہ دونوں مقصد حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ رات میں سفر کرنا اور دن میں بچھے رہنا بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقصد جو اس مہم کا ہو سکتا ہے قریشی کاروان کے بارے میں خبریں اور معلومات فراہم کرنا تھا۔

۴۔ چوتھی مہم :-

واقعی اور ان کے طبقہ فکر کے مؤرخین کے بقول ان تین ”سرایا“ کے بعد پے درپے چار غزوات پیش آئے جن کی تیاری خود بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ان میں سے پہلا غزوہ ایلا یا ودان کہا جاتا ہے۔ واقعی کے بقول صفر ۳۷ھ، اگست ۶۲۳ء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سواروں کے ساتھ کاروان قریش کو روکنے کی غرض سے نکلے لیکن کسی کے کید (لٹائی کما) سے ڈبھیر نہ ہوئی۔ اسی غزوہ میں آپ نے کنازہ کے ایک خاندان بزعمہ سے معاہدہ کر لیا کہ کنازہ آپ پر حملہ کریں اور نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کریں۔ معاہدہ لکھ کر آپ مدینہ واپس آئے جہاں سے آپ کی غیر حاضری کی مدت چندہ راتوں کی تھی ابن سعد نے

اپنے استاد کی روایت پر کچھ اضافے کئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس ہم میں علمبردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ اور مدینہ میں نائب رسول حضرت سعد بن عبادہ خزرجی تھے۔ دوسرے یہ کہ شرکاء ہم سب ہمارے تھے اور ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔ تیسرے یہ کہ یہ غزوہ ابواء بھی کہلاتا اور غزوہ ودان بھی اور ان دونوں مقامات میں محض چھ میل کا فاصلہ تھا۔ چوتھے یہ کہ یہ پہلا غزوہ تھا۔ پانچویں یہ کہ آپ نے معاہدہ بنو ضمرہ کے اس زمانے کے سردار مخشی بن عمرو ضمری سے کیا تھا۔ چھٹے یہ کہ معاہدہ کی شرطیں یہ تھیں کہ نہ آپ بنو ضمرہ پر حملہ کریں گے اور نہ بنو ضمرہ آپ پر۔ ابن اسحاق اور ابن ہشام نے اس غزوہ کو آپ کا پہلا غزوہ قرار دیا ہے اور اس کو تمام مہربا سے پہلے ذکر کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ قریش اور بنو ضمرہ بن بکر بن عبدمناة بن کنانہ کے ارادے سے نکلے تھے اور اس غزوہ میں بنو ضمرہ نے اپنے مذکورہ بالا سردار کے ذریعہ آپ سے صلح کا معاہدہ کر لیا تھا اور بغیر کسی جنگ و جدال کے آپ مدینہ لوٹ آئے تھے۔ بلاذری نے حسب دستور واقعی کی روایت کی تلخیص کر دی ہے۔ جبکہ یعقوبی نے صرف ایک سطر میں آپ کے ودان جانے اور وہاں کسی کید (طرائی) سے نہ ملنے پر مدینہ لوٹ آنے کو بیان کیا ہے۔ طبری کا بیان واقعی، ابن سعد اور ابن اسحاق کے بیانات کا مجموعہ ہے۔

تمام روایات کو جانچنے پر کھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحاق، ابن ہشام اور طبری کے نزدیک اس ہم میں آپ نے قریش اور بنو ضمرہ دونوں کو مقصود بنایا تھا۔ جبکہ واقعی، ابن سعد اور بلاذری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نکلے تو آپ کا ودان قریش کے لئے تھے مگر بعد میں آپ نے بنو ضمرہ سے معاہدہ صلح کر لیا۔ یعقوبی کے یہاں مقصد ہم پر سکوت پایا جاتا ہے۔ اس ہم کے بارے میں پہلا اہم نکتہ یہ ہے کہ واقعی اور ان کے متبعین کے سوا اور کسی نے کسی کاروان قریش کا ذکر نہیں کیا ہے خود ان مومنین کی روایات میں بھی کاروان کی مزید تفصیلات یا اشارے نہیں ملتے وہ کہاں سے آ رہا تھا کہاں جا رہا تھا، اس میں کتنے اشخاص تھے اور وہ کس کی قیادت میں جا رہے تھے ان تمام سوالات کا کوئی جواب نہیں ملتا اور نہ ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ پھر اس کاروان کا کیا ہوا! محض قیاس کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اکثر جدید مورخین نے کیا ہے کہ وہ نکل گیا ہوگا، چونکہ قریش کا کاروان ہاتھ نہیں آیا تھا اس لیے آپ نے بطور مجبوری بنو ضمرہ سے صلح کا معاہدہ کر لیا۔ پھر ابن اسحاق وغیرہ کے اس تبصرہ کا کیا مطلب ہوگا کہ آپ قریش اور بنو ضمرہ دونوں کے بارے میں کوئی ارادہ سے نہ نکلے تھے۔ اگر یہ قیاس کر لیا جائے کہ بنو ضمرہ نے لڑنے کے بجائے صلح و دوستی میں مصلحت دیکھی تھی اور آپ نے ان کی خواہشات و جذبات کے احترام میں ان کی دوستی کا ہاتھ تمام لیا تھا تو کیا اگر قریشی کاروان ہاتھ لگ جاتا اور وہ آپ سے صلح کا طالب ہوتا تو آپ کا کیا رویہ ہوتا؟ قیاس کہتا ہے کہ آپ ان سے بھی صلح کر لیتے۔ اگر ایسا تھا تو پھر کاروان پر حملہ کرنے کا منصوبہ کہاں رہ گیا؟ پھر ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ بنو ضمرہ اور قریشی کاروان سے ملاقات کی صورت میں کہ وائے صلح سے انکار کر دیتے تو ظاہر ہے کہ آپ ان سے نبواً آنا ہوتے۔ تو کیا ساتھ مسلمانوں کے ساتھ آپ بنو ضمرہ کے علاتے ہی میں ان سے یا ان کی اور قریشی محافظ فوج کی متحدہ طاقت کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتے تھے یا بصورت جنگ کامیابی کی توقع کر سکتے تھے فوجی حکمت عملی کا ایک معمولی طالب علم بھی بیاہنگ دہل کہہ سکتا ہے کہ اتنی مختصر سی فوج کے ساتھ آپ دشمن کے علاتے میں ان کے خلاف جارحانہ کاغذاتی کرنے کے لئے نہیں نکلے تھے۔ اس لیے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا اصل مقصد بنو ضمرہ سے معاہدہ صلح کرنا یا اس کی تجدید کرنا تھا۔ قریشی کاروان پر حملہ کرنا نہیں تھا۔

۵۔ پانچویں مہم :-

دوسرا غزوہ بواط ابتداً مہموں کے سلسلے کی پانچویں کڑی تھی۔ داندسی کے مطابق بواط ایک مقام تھا جو ضبیہ کے کنارے ہی خثرب کے نواح میں واقع تھا اور مدینہ سے اس کا فاصلہ محض بن بؤ تھا۔ ربیع الاول ۳۲ھ / ستمبر ۶۴۲ء میں یعنی چوتھی مہم کے ایک ماہ کے اندر آپ کا روانہ قریش کے مدد کے لیے غرض سے نکلے۔ اس بار کاروان مکہ میں سو قریشی تھے۔ اور پندرہ سو اونٹ اور سالار کارواں امیر بن خلف جمعی تھا لیکن کوئی مدبھیڑ نہیں ہوئی اور آپ لوٹ آئے۔ مدینہ سے آپ کی غیر حاضری تقریباً ایک ماہ رہی۔ اپنی سعد کی روایت میں کچھ اہم اضافے ہیں۔ اول آپ کے سپید پرچم کے علمدار حضرت سعد بن ابی وقاص تھے اور مدینہ میں آپ کے چاہنے والے حضرت سعد بن معاذ اوسی۔ دوم یہ کہ مسلم لشکر و دوسو صحابہ مشتمل تھا۔ سوم یہ کہ بواط ایک پہاڑی کا نام تھا جو قبیلہ جہینہ کا علاقہ تھا اور جو ضوی پہاڑ کے نواح میں واقع تھا۔ چہاں یہ کہ بواط مدینہ سے تین برد نہیں بلکہ چار برد کے فاصلے پر تھا۔ بلاذری کی روایات ان دونوں پیشروں کی روایات کی تفسیر ہے۔ جبکہ یعقوبی نے اس کو ابو اس کے مانند قرار دیا ہے اور طبری نے ایک بار پھر داندسی اور ابن سعد کی روایات کو جمع کر دیا ہے۔ ابن اسحاق اور ابن ہشام کی مختصر روایات میں قریش کے ارادے سے نکلنے اور کسی مدبھیڑ کے نہ ہونے پر مدینہ واپس آنے کا ذکر ہے۔

اگرچہ اکثر ماخذ میں اس مہم کا مقصد یا نشانہ کاروان قریش یا صرف قریش کو بتایا گیا ہے۔ اور کارواں کے بارے میں بعض ماخذ میں کچھ تفصیلات بھی ہیں خاص کر پہلے غزوہ کے مقابلے میں۔ لیکن پھر بھی بعض تفصیلات تاریکی میں ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کارواں کہاں سے کہاں کو جا رہا تھا؟ پھر اس بار مسلم فوج کی تعداد بعض روایت کے مطابق قریشی کارواں سے دو گنی تھی۔ متفقہ اچھا تھا۔ اور اگر کارواں نکل بھی گیا تو اس کا تعاقب آسانی سے کیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ مسلمان سب کے سب سوار تھے اور قریشی کارواں خاصاً بڑا تھا۔ (وہ پندرہ سو اونٹوں پر مشتمل تھا) اور ان کے ساتھ محافظ محض تھے اس لیے وہ تیز رفتاری سے سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اور اگر مسلمان بالکل مکہ کے قریب سے ایک کارواں پکڑ لاسکتے تھے جیسے کہ ہم سرہرہ نجد کے ضمن میں دیکھیں گے تو پھر چند منزل دور اس کارواں کو جا پکڑنے میں کیا چیز مانع ہو سکتی تھی؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقصد نبوی کاروان قریش نہ تھا بلکہ ان کی منزل قبیلہ جہینہ کا علاقہ تھا جہاں وہ کسی سیاسی و سماجی مصلحت سے گئے تھے۔ جیسا کہ ابن سعد کے ایک اشارے سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ مقصد یا مصلحت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی کہ پانچ فیلوں اور دوستوں سے رشتہ اتحاد مستحکم کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم نقطہ مدینہ سے آپ کی غیر حاضری کی مدت تھی۔ پہلے غزوہ میں آپ پندرہ دن مدینہ سے باہر رہے تھے اور اس غزوہ میں ایک ماہ۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں مقامات مدینہ سے ایک یا دو دن کی مسافت پر واقع تھے۔ باقی مدت آپ وہاں کیوں مقیم رہے؟ ظاہر ہے کہ آپ قریشی کارواں کی واپسی کی توقع اتنی مدت میں نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علاقہ جہینہ میں آپ کا قیام کسی اور مقصد سے تھا اور غالب گمان ہے کہ یہ مقصد اس علاقے کے لوگوں سے دوستی کرنا اور مدینہ کی اسلامی ریاست کا حلیف بنانا تھا۔ بلاذری قریش پر حملہ کرنا اور اس کو ہٹانے کا ارادہ اس غزوہ کا مقصد تو کسی طور سے ثابت نہیں ہوتا اور اس کی تردید خود ماخذ کی داخلی شہادتوں

سے ہو جاتی ہے۔

۶۔ پھٹی مہم

تیسرا غزوہ بدر اولیٰ اور غزوہ سفوان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ربیع الاول ۱۱ھ میں کربن جابر فہری نے مدینہ کے انٹوں پر جوتھا اور اس کے نواح میں چرتے تھے حملہ کیا تھا۔ خبر سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حملہ آوروں کے تعاقب میں نکلے مگر وہ نیک کر نکل گئے۔ ابن سعد کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں بھی مسلم فوج کا پرچم سفید تھا اور علیہ دار حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ اور مدینہ میں آپ کے نائب حضرت زید بن حارثہ تھے۔ جتا، ایک پہاڑی تھی جو وادی حقیق میں جحوف کی سمت میں واقع تھی اور مدینہ سے اس کا فاصلہ محض تین میل تھا۔ کربن جابر نے نہ صرف حملہ کیا تھا بلکہ وہ مسلمانوں کے جانوروں میں سے کچھ پکڑ بھی لے لیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے نواح میں واقع وادی سفوان تک اسی کا تعاقب کیا تھا۔ غالباً اسی وجہ سے بلاذری اس غزوہ کو غزوہ سفوان کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اس کا بیان واقدی اور ابن سعد کی روایتوں کی تفسیر ہے یعقوبی نے اس غزوہ کو فرقہ الکد سے خطا مطر کر دیا ہے۔ طبری کے بیان کے مطابق اضافہ ہے کہ شرکا مہم کے سب مہاجر تھے لیکن ان کی تعداد کسی نے بھی نہیں بیان کی ہے ابن اسحاق اور ابن شہام کے بیانات بھی دوسروں کی مانند ہیں۔ فرقہ بس یہ ہے کہ ان کے یہاں اس غزوہ کی تاریخ وقوع چوتھے غزوہ کے بعد جمادی الآخر ۱۱ھ میں اور واقعہ فکد سے متصل پہلے بتائی گئی ہے۔ اس غزوہ کے بارے میں کسی بھی مورخ کا چاہے وہ قدیم ہو یا جدید دعویٰ نہیں ہے کہ وہ کسی کاروان قریش کے خلاف تھا اور نہ اس کی کسی سیاسی یا فوجی اہمیت کا ذکر کرتا ہے حالانکہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ پہلی اینٹ تھی جو دشمن کی طرف سے پھینکی گئی تھی۔ صرف تو ٹھگری واٹ نے اس کی اہمیت کا احساس کیا ہے اور کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کے خطرات سے متعلق طور سے باخبر رہنا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے قرب وجوار کے ایک لیڑے کے خلاف تادیبی کارروائی کی تھی اور آئندہ آپؐ نے اس قسم کے فیروں کے ساتھ بڑی سختی کا سلوک کیا تھا۔

۷۔ ساتویں مہم :-

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا غزوہ اور اس عہد کی ساتویں مہم غزوہ ذی العشر کے نام سے موسوم ہے۔ واقدی کا خیال ہے کہ جمادی الآخر ۱۲ھ / دسمبر ۶۲۷ء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو جانے والے قریشی کاروانوں (عیلات قریش) پر چھاپہ مارنے کے لیے مخم کیا تھا۔ مسلمان شرکا کی تعداد ڈیڑھ سو یا دو سو تھی۔ آپ کو خبر ملی تھی کہ مکہ والوں نے اپنا سارا مال (اموال) اس کاروان میں لگا دیا تھا اور پھر آپ کو شام کے لیے مکہ سے کاروان کی روانگی کی خبر ملی تھی۔ آپ یودینار کے راستے (نقب) سے بیروت السقیاء کے لیے روانہ ہوئے۔ یہی غزوہ ذی العشر تھا۔ مدینہ سے آپ کی غیر حاضری تقریباً ڈیڑھ دو ماہ رہی تھی۔ واقدی کا بیان یہاں ختم ہو جاتا ہے اور باقی تفصیلات تشذہ رہ جاتی ہیں۔ البتہ واقدی کے شاگرد و کاتب ابن سعد نے باقی دوسری تفصیلات ہم پہنچائی ہیں۔ اس کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اپنا جائشیں حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو مقرر کر کے اپنی فوج کے ساتھ روانہ

ہوئے جس کے علمبردار حضرت حمزہؓ تھے اور جس کا پرچم سفید تھا۔ پوری فوج کے لیے کل تیرا دنٹ تھے جن پر وہ باری باری بیٹھے تھے ذوالعشیرہ قبیلہ بنو مدیج کا علاقہ تھا اور وہ بنو مدیج کے فوج میں واقع تھا۔ مدینہ سے بنو مدیج کا فاصلہ قریب دو تھا۔ آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے کارواں کسی دن پہلے نکل چکا تھا۔ یہ وہی کارواں تھا جس کو آپ نے اس کی واپسی کے موقع پر بھی روکنا چاہا تھا مگر کارواں نے ساحل کے کنارے کنارے سفر کر کے اپنے کو بچا لیا تھا اور قریش مکہ کو آپ کے ارادے سے باخبر کر دیا چنانچہ انہوں نے اپنے کارواں کی حفاظت کے لیے ایک فوج بھیج دی تھی اور جس کے تعجب میں غزوہ ید پشیش آیا تھا۔ اسی غزوہ میں آپ نے حضرت علیؓ کو نرم مٹی (البوغار) میں سوتے دیکھ کر حکا بٹھا اور ابوتراب کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا اور اسی غزوہ میں آپ نے قبیلہ بنو مدیج اور بنو ضمرہ میں ان کے حلفاء سے معاہدہ کیا تھا۔ آپ کی کسی سے کوئی ٹھبھیر نہیں ہوئی اور آپ واپس مدینہ لوٹ آئے تھے۔ بلاذری نے مختصر ابن سعد کی روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ مسلم فوج میں صرف ایک گھوڑا تھا اور حبیب بن مسلم فوج بنو مدیج کے علاقہ سے گزری تو انہوں نے مسلمانوں کی خوب خراب مہمان نوازی کی مگر قریش کارواں پر کھنکھانے لگا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپ اس غزوہ میں قریش کے ارادے سے نکلے تھے اور ابن ہشام نے صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ مدینہ میں آپ نے ابوسلمہ کو اپنا جانشین بنایا۔ پھر دونوں کا بیان زیادہ تر مسلم جماعت کے سفر کی مختلف منازل اور ان میں ان کے قیام، کھانے پینے اور نماز پڑھنے یا مساجد بنانے سے متعلق ہے۔ بنو دینار کے راستے سے آپ روانہ ہوئے اور حیفاء الغبار کے راستے آپ وادی ابن اذہر میں داخل ہوئے جہاں آپ نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا، نماز پڑھی اور کھانا پکا کر کھایا اور المشرتب کے چشمے سے پانی پیا۔ پھر اٹھ کر اپنے یائیں چھوڑتے ہوئے ایک تنگ وادی سے گزرے جو آج تک وادی عبداللہ کے نام سے مشہور ہے۔ پھر یائیں جانب کے راستے سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ وادی میل پہنچے اور اس حصہ میں قیام کیا جو ضبوعہ سے ملتا ہے اور اس کے کنوئیں سے بانی بیا پھر آپ مل کے میدان سے سفر کرتے ہوئے صغیرات البہام میں شاہراہ پر پہنچے اور اس پر سفر کرتے ہوئے آپ وادی بنو مدیج میں واقع مقام مقصود۔ ذوالعشیرہ۔ پہنچے یہاں آپ نے پورے ماہ جمادی الاولیٰ اور دوسرے چھینے کے کچھ دن تک قیام کیا۔ آپ نے بنو مدیج اور ان کے بنو ضمرہ کے حلیفوں سے دوستی کا معاہدہ کیا اور بغیر کسی جنگ و جدال کے مدینہ واپس آ گئے۔ اسی غزوہ میں آپ نے حضرت علیؓ کو ابوتراب کی کنیت عطا فرمائی اور اس سلسلہ میں کئی روایات بیان کی ہیں۔ یعقوبی نے صرف اتنا بیان کیا ہے کہ ان دو بدوی عربی قبیلوں سے معاہدہ آپ نے ان کے سردار مخشی بن عمر ضمری کی معرفت کیا۔ طبری میں مندرج روایات ابن اسحاق اور ان کے جامع اور وادی امدان کے کاتب کی روایات کا حسب معمول مجموعہ ہیں تاہم ان میں غزوہ کی تفصیلات سے زیادہ زور حضرت علیؓ کی کنیت کے بارے میں روایات پر ہے۔ بلکہ ایک طرح سے طبری سے پتر ہی نہیں جتا کہ یہ غزوہ کس مقصد سے ہوا تھا اور اس میں کیا مسائل و متصادم مسلمانوں کے ہمیش نظر تھے؟

مذکورہ بالا مآخذ سے اکثریت غزوہ کے بیان کے مترادف میں یہ کہہ کر مسلم فوج قریش کے ارادے سے نکلی تھی پھر کارواں قریش کا کوئی ذکر نہیں کرتی حتیٰ کہ وادی مدینہ میں بھی بعد میں صرف اتنا کہا ہے کہ قریش نے اس کارواں میں اپنا سارا مال لگا دیا تھا۔ اور وہ مسلم جماعت کے ذوالعشیرہ پہنچنے سے پہلے نکل گیا تھا۔ تفصیلات صرف ابن سعد کی روایات سے ملتی ہیں اور یہ پتر چلتا ہے کہ ابن سعد نے جس قریشی کارواں کی طرف اشارہ کیا ہے یہ وہ کارواں تھا جو ابوسفیان بن حرب اموی کی قیادت میں بدر سے کچھ پہلے شام گیا تھا اور جس کو واپس پیمانہ

نے روکنا چاہا تھا اور جس کے بغیر میں غزوہ بدر پیش آیا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عظیم دھارمالمال کاروان قریش کب شام کے لئے مکہ سے روانہ ہوا تھا کیونکہ واقعہ واقعہ جنگ بدر کے اسباب کے بارے میں اپنی دور وایتوں میں اور ابن سعد نے غزوہ العثیرہ کے سبب و محرک پر اپنی ایک روایت میں دعویٰ کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کاروان قریش کو اس کی آمد و رفت دونوں مواقع پر روکنا چاہا تھا۔ ظاہر ہے کہ واقعہ واقعہ ابن اسحاق اور ان کے کاتب نے صراحتاً کہا ہے کہ یہ کاروان مکہ سے جمادی الآخر میں غزوہ العثیرہ سے پہلے روانہ ہوا تھا۔ دوسری طرف ابن اسحاق اور ان کے جامع کا بیان ہے کہ غزوہ ذوالعشرہ جمادی الاولیٰ کے شروع میں پیش آیا تھا۔ گویا کہ بالواسطہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحاق اور ابن شام کو اس سے اتفاق نہیں کہ غزوہ ذوالعشرہ نے ابوسفیان کے زیر قیادت تجارتی قافلے کو شام جاتے وقت روکنا چاہا تھا۔ طبری میں مذکورہ ایک روایت جو عروہ بن زبیر نے عبدالملک بن مروان کے استفسار پر اپنے خط میں لکھی تھی، اسے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ نخلہ کے بعد یہ کاروان قریش مکہ سے شام کے لیے روانہ ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے مطابق یہ سر یہ نخلہ ہی تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑکائے تھے۔ (وكانت تلك الموقعة هاجت الحربية بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين قریش واول ما اصاب به بعضهم بعضا من الحرب، و ذلك قبل مخرج ابي سفيان واصحابه الى الشام) اس کے علاوہ اس کاروان قریش ایک سیاسی مقصد جس پر ہم کچھ بعد میں بحث کریں گے اور واقعہ نخلہ کے نتائج کے علاوہ بعض دوسری تفصیلات پر واضح کرتی ہیں کہ یہ قریشی کاروان واقعہ نخلہ کے بعد کسی وقت رجب ۱؎ میں روانہ ہوا تھا اور اس کی واپسی دو ماہ بعد رمضان ۲؎ میں ہوئی تھی۔ اگر یہ یقیناً صحیح ہے تو واقعہ واقعہ ابن سعد کا یہ دعویٰ کہ غزوہ ذوالعشرہ میں آپ نے اسی کاروان پر حملہ کرنا چاہا تھا غلط معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ واقعہ بدر کے اسباب کی بعض تفصیلات ثابت کرتی ہیں کہ آپ نے اس قریشی کاروان پر اس کی واپسی پر ہی حملہ کرنا چاہا تھا۔ خود واقعہ ابن سعد کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کاروان کی واپسی کے وقت کا انتظار کرتے رہے تھے اور جب وہ وقت آگیا تو آپ نے اپنے اصحاب کو بلا کر کہا کہ:

”یہ قریش کا کاروان آرہا ہے جس میں ان کا تمام مال لگا ہے شاید اللہ تم کو اس میں غنیمت عطا فرمائے“

اس کے علاوہ ابن اسحاق اور ان کے جامع اور ان کے تمام ماخذ سے ثابت ہوتا ہے کہ شام سے واپسی کے دوران کاروان قریش پر چھاپہ مارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ خاص کر ابن اسحاق کا یہ جملہ کہ مسلمانوں میں سے بعض نے یہ حکم نبوی بخوشی قبول کیا تھا اور بعض نے ناگواری سے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ آپ مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کے لیے نہ خود جائیں گے نہ ان سے کہیں گے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے آپ کی تمام ہمیں بشمول غزوہ ذوالعشرہ چھاپہ مار کاروانی یا جنگ کے لیے نہ تھیں کیونکہ چھاپہ مار کاروانی میں بھی جنگ کا اور خونریزی کا خطرہ ضرور تھا اور اسی خطرے سے بعض لوگ بچنا چاہتے تھے۔

قریشی کاروان کی قسین اوقات آمد و رفت کے علاوہ اس غزوہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جادہ سفر کا معاملہ بہت اہم ہے۔ ابن اسحاق کے بیان پر کسی قسم کا شبہ کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے بہر حال اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ہم

سفر کے راستے سے ہٹ کر کافی دور سفر کیا تھا اور منزل مقصود کے قریب معمول کے راستے پر آئے تھے جہاں سے ذوالعشرہ پہنچے
ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاصا پیچدار اور لمبا راستہ تھا۔ عام راستہ کو چھوڑنا تو رازداری کی خاطر بھی ہو سکتا تھا مگر ایک طویل تر اور
بیمیدہ تر راستہ اختیار کرنا قیمتی وقت لیتا ہے جیسا کہ اس مہم کے دوران ہوا اگر آپ مدینہ سے سیدھے شامراہ تجارت کا رخ
کرتے اور بجائے مغرب شمال کے مغرب جنوب یا سیدھے مغرب میں جاتے تو زیادہ جلد اور شاید وقت پر پہنچ جاتے جیسا کہ آپ نے
غزوہ بدر سے پہلے کیا تھا لیکن مد اہل شامراہ تجارت آپ کی اصل منزل نہ تھی۔ آپ کی اصل منزل تو بنو مدیج کا علاقہ تھا جن
کی خاطر آپ نے یہ سفر کیا تھا۔

تقریباً تمام ماخذ سے عام طور پر اور بلاذری کے ایک جملے سے خاص کر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس مہم کا مقصد بنو مدیج اور ان کے
ضمری حلیفوں سے معاہدہ اخوت و دوستی تھا۔ اس کی مزید تائید اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ آپ نے ذوالعشرہ میں مختلف روایات کے
مطابق ایک ماہ سے زیادہ اندوہاہ سے کم وقت گزارا یہ وقت گزاری محض عام قریشی کاروانوں کے گزرنے یا اس مخصوص جڑے
قریشی کاروانوں کی واپسی کی خاطر نہ تھی جیسا کہ واقدی کی دو روایتوں میں ایک جذامی شخص کے تاثر سے ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ بتیں امر
تھا کہ قافلہ جلد ہی گزر چکا تھا اور ماہ ڈیڑھ ماہ میں اس کی واپسی کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ اس لیے یہ بات قطعیت کے ساتھ کہی جاسکتی ہے
کہ آپ کا علاقہ بنو مدیج میں قیام قریشی کاروان کی واپسی کے انتظار میں نہ تھا بلکہ اس علاقہ کے لوگوں کی خاطر تھا۔ اس خیال کی مزید تائید
نور واقدی ہی کی روایتوں سے ہوتی ہے جن میں کہا گیا ہے کہ آپ قریشی کاروان کی واپسی کے سلسلے میں وقت شمار کر رہے
رہے تھے یعنی آپ کو اندازہ تھا کہ اس کی واپسی کا متوقع وقت کون سا ہوگا اور غزوہ بدر کے لیے آپ کی ۱۲ رمضان ۱؎ کو روانگی
اور وہ بھی اپنے ان جاسوسوں کی واپسی کا انتظار کئے بغیر جو قریشی کاروان کے بارے میں حتمی معلومات حاصل کرنے گئے تھے کہ
مراجعت مدینہ سے پہلے اور پھر ۱۶ رمضان ۱؎ کو بدر میں پہنچنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ آپ کو اس تائید یا اس کے معاہدہ
قافلہ مکہ کے بدر سے گزرنے کا کتنا صحیح اندازہ تھا۔ ابوسفیان نے اپنا قافلہ تجارت مسلمانوں کی اندازہ تائید و وقت معام
گزر دیا اور وغیرہ کی وجہ سے نہیں بچا لیا تھا بلکہ محض اپنی دود اندیشی، سوچھ پوچھ اور مین بدر سے پہلے اصل راستہ چھوڑ کر
دوسرا راستہ اختیار کر کے اور تیز رفتاری سے قریش کو خیر کر کے اور مسلم فوج کے تعاقب کی راہ کو مسدود کر کے بچا یا اور محفوظ کیا
تھا۔

اسی ذیل میں ایک اہم نکتہ اور ابھرتا ہے۔ واقدی، ابن اسحاق اور بغدادی کے بیان سے واضح ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ ماہ کے قریب قیام کیا تھا۔ اگر اس غزوہ کی تاریخ واقدی کی بتائی ہوئی تسلیم کر لی جائے تو مدینہ کو
آپ کی واپسی ماہ رجب کے اواخر یا کم از کم واسطہ کے بعد ہونی چاہیے مگر یہ نتیجہ ماخذ کے صریح بیانات سے عموماً اور ابن اسحاق
کے بیان سے خصوصاً مژود قرار پاتا ہے۔ تقریباً تمام ماخذ کا اس پر اتفاق ہے کہ جمادی الآخر، رجب، شعبان اور رمضان کے پہلے ہفتہ
تک آپ مدینہ میں مقیم رہے تھے اور غزوہ ذوالعشرہ سے واپسی پر آپ نے سر پہ نخلہ بچھا تھا اس سے دو اہم نتیجے سامنے آتے ہیں
اول یہ کہ غزوہ ذوالعشرہ کے بارے میں ابن اسحاق کی بیان کردہ تاریخیں زیادہ صحیح ہیں اور واقدی کی مشتبہ۔ دوم یہ کہ ابوسفیان کا کاؤل

شام اس وقت تک روانہ ہی نہ ہوا تھا۔ تو پھر اس پر مسلم بچا پے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے!

پھر آخری نکتہ اس کا روانہ قریش کے بارے میں یہ ہے کہ اس غظیم و مالامال قافلے کے ساتھ کل تیس چالیس اور ایک دہت کے مطابق ستر آدمی تھے اور وہ کل ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا۔ اس پر تمام مآخذ کا اتفاق ہے کہ ماضی قریب میں یہ سب سے بڑا کاروان مکہ تھا جس میں ہر کی مرد و عورت کا کچھ نہ کچھ پیسہ لگا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ بعض قریشی کاروانوں کا ذکر آچکا ہے اور ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ کسی بن تین سو ایک میں دو سو اور کسی میں سو محافظ یا اشخاص تھے۔ ایک کاروان کے بارے میں تو یہ کہا گیا ہے کہ اس میں پندرہ سو اونٹ تھے۔ ظاہر ہے کہ سب کے سب ابوسفیان کے زیر قیادت ملی کاروان کے مقابلے میں کافی حقیر تھے۔ ان میں اتنی بڑی تعداد میں محافظوں یا تاجروں کی موجودگی کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کی تعداد میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے اس خیال کو مغربی مورخین خصوصاً مؤلف نگری واٹ نے قبول کر لیا ہے۔ دوسرے یہ کہ کئی تاجروں نے شروع میں مدینہ میں اور مسلم حکومت کے قیام سے خوف محسوس کیا تھا اور حفاظت کی خاطر زیادہ سے زیادہ محافظ ساتھ لیے تھے لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا ان کے دل سے خوف دور ہوتا گیا اور اسی وجہ سے قریشی کاروانوں میں شامل افراد کی تعداد گھٹتی گئی تا آنکہ ان کے غظیم ترین کاروان میں انفرادی طاقت سب سے کم رہ گئی اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جب ابوسفیان اپنا کاروان لے کر شام روانہ ہوئے تھے تو نہ صرف ان کو بلکہ مکہ والوں کو مدینہ کے مسلمانوں سے کم از کم کوئی خطرہ اپنی تجارت کے لئے محسوس نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ہی اس قافلے واٹوں نے پورے سفر کے راستے میں خاص کہ مدینہ کے قریب سے گذرتے ہوئے محسوس کیا تھا۔ ان کو پہلی بار خطرہ شام میں قیام کے دوران یا اپنی واپسی پر شام کی سرحد پر بنو جذام و غدرہ کے علاقہ میں محسوس ہوا تھا اور وہ ہوشیار ہو گئے تھے اور انھوں نے اپنی پہلی فرصت میں اس کی حفاظت کا بندوبست کیا تھا۔ ان تمام نکات و حقائق کی روشنی میں یہ بات حتمی طور سے کہی جاسکتی ہے کہ غزوہ ذوالعبیہ کا مقصد و محرک قریشی کاروان تجارت پر چھاپا مارنا نہیں تھا بلکہ اس علاقے کے بڑی قبائل سے صلہ و دوستی کے معاہدے کرنا تھا۔

۸۔ اٹھویں مہم :-

ابتدائی مہموں کے سلسلے کی آخری اور غالباً اہم ترین مہم نخلہ کی تھی جو حضرت عبداللہ بن جحش بن ربیع الاسدی کی قیادت میں مکہ کے باطل قریب واقع مقام نخلہ کو بھیجی گئی تھی۔ ابن اسحاق اور ان کے جامع کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنو نضلہ یا بدر اولیٰ سے اپنی واپسی پر جب بن اٹھ مہاجرین پر مشتمل یہ مہم روانہ فرمائی تھی۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن جحش کو ایک ہدایت (کتاب) عطا فرما کر حکم دیا تھا کہ دو دن کے سفر کے بعد اسے کھول کر دیکھیں اور اس میں تحریر شدہ علم پر عمل کریں اور اگر ان کے تھیلوں میں سے کوئی نہ چلے تو اس کو چھوڑ کر دیں۔ ان اٹھ مہاجرین کے نام یہ تھے :-

- ۱۔ حضرت ابو حذیفہ بن عقیہ اموی رضی
- ۲۔ حضرت عبداللہ بن جحش اسدی (حلیف بنو امیہ)
- ۳۔ حضرت عکاشہ بن محسن اسدی (حلیف بنو امیہ)
- ۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ذہری رضی
- ۵۔ حضرت عامر بن ربیع غنوی (حلیف بنو عدی)
- ۶۔ حضرت عقیہ بن غزوان ثمالی (حلیف بنو زہرہ)

۷۔ حضرت بکیر خالد بن بکیر بنی (حلیف بنو سعد) ۸۔ حضرت ہبیل بن میضار حارثی

دوران کے سفر کے بعد جب حضرت عبداللہ بن جمش بنی نامہ مبارک کھولا تو اس میں تحریر تھا:

اذا نظوت فی کتابی هذا فامض
حتی تنزل غنلة بین مکہ و
الطائف فترصد بها قریشا وتعلیم
لنا من اخبارهم
لئے ان کی خبریں معلوم کر دو۔

خط کا مضمون پڑھ کر انہوں نے آمنا صدق کہا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو غلہ جا کر قریش پر نظر رکھنے اور ان کی خبریں معلوم کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے مجھ کو تم میں سے کسی کو مجبور کرنے سے منع کیا ہے۔ اگر کسی کو شہادت کی تمنا ہے تو وہ آگے چلے اور جس کو نہ ہو وہ واپس چلا جائے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کروں گا۔“

چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور ان کے تمام اصحاب نے ان کا ساتھ دیا اور کسی نے بھی پیچھے نہ رہا نہ کیا۔ وہ حجاز کے راستے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ فرع کے علاقہ بالا میں واقع ایک کان (معدن) پر پہنچے جس کو بحران کہا جاتا تھا تو سعد اور عقبہ کا اونٹ گم ہو گیا جس پر وہ آگے پیچھے بیٹھتے تھے۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ جبکہ حضرت عبداللہ اور ان کے بقیہ ساتھی غلہ جا پیچھے۔ ایک قریشی کا رواں جو سوکھی کھجوریں (زربیب) کھالیں (ادم) اور کچھ دوسرا سامان تجارت (تجارة حسن تجارة قریش) سے جا رہا تھا۔ ان کے پاس سے گذرا۔ اس میں عمرو بن حفص، عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی اور اس کا بھائی نوفل مخزومی اور ہشام بن مغیرہ مخزومی کا مولیٰ حکم بن کیسان شامل تھے۔ جب کارواں والوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے کیونکہ وہ ان کے قریب ہی خیمہ زن ہوئے تھے عکاشہ نے جہتوں نے اپنا سر گھٹا لیا تھا ان کے سامنے آگئے اور ان کو یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ وہ عمرہ کرنے والے ہیں اور ان سے خوف کی کوئی ضرورت نہیں“ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کیونکہ یہ رجب کا آخری دن تھا اور آپس میں کہا کہ ”اگر تم ان کو آج کی رات چھوڑتے ہو تو یہ حرم مکہ میں داخل ہو جائیں گے اور تم سے بچ سکیں گے اور اگر تم ان کو قتل کرتے ہو تو تم ایسا ماہ مقدس میں کرو گے۔“ چنانچہ وہ ان پر حملہ کرنے سے گریزاں و ترساں تھے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو ہمت دلائی اور آخر کار فیصلہ کر لیا کہ ان میں جتنوں کو قتل کرنا ممکن ہو ان کو مار ڈالا جائے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا جائے۔ واقعہ بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حفص پر ایک تیر چلایا اور اس کو مار ڈالا عثمان بن عبداللہ مخزومی اور حکم بن کیسان نے اپنے کو حوالہ کر دیا اور نوفل بچ کر نکل گیا۔ حضرت عبداللہ اور ان کے اصحاب نے کارواں اور دونوں قیدیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کو لے کر مدینہ پہنچے۔ عبداللہ کے ایک خاندان والے کا بیان ہے کہ اول الذکر نے کہا تھا کہ: ”مال غنیمت میں سے خمس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے۔“ (یہ فیصلہ مال غنیمت میں خمس کا حکم خداوندی کے نازل ہونے سے پہلے کیا گیا تھا) بہر حال

انہوں نے خمس الگ کر کے باقی مال اپنے تمام اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ:

”میں نے تم کو ماہ مقدس میں لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔“

اور آپ نے کارواں اور دونوں قیدیوں کا معاملہ مطلق رکھا اور ان میں سے کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تو اصحاب سریر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور ان کو اپنی ہلاکت نظر آنے لگی۔ ان کے مسلمان بھائیوں نے ان کو ان کے فعل پر یمنی طعن شروع کر دیا اور قریش نے کہا: ”محمدؐ اور ان کے اصحاب نے ماہ مقدس کی بے حرمتی کی ہے اس میں نوحی ریزی کی، مال لوٹا اور قیدی بنائے۔“

مکہ میں موجود مسلمانوں نے اس کی تردید کی اور جواباً کہا کہ انہوں نے یہ سب کچھ شعیان میں کیا ہے۔ یہودیوں نے اس واقعہ سے خال نکالی (جس کا مقہوم و مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں اور مکہ والوں کے درمیان اس واقعہ کی بنا پر جنگ چھڑنے والی ہے) لیکن خدا نے اس خالی اکوان پر ہی المٹ دیا اور ان کے حق میں نہ رہنے دیا اور جب اس معاملہ پر بہت گفتگو ہونے لگی تو خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ

اللَّهِ وَكَفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَآخِرَاجِ أَهْلِهِ هُنَّ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ

أَكْبَرُ مِنَ الْقِتَالِ وَلَا يَزَالُونَ يَقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدَّكُمْ عَنْ دِينِكُمْ وَإِنْ اسْتَطَاعُوا.....

(۲۱۷:۲۲)

ترجمہ: تم سے پوچھتے ہیں حرام کے مہینے کو اس میں لڑائی کرنے، تو کہہ لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجد حرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو وہاں سے اس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے ہاں اور دین سے بچنا تا مار ڈالنے سے زیادہ اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو یہاں تک کہ تم کو پھر دین تمہارے دین سے اگر مقدور پاویں۔

(ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی)

جب اس معاملہ کے بارے میں قرآن نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کی تشویش دور کر دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کارواں اور قیدیوں پر قبضہ کر لیا۔ قریش نے آپ کے پاس عثمان اور حکم کو رہا کرنے کے لئے بھیجا لیکن آپ نے فرمایا کہ:

”ہم ان کو اس وقت تک رہا نہیں کریں گے جب تک ہمارے دونوں ساتھی واپس نہیں آجاتے (آپ کی مراد

حضرت سعدؓ اور عتبہؓ تھے) اگر تم ان کو مار ڈالو گے تو ہم تمہارے ساتھیوں کو قتل کر دیں گے۔“

لیکن جب حضرت سعدؓ اور عتبہؓ واپس آ گئے تو آپ نے ان دونوں قیدیوں کو زبردستی رہا کر دیا۔ جہاں تک حکم کا تعلق ہے وہ اچھے مسلمان بنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ بزمِ معونہ میں شہید ہوئے۔ عثمان الغنیؓ مکہ چلا گیا جہاں وہ کاغذ

کی حیثیت سے مرا۔ قرآن کے نازل ہونے پر جب حضرت عبداللہ کی تشریش دور ہو گئی تو ان کو اجر و ثواب کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اور انہوں نے پوچھا: ”کیا ہمارے اس کارنامے کو جہاد مانا جائے گا اور ہم کو مجاہدین کا اجر ملے گا؟“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا:

ان الذين آمنوا والذين هاجروا جاهدوا
في سبيل الله اولئك يرجو رحمة الله
والله غفور رحيم (۲-۲۱۸)

جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راہ میں نہ امید دار ہیں اللہ کی مہربانی کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
(ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی)

اس طرح اللہ نے ان کی سب سے بڑی آرزو پوری کر دی۔

حضرت عبداللہ کے ایک خاندان واسے کا کہنا ہے کہ خدا نے مالِ غنیمت کے چار حصے مجاہدین کے لئے اور خمس خدا اور اس کے رسول کے لیے مقرر فرما دیے۔ یہ فیصلہ خداوندی اس کا ردِ ان قریش کے مالِ غنیمت کے بارے میں حضرت عبداللہ کے فیصلہ کے مطابق تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عبداللہ کے سر پر کے بارے میں کچھ اشعار کہے تھے اور بعض راویوں کا خیال ہے کہ یہ اشعار خود امیر سریرہؓ نے کہے تھے۔ ان اشعار کا معنوم قرآنی آیت ۲: ۲۱۷ کے مطابق ہے۔ صرف اضافہ یہ ہے کہ ابنِ حضری کے قتل اور واقعہ کے ہتھیاروں کے شے بٹھرائے جانے اور عثمانؓ کی غزوی کے قبضہ میں ہونے کی طرف اشارہ کئے گئے ہیں (ابن اسحاق کی روایت بیان کرنے کے بعد ابنِ ہشام نے اضافہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پہلا مالِ غنیمت تھا جو مسلمانوں کو ملا، عمرو بن حضری، پہلا مقتول تھا جس کو مسلمانوں نے مارا تھا جبکہ عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کيسان ان کے پہلے قیدی تھے۔

واقعی کی روایت میں حسب ذیل اہم اضافے اور اختلافات ہیں :

- ۱۔ یہ ہم ہجرت کے سترھویں مہینے کے آغاز میں (علیؓ اس سبتہ عشر شہر) نخلہ بھیجی گئی تھی جو ابن عامر کا باغ تھا۔
- ۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی سے ایک شام قبل حضرت عبداللہ کو نماز عشا کے وقت طلب فرمایا تھا اور اگلی صبح مسلح ہو کر آنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”میں صبح کو تمہیں کہیں بھیجوں گا۔“
- ۳۔ حسب ہدایت نبوی جب وہ صبح کو حاضر ہوئے تو لوہار تیرکائی و ترکش اور چڑے سے بنی ہوئی ڈھال سے مسلح تھے۔ نماز صبح کے بعد لوگوں کے منتشر ہونے پر حضرت عبداللہ و لکھہ نبوی پر پہنچے تو وہاں پہلے سے قریش کے کچھ لوگ موجود تھے۔
- ۴۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو بلا کر خولانی چڑے کے ٹکڑے (اویم خولانی) پر خط لکھوایا۔
- ۵۔ حضرت عبداللہ بن حمش کے استفسار پر آپؐ نے ان کو دیکھنے کی سمت میں نجدی راستے (نجدیہ) سے سفر کی ہدایت فرمائی تھی۔

- ۶۔ آپؐ نے امیر سریرہ کو ابنِ ضمیرہ کے کنوئیں (بئر) نامی مقام پر پہنچنے کے بعد خط پڑھنے کا حکم دیا تھا۔
- ۷۔ نخلہ پہنچنے پر ان کو واقعی کے مطابق قریش پر نظر رکھنے کے بجائے کاروانِ قریش پر نہا۔ حکم نامہ نبوی میں دیا گیا تھا (فتر صد بہا عبید قریش)

کی ہے جس کے مطابق آپؐ نے ابنِ حضرمی کی دیت نہیں ادا کی تھی۔

۲۰۔ ابو معشر کی روایت ہے کہ اسی غزوہ میں حضرت عبداللہ بن حمشؓ کو امیر المؤمنین کا خطاب ملا تھا۔

۲۱۔ آخر میں واقدی نے شرکاءِ کعبہ کی فہرست دی ہے جس میں کل آٹھ نام گناے ہیں اور کہا ہے کہ یہ ہی روایت زیادہ صحیح (اثبت) ہے بعض دوسری روایتوں کے مطابق ان کی تعداد بارہ اور تیرہ بھی بتائی گئی ہے۔

ابنِ سعد کی روایت ان کے استناد و واقدی کی روایت کی نفی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے یہاں شرکاءِ کعبہ کی تعداد بارہ ہی بتائی گئی ہے اور نامہ نبوی کی عملیت کی جگہ ان کے اپنے الفاظ میں کاروان قریش (عیر قریش) پر نظر رکھنے کے حکم کی طرف اشارہ ہے۔ بلاذری کی روایت بھی واقدی کی روایت کا جبرہ ہے لیکن کچھ فرق کے ساتھ۔ ایت توفیق یہ ہے کہ اس میں حکم بن کعب کی بھی ملوثی بتایا گیا ہے، دوم نامہ نبوی کے اصل فقرے میں فعل مختلف ہے اور فارصہ بھاہیر قریش کے الفاظ ہیں۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ شہر حرام میں جنگ و جدال کے بارے میں استفسار جس کی طرف قرآن کریم کی متعلقہ آیت میں حوالہ ہے مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ یعقوبی کی روایت ابن اسحاق کی روایت کا اختصار ہے۔ طبری نے تین روایات بیان کی ہیں اس سلسلہ میں پہلی تو ابن اسحاق کی روایت ہے جو پوری مفصل ہے۔ دوسری واقدی کا صرف ایک مختصر حوالہ ہے اور تیسری روایت سدی کی ہے جو مذکورہ بالا دونوں قسم کی روایتوں سے کافی مختلف ہے۔ اس تیسری روایت کے مطابق نخلہ کی ہم میں کل سات نفر تھے۔ ان میں عمار بن یاسر اور عامر بن نبیرہ کے دو نئے نام ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن حمشؓ نے جس جگہ نامہ مبارک پڑھا تھا اس کا نام بطن ملل یا وادی ملل بتایا گیا ہے اور یہی بتایا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ نے اپنے ساتھیوں کو موت کے لیے تیار بننے اور وصیت کر لینے کی ہدایت بھی کی تھی۔ مکی کارواں کے شرکاء کی تعداد چار ہی بتائی گئی ہے اور ایک کے سوا سب کے نام بھی دوسروں کی طرح ہیں۔ یا نام مغیرہ بن عثمان ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہی شخص مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچ نکلا تھا۔ ایک نیا فرق یہ ہے کہ جب مسلمانوں پر کاغذ لے کر رجب میں منق و خونریزی کرنے کا الزام لگایا اور لعن ملعون کیا تھا تو مسلمانوں نے اپنے جواب میں تردید کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ہمیں جہادی کاغذ کا تھا۔ ابو جعفر کی روایت کے مطابق پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو امیر سرہ بنا کر بھیج دیا تھا مگر پھر ان کو واپس بلا کر حضرت عبداللہ بن حمشؓ کو ان کی جگہ امیر سرہ مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔

جدید مغربی مؤرخین نے خاص طور پر اور عام جدید مصنفین نے عام طور سے اس سرہ پرکاشی کی بحث کی ہے اور مسلمانوں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشی کارواں پر ماہ مقدس میں مال و دولت کی حرص و ہوس میں غدارانہ حملے کا مورد الزام قرار دیا ہے کارل بروکمن (CARL BROCKELMANN) کا خیال ہے کہ مسلم ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ماہ مقدس کی بے حرمتی کر کے ایک مالا مال کارواں کو لوٹ لیا کیونکہ مکی کارواں کے محافظ ماہ مقدس کی وجہ سے اس کے تحفظ کی طریت مطمئن تھے لیکن اس قبائلی اخلاقی ضابطہ کی خلاف ورزی پر جب خود مدینہ میں ایک طوفانِ ناراضگی اٹھ کھڑا ہوا تو رسولؐ نے حملہ کرنے کا حکم دینے کی واقعیت سے انکار کر دیا حالانکہ اس کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ حملہ آپؐ کی خواہشات کے مطابق ہوا تھا اور بعد میں آپؐ کی تردید یا انکار آپؐ کے اپنے احکام کی غلط تعبیر و تشریح تھی لیکن جب کثیر مالِ قیمت نے آپؐ میں شدید حرص پیدا کر دی تو آپؐ نے ایک بعد کی ایت

منزلہ میں کافروں کے خلاف اعلان جہاد کرنے اور مالِ فلیت کی تقسیم اور ماہِ مقدس میں جنگ کے جواز کا اعلان کرنے کی جرأت کی۔ فرانسکو جبریل (FRANCESCO GABRIELI) نے اس ہم کو مدینہ کی کثیر آبادی کی مادی ضروریات پوری کرنے کے حوالے کا تجربہ قرار دیتے ہوئے اس کو ایک غدارانہ حملہ بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس نے صلح کے زمانے کا خاتمہ کر دیا اور جس کے نتیجہ میں مکہ میں شدید ردِ عمل ہوا اور مدینہ میں بھی خاصی بے چینی پیدا ہو گئی۔ "مؤنٹگری واٹ" نے ان سب میں سب سے طویل بحث کی ہے: "اور تقریباً انھیں خیالات کا اظہار کیا ہے جن سے ہمارا سابقہ اگلے صفحات میں پڑے گا۔" تاخذ کی مختلف روایات اور مغربی مورخین کی شدید بحث میں سریہ نخلہ کی اصل نوعیت اجاگر نہیں ہوتی اس لیے تاریخی روایات کا تقاضہ ہے کہ اس پر مفصل بحث کی جائے تاکہ اس تنازعہ فیہ آخری سریہ کے محرکات، مسائل اور مفاد نہایت صحیح حقائق کی روشنی میں واضح ہو سکیں۔

بحث کا آغاز اس نکتے سے کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ہم کا محرک و مقصد کیا تھا؟ اور کیا تاخذ سے وہ تجربہ نکلتا ہے جو جدید مغربی مورخین نے نکالا ہے؟ ہم اوپر تاخذ کی بیان کردہ روایات میں دیکھ چکے ہیں کہ تاخذ کو دو طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک طبقہ ابنِ اسحاق، ابنِ ہشام، یعقوبی، طبری اور ابنِ اثیر پر بنیادی طور سے مشتمل ہے۔ جن کے مطابق سریہ نخلہ کا مقصد و محرک قریش کے آئندہ اراکوں، منصوبوں اور کارروائیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا۔ دوسرا طبقہ واقدی، ابنِ سعد اور بلاذری پر مشتمل ہے اور ان کے مطابق ان کا مقصد کسی قریشی کاروان پر نظر رکھنا تھا۔ ان دونوں طبقات کا نقطہ نظر درحقیقت نامہ نبوی کی عبارت پر منحصر ہے۔ یہ دل چسپ اور اہم حقیقت ہے کہ مختلف تاخذ میں نامہ نبوی کی عبارت مختلف انداز میں نقل ہوئی ہے۔ نقلی اختلافات تو اتنے زیادہ اہم نہیں ہیں کیونکہ ان سے اصل معنی و مفہوم پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے۔ البتہ بعض الفاظ اور فقرہ کی موجودگی اور حذف سے صورتِ حالی خاصی مختلف اور پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ پہلے طبقہ کے مطابق "سریہ نخلہ کے مجاہدین کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ نخلہ جائیں اور وہاں قریش پر نظر رکھیں اور مسلمانوں کے لیے ان کی خبریں فراہم کریں۔ جبکہ دوسرے طبقہ کے مطابق ان کو "کسی خاص کاروان قریش پر نظر رکھنی تھی۔ چنانچہ ان کے یہاں پہلے طبقہ کی نقل کردہ عبارت کا آخری فقرہ "و تفعلہم لنا من اخبارہم" (ہمارے لیے ان کی خبریں حاصل کرو) نہیں ہے۔ جبکہ پہلے ٹکڑے میں ترصد بہا قریشا (قریش پر نظر رکھو) کی جگہ ترصد بہا عبیر قریش عبارتوں میں سے کون سی عبارت زیادہ صحیح ہے؟ تاریخی اصولوں اور تاریخ نویسی کے قواعد کا تقاضا تو یہی ہے کہ اختلاف و تضاد کی صلاحت میں قدیم ترین روایت کو ترجیح حاصل ہو۔ چنانچہ اس بنا پر ابنِ اسحاق اور ان کے متبعین کی روایت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ ان کے حق میں یہ بات بھی جاتی ہے کہ اکثر مورخین ان ہی کی روایات سے اتفاق کرتے ہیں۔ اس لیے بنیادی طور پر اس سریہ کا مقصد قریش کے اراکوں پر نظر رکھنا اور ان کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہی قرار پاتا ہے۔

پھر اگر واقدی اور ان کے ہمنوا مورخین کی روایت کو بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کسی خاص کی کاروان پر نظر رکھنے کی ہدایت ہم والوں کو دی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں ڈونکے ابجرتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے کون سا کاروان مراد تھا؟ طائف سے مکہ آنے والا کاروان جس پر مجاہدین نخلہ نے چھاپہ مارا تھا۔ یا کوئی اور؟ بیشتر جدید محققین نے اس سے یہی مراد لیا ہے کہ نامہ نبوی میں نخلہ کے کاروان کی طرف اشارہ تھا۔ مؤنٹگری واٹ نے اس نکتہ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کارواں کے اس راستہ سے نکلنے سے گزرنے کا علم تھا کہ نہیں۔ بہت ممکن ہے کہ آپ کو اس کارواں کے نکلنے سے گزرنے کا علم تھا لیکن وقت و تاریخ کے بارے میں یقین نہ تھا۔ غالباً وہ کچھ مدت بعد گزرنے والا تھا۔ لیکن کسی وجہ سے وہ کارواں وقت سے پیشتر نکلا تھا۔ اس لیے آپ کے تمام اندازے غلط ہو گئے اور مسلمان مجاہدین کو جو عرصہ ماہ مقدس میں جلا کرنا پڑا۔

دوسرا امکان منٹوگری واٹ کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کو اس کارواں کے گزرنے کا علم نہ رہا ہو۔ بلکہ اپنے عمومی امکان کو مدنظر رکھ کر ہدایت دی ہو کہ اس نسبتاً محفوظ راستے پر کارواں عموماً گزرتے ہی رہتے ہیں۔ غالباً آپ کو یہ خیال تھا کہ شامی شاہراہ تجارت کے مقابلے میں اس مقامی شاہراہ پر کارواں کے ساتھ محافظ بھی کم ہوں گے۔^{۱۸} واٹ کی یہ دلیل تسلیم کرنے میں کسی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اول یہ کہ مکہ سے اتنی دور مدینہ میں بیٹھ کر آپ کو نکلنے سے کسی مخصوص کارواں کی مخصوص تاریخ کو گزرنے کا علم ہونا ناممکن نہیں مگر محال ضرور تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو علم کیونکر ہوا ہو گا؟ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ مسلم جاسوسوں کے ذریعے یا کسی مسافر کے ذریعے۔ مسافر کا ذریعہ قطعیت کے ساتھ جہز فراہم کرنے کا وسیلہ نہیں بن سکتا جہاں تک مسلم جاسوسوں کا تعلق ہے تو اول تو یہ ناممکن نظر آتا ہے کہ مرکز اسلام سے اتنی دور ان کی جہاز گاہ رہی ہو اور اگر کئی مسلمانوں کے امکان کو مدنظر رکھ کر یقین بھی کر لیا جائے تو پچھلے چھ تجربات کی روشنی میں اس کی واقعاتی تردید ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جدید مورخین کے خیال کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اپنی زیر نگرانی یا آپ کی بھیجی ہوئی جمعیں محض اس بنا پر اکثر حالات میں ناکام رہی تھیں کہ ان کو قریشی کاروانوں کے گزرنے کی صحیح تاریخ اور وقت کا علم نہیں تھا۔ پھر اگر اپنے زیر اثر علاقے اور قریبی شاہراہ سے گزرنے والے قافلوں کا وقت گزر کر مسلم جاسوس معلوم کرنے میں کامیاب نہیں رہے تھے۔ تو اتنی دور کے کسی قافلے کے گزرنے کے وقت کا حتمی علم ان کو کیونکر ہو سکتا تھا؟ جہاں تک کاروانوں کے عمومی امکان کا تعلق ہے یہ ناخدا اہم اور ذہنی امکان ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے کسی قریشی کارواں پر صرف نظر رکھنے سے مسلمانوں کا بھلا ہو سکتا تھا؟

چنانچہ جدید مغربی مورخین نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہدایت نبوی میں قریشی کارواں پر نظر رکھنا یا نگرانی کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ اصل مقصد ان پر چھاپہ مارنا تھا۔ اور مالِ قیمتی حاصل کرنا تھا۔ اور اسی بنا پر ان غرضوں کے نزدیک ترصد کے معنی نگاہ رکھنے یا نگرانی کرنے کے بجائے گھات لگانے کے ہیں۔ واٹ نے مزید تحقیق یہ کی ہے کہ لفظ ترصد کے معنی گھات لگانے کے بجائے نگرانی کرنے کے قرار دینے کے لیے بعض روایتوں میں نقلہ لنا من اخبارہم (یعنی ان کی خبریں ہمارے معلوم کرو) کا فقرہ الحاقی ہے جو بعد میں راویوں نے جوڑ دیا ہے۔^{۱۹} لیکن واٹ کی یہ تحقیق عربی نحو کے قواعد اور تاریخی اصولوں کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی لغوی اعتبار سے کسی محفل ناموس و عزت سے ثابت نہیں ہوتا کہ نامہ نبوی کی منقولہ عبارت میں لفظ ترصد کے معنی گھات لگانے اور چھاپہ مارنے کے ہوتے ہیں۔ تمام لغات کیا قدیم کیا جدید اس متفق ہیں کہ اس لفظ کے معنی نگرانی کرنے، امید کرنے، انتظار کرنے یا توقع کے ہیں۔^{۲۰} عربی نحو کے مطابق جب تک لفظ ترصد کے لیے ل کا صمد نہ آئے اس وقت تک اس کے معنی گھات لگانے کے لیے نہیں بن سکتے۔^{۲۱}

چنانچہ اس قاعدے کے مطابق واقدی وغیرہ کے یہاں عبارت ترصد بجا لیر قریش ہونا چاہئے تھی۔ یہ تصور بھی نہیں کیا

جاسکتا کہ ان راویوں کو ترصد اور ترصد کا فرق نہ معلوم ہو۔ پھر اگر لفظ ترصد کے معنی ٹکرانی کرنے کے قرار دینے کے لیے ایک پورا فقرہ الحاق کیا جاسکتا تھا۔ تو صرف ایک حرف کا اضافہ زیادہ آسان ہوتا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ جس روایت میں تعلم لنا من اخبار ہمدان لا مبدینہ الحاق فقرہ موجود ہے اس میں لفظ غیر موجود نہیں ہے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہ فقرہ ابن اسحاق وغیرہ کی روایت میں موجود ہے جو کاروان قریش کے بجائے صرف قریش پر نظر رکھنے کی ہدایت نبوی کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس فقرہ کے الحاقی ہونے کے ثبوت میں کوئی دلیل مورخ موصوف نے نہیں دی ہے۔

دوسری اہم بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ الحاقی ہونے کا الزام "بعد" کی روایت پر لگانا تو قریب قیاس ہے لیکن ترتیب زبانی کے لحاظ سے کسی قدیم تر یا اولین روایت پر لگانا تو خلاف عقل ہی ہوگا۔ اس بنا پر تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ وادی وغیرہ جو ابن اسحاق کے نصف صدی اور اس سے زیادہ مدت کے بعد لکھ رہے تھے۔ بلاغور و ذکر کے اپنی روایتوں میں قریش سے پہلے لفظ غیر لڑنا کے ترکیب ہوئے تھے۔ نہ کہ ابن اسحاق۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ واٹ نے لفظ ترصد کے معنی و مفہوم پر خاصی گفتگو کر ڈالی مگر اس نکتے کی طرف اشارہ نہ کیا اور اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے زہری اور یزید بن رومان کے واسطے سے عروہ بن زبیر کی اس معیاری روایت میں جو ابن اسحاق کے یہاں پہلی بار مذکور ہوئی ہے۔ مکی کاروان پر گھات لگانے کا ذکر کیا ہے۔ جیکہ اصل روایت میں قریش ہے۔ کاروان قریش نہیں۔"

مورخ موصوف نے نامہ رسالت کی عبارت سے گھات لگانے کے مفہوم کی مزید تائید اس دلیل سے فراہم کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریر کی ترتیب و تنظیم میں کافی احتیاط اور رازداری سے کام لیا تھا۔ آپ نے نہ صرف مجاہدین پر ہم کی منزل اور اس کے مقصد کو واضح نہیں کیا تھا بلکہ فائدہ سریر کو ایک مہر بند خط عطا فرمایا تھا۔ جس کے مضمون سے آپ کے علاوہ آپ کے کاتب اور غالباً ایک دو مشیروں کے سوا اور کوئی واقف نہ تھا اس کے علاوہ آپ نے ہم کو کام راستے کے بجائے نسبتاً ایک غیر معروف نجد راستے سے جانے کی تاکید کی تھی۔ ان کا سفر تقریباً مشرقی سمت میں ہوا تھا۔ جبکہ منزل مقصود قریباً بالکل تمک کے جنوب میں تھی۔ بلاشبہ آپ نے یہ ساری احتیاط و رازداری صرف اس لئے برتی تھی کہ آپ کیوں کے جاسوسی نظام کو اپنے اصل ارادوں کے بارے میں تارکی میں رکھنا چاہتے تھے۔ غالباً آپ کی بعض سابقہ ہمیں صرف اس لیے کام رہی تھیں کہ ان کے مقاصد کا علم دشمن کو ہو گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ ہم مدینہ کے بجائے مکہ کے زیادہ قریبی علاقے میں جا رہی تھی۔ اس لیے اس کے منصوبے کے دشمنوں کی نظر میں آ جانے کی صورت میں مشترکاً ہم کی زندگی خطرہ میں پڑ سکتی تھی۔"

بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ اگر اس ہم کے بارے میں دشمن کو ذرا بھی پتہ لگ جاتا یا سس گن مل جاتی تو نہ صرف ان مسلمان مجاہدین کی زندگی بلکہ اس ہم کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ لیکن آپ کے مخلص اور راز دارانہ اقلات سے یہ مفہوم کیونکر نکلتا ہے کہ اس ہم کا مقصد چھاپہ مار کارروائی تھا۔ چاہے ابن اسحاق کا لفظ نظر تسلیم کیا جائے چاہے وادی کا۔ دونوں صورتوں میں یہ واضح ہوتا ہے کہ ساری احتیاط اور رازداری کے پیچھے یہ مقصد کارفرما تھا کہ قریش کو اپنے اتنے قریب ایک مسلمان مجرماًعت یا طلیعی کی موجودگی کا علم نہ ہونے پائے اور اگر ان کو علم ہو جاتا تو پھر اس صورت میں مسلمان مجاہدین نہ تو قریش کے بارے میں خبریں حاصل کر سکتے اور

نہ ان کی نگرانی کر کے ان کے اصل ارادوں پر نظر رکھ سکتے اور نہ ہی قریش کے مخصوص کاروانوں کا ردوائوں، مقام مدار تیاری وغیرہ پر نظر رکھ سکتے۔ مزید خود ان کا محقق ذاتی خطرہ میں پڑ جاتا اس لئے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ نخلہ میں قیام کر کے قریش یا کاروان قریش کے بارے میں خبریں حاصل کرنے کے لیے بھی احتیاط اور رازداری کی اتنی ہی ضرورت تھی جتنی کہ کسی کاروان پر چھاپہ مارنے کے لیے۔

واٹ نے ایک دلیل یہ مزید دی ہے کہ نانہ مبارک پڑھنے کے بعد مسلم جماعت کو احکامِ نبویؐ پر عمل کرنے میں ہچکچاہٹ تھی اور وہ اس بنا پر نہیں تھی کہ ان کو تعمیلِ احکام کی صورت میں کسی قسم کی اخلاقی ضابطہ شکنی یا اپنی مہم کے اخلاقی پہلوؤں کے بارے میں کسی قسم کا احساس نہ ہوا تھا۔ ان کی ہچکچاہٹ بلاشبہ اس مہم میں مضمر واضح خطرہ کے سبب تھی۔ کیونکہ عرب خون جوش کھا جلتے پر عاقبت نائنیش حد تک شجاعت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ لیکن عام حالات میں اپنے پورے ہوش و حواس کی درستگی کی صورت میں وہ گھبر خفرت سے حتی الامکان گریز کرتا ہے۔ بلاشبہ اسی بنا پر امیر سریہ کو ہدایت نبویؐ تھی کہ دو صرف ان سے ملے گا، عاتکہ کے ساتھ کاروانی کریں اور جو اصحاب اس سے پوری طرح متفق نہ ہوں۔ ان کو واپس مدینہ بھیج دیں۔ واٹ نے اس سلسلہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور ان کے ہم سفر وہم رکا ساعی حضرت عقبہ بن غزوہ ان کے معاملہ کو پیش کیا ہے۔ ان کا انکار یہ نتیجہ یہ ہے کہ اونٹ کے علم ہو جانے اور اس کی تلاش میں ان کے غافلے سے بچھڑ جانے کی کہانی انہوں نے مہم کی کامیابی مدینہ واپسی کے کئی دنوں بعد مدینہ پہنچ کر سنائی تھی۔ واٹ کا کہنا ہے کہ ان کا یہ کہانی بیان کرنا ایک واقعہ ہوسکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کہانی صحیح ہی تھی اور ایک روایت تو یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ کہانی صحیح نہیں تھی۔^{۱۱۳} ان دونوں نے یقیناً کافی وقت ضائع کیا تھا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ یہ واقعہ بنو سلیم کے علاقے میں ہوا تھا۔ جو عقبہ بن غزوہ ان کی ولادت کا علاقہ بھی تھا۔^(۱۱۵)

منزنگری واٹ نے اس سلسلے میں ان دونوں اصحاب پر صرف اسی مہم میں بزدلی کا الزام نہیں لگایا ہے۔ بلکہ حضرت سعد کو خاص طور سے نشانہ بناتے ہوئے ان کو جنگِ فادسیہ میں بھی دوں جتنی کا طعنہ صرف اس بنا پر دیا ہے کہ اس جنگ میں انہوں نے مسلم فوج کی کمزوری کے سبب سادہ لشکر میں ایک بالکی میں بیٹھ کر کی تھی غالباً ان دونوں مواقع پر ان کی دوں جتنی پر پردہ ڈالنے کے لئے اس روایتی مواد کو حقیقت کا روپ دیا گیا ہے جس کے مطابق حضرت سعد کے شرف میں یہ روایت گڑھی گئی کہ انہوں نے اسلام کی راہ میں پہلا تیر جلائے۔ اس پر ہم غلہ میں واقعہ بن عبداللہ میم کے ہاتھوں عمرو بن حضری کے قتل کے واقعہ سے کہیں زیادہ زور دیا گیا ہے حالانکہ یہ صحابی اسلام میں پہلے قتل کرنے والے کا شرف رکھتے تھے واٹ کا خیال ہے کہ یہ فرق غالباً اس لئے روا رکھا گیا ہے کہ حضرت واقعہ خلافتِ فاروقی کے آغاز میں وفات پا گئے تھے اور ان کے جانشین نہ تھے۔ جبکہ حضرت سعد چالیس برس تک زندہ رہے تھے اور نہ صرف یہ کہ وہ امت کے ایک سرآوردہ اور اہم فرد تھے۔ بلکہ ان کے کافی تعداد میں اولاد و اغلاف تھے۔ اور حضرت کے کارناموں کے بارے میں زیادہ روایات جن میں بعض تضادات بھی ہیں یا تو خود ان سے مروی ہیں یا ان کے خاندان کے افراد سے۔ بہر حال واٹ کی مراد صرف اتنی ہی ہے کہ حضرت سعد اور ان کے ہم سفر نے بزدلی کا ثبوت دیا تھا کیونکہ وہ مہم نخلہ کے خطرات سے واقف تھے اور منصوبہ سے متفق نہ ہونے کے سبب جان لیوہ کر چکے رہ گئے تھے اور اس سے ان کے نزدیک پوری جماعت کی ہچکچاہٹ اور پس و پیش ثابت ہوتا ہے۔^{۱۱۶}

اب ذرا آغذ پر نظر ڈالی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کیا مسلم جماعت مجاہدین کی جھجک کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ بلاشبہ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن حمزہؓ نے نامہ مبارک پڑھنے کے بعد اپنے اصحاب سے کہا تھا کہ "رسول کریمؐ نے مجھے غلہ جا کر وہاں قریش کی خبریں معلوم کرنے کی ہدایت کی ہے اور مجھ کو تم میں سے کسی پر جبر و زور، زبردستی کرنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ تم جس جس کی طرف سے شہادت ہو وہ آگے ساتھ چلے اور جس کو نہ ہو وہ واپس جلا جلتے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تعمیل حکم کرنے جا رہا ہوں۔ چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور اسی طرح ان کے تمام ساتھی بھی چل پڑے اور ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ وہ حجاز کے راستے چلتے رہے۔ یہاں تک بحران نامی کان کے علاقے میں پہنچے اور جہاں بعد میں دو اصحاب کا اونٹ گم ہو گیا اور وہ اس کی کھوج میں پیچھے رہ گئے اور باقی جماعت غلہ جا پہنچی۔" ابن اسحاق کے اس بیان سے مسلم جماعت میں سے کسی ایک کے بھی پیچھے ہٹنے، دوں ہمتی دکھانے یا پس و پیش کرنے کی طرف ذرا سا حوالہ اور اشارہ مل نہیں سکتا۔ پھر اگر دو صحابیوں کے اونٹ کی تلاش کے بہانے پیچھے رہ جانے کو بفرض محال ان کی بزدلی سے تعبیر بھی کر لیا جائے۔ تو اس سے پوری جماعت کی ہچکچاہٹ کہاں ثابت ہوتی ہے جماعت کے دو ارکان ہی تو اس دعوے کے مطابق ہمت ہار گئے تھے۔ یقیناً ٹھنڈا دن یا تو اصحاب تو بلا تکلف و تامل غلہ جا پہنچے تھے۔ پھر ایک اہم نکتہ یہ بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ نامہ مبارک پڑھنے کے بعد ان دونوں پیچھے رہ جانے والے اصحاب نے پس و پیش نہیں کیا تھا بلکہ وہ اس کے بعد بھی ہم کے ساتھ رہے تھے۔ اور بحران کے علاقے میں جہاں بقول واقعہ انہوں نے اپنے اونٹ چرنے کے لیے کھول دیئے تھے۔ وہ قافلے سے بچھڑ گئے۔" گویا کہ انہوں نے پس و پیش کا مظاہرہ فوراً نہیں کیا تھا۔ بلکہ صبح بھوکھ اور منصوبہ بندی کر کے کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ امیر سریر نے ان کو بخوشی اجازت دے دی تھی۔ پھر ان کو تنہا دور جا کر منصوبہ بندی کے ماتحت بہانہ بنانے اور پیچھے رہ جانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے علاوہ مدینہ واپس آکر ان کو اپنے پیچھے رہ جانے کی کہانی بنانے کی کیا حاجت تھی؟ کسی سے اس سلسلہ میں تو کوئی مواخذہ ہونے والا نہیں تھا۔ کیوں کہ انہوں نے محض اجازت نبویؐ سے فائدہ اٹھایا تھا اور یہ رعایت تو ان کو اخلاق، قانون اور ہر طرح کے روایتی ضابطہ کی بد سے حاصل تھی۔ اس طرح ان دلیلوں سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ان دونوں صحابیوں کی کہانی محض واقعہ نہیں مگر بھی تھی۔ اس کی تائید واقعہ اور ان کے پیرو مؤرخین کی روایات سے بھی ہوتی ہے اگرچہ اصحاب ہم میں سے کسی کو مجبور نہ کرنے کا فقرہ واقعہ کے یہاں نامہ مبارک کی عبارت کا جز ہے جب کہ ابن اسحاق کے یہاں حضرت عبداللہ بن حمزہؓ کی تقریر کا جو انہوں نے نامہ مبارک پڑھنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے سامنے کی تھی۔ واقعہ کی تائید میں ابن ابی حاتم کی روایت ملتی ہے جو ابن کثیر نے نقل کی ہے اور جو حدیب بن عبداللہ کی سند پر بیان ہوئی ہے۔" باقی تمام روایات زیادہ تر ابن اسحاق کی تائید میں ہیں۔ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ابن اسحاق کے مطابق رسول کریمؐ نے اپنی زبان سے روایات میں کسی کو مجبور نہ کرنے کی ہدایت بھی دی ہوگی لیکن اگر واقعہ وغیرہ کے نقل کردہ مبارک نامے کی عبارت ہی کو معیاری مان لیا جائے تو بھی کسی جھجک کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔ جہاں تک غیر متفقین کے مدینہ واپس بھیجے جانے کے واقعہ کے دعویٰ کا تعلق ہے تو اس کی مذکورہ بالا کسی روایت سے تصدیق و تائید نہیں ہوتی ہے بطریقی نے اپنی تفسیر میں محمد بن عبداللہ الصنعانی کے واسطے سے حضرت جندب بن عبداللہ کی ایک اور روایت بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو آدمی لوٹ گئے تھے۔" (۱۲)

لیکن کہاں سے اور کیوں لوٹ آئے تھے۔ اس کی تصریح نہیں ملتی ہے۔ بہر حال پیشتر شواہد ثابت کرتے ہیں کہ مسلم جماعت کو خاص طور سے اور افراد جماعت کو عام طور سے کسی قسم کا زرد یا تامل نہ تھا۔ جہاں تک حضرت سعد ابن ابی وقاص کی اس موقعہ اور جنگِ فادیہ میں بڑی یا دہلہ تھی کہ خطا ہے اور پھر اس کو چھپانے کے لئے ان کے تیر چلانے کی روایت گھڑنے اور اس پر بلا ضرورت زعمیہ اند حضرت عاتق کے کاڑنا سے کوٹھانے اور دونوں کے بارے میں مآخذ کے رویہ میں ان کے سیاسی اور سماجی پس منظر کے تر نظر فرق پائے جانے کا تعلق ہے اس کا سر دست ہمارے اس موضوع سے تعلق نہیں ہے لیکن مختصر یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت سعد پر دوں جہتی کا الزام سراسر سہیان ہے اور اس کی تاریخی واقعات سے تردید ہوتی ہے۔ حضرت سعد کے بارے میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ وہ پیشتر بلکہ تمام ابتدائی عہدوں میں شریک رہے تھے اور بعد کے تمام عز و ات میں اور بعض سراپا میں بھی پورا پورا حصہ لیا تھا۔^{۱۱۱}

ابن سعد اور ابن اثیر کا بیان ہے کہ اصحابِ نبی میں ان کا شمار ماہر تیر اندازوں میں ہوتا تھا۔^{۱۱۲} سرہ عیدہ میں ان کے تیر چلانے کی فضیلت کا واقعہ کوئی تنہا نہیں ہے۔ جنگِ احد میں انہوں نے ماہر تین اغازی کا وہ مظاہر کیا تھا کہ معذور روایات کے مطابق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف و توصیف فرمائی تھی۔^{۱۱۳} اس کے علاوہ بھی بعض دوسرے عز و ات و مواقع پر ان کی شجاعت و مردانگی کے حوالے ملتے ہیں۔^{۱۱۴} یہ صحیح ہے کہ ان کے کارناموں کے بارے میں بعض روایات ان کی سند پر یا ان کے اہل خانہ سے ہیں کسی سے مروی ہیں لیکن

اس سے کہیں زیادہ تعداد ان روایتوں کی ہے جو ان کے علاوہ دوسرے غیر متعلق راویوں سے مروی ہیں۔^{۱۱۵} پھر واٹ کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں ہے کہ ان کی تیر اندازی کی خیرہ کن روشنی میں حضرت عاتق کے کاڑنا سے کوٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ابن ہشام نے اپنے تبصرے میں ابنِ حنفیہ کے قتل کو اسلام کے لیے ولین قتل قرار دے کر ان کے کارنامے کی قدر و قیمت کا اعتراف و اعلان کیا ہے۔^{۱۱۶} بہر حال یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری حضرت واقف بن عبداللہ غفاری کے مقابلے میں امت کے زیادہ اہم اور نمایاں تہ فرد تھے۔ اگر ان کے کاڑنا سے زیادہ احاطہ نظر آئے ہیں تو یہ فطری بھی ہے اور تاریخی حقیقت بھی اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ان کی سماجی و مذہبی برتری اور کثرتِ اولاد کی نعمت بعض دوسرے صحابہ یا افرادِ امت خاص کر امویوں کو حاصل تھی۔ پھر وہ کیوں مطعون و بدنام نظر آتے ہیں۔ کیا ان کے اختلاف و جانشینان کی تعریف و توصیف میں یہ خدمتِ انجام نہیں دے سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ واٹ کی اس سلسلے میں تمام دلیلیں نہ صرف بے وزن اور لچر ہیں۔ بلکہ ان کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ مآخذ کے بالکل خلاف ہیں۔

نامہ نبوی پڑھنے کے بعد حضرت عبداللہ کی اپنے ساتھیوں کے سامنے کی جانے والی تقریر میں ایک فقرہ شہادت کی مٹا کے یا اسے یہ ہے جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ امیرِ سرہ یا ان کے ساتھیوں کو یا خود ذاتِ نبوی کو جانی نقصان کا خدشہ تھا۔ واٹ اور ان کے حامی دوسرے جدید مورخین نے اس فقرے اور بعض دوسرے قرائن سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ ہم اس لیے خطرناک تھی کہ مسلمان مجاہدین بچا بہ مار کا روائی کے لیے جا رہے تھے جس میں دونوں فریقوں کے لیے جانی نقصان کا احتمال و اندیشہ رہتا ہے۔^{۱۱۷} کسی حد تک بات صحیح ہو سکتی ہے لیکن معاملہ صرف ہم نمدہ یک ہی محدود نہیں ہونا چاہیے جدید مغربی مورخین کا تو دعویٰ ہے کہ اس سے

پہلے چھ نہیں اسی نوعیت کی اور اسی غرض سے بھی لکھی تھیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی اتنے جانی خطرے کا احساس نہیں پایا جاتا۔ بلکہ انھیں مؤرخین کے دلائل کے مطابق ان مہموں میں جانوں کو زیادہ خدشہ و خطرہ لاحق ہو سکتا تھا کیونکہ وہ شامی شاہراہ تجارت پر گزرنے والے قریشی کاروانوں کے خلاف بیجھی گئی تھیں جو عدوی طاقت کے لحاظ سے کافی بڑے ہوتے تھے اور اس طرح ان مہموں کے مجاہدین کے لیے جانی نقصان کا احتمال زیادہ تھا۔ پھر ان مہموں میں اس حقیقت صادقہ کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا حتیٰ کہ غرار کی مہم میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا جو صرف آٹھ افراد پر مشتمل تھی اور کسی اور کی قیادت میں نہیں بلکہ خود حضرت سعد کی قیادت میں لکھی تھی جو بقول و آٹ اسی خطرے سے نکلنے کی مہم میں جان چرائے تھے بہر حال واضح یہ ہوتا ہے کہ اگر امیر سرہر یا ان کے اصحاب میں سے کسی کو اس قسم کے احتمالات تھے تو ان کا سبب مہم جوئی یا چھاپہ مار کارروائی نہ تھی بلکہ سرہر نکلنے کی مخصوص حکمت تھی اور یہ مخصوص نوعیت اس کے سوا اور کچھ نہ بھی کہ وہ ویدہ دانستہ بیرونی کی کھار میں جا رہے تھے۔ سرہر کا دوطائف کو ہوجانا تو وہ ہر قیمت پر مسلمانوں کو پکڑنے یا ختم کرنے کی کوشش کرتے کیونکہ ان کے پسپے گھر کے پھوپھو اڑے دشمن جاسوسوں کی موجودگی نہ صرف ان کو افسانہ دلاتی بلکہ ان کو خدشات سے بھی دوچار کر دیتی اور وہ اس صورت میں ہر قسم کا اقدام کر سکتے تھے۔ اسی لیے امیر سرہر نے شہادت کی تمنا کئے والوں کو ساتھ سے جانا چاہا تھا اور مذہب لوگوں کو روکنا چاہا تھا کیونکہ دوسرے قسم کے لوگوں کی موجودگی مضبوط دل والوں کے لیے بھی کسی وقت اضطراب کا سبب بن سکتی تھی۔ لیکن خوش قسمتی سے اس جماعت مجاہدین میں کوئی بزدل، دل بہت یا شہادت سے گریزاں نہ تھا۔

اوپر کی بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کم از کم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کاروان قریش پر حملہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا آپ کی ہدایت صرف قریش پر نظر رکھنے اور ان کے بارے میں خبریں فراہم کرنے یا کسی خاص کاروان قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے تک محدود تھی۔ تمام آئندہ اس پر حیرت انگیز اتفاق ہے کہ اس موقع پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چھاپہ مارنے کا حکم نہ تھا اور اس تاریخی شہادت کی قدر و قیمت اور اہمیت میں اس حقیقت سے اور اضافہ ہو جاتا ہے کہ یہ انھیں تمام روات اور مؤلفین میرت اور مخازی نگاروں کی فراہم کردہ ہے جو سابقہ چھ مہموں کے بارے میں براہ راست یا بالواسطہ صراحت کے ساتھ یا مفراذاد میں چھاپہ مار کارروائی اور کاروان لوٹنے کے مقصد و محرک کے قائل ہیں۔ لہذا اس دعوے کی ان مخازی نویسوں اور تذکرہ نگاروں نے ماہ حرم میں کاروان قریش لوٹنے کی ذمہ داری کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسلمان مجاہدین ہم کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ از خود ترموید ہو جاتی ہے مؤمن مگر وہی واٹ کا تو یہ دعویٰ ہے کہ اس غدارانہ حملے اور ماہ مقدس کی بے حرمتی پر حجب خود مدینہ میں شدید رد عمل ہوا تو آپؐ نے اس حقیقت سے انکار کر دیا کہ آپؐ ہی نے کاروان پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اور اس طرح امیر سرہر اور ان کے جانیازوں کے کندھوں پر اس کی تمام ذمہ داری ڈال دی۔^{۱۸} گویا کہ آپؐ رائے عامہ کے خوف سے نہ صرف یہ کہ اپنی سابقہ حکم کی حقیقت سے کمر گئے بلکہ وفادار مسلم مجاہدین کو معرض خطر میں ڈال دیا اور مسلمان مؤرخین نے آپؐ کے دفاع میں نامہ مبارک کی عبارت میں الحاق و تحریف کی ادھماکے کر ان کی خبریں ہمارے لیے معلوم کر دی۔^{۱۹} والا فقرہ گزرا کہ شامل کر دیا تاکہ آپؐ کو اس حملہ کی ذمہ داری سے بچایا جائے اور بے چارے مسلم مجاہدین کو قربانی کا بکرا بنا دیا جائے۔

اور شہادتوں کے علاوہ جن میں سے کچھ اوپر گزر چکی ہیں خود مآخذ کی تمام روایات کی داخلی شہادتوں سے اس دعوے کی تردید ہوتی ہے ابن اسحاق اور واقدی اور ان کے متبعین کا اتفاق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی پڑنے کے بعد مجاہدین کو ”حکم نبوی“ کا بخوبی علم ہو گیا تھا اور بقول واقدی برائین ضمیمہ اور بقول سدی بطن کل میں نامہ نبوت پڑھنے کے بعد نخلہ تک وہ بلاشبہ تعمیل حکم نبوی کی خاطر ہی آئے تھے اور اسی لیے وہاں فروکش ہوئے تھے پھر ان مجاہدین کو ابن حزمی دالے کارواں پر حملہ کرنے میں نخلہ پہنچ کر تذبذب کیوں ہوا تھا؟ انہوں نے بحث و مباحثہ کیوں کیا تھا؟ اور بقول ابن اسحاق وہ حملہ کرنے سے گریزاں و ترساں کیوں تھے؟ کیوں ایک دوسرے کو ہمت دلا رہے تھے؟ اور بالآخر انہوں نے یہ فیصلہ کیوں کیا تھا کہ جتنا ممکن ہو کارواں والوں کو مار ڈالا جائے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا جائے؟ مال پر قبضہ کرنے اور اس سلسلہ میں ممکنہ خوزیری کرنے کے لیے تو وہ نخلہ تک آئے ہی تھے پھر سارا تذبذب، مباحثہ و مناقشہ اور انجام کار اور نوٹ لینے کا فیصلہ کیا مہی رکھتا ہے؟ کیا اس سے پوری طرح یہ نہایت منہیں ہوتا کہ یہ ان کا اپنا فیصلہ تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو اس کی ہدایت نہیں ملی تھی؟ یہ دعویٰ کہ ان کو حملہ کرنے کا حکم نبوی کی تعمیل میں تردد و ماہ مقدس کے سبب تھا تو اس کی تردید بھی اسی دلیل سے ہوتی ہے۔ جب وہ نامہ گرامی کے مصنفوں سے واقف ہونے کے بعد روانہ ہوئے تھے تو بخوبی جانتے تھے کہ وہ عینہ مقدس حرام تھا۔ یہ علم ان کو مآخذ کی بیشتر روایات کے مطابق مدینہ سے روانگی کے وقت سے تھا اور اچانک پہونچے نہیں ہوا تھا۔ پھر دآٹ کا دعویٰ تو ہے کہ حملہ کا وقت اول یا آخر رجب نہ تھا بلکہ وسط رجب تھا۔^(۱۱۹) جبکہ ان کے نزدیک اشتباہ کی گنجائش بھی نہ تھی۔ اس نکتہ پر ہم مفصل بحث ذرا بعد میں کریں گے لیکن کیا اس سے ان کے اس دعوے کی تردید نہیں ہو جاتی کہ حملہ کی ذمہ داری کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجاہدین کی طرف دیدہ و دانستہ نہیں منتقل کیا گیا ہے اور کیا اس سے بخوبی واضح نہیں ہوتا کہ حملہ کرنے اور لوٹنے کا فیصلہ مسلم مجاہدین کا تھا جو انہوں نے مخصوص حالات و اسباب کی بنا پر کیا تھا؟ اس نتیجہ کا مزید تائید واقدی کی روایت کے مذکورہ بالا گیارھویں نکتے سے بھی ہوتی ہے جس کے مطابق مسلم جماعت مجاہدین کا رواں نخلہ پر حملہ کرنے اور ان کا مال لوٹنے کے معاملہ پر دو فرقوں میں بٹ گئی تھی اور حملہ کے مخالف فریق نے حملہ کے حامی فریق کو دنیاوی مال کی طرح پر لٹن طعن کیا تھا۔ اگر وہ نخلہ کا رواں لوٹنے ہی آئے تھے تو پھر مسلم جماعت کے حامی و مخالف حملہ فریقوں میں منقسم ہونے کے کیا معنی تھے اور کیوں ایک فریق کو دنیاوی دولت کا حریص قرار دے کر ملعون کیا گیا تھا۔ مال قیمت معفو تھا تو دنیاوی مال و دولت کی حرص کا الزام ہر دو فریق مجاہدین نخلہ کے بجائے مکرانہ مدینہ پر عائد ہونا چاہیے تھا۔ جیسا کہ حیدر مغربی مومنین نے کیا ہے لیکن نہ صرف اس کا ثبوت مآخذ سے نہیں ملتا بلکہ اس کی واضح تردید ان سے ہوتی ہے۔ مزید تصدیق مآخذ کے اس تبصرے سے ہوتی ہے جس کے مطابق سریرہ نخلہ کی مدینہ و البسی پر مسلمانان شہر نے مجاہدین کو حملہ کرنے اور مال لوٹنے کا لازم قرار دیا تھا اور ان کو اس پر لعنت و لعنت کی تھی۔ کسی روایت کے فقرے یا اشارے سے بھی نہیں معلوم ہوتا کہ مسلمانوں میں سے کسی نے بھی حملہ کی ذمہ داری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ کہ آپؐ نے پہلے حکم دیا اور پھر رد عمل دیکھ کر مکر گئے۔ آپؐ کی پوری سیرت و کردار کے منافی ہے و دشمن ملک آپؐ کے صادق اور امین ہونے کے قابل اور گواہ تھے اس کے علاوہ اپنے ساتھیوں کو معرض خطر میں ڈال دینا یا ان کو کسی مشکل وقت میں غرق کر دینا یا

چھڑ دینا ایک عام سیاسی نادمہ کے کردار سے فروتر سمجھا جاتا ہے پھر آپ کے بارے میں اس کا تصور کیے کیا جاسکتا ہے جبکہ آپ دنیا کے چند عظیم ترین سیاسی مدبروں میں سے تھے۔ اس کے علاوہ تاریخی شہادتوں سے بھی اس دعویٰ کی تردید ہوتی ہے۔ آپ کی پوری نجی اور عوامی زندگی کے کسی ایک واقعہ یا پہلو سے بھی یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا جب آپ نے اپنے ساتھیوں کو کسی مشکل وقت میں چھوڑا ہو یا ان کے دفاع، تحفظ اور امداد سے گریز کیا ہو یا کسی قسم کی روگردانی کی ہو۔

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ ابن حنفیہ کے کارواں کو لٹنے کا منصوبہ خود مجاہدین نخلہ کا تھا اس سلسلہ میں دو اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ حملہ کس تاریخ کو ہوا تھا اور دوسرے یہ کہ کیوں ہوا تھا جبکہ وہ ایک طرح سے حکم نبویؐ سے تجاوز تھا۔ جہاں تک وقت و تاریخ حملہ کا تعلق ہے مآخذ کی متعدد روایات میں اختلاف و تناقض ہے۔ ابن اسحاق و ابن ہشام کی مطبوعہ سیرتوں میں عروہ کی معیاری روایت میں مدینہ سے ہم کی روانگی کا وقت ماہ رجب بتایا گیا ہے۔^{۱۳۰}

محمد بن جعیب بغدادی نے رجب کے آخری عشرے میں روانگی اور یکم شعبان کو واپسی کی تاریخیں دی ہیں۔ ابن اسحاق کے تمام متبعین نے اپنے یہاں اسی ماہ کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق نخلہ میں کارواں پر حملہ کرنے یا نہ کرنے کی بحث چھڑی تو ابن اسحاق کے نزدیک وہ حتمی طرہ سے رجب کا آخری دن تھا اور مجاہدین نخلہ نے پورے علم و دانست میں ماہ مقدمہ میں حملہ کیا تھا۔^{۱۳۱} وادی کی روایت میں مدینہ سے ہم کی روانگی کی تاریخ ہجرت کے ستر سو تین سینے بتائی گئی ہے جس سے باواسطہ مراد رجب ہی ہے۔^{۱۳۲} لیکن نخلہ میں کارواں پر حملہ کرنے سے قبل مسلمانوں نے جو بحث کی تھی اس میں یہ اختلاف یا اشتباہ ابھرا تھا کہ وہ رجب کی آخری تاریخ تھی یا شعبان کی۔^{۱۳۳} وادی کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجاہدین کو اس معاملے پر دو فریقوں میں منقسم پاتے ہیں۔ ایک آخر رجب کا قائل تھا تو دوسرا یکم شعبان کا۔ یعنی یہ معاملہ اشتباہ کا نہ تھا اختلاف کا تھا۔ طبری میں مذکورہ سدی کی روایت میں تاریخ حملہ آئندہ رجب تھی نہ ادا ل شعبان بلکہ وہ آخری جمادی الاخریٰ یا یکم رجب تھی۔^{۱۳۴} یہ بہت اہم حقیقت ہے کہ طبری نے اپنی تفسیر میں ذہری کی سند پر عروہ کی اسی روایت کو ہی ہونقل کیا ہے مگر اس میں حملہ کی تاریخ کو جمادی الاخریٰ کا آخری دن قرار دیا گیا ہے۔^{۱۳۵} تفسیر طبری میں سر یہ نخلہ کے بارے میں مذکورہ ستر روایتوں میں سے اکثر میں یہ مذکور ہے کہ دراصل تھی تو وہ یکم رجب لیکن مسلمان جاننا بزدوں کا خیال تھا کہ وہ آخری جمادی الاخریٰ کا دن تھا۔^{۱۳۶} بعض روایتوں میں حتمی طور سے اس کو جمادی الاخریٰ کی آخری رات قرار دیا گیا۔^{۱۳۷} بہر حال یہ دل چسپ حقیقت ہے کہ طبری نے اپنی کسی بھی روایت تفسیر میں شعبان کے معنی یا اول تاریخ کا حوالہ تک نہیں دیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احادیث و آثار کے علماء کے نزدیک ہم نخلہ کا مہینہ جمادی الاخریٰ تھا۔ نہ کہ رجب اور حملہ کا دن آخری رات تھی جمادی الاخریٰ کی یا اول رجب تھی، گویا شعبان کا یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اسی طرح ابن کثیر نے اپنی روایات تفسیر جن کی تعداد تقریباً دس ہے حملہ کی تاریخ آخری جمادی الاخریٰ یا اول رجب قرار دی ہے۔ اور طبری سے مکمل اتفاق کیا ہے۔^{۱۳۸}

یہ امر خاصہ اہم ہے کہ ابن کثیر کی روایات کی اسناد اکثر و بیشتر روایات میں طبری کی روایات سے تعلق مختلف اور نئی ہیں۔ اور ان میں دو روایتوں کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ ایک ذہری سے موسیٰ بن عقبہ کی روایت۔ موسیٰ کو محمد بن نے

صحیح ترین اور ثقہ ترین معاذی نویس کہا ہے۔^{۳۹} اور دوسری روایات میں ابن کثیر نے ابو بکر سیہقی کی کتاب دلائل النبوة کا حوالہ دیا ہے جس کے مطابق حافظ موصوف نے اس معاملہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے۔ ان کے علاوہ تفسیر و حدیث کے متعدد دوسرے علماء و مصنفین نے بھی اسی کی تائید میں متعدد روایات بیان کی ہیں۔^{۴۰} مزید برآں ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں ہم نخلہ کی روایت کے بارے میں جو جملہ تحریر کیا ہے وہ بھی بالواسطہ طور پر اس خیال کی تصدیق کرتا ہے کہ ہم دراصل جمادی الاخریٰ میں روانہ ہوئے تھے اور جب ناکام متین روایت میں یا تو مصنف کی غلط فہمی کی بنا پر یا کتاب کی غلطی سے راہ پا گیا۔^{۴۱} اس کی تصدیق و تائید ان تمام دوسرے مورخین، مفسرین اور محدثین کی بیان کردہ روایات سے ہوتی ہے۔ جو انہوں نے اسی سند پر یعنی زہری کے واسطہ سے عروہ بن زہیر سے بیان کی ہیں۔ اس طرح روایات و آثار کی غالب اکثریت کا فیصلہ یہ ہے کہ سر یہ نخلہ ماہ جمادی الاخریٰ کے اواخر میں کسی وقت بھیجا گیا تھا اور حملہ کاروان نخلہ پر اس ماہ کے آخری دن / رات یا رجب کی پہلی رات کو ہوا تھا۔ اس غائب اکثریتی فیصلہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حملہ کی تاریخ آخری جمادی الاخریٰ تھی یا اول رجب نہ کہ آخری رجب یا اول شعبان۔ اس طرح واٹ کا خیال کہ حملہ وسط رجب میں ہوا تھا۔ بالکل بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔

اب یہ مسئلہ رہ جاتا ہے کہ آخری جمادی الاخریٰ کا یا رجب کا۔ مجاہدین کو یقین تھا یا اس کو معاملہ میں صحیح اشتباہ ہو گیا تھا۔ ابن اسحاق میں عروہ کی روایت سے بصراحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجاہدین میں سے کسی کو بھی شبہ نہیں تھا کہ حملہ کی تاریخ ماہ حرام کی تھی۔ لیکن طبری نے اپنی تفسیر میں یہی روایت بیان کی ہے اور اس میں صراحت کی ہے کہ مجاہدین نے جب حملہ کیا تو ان کو یقین تھا کہ وہ جمادی الاخریٰ کا آخری دن تھا۔ تفسیر طبری ہی میں مجاہد کی روایت میں بھی اسی کی تائید ہے اور ذکر آچکا ہے کہ تاریخ طبری میں سندی کی روایت اسی کی تائید کرتی ہے اور یہی روایت پھر طبری نے تفسیر میں بھی دی ہے۔ ابن کثیر نے بھی اس روایت کو اپنی تفسیر میں معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اس کے علاوہ بعض دوسری روایتوں میں بھی یہ تاثر ملتا ہے کہ مجاہدین کو تاریخی سلسلہ میں کوئی اشتباہ نہ تھا اور ان کو حتمی یقین تھا کہ وہ جمادی الاخریٰ کا آخری دن تھا اور یہی حقیقت بھی تھی۔

ان روایتوں کے بالمقابل متعدد اور کثیر روایات اس مضمون کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان تاریخوں کے بارے میں اشتباہ تھا اور یہ واقعی بھی تھا۔ وہ یقینی طور پر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ دن آخری جمادی الاخریٰ کا تھا یا رجب کا طبری کی تفسیر میں اس نوع کی روایات میں کئی کو شمار کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح تفسیر ابن کثیر کی کئی روایات میں یہی مضمون پایا جاتا ہے۔
 وادی کے یہاں اگرچہ جیسے مختلف ہیں تاہم حرام حمینوں میں اشتباہ کا جہان تک تعلق ہے ہی خیال اس سے بھی ثابت ہوتا ہے لیکن ان دونوں نقطہ ہائے نظر کے علاوہ کچھ روایات ایسی بھی ہیں جو تیسرے نقطہ نظر کی ترجمان ہیں۔ یعنی حقیقتاً انھوں دن تھا تو یکم رجب کا لیکن صحابہ کرام کی مجاہد جماعت اس کو اپنے یقین و اعتماد و علم کی مدد میں جمادی الاخریٰ کا آخری دن سمجھتی رہی۔
 تفسیر طبری میں حسن بن یحییٰ کی سند پر مقدم مولیٰ ابن عباس کی روایت محمد بن سعد کی سند پر ابن عباس کی دوسری روایت اور عمار بن حسن کی سند پر ابو مالک غفاری کی روایت اور تفسیر ابن کثیر میں عوفی کی سند پر ابن عباس کی روایت کے علاوہ متعدد اسناد پر مروی متعدد روایتیں اس کی تائید کرتی ہیں۔

بہر حال تاریخ، حدیث، تفسیر اور آثار و تذکرہ کی تمام روایاتی میں تین انواع میں سے کسی نہ کسی کی ہیں۔ اس شدید تناقض اختلاف کی صورت میں بعد کے کسی مورخ کے لئے حتمی فیصلہ کرنا کہ جملہ کے دن کی اصلی تاریخ کیا تھی۔ خاصہ و خوار کام ہے ابن اسحاق کے کتب فکر کا واضح فیصلہ ہے کہ بعض ناگزیر اسباب کی بنا پر جماعت مجاہدین نے دیدہ و دانستہ کارواں پر ماہ حرام میں حملہ کیا تھا جبکہ وادی اور ان کے حامیوں کا زور اس پر ہے کہ تاریخ میں اختلاف رائے تھا۔ لیکن ان دونوں ابتدائی مآخذ سے دو الگ الگ نکات پر زور معلوم ہوتا ہے۔

ابن اسحاق وغیرہ کے نزدیک وقت محل سے زیادہ شناخت فعل پر زور ہے بہر حال ان تینوں امکانات کا قوی احتمال تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ وزن آخری نقطہ نظر کے حق میں جاتا ہے اس کی مزید تائید کہ والوں کے اس الزام کہ مسلمانوں نے ماہ حرم کی بے حرمتی کی تھی۔ کی تردید میں ہی مسلمانوں کا جواب تھا کہ حملہ ماہ حلال میں کیا گیا تھا نہ کہ ماہ حرام میں۔ بہر حال کوئی بھی صورت رہی ہو البتہ قطعی اور حتمی ہے کہ ماہ حرام کی بے حرمتی کی ذمہ دار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں تھی اور اگر کسی پریشانی بھی تو وہ امیر سریرہ اور ان کے حامی مجاہدین کے سرحتی۔ کیونکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حملہ کا کوئی حکم سے دیا ہی نہیں گیا تھا۔

مغربی محدثین نے حملہ کی ذمہ داری اور اس کے ذریعہ ماہ حرام کی بے حرمتی کی ذمہ داری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ڈالنے کی غیر معقول حد تک کوشش کی ہے۔ نوننگری واٹ نے اس سلسلے میں عجیب و غریب منطق سے کام لیا ہے۔ ایک طرف تو وہ سرور کو کوشش کرتے ہیں کہ ماہ مقدس کی بے حرمتی کا جرم ذات نبوی سے منسوب کر دیں اور دوسری طرف اس کی تردید بھی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر آپؐ نے رجب میں حملہ کا منصوبہ بنایا بھی تھا۔ اور آپؐ کے ساتھیوں نے اس کو عملی جامہ پہنایا بھی تھا تو آپؐ نے ایسا کر کے اراداً بے حرمتی کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ کیونکہ آپؐ ماہ رجب یا مقدس جیسے کے تصور کو جاہلی مذہب کا حصہ سمجھتے تھے اور پورے جاہلی قدیم مذہب کے خلاف برسرِ پیکار تھے اس لئے اس خاص جیسے یا کسی بھی مقدس جیسے کی تقدیس کے قائل ہی نہ تھے۔ اس لیے آپؐ کے نزدیک اس ماہ میں کارواں پر حملہ کرنا کوئی گناہ کا کام نہ تھا۔ پھر آپؐ نے سریرہ فخر کی داپھی پر مجاہدین جمع کر کیوں سرزنش کی تھی کہ آپؐ نے اُن کو ماہ مقدس میں جنگ کرنے کا تو حکم نہیں دیا تھا۔ اور کیوں مالِ غنیمت کو قبول نہیں کیا تھا اور کیوں اس کو معطل رکھا تھا؟ واٹ کا خیال ہے کہ ہمہ روانہ کرنے سے پہلے آپؐ کو مدینہ والوں کے اس معاملہ پر اتنے شدید ردِ عمل اور اتنے نازک و مشتعل جذبات کا علم نہیں تھا اس کا احساس آپؐ کو ہمہ کی داپھی پر مدینہ کے مسلمانوں کے ردِ عمل سے ہوا۔

واٹ کی یہ بھی منطق نرالی ہے کہ مدنی مسلمانوں میں جہت سوں کو غالباً اس بات کا ڈر تھا کہ ماہ مقدس کی بے حرمتی کی پاداش میں قدیم دیوی دیوتاؤں کا عذاب کہیں ان کو یا اس جرم میں پوری قوم کو نہ اُن پکڑے۔ اسی ردِ عمل اور شدید بے چینی کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو حملہ کرنے کے اپنے سابقہ حکم کی تردید کر دی تھی۔ اور اس وجہ سے آپؐ نے مجاہدین کو سرزنش کی تھی اور مالِ غنیمت کی تقسیم کو معطل رکھا تھا۔^{۱۲۶}

واٹ کی اس سلسلہ میں تمام دلیلیں اور خیالات حماقت کی حد تک بھگاتہ ہیں۔ یہ خیال کہ آپؐ کو مدینہ کے مسلمانوں کے ماہ مقدس کی بے حرمتی کے بارے میں شدید جذبات اور نازک احساسات کا علم نہیں تھا قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز

اور نامتقل یہ تصور ہے کہ مدینہ کے مسلمان ماہ حرام کی بے حرمتی پر دیوتاؤں کے عذاب سے ترساں ولرزائ تھے۔ یعنی مئی مسلمانوں کو اپنے پرانے دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں توڑنے میں تو کوئی خوف ان کے عذاب کا نہ محسوس ہوا اور ہوا بھی تو ماہ مقدس کے بے احترام ہونے پر۔ واٹ نے اس سلسلہ میں دو ذرا تحقیق کے نمونے اور پیش کئے ہیں۔ ایک یہ کہ مدینہ کے لوگوں کو قدیم مذہب سے مکہ والوں کی بہ نسبت زیادہ لگاؤ تھا اور دوسرے یہ کہ میکوں کے مقابلے میں مدینہ والوں کو جنگ و جدال کا اتنا تجربہ نہ تھا۔ مکہ والوں کو چونکہ مسلسل جنگ و جدال کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس لیے ان کے یہاں تو ماہ مقدس کا اتنا احترام تھا اور نہ ہی دوسرے محرمات کا۔ جنگ کے زمانے میں ان کے یہاں ان تقدیسات کی مکمل خلاف ورزی ہوتی ہے۔^{۱۴۲}

واٹ کا یہ پورا تجربہ غیر علمی اور سطحی ہے جہاں تک قدیم مذہب سے وابستگی کا تعلق ہے۔ مدینہ والوں کے یہاں وہ مکہ والوں سے کسی طور زیادہ نہ تھے۔ تاریخی روایات اور شواہد سے اس کا قطعی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ بلکہ اس کی تردید کے متعدد قوی ثبوت ملتے ہیں۔ اور سب سے بڑا ثبوت ان کی تیز رفتاری کے ساتھ اور خلوص سے قبول اسلام کی حقیقت ہے اس کے علاوہ متعدد مدنی صحابہ کرام کے دل چرپ بت سکھنے کے واقعات سے بھی اس کی تردید ہوتی ہے۔^{۱۴۳}

اس ذیل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی وابستگی، ان کی محبت اور تحصیل حکم میں جانثاری اور خاص کر آپ کی سماجی اور مذہبی اصلاحات کو بطیب خاطر قبول کرنے کے حقائق کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے کیونکہ ان سے براہ راست ادبالاتہ دونوں طرح سے اسلامی دین سے وابستگی اور محبت معلوم ہوتی ہے۔ وہیں قدیم مذہب سے بیزاری اور بے تعلقی کا بھی علم ہوتا ہے۔ جہاں تک جنگ و جدال کے ان کے تجربے کا تعلق ہے وہ بھی مدینہ والوں سے اگر زیادہ نہ تھا تو کچھ کم بھی نہ تھا۔ واٹ نے اس سلسلہ میں یہ تاریخی حقیقت بھلا دی کہ مدینہ کے انصاری قبیلوں اوس اور خزرج نے پہلے یہودی قبائل کے خلاف مدوں نبرد آزما کی تھی اور پھر بعد میں باہم دست بیکر بان ہو گئے تھے اور جس کے نتیجے میں میں میں سال طویل اور خون آشام جنگیں جیسے حرب سمیر، حرب حالیہ، حرب کعب بن عمر اور جنگ بعت وغیرہ لڑی گئی تھی۔^{۱۴۵}

ان جنگوں کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ نہ صرف مدینہ کے متعدد قبائل دو تھاراب اتحادوں میں منقسم ہو گئے تھے۔ بلکہ عربی جوار کے بدوی قبائل جیسے حمینہ، مزینہ، بنو غطفان وغیرہ بھی ان اتحادوں کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔^{۱۴۶}

بلکہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ دور دراز شمالی علاقوں کے بعض بدوی قبائل بھی ان اتحادوں میں حلیف کی حیثیت سے شامل تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ واٹ کی ماہ حرام سے مدینہ والوں کی جذباتی وابستگی کی پوری تحقیق غیر علمی، غیر بنجیدہ اور غیر منقول ہے اسی ذیل میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس ماہ حرام کی بے حرمتی کے نکتہ پر مدینہ میں مسلمانوں کی طرف سے شدید رد عمل بے صلہ و فطراب اور ناگوار کی کیا ثبوت مآخذ سے ملتا ہے۔ یا یہ محض روایات سے توجہ افذ کیا گیا ہے۔ جہاں تک مآخذ کا تعلق ہے ایک روایت میں بھی اس نکتہ پر مدینہ والوں کے شدید رد عمل یا ناگوار ہی واضح ظراب کا ثبوت نہیں ملتا ہے جعفری مورخین کے استدلال کی ساری عمارت ان کے روایات و حقائق سے استنباط پہ ہے۔ واٹ کے نزدیک اس کے دو ثبوت ہیں۔ اول یہ کہ آپ نے مال غنیمت کی تقسیم کو معطل رکھا اور سریہ کے بعدین کو سرزنش کی اور دوم یہ کہ قرآن مجید کی متعلقہ آیت میں ماہ حرام میں

جنگ کرنے کے بارے میں جن سوال کرنے والوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے مسلمانانِ مدینہ مراد ہیں۔ جہاں تک مالِ غنیمت کے معطل یا موقوف رکھنے کا سوال ہے تاخذ سے بھراحت واضح ہوتا ہے کہ ایسا کرنا مسلمانوں کے کسی مخالفانہ ردِ عمل کے نتیجے میں نہیں تھا۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ کاروانِ نخلہ چلے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کیا گیا تھا اور اس بنا پر وہ حملہ اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والا مالِ غنیمت دونوں غیر قانونی اور ناجائز تھے۔ غالباً منشایہ تھا کہ مسلمانوں پر یہ واضح کر دیا جائے کہ بلا صریح حکمِ داجانرت کے حملہ کرنا اور مالِ غنیمت لوٹ لانا جائز نہیں ہے اور مسلمان حملہ آوروں کو مستقبل میں کسی مالی منفعت کی امید ایسے حملوں یا چھاپوں میں نہ رکھنی چاہئے۔ دراصل یہ مستقبل میں حکمِ عدولی یا حکم سے تجاوز سے باز رکھنے کی پکیش بندی تھی۔ اسی بنا پر غالباً تاخذ کے مطابق مسلمان مجاہدین کو اپنی ہلاکت کا اور عذابِ الہی کا اندیشہ ہوا تھا۔ اس سے جواب یہ تھا کہ مالِ غنیمت کے سلسلے میں ابھی تک کوئی قرآنی نص نہ تھی۔ مسلمان مفسرین اور علمائے اس پر تقریباً اتفاق کیا ہے کہ مالِ غنیمت کے سلسلے میں تمام احکامِ عزوہ یہ کے بعد نازل ہوئے تھے۔ تاریخی تاخذ میں ابنِ اسحاق، واقدی وغیرہ تمام سیرت نگاروں نے اسی کی تائید میں روایات نقل کی ہیں اور لفیسری و حدیثی روایات بھی اسی کی تائید میں ہیں۔^{۱۳۹} حجتی کہ جدید مغربی مؤرخین نے بھی اس کو قبول کیا ہے۔^{۱۴۰}

حیرت کی بات ہے کہ خود مؤثر شمری واٹ کو بھی اس حقیقت سے انکار نہیں ہے۔^{۱۴۱} کیا یہ ان کے دعوؤں کی تردید کے لئے کافی نہیں ہے۔ جہاں تک سورہ بقرہ کی مذکورہ بالا آیت کا تعلق ہے تو کسی تفسیری یا تاریخی روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی ہے کہ ماہِ مقدس میں قتال و جدال کرنے کے سلسلے میں مسلمانوں نے سوالات کئے تھے۔ صرف واقدی اور بلاذری کا خیال ہے کہ بعض مسلمانوں نے اس سلسلے میں استفسار کیا تھا۔ جبکہ ابنِ اسحاق نے سوالات کرنے والوں کی صراحت نہیں کی ہے سبطی اور ابنِ کثیر نے اپنی تفاسیر میں متعدد روایات بیان کی ہیں جن سے عیاں ہوتا ہے کہ آیت میں مذکورہ سائلین سے مراد کفار و مشرکین کہ تھے۔ نہ کہ مسلمانانِ مدینہ۔^{۱۴۲} پھر بعض مفسرین اور علمائے بھی اس کی وضاحت کی ہے کہ آیت کا سیاق و سباق بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں کفار و سائلین اور ان کے اعتراضات کا جواب مذکور ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ خدا کی راہ سے روکنے اور مسجدِ حرام میں نہ داخل ہونے دینے اور کفرِ الہی کرنے اور مسجدِ حرام کے باسیوں کو جلا وطن کرنے اور قتل سے زیادہ فتنہ کے خطرناک ہونے کا مسلمانوں کو جواب میں معنہ نہیں دیا جاسکتا تھا۔ دراصل یہ وہ جرائم تھے جن کے مرتکب کفار کہ ہوئے تھے اور شہرِ حرام میں قتال پر ان کی طعنہ زنی کے جواب میں ان کے تمام بڑے بڑے جرائم گنائے گئے تھے۔^{۱۴۳} اس کے علاوہ آیت کا آخری فقرہ کہ وہ تم سے ہل کر لڑتے رہیں گے۔ اور اپنی استطاعت بھر تم کو ہمارے دین سے برکشتہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ سے آیت کے اولین فقرے کی تفسیر ہو جاتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ الزامی جوابات مکہ کے قریش کے اعتراضات کے ردِ عمل کے طور پر بیان ہوئے ہیں۔ جہاں تک شہرِ حرام میں قتال کی خطرات کا تعلق ہے قرآن مجید اس کا سبب بے حرمتی کو خاصہ اہم معاملہ (کبیر) تصور کرتا ہے اور اس حقیقت سے نہ صرف اس آیت میں انکار کیا گیا ہے بلکہ قرآن مجید کی ماہِ حرام سے متعلق دوسری آیات میں بھی اس سے انکار نہیں ہے بلکہ حرمتِ مقدس ماہ کو اسلام میں بھی برقرار رکھا گیا ہے۔ جیسے کہ ابھی ہم دیکھیں گے اسی طرح تاریخی روایات میں بھی مقدس مہینے یا مہینوں کی حرمت و تقدس کا اعتراف کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سے واٹ کے اس خیال کی تردید بھی ہوتی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہِ مقدس کی

حرمت کا خیال نہ تھا۔ یا آپ ان کی بے حرمتی کو جائز سمجھتے تھے۔ مقدس مہینوں کے معاملہ میں عرب کے قدیم جاہلی مذہب اور دین اسلامی میں بنیادی طور پر کوئی فرق خداوند کریم نے نہیں روا رکھا ہے اگر کوئی فرق ہے بھی تو وہ ان مہینوں میں قتال کی نعمت کا مشروط ہونا ہے یعنی مسلمان اپنی طرف سے جنگ کا آغاز تو نہیں کر سکتے لیکن اگر ایٹ دوسری طرف سے آئے تو اس کا جواب پھر سے دے سکتے ہیں۔^{۱۵۸} اسی بنا پر اکثر مسلمان علماء اس آیت کے مانع ہونے کے قائل ہیں۔^{۱۵۹} اور اسی سبب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کے زمانے میں متعدد عزادات و سہرا یا مختلف مقدس مہینوں میں بھیجا یا خود لے کر گئے تھے۔^{۱۶۰} جدید محققین کی اسلامی سال میں مقدس مہینوں کے بارے میں تحقیق بڑی دل چسپ مگر غیر منطقی ہے۔ واٹ کا خیال ہے کہ ”شہر حرم“ (مقدس مہینوں) کی تعین خاصی مشکل ہے حالانکہ سورہ توبہ کی آیت ۲۴۱ میں جن مقدس مہینوں کا ذکر ہے ان کی تعین مسلم علماء و محققین نے بصراحت اپنے حتمی طور سے کر دی ہے۔ چنانچہ مفسرین اسلام۔ اسلامی تقویم کے چار ماہ۔ رجب ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کو مقدس و حرام بتا رہے ہیں۔ واٹ کا یہ بھی کہنا ہے کہ قرآنی بعض دوسری جگہوں پر صرف ایک ماہ مقدس کا ذکر کرتا ہے اور پھر انہوں نے ایک اور مستشرق کے اس خیال سے اتفاق کیا ہے کہ غالباً عرب میں مختلف علاقے اور نیلے مختلف مہینوں کی تقدس و حرمت کے قائل تھے۔ چنانچہ ان دونوں مستشرقین کے نزدیک چار ماہ مقدس کی قید و مشروط دراصل ایک مصالحہ نہ کوشش ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ واقعہ غلہ پر مدینہ میں آنا شدید رکھل کیوں ہوا تھا۔ اور آپ کو اس رد عمل پر کیوں حیرت سے دوچار ہونا پڑا تھا؟ یہ پورا تجربہ غیر علمی اور غیر مستند ہے اور محض اپنے دعویٰ کی دلیل فراہم کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ ورنہ اس میں تضاد ہیں۔ اور گہرائی سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دعوے کی دلیل نہیں فراہم ہوتی بلکہ اس کی ان ہی کی دلیل سے تردید ہوتی ہے نص قرآنی میں بصراحت فیصلہ خداوندی ہے کہ ”مہینوں کی گنتی اللہ کے پاس بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کے حکم میں جس دن پیدا کئے زمین و آسمان۔ اول میں چار ہیں ادب کے۔“^{۱۶۱} اگرچہ نص قرآنی میں ان کی تعین نہیں ملتی۔ لیکن تفسیری روایات احادیث و آثار اور تاریخی شہادتوں سے ان کی واضح و غیر مبہم تصریح ملتی ہے اور تمام روایات و شواہد میں مکمل اتفاق ہے اور ایک روایت بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس سے یہ شبہ ہی پیدا ہو سکے کہ مذکورہ بالا چاروں مہینوں کے سوا اور کوئی مہینہ مقدس تھا یا ہو سکتا ہے۔^{۱۶۲} واٹ نے قرآن کریم کی ان آیتوں سے جن صرف ایک ماہ حرام کا ذکر ہے۔ یہ نتیجہ نکالنا چاہا ہے کہ قرآن کے نزدیک بھی تبرک مہینوں کا معاملہ مشتبہ یا کم از کم غیر متین ہے۔ لیکن یہ استنباط غیر علمی ہے۔ جہاں جہاں قرآن نے ماہ مقدس کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے وہاں انھیں مذکورہ بالا مقدس مہینوں میں سے کوئی ایک مخصوص مہینہ مراد ہے۔ جس کا آیت متعلقہ کے سیاق و سباق سے صاف پتہ چل جاتا ہے۔^{۱۶۳} تاریخی شواہد اس قطعی طور پر دلالت کرتے ہیں کہ مقدس مہینوں کے بارے میں قرآنی تصریح اور احادیث و آثار اور عربوں کے سماجی و دستور و عادت میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ مستشرقین کا یہ خیال کہ چار ماہ کی قید ایک مصالحہ نہ کوشش ہے ورنہ مختلف علاقوں میں مختلف مہینے مقدس سمجھے جاتے تھے۔^{۱۶۴} نہ تو تاریخی ثبوت اور نہ ہی تنقید کی کوئی پکھڑا اترتا ہے۔ اس خیال کی تردید عربوں کے ”قاعدہ نسی“ سے بھی ہوتی ہے۔ جن کے مطابق وہ اپنی دنیاوی مصحتوں کی خاطر ماہ حرام کو حلال کر لیتے تھے۔ قرآن مجید کی اگلی آیت ہی میں اس بے حرمتی ماہ مقدس پر شدید تذکرہ جہنم کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر مختلف علاقے

میں مختلف جیسے مقدس یا حرام ہوتے تو شاید سال کا کوئی حصہ اس سے خالی نہ جاتا۔ لہذا مختلف مقامات پر کسی کی ضرورت ہی نہ پڑتی اس کے علاوہ اس صورت میں مقدس مہینوں کا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ ان مقدس مہینوں میں بڑی مال کی حفاظت کی ضمانت ملتی تھی کیونکہ جنگ و جدال کا کاملاً نہ تھی۔ چنانچہ جنگ و جدال، لوٹ مار سے بھرپور اور غیر محفوظ وغیرہ ماحول زندگی میں عرب قبائل کو ان میں مقدس مہینوں میں امن و چین کا سانس لینے کا موقع ملتا تھا اور بلا خوف و خطر وہ ایک دوسرے علاقے میں سماجی و معاشی ضروریات سے آجاسکتے تھے۔ اگر پلینر (PLESSNER) اور لیون کیبانی وغیرہ کا خیال قبول کر لیا جائے تو عرب سماج میں جان و مال کے تحفظ کا تصور ہی ختم ہو جانے کا اور سال کا کوئی حصہ بھی محفوظ و مامون نہیں بچا جاسکتا اس کے علاوہ اس خیال سے ان کے اپنے دعوے کی تردید ہوتی ہے اور وہ یوں کہ اس خیال کے مطابق عین ممکن تھا کہ وجب کا مہینہ مدینہ والوں کے لیے مقدس نہ رہا ہو اور اس کی تقدیس کے قائل صرف مکہ والے رہے ہوں۔^{۱۶۳} یہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ مسلمانانِ مدینہ نے مجاہدینِ غلہ کو ماہ مقدس کی بے حرمتی پر لعن طعن نہیں کیا تھا۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل کی وجہ سے کیا تھا۔^{۱۶۴} پھر ماہ مقدس کا اعتراف اٹھانے والے کئی تھے۔ مدنی مسلمان نہیں۔^{۱۶۵} تاہم قرآنِ تسلیم کرتا ہے کہ اس ماہ مقدس کی تقدیس بدستور قائم تھی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو بیکار رکھا اور تسلیم کیا تھا۔ بہر حال یہ بات قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی تقویم میں چار مخصوص ماہ حرام تھے اور ان کی تعیین میں کسی قسم کا اشتباہ و اختلاف نہ تھا اور یہ کوئی مصالحہ نہ کوشش نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت تھی۔

اب آخر میں اس نکتہ پر توجہ کرنا ضروری ہے کہ آخر مجاہدینِ غلہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے تجاذز کئے یا ایک طرح سے آپ کے حکم کی مخالفت کر کے ماہ مقدس میں کاروانِ غلہ پر حملہ کیا ہی کیوں تھا؟ وہ تو قریش یا کاروانِ قریش کی خبریں فراہم کرنے گئے تھے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ وادی وغیرہ کے خیال میں یہ حملہ عرضِ دنیا کے طالبوں کی طلب کی وجہ سے ہوا تھا اور مغربی مورخین تو اس حملہ کا مقصد و محرک ہی لوٹ مار قرار دیتے ہیں۔ ماہ مقدس میں حملہ و لوٹ مار کا ارتکاب کرنے کی توجیہ مآخذ سے یہ ہوتی ہے کہ تاخیر کی صورت میں کاروان ہاتھ سے نکل جاتا۔ واٹسن نے ایک مزید توجیہ یہ کہ ہے کہ کاروانِ غلہ نے متوقع تاریخوں سے کچھ پہلے اگر سارے اندازے گڑبڑ کر دیئے تھے۔ لیکن ان دونوں توجیہات کی تردید روایات و تنقید سے ہوتی ہے اگر وہ کاروان اپنی تقدیم آمد کے سبب توقع کے خلاف آگیا تھا۔ تو اسے نکل جانے دیتے کیونکہ اس راہ پر تو کاروان گزرتے ہی رہتے ہیں۔ ایک دن کے صبر کے بعد وہ کسی اندکاروان کو نشانہ بنالیتے یا پھر جس کاروانِ قریش کا حوالہ وادی وغیرہ کے یہاں موجود ہے۔ اس سے یہی مخصوص کاروان مراد تھا۔ لیکن اس خیال کی تردید مختلف شہادتوں سے ہوتی ہے۔ وادی کی روایت کا وہ حصہ جو سلم مجاہدین کے حملہ حامی و مخالف طبقوں میں بٹ جانے کا ذکر کرتا ہے۔^{۱۶۶} اس کی تردید کرتا ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "عرض دینا" اور حملہ مخالف طبقہ کیوں حملہ میں شریک اور حملہ حامی طبقہ سے متفق ہوا تھا۔ روایات میں اس کا کوئی جواب یا توجیہ نہیں ہے۔ لیکن ایسا عموماً ہوتا ہے کہ حملہ حامی فریق کے پاس کچھ دلائل اور مصالح تھے جنہوں نے حملہ مخالف فریق کو بھی ان کے خیال سے متفق ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

در اصل صمدتِ حال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ سلم مجاہدین غالباً مرشامِ غلہ میں پہنچ کر مقیم ہی ہوئے تھے کہ اچانک غیر متوقع طور پر

کاروانِ نخلہ وہاں پہنچ گیا اور اتفاق سے ان کے قریب ہی میں خیمہ زن ہوا دوسرے جماعتوں کو ایک دوسرے سے خوف محسوس ہوا۔ کاروانِ نخلہ والوں کو تو غارتگری کا خوف تھا جسے حضرت عکاشہ بن محسن اسدی نے فوری طور پر حل کر کے اور اس کے ذریعہ ان کو یہ تاثر دے کر کہ وہ زائرین کی جماعت ہے۔ غارتگری کی نہیں۔ قریشیوں کا خوف تو فوری طور سے دور کر دیا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں حضرت عکاشہ کا حق کرنا مخالف جماعت کو اطمینان دلانے کے لئے تھا وہاں مسلمانوں کا یہ بھی صحیح مطلع نظر تھا کہ قریشی ان کے بارے میں مزید تفتیش نہ کریں۔ یہ ترکیب غارتگری کے منصوبے کی تکمیل کے لیے نہیں کی گئی تھی جیسا کہ اس کو عام طور سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ مسلم جماعت غارتگری کے لیے نہیں بلکہ خبروں کی فراہمی اور جاسوسی کے لئے آئی تھی۔ ابن اسحاق اور داقی بن قیس کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عکاشہ کا حق کرنا قریشی کارواں اُسے کے فوراً بعد ہوا تھا۔ اور اس پر مجاہدین نے حملہ کرنے کا فیصلہ بعد میں کیا تھا۔^{۱۸} روایات کی یہ ترتیب نامانی ہے اور اس کے اس طرح ماننے کا ایک سبب یہ ہے کہ مسلمان مجاہدین خود بھی قریشیوں کی نظر میں آنے سے کڑا ہرے تھے۔ اور چپکا جاتے تھے۔

چنانچہ روایات میں صراحت ہے کہ قریشیوں کے سامنے صرف حضرت عکاشہ اُسے تھے مسلمانوں کے قریشیوں کی نگاہ سے بچنے کا سبب ظاہر یہی تھا کہ وہ سب کے سب مخلوق نہ تھے۔ اور اگر ان کو قریشی دیکھ لیتے تو سمجھ جاتے کہ وہ جماعت زائرین نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ لیکن اس ظاہری سبب کے علاوہ اس سے کہیں زیادہ ایک اور باطنی سبب تھا اور وہ یہ تھا کہ مسلم جماعت میں قریشیوں کے کئی جلتے بچائے چرے تھے اور کوئی ہویانہ ہو لیکن کم از کم وہ حضرات ایک تو خود امیر سر یہ حضرت عبداللہ بن عیش^{۱۹} اور دوسرے حضرت ابو عذیہ بن بشرہ اموی^{۲۰} اگر اور قریشی کی جانی بھی تخصیص نہیں تھیں اور کسی بھی کمی کی نظر دلوں سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔ یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ کمی کاروانِ پوسے کا پورا بنو مخزوم کے اہم اشخاص پر مشتمل تھا۔ اور ان کے اور بنو امیہ کے درمیان تجارتی، معاشی اور سماجی تعلقات بہت گہرے اور قریبی تھے۔^{۲۱} اس لیے ان دونوں مسلمانوں کی شناخت اور بھی آسان تھی۔ بلکہ حضرت عکاشہ کو مخلوق دیکھ کر قریشی مطمئن ہو گئے تھے۔ لیکن مسلمانوں کا اضطراب ختم نہ ہوا تھا۔ ان کا سامنا اس کارواں سے اچانک ہوا تھا اور فوری طور پر وہ اپنی شناخت سے پرہیز بھی گئے تھے۔ لیکن اس کا احتمال تھا کہ کسی وقت کوئی قریشی تفتیش حال یا کسی ضرورت سے مسلم جماعت کے قریب آئے تو وہ بڑی آسانی سے مسلمان مجاہدین کی شناخت کر کے پورے قافلے کو ہوشیار کر سکتا تھا اور نہ صرف ان کو بلکہ قریب جوار کے قبیلوں کو اور کہہ دالوں کو بھی اور مسلمانوں کی شناخت سے نہ صرف یہ کہ قریشیوں کے بارے میں خبروں کی فراہمی کا کام ختم ہو جاتا بلکہ خود مسلم مجاہدین کی زندگی کے لئے پڑ جاتے اور غالباً یہی صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم جماعت کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ وہ کارواں قریشی پر حملہ کر کے ان کے تمام آدمیوں کو مار ڈالنے یا گرفتار کرنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی دہاں موجودگی کا راز نہ کھلتے پائے اور درحقیقت انہوں نے ایسا ہی لیے کیا بھی تھا اور اس میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن ایک شخص کسی طرح بچ سکتے ہیں کامیاب ہو گیا اور اس طرح مجاہدین کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔

لہذا ہمیں مسلمانوں کے کاروانِ نخلہ پر حملہ کرنے کے فیصلے کے ضمن میں دو جملے بہت اہم ہیں۔ ان کا فیصلہ تھا کہ ان میں

سے جو مل جائے اسے قتل کر دیا جائے۔ یا گرفتار کر لیا جائے اور ان کے سامان پر قبضہ کر لیا جائے۔ یہ دونوں جیسے ثابت کرتے ہیں کہ اصلاً حملہ کرنا یا بچھا یہ مارنا مقصود نہ تھا بلکہ یہ ایک وقتی فیصلہ تھا جو حالات کے تحت فوراً کیا گیا تھا اور رازداری یا خود حفاظت کے اسباب و عوامل کی وجہ سے کیا گیا تھا۔ کاروان کے ایک شخص کے نکل جانے کی وجہ سے مسلم جماعت کا غلام میں تیام پئے ہو گیا تھا۔ اس لئے مدینہ واپس ہونا فطری اور حقیقی تھا۔ مآخذ کے اس اصرار کی روشنی میں کہ غلام کی مہم کا مقصد قریش یا کاروان قریش پر نظر رکھنا تھا مسلم مجاہدین کے کاروان قریش پر حملہ کرنے کی یہ فطری اور قابل قبول توجیہ کی جاسکتی ہے۔

محققین نے اب تک اس نکتہ سے بحث نہیں کی ہے اور نہ ہی مآخذ سے اس کا یہی طور پر پتہ چلتا ہے کہ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش یا کاروان قریش پر نظر رکھنے کے لیے ایک مختصر سی جماعت کو مکہ کے اتنے قریب نکلے کیوں بھیجا تھا؟ ظاہر ہے کہ آپ کو ان کے بارے میں کوئی خاص خبر یا پریشان کن اطلاع ملی تھی اس لیے آپ نے اتنا بڑا خطرہ مول لیا تھا۔ وہ خبر یا اطلاع کیا تھی؟ قیاس یہ کہتا ہے کہ وہ خبر یہ تھی کہ قریش ایک بہت بڑا کاروان شام کو بھیجنا چاہتے ہیں جس کے بارے میں لگزد کا بیان یہ ہے کہ اس میں قریش کے ہر مرد و عورت نے جس کے پاس ایک شتال یا اس سے زیادہ رقم تھی حصہ لیا تھا حتیٰ کہ بڑی عورت اور کمزور عورتوں نے سوت کات کر اس کاروان میں مال لگایا تھا۔ جس کی مالیت پچاس ہزار کی غیر رقم کے برابر تھی ظاہر ہے کہ یہ خبر مکمانانِ مدینہ کے لئے خاصی چونکا دینے والی تھی اس میں حیران کن عنصر تجارتی مفادات نہ تھے بلکہ اس مخصوص کاروان کی نوعیت اور اس کے اسباب و عوامل تھے۔ آخر ایسی کون سی فوری معاشی اور اقتصادی ضرورت پیش آگئی تھی جس کے لیے قریش نے غیر معمولی کاروان ترتیب دیا تھا؟ کسی حد تک یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اس کاروان کی غیر معمولی نوعیت یہی تھی جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تقیش حال کے لیے ایک مختصر سا طلیعہ مکہ کے بالکل عقب میں بھیجنے پر مجبور کیا تھا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بعض روایات میں قریش کے چائے قریشی کاروان پر نظر رکھنے کی وجوہات کہی گئی ہیں۔ غالباً کیا یقیناً اس سے ہی غیر معمولی اور عظیم کاروان قریش مراد تھا، کاروان نکلے نہیں۔

مؤخر الذکر تو محض موقعہ و محل کی وجہ سے اور مسلم جماعت کی کارروائی کی وجہ سے اہمیت اختیار کر گیا اور اس طرح سے غلط فہمی اور صورتِ حال کے صحیح تجزیے میں ناکامی کا سبب بن گیا۔ بہر حال اندازہ یہ ہوتا ہے کہ اس عظیم و غیر معمولی کاروان قریش کی ترتیب و تنظیم اور اس کے محرکات و عوامل سے بن کن گن آپ کو کسی طرح سے مل گئی تھی تو آپ کو خدشہ تھا کہ یہ ساری تیاری غالباً مدینہ کی اسلامی ریاست اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی بڑے منصوبے کی خاطر کی جا رہی ہے وہ منصوبہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ تجارتی دولت کو سیاسی و فوجی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے اور مسلمانوں پر ایک کاری ضرب لگائی جائے؟

واضح رہے کہ یہ قریشی سیاسی و فوجی یا ایسی کسی نئے معاشی سبب یا مسلمانوں کی جانب سے اپنی تجارت کو خطرہ میں دیکھ کر نہیں اپنائی گئی تھی جیسا کہ ہم پہلے بھی دیکھ چکے ہیں اور اپنے آخری مجموعی تجزیے میں تفصیل کے ساتھ دیکھیں گے بلکہ اس قدیم مملکت اسلام اور محمدی رسول کے سبب تھی جو ان کو کی عہد سے تھی اس کے بعض سیاسی اسباب بھی تھے قریش کہ دیکھ رہے تھے کہ مدینہ کی اسلامی ریاست روز بروز وسیع تر اور طاقتور ہوتی جا رہی تھی۔ فہر کے ارد گرد کے علاقے میں بے ہوشے بدوی قبائل اس کے حلیف دوست

بنتے جا رہے تھے۔ اور اس طرح مزید کہ کے حریف کی حیثیت سے ابھر رہا تھا وہ جلتے تھے کہ اگر اس کو اسی طرح اور پنپنے کا موقعہ دیا گیا تو وہ ایک دن اتنا طاقت ور ہو جائے گا کہ ان کی سیاسی بلا دستی کو ختم کر دے گا اس سیاسی حیثیت کا خاتمہ نہ صرف ان کی سیاسی موت کے مترادف ہوتا بلکہ ان کے مذہبی تخصص اور معاشی طاقت کے لیے بھی آخری کیل ثابت ہوتا چنانچہ انہوں نے مدینہ پر ایک کاری ضرب لگانے کے لیے اپنی تمام دولت ایک کارواں میں جھونک دی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ مکہ میں قریش کے مشہور مقتدر افراد مدینہ سے غصہ و کراہت اور جدال مول لینے کے حق میں نہ تھے اور وہ تاریخی فطری عناصر کو ان کی قدرتی نشوونما کی بارود کی ٹوک اجازت دینے کے حق میں نہ تھے۔ لیکن تاریخی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ کا یہ معتدل اور نرم مزاج طبقہ آہستہ آہستہ ختم یا کمزور ہو رہا تھا۔ اور اس کی جگہ سیاسی قیادت اور زمام کار ان لوگوں کے ہاتھ میں آتی جا رہی تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے دشمن ہی نہ تھے بلکہ وہ طوار کے زور سے ان کو مٹا دینے کی پالیسی میں یقین رکھتے تھے۔ اس کا ثبوت غزوہ بدر کے موقعہ پر مکہ کے معتدل و صلح جو طبقہ پر اس کے جنگ جو اور جدال پسند طبقہ کی برتری سے ملتا ہے۔ کیونکہ آخر کار یہ غزوہ طبقہ ہی تھا جو جنگ کرانے اور مستقبل میں اس کا دواڑہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔^{۱۲}

اس طرح یہ بات تقریباً یہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ہم نخلہ کا مقصد قریش کے آئندہ منصوبوں کی ٹوہ لینے کے لیے تھا اور اس کا محرک اس عظیم قریشی کارواں کی ترتیب و تنظیم تھی جو ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں شام جانے والا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی غیر معمولی نوعیت اور زبردست تیاریوں کی خبریں سن کر تشویش ہوئی لازمی تھی کیوں کہ آپ کے سامنے مدینہ کے دفاع اور امت مسلمہ کی جانی حفاظت کا زبردست سوال تھا اور دونوں مقاصد کو اسی صورت میں حاصل کیا جاسکتا تھا جبکہ دشمنوں کے ہر منصوبے سے باخبر رہا جائے۔ اسی لیے آپ نے نخلہ کی ہم ترتیب دی تھی۔ واقعات، شواہد اور دلائل کی روشنی میں یہ بلا ریب ثابت ہوتا ہے کہ اس ہم کا محرک و مقصد فارت گری مال کی حرص اور روز افزادی امت کی اقتصادی ضروریات کو پورا کرنا نہ تھا جیسا کہ مغربی مؤرخین نے دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ اس کا محرک و مقصد سیاسی اور دفاعی تھا اس کی مزید تصدیق سہرہ نخلہ میں شامل مجاہدین کی تعداد سے بھی ہوتی ہے محض آٹھ یا بارہ آدمیوں پر مشتمل کوئی دستہ بڑا کارواں اور وہ بالکل دشمن کے گھر میں نہیں لوٹ سکتا تھا اور نہ ہی لوٹ کر بچ نکلنے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ پھر یہ کاروائی اصلاً چھ آدمیوں کے دستے نے کی تھی اتفاق سے کارواں نخلہ مختصر تھا لیکن اس کا بھی تو احتمال تھا کہ وہ مسلم دستے سے کافی بڑا ہوتا ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں چھ یا بارہ آدمیوں کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس لیے یہ خیال تقریباً حاصل کر لے کہ اگرچہ یہ کاروائی مقصود ہوتی تو نسبتاً بڑا فوجی دستہ بھیجا جاتا اور علاقائی یا جزائی اسباب کی بنا پر یہ ضروری تھا کہ فوجی دستہ آنا بڑا ضرور ہونا چاہیے تھا کہ وہ ہر قسم کی ممکنہ و غیر متوقع صورت حال سے پوری طرح نمٹنے کا اہل ہوتا اس تمام طویل بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نخلہ کا یہ بیان صحیح ہے کہ ہم نخلہ کا مقصد دشمن کی ہاسوسی تھی نہ کہ غارت گری اور لوٹ مار ان کے علاوہ متعدد دوسری دلیلیں اور شواہد میں جو ثابت کرتے ہیں کہ نہ صرف یہ آخری ابتدائی ہم بلکہ ابتدائی ہمیں اقتصادی محرکات مقاصد نہیں رکھتی تھیں۔

(۱/۹) نویس اور دسویس مہمیں: ہمارے مقبول و معروف مآخذ میں ابتدائی ہموں کی تعداد آٹھ بیان کی گئی

ہے جن میں چار سراپا اور ملتے ہی غزوات شامل کئے جاتے ہیں۔ ان کا ہم مفصل مطالعہ کر چکے ہیں۔ لیکن ابتدائی مگر معروف مورخ یا مصنف نے ان ابتدائی مہموں کی تعداد دس بتائی ہے اور چار کے بجائے چھ غزوات غزوہ بدر سے پہلے ہونے کا ذکر کیا ہے اگرچہ موجودہ مورخین اور ان کے طرز تاریخ نویسی کا اندازہ یہ ہے کہ مسلمہ ماخذ سے مختلف یا مستر اور روایات کو آسانی سے قبول نہیں کرتے اور اس کو نئے میں غیر ضروری احتیاط برتتے ہیں تاہم ایک ابتدائی مورخ کی روایت کو بلا کسی منطقی سبب یا معقول شہادت کے نظر انداز کرنا محال ہے بہر حال محمد بن حسیب بغدادی (متوفی ۳۵۸ھ) کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے پہلے ماہ شعبان میں دو مہموں دو مختلف علاقوں میں لے کر گئے تھے۔ اس کے بیان کے مطابق نویں ابتدائی مہم بروز جمعرات ۲۰ شعبان ۱۰ھ کو یثرب کے علاقے میں گئی تھی۔ وہاں کوئی مدبھڑ نہیں ہوئی اور آپؐ واپس آگئے لیکن دسویں ابتدائی مہم کے بارے میں بڑا دلچسپ بیان ہے اور وہ یہ کہ ۱۲ شعبان ۱۰ھ بروز منگل آپؐ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور صفوان بنجے وہاں آپؐ نے قبیلہ غفار سے باہمی امداد دعا کا ایک معاہدہ (کتاب ماجمعتہ) لکھا اور ایسا دوسرا معاہدہ بنو اسلم سے بھی کیا اس غزوہ میں بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔^{۱۸} بظاہر یہ بیان مسلمہ ماخذ کے خلاف ہے کیونکہ اول تو وہ ان غزوات کا سرے سے ذکر ہی نہیں کرتے۔ دوم یہ کہ بعض ماخذ کا اصرار ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمادی الآخرہ تا اول رمضان مدینہ میں قیام پذیر رہے اور کہیں باہر تشریف نہیں لے گئے۔^{۱۹} سوم یہ کہ غزوات و سراپا کی تعداد سے جو ان ماخذ میں مراحتاً بیان ہوئی ہے۔^{۲۰} یہ بیان متضاد ہے اور اوپر کی بیان شدہ دلیلوں کی تردید کرتے ہیں۔ مسلمہ ماخذ پر اضافہ یا اضافی معلومات کا قطعی یہ مطلب نہیں کہ وہ غلط ہیں پھر آپؐ کے مدینہ میں جہاں تک مدت قیام کا تعلق ہے اس کی توثیق بعض دوسرے ماخذ سے نہیں ہوتی بلکہ کہیں کہیں تو تردید ہوتی ہے۔^{۲۱} اس کے علاوہ متاخرین غزوات اور اٹھیس سراپا کی تعداد بھی بعض ماخذ میں کم یا زیادہ پائی جاتی ہے۔^{۲۲} اس سے اس خیال کو تقویہ ملتی ہے کہ دراصل مورخین اور اصحاب سیرت کو قطعی مہموں اور ان کی تفصیلات کا علم ہر مسکا اور جہاں تک وہ معلومات ان کے طریق نگارشی یا طبیعت کتاب سے لگا سکیں انہوں نے ان کو بیالی کیا۔ یہی سبب ہے کہ سیرت نبویؐ کے بارے میں عموماً اور مہموں کے بارے میں خصوصاً مختلف ماخذ میں معلومات کم و بیش ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ کم از کم دوسری مہم کے بارے میں واقعاتی شہادت یہ ہے کہ بنو غفار اور بنو اسلم سے جو معاہدے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے تھے ان کے متین و دستیاب ہیں۔^{۲۳} اور دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ ان معاہدوں کے پس منظر کے بارے میں کہ وہ کب اور کہاں ہوئے کچھ بھی ماخذ میں نہیں بیان ہوا ہے۔ اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ بغدادی کا بیان صحیح ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ معاہدے انھیں مہموں کے دوران ہوئے جو خرید برائے ان معاہدوں کی زبان و طرز بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ معاہدے عہد نبویؐ کے مدنی دور کے ابتدائی زمانے کے ہیں۔ بہر حال ان شواہد و دلائل کی روشنی میں یہ بات قطعی کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ بغدادی کا بیان صحیح ہے اور ابتدائی مہموں کی تعداد اٹھ نہیں بلکہ دس تھی اگرچہ بغدادی نے اپنی اختصار پسندی اور تفصیلات سے گریز کی بری عادت کی وجہ سے ان مہموں کے پس منظر، حالات و اسباب وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں کہہا ہے تاہم موجودہ تحقیقات اور معیار تحقیق کی بنا پر ان کے اسباب و علل اور عوامل کا پتہ لگانا اب کچھ مشکل نہیں ہے یہ ظاہر ہے کہ ان دونوں مہموں کے حالات و اسباب و علل وہی تھے جو دوسری ابتدائی مہموں کے تھے یعنی عرب کے بدوی قبائل سے تعلقات محبت و دوستی اختیار کرنا اور اسلامی ریاست

سے ان کو کسی نہ کسی طرح وابستہ کرنا خوش قسمتی ہے جو غفار اور بنو اسلم سے غزوہٴ سفوان کے ذیل میں معاہدہ یا بھی نفردامانت کا جو ذکر کیا ہے اس کی مکمل تصدیق ان معاہدوں کے متن سے ہوتی ہے جو دوسرے مآخذ میں مذکور ہیں اور یہ ایک مزید دلیل ہے جو ابتدائی مہموں کے بارے میں وضاحت کرتی ہے کہ ان کے محرکات اقتصادی نہ تھے جیسا کہ ہمارے جدید مؤرخین کا اصرار ہے اس پر مزید بحث ہم اپنے آخری تجزیہ میں کر رہے ہیں، جواب شروع ہوتا ہے۔

آخری تجزیہ

اب تک ہم نے دس ابتدائی مہموں کے محرکات، مسائل اور مقاصد کا الگ الگ جائزہ لیا ہے اور اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ”یہ تمام کوششیں اور کاروائیاں اور مجاہدے مساعی اور سرگرمیاں دراصل ایک سوچی سمجھی اور منصوبہ بندی سیاسی حکمت عملی کی مختلف کڑیاں تھیں۔ ان مہموں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانانِ مدینہ۔ مہاجرین اور انصار۔ کے سیاسی و سماجی پس منظر میں دیکھنا چاہیے ہجرت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ایک مذہبی اور سماجی نظام کا ڈھانچہ بکھڑا کر رہے تھے۔ جس کی ابتدا مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارے (مواخاۃ) سے ہوئی تھی اور پھر حبیب مسلمانوں کے ان دو علاقائی طبقوں کو دین کی بنیاد پر متحد کر لیا گیا تو مدینہ میں ایک اسلامی امت وجود میں آئی۔^{۱۸۱} اس امت کی اساس اول اسلام تھا۔ اور اس لحاظ سے وہ عرب کے قبائلی پس منظر میں بالکل نیا تجربہ تھا۔ جس میں سماجی نظام یا معاشرت کا انحصار خون کے رشتوں کے بجائے مذہبی اخوت اور یکجہالت پر تھا۔ امت مسلمہ کی تشکیل کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ کی یہودی قبائل اکا و تکا عیسائی افراد کا مسئلہ تھا پھر انصار کے دونوں عرب قبیلوں اوس و خزرج کے ان یہودی قبائل سے سیاسی، سماجی اور فوجی نوعیت کے تعلقات تھے جو کافی قدیم تھے ان کے علاوہ مدینہ کے لوگوں کے قرب و جوار کے یہودی قبائل نئے نئے اور طبقانہ تعلقات تھے۔ ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تعلقات کو نہ تو نظر انداز کر سکتے تھے اور نہ ان کو جان کا توں رہنے دے سکتے تھے۔ امت مسلمہ دنیا سے کٹ کر اور اپنی ارد گرد کی بستیوں اور قبیلوں سے منہ پھیر ایک سماجی غلامی زندہ نہیں رہ سکتی تھی اور نہ ہی پرانے تعلقات نئے حالات میں اور نئے لوگوں کے لیے مفید ہو سکتے تھے۔ ان سماجی تقاضوں اور ضروریات نے امت مسلمہ کے مربیاء کے لیے ایک عمل اور مفید لائحہ عمل تیار کرنا ناگزیر بنادیا تھا۔ چنانچہ آپ نے پہلے ایک سیاسی و سماجی نظام قائم کیا جس کو عام طور سے سماجی تحفظ کا نظام (SOCIAL SECURITY SYSTEM) کہا جاتا ہے اس کے مطابق امت مسلمہ کے سماجی تعلقات مدینہ کے یہودی قبیلوں سے قائم کئے گئے اور ایک معاہدہ کے ذریعہ جس کو عموماً دستور مدینہ کہا جاتا ہے اور جس کو ابن اسحاق نے کتاب رسول یا ”صحیفہ رسول“ کا نام دیا ہے مدینہ کی پورے آبادی کو سماجی و سیاسی تحفظات و ضمانتوں کی خاطر ایک سیاسی نظام کے تحت مجتمع کر دیا گیا۔ مذہبی اختلافات کی باوجود مسلمانانِ مدینہ و اوس ان کے حلیف ایک دوسرے کے حلیف و دوست قرار پائے اور ان کے بعض فرائض و ذمہ داریوں کے ساتھ ان کے حقوق واضح کر دیے گئے۔^{۱۸۲} اس طرح مدینہ میں ایک نیا سیاسی نظام از خود وجود میں آئے اس سیاسی و سماجی نظام کا دائرہ کار مدینہ تک محدود نہ رہ سکا۔ کیونکہ مسلمانوں کو اپنے پڑوسیوں سے سماجی تعلقات فطرتاً سے تھے اور سیاسی تعلقات بھی بعض اسباب کی بنا پر قائم کرنا ناگزیر تھا۔

قرب و جوار خاص کرمغربی علاقے کے بڑی قبائل سے انصار کے قدیم حلیفانہ و دوستانہ تعلقات نے ایک مضبوط نیا دفرہم کی اور وہ اپنے پرے تعلقات کی بنا پر مہاجرین و امیر مہاجرین کے بھی دوست بن گئے لیکن اب نوعیت دوسری ہو چکی تھی مدینہ میں علماء مہاجرین و انصار کے دو ممتاز طبقات کی تفریق مٹ چکی تھی اور ایک امت مسلمہ قائم ہو چکی تھی اس امت کا ایک سیاسی نظام قائم ہو چکا تھا۔ جس میں ایک باقاعدہ حکومت کا تصور ابھرنے لگا تھا۔ پڑوس کے قبائل کے تعلقات اب انفرادی قبائل اور چھوٹی بڑی سماجی اکائیوں سے نہیں بلکہ ایک بڑے سماجی و سیاسی نظام اور ایک باقاعدہ منظم حکومت سے استوار ہوئے تھے۔ مدینہ کی شہری ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی قبائل سے دوستانہ و حلیفانہ تعلقات قائم کئے لیکن کب اور کیسے؟ اس پر ہمارے مآخذ کا واضح جواب نہیں ملتا البتہ ابتدائی مستند مورخین اور جدید مورخین دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تعلقات ہجرت کے فوراً بعد قائم ہو گئے تھے اور معاہدوں کے ذریعہ وجود میں آئے تھے۔ ابتدائی ہمیں جن کو قبضتی اور غلط فہمی سے فوجی مہمیں سمجھ لیا گیا ہے۔ دراصل سیاسی سفارتیں یا مہمیں تھے اور انھیں مہموں کے دوران قرب و جوار کے ملاؤں سے تعلقات قائم ہوئے تھے۔

علاقائی یا جزائی سیاست ایک اہم عنصر کہ کا قریشی اشرافیہ تھا پورے عرب میں اس کو مذہبی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی بالادستی حاصل تھی^{۱۸۲} اگرچہ بعض اوقات اس کے بعض حریفوں سے نبرد آنا ہونے کے واقعات ملتے ہیں^{۱۸۳} تاہم تمام عرب قبائل قریش کی ہمہ جہت بالادستی کے معترف تھے۔ اسلام کی آمد نے اور پھر اس کی بتدریج ترقی و توسیع نے اس بالادستی کو چراغ دکھانا شروع کر دیا تھا اور اسی بنا پر کی اشرافیہ نے اس کی بھرپور مخالفت کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکی اور بالآخر مسلمانوں کو ایک جائے پناہ یثرب میں مل گئی اور مکی مسلمانوں نے وہاں پہنچ کر اپنے دینی مدنی بھائیوں کے ساتھ ایک سیاسی و سماجی نظام قائم کر لیا۔ ظاہر ہے کہ مکی اشرافیہ کو یہ نظام کسی طور پر پسند نہیں آ سکتا تھا اور وہ اس کے لئے نفرت و عناد کے سوا اور کوئی جذبہ نہیں رکھتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سیاسی بصیرت نے بخوبی محسوس کر لیا تھا کہ قریش مکہ کی اسلام و رسول دشمنی ایک دن رنگ لا کر رہے گی^{۱۸۴} اس لئے عرب دستور قبائل کے مطابق آپ نے ایک سیاسی اتحاد کا منصوبہ بنایا جس کے تحت اس علاقے کے تمام معاصر اس کا رکن بنانا مقصود تھا کہ بوقت ضرورت قریش کی سیاسی و فوجی طاقت کا کامیاب مقابلہ کیا جاسکے چنانچہ آپ کے سامنے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ قریب کے بڑی قبائل سے حلف و دوستی کے تعلقات از سر نو اور نئی بنیادوں پر قائم کئے جائیں اور یہ کام ان کا ابتدائی مہموں کے دوران کیا گیا تھا۔

خوش قسمتی سے مآخذ میں ان ابتدائی مہموں کے سلسلے میں بعض ایسے اشارے، حوالے اور کہیں کہیں واضح تصریحات ایسی موجود ہیں جو ان مہموں کے اس مقصد و محرک کی طرف صاف نشاندہی کرتی ہیں۔ پہلی مہم کے ذیل میں مآخذ سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ایک مغربی قبیلہ۔ جنہ کے علاقے میں گئی تھی۔ ان لوگوں سے مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات تھے جیسا کہ جنتی مضر امجد بن عمرو کے بارے میں مآخذ نے صراحت سے کہا ہے اور جس طرح کہ قریشی کارواں اور مسلم جماعت کے درمیان اس کے مصالحہ نہ روئے سے مضمر طور سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسری مہم جس علاقے میں گئی تھی۔ وہ بنو خزاعہ اور بنو ضمرہ کا تھا۔ ان دونوں بڑی قبیلوں سے مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے اور ان سے معاہدوں کا کیا جانا یا اس کے سلسلے میں گفت و شنید کرنا اسی زمانے

میں ہوتا نظر آتا ہے تیسری مہم سرخس اور بھی بنو نصرہ کے علاقے میں لگی تھی۔ اور یعقوبی نے تصریح کی ہے کہ مسلمانوں کا ان لوگوں سے بھی دوستی کا معاہدہ تھا چوتھی مہم میں ماخذ کا واضح بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس بنو نصرہ سے ایک معاہدہ ال کے سرخس محض بن عمرو صفری کے ذریعہ کیا تھا۔ اس سلسلہ میں کیا یہ محض اتفاق تھا یا ایک منصوبہ بند پالیسی کہ مؤخر الذکر زمین ہمیں کیے۔ یہ دیکھ کر بنو نصرہ کے علاقے میں پہنچی تھیں پہلی دو مہموں کے سابق میں ماخذ نے مہم انداز سے صرف دوستی اور معاہدہ کا ذکر کیا ہے جبکہ تیسری مہم میں ایک معاہدہ صلح طے پا جانے کی بات بصراحت بھی لگی ہے۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ بنو نصرہ کے علاقے میں جانے والی پہلی دو مہموں میں زمین ہمارے لگی تھی۔ اور تیسری مہم میں ان سے باقاعدہ معاہدہ عمل میں آیا۔ پانچویں ابتدائی مہم علاقہ بنو جہینہ میں لگی تھی۔ غالباً پہلی ابتدائی مہم اور اس مہم کا مقصد ایک قبیلہ جہینہ سے تعلقات دوستی استوار کرنا۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ قبیلہ جہینہ اور خزیمہ اسلامی امت کے اولین ارکان میں تھے لیکن ان سے مسلمانان مدینہ کے تعلقات قائم ہونے کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا لیکن یہ حقیقت تھی اور مسلم حقیقت تھی اس لیے اندازہ ہوتا ہے کہ اس قبیلے سے انھیں مہموں کے دوران دوستی کے تعلقات قائم ہوئے ہوں گے۔ اسی طرح اس نوع کی چوتھی مہم میں ماخذ کا واضح بیان ہے کہ آپ نے ذوالعشرہ کے بنو مدلیج ادا ان کے پڑوسی بنو نصرہ جو ان کے حلیف بھی تھے، سے معاہدہ صلح کیا تھا جہاں تک ساتویں اور آٹھویں مہموں کا تعلق ہے ان کی نوعیت قطعی جد گاہ تھی، ایک تادیبی کارروائی تھی اور ایک غارت گر کے تھا قب میں بھیجی گئی تھی اور دوسری خبر گیری اور اطلاعات کی فراہمی کی مہم تھی۔ اگرچہ نویں مہم کے بارے میں بنو نضیر نے تصریح نہیں کی ہے کہ اس کا مقصد کیا تھا۔ تاہم اندازہ یہی ہوتا ہے کہ بنو نضیر کے لوگوں سے دوستی اور معاہدہ مقصود ہو گا جس طرح کہ دسویں مہم میں غفار و اسلم سے ہوا تھا۔

ماخذ کے بیانات میں بلاشبہ یہ افتتاحی حکم ملتا ہے کہ آپ یا آپ کی بھیجی ہوئی مہم قریش یا قریش کے کاروان یا کاروانوں کے ارادے سے نکلی لیکن ان بیانات میں استقامت و یکسانیت نہیں ہے۔ کہیں قریش کے ساتھ بعض بدوی قبیلوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ اور کہیں آپ کے یا مہم کے محرک و مقصد کا بیان نہیں ہے۔ صرف در بیان کلام میں قریش کا یا قریشی کاروان کا ذکر ملتا ہے۔ اور کہیں قریشی کاروان یا قریش کا ذکر شروع میں تو آ گیا ہے لیکن پھر بعد میں ان کا کوئی حوالہ ہے اور نہ ذکر اس کے علاوہ ماخذ کے بیانات اس ضمن میں ایک دوسرے سے اگر متصادم نہیں ہیں تو مختلف ضرور ہیں پہلی مہم سر پہ ایضاً کے بارے میں ابن اسحاق اور ان کے جامع و تادیبی اور ان کے شاگرد بلاذری یعقوبی اور ابن اثیر نے کسی محرک کا ذکر نہیں کیا ہے اور جہاں قریشی کاروان کا ذکر ہے وہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہ مہم جوہاں اپنی منزل مقصود پہنچی تو اس کی نشاندہی کو لگائی تھی کہ قریشی کاروان سے سامنا ہو گیا۔ صرف طبری ایسے مورخ ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مہم اس لئے تریب دی گئی تھی کہ قریشی کاروانوں کے سامنے ہوا جائے (لیعرض لصیراث قریش) دوسری مہم کے بارے میں کسی مورخ نے بھی دعویٰ نہیں کیا ہے کہ وہ قریش یا قریشی کاروان کے خلاف بھیجی گئی تھی۔ قریشی کاروان سے اس کا سامنا پہلی مہم کی طرح اتفاقاً ہو گیا تھا۔ اس مہم کے سلسلے میں اس کے ایک شریک حضرت سعد بن ابی وقاص کا یہ بیان کہ قریشی کاروان پر چھاپہ مارنے کی ان کی تجویز سے کسی نے اتفاق نہیں کیا تھا۔ بڑا اہم ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ بنیادی طور پر اس کا مقصد چھاپہ مارنا نہ تھا تیسری مہم کے سلسلے میں ماخذ کو دو طبقوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔ ایک طبقہ جس میں ابن اسحاق، ابن ہشام، یعقوبی شامل ہیں کسی قریشی کاروان کا ذکر کرتا ہے۔ نہ قریش کا حوالہ دیتا ہے جبکہ تادیبی اور

ان کے دو تین متبعین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو خرار اس لیے بھیجا تھا کہ وہاں سے ایک قریشی کاروان گزرنے والا تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب کیوں کر لے لیا جائے کہ اس سے مراد چھاپہ مارا تھا۔ اس کا مقصد ان کے بارے میں خبریں فراہم کرنا بھی تو ہو سکتا تھا۔ غزوہ ابوا ریا و دوان کے بارے میں تین نقطہ ہائے نظر ملتے ہیں۔ ابن اسحاق اور ان کے متبعین کا خیال ہے کہ آپ قریش اور بنوہ ضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ کے ارادے سے نکلے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ارادہ کیا ہے۔ کیا دونوں کے بارے میں ایک ارادہ تھا بالکل الگ البتہ وادی اور ان کے دو سرکاروں کا بیان ہے کہ قریشی کاروان کا سامنا کرنے کے لئے نکلے تھے میرا نقطہ نظر یہ بتی کا ہے اور وہ مکہ کو تھے دوسرے غزوہ بواط کے بارے میں ابن اسحاق اور ان کے تابع کا بیان ہے کہ آپ کا مقصد قریشی تھے جبکہ وادی اور ان کے متبعین مقصد کاروان قریش کو روکنا بتایا ہے یعقوبی پھر خاموش ہیں اس نوع کی آخری ہم کے بارے میں ابن اسحاق کے کتب تک کا خیال ہے کہ آپ قریش کے ارادے سے اور وادی کے کتب تک کے مطابق کاروان قریش پر چھاپہ مارنے کے لئے نکلے تھے سر یہ نکلنے کے بارے میں کسی بھی مورخ نے اپنا تبصرہ نہیں کیا ہے کہ اس کا محرک کیا تھا۔ ان دونوں کتب تک کے مطابق قریش یا قریش کے کاروان کی گرائی اور خبر گیری کرتا تھا۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ ان مہموں میں سے بواط اور ذوالغیرہ کے بارے میں وادی اور ابن سعد نے کھل کر کہا کہ ان کا مقصد مکہ کے کاروانوں کو روکنا تھا۔ لیکن کسی اور سر یہ یا غزوہ کے بارے میں ایسا واضح بیان نہیں ہے۔ تاخذ میں اس کے لیے جو افعال استعمال ہوئے ہیں وہ بڑے دلچسپ ہیں اور ان میں کسی کے معنی لوٹنے، چھاپہ مارنے کے نہیں ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ ان کے معنی لوٹ مار کے کیونکر لیے گئے ہیں۔^{۱۸} اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تاخذ کی داخلی شہادتوں سے بھی ان مہموں کا مقصد لوٹ مار، مالی قیمت حاصل کرنا یا قریش کو اشتعال دلانا اور ان کی تجارت کے لیے خطرہ پیدا کرنا ثابت نہیں ہوتا۔

اس سے ایک اہم نکتہ ابھرتا ہے اور وہ ہے مختلف منازل کا۔ بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ ان مہموں کا مقصد قریشی کاروانوں پر تاخت تھی تو ہمیں کوئی شہادہ تجارت یا قریشی کاروانوں کی گذرگاہ کے مختلف منازل پر بھیجے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ ہمیں مدینہ سے جن مختلف منازل کی جانب بھیجی گئی تھیں ان کی مسافت شہر رسول سے میں اور تسویم کے درمیان تھی۔ یہ نکتہ حسب ذیل نقشے سے اور زیادہ واضح ہو جائے گا۔

مہم	منزل	مدینہ سے فاصلہ
سر یہ حمزہ	ابیص / رسیف البحر	تقریباً ۳۰ میل
سر یہ عبیدہ	را بئغ	۶۰ میل
سر یہ سعد	خزار	۱۰۰ میل
غزوہ و دوان	ابوا ریا و دوان	۸۰ میل
غزوہ بواط	بواط	۲۰ میل
ذوالغیرہ	ذوالغیرہ	۹۰ میل
یثیع	یثیع	
سفوان	سفوان	

اس نقشہ میں سر یہ نکلنے اور پہلے غزوہ سفوان کی مسافت نہیں دکھائی گئی ہے کیونکہ ان کی نوعیت بالکل مختلف تھی۔ لیکن اگر سر یہ نکلنے

کو بھی شال کر لیا جائے جیسا کہ جدید تاریخ دانوں کا اصرار ہے کہ اس کی منزل مدینہ سے چار سو کو میٹر کے قریب تھی۔ اور اس سے ہماری دلیل کو اور تقویت ملتی ہے عام تاثر بلکہ یقین یہ ہے کہ مذکورہ بالا پہلی سچھ میں اس میں اتوا می شابرہ تجارت پر گزرنے والے قریشی کاروانوں کو لوٹنے کے لیے گئی تھیں جو مین سے شام کو براہ مدینہ جاتا تھا۔ کیا یہ سب مختلف منازل مہمات نبوی صریح اسی شابرہ کاروان پر واقع تھیں؟ جدید تحقیقی کا جواب اثبات میں ہے لیکن یہ جواب مآخذ کے واضح بیانات کے خلاف ہے۔ خویش قسمتی سے بعض مہموں کے سلسلے میں علم حیات کے راستے اور قریشی کاروانوں کی گزرگاہ کے بارے میں بعض ایسے اشارے ملتے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ بعض مواقع پر دونوں کے راستے الگ الگ تھے۔ یا کم از کم مسلم مہم کی منزل قریشی کاروانوں کے راستے سے ہٹ کر تھی۔ دوسری ابتدائی مہم کے سلسلے میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ اگر قریشی کاروان نے ابن سعد کے بیان کے مطابق انبار راستہ چھوڑ کر جانوروں کی وادی میں چرانے کے لیے قیام نہ کیا ہوتا تو مسلمانوں سے اس کا سامنا ہوا ہوتا۔ تمام مآخذ کا اس پر اتفاق ہے کہ مسلم مہم کی منزل ثینۃ المرأة کا ایک جہت تھا جو قرائن کے مطابق اس عام شابرہ تجارت سے پرے تھا۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں نے شابرہ تجارت سے ہٹ کر سفر کیا تھا اور وہ اندرون وادی سفر کرتے رہے تھے خوار کے بارے میں اگرچہ کآخذ کی تصریح نہیں ملتی کہ وہ کاروان کے راستے پر تھا کہ نہیں لیکن اس مہم کے سیاق و سباق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اندرون وادی تھا اور راستے سے کچھ دور تھا۔ اس کی مزید تائید اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ رسول کریم نے اپنے سفر ہجرت کے دوران جو راستہ اختیار کیا تھا۔ اس پر خوار پڑا تھا۔ لہذا انک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے غزوہ کا تعلق ہے تو اواد یقیناً کئی کاروان کے راستے پر واقع تھا۔ لیکن وڈان راستے سے چھ میل اندر کی جانب تھا۔ یہ دلچسپ حقیقت یاد رکھنے کی ہے کہ زیادہ تر مآخذ اس کو غزوہ وڈان ہی کہتے ہیں اور یہ بھی اہم نکتہ ہے کہ کسی نے بھی کبھی کاروان کے گزرنے نہ گزرنے، اس کی آمد و رفت کی منازل، تعداد و قیوت وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے جو بالواسطہ اس کی تائید کرتا ہے کہ آپ کی منزل قریشی کاروان کے راستے پر نہ تھی۔ اس طرح باقی دونوں غزروں کی منازل بواہ اور ذوالعشرہ شابرہ تجارت سے ہٹ کر واقع ہوئی تھیں۔

اسی ذیل میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ فوجی حکمت عملی کا معمولی مطالعہ بھی چاہتا ہے کہ اگرچہ پابان ہو تو گزرگاہ یا راستے کے قریب عیچ کر گھات لگائی جاسیے اور بہتر طریقہ ہونا کہ کسی ایک مقام کو خاص کر منتخب کر لینا چاہیے تھا تاکہ کاروان بچ کر نہ پہنچے پائے اسلامی تاریخ میں اس کی ایک دلچسپ مثال خود عہد نبویؐ ہی سے ملتی ہے صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابو بصیر اور اس کے ساتھیوں نے اعیص میں قیام کر کے قریشی کاروانوں کی زندگی مذاہب کر دی تھی اور انہوں نے مختصر مدت میں کسی کاروان کو وہاں سے گزرنے نہ دیا تھا۔^{۱۸۹} کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بارے میں ایک مغربی مورخ واٹ کی تحقیق ہے کہ ابو بصیر کا اعیص میں قیام اور قریشی کاروانوں پر تاخت کرنا آپ کی مرضی یا مضمر اجازت سے تھا۔^{۱۹۰} اثبات خود وہاں کسی دستے کو مستقل طور سے تعین نہیں کر سکتے تھے؟ یہ نکتہ اس حقیقت کی روشنی میں مزید اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ اسلام کے پہلے سریہ کی منزل اعیص ہی تھی اور وہاں ایک کاروان سے اتفاقاً مسلمانوں کی ٹھیکر ہو چکی تھی۔ غالباً یہ نقطہ سفر تھا جہاں سے کاروان قریش کا گزرنا ناگزیر تھا۔ جیسا کہ ابو بصیر کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ خاص کر اس ذات کے بارے میں جس نے اپنی تمام جنگوں اور مہموں میں بہترین حکمت عملی کا شاندار مظاہرہ کیا تھا کہ وہ کاروانوں کی تاخت کے مسئلہ پر ایسی فوجی بے تدبیری کا مظاہرہ کرے گی کہ مسلسل اپنی فوجی گھات کے، علاقوں اور منزلوں کو بدلتا رہے اور اس طرح کاروانوں کے ہاتھ سے نکل جانے کا احتمال پیدا کرے

ایک اہم حقیقت جو جدید مؤرخین کی نظر سے اب تک اوجھل رہی ہے وہ ابتدائی مہموں کے دوران مسلم جماعت کی اپنے علاقے پر برقیام کی مدت ہے۔ بغدادی کے مطابق سربہ عیدہ اور سربہ حمزہ میں بالترتیب تقریباً ایک ماہ پندرہ دن لگے تھے۔ سربہ خرار کے بارے میں مدت قیام کا علم نہیں ہوتا ہے البتہ غزوہ ابواء یا دقان میں واقفہ کے بقول پندرہ دن اور بغدادی کے مطابق قریب ایک ماہ کی مدت لگی تھی۔ غزوہ بواط میں تقریباً سترہ دن لگے تھے اور واقفہ کے مطابق یہ مدت ایک ماہ کی تھی۔ غزوہ ذوالعشیرہ کے بارے میں بغدادی کا حتمی فیصلہ ہے کہ ایک ماہ یا اس دن لگے تھے۔ جبکہ دوسرے محدثین ڈیڑھ دو ماہ کی مدت معلوم ہوتی ہے۔ سربہ غلہ میں بغدادی کے مطابق کل دس بارہ دن لگے تھے۔ جبکہ غزوہ کے بارے میں وہ تاریخ روانگی کا ذکر تو کرتے ہیں مگر تاریخ واپسی کا کوئی حوالہ نہیں دیتا ہے۔ غالباً ہفتہ عشرہ سے زیادہ مدت نہیں لگی ہوگی کیونکہ اسی کے مطابق وسط شعبان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا آخری ابتدائی غزوہ لے کر سفوان گئے تھے۔ بد قسمتی سے اس غزوہ کی مدت کا ذکر نہیں ملتا ہے بہر حال مدینہ سے مسلم مہمات کی مختلف منزلوں کے فاصلے کو مد نظر رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ تیس اور سو میل کے درمیان ان تمام منازل کا سفر دوسرے چھ سات دن کے اندر کیا جاسکتا تھا اور واپسی ہی میں اتنی مدت لگتی۔ دو چار دن سفر کی تکان دور کرنے کے لیے منزل پر قیام کے لیے درکار ہوتے اس لحاظ سے حضرت حمزہ کو ہفتہ عشرہ اور حضرت عیدہ کو دس پندرہ دن کافی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دوسرے غزوہ میں صرف پانچ چھ دن اور باقی میں دس پندرہ دن سے زیادہ درکار نہ تھے۔^{۱۹۱} خاص کر غزوہ ذوالعشیرہ میں آپ کا قیام کافی طویل تھا۔ ظاہر ہے کہ اتنی مدت تک آپ کا قیام مسینہ قریشی کارواں کے انتظار میں نہیں تھا۔

واقفہ نے بنو جہام کے جس مخیر کی روایت بیان کی ہے وہ اس کے غلط اندازے پر مبنی تھی۔ ورنہ یہ بڑی حیرت کی بات ہوگی کہ آپ قریشی کارواں کے ایک دو دن پہلے گزرنے کے بعد ذوالعشیرہ پہونچے اور پھر ڈیڑھ ماہ تک وہاں ٹھہرے رہے اس کے انتظار میں اور جب اس کے شام سے لوٹنے کا وقت قریب آیا تو واپس مدینہ آ گئے اور پھر وہاں سے ایک نیا لشکر لے کر اس کارواں کو روکنے کے لئے بدر پہونچے اور بالآخر وہ اسی آمدورفت کے چکر اور حیسب میں کے نتیجے میں نکل گیا۔ اگر وہی کارواں قریشی مراد تھا تو بہتر حکمت عملی یہ ہوتی کہ جہاں اتنی مدت قیام کیا تھا۔ تھوڑا اور روک لیتے اور اگر ملک کی ضرورت تھی تو چند ہر کارے یا ایک مختصر دستہ مدینہ بھیج کر طلب فرما لیتے بہر حال مختلف مہموں میں منازل پر قیام کی مدت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مطلع نظر کم از کم قریشی کارواں نہ تھے اسی فوجی حکمت عملی سے وابستہ ایک اور پہلو جاسوسی کے نظام کا ہے۔ ۱۹۲ جدید مؤرخین کا اصرار ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشی کارواؤں کے شاہراہ تجارت پر مدینہ کے قریب سے گزرنے کا علم مسلم جاسوسوں کے ذریعہ ہوتا تھا اسی کے ساتھ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ مسلم جاسوس قریشی کارواؤں کے گزرنے کا صحیح وقت و تاریخ معلوم کرنے میں ناکام رہتے تھے۔ اسی لئے آپ کسی موقع پر مامخت کرنے میں کامیاب نہیں رہے دوسری طرف ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس کے برخلاف ملی جاسوسی نظام بہت طاقتور اور متحد تھا اور وہ مسلمانوں کے منصوبوں سے قبل از وقت یا وقت اتفاق ہو جاتا تھا۔ اس لئے وہ مسلم فوج یا مہم کے چپقل سے اپنے آپکے بچلے جاتا تھا۔^{۱۹۳} ایک مورخ داٹ نے اپنی ان دلیلوں کی کاشت خود غلو کی مہم کے سلسلے میں کہ دی ہے کہ آپ کو وہاں سے گزرنے والے کارواں کی تاریخ گذر کا اتنا صحیح علم تھا کہ مدینہ کا فوجی دستہ تین چار سو کلومیٹر کا سفر کر کے کارواں کو روٹنے میں کامیاب رہا۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ اتنی دور تو

مسلم جاسوسوں کی اطلاع صحیح مکی لیکن اپنے گھر کے پھوڑے کی صحیح خبر معلوم کرنے میں وہ ناکام رہے اور اس سے زیادہ حیرت انگیز حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے زیر اثر و اقتدار علاقے میں ایک دو بار نہیں پورے پھر سات بار ناکام رہے تھے۔ اس دعوے کو بعض دوسرے حقائق کی روشنی میں دیکھنے سے جدید مؤرخین کی دلیلوں کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ بدر سے پہلے جس عظیم قریشی کارواں کو آپ نے پہلی بار شام سے واپسی پر روکنا چاہا تھا اس کے بارے میں آپ کی معلومات اتنی ہی تھیں کہ آپ نے ان دونوں مسلم جاسوسوں کی واپسی کا بھی انتظام نہ کیا تھا۔ جن کو آپ نے قریشی کارواں کے بارے میں تازہ خبریں معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا اور آپ شاہراہ تجارت کی طرف نکل کھڑے ہوئے تھے اور عین اس مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں سے وہ کارواں پہنچ کر گزرنے والا تھا۔ مگر وہ اپنے زیرک امیر کارواں کی دوراندیشی اور فوجی حکمت عملی کے سبب بچ نکلا تھا۔^{۱۹۲} بدر اور حیدریہ کے دوران جب مکہ و مدینہ ایک دوسرے سے باقاعدہ جنگ پر تھے مسلم فوج نے کسی قریشی کارواں کو بھی نہ نکلے نہیں دیا تھا۔ اس مدت میں حضرت زید بن حارثہؓ نے دو قریشی کارواںوں پر نومبر ۶۲۳ء اور ستمبر اکتوبر ۶۲۴ء میں کامیاب چھاپے مارے تھے۔ بس یہی دو کارواں اس دوران گزرے تھے جو مسلمانوں سے بچ کر نہ جا سکے یعنی نہ تو مسلم جاسوسوں نے ناکامی کا منہ دیکھا تھا نہ فوجی غارت گردستوں اور مہموں نے اور نہ ہی مسلم فوجی حکمت عملی نے منہ کی کھائی تھی۔ اس دوران مسلم فوجی حکمت عملی کی وجہ سے مکی تجارت ختم ہو گئی تھی اور مفرد مکی تاجر بھوکوں مرنے لگے تھے۔ غالباً صلح حدیبیہ پر ان کو مجبور کرنے کا سب سے بڑا سبب بھی اقتصادی عدم تھاکر کہ اس کے بعد ان کی تجارت کو کوئی زندگی ملی تھی اور جب البصیر اور ان کے سرسامیہوں نے ان کی تجارت کو پھر تیس تیس کر دیا تو وہ صلح حدیبیہ کی اس شق کو بھی ختم کرنے پر نہ صرف آمادہ بلکہ مستعدی ہوئے تھے جو مسلمانان مدینہ و مکہ کو سخت ناگوار تھی اور اس طرح انہوں نے اپنی گرتی ہوئی اقتصاد کوئی زندگی کو سنبھالا دینے کی کوشش کی تھی۔

اس بحث سے ایک اہم حقیقت یہ اجاگر ہوتی ہے کہ قریش مکہ کیا مدینہ کے مسلمانوں سے مخالفت کی پالیسی اپنا کر اقتصادی طور سے زندہ رہ سکتے تھے؟ جواب نفی میں ملتا ہے اس کی کئی دلیلیں اور ثبوت ہیں اول تو مکی تجارت شام جس پر ان کی اقتصادیات کا دار و مدار تھا کے بارے میں قریش کا شدید احساس بلکہ حساسیت تھی وہ اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے کہ ان کی اقتصادیات کی زندگی اور ان کی اپنی مادی خوشحالی کا انحصار شاہراہ تجارت کے ارد گرد بے ہوئے تمام بدوی قبائل کی دوستی اور تعاون پر ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس پورے علاقے کے تمام عربوں سے حلف اور دوستی کے معاہدے کر رکھے تھے۔^{۱۹۴} یہ عین ممکن ہے کہ ان بدوی قبائل کو قریش سے دوستی کرنے پر ان کی مذہبی، سماجی اور فوجی بالادستی نے بھی مجبور کر دیا ہو لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ غالباً ان بدویوں کو قریشی کارواںوں کے گزرنے سے مادی فوائد حاصل ہوتے ہوں گے بعض جدید مغربی مؤرخین کو اعتراف ہے کہ تاجر عرب قبیلے بڑی قبائل کو اپنے تجارتی کارواںوں کی بسکلت دی اور بحفاظت گزران کے لیے کچھ معاوضہ دیتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ قریش نے ایسا کوئی محصول دینا کسر شان اور اپنے مقام سے فروتر سمجھا لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ علاقے کے بڑی قبائل کو خوش رکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا تھے۔ اور حتی الامکان ان کی مادی ضروریات کی تسکین کی کوشش کرتے تھے تاکہ ان کی مدد و تعاون حاصل رہے اس سلسلے میں ماخذ کا بیان کردہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ کس طرح غزوہ بدر کے موقع پر بدر کے کنوئیں کے قریب دو باندیاں آپس میں ایک مولیٰ رقم کے قرض کے معاملے میں دست بگریباں تھیں اور کس طرح قرعہ اپنی قرض خواہ ہیل کو تسلی دے رہی تھی کہ قریشی کارواں کے آنے پر وہ اس کا قرض چکا دے گی۔^{۱۹۵}

اس کے مابین حقیقت بھی مآخذ سے بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ قریشی تاجران مکہ اپنی شاہدہ تجارت پر بسے ہوئے بدوی قبائل سے نہ صرف مخالفت و مخالفت مول لینے سے گریزاں رہتے تھے بلکہ اس کے لئے کوشاں رہتے تھے کہ ان کو کسی طرح سے ناراض نہ ہونے دیں۔ اس سلسلے میں دو مثالیں کافی ہوں گی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے اسلام کے ابتدائی کئی عہد میں جب اپنے قبول اسلام کا بڑا اعلان حرم مکہ میں کیا تو قریش کی دینی و سیاسی محبت اس کو برداشت نہ کر سکی اور انہوں نے صہبائی موصوف کو زد و کوب کرنا شروع کر دیا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، نے ان کو زد و کوب اور کہا: ”تم لوگ تاجر ہو اور تمہاری تجارت کا راستہ بنو غفار کے راستے سے گزرتا ہے کیا تم اپنی تجارت کو ختم کرنا چاہتے ہو؟“ حضرت عباس کے اس سادہ سے سوال نے کبلی کا کام کیا اور مارنے والے ہاتھ رک گئے اور نہ صرف رُکے رہے بلکہ پھر کبھی ان پر ہاتھ نہ کے حالاً مکہ وہ پہلے سے زیادہ استعمال انگیز اعلان اسلام کیا کرتے تھے۔^{۱۹۹} دوسرے واقعہ کا تعلق ہجرت کے بعد اور غزوہ بدر سے پہلے زمانے سے ہے۔ واقعہ اور ہماری کی روایت ہے کہ اس زمانے میں حضرت سعد بن معاذ اسی عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ گئے اور وہاں اپنے عزیز و قدیم دوست امیر بن خلف جحی کے گھر مقیم ہوئے ایک دن عمرہ کرتے ہوئے ان کا سامنا ابو جہل سے ہو گیا اس نے حضرت سعد کو دیکھتے ہی کہا: ”تم لوگوں نے صاہیوں (مسلمانوں) کو اپنے یہاں پناہ دے رکھی ہے اس لئے تم لوگوں کو زیارت کعبہ کی اجازت نہیں دی جائے گی اگر تم اُمیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو آج ہی پتھر پھینک دیتے۔“ حضرت سعد نے جواب دیا تھا: ”کہ اگر تم ہمیں حج و عمرہ کی ادائیگی سے روکو گے تو ہم تمہاری تجارت کا راستہ کاٹ دیں گے۔“ ظاہر ہے کہ اس جواب نے قریشی کے مفرد ترین اور بدترین اسلام دشمن کو بھی ان مشکلات و وقتوں کا احساس دلادیا تھا۔ جو مدینہ کے مسلمانوں سے غاصمت و جنگ کی صورت میں ان کی تجارت کو لاحق ہو سکتی تھیں اور جو درحقیقت بدر اور حدیبیہ کے دوران اس کو لاحق بھی رہیں جیسا کہ حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابوبصیرؓ کی مایات مآخیز ثابت کرتی ہیں۔ اس لیے مدینہ سے کیوں کی دشمنی انہیں کو زیادہ جھنگی پڑتی اور اسی لئے وہ کسی قسم کی مسلح غاصمت و کھلی جنگ سے پہلو ہتی کرتے تھے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کی مدینہ مخالف یا جنگی پالیسی اختیار کرنے سے گریزاں تھے تو انہوں نے ابوسفیان کے زیورات بدر سے پہلے شام سے واپس ہونے والے قافلے کی اجازت کے لیے فوجی کارروائی کیوں کی تھی؟ اور قریشی کاررواں کے پنج جانے پر مدینہ سے پھیز کر جنگ کیوں مول لی تھی؟ جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت کے لیے آئے تھے اس کے ثبوت تو متعدد ہیں مگر یہاں دو کافی ہوں گے۔

مآخذ کا بیان ہے کہ جن میں کیوں کو ممکنہ مسلم حملے کی خبر ملی تو ان میں شدید رُور عمل ہوا اور انہوں نے قسم کھائی کہ وہ مسلمانوں کو کارواں نخلہ کی کہانی نہ دہرائے نہ دیں گے۔^{۲۰۰} اور پھر یہ کہ مقتدر دوزی اثر کی نے اپنی اقتصادیات کو بچانے کے لیے یا تو خود دھڑو حصہ لیا تھا یا اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیجا تھا۔^{۲۰۱}

مآخذ کی کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مکہ سے جنگ کی غرض سے نکلے تھے۔ اولیں مقصد کارواں کی حفاظت تھی۔ لیکن وہ ہر قسم کی تیاریوں کے ساتھ ہر قسم کے حالات کے لئے مستعد ہو کر آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ قریشی کارواں کے پنج جانے کے بعد کی قائد ابوسفیان نے ان کو واپسی کا حکم بھیجا تھا کیونکہ کی فوج کا مقصد۔ کارواں کا بہ حفاظت نکال لے جانا۔ حاصل ہر چکا تھا انہیں^{۲۰۲}

جذبات اور خیالات کا اظہار قریشی فوج کے اکثر سربراہان اور مددگاروں نے کیا تھا اور بعض قبیلے/خاندان تو پورے کے پورے اور کچھ افراد اسی سبب سے واپس بھی چلے گئے تھے۔^{۳۳} جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب میں مآخذ سے ثبوت ملتا ہے کہ قریش کے کاروان کے بیچ بچنے کے بعد بدلتا اقدام کرنا اہم و بال قیام کرنا جنگ کی خاطر نہ تھا بلکہ تباہی و تباہی کے لئے عموماً اور مسلمانانِ مدینہ کے لیے خصوصاً طاقت کا مظاہرہ تھا جیسا کہ ابوجہل کی تقریر و اصرار سے ظاہر ہوتا ہے اور جو اقتضایٰ صحیح بھی تھا لیکن بڑے میں مسلم فوج کی موجودگی نے مسلم دشمن طبقے کو موقع سے فائدہ اٹھانے پر اکسایا کیونکہ اس طرح ان کا خیال تھا کہ وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے مسلم خطرہ کو مٹا دیں گے۔^{۳۴} معتدل طبقہ قریش اس موقع پر بھی سماجی و قبائلی اسباب کے علاوہ اقتصادی پہلوؤں سے جنگ سے گریزاں تھا لیکن حامی جنگ طبقہ یقینی فتح دیکھ کر پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔ اپنی مدد کی قوت بہتر سامان جنگ، جنگ کے طویل تجربے وغیرہ پر ان کو غور تھا اور یقین تھا کہ فتح ان ہی کی ہوگی^{۳۵} اگر ان کو ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ شکست کا بھی امکان ہے تو وہ یقیناً جنگ سے ہاتھ روک دیتے۔ لیکن ان کے اندازے غلط تھے اور انہوں نے اپنی شامی تجارت کو خطرات میں ڈال لیا جو آج تک اس کو درپیش نہ تھے اور اگر تھے تو خطرات کے بدل بکھر چکے تھے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور اہم نکتے پر بحث کی جائے جدید مغربی مورخین کا خیال ہے کہ ابتدائی مسلم مہموں کی قریشی تجارت پر چھاپہ مار کا ردائوں کی وجہ سے قریش کہ اپنی تجارت کی سلامتی کی طرف سے متفکر و متروک تھے اور دراصل یہ مسلم مہموں مکہ والوں کے لیے شدید اشتعال انگیز کاروائیاں تھیں کیا مآخذ سے قریشی تجارت کو ان مہمات سے بچ بچ خطرات درپیش ہونا ثابت ہوتا ہے اور کیا قریشیوں کو ان خطرات کا واقعہ غلط بلکہ اس کے بعد قریشی کاروان کے شام سے واپسی تک کا احساس ہوا تھا اور کیا وہ ان مسلم مہموں کو انہیں نظروں سے دیکھتے تھے۔ جن نظروں سے جدید مغربی مورخین اور ہمارے بعض مسلم سیرت نگار دیکھتے ہیں؟ اس سلسلے میں کئی نکات پر غور کرنا ضروری ہے۔

اول نکتہ کیوں کے جاسوسی نظام سے متعلق ہے جدید مغربی مورخین کا دعویٰ ہے کہ چھ سات موافق پر معتقد چالاک مکی جاسوسوں کی جو کس نظر و خبر پر وہ اپنے کاروائوں کو بچا لے جانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ مآخذ میں مکی جاسوسوں اور ان کی کارگزاری کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ اس کے برخلاف عظیم قریشی کاروان کو مکہ سے شام تک جاتے ہوئے ابن سعد اور ان کے کتاوے کے دعوے کے مطابق مسلم اقدام تا سخت کی خبر کیا سن گئی تھی۔ بلکہ جب پہلی بار ان کو واقفیت کے بقول حد درجہ شام میں واپسی پر ایسی کسی صورت حال کے امکان کا علم ہوا تھا تو ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے اور کاروان والوں نے اعتراف کیا تھا ان کو مسلم ارادوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم قریش کے عظیم ترین کاروان کے بارے میں مکی جاسوسوں کی یہ کارگزاری اور مستعدی تھی اس سے باقی کاروانوں کے بارے میں ان کی مستعدی اور کارگزاری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدر سے پہلے تک ان کو مسلم تاخت و غارت گری کے ارادوں کا قطعی کوئی علم نہ تھا اور نہ کوئی احساس ہی۔ اگر مکی تجارت کو مسلم مہموں سے کوئی واقعی خطرہ تو قریش کو محسوس ہوا تھا تو ان کی بکثرت آمد و رفت پر ہوسیدی بہت پابندی تھی یا کم از کم اسی بجائے پر ان کی آمد و رفت نہیں ہو سکتی تھی جتنی کہ خطرہ کے احساس سے پہلے ہو رہی تھی۔ ابتدائی مہموں کے سلسلے میں مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ حج ۶۲۳ھ اور جنوری ۶۲۴ھ کی دس

ماہ مدت کے دوران قریش نے چھ کارواں بھیجے تھے مگر مدینہ سے جنگ مول لے لیتے کے بعد نومبر ۶۲۲ء اور ستمبر، اکتوبر ۶۲۳ء کی بین سال کی مدت میں وہ صرف دو کارواں مغربی و مشرقی شاہراہ تجارت پر بھیج سکے تھے اس تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ جنگ نے کس طرح کی اقتصادی کوتاہی کیا تھا اور کس طرح ان کے کاروانوں کی تیز رفتار آمد و رفت پر پابندی لگی تھی۔ ہجرت اور بدر کے درمیان اتنی زیادہ تعداد میں کی کاروانوں کا شام جانا محلوں بھی مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ تاخذ نے ابتدائی مہموں کے بارے میں اگرچہ تاثری دیا ہے کہ مسلمانوں نے ہر موقع پر کسی نہ کسی کاروان کو نشانہ بنایا تھا۔ یا بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ شامی تجارت کی شاہراہ پر سفر کرنے والے کاروانوں میں سے صرف تین کا وضع انداز میں ذکر ملتا ہے۔ ایک مہربہ بحرہ کے دوران دوسرا سریہ عبیدہ کے موقع پر اور تیسرا غزوہ بواط میں ان میں سے بھی پہلے دو کاروانوں کا مسلم ہم دالوں سے آنا سامنا ہوا تھا۔ باقی کسی کا نہیں اس سے زیادہ حیرت انگیز معاملہ یہ ہے کہ اس پورے زمانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذہب کسی کاروان سے تینوں مہموں میں نہ ہو سکی غزوہ مذکورہ بالا میں جس قریشی کاروان کا ذکر ہے وہ بھی آپ کی منزل پر آمد سے قبل نکل چکا تھا۔ بہر حال ان تین قریشی کاروانوں کے بارے میں مکمل تفصیلات ملتی ہیں کہ وہ کہاں سے آئے تھے کہاں جا رہے تھے۔ اس میں کتنے لوگ تھے اور ان کے قائد کون تھے وغزوہ بواط کے کاروان قریش کے بارے میں سامان تجارت کا بھی ذکر یا حوالہ ملتا ہے بہر حال یہ تفصیلات اعتماد پیدا کرتی ہیں۔ کہ یہ کی کاروان حقیقتاً اسی زمانے میں گزرے تھے۔ اگرچہ غزوہ بواط میں قریشی کاروان کا معاملہ بھی خاصا مشتبہ ہے۔ باقی تین مواقع مہربہ بحرہ اور غزوات ودان و ذوالعشرہ کے بارے میں قریشی کاروانوں کا ذکر بڑے مبہم انداز میں کیا گیا ہے۔ ان میں کسی قسم کی کوئی واضح خبر نہیں ملتی ہے اس سے شبہ کو تقویت ملتی ہے کہ یہ کاروان دراصل کبھی گزرے ہی نہ تھے۔ ورنہ راوی ان کی کچھ ضروری تفصیلات بیان کرتے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مؤلفین سیرت اور راویان صدر اول قریش کی اسلام دشمنی کے پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر تحریک کو سمجھتے تھے جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں اور اسی بنا پر انہوں نے ہر مہم کے ساتھ قریشی یا قریشی کاروان کا ذکر کر دیا اس کی طرف اشارہ کر دیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض مؤرخین و مؤلفین کے نزدیک بھی کاروانوں کا معاملہ مشتبہ تھا۔ اسی لیے ان کے یہاں ان کا بعض مواقع پر حوالہ بھی نہیں ملتا ہے خصوصاً محمد بن حبیب بغدادی نے اس کی دس ابتدائی مہموں کے بارے میں کسی قریشی کاروان کا حوالہ تک نہیں دیا ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ قریش کی شام سے تجارت اسلام سے پہلے زمانے میں یا عہد نبوی میں خاصا وسط درجہ کی تھی اندازہ قریش کے عظیم ترین کاروان کی مائیت سے لگایا جاسکتا ہے جب اپنی تمام اقتصادی دولت اور سامان تجارت اس میں جھڑک دیا تھا۔ تو اس کی مائیت پچاس ہزار دینار یا چھ لاکھ درہم ہو سکتی تھی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ مائیت اصل سرمایہ کی جتنی یا بشمول منافع تھی۔ جو بعض اندازوں بلکہ حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سو فیصد تھا۔ ۱۲ اصل سرمایہ کی صورت میں شام سے واپسی پر کل مائیت کا تخمینہ ایک لاکھ درہم رہا ہوگا۔ یعنی تقریباً بارہ لاکھ درہم۔ بظاہر یہ رقم خاصی خطر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس پس نظر میں کہ پورے شہر مکہ کے تاجروں کی کل دولت تھی۔ یا اس کا بیشتر حصہ تھا۔ خاصی حقیر رقم تھی۔ خاص کر چند برسوں کے بعد علم تاجروں میں سب سے کمزور اور پست طبقے کے تاجر کا سرمایہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔ ۱۳

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ کی تجارت بہت ہی مختصر یہاں پر ہو رہی تھی اور اس حقیقت کی روشنی میں کی کاروانوں کی اتنی تیز رفتاری سے شام جانا خاصا مشتبہ معاملہ معلوم ہوتا ہے۔

اسی سے متعلق ایک مسئلہ عدلیہ طاقت کا ہے۔ جدید مورخین کے اس دعویٰ کی روشنی میں کہ کئی تجارت کو ان مہموں سے خطرہ پیدا ہو چکا تھا اور اس پر کمپوں کو تشویش تھی کہ اس لیے کہ ملی کاروانوں کے ساتھ محافظوں کی تعداد یا افرادی طاقت زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے تھی تاکہ مسلم ارادوں سے یوگنی عہدہ برآ ہوا جائے لیکن حیرت اس وقت برپا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے کاروانوں کی عددی طاقت ہر کاروان میں کم ہوتی چلی جاتی ہے ہم دیکھ چکے ہیں کہ پہلے کاروان میں تعداد میں سوبتانی لکھی ہے دوسرے میں دوسواور تیسوے میں صرف ساٹھ جبکہ پانچویں کاروان میں ان کی تعداد دسوا ہو جاتی ہے۔ مگر سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ عظیم تربی قریشی کاروان میں ابتدائی مورخین کے بقول صرف تیس یا چالیس اور سرحد کے خط بنام عبدالملک کے مطابق زیادہ سے زیادہ ستر تھی۔ مورترا ان ذکر کاروان میں قریشی محافظوں کی قلت تعداد کی وجہ سے بعض مورخین کا خیال ہے کہ پہلے قریشی کاروانوں میں، ان کے محافظ کی تعداد میں مبالغہ سے کم لایا گیا ہے۔ بجز ایلانہ بیان ہو قریشی کاروانوں کی مدنی قوت کی ہر کاروان میں مسلسل کمی ثابت کرتی ہے کہ جنگ بڑھ کر قریشیوں کو اپنی تجارت کیلئے کم از کم کوئی خطرہ مسلمان مدینہ سے عموماً اسلام بڑی مہموں سے خصوصاً محسوس نہیں ہوا تھا ورنہ یہ قریحاً دو گن نہ تھے۔ کو اپنی تجارت کے لیے کم از کم کوئی خطرہ مسلمان مدینہ سے عموماً اسلام ابتدائی مہموں سے خصوصاً محسوس نہیں ہوا تھا بہر حال یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ قریشیوں نے دیدہ و دانستہ خطرات کو دیکھ کر اپنے کاروانوں کی حفاظت کا بندوبست نہیں کیا تھا وہ اتنے غیر محتاط لوگ نہ تھے۔

اسی طرح خود مسلم مہموں میں افرادی طاقت ثابت کرتی ہے کہ ان مہموں کا مقصد لڑے مارنے تھا۔ پہلی مہم میں تیس مسلمانوں کا سامنا تین سو سے ہو چکا تھا فوجی حکمت عملی کے علاوہ محض عقل سلیم کا تقاضہ تھا کہ آئندہ مہم میں مسلم فوجی طاقت زیادہ سے زیادہ کی جاتی تھی کہ اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں اگر برتر نہ ہوتی تو بہت زیادہ فروتر بھی نہ ہوتی یا کم از کم ان دونوں کا تفاوت کئی گنا تو نہ ہوتا مگر دوسری مہم میں یہ تعداد محض دو گنی ہو گئی اور تیسری مہم میں مسلمان صرف، آٹھ یا پندرہ بیس تھے۔ چوتھی مہم میں یہ تعداد بڑھ کر اگرچہ پھر ساٹھ ہو گئی تھی لیکن پھر بھی بہت کم تھی۔ پانچویں مہم میں البتہ یہ تعداد مستحکم تھی یعنی دوسو لیکن پھر چھٹی مہم میں وہ کم ہو گئی تھی اور ڈیڑھ دو سو کے بجائے تھی اور آٹھویں مہم میں تو محض آٹھ آدمی تھے اور کاروانی صرف پھرنے کی تھی۔ باقی دو مہموں میں مسلم جماعت کی عددی طاقت کے بارے میں کچھ نہیں معلوم بہر حال یہ گھٹتی بڑھتی تعداد یہ ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے تجربات سے کچھ نہ سیکھا تھا۔ لیکن یہ حقیقت کے خلاف ہے جبکہ زمانے میں جب مسلمان اپنے دشمنوں سے برسرِ پیکار تھے تو ہم مسلمانوں کی تعداد میں ہر آنے والی مہم میں چند در چند اضافہ پاتے ہیں اور ایک سو تھے سے اندازہ کے مطابق دو مہموں کے درمیان یا اضافہ تقریباً تین گنا تھا۔ جنگ بدر میں مسلمان تین سو سے اور پھر تھے تو جنگ احد میں ان کی تعداد ساڑھے سات سو تھی بلکہ شروع میں ایک ہزار تھی^{۱۲} جنگ خندق میں مسلم سپاہ تین ہزار تھی اور فتح مکہ کی مہم میں دس ہزار کا لشکر جہاز تھا جو بقول^{۱۳} ابوسفیان بن حرب پورا لو ہے میں غرق تھا۔^{۱۴} اور اگرچہ غزوہ تبوک یکدوں کے خلاف نہ تھا تاہم اس میں مسلم فوج کی تیس ہزار تعداد ثابت کرتی ہے کہ اسلامی مملکت نے تصادم اور جنگ کے زمانے میں اپنی فوج کی عددی طاقت کو ہمیشہ بڑھایا ہی تھا اور کبھی گھٹانے کی غلطی نہیں کی تھی اس پس منظر میں ابتدائی مہموں میں مسلم جماعتوں کی گھٹتی بڑھتی تعداد کو دیکھنے سے حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ان مہموں میں دشمن سے کسی قسم کی نبرد آزمائی مقصود نہ تھی۔

تعلیقات و حواشی

۱۔ محمد بن اسحاق (متولد ۸۵ھ - مدینہ / متوفی ۱۸۰ھ - بغداد)

۳۔ اسلامی تاریخ نویسی کے لئے ملاحظہ کیجئے : اے، گیوم (A. Guillaume) کا مقدمہ بریت رسول اللہؐ از ابن اسحاق، انگریزی ترجمہ، لندن ۱۹۵۵ء، xii تا xxi، Historians of the Middle East، مترجم ہزارٹ ٹولس اور پی ایم ہولٹ (Bernard Lewis & P. M. Holt)، لندن ۱۹۶۲ء، خاص کر مضامین نوٹگری داٹ، عبدالعزیز

جمہد ہورودوئس (Joseph Horowitz)، اسلامک پلجر، حیدرآباد دکن ۱۹۷۸ء اور اس کا اردو ترجمہ سیرت نبوی کی ابتدا کی کتابیں اور ان کے مؤلفین، ادارہ ادبیات دہلی، ۱۹۷۲ء، خاص کر شروع کے صفحات، اول ۵۹-۵۳۵، دوم ۲۲-۵۲ وغیرہ۔ جواد علی، "موارد التاریخ البطری"، مجلہ مجمع علمی العراقي، بغداد عراق ۱۹۵۳ء۔ اور اس کا اردو ترجمہ از شہزاد احمد فاروقی، دہلی ۱۹۸۰ء، جگدیش نرائن سرکار، History of History writing in Medieval India، کلکتہ ۱۹۷۹ء۔ باب دوم، نیز شاہی نعمانی، سیرت النبی، اعظم گڑھ ۱۹۷۶ء، اول ۵۵-۱۲۔

٢- عبد الرحمن بن محمد بن خالد بن (تمولد ٢٢١هـ - توفى ٢٨٦هـ) (مصر)

۵۔ ابن خلدون، مقدمہ، انگریزی ترجمہ فرانز روزنٹھال (Franz Rosenthal) 'جلداول ص ۷۱۔

۶۔ ابن اسحاق، مذکورہ بالا صفحہ ۲۲۲، کا ہجرت مدینہ کے بارے میں ابتدائی بیان یہاں ذکر کرنے کے قابل ہے:

”جب قریش نے یہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جماعت اور اصحاب جمع ہو گئے جو صرف قریش اور کس سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ دوسرے ملاقاتوں کے بھی تھے اور آپ کے اصحاب نے ہجرت کر کے ان سے جاملنا شروع کر دیا تھا اور ان کو علم ہو گیا تھا کہ وہ اپنے نئے گھر میں نہ صرف بس گئے تھے بلکہ وہاں ان کے حامی و ناصر بھی تھے تو ان کو خوف محسوس ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی ان سے جا ملیں گے کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم مصمم کر رکھا تھا۔“

آخری جگہ کس طرح ثابت کرتا ہے کہ ابن اسحاق یا ان کے راوی کسی طرح عداوت قریش برائے رسولؐ سے متاثر و مغلوب تھے۔ ہجرت مدینہ کے وقت کئی مسلمانوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ نئے دین میں پہونچ کر قریش کے خلاف محاذ جنگ کھولیں گے۔ اس وقت اگر کوئی محرک تھا تو وہ قریش کے چٹل سے نکلان اور کسی مرکز اسلام میں امت مسلمہ کی تنظیم کرنا۔ ظاہر ہے کہ ہجرت کے مقاصد و محرکات کی یہ فشریح و تعبیر ابن اسحاق نے حیات نبوی کے اس دور

کے پس منظر میں کی ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے پچ پچ برسرِ بیکار تھے اور یہی سبب ہے کہ ابن اسحاق نے ابتدائی مہول کو اسی عداوتِ قریش کے پس منظر میں دیکھا ہے۔ اسی طرح سیرت نگار مذکور نے بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد قریش اور جماعت انصار کے درمیان ایک گفتگو کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ قریشیوں کو شبہ تھا کہ اس بیعت کی منجملہ شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ وہ قریش کے خلاف جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے۔ ظاہر ہے کہ قریش تو یہ شبہ کرنے میں جتنی بجا ہو سکتے تھے، یا ان کے الزام کو بے بنیاد قرار دیا جاسکتا تھا جیسا کہ جماعت اوس و خزرج کے غیر مسلموں نے کیا بھی تھا، لیکن ابن اسحاق نے اس سے جو تاثر دیا ہے وہ یہ ہے کہ قریش سے جنگ کرنے کا مصمم ارادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل کر رکھا تھا۔ یہ تو صحیح ہے کہ اس بیعت یا معاہدے میں جنگ کی شرط شامل تھی لیکن کیا واضح طور سے قریش مراد تھے؟ یہ کہنا تاریخی حقیقت کے خلاف ہو گا۔

۷۔ اس نقطہ نظر کے لئے ملاحظہ ہو: لیون کیتانی (Leone Caetani Annalide'Il Islam) ملان ۱۹۰۶ء،

جلد اول، ص ۸۰-۸۵، کارل برڈلگن (Carl Brockelmann) انگریزی ترجمہ از جوبل کارمیچائل (Joel Carmichael) اور موسھے پرلمن (Moshe Perlmann) لندن ۱۹۴۹ء، ص ۲۳-۲۴، فیلپ، کے ہٹی (Phillip Islam, A way of life)

History of the Arabs، لندن ۱۹۵۷ء، K. Hitti، محمد بن عبد اللہ، ۱۱۶۰ء، خوشگرمی واٹ

Muhammad at Medina (Montgomery Watt) لندن ۱۹۶۸ء، ص ۲۰۹، فرانسکو جبریل

Muhammad and the conquest of Islam (FRANCESCO GABRIELI) انگریزی ترجمہ

از ورجینا لولنگ (Virgina Luling) اور روزا لینل (Rosamand Linell) لندن ۱۹۶۵ء، ص ۶، ڈبلاو،

The History of Mohammadanism (W. C. Taylor) سی بیلر

لندن ۱۸۴۴ء، ص ۹-۱۰، جی ای وان گرڈنی بام (G. E. Vori)

Grunebowm، کلاسیکل اسلام، انگریزی ترجمہ کیٹھرین واٹسن (Katherine Watson)، لندن

۱۹۶۰ء، ص ۳۶-۳۵، اور خوشگرمی واٹ (Muhammad: Prophet and statesman)، لندن ۱۹۶۱ء

۱۰۹-۱۰۲، نے یہ اچھترا خیال پیش کیا ہے کہ ہجرت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً "مدینہ" کے بارے میں منصوبہ

بنالیا تھا۔ مزید یہ کہ "مدینہ" سے "جہاد" تک پہنچنا محض نام کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ فوجی کارروائی کی نوعیت اور ماہیت میں

تبدیلی آئی تھی۔ "مدینہ" محض ایک قبیلہ کی دوسرے قبیلہ پر تاخت کا نام تھا جبکہ جہاد میں مسلمان غیر مسلموں سے بطور جماعت یا

امت نبوہذا نما ہوتے تھے۔

۸۔ یہ نقطہ نظر زیادہ وضاحت سے خوشگرمی واٹ نے پیش کیا ہے۔ مختصراً فرانسکو جبریل کے یہاں بھی پایا جاتا ہے۔

۹۔ فیلپ ہٹی نے اپنی تازہ ترین تصنیف "اسلام۔ ایک طوقِ حیات" میں یہی فرض انجام دیا ہے۔

۱۰۔ ان جدید مسلم مورخین میں ممتاز حسب ذیل ہیں: محمد حمید اللہ "عہد نبوی کے میدانِ جنگ"، انگریزی، جدید آباد کن ۱۹۷۳ء

۱۰۔ محمد حسین بک "حیاتہ محمد" انگریزی ترجمہ از اسیس رازی فاروقی، علی گڑھ طبع، غیر مورخہ ص ۲۰۰-۲۰۱ شیلی نعمانی، سیرت النبی دار المصنفین اعظم گڑھ، طبع چہارم (غیر مورخہ)، اول ص ۳۱۹-۳۰۹، فرماتے ہیں کہ: "کیونکہ اس جرم میں کہ انصار نے مسلمانوں کو پناہ دی ہے، قریش نے مدینہ کی بربادی کا فیصلہ کر لیا، اور اپنے قابل متدہ میں یہ آگ بھڑکا دی تھی، اس بنا پر آپ نے دو تیسریں اختیا کر لیں، اول یہ کہ قریش کی شامی تجارت جو ان کا بایہ غرور حق بند کر دی تاکہ وہ صلح پر مجبور ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ مدینہ کے قرب و حصار کے جو قبائل ہیں ان سے امن و امان کا معاہدہ ہو جائے۔"

۱۱۔ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، دار المصنفین اعظم گڑھ، اول ص ۳۱۲ حوالہ ۲ شاہ محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ اللعالمین، لاہور ۱۹۲۱ء، دوم، ص ۴۵-۲۴۳ اور ص ۱۲۳-۱۲۴، نیز خاکسار کی کتاب Organisation of Government Under the Prophet ادارہ ادبیات دلی، ۱۹۸۲ء، ص ۲۳-۱۵ تفصیلات کے لئے ملاحظہ کیجئے جس میں پہلی بار یہ نقطہ نظر مفصل و مدلل پیش کیا گیا ہے۔ مکمل بحث اس مضمون میں پیش کی جا رہی ہے۔

۱۲۔ واقدی، کتاب المغازی، مرتبہ مارسدن جونز (Marsden Jones) آکسفورڈ ۱۹۶۶ء، ص ۱۳-۹
۱۳۔ ب۔ کتاب الحجر ص ۱۱ کے مطابق یہ دونوں غزوات بالترتیب ہجرت ۲ شعبان ۱۲ھ کو ینبوع اور منگل ۳ شعبان ۱۲ھ کو سکوت گئے تھے۔ مورخانہ کریں آپ نے قبیلہ غنم اور قبیلہ سلم سے ایک معاہدہ دوستی (کتاب مداحجۃ) کیا تھا۔
۱۴۔ ابن اسحاق، انگریزی مذکورہ بالا، ص ۳۸۔

۱۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، مرتبہ محمد محی الدین عبد الحمید، قاہرہ غیر مورخہ، دوم ص ۲۲۳ اور ص ۲۲۹-۲۲۹۔ نیز ملاحظہ کیجئے: محمد بن حبیب بغدادی (متوفی ۲۲۵ھ) کتاب الحجر، مرتبہ ایلازہ لیمن شیترا، حیدرآباد، حیدرآباد دوکن ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۶۔
۱۶۔ محمد بن سعد (متولد ۱۶۸ھ بمصر / متوفی ۲۳۰ھ - بغداد)۔

۱۷۔ احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری (متوفی ۲۴۹ھ - بغداد)۔
۱۸۔ واقدی، ص ۱۳ اور ص ۱۳۵، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت ۱۹۵۴ء، دوم ص ۶۰۔ بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ قاہرہ ۱۹۵۹ء، اول ص ۲۸، یعقوبی تاریخ یعقوبی، بیروت ۱۹۶۰ء، دوم ص ۶۹۔ طبری، تاریخ الطبری، مرتبہ محمد ابو الفضل ابراہیم، قاہرہ ۱۹۶۱ء، دوم ص ۱۵-۲۰، ابن اثیر، الکامل فی التاريخ، بیروت ۱۹۶۵ء، جلد دوم ص ۱۱۱۔

۱۹۔ جے، ایم، بی، جرنل "The chronology of the Maghazi — Bulletin of the School

"A textual Survey," of Oriental and African studies، یونیورسٹی آف لندن، جلد ۱۹، حصہ دوم ص ۱۹۵ء، ص ۱۳۵ خصوصاً ص ۲۴۵ اور ص ۲۶ اس خیال کا اظہار بعض اور مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ لیکن بعض مہربوں کے سلسلے میں واقدی کی روایت پر ابن اسحاق کی روایت کو ترجیح دی جانی چاہیے جیسا کہ غزوہ ذوالغیرہ سے واضح ہوتا ہے ایک کم معروف مورخ محمد بن حبیب بغدادی (متوفی ۲۳۵ھ) نے ان مہربوں کی متعین اگرچہ مختلف تاریخیں دی ہیں، ملاحظہ ہو کتاب الحجر ص ۲۵-۱۱۰۔

۱۹۔ واقدی ص ۱ اور ص ۹۔

۲۰۔ واقدی نے جہاجریں میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح، ابو ذیلف بن عقیل بن ربیعہ، سالم مولیٰ ابی خلیفہ، عاصم بن ربیعہ، عمرو بن سراقہ، زید بن حادہ، کنانہ بن حصین اور ان کے فرزند مرثد اور غلام رسول کریم ﷺ کے نام گناے ہیں۔ اور انصار میں حضرت ابی بن کعب، عمارہ بن حزم، عبادہ بن صامت، عبید بن اوس، اوس بن خولی، ابو وجانہ، خند بن عمرو، رافع بن مالک عبداللہ بن عمرو بن حرام اور قطرب بن عاصم بن حدیدہ کے۔ یہ کل انیس آدمیوں کے نام ہیں جن میں سے ۹ جہاجریں اور ۱۱ انصار۔ باقی ۱۱ کے نام غیر مذکور ہیں۔ اگرچہ واقدی نے واضح کر دیا ہے کہ پہلی روایت زیادہ صحیح ہے اور بدر سے پہلے کسی ہم میں کوئی انصاری شریک نہ تھا اور اس کو اکثر جدید و قدیم مورخین تسلیم کرتے ہیں، لیکن یہ خیال یا روایت صحیح نہیں ہے۔ نہ صرف قرآن بلکہ مسلمہ تاریخی حقائق سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ ان ابتدائی جموں میں جہاجریں کے شانہ نشاۃ انصار برابر کے شریک و ہم تھے البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض بہت ہی مختصر سرایا میں جیسے سرہ نخلہ اور سرہ خزار میں وہ شریک نہ رہے ہوں۔ بعض مستشرقین نے بھی یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابتدائی جموں میں انصار جہاجریں کے برابر کے شریک و ہم تھے ملاحظہ ہو: واٹ، محمد مدینہ میں ص ۲۳۰ لیکن ابھی تک اس موضوع پر کوئی خاص تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔

۲۱۔ واقدی، ص ۵۶۔ مجدی بن عمرو جنہی کے لیے ملاحظہ کیجئے: مذکورہ بالا۔ نیز دیکھئے کتاب البحر، ص ۱۱۶ جس کے مطابق روانگی نصف ریج الاول کو اور واپسی آخر ماہ میں ہوتی تھی۔

۲۲۔ ابن سعد، دوم ص ۱۷۱، ابن اسحاق ص ۵۵ کے مطابق، ساحلی علاقے میں ذوالمرہ کے خطے میں قریشی شاہراہ تجارت پر واقع تھا جس پر شام کو کارواں جایا کرتے تھے۔

۲۳۔ ابن اسحاق ص ۲۸۵۔

۲۴۔ ابن ہشام، جلد دوم ص ۲۳۔

۲۵۔ بلاذری، جلد اول ص ۳۷۱۔

۲۶۔ یعقوبی، جلد دوم ص ۶۹ (احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح یعقوبی۔ متوفی ۲۳۵ھ۔ بغداد)

۲۷۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، طبع ۱۲۷۷ھ، پنجم نمبر ۷۹۔ (عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم جزیری (متوفی ۶۳۳ھ۔ بغداد)

۲۸۔ طبری، تاریخ، دوم ص ۴۰ (ابو جعفر محمد بن جریر طبری، (متولد ۲۲۴ھ۔ متوفی ۳۲۰ھ۔ بغداد)

۲۹۔ واقدی کا جملہ ہے: اول لواء عقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ان قدم المدینۃ لحمزۃ بن عبد المطلب، بعثہ ثلاثین راكبا شطرين.... فبلغوا سيف البحر، يعترض لعير قریشی.... طبری کا جملہ ملاحظہ کیجئے: وزعم الواقدي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عقد....

لحمزة بن عبد المطلب لواء بيض في ثلاثين رجلا من المهاجرين يعترض لعير قریشی... طبری کی روایت میں نہ صرف اضافہ ہے بلکہ ل کے اضافے نے ایک اتفاقی واقعہ کو محکم مقصد بنا دیا ہے۔

۳۰۔ طبری، تاریخ، جلد دوم ص ۴۰، ابن اثیر، اسد الغابہ جلد دوم ص ۴۶۔ ایضاً کے لئے ملاحظہ کیجئے: یا قوت حموی،

معجم البلدان، بیروت ۱۹۵۷ء، جلد چہارم ص ۱۷۱۔ یاقوت نے ابن اسحاق کے بیان پر کوئی خاص اضافہ نہیں کیا ہے پس اتنا کہتا ہے کہ وہ ذی المروہ کے نواح میں ساحل بنی اسیت البحر پر واقع تھا جس پر قریش شام کا سفر کیا کرتے تھے۔

۳۱۔ ٹروسی بردی قبائل جلیلیہ و مزینہ وغیرہ سے انصار مدینہ کے دشمن حلف کے لئے ملاحظہ کیجیے: خاکسار کی مذکورہ بالا کتاب باب دوم بحث بر قبائل جلیلیہ و مزینہ و دیگر مغربی بردی قبیلے، محمد مدینہ میں ص ۸۲-۸۱۔ اے پی کیسی ڈی پرسول 'Essai Sural'

Histoire (A.P. Caussin de Perceval) des Arabs avant l' Islamisme میں ص ۸۳۷

جلد دوم ص ۶۷ وغیرہ۔ محمد احمد جاد الملوی باٹ، علی محمد بجادی اور محمد ابو الفضل ابراہیم، ایام العرب فی

الجامعہ، مصر ۱۹۴۲ء، ص ۸۲-۶۲۔

۳۲۔ واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی) ص ۸۲-۶۲۔

۳۳۔ طبری، جلد دوم ص ۴۰۲۔

۳۴۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، جلد دوم ص ۵۰-۴۶۔

۳۵۔ واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی) ص ۳-۲۔

۳۶۔ رابنح ایک وادی کا نام تھا جسے حجاج بن زواء اور جعفر ثور سے پرے طے کرتے تھے۔ ابن الیکت کا خیال ہے کہ رابنح جعفر اور ذوال

کے درمیان ہے جبکہ واٹ کی بیان ہے کہ ابواؤ اور جعفر کے درمیان واقع شاہراہ جو جعفر سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ملاحظہ ہو

معجم البلدان، سوم ص ۱۱۔ تئید مکہ کے قریب ایک مقام تھا۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان جلد چہارم ص ۳۱۳۔ معجم البلدان، جلد دوم ص ۱۱۱

جعفر کے لئے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان کے راستے پر اول الذکر سے چار مرحلوں پر وہ ایک بڑا گاؤں تھا۔ شامی و مصری حجاج

کے لیے وہ میقات تھا اگر وہ مدینہ سے نہ گذریں، لیکن مدینہ ہو کر آنے والوں کے لیے ذوالحلیفہ میقات تھا۔ ساحل سے جعفر کا فاصلہ

محض تین مراحل کا ہے جبکہ ساحل سمندر پر واقع مقام اقترن سے چھ میل اور مدینہ سے چھ مراحل پر واقع ہے اور غدریم سے

محض دو میل پر جعفر مدینہ کی جانب سے مکہ کی پہلی سرحد ہے۔

۳۷۔ واٹ، ص ۱۱-۱۰۔

۳۸۔ ابن اسحاق ص ۲۸۱۔ ابن شہام جلد دوم ص ۲۵-۲۲۔ نیز ملاحظہ کیجیے: کتاب الحج، ص ۱۱۱ میں مہم کی منزل ثنیۃ المرقۃ اور

تائید کاروان قریش کا نام عکرمہ بن ابی جہل بتایا گیا ہے۔ روانگی کی تائید پہلی ریح الاول اور واپسی آخر ماہ میں بتائی گئی ہے۔

۳۹۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۷۰۔ النسب الاشراف، جلد اول ص ۲۷۰۔

۴۰۔ یعقوبی، دوم ص ۶۹۔ طبری، دوم، ص ۴۰۲۔

۴۱۔ معجم البلدان، جلد اول ص ۹۷۔ ابواؤ اور ذوال مدینہ کے فرع کے نواح میں تھا اور مدینہ سے اس کا فاصلہ تینتیس میل تھا۔

اور وہ غزوہ سے پرے بڑواؤ اور جعفر کے درمیان واقع تھا۔ موضع الذکر مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع شاہراہ پر ایک گاؤں

تھا۔ ساحل سے دو تین مراحل پر اور مدینہ سے چھ مراحل پر واقع تھا۔ نیز ملاحظہ کیجیے، معجم البلدان جلد دوم ص ۸۵ اور ص ۱۱۱ جلد سوم ص ۱۱۱

یا قوت نے ثبوت المراءہ کی کوئی تقریر یا وضاحت نہیں کی ہے۔

۳۴۔ خزاعہ سے قریش کے قریبی تعلقات کے لیے ملاحظہ کیجیے: ابن اسحاق ص ۹-۴۸، ص ۵۲، ابن سعد جلد اول ص ۶۸-۶۹، جلد چہارم ص ۲۲۲، محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المغنی فی اخبار قریش، مرتبہ نور شید احمد نازق، حیدر آباد دکن ۱۹۲۳ء ص ۷۷، انساب الاشراف جلد اول ص ۵-۴۹، ازرقی، کتاب اخبار مکہ، مرتبہ فرڈیننڈ ویسٹنفلڈ (Ferdinand Wiistenfeld)

بیروت ۱۹۶۳ء ص ۶۶-۶۷ اور طبری، جلد دوم ص ۴۳، نیز خاکسار کی کتاب مذکورہ بالا باب دوم۔ خاندان رسولؐ سے معاہدہ خزاعہ کے لیے عموماً اور قریش سے تعلقات کے لیے خصوصاً ملاحظہ کیجئے: واٹ، محمد مدینہ میں ص ۸۴-۸۲۔

۳۵۔ یا قوت، معجم البلدان، جلد دوم ص ۲۵، نے خزار کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے۔ وہ حجاز میں حُفَہ کے قریب ایک مقام تھا۔ مدینہ کی وادیوں میں سے ایک تھا اور ایک روایت کے مطابق وہ مدینہ کی وادیوں میں سے ایک چشمہ تھا اور ایک اور روایت کے مطابق وہ خیبر میں ایک مقام تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے کئی مواضع تھے جیسا کہ ابن اسحاق کے اضافی فقرے "من ارض الحجاز" سے معلوم ہوتا ہے لیکن یہ خزار ارض حجاز میں اس عام شاہراہ تجارت سے ہٹ کر تھا جس پر مکی کارواں شام کو جایا کرتے تھے۔ ابن اسحاق ص ۲۲۶ کے ہی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے مدینہ سے پہلے گزرے تھے۔

۳۶۔ واقدی ص ۱۱، نیز ملاحظہ ہو کتاب الحجر ص ۱۱۲، جس کا خیال ہے کہ یہ ہم رجب کے نئے چاند کو دیکھ کر روانہ ہوئی تھی۔

۳۷۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۷۷

۳۸۔ ابن اسحاق، ص ۲۸۹، ابن شام، جلد دوم ص ۲۳۵۔

۳۹۔ انساب الاشراف، جلد اول ص ۲۷۷۔ ۵۰۔ یعقوبی، جلد دوم ص ۶۹۔

۵۱۔ طبری، تاریخ، جلد دوم ص ۴۰۳۔

۵۲۔ واقدی، ص ۱۱-۱۲۔ نیز دیکھئے کتاب الحجر، ص ۱۱، جس کے مطابق صفر کی چند راتوں کے بعد آپ روانہ ہوئے تھے اور بنو خزاعہ سے معاہدہ کیا تھا۔ اودھ ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو واپس آئے تھے۔ بغدادی نے کسی کاروان قریش کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

۵۳۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۷۷ ۵۴۔ ابن اسحاق، ص ۲۸۹، ابن شام، جلد دوم ص ۲۲۳-۲۲۲

۵۵۔ انساب الاشراف، جلد اول ص ۲۸۷۔ ۵۶۔ تاریخ یعقوبی، جلد دوم ص ۶۶۔

۵۷۔ تاریخ طبری، دوم ص ۴۰۳ اور ص ۴۰۲۔

۵۸۔ واقدی، ص ۱۱۔ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب الحجر، ص ۱۱، کا خیال ہے کہ بواط مدینہ سے صرف تین مراحل پر شام کے راستے میں واقع تھا۔ ۳ ربیع الآخر ۳ھ کو روانگی اور اسی سال ۲۰ ربیع الآخر کو واپسی ہوئی تھی۔

۵۹۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۸۹-۸۷۔ ۶۰۔ انساب الاشراف جلد اول ص ۲۸۷۔

- ۶۱۔ تاریخ یعقوبی، جلد دوم ص ۶۶۔
 ۶۲۔ تاریخ طبری، جلد دوم ص ۴۷۔
 ۶۳۔ ابن اسحاق، ص ۲۸۵، ابن ہشام، جلد دوم ص ۲۳۵۔
 ۶۴۔ ابن سعد کے بیان کی تائید یا قوت سے بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان جلد اول ص ۵۰۳۔
 ۶۵۔ معجم البلدان جلد دوم ص ۱۵۸، کی ایک روایت کے مطابق کہ کو جانے والے راستہ پر مدینہ کے نواح میں واقع تھا۔
 ۶۶۔ واقفی ص ۱۱۔
 ۶۷۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۹، نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۸۶، بغدادی، کتاب الحجر، ص ۱۱۱، اس کو محض غزوہ بدر اولی کہتا ہے اور سفوان کا ذکر نہیں کرتا۔
 ۶۸۔ انساب الاشراف جلد اول ص ۲۸۵۔
 ۶۹۔ تاریخ یعقوبی، جلد دوم ص ۶۶۔
 ۷۰۔ تاریخ طبری، جلد دوم ص ۴۰۔
 ۷۱۔ ابن اسحاق، ص ۲۸۶۔ ابن ہشام، جلد دوم ص ۲۳۵۔ نیز دیکھئے کتاب الحجر، ص ۱۱۱، جس کے مطابق دو شنبہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۲۲ کو غزوہ کی روانگی ہوئی اور اس ماہ کی چند راتیں باقی بچی تھیں کہ واپسی ہوئی۔
 ۷۲۔ واٹ، محمد مدینہ میں، ص ۷۴۔ تعجب ہے کہ واٹ نے کرز فہری کو پڑوسی علاقے کا ایک ٹیپرا ثابت کرنے کی کوشش ہے بیکراں کا نقلی تقویش کے خاندان بنی فہر سے تھا۔ گویا کہ جارجیت کا آغاز قریش کی طرف سے ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو اصابع، سوم ص ۱۰۱۔
 ۷۳۔ شیلی نعمانی، سیرۃ النبی، اول ۳۱۲، حجتہ للعالمین، جلد دوم ص ۱۵-۱۱۴۔
 ۷۴۔ واقفی، ص ۱۲-۱۱۔ نیز ملاحظہ ہو کتاب الحجر، ص ۱۱۱، جس کا بیان ہے کہ یکم جمادی الاولیٰ کو روانگی اور ۲۲ جمادی الآخرہ کو واپسی ہوئی۔ اس میں نمونہ ص ۱۱ اور اس کے ضمنی حلیفوں سے معاہدہ ہوا۔ بغدادی نے اس میں بھی کسی کاروان قریش کا حوالہ نہیں دیا ہے۔
 ۷۵۔ انساب الاشراف، جلد اول ص ۲۸۵۔
 ۷۶۔ ابن اسحاق ص ۲۸۵۔
 ۷۷۔ ابن ہشام، جلد دوم ص ۲۳۳-۲۳۴۔
 ۷۸۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص ۶۶۔
 ۷۹۔ تاریخ طبری، جلد دوم ص ۴۰۹۔
 ۸۰۔ واقفی ص ۱۹-۲۸۔
 ۸۱۔ تاریخ طبری، جلد دوم ص ۲۲۱۔
 ۸۲۔ واقفی ص ۱۹-۱۲، ابن سعد، جلد دوم ص ۱۲-۱۱۔
 ۸۳۔ ابن اسحاق ص ۲۸۹۔ ابن ہشام، جلد دوم ص ۲۴۴۔ مؤرخانہ کرنے اول الذکر کی روایت کو یوں شروع کیا ہے:
 ”لَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي سَفِيَانَ مُقْبِلًا مِّنْ أَشْجَمِ نَدَبِ الْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِمْ...“
 ۸۴۔ واقفی ص ۲۱۔

۸۵۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور سعید بن زیدؓ عدوی کو کاروان قریش کی خبر لانے بھیجا تھا۔ وادی مدینہ اور ابن سعد جلد دوم ص ۱۲ مطابق ۱۲ رمضان ۱؎ بروز ہفتہ بدر کے لئے روانہ ہونے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں جاسوسوں کو دس دن پہلے یعنی ۲ رمضان کو بھیجا تھا۔ ان دونوں نے قبیلہ جہینہ کے ایک سردار کے گھر قیام کیا تھا اور چھپ کر معلومات فراہم کی تھیں۔ یہ دل چسپ بات ہے کہ جہنی سردار نے کارواں والوں کو ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ ملاحظہ ہو: واقعی ص ۱۹، ابن سعد جلد دوم ص ۱۱، طبری جلد دوم ص ۴۷، اسد الغابہ جلد دوم ص ۵۹۔ ابن ہشام اور محمد بن جریر بغدادی کا خیال ہے کہ آپ بدر کے لئے ۸ رمضان کو روانہ ہوئے تھے۔

ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۴۲ اور کتاب الحجر ص ۱۱۔ اول اندکر کے مطابق دن دو شنبہ تھا اور مؤرخانہ ذکر کے مطابق بدھ
۸۵۔ آخذہ ان سے سلسلہ میں جو تفصیلات فراہم کی ہیں وہ فوجی حکمت عملی کے اعتبار سے بہت اہم ہیں اور ان سے قریشین کی دورانہ زندگی، منصوبہ بندی اور وقت نظر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ بدر کے قریب پہنچنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک ساتھی کے ساتھ قریش کی خبر لانے کے لئے روانہ ہوئے اور راہ میں ایک بوڑھے بدو سے دریافت حال کیا۔ اس نے قریشی کی اپنے مقام سے روانگی کی خبروں کی بنیاد پر ان کے موجودہ جائے قیام کی بالکل صحیح تعیین کی تھی۔ مگر اس سے زیادہ اہم اور دلچسپ آپ کے دو جاسوسوں کا واقعہ ہے جن کو آپ نے بدر جا کر خبر لانے کو کہا تھا۔ یہ دونوں جاسوس حضرات بسبسٹ اور عدی (جو دونوں قبیلہ جہینہ کے تھے) بدر پہنچے اور وہاں دو بدوی باندیوں کی کاروان قریش کے بدر پہنچنے کی تاریخ کے بارے میں گفتگو سن کر اس نتیجے پر پہنچے کہ اسی دن یا دوسرے دن کاروان قریش وہاں پہنچنے والا ہے۔ ان دونوں نے یہ خبر دلپا آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ اس کے کچھ دیر بعد ابوسفیان بن حرب، کاروان قریش کے سربراہ، اسی جگہ پہنچے اور وہاں کے کنوئیں پر موجود عجمی بچے عمر و جہنی سے پوچھا کہ کیا اس نے کوئی غیر معمولی بات دیکھی ہے۔ ابوسفیان اپنے کارواں سے آگے نکل آئے تھے، تاکہ مدینہ کے مسلمانوں کے بارے میں سنی ہوئی خبروں کی تصدیق کر سکیں اور عجمی بن عمر و جہنی اس وقت بھی کنوئیں پر موجود تھے جب دونوں مسلمان جاسوسوں نے وہاں سے پانی لیا تھا۔ مہر حال جیسے ہی جہنی سردار نے ابوسفیان کو بتایا کہ صرف دو سردار آئے تھے اور انہوں نے مشک میں پانی بھرا تھا ابوسفیان کے کان کھڑے ہوئے اور فوراً اسی جگہ پہنچا جہاں دونوں جاسوس رہے تھے۔ وہاں آکر انہوں نے ان کے اوٹوں کے فضلہ کو چیر کر دیکھا اور اس میں مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں پائیں اور سمجھ گئے کہ فوجیں جاسوس تھے۔ وہ فوراً اپنے کارواں کی طرف واپس ہوئے اور اس کا راستہ بدل دیا۔ معمول کی شاہراہ سے ہٹ کر انہوں نے ساحلی پٹی کا رخ کیا اور بدر سے بائیں طرف کتر کتر نکل کر برق رفتاری سے نکل گئے۔ ملاحظہ کیجیے: ابن اسحاق ص ۹۵-۹۴، واقعی ص ۲۲، ابن سعد، جلد دوم ص ۱۱، طبری جلد دوم ص ۴۲، ابن خلدون تاریخ جلد اول ص ۴۹، اسد الغابہ جلد اول ص ۵۹-۱۴۸۔

۸۷۔ ایضاً۔

۸۸۔ کتاب الحجر ص ۱۱، نے روانگی اور واپسی دونوں کی قطعی تاریخیں دی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں تقریباً

ایک ماہ اکیس دی لگے تھے۔ یہ بالواسطہ ابن اسحاق کی تائید کرتی ہے۔

۸۹- ابن اسحاق ص ۲۸۸، طبری، تاریخ جلد دوم ص ۴۲، نیز بحوالہ ابن اسحاق ص ۴۲۔

۹۰- وادعی ص ۲۵۔

۹۱- واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی) ص ۱۷۰۔ مستشرق مصوف نے ایک دلچسپ تحقیق کاروان قریش کے بارے میں یہ فرمائی ہے کہ غالباً

متعدد کاروانوں نے بن میں سے بعض اپنے شمالی سفر کے دوران مسلمانوں کی توجہات کا مرکز بن چکے تھے عظیم تر تحفظ و حفاظت کی خاطر مل کر ایک کاروان بنا لیا تھا۔ (واٹ) مصوف نے یہ نتیجہ ایسا لگتا ہے کہ وادعی کی ایک روایت سے اخذ کیا ہے۔ منجاری نگار کا کہنا ہے کہ اس عظیم کاروان قریش میں قریش کے متعدد خاندانوں کے کاروان شامل تھے (وادعی ص ۲۵) اس کی تصدیق دوسرے ناخذ سے ہوتی ہے جو مختلف خاندان ہائے قریش کی شمولیت اور ان کے سرایے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے مداحم کہتے ہجرتے ہیں اول یہ کہ قریش کہ کے مختلف خاندان اپنے اپنے کاروان الگ بھیجتے تھے۔ اور بیڑن عمل فیادی طہ پر اقتصادی روایت کی وجہ سے تھا جو ایک تاجرانہ معیشت کا لازمی جزو ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ شام کو جانے والا یہ عظیم قریشی قومی کاروان مخصوص حالات و اسباب کی بنا پر بھیجا گیا تھا اور اس میں متعدد خاندانوں کے کاروان کمر سے اپنے سفر کے آغاز ہی میں شامل تھے۔ اور انہوں نے شام میں تحفظ کی خاطر یہ اتحاد نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ اتحاد اقتصادی اور اس کے محرکات سیاسی تھے جن کا ذکر کہیں اور آتا ہے۔ اس لیے مشرق مصوف کا یہ خیال کہ قریشی کاروانوں نے یہ اتحاد شام میں مسلمانوں کے خطر کے پیش نظر اور ان کے بارے میں اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں کیا تھا گمراہ کن ہے۔

۹۲- نخلہ کہ اور طائف کے درمیان مشرقی مقامی راہ تجارت پر واقع تھا۔ وہ بنو سلیم کے علاقے کا ایک مذہبی مرکز تھا جہاں وادعی کے بقول عزرائی کابٹ اور مندر تھا اور جس کی تویلت بنو سلیم کے خاندان بنو شیبان کے ہاتھوں میں تھی۔ نیز لاخطہ ہو: یا قوت، معجم البلدان جلد پنجم ص ۲۷۷۔

۹۳- بحران فرج کے فوارح میں تھا اور فرج کا مدینہ سے فاصلہ آٹھ ہجرت تھا یعنی تقریباً اسی میل۔ ملاحظہ ہو: معجم البلدان، جلد اول ص ۳۱۲۔

۹۴- ابن اسحاق ص ۲۸۹ اور ص ۴۲، ابن ہشام، جلد دوم ص ۲۳۲۔ نیز لاخطہ ہو، کتاب المعجم، ص ۱۷۰، ۱۱۶، جس کے مطابق یہ محمد حبیب کے آخری عشرہ میں روانہ اور یکم شعبان کو واپس مدینہ ہوئی تھی۔

۹۵- یا قوت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر کا باغ (بستان) وادی نخلہ کے زیریں علاقہ میں تھا اور شہر نخلہ سے اس کا فاصلہ ایک ماٹ کے سفر کا تھا جبکہ نخلہ اور مکہ کے درمیان دو راتوں کی مسافت تھی۔ گویا یہ باغ طائف اور مکہ کے بالکل بیچ میں اور اس لیے کاروانوں کے قیام کا بالکل یقینی مقام تھا۔ معجم البلدان، اول ص ۱۱۳ اور پنجم ص ۲۷۷۔

۹۶- وادعی کے مرتب نے ”کیثتہ“ کے معنی بڑا کنوئیں، کے دیئے ہیں۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی عام کنواں نہ تھا بلکہ ایک مخصوص مقام کا نام تھا جہاں کنواں بھی تھا جیسے بُرا بن ضمیرہ، بُرا بن مومہ، بُرا بن المرتضیٰ اور بُرا بن غبیرہ وغیرہ تھے۔ ملاحظہ ہو صفحات ۱۳، ۲۶، ۱۶۳، ۲۴۰ وغیرہ۔

۹۷۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ امیر سرہر نے خمس محفوظ رکھا تھا اور باقی مال فقیرت مجاہدین نخلہ میں تقسیم کر دیا تھا جبکہ اس روایت کے مطابق پورا کا مدائن مصل رکھا گیا تھا۔ یہ ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد مجاہدین نے بھی اپنا حصہ موقوف کر دیا ہو اور کل مال غنیمت کی تقسیم بعد میں ہوئی ہو جیسا کہ دوسرے مآخذ سے معلوم ہوتا ہے۔

۹۸۔ عروہ کی اس روایت کی دوسری تمام روایات سے تردید ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مقتول نخلہ کی دیت نہیں ادا کی تھی۔ اس سلسلہ میں مآخذ کی وہ متفقہ روایت بہت دلچسپ ہے جس کے مطابق قبیہ بن ربیعہ نے جو عروہ بن حضرمی کے حلیف تھے صلح جویان قریش کے مشورے پر اپنے مقتول حلیف کی دیت ادا کر کے مسلمانوں سے بدر میں تصادم مانا چاہا تھا مگر ابو جہل مخزومی کے بھڑکانے پر مقتول ابن حضرمی کے بھائی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تھے اور قصاص کے علاوہ اور کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں جنگ بدر ہو کر رہی تھی۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص ۹۸-۹۹، ۲۹۷، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳۔

۹۹۔ واقدی ص ۱۳-۱۹۔ ۱۰۰۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۱۱-۱۰۔

۱۰۱۔ انساب الاشراف، جلد اول ص ۷۲-۷۱۔ ۱۰۲۔ تاریخ یعقوبی، جلد دوم ص ۶۹-۶۸۔

۱۰۳۔ تاریخ طبری جلد دوم ص ۱۵-۱۴۔ ۱۰۴۔ واقدی ص ۱۰۳۔

۱۰۴۔ واقدی ص ۱۰۳، مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع شاہراہ پر مدینہ سے ۲۸ میل کی مسافت پر واقع تھی۔ ملاحظہ ہو: محمد البلدان، بیخبر ص ۱۹۴۔ گویا مسلم جہم نے دو دن کا سفر روزانہ ۱۴ میل کے حساب سے کیا تھا۔

۱۰۵۔ مذکورہ بالا ص ۲۳۔ ۱۰۶۔ مذکورہ بالا ص ۶۸۔

۱۰۷۔ مذکورہ بالا ص ۵-۵۔ ۱۰۸۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۰۹۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۱۰۔ ابن منظور، لسان العرب، لفظ متعلق۔ لئس معلوف نے المنہج (موضوع) میں اس کے معنی یوں بیان کئے ہیں: ارتصداد و

ترصداد: ترقبہ ایف، اسٹینگاس (F. Steingass) نے A Comprehensive Arabic English Dictionary میں حسب ذیل معانی بیان کئے ہیں: (۱) Observing steadily (۲) expleting

(۳) waiting for (۴) expletation (۵) hope

۱۱۱۔ لئس معلوف اور اسٹینگاس وغیرہ کی نيات ملاحظہ کیجئے:-

۱۱۲۔ مذکورہ بالا ص ۵۔

۱۱۳۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۱۴۔ واٹ نے یہ نتیجہ طبری میں مذکورہ سدی کی روایت سے نکالا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۱۱۵۔ واٹ اس نکتہ کی طرف اشارہ کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں واضح نہیں ہے۔ اگر مقصد یہ دکھانا ہے کہ عتبہ بن غزوہ ان بنی نے اپنے وطن ملاف یا جاتے پیدائش میں وقت گزاری کی تھی اور بنو سلیم سے اپنے دیرینہ تعلقات سے فائدہ اٹھایا تھا تو یہ

حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ نبی کریم کے قریش سے خاص کر بنو عبد شمس (یعنی بنو امیہ) اور بنو ہاشم سے بہت پرانے اور قری تعلقات تھے۔ یہ تعلقات تجارتی، اقتصادی اور ازدواجی تھے۔ ان کا اعتراف خود واث نے (ص ۹۴-۹۵) کیا ہے۔ اس ذیل میں حقیقت زیادہ اہم ہے کہ ایک مسلم مباحثہ سے تعلقات کے مطالعہ میں بہر حال قریش کے تعلقات اہم تھے اور یہ پورا علاقہ دراصل مکہ کے دائرہ اثر و اقتدار میں تھا۔

۱۱۶۔ واث، مذکورہ بالا، ص ۶۔

۱۱۷۔ ابن اسحاق ص ۲۸۷۔

۱۱۸۔ وہ دن کے سفر کے بعد کا مقام، بُر ابن ضمیر یا بطن مل جس جگہ نامہ نبوی پڑھا گیا تھا اور بحران کا مقام جہاں یہ دونوں صحابی قافلے سے پھڑپھڑے تھے پانچ چھ دن کی مسافت پر واقع تھے۔ ایک دلچسپ حقیقت اس سلسلے میں یہ ہے کہ تقریباً ایک سال بعد (جمادی الاولیٰ ۳۳ھ / اکتوبر - نومبر ۶۵۴ء میں) رسول کریم کی سربراہی میں ایک مسلم ہم جہن جو تین سو مجاہدین پیشکش تھی اسی علاقے میں آئی تھی۔ تاخذ اور ان کی بنیاد پر جدید مورخین کا دعویٰ ہے کہ یہ فوجی فوجیت کی جہم تھی اور نبی کریم کے بعض سرکش اور مسلم مخالف خانہ دانوں کے باغیانہ و بدینہ دشمن ارادوں و عزائم کو کھلنے کے لئے لگتی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ابن اسحاق اور طبری کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے میں تقریباً دو ماہ تک اور واقعی اور ان کے متبعین کے مطابق دس دن قیام کیا تھا۔ یہ قیام جنگ جوئی کے لیے نہ تھا جیسا کہ تاخذ نے تصریح کی ہے کہ اس غزوہ میں کوئی جنگ و جدال نہیں واقع ہوا تھا۔ یہ طویل مدت قیام کس مقصد سے تھی یہ ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص ۳۶۲۔ واقعی ص ۱۹۶۔ ابن سعد جلد دوم ص ۳۶-۳۵۔ انساب الاشراف، جلد اول ص ۳۱۱۔ طبری جلد دوم ص ۴۸۷۔

۱۱۹۔ ابن کثیر، تفسیر، مطبع علی البانی الحلبي، قاہرہ، (غیر مؤرخ)، اول ص ۲۵۲۔

۱۲۰۔ طبری، تفسیر، مرتبہ محمود محمد شاہ، قاہرہ، چہارم ص ۳۰۶۔

۱۲۱۔ ابتدائی مہموں میں سے سریرہ رانی اور سریرہ غرار اور سریرہ نخلہ میں ان کی شمولیت کا ذکر صراحتاً ملتا ہے اور جہاں ابتدائی غزوات میں بھی ان کی شمولیت تقریباً یقینی معلوم ہوتی ہے کیونکہ تاخذ کا اصرار ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہدہ (مہموں) میں شریک رہے تھے۔ بعد کے تمام اہم غزوات میں بدر سے نبوک تک۔ ان کی شمولیت کا ذکر یوضاحت ملتا ہے۔ تاخذ کے ہمارے اور ان واقعاتی شہادتوں کے بعد یقینی کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ تقریباً تمام اہم غزوات و سرایا میں شامل رہے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن سعد جلد سوم ص ۴۱۰-۱۳۰۔ اسد الغابہ، جلد دوم ص ۱۹۰۔

۱۲۲۔ ابن سعد جلد سوم ص ۱۳۲، اسد الغابہ جلد دوم ص ۲۹۔ نیز ملاحظہ کیجیے ابن اسحاق ص ۳۷۷، ص ۳۷۸ وغیرہ۔

۱۲۳۔ ابن اسحاق ص ۳۷۸، ابن ہشام، جلد سوم ص ۳۰۔ واقعی ص ۲۴۰۔ ابن سعد جلد سوم ص ۱۳۰۔ ان مستند مورخین کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں بنو صحابہ کرام نے غزوہ احد میں یہ شمال قریانی و جان نثاری کا ثبوت دیا تھا ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص زہری سرفروست تھے۔ ابن اسحاق نے محمد بن عمرو کی سند پر روایت میں کہل ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد

کو تیر دے کر کہتے رہتے تھے ارم سعد، خدا الٰہی دای — سعد تیر جیلاتے رہو، تم پر میرے مال بابت قربان)۔ (ابن سعد نے بھی ایک روایت غزوہ امد میں ان کی مابہانہ تیر اندازی کے بارے میں دی ہے۔ اور ایک ایک روایت میں یہ خوار اور غزوہ بدر میں ان کی شجاعت کے بارے میں دی ہے۔ جبکہ چار روایتیں مندرجہ میں ان کی اسلام کے لیے پہلی تیر اندازی کی فضیلت میں بیان ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے حوالہ جات مذکورہ بالا۔

۱۲۴۔ ملاحظہ کیجیے: ابن سعد، جلد سوم، ۱۴۱-۱۴۲، اسد الغابہ، جلد دوم ۲۹۲ وغیرہ۔ اصابہ، جلد سوم ۸۲، استیعاب جلد دوم ۶۰۵ وغیرہ۔ ابن قتیبہ، المعارف، ۵۴۵ کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن مسعود و کمان سازی کی صنعت میں عہد جاہلیت سے امتیاز رکھتے تھے اور یمن جنگ کے علاوہ بیروں میں لڑنے کے لیے بھی اہم تھا چنانچہ ان کو اس سے بہت دولت ملی تھی۔

۱۲۵۔ غزوہ احد میں ثابت دم رہنے والے مسلمانوں کے نام جن میں حضرت سعد بن مسعود فرستے تھے حضرت مقدادؓ کی روایت پر مروی ہیں اسی طرح میدان جنگ میں دشمنوں کی روایت بہت سے راویوں سے بیان ہوئی ہے جس کے لئے واقدی نے قالا کا لفظ استعمال کیا ہے واقدی ۱۴۱-۱۴۲۔ اسی طرح جہاں حضرت سعد کے اسلام میں پہلے تیر جیلاتے والے واقعہ کے بارے میں کچھ روایتیں خود حضرت سعد سے مروی ہیں وہیں تیری روایتیں حضرت قاسم بن عبد الرحمن، عبد اللہ اور داؤد بن حصین سے مروی ہیں۔ ملاحظہ ہوا ابن سعد، جلد سوم ۱۴۰-۱۴۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے کہا تھا کہ "تیر چلاؤ میرے مال بابت تم پر قربان"۔ اس حدیث کو حضرت علیؓ اور عیسیٰ بن ابی حازم نے بھی بیان کیا ہے۔ اس لیے یہ کہا کہ ان کی فضیلت میں تمام یا اکثر روایات خود حضرت سعد یا ان کے اہل خانہ سے مروی ہیں صحیح نہیں ہے۔

۱۲۶۔ ابن اسحاق ۷۵۷، ابن ہشام جلد دوم ۲۳۷۔

۱۲۸۔ مذکورہ بالا ۷۵۷۔

۱۲۷۔ واٹ، مذکورہ بالا ۷۵۷۔

۱۳۰۔ مضمون ہذا کا ۷۵۷۔

۱۲۹۔ مذکورہ بالا ۷۵۷۔

۱۳۲۔ ایضاً ۷۵۷۔

۱۳۱۔ ایضاً ۷۵۷۔

۱۳۴۔ ایضاً ۷۵۷۔

۱۳۳۔ ایضاً ۷۵۷۔

۱۳۵۔ تفسیر طبری، جلد چہارم ۷۵۷-۷۵۸۔

۱۳۶۔ اس ذیل میں مجاہد کی روایت، مقسم مولیٰ بن عباس کی روایت۔ محمد بن عباس کے واسطے سے ابن عباس کی ایک اور روایت، ابو مالک غفاری کی روایت بیان کی جاسکتی ہیں۔ ملاحظہ ہونے کو ۷۵۷-۷۵۸۔

۱۳۷۔ مثلاً زہری کی سند پر عمروہ کی روایت، مجاہد کی روایت وغیرہ، مذکورہ بالا ۷۵۷-۷۵۸۔ اور ۷۵۷-۷۵۸۔

۱۳۸۔ تفسیر ابن کثیر، اول ۷۵۷-۷۵۸۔

۱۳۹۔ مولیٰ بن عقبہ کی ثقاہت کے لیے ملاحظہ کیجیے: ابن اسحاق کے انگریزی مترجم کا مقدمہ برسيرت ابن اسحاق، ۷۵۷-۷۵۸، شمار احمد

فاروقی، سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مؤلفین ۷۵۷-۷۵۸، Early Muslim Historiography ۷۵۷-۷۵۸۔

۱۴۰۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر، جلد اول ص ۵۵-۵۶

۱۴۱۔ ابن اسحاق ص ۲۸ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر اہل سے اپنی واپسی پر سریہ نخلہ بھیجا تھا۔ اور ایک سطر پہلے مورخ نے بیان کیا ہے کہ بدر اہل سے آپ جمادی الآخرہ میں واپس مدینہ آئے اور باقی جمادی، رجب، شعبان کے مہینے آپ نے مدینہ میں گزارے۔ بدر اہل سے واپسی پر رجب میں ہم کا بھیجا جانا کچھ عجیب سا لگتا ہے جب کہ واپسی کا مہینہ جمادی تھا۔ پھر تفسیر طبری میں جب یہ روایت نقل ہوتی ہے تو اس میں مہینہ جمادی ہی مذکور ہے۔ ان شہادتوں کی بنا پر یہ یقین ہوتا ہے کہ ہم نخلہ کی روانگی کا مہینہ جمادی تھا۔ اور بغدادی نے قطعیت کے ساتھ جو آخری عشرے کی بات کہی ہے اس میں بھی ماہ کا اشتباہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۴۲۔ مذکورہ بالا ص ۸۔

۱۴۳۔ ایضاً ص ۸۔

۱۴۴۔ مدنی انصاری مسلمانوں کی بُت شکنی کے واقعات کے لیے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۷۰، ص ۲۲۷ وغیرہ۔

۱۴۵۔ اسلام سے پہلے اوس و خزرج کے باہمی نزاع اور جنگ جوئی کے لئے ملاحظہ ہو محمد احمد جاد، المولیٰ باب، علی محمد البجادی اور محمد ابو الفضل ابراہیم کی مرتب کردہ کتاب ایام العرب فی الجاہلیۃ، مصر ۱۹۷۲ء، باب ششم (حروب الدوس و الخزرج) ص ۶۲۔ مرتبین نے صرف چار بڑی جنگوں کا ذکر کیا ہے اور آخر میں اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ مدینہ کے ان دونوں قبیلوں کے درمیان بہت سی جنگیں (حروب کثیرہ) ہو چکی تھیں جن میں سے ہم نے چند پر التفصیل کی ہے۔

۱۴۶۔ مذکورہ بالا کتاب کا ص ۷۰-۷۱ اور خاص کر ص ۷۱۔ نیز واٹ، مذکورہ بالا ص ۸۳ وغیرہ۔

۱۴۷۔ ملاحظہ ہو واٹ، مذکورہ بالا ص ۱۱۱-۱۱۲۔

۱۴۸۔ مال قیمت کے سلسلے میں حکم خداوندی اور قوانین کے لئے ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۲۷-۳۲۱ خاص کر صفحہ ۲۲۴۔

۱۴۹۔ فرانسسکو جبریلی، مذکورہ بالا، ص ۷۱۔

۱۵۰۔ واٹ، مذکورہ بالا ص ۱۱۲ اور ص ۲۵۵۔

۱۵۱۔ تفسیر طبری، جلد چہارم ص ۳۱۵-۲۹۹، خاص کر ص ۳۰۷، تفسیر ابن کثیر، جلد اول ص ۵۵، ۵۶، ۵۷، خاص کر ص ۵۲-۵۳

طبری کی بیان کردہ تمام روایات میں صرف ابو جعفر کی روایت میں مسلمانوں کو سوال کرنے والا بتایا گیا ہے۔ باقی تمام روایات میں مشرکین مکہ کو۔ اسی طرح ابن کثیر کی بیان کردہ تمام روایات میں یسٹونٹ سے مراد مشرکین مکہ لیے گئے ہیں۔

۱۵۲۔ مذکورہ بالا۔

۱۵۳۔ تفسیر طبری، جلد چہارم ص ۲-۳۱ میں تین الفاظ قتال، کبیر اور صفہ کے مختلف معانی پر بحث دیکھیے۔

۱۵۴۔ تفسیر طبری، جلد چہارم ص ۳۱۳ میں حضرت جابر کی سند پر روایت مردی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرام میں اس وقت تک غزوہ جہاد نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پر حملہ نہ کر دیا جائے (یعنی)

۱۵۵۔ زہری کا خیال ہے کہ پہلے شہر حرام میں قتال ناجائز تھا لیکن اس آیت کے نزول کے بعد جائز کر دیا گیا۔ لیکن دوسرے علماء کا خیال ہے کہ اس آیت سے شہر حرام میں قتال کسی کے لئے جائز ثابت نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قتال کو ایک بڑا معاملہ بتایا ہے اور اس نقطہ نظر کے حامی علماء میں عطار شامل ہیں جبکہ ابو جعفر کا خیال زہری سے متفق ہے۔ خود مفسر طبری کا خیال ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن (حنین) طائف اور اداس کے غزوات لڑے تھے اور ان میں سے بعض کا زمانہ شہر حرام میں تھا۔ اسی طرح بیعت رضوان ماہ ذوالقعدہ میں کی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو طبری، تفسیر جلد چہارم ص ۱۵-۱۴۔ لیکن بنیادی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ”شہر حرام“ میں جنگ و جدال ناجائز ہے اور مقدس مہینوں کی حرمت بدستور قائم ہے اور آیت مذکورہ بالا ان میں قتال کی حرمت کو ختم یا منسوخ نہیں کرتی ہے۔ اپنی طرف سے اقدام کرنا ہر حال میں ناجائز ہے البتہ اس آیت کریمہ نے دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دے دی ہے ہر طرح کہ ایک اور حکم خداوندی نے ”حرم مکہ“ میں دفاع کے لئے قتال کی اجازت دی ہے ملاحظہ ہو سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱۔

چنانچہ اس سے یہ فرق ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مذکورہ بالا کے نزول کے بعد جو غزوات دسرایا مقدس مہینوں میں بھیجے وہ اٹھامی نہ تھے بلکہ دفاعی تھے جن کا مقصد فتنہ کا سرکچنا تھا۔

۱۵۶۔ غزوات دسرایا جو مقدس مہینوں میں سے کسی میں بھیجے گئے تھے حسب ذیل نقشے سے معلوم ہوتے ہیں :-

نمبر شمار	نام سریرہ / غزوہ	مہینہ و سال	قائد
۱	سریرہ خراہ	ذی قعدہ ۱ھ	حضرت سعد بن ابی وقاص
۲	سریرہ نخلہ	رجب ۲ھ	حضرت عبداللہ بن جحش
۳	غزوہ سبیق	محرم / صفر ۲ھ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۴	غزوہ کدر	محرم ۳ھ	”
۵	سریرہ قطن	محرم ۳ھ	حضرت ابوسلمہ
۶	سریرہ سفیان الجانی	”	حضرت عبداللہ بن انیس
۷	غزوہ بدر الموند	ذوالقعدہ ۳ھ	رسول کریم ص
۸	غزوہ ابورافع یہودی	ذوالحجہ ۳ھ	حضرت عبداللہ بن انیس
۹	غزوہ ذات الرقاع	محرم ۴ھ	رسول کریم
۱۰	غزوہ خندق	ذوالقعدہ ۵ھ	”
۱۱	غزوہ بنی قریظہ	ذوالقعدہ / ذوالحجہ ۵ھ	”
۱۲	غزوہ قرقار	محرم ۶ھ	”

نمبر شمار	نام سریر / غزوہ	مہینہ و سال	قامہ
۱۳-	سریر وادی القریٰ	رجب ۱۰ھ	حضرت زید بن حارثہؓ
۱۴-	غزوہ مدینہ	ذوالقعدہ ۱۰ھ	رسول کریمؐ
۱۵-	غزوہ خیبر	محرم ۱۱ھ	"
۱۶-	سریر نجد	"	حضرت ابان بن سعیدؓ
۱۷-	عمرة القضیہ	ذوالقعدہ ۱۱ھ	رسول کریمؐ
۱۸-	سریر بنی سلیم	ذوالحجہ ۱۱ھ	حضرت ابن ابی العوجارؓ
۱۹-	سریر خطہ / سیف البحر	رجب ۱۱ھ	حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ
۲۰-	غزوہ طائف	شوال - ذوالقعدہ ۱۱ھ	رسول کریمؐ
۲۱-	سریر العریج	محرم ۱۲ھ	حضرت عیینہ بن حصنؓ
۲۲-	غزوہ تبوک	رجب - رمضان ۱۲ھ	رسول کریمؐ
۲۳-	سریر دومتہ الجبذل	رجب ۱۲ھ	حضرت خالد بن ولیدؓ
۲۴-	جج ابی بکر	ذوالقعدہ / ذی الحجہ ۱۲ھ	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۲۵-	حجۃ الوداع	ذوالحجہ ۱۲ھ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مذکورہ بالا جدول میں سے تین یقینی طور پر مذہبی مقاصد رکھتی تھیں۔ باقی بائیس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فوجی نوعیت کی تھیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بیشتر سیاسی تھیں۔

۱۵۷- مذکورہ بالا ص ۸-۹۔

۱۵۸- سورہ توبہ آیت ۳۷ "ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله ليوم خلق السموات والارض منهن اربعة حرم " مذکورہ بالا آیت کا اردو ترجمہ زشاہ عبد القادر مدظلہ ہے۔

۱۵۹- تفسیر طبری، مرتبہ محمود شاہ، مصر ۱۹۵۵ء، ص ۵۱-۵۲، نے چھ احادیث اور اتنے ہی آثار کا ذکر کیا ہے جس کے مطابق مذکورہ بالا چار مہینے ایام جاہلیت سے حرام چلے آ رہے تھے اور اسلام میں بھی برقرار رہے۔ حضرت ابن عمر وغیرہ متعدد صحابہ کرام کی سند پر مروی روایات کے مطابق ان مہینوں کی حرمت کا دافع ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے اپنے آخری خطبہ میں منیٰ میں کیا تھا۔ اس روایت کی تصدیق کتب سیر و تاریخ سے بخوبی ہوتی ہے ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۶۵۔ خاص کر مترجم کلیدوم کا حاشیہ ۱۷ جس میں انہوں نے ایک مستشرق کے اس خیال کی تردید کی ہے کہ جب مضر کو مضر اس لیے کہا جاتا تھا کہ مضر تو اس ماہ کو محترم و حرام سمجھتے تھے جبکہ دوسرے عرب اس کی حالت کے قائل تھے۔ مترجم کا خیال ہے کہ برونی (BRONNLE) کے ایڈیشن میں ص ۴۹ پر لفظ کو متحدہ پڑھا گیا ہے جبکہ وہ اصلاً تخرم ہے۔ اگر یہ دلیل مان لی جائے تو واٹ اور دوسرے مستشرق مورخین کے

۱۶۱۔ یہ خیال ایم پلینئر (M. Plessner) نے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں اپنے دو مضامین جو بالترتیب محرم اور حبس کے مقدس مہینوں کے بارے میں ہیں ظاہر کیا ہے ملاحظہ ہو EI یعنی طبع اول۔ مؤنکمری واٹ نے اس خیال سے اتفاق کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مذکورہ بالا صفحہ ۷۱۔ نیز لے ڈی ایچ (A. Dh) نے بھی یہ خیال پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق کا بروفل ایڈیشن صفحہ ۴۲۹ اور ابن اسحاق انگریزی ترجمہ صفحہ ۶۵۱، حاشیہ ۲۔

۱۶۲۔ قرآن مجید کی آیت کرمہ (سورہ توبہ ۲۷) میں ”نسی“ کا ذکر ہے تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے تفسیر طبری جلد ۱۲ ص ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ طبری نے پہلے نسی کی لغوی تحقیق کی ہے اور اس کی مختلف قرأت بیان کی ہیں پھر آیت قرآنی کے ایک حصہ کہ ”وہ اس کو ایک سال حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال حرام رکھتے ہیں“ کے معنی بیان کئے ہیں۔ اہل تاویل و تفسیر کے نزدیک اس کی جو تشریح و تفسیر تھی وہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ محرم کو صفر بنا کر حلال کر لیتے تھے اور اس میں حملہ کرنے، مال لٹتے اور غارت گری کرتے تھے اور پھر دوسرے سال محرم کو حرام قرار دیتے تھے۔ مہینوں کی ترتیب میں وہ ایک برس محرم کو خارج کر دیتے تھے اس طرح چھ ماہ ذوالقعدہ میں پڑتا تھا۔ طبری کا خیال ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے سلسلہ میں اپنی امارت میں جو حج کیا تھا وہ ذوالقعدہ میں ہوا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ کے اپنے آخری حج میں اسلامی تقویم کی قدیم ترتیب بحال کر دی تھی اور چار مہینے یعنی ماہ ذوالحجہ میں انجام دیا گیا تھا اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ ان الزمان قد استدار کدھبۃ یوم خلق اللہ السموات والارض بلا ریب زمانہ۔ وقت۔ اپنی اسی حالت پر لوٹ آیا ہے جس پر وہ اس دن تھاجب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، طبری نے متعدد احادیث و آثار بیان کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نسی عام طور سے ہوازن و غطفان، یثرب، یلم اور کنانہ کے بعض خاندانوں میں رائج تھی۔ تاخذ و مصداق اور کتب جدیدہ میں اس موضوع پر بحث کے لیے ملاحظہ کیجئے :

لیون کیتانی، مذکورہ بالا، جلد اول ص ۳۵۶ وغیرہ، بہل، محمد ض ۳۵ وغیرہ، پلیسز کا مضمون

محرم پر مذکورہ بالا، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، طبع اول۔

محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدان جنگ (انگریزی) ۹ حوالہ ۷۔ نیز ان کا مضمون، جرنل آف پاکستان، مئی ۱۹۹۸ء
کراچی، اکتوبر ۱۹۹۸ء، جلد ۱۶، ص ۱۹-۲۱۳، واٹ، محمد مدینہ میں مذکورہ بالا، ص ۳-۲۹۹۔

۱۶۳۔ لیون کینیڈا کی پولیسز، مونٹگری ماٹ اور تمام دوسرے مشرقی تین کے مطابق جو مقدس مہینوں کے بارے میں اس خیال کے قائل ہیں کہ مختلف علاقے مختلف مہینوں کی حرمت کے قائل تھے یہ عین ممکن تھا کہ مدینہ کے انصار رجب کی حرمت کے قائل نہ رہے ہوں پھر ان کو تقدیس ماہ حرام کی خلاف ورزی کا مطعون یا مورد الزام کیوں بنایا جاسکتا ہے ؟

۱۶۲ - مضمون ہذا کا ص ۳

۱۶۵ - ایضاً

۱۶۶ - ص ۳۳ مذکورہ بالا -

۱۶۷ - ص ۲۹ اور ص ۳۳ بالا -

۱۶۸ - حضرت عبداللہ بن حشر قبیلہ اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے اسدی کہلاتے تھے۔ وہ مکہ کے دو عظیم خاندان بنو ہاشم اور بنو امیہ سے یکساں قریبی تعلقات یک وقت رکھتے تھے۔ اول الذکر سے ان کا نہالی رشتہ تھا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی امیر بن عبدالمطلب کے فرزند اور آپ کے بھوپھی زاد بھائی تھے اور بنو امیہ کے حلیف تھے خاص کر ابوسفیان بن حرب اموی سے ان کے بہت قریبی حلف کے تعلقات تھے۔ مکہ کے ان دو لڑی خاندانوں سے یہ تعلقات ان کے والد حشر بن رباب اسدی نے قائم کئے تھے۔ حضرت عبداللہ ابتدائی مسلمان تھے اور دارالرقم ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام سے قبل اسلام لائے تھے۔ وہ مہاجرین حبشہ میں شامل تھے اور مکہ والوں کے اسلام کی خبر سن کر لوٹ آئے تھے اور پھر وہاں اپنی ہجرت مدینہ تک مقیم رہے تھے۔ وہ ابتدائی مہاجرین مدینہ میں بھی شامل تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۱۱، ص ۱۲۶، ۱۶۵ وغیرہ۔ ابن سعد سوم، ص ۲۶۔

۱۶۹ - حضرت ابو حذیفہؓ مکہ کے ایک عظیم ترین سردار عقبہ بن ربیعہ کے فرزند اور خاندان بنو عبد شمس بن عبد مناف کے ایک بڑے رکن تھے۔ یہ خاندان بنو امیہ سے بہت قریب تھا اور حقیقتاً اس کو بھی اموی ہی سمجھا جاتا ہے۔ حضرت ابو حذیفہ اپنی کیفیت سے زیادہ معروف ہیں ورنہ ان کا اصل نام ابن ہشام کے مطابق ہشتم تھا۔ وہ بھی ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں۔ ابن اسحاق نے ان کو پہلے چالیس مسلمانوں میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے بھی حبشہ کو ہجرت کی تھی اور پھر مکہ والوں کے اسلام لانے کی خبر سن کر واپس آ گئے تھے اور مکہ میں مقیم رہے تا آنکہ اجازت نبویؐ ملنے کے بعد مدینہ کو ہجرت کی اور پہلے مہاجرین میں شمار ہوئے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق ص ۱۱، ص ۱۲۶، ۱۶۵ وغیرہ ابن سعد جلد سوم ص ۸۷۔

۱۷۰ - بنو مخزوم اور بنو امیہ کے درمیان تعلقات کے لئے ملاحظہ ہو واط، محمد مکہ میں، ص ۵-۵۔

۱۷۱ - قریش کی مدینہ سے مخالفت و دشمنی کے پس منظر اور اس پر بحث کے لئے ملاحظہ کیجئے شبلی نعمانی، سیرت النبی، جلد اول ص ۳۰۹-۳۰۵۔

۱۷۲ - ملاحظہ کیجئے حوالہ مذکورہ بالا

۱۷۳ - کلی سماج کے جس متبدل طبقہ نے جنگ بدر کو براہ راست یا بالواسطہ روکنے کی کوشش کی تھی اس میں عقبہ بن ربیعہ اموی اور اس کا بھائی شیبہ، عبید بن ہبہجی، حکیم بن حزام اسدی وغیرہ شامل تھے جبکہ جنگ بھڑکانے والے بیشتر بنو مخزوم سے تھے خاص کر ابو جہل مخزومی، اسود بن عبداللہ مخزومی وغیرہ، ملاحظہ ہو..... ابن اسحاق ص ۹۹-۲۹۷۔ جہاں تک قریش مکہ کے معتدل و نرم رو طبقہ کا تعلق ہے تو اس میں مختلف بطون خاندانوں (شاخوں) کے لوگ شامل تھے۔ ان میں ہشام بن عمرو، زمیر بن ابوامیہ بن مغیرہ، مطعم بن عدی، ابوالنخز بن ہشام، زمعہ بن اسود کے علاوہ عقبہ بن ربیعہ اموی، شیبہ بن ربیعہ اموی، ابوسفیان بن حرب اموی، سعید بن العاص اموی وغیرہ شامل تھے۔ یہ لوگ اسلام کے مخالف ضرورتے

لیکن مسلمانوں کی بیخ کنی یا مسلح کشمکش کے قابل نہ تھے جیسا کہ مکہ میں مسلمانوں کے قریشی متعلقہ کے مسلح یا جنگ بدر کے معاملہ پر ان کے طرز عمل سے واضح ہوتا ہے۔ اسی طرح شدید محاصرت اور جنگ جہاد کا حامی اور اسلام کی کیسرو مکمل بیخ کنی کا قائل طبقہ بھی قریش کے مختلف طبقات کے افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں ابو جہل مخزومی، امیہ بن خلف جعفی اور اس کا بھائی عمرو، بنیہ بن حجاج سہمی اور اس کا بھائی منبہ، حاص بن دائل سہمی، عقبہ بن ابی معیط اموی، ابولہب ہاشمی اور سفیان بن حارث ہاشمی وغیرہ کافی ممتاز تھے۔ ملاحظہ کیجئے :- ابن اسحاق ص ۱۱۹، ص ۱۳۳، ص ۱۴۵، ص ۱۵۹، ص ۱۶۰ وغیرہ۔

۱۷۴۔ کتاب المجر، ص ۱۱۱۔

۱۷۵۔ مثلاً ابن اسحاق ص ۲۸۶۔

۱۷۶۔ ابن شہام، جلد چہارم ص ۶۰۸، میں ۲۷ غزوات اور ۳۸ سرایا یعنی کل مہموں کی تعداد ۶۵ بتائی گئی ہے۔ واقدی، مذکورہ بالا اول تا آخر نے کل مہموں کی تعداد ۴۷ بیان کی ہے۔ ابن سعد دوم ص ۱۱۱، اور بلاذری، انساب الاشراف جلد اول ص ۳۹۹-۴۰۰ نے واقدی کا اتباع مکمل طور سے کیا ہے بطری، دوم ص ۴۰، نے ابن اسحاق اور واقدی کی پیروی تو کی ہے مگر بعض مہموں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ جیسے قتل کعب بن اشرف کے لیے سر یہ محمد بن مسلمہ انصاری۔ بعد کے دوسرے میرت نگاروں نے عام طور سے واقدی یا ابن اسحاق کی متابعت کی ہے۔ جدید مورخین نے اصلاً ان دونوں مآخذ پر انحصار کر کے تمام غزوات دسرایا کی تاریخ وار فہرست تیار کی ہے لیکن انہوں نے اس میں بعض دوسرے مسلمہ مآخذ سے استفادہ کر کے تعداد میں اضافہ کیا ہے۔

یہوں کیتانی، مذکورہ بالا، کی تیار کردہ فہرست غزوات دسرایا اب تک مکمل جامع اور صحیح سمجھی جاتی رہی ہے اور اسی پر انحصار کر کے خوشگمری، واٹ محمد مدینہ میں، ص ۴۳-۴۳۹۔ اپنی تازہ ترین فہرست تیار کی ہے جو غالباً مکمل ترین کہی جاسکتی ہے۔ لیکن محمد بن حبیب بغدادی کے ذکر کردہ غزوات دسرایا میں سے بعض اور خاص طور سے یہ دو ابتدائی مہموں اس میں بھی بار نہیں پاسکی ہیں۔ غالباً ان مؤرخین کو اس مآخذ کا علم نہیں تھا۔ بہر حال بغدادی کے مطابق کل مہموں کی تعداد چوراشی تھی جن میں سے ۳۲ غزوات تھے اور ۵ دسرایا۔ واٹ کے مطابق ان کی تعداد ۸۹ تھی۔ گویا کل تعداد ان دو غزوات کو شمار کر کے ۹۱ ہوگی۔ واٹ اور ان کے پیشرو کیتانی نے تینوں کو توڑنے کی متعدد مہموں کو ایک ہی شمار کیا ہے۔ اگر ان کی تعداد بھی شمار کر لی جائے تو کل میزان کہیں زیادہ ہوگا۔

۱۷۷۔ مثلاً ابن اسحاق اور واقدی کے یہاں غزوات دسرایا کی تاریخوں میں کافی زمانی اختلاف اور ظاہر ہے کہ اول الذکر کے معاملے میں اگر اختلاف ہوگا تو آپ کے قیام مدینہ کی مدت از خود مختلف ہوگی۔ ملاحظہ ہو جے ایم بی جونز کا مضمون مذکورہ بالا پر ترتیب و تاریخ غزوات دسرایا سے نبوی۔

۱۷۸۔ حوالہ ص ۱۶۶ سابق۔

۱۷۹۔ ملاحظہ کیجیے مجموعۃ الوثائق، البیاسۃ للعہد النبوی والخلافة الراشدہ، مرتبہ محمد حیدر اللہ قادری، ص ۱۴۵ اور ص ۱۴۵ وغیرہ۔

۱۸۰۔ محمد بن حبیب بغدادی کی اب تک معروف و معلوم دونوں کتابوں کتاب المجر اور کتاب المنہجی مرتبہ غور شید احمد قادری، حیدر آباد

دکن ۱۹۴۲ء میں بیانہ انداز کے بجائے اشاراتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۱۸۱۔ تفصیلات ملاحظہ ہو خاکسار کی انگریزی کتاب مذکورہ بالا کا باب اول خاص کمرہ ۲۳-۵۔

۱۸۲۔ ایضاً، نیز واٹ، مذکورہ بالا، ص ۷۷-۲۲۱۔ برکات احمد، محمد ایدہود (Muhammad and the Jews) دہلی ۱۹۸۰ء، ص ۲۷-۲۸، دہاسن (Arab Kingdom and its Fall, (Wellhasan) - لندن ۱۹۷۷ء ص ۱۱

۱۸۳۔ قریش کو یہ بالادستی کئی وجوہ سے حاصل تھی۔ بنیادی طور سے ان کا مذہبی تشخص کعبہ کی توحیت و پاسداری کے سبب تھا اور حج کے مذہبی فریضہ حجاج کے لیے ستھاپیہ اور رنادر کے فرائض انجام دینے کے سبب ان کو پورے عرب میں مذہبی افضلیت حاصل تھی اور حج کے موقع پر میلوں ٹھیلوں کی وجہ سے ان کی معیشت کو تجارتی استحکام کی بدولت فوقیت حاصل ہو گئی تھی جس کو انہوں نے پڑوسی ممالک (شام، یمن، ایران اور حبشہ) سے تجارتی تعلقات قائم کر کے باعث رشک بنا دیا تھا۔ مذہبی اور اقتصادی تفوق نے ان کو سماجی مرتبہ بھی بخش دیا تھا۔ اور اسی کے نتیجہ میں انہوں نے مختلف بدوی قبائل سے بزرگانہ تعلقات قائم کیے تھے۔ اپنے تجارتی اور قبائلی حریفوں سے کامیابی سے ٹٹنے کے لئے انہوں نے ایک عظیم فوجی طاقت بھی جمع کر لی تھی۔ قریش کی بالادستی کے لئے مزید تفصیلات پر ملاحظہ کیجئے : واٹ، محمد مکہ میں (Muhammad at Mecca) لندن ۱۹۵۳ء، ص ۱-۲۲۱۔ نیز بشی نعمانی، سیرت النبی، جلد اول ص ۳۰۷۔

۱۸۴۔ ہوازن (قیس عیلاں) اور جبوکر بن عبدمنافہ اور خزاعہ، قریش مکہ کے روایتی حریف تھے اور ان کے درمیان کئی جنگیں بھی ہوئی تھیں جن میں جنگ فجار کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان منازعات کے لیے ملاحظہ ہو: ایام العرب فی المبادیہ ۲۲-۲۳ دیفہ۔

۱۸۵۔ قریش سے مدینہ والوں کو خطرہ کوئی تصور راقی نہ تھا بلکہ حقیقی تھا۔ شیوخ قریش مہاجرین مکہ کو کسی قیمت پر اپنے خنجل سے

نہیں ہٹنے دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو روکنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ لیکن جب وہ بڑبچا کر مکہ سے نکل کر

مدینہ بسنے میں کامیاب ہو گئے تو قریش نے ان کو مدینہ سے نکالنے یا واپس لانے کے حتمی کئے بالکل اسی طرح جیسے انہوں

نے کچھ برس قبل مہاجرین حبشہ کو واپس مکہ لانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ محدث ابو داؤد کا بیان ہے کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد قریش نے مدینہ کے سب سے با اثر مرد عبداللہ بن ابی بن سلول خزرجی کو خط

لکھا تھا جس میں مسلمانوں کو قتل کرنے یا جلا وطن کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور بصورت عدم تعمیل جنگ و جارحیت کی دھمکی

دی گئی تھی۔ قریش کی اس جارحانہ پالیسی کے سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مسلسل متفکر و متردد رہے یہاں

تک کہ امام نسائی کے مطابق آپ اور آپ کے ساتھی راتیں جاگ جاگ کر گزارتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ انتر گشت دیکھاتے

تھے۔ تاخذ کے دوسرے متعدد بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش سے مسلمانان مدینہ کو شدید خطرہ لاحق تھا۔ ملاحظہ کیجئے : سنن

ابی داؤد، باب خبر النضیر، سنن نسائی، باب اجلا النضیر، بخاری الجامع الصغیر، باب المجراد (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

نے فرمائش رسولؐ پر رات بھر پہرہ دیا تھا)۔ سیوطی، باب فی اسباب النزول، تفسیر سمدہ نور آیت ۵۵۔

۱۸۶۔ ابتدائی مہموں کے بارے میں اہم تاخذ کے انتہائی کلمات مضمون بنیام ہر جہم کے آغاز سے صاف معلوم ہوتے ہیں۔

۱۸۷۔ ان مقامات کے مابین سے فاصلوں کے لیے ملاحظہ کیجئے : خاکسار کی مذکورہ بالا کتاب (انگریزی) صفحہ ۱۵-۱۶

۱۸۸۔ ابن اسحاق صفحہ ۲۲۔ تمام ماخذ کا اتفاق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر ہجرت میں مہمل کار اسٹہ یعنی شاہرو تجارت قریش چھڑ کر ایک دوسرے پیچیدہ راستے سے سفر کیا تھا تاکہ تعاقب اور دشمن کی تاخت سے محفوظ رہ سکیں۔

۱۸۹۔ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ مکہ سے مدینہ آنے والے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو واپس کرنا ہوگا جبکہ مدینہ سے مکہ بھاگ جانے والوں پر ایسی کوئی پابندی نہ تھی۔ کئی مسلمانوں کے لیے یہ شرط بڑی تکلیف دہ تھی کہ وہ قریش کے اتنی پیچھے اور ظلم و ستم کے کسی طور فرار نہ حاصل کر سکتے تھے لیکن حضرت ابوبصیرؓ نے ان غریب و بے کس مسلمانوں کے لیے ایک نیا مدارد ذکھول دیا۔ وہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ پہنچے تو ان کی واپسی کا مطالبہ کرنے کے لیے انہیں ہر عید عرفہ زمہریٰ اور اخص بن شریث ثقفی نے ایک عامری کو ایک مولیٰ کے ساتھ بھیجا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبصیرؓ متنبہن اسید ثقفی کے احتجاج کے باوجود ان کو واپس کر بھیج دیا۔ ذوالحلیفہ میں جب ان لوگوں نے قیام کیا تو حضرت ابوبصیرؓ نے اپنے عامری محافظ کی تعریف کی اور بہانے سے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ایک وار میں عامری کو مار ڈالا۔ مولیٰ بھاگ کر مدینہ پہنچا اور سارا ماجرا کہہ سنایا پیچھے پیچھے حضرت ابوبصیرؓ بارگاہ نبویؐ میں پہنچے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ نے اپنا عہد پورا کر دیا اب آپؐ پر میری واپسی کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ لیکن آپؐ نے صحابی معروف کو جنگ کا بھڑکانے والا بنایا۔ غالباً ابوبصیرؓ نے سمجھ لیا کہ آپؐ ان کو واپس کر کے جی رہیں گے۔ چنانچہ وہ ازخود ذوالمرہ کے ساحلی مقام العیص میں آکر بس گئے۔ ان کی مثال کی تقلید کرتے ہوئے مکہ کے مسلم گرفتارانِ بلا ایک ایک کر کے ابوبصیرؓ ثقفی سے العیص میں آکر ملتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد ستر ہو گئی اور انہوں نے قریشی لارڈانوں کو ٹوٹنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خود قریش مکہ نے عہدہ حدیبیہ کی اس شرط کی منسوخی کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور کئی مسلمانوں کو بلا خوف و خطر مدینہ آکر رہنا نصیب ہوا تو قریش کو شاہراہ تجارت پر پھر سے بلا روک ٹوک آنے جانے کا موقع ملا۔

ملاحظہ ہو ابن اسحاق صفحہ ۵۰۷۔

۱۹۰۔ واٹ، مذکورہ بالا صفحہ ۶۱-۶۲

۱۹۱۔ مختلف مہمات کے دوران مسلم جماعتوں کے اپنے علاقوں میں قیام کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔ حوالہ جات سابقہ۔ عام حالات میں ایک دن کے اوٹ کے سفر میں تقریباً پندرہ میل طے کیے جاتے تھے۔ ملاحظہ ہو : محمد حمید اللہ، عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ (انگریزی) صفحہ ۲۲۔ لیکن سر یہ نخلہ میں مسلم جماعت طبعیہ کے سفر امدت سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر معمولی حالات میں جبکہ تاخت کرنی ہو یا کسی اور سبب سے جلدی ہو تو اس سے کئی گنا زیادہ سفر کیا جاسکتا ہے۔ وادی مل مدینہ سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر تھی اور مسلم جماعت نے وہ مسافت صرف دو دنوں میں طے کی تھی۔

۱۹۲۔ عہد نبویؐ کے جاسوسی نظام کے لیے ملاحظہ ہو : محمد حمید اللہ، عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ (انگریزی) صفحہ ۵۸-۵۹۔ فوجی جاسوسی نظام پر تاریخی واقعات کی بحث کے لئے ملاحظہ ہو خاکسار کی انگریزی کتاب، باب سوم، بحث برعمون اور طبعیہ۔

۱۹۳- واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی) ص ۱۹۳

۱۹۴- ملاحظہ ہو مضمون نمبر ۱۹۳ اور حوالے ص ۱۹۳ اور ص ۱۹۴

۱۹۵- یہ عذوہ قرودہ تھا۔ قریش مکہ نے ایک بڑا کارواں شام کے لیے روانہ کیا۔ اس میں زیادہ تر سامان تجارت چاندی پر مشتمل تھا۔ ابن اسحاق کے بقول اس کارواں کی کمان اور کسی کے ہاتھ میں نہیں خود ابو سفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی اور اس کا رہنما اور ہر ذرت بن حیان علی جیسا ماہر شخص تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت زید بن حارثہ نے اس پر قرودہ نامی چشمہ پر چھاپہ مارا۔ لوگ تو بیچ سکے مگر سارا سامان تجارت مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۱۹۴

ابن شہام دوم ص ۶۰ - واقدی ص ۱۹۴ - ابن سعد جلد دوم ص ۲۹۲ - طبری جلد دوم ص ۲۹۲ - نیز ملاحظہ ہو: واٹ محمد مدینہ میں، ص ۱۹۴ - ابن اسحاق وغیرہ کے علاوہ دوسرے مآخذ میں کارواں قریش کی امارت صفوان بن امیہ جمعی کے ہاتھ میں تھی۔ واٹ کا اس سے بیچوگانہ کہ مکہ میں ابو سفیان کا ایک مخالف فرقہ ابھر رہا تھا صحیح نہیں ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قریشی کارواں مختلف سرداران قریش کی قیادت میں شام جاتے رہے تھے۔ اور عموماً یہ کارواں قریش کے انفرادی خاندانوں کے ہوتے تھے۔ عام طور سے پورے قبیلہ کا ایک فائدہ نہیں جاتا تھا۔ صرف بدر سے پہلے جانے والا کارواں تومی یا قبائلی سطح کا تھا جس کے خاص اسباب تھے۔

۱۹۶- حضرت زید بن حارثہ کا یہ سر یہ العیض کیا تھا ایک مکی کارواں ابوالعاص بن ربیع، داماد رسول کریم کی زیر قیادت شام سے مکہ واپس ہو رہا تھا۔ اس میں حضرت ابوالعاص کی اپنی تجارت کے علاوہ بعض دوسرے نوشی تاجروں کی دولت بھی لگی تھی۔

بہر حال العیض میں اس پر حضرت زید نے چھاپہ مارا اور اس بار کارواں کے ساتھ ساتھ بعض لوگوں کو بھی پکڑ لیا اگرچہ امیکارواں بیچ سکے تھے لیکن وہ بعد میں خود مدینہ آئے تھے اور اپنی سلم بیوی حضرت زینب کے یہاں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ اس سر یہ میں دو اہم نکات توجہ کے طالب ہیں۔ اول یہ کہ یہ چھاپہ العیض میں مارا گیا تھا۔ ایسا تھوس ہوتا ہے کہ اس مقام سے قریشی کاروانوں کا گزرنا ناگزیر تھا جیسا کہ کہیں اور کہا جا چکا ہے۔ دوسرے غائبانہ مکہ والوں نے اپنی گرتی ہوئی تجارت کو آخری سنبھال دینے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد کا سپارہ لیا تھا شاید اس خیال سے کہ مسلمان ایسے کسی قریشی کا دل پر حملہ نہ کریں گے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۱۹۴ - واقدی ص ۵۵۲ - ابن سعد جلد دوم ص ۵۵۲، طبری جلد دوم ص ۲۹۲، نیز واٹ

محمد مدینہ میں، ص ۱۹۴ - موصوف کا یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاص بن ربیع کو حضرت زینب کی ملازمت پر پناہ اور بعد میں ان کا مال تجارت واپس دے کر ایک نئی پالیسی اختیار کی تھی اور جس کا مقصد مکہ والوں کو جیتنا تھا اور حقیقت میں اس کا یہی اثر ہوا تھا۔ اس سر یہ کے سلسلے میں یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ مکہ والوں نے یہ کارواں عراقی شاہراہ سے بھیجا تھا لیکن اس پر بھی وہ شامی شاہراہ پر جانے والے کاروانوں کی طرح مسلمانوں سے بچ نہ سکا۔

۱۹۷- متعدد جدید مورخوں نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے مثلاً واٹ، محمد مکہ میں ص ۱۹۳ -

۱۹۸- ابن اسحاق ص ۱۹۵ کا بیان ہے کہ گاؤں کی ان دو باندیوں کے درمیان مصالحت اس علاقے کے ایک جہنی مزارعہ کی

بن عمرو جہنی نے کرائی تھی۔ اور قرض دار سے قرض خواہ کو اس کی رقم واپس دلانے کا وعدہ کیا تھا۔

۱۹۹۔ بخاری، الجامع الصمیم، اسلام ابی ذر، ابن سعد جلد چہارم ص ۲۲۵۔

۲۰۰۔ واقعی ص ۳۵۵۔ بخاری، کتاب المنازی، روایت حضرت سعد بن معاذ۔

۲۰۱۔ غزوہ قردہ کے بارے میں ابن اسحاق کا ایک جملہ مدینہ سے مخالفت اور اس کی خطرناکی کی طرف واضح اشارہ کرتا

ہے۔ اس کا بیان ہے کہ بدر میں جو کچھ ہو چکا تھا اس کی وجہ سے قریش اپنے شامی راستے پر کارواں بھیجنے سے خوفزدہ تھے۔

گویا کہ بدر سے پہلے ان کے کارواں اس راستے پر جو گزرتے تھے وہ اس حقیقت کا اعلان تھے کہ اب تک ان کی تجارت کو

کوئی خاص خطرہ نہیں محسوس ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو، مذکورہ بالا ص ۳۶۲

۲۰۲۔ ابن اسحاق ص ۲۹۱۔

۲۰۳۔ ابن اسحاق ص ۲۹۱۔

۲۰۴۔ ابن اسحاق ص ۲۹۱ کا بیان ہے کہ ابوسفیان نے قریش کو جو پیغام بھیجا تھا اس کا مفہوم یہ تھا کہ ”چوں کہ

تم لوگ اپنے کارواں اپنے آدمیوں اور اپنے مال کو بچانے نکلے تھے اور خدا نے اس کو بچا بھی دیا ہے

اس لیے اب واپس آ جاؤ“

۲۰۵۔ ابن اسحاق ص ۲۹۵ وغیرہ۔

۲۰۶۔ انیس بن شریب ثقفی نے جو بنو زہرہ کے حلیف تھے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا جس کے نتیجے میں تمام زہری مکہ واپس

پہلے گئے تھے اور مآخذ کے مطابق ایک زہری نے بھی جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اسی طرح بنو عدی بن کعب بھی جنگ بدر میں

شریک نہیں ہوئے تھے۔ بنو ہاشم میں حضرت علی کے بڑے بھائی طالب کچھ اور قریشیوں کے ساتھ مکہ لوٹ گئے تھے جب کہ

عقیل بن ابی طالب اور عباس بن عبدالمطلب شامل ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۲۹۶، اور ص ۳۱۲۔

۲۰۷۔ ابن اسحاق ص ۲۹۶ کے مطابق ابوہل نے کہا تھا۔

”خدا کی قسم ہم واپس نہ جائیں گے جیت تک بدر تک نہ ہو آئیں وہاں ہم تین دن گد اریں گے“

ادب قربان کریں گے، دعوتیں اڑائیں گے اور سترائیں ٹپیں گے اور باندیاں ہمارے لیے

ناچیں گائیں گی اور تمام عرب سُن لیں گے کہ ہم یہاں آئے اور جمع ہوئے چنانچہ مستقبل میں

وہ ہمارا احترام کریں گے“

۲۰۸۔ ابن اسحاق ص ۲۹۷۔

۲۰۹۔ ایضاً۔

۲۱۰۔ واقعی ص ۲۱۱۔

۲۱۱۔ واقعی ص ۲۱۱۔

۲۱۲۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف (متوفی ۳۲ھ) دولت مند ترین صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی وفات کے

وقت راہ خدا میں پچاس ہزار دینار کی رقم دقت کی تھی جبکہ ان کی کل دولت کا اندازہ مشکل تھا۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، جلد سوم ص ۱۳۶۔
حضرت سعد بن وقاص زہری (متوفی ۵۵ھ) نے اپنی وفات کے وقت دو لاکھ پچاس ہزار درہم ترکہ چھوڑا تھا۔ ایضاً ص ۱۴۹۔
حضرت طلحہ بن عبید اللہ تبی کو عراق سے چار پانچ لاکھ سالانہ اور صرف سرافہ سے دس ہزار دینار سالانہ کی آمدنی بشکل عہدہ ملتی تھی۔
ابن سعد جلد سوم ص ۲۲۱۔ جبکہ ان کا ترکہ بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار پر مشتمل تھا، ایضاً ص ۲۲۲۔

۲۱۳۔ ابن اسحاق ص ۳۳۶۔

۲۱۴۔ ایضاً ص ۱۳۵۔

۲۱۵۔ ابن سعد، جلد دوم ص ۶۶۔

۲۱۶۔ دائی ص ۸۲۱ اور ص ۸۲۳۔

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل: ۱۲۵)
آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلائیے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے ۔



سرورِ انسانیت
(بطرزِ پند و نصائح)

سُرِّ السَّائِمَاتِ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
بطرزِ پسند و نصائح

تالیف : ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ سباعی سابق پرنسپل شریعت کالج، شام
مترجم: نور الہی بی۔ اے (آنرز) ایل ایل بی۔ ایڈووکیٹ

عرضِ مترجم

سیرت طیبہ سے شغف دیرینہ تھا چنانچہ اس ضمن میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم سے بھی مراسلت رہی۔ لیکن اپنی علمی بے بضاعتی کے پیش نظر کبھی گمان بھی نہ گذرا تھا کہ میں اس سلسلے میں کوئی علمی کام کر سکوں گا۔ ربیع الاول میں میں بیمار ہو گیا۔ کچھری ہانا رک گیا۔ حسن اتفاق سے ایک روز برادر عزیز جناب مولانا محمد نصر اللہ خاں خازن تیمار واری کے لیے تشریف لائے اور ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ سباعی مرحوم کی عربی کتاب ”السيرة النبوية“ لے آئے اور فرمائش کی کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے۔ اس وقت میری ذہنی کیفیت دو گونہ تھی۔ اپنی علمی کوتاہی و کم مائیگی کو دیکھتا تو ہمت جواب دے جاتی اور کتاب کی ورق گردانی کرتا تو چھوٹنے کو جی نہ چاہتا۔ فرمائش ایسی تھی کہ رو نہ کی جاسکتی تھی کیونکہ معاملہ سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر میں نے ترجمہ کرنے کا وعدہ کر لیا اور کام کا آغاز کر دیا۔ جوں جوں کام کرنا گیا کارگزاری کی رفتار بڑھتی گئی، اور اللہ کا احسان ہے کہ ترجمہ جلد مکمل ہو گیا اور میں صحت یاب بھی ہو گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے وگرنہ بقول حافظ شیرازی: سہ

صلاح کار کجا و من خراب کجا

بہیں تفاوت راہ از کجاست تا کجا

قرآنی آیات اور چند احادیث کا ترجمہ میں نے ”تقیم القرآن“ سے نقل کیا ہے جس کے لیے میں ادارہ ترجمان القرآن کا شکریہ گزار رہوں۔

ڈاکٹر سباعی مرحوم اپنے مجوزہ خاکہ کے مطابق کتاب کی تکمیل سے قبل ہی داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم آخرت کو سہارا گئے۔ خیال تھا کہ بقایا چار فصلیں تالیف کر کے بطور ضمیمہ اپنی طرف سے شامل کتاب کر دوں لیکن اجاب کا اصرار ہے کہ ترجمہ کا مسودہ جلد بھیجا جائے۔ اس لیے جو کچھ لکھا جا چکا ہے پیش خدمت ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سیرت پاک کے بقایا مضامین پر کام کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہم توکلنا والیسر انیب۔

گجرات

خاکسار

نور الہی ایڈووکیٹ

۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

۲۶ مارچ ۱۹۸۳ء

ترتیب مضامین

- مقدمہ
- حیاتِ طیبہ قبل بعثت
- بعثت سے ہجرتِ حبشہ تک
- ہجرتِ حبشہ سے ہجرتِ مدینہ تک
- ہجرت اور قیامِ مدینہ
- رسولِ اکرم کے جنگی معرکے
- حجۃ الوداع اور وفات

عرضِ مؤلف

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایت کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائیں اور انہیں اس خدا کا راستہ دکھائیں جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمد ہے۔

اور درود و سلام ہو خاتم الرسل سیدنا محمد مصطفیٰؐ پر جو رسولوں میں سب سے افضل اور واعیان الی اللہ میں بزرگ ترین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی سیرتِ مطہرہ کو زندگی کے تمام شعبوں میں ہر مومن کے لیے نمونہ بنایا ہے۔ آپ کے دین سے جملہ شرائع سابقہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ آپ کی رسالت کامل ترین ہے اور تمام امکان و ازمنہ میں لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لیے کافی وافی ہے۔ اللہ کا درود و سلام ہو آپؐ پر اور آپ کے اصحاب پر جو حقیقی و صداقت کی راہ پر گامزن رہے اور جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سلیم الفطرت انسانوں کی عظیم قربانیوں اور صدقِ عقیدہ کے باعث انہیں اقوامِ عالم تک اسلام کے ابدی پیغام کو پہنچانے کے شرف سے سرفراز فرمایا۔ انہوں نے اپنے گھروں کو چھوڑ کر دور دراز کے سفر اختیار کیے اور اس راہ میں اپنے خون کے نذرانے پیش کیے اور اس طرح انہوں نے امانتِ اسلام کی ادائیگی اور تبلیغِ دین کا حق ادا کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ انہیں نبی نوح انسان پر بے پایاں فضیلت حاصل ہے اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی گردنیں ان کے احسانات کے نیچے دبی ہوئی ہیں اللہ کی خوشنودی کی سند ہے ان کے لیے اور ان خوش بختوں کے لیے جو ان کے بعد ان سے محبت کریں اور دعوتِ الی اللہ کے علم کو قیامت تک تھامے رکھیں۔

یہ فصاحت میں نے شدتِ مرض کے دوران میں بے جلت قلبند کی ہیں اور قبل ازیں میں نے انہیں شریعتِ کالج کے سالِ اول کے طلبہ کے سامنے بالتفصیل بیان کیا جس سے میری غرض و غایت یہ تھی کہ میں سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان زریں واقعات کو اُجاگر کروں جن کا جاننا ہر فردِ مسلم، ہر قانون دان اور فقیہ اور ہر اسلامی تحریک کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ ان میں غور و فکر کریں اور ان کو اپنا نصب العین بنائیں نیز اس ذریعہ سے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا مقام حاصل ہوا وہ لوگوں کے مابین دعوتِ اسلام کی کامیابی اور ان کے لیے اللہ جل شانہ کی مقبولیت اور خوشنودی کی راہیں کھل جائیں اور نعمتِ بھری جنتوں میں انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کی معیت کا شرف حاصل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ

العظيم - (النساء - ۱۳)

۱۔ ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے، میں نے سیرتِ مطہرہ کا بیان درج ذیل طریقے پر کیا ہے؛

(۱) سیرت نبوی کی خصوصیات اور اس کے مطالعہ کا فائدہ۔

(۲) سیرت نبوی کے مصادر و مآخذ صحیحہ۔

ب۔ سیرت النبیؐ کی تفصیل و تفہیم، اور یہ دس فصولوں پر حاوی ہے؛

فصل اول۔۔۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ قبل بعثت۔

فصل دوم۔ آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد ہجرت حبشہ تک کے واقعات۔

فصل سوم — ہجرت حبشہ تا ہجرت مدینہ۔

فصل چہارم۔ ہجرتِ مدینہ اور آنحضرتؐ کا قیامِ مدینہ۔

فصل پنجم — آنحضرتؐ کے جنگی معرکے از غزوہ بدر تا فتح مکہ۔

فصل ششم۔ فتح مکہ کے بعد حذرة العرب میں اسلام کی نشر و اشاعت۔

فصل ہفتم — فتمو منہ سے لے کر آگ کے وفات تک کے واقعات۔

فصل ششم — رحمت سے بے پناہی کی وجہ سے بے انتہا

فصل ہفتم — یہ سورہ میں قانونِ اسلامی کے عہد کی خصوصیات۔

فصلِ ہم — آنحضرت کے اخلاقی مجیدہ اور اس ضمن میں سنسکرتین اور مسکریوں و

یہ ایک مختصر سار سالہ ہے جو غفلت میں قلمبند کیا گیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گوشوں کو اجاگر کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے مطالعہ سے شریعت کا لُج کے طلبہ اور طالبات کو سیرۃ مطہرہ سے عشق و محبت کا لگاؤ پیدا ہو اور وہ اس کے معانی و اسباق سے اپنے اخلاق کی اصلاح کریں اور اپنے آپ میں وہ صفات پیدا کریں جن پر استقامت و مداومت کے ذریعے انھیں لوگوں میں قیادت کا مقام حاصل ہو وہ لوگوں کو ہدایت کی دعوت دیں یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اس جاہلیت جدیدہ کے دور میں بھی سراج منیر ثابت ہو جس کی ضیا پاشیوں سے تاریکیاں کا فور ہوں، لوگوں کے فکر و نظر میں اسلام کی حرارت پیدا ہو، وہ اسلام کے جادۂ مستقیم پر گامزن ہوں اور سیرت مطہرہ جو اسوۂ حسنہ ہے ہم مسلمانوں کو از سر نو عالم انسانیت میں امامت و قیادت کا عام عطا فرمائے اور امت مرحومہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دوبارہ محقق ہو جائے کہ :

کنتم خیر امة اخرجت للناس تا مرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔

(آل عمران: ۱۱۱)

(ترجمہ: اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تمہیں کی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو)

مصطفیٰ السباعی



دمشق ۱۳۸۱ھ

مقدمہ

۱۔ سیرت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات

سیرت نبوی متعدد فضائل و محاسن کی جامع ہے جن کا مطالعہ روحانی، عقلی اور تاریخی فوائد کا حامل ہے۔ یہ مطالعہ علماء قانون، داعیان الی اللہ اور اجتماعی اصلاح کا اہتمام کرنے والوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس کے ذریعے لوگوں تک مسائل شریعت کی تبلیغ میں طرہ مقصود ہے کہ وہ اپنے گھمبیر مسائل اور بچپیدہ اور مشکل ترین حالات میں سیرۂ مطہر سے رہنمائی حاصل کریں اور اسے طبا و ماویٰ قرار دیتے ہوئے مضبوط پکڑیں تاکہ عامۃ الناس کے دل و دماغ دعوت اسلامی کے کارکنوں کے لیے کھل جائیں اور وہ اصلاح جس کی دعوت مصلحین دیتے ہیں رد بکار آئے اور کامیابی سے ہمکنار ہو۔

بہرہاں سیرت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی واضح ترین خصوصیات بیان کرتے ہیں۔

اؤ لایکہ یہ سیرت کسی نبی مرسل یا کسی عظیم ریغادر کی صحیح ترین تاریخی سیرت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت صحیح ترین علمی طریقے سے اور مضبوط ترین ثبوت کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے جیسا کہ ہم مآخذ سیرت کی بحث میں بیان کریں گے۔ سیرت مطہرہ کے اہم ترین واقعات و احوال میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اگرچہ ازمنہ متاخرہ میں جاہلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جھوٹے معجزات اور خلاف سنت واقعات اختراع کئے جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے انحراف و تنجاؤ کا نتیجہ اور شانِ نبوت میں افراط و تفریط پر مبنی ہیں لیکن ان کی چھان بھٹک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی جلالتِ شان اور قدسیت رسالت اور عظمت سیرت کی معرفت ان مآخذ کے ذریعے بہت آسان ہے۔

صحت سیرت کی خصوصیت ایسی ہے کہ اس میں شک و شبہ کا گزر نہیں اور یہ صحت احوال انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی کی سیرت میں بھی نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے صحیح واقعات غلط ملط ہیں کیونکہ یہودیوں نے ان میں کثرتِ بیعت اور تہریت کر دی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی حقیقی سیرت کے استخراج کے لیے ہم موجودہ توراۃ پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ مغربی ناقدین میں سے اکثر نے تورات کے بعض پاروں پر شک و شبہ کا اظہار کیا ہے اور کچھ ناقدین کا موقف یہ ہے کہ بعض اسفار توراۃ موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ یا اس سے قریبی زمانہ میں نہیں لکھے گئے بلکہ کافی عرصہ بعد غیر معروف کاتبوں نے انھیں قلمبند کیا اور صرف یہی امر توراۃ میں بیان کردہ موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کو مشکوک قرار دینے کے لیے کافی ہے اس لیے کسی مسلمان کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اس میں سے کسی بات کی صحت کو

تسلیم کرے ماسوائے ان واقعات کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم یا سنت نبویہ صحیحہ میں بیان کیے گئے ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مسیحی کلیسوں میں موجودہ مروجہ اناجیل سیدنا مسیح علیہ السلام کے صدیوں بعد قلمبند ہوئیں۔ اور اس وقت عیسائیوں کے پاس جو سیکڑوں انجیلیں تھیں ان میں سے بغیر کسی علمی تحقیق کے منتخب کیں اور ان مروجہ انجیلوں کی نسبت اور سند ان کے لکھنے والوں کے ساتھ کسی علمی طریقے سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی بلکہ غیر متصل ہے جس پر اظہارِ اطمینان نہیں کیا جاسکتا، نیز مغربی ناقدین کے نزدیک ان کے اناجیل کے مولفین کے نام بھی مختلف فیہ ہیں اور اس امر میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ کس زمانے میں ہوئے ہیں۔

جب ان رسولوں کی سیرتوں کا یہ حال ہے جن کے مذاہب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں تو مبدھ اور کنفیو شس جیسے بائیان مذاہب اور دیگر مفکرین جو ہزار ہا سال پہلے گزر چکے ہیں ان کی سیرتوں میں رطب و یابس کے پائے جانے کا زیادہ قوی احتمال ہے۔ ان کے متبعین ان کے بارے میں جو روایات نسلاً بعد نسل نقل کرتے آئے ہیں وہ علمی نقطہ نظر سے معتبر نہیں کیونکہ ان میں ہر دور میں کاٹ چھانٹ اور تحریف ہوتی رہی ہے اور وہ اساطیر و خرافات کے قبیل سے ہیں جن کی تصدیق ایک غیر متعصب ناخدا نہیں کر سکتا۔

اس طرح ہمارے پاس صحیح ترین اور متواتر ثبوت کے اعتبار سے قوی ترین سیرت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ہی ہے۔

ثانیاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ میں آپ کے والد ماجد سید عبد اللہ اور والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کے نکاح سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کے جملہ واقعات پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ آپ کی ولادت، طفولیت، شباب، قبل نبوت کا رد بار اور مکہ مکرمہ کے باہر مختلف سفروں کے بارے میں ہمارے پاس کثیر معلومات ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت کے منصب پر مبعوث فرمایا تو اس کے بعد کے جملہ حالات و واقعات بھی ہم سال بہ سال و دقیق ترین، واضح ترین اور کامل ترین شکل میں محفوظ پاتے ہیں۔ آپ کی سیرت سورج کی طرح چمک رہی ہے جیسا کہ بعض مغربی ناقدین نے کہا ہے کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت ہی ایک اکلوتی شخصیت ہے جو اپنے ساتھ سورج کی روشنی لیے ہوئے ہے۔ اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کی نظیر یا اس کے لگ بھگ مثل انبیاء سابقین میں سے کسی نبی و مرسل کی سیرت میں نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کی طفولیت، شباب اور قبل نبوت کی معیشت کا ہمیں کچھ علم نہیں اور بعثت کے بعد کی زندگی کے بارے میں بھی ہماری معلومات بہت قلیل ہیں اور آپ کی مکمل شخصیت کا نمونہ ہمارے پاس موجود نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسی طرح کہا جاتا ہے اور ہم آپ کی طفولیت کے بارے میں صرف وہی کچھ جانتے ہیں جس کا تذکرہ موجودہ اناجیل میں ہے یعنی یہ کہ آپ یہود کی پہل میں داخل ہوئے اور ان کے علما سے مباحثہ کیا۔ آپ کے لڑکپن کے بارے

میں یہی ایک واقعہ ہے جو مذکور ہے۔ پھر ہم آپؐ کی نبوت کے بعد کے حالات کے بارے میں ماسوائے آپؐ کی دعوت و تبلیغ کے کچھ نہیں جانتے آپؐ کے اسلوبِ معیشت کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک دیگر امور کا تعلق ہے آپؐ کی شخصیتِ خمول کے پردوں میں پوشیدہ ہے۔

اس کے برعکس ہمارے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی زندگی کی جزئیات مثلاً آپؐ کا کھانا پینا، قیام و قعود، لباس، شکل و ہمت، بول چال، اہلِ خاندان سے معاملہ، آپؐ کی عبادت گزاری اور نماز اور اپنے اصحاب کے ساتھ آپؐ کی معاشرت کی وقتی ترین تفصیلات سیرتِ صحیحہ کے مآخذ میں موجود ہیں بلکہ آپؐ کی سیرت کے راویوں نے اس حد تک باریک بینی کا مظاہرہ کیا ہے کہ انھوں نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی مبارک کے سفید بالوں تک کا ذکر بھی کیا ہے۔

ثالثاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک ایسے انسان کی سیرت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت کے منصب جلیلہ پر سرفراز فرمایا۔ آپؐ کی سیرت ایک کامل ترین انسان کی سیرت ہے جسے کبھی بھی انسانیت سے علیحدہ کر کے الوہیت کا مقام نہیں دیا گیا لیکن عیسائیوں کے بقول عیسیٰ علیہ السلام اور بدھوں کی روایات کے مطابق بدھ کی طرف اور بت پرستوں کے ہاں ان کے معبودانِ باطلہ کی طرف الوہیت منسوب کی گئی ہے اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ انہیں خدا بنا دیا گیا ہے تو ہمیں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور دوسروں کی سیرتوں میں جلی فرق معلوم ہوتا ہے اور اسی لیے ان کے متبعین کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں نمایاں اختلاف موجود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور بدھ کے متعلق الوہیت کی نسبت نے ان دونوں کو ایسا مقام دے دیا ہے کہ وہ ہر دو انسان کی شخصی اور اجتماعی زندگی کے لیے نمونہ نہیں بن سکتے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ اس شخص کے لیے کامل ترین انسانی نمونہ ہے جو یہ چاہتا ہے کہ وہ سعادت مند اور اپنی ذاتی حیثیت سے اپنے خاندان اور قبیلے میں شرفیاء زندگی گزارے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ۔ (الاحزاب ۲۱)

(ترجمہ : درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو)

رابعاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت انسانیت کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہے۔ سیرت، یہیں باقی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصبِ رسالت پر سرفراز فرمائے جانے سے قبل ایک امین اور استباز نوجوان تھے۔ رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت یہیں اس خدا کی طرف بلائی ہے جس نے آپؐ کی دعوت کی پذیرائی کے لیے بہترین ذرائع و وسائل مہیا فرمائے اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری طاقت اور جدوجہدِ ابلاغ رسالت میں لگا دی۔ آپؐ کی سیرت کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کسی مملکت کے ایسے سربراہ کی طرح ہیں جو اپنی مملکت کا انتظام و انصرام بہترین

طریقہ اور سلیقے سے سرانجام دیتا ہوا اور راتوں کو جاگ کر اور اخلاص و صداقت کے ساتھ مملکت کی نگرانی کرتا ہوا اور اس کی کامیابی کا ضامن ہو۔ رسول اللہ کی سیرت ہمارے لیے واضح کرتی ہے کہ آپ ایک شفیق و مہربان اور حسن سلوک کرنے والے خاوند اور باپ ہیں۔ آپ کی سیرت سے زوجین اور اولاد کے حقوق و واجبات کی واضح نشان دہی ہوتی ہے۔ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک مرقی اور مرشد ہیں جو اپنے اصحاب کی مثالی تربیت کرتے ہیں اور اپنی روحانیت اور ذات ان کے ارواح و نفوس تک اس طرح منتقل کرتے ہیں کہ وہ ہر چھوٹے بڑے کام میں آپ کے نقش قدم پر چل کر مکمل فرمانبرداری بجالاتے ہیں آپ کی سیرت ایک ایسے پکے دوست کی سیرت ہے جو اپنے اصحاب کے واجبات ادا کرتا ہو اور اس ضمن میں جملہ التزامات و آداب بجالاتا ہو جس کی وجہ سے آپ کے اصحاب آپ کے ساتھ اپنی جانوں اور اہل و عیال اور رشتہ داروں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ آپ کی سیرت ایک شجاعت پرور فوجی جرنیل ایک غالب و فاتح قائد ایک کامیاب سیاستدان ایک امانتدار پڑوسی اور ایک سعادت شعار معاہد کی سیرت ہے۔ المختصر یہ کہ آپ کی سیرت مبارکہ انسانیات کے جملہ گوشوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور آپ کی ذات بابرکات میں ہر اسلامی تحریک، ہر قائد، ہر باپ، ہر خاوند، ہر دوست، ہر مرقی، ہر سیاست دان اور ہر سربراہ مملکت وغیرہ کے لیے صالح ترین نمونہ موجود ہے۔

اس قسم کا جامع ترین یا اس سے قریب تر نمونہ انبیاء و سابقین، بانیان مذاہب اور متقدمین و متاخرین فلاسفہ کی سیرتوں میں نہیں ملتا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی مثال ایک ایسے زعمیم کی سی ہے جس نے اپنی امت کو غیر اللہ کی عبادت سے نجات دلائی اور اصلاح امت کے لیے قواعد و مبادی وضع کیے لیکن آپ کی سیرت میں جنگ کرنے والوں یا مریوں یا سیاستدانوں یا سربراہان مملکت یا باپوں یا خاوندوں وغیرہ کے لیے نمونہ نہیں ملتا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ایک ایسے عابد و زاہد داعی کی سی ہے جس نے دنیا کو ٹھکرا دیا اور جس کے پاس گھرنہ گھاٹ تھا اور نہ مال و متاع۔ عیسائیوں کے ہاں آپ کی جو سیرت موجود ہے اس میں فوجی جرنیل، رئیس مملکت، باپ، خاوند اور قانون دان وغیرہ کے لیے کوئی نمونہ نہیں ملتا جس طرح کہ سیرت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ میں ملتا ہے۔ اسی طرح بدھ، کنفیوشس، ارسطو، افلاطون اور نیپولین وغیرہ عظیم تاریخی شخصیتوں کی سیرتیں بھی نمونہ نہیں بن سکتیں کیونکہ ان میں جامعیت مفقود ہے اور وہ زندگی کے متعدد پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کو نمایاں کرتی ہیں جس کی وجہ سے ان مشاہیر کو شہرت نصیب ہوئی اور تاریخ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ واحد انسان ہیں جو تمام اقوام عالم اور تمام لوگوں کے لیے ہر حال میں قائد و راہبر بن سکتے ہیں۔

خامسایہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت آپ کی رسالت و نبوت کی صداقت کے لیے دلائل مہیا کرتی ہے جن میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ درحقیقت یہ ایک کامل ترین انسان کی سیرت ہے جو اپنی دعوتی زندگی میں کچے بعد دیگر مختلف مراحل سے گزر کر کامیابی سے ہمکنار ہوا اس کامیابی کا حصول خارق عادت یا معجزانہ طور پر نہ تھا بلکہ یہ کامیابی خالص طبیعی طریقے سے حاصل ہوئی۔ آپ نے دعوت پیش کی جس کی پاداش میں آپ کو ایذا دی گئی۔ آپ نے دین کی تبلیغ کی

اور اس طرح آپ کو تحریک کے لیے حامی و ناصر میسر آئے۔ آپ کو جنگ پر مجبور کیا گیا اور آپ نے جنگی معرکے سر کیے۔ آپ فہیم و دانشمند تھے اور قیادت و امامت کی صلاحیتوں کے حامل تھے۔ آپ کی وفات سے قبل پورے جزیرۃ العرب میں آپ کی دعوت کی پذیرائی بطریق ایمان و تسلیم ہو چکی تھی اور اس قبولیت دعوت میں کسی قہر و غلبہ یا ظلم و زیادتی کا دخل نہ تھا بلکہ جو شخص بھی عربوں کے عقاید و عادات سے واقف تھا اور اس بات سے بھی آگاہ تھا کہ انہوں نے کس طرح مختلف ہتھکنڈوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا راستہ روکنے کی کوشش کی یہاں تک کہ آپ کے قتل کے منصوبے تیار کیے لیکن وہ اپنے مذموم عزائم میں ناکام رہے اور جس شخص کو بھی معلوم ہوا کہ آپ کے پاس جنگی ساز و سامان اور افرادی قوت آپ کے دشمنوں کے مقابلے میں کم تھی لیکن اس کے باوجود آپ ہر معرکے میں فحیاب ہوئے اور جس نے بھی دیکھا کہ تھوڑی ہی مدت یعنی ۲۳ سال میں آپ کی تحریک رسالت عظیم کا میانی ست ہمکنار ہوئی وہ یہ یقین کیے بغیر نہ رہ سکا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر ثبات قدمی و قوت اور تاثیر و تائید سے صرف اسی لیے نوازا کہ آپ نبی برحق ہیں اور جو کوئی بھی نبی برحق کے لیے اس بے مثل ماریخی تائید ایزدی کو تسلیم نہیں کرے گا وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے لیے خالص عقلی طریقے سے آپ کی رسالت کی صداقت کا ثبوت ہم پہنچاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معجزات وقوع پذیر ہوئے ہیں وہ آپ کی دعوت پر عربوں کے ایمان لانے کے لیے بطور اساس اول نہیں ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ معاند کافر آپ کے کسی معجزے کی وجہ سے آپ پر ایمان نہیں لائے باوجود اس کے کہ مادی معجزات دیکھنے والوں کے لیے حجت کا کام دیتے ہیں اور یہ بات قطعی ہے کہ اہل تسلیم و رضا نے کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائش نہیں کی اور نہ ہی معجزات کا مطالبہ کیا بلکہ وہ آپ کے دعوئے نبوت کی صداقت کے لیے خالص عقلی دلیلوں کی بنیاد پر آپ کی رسالت پر ایمان لائے اور انہی عقلی دلائل میں سے قرآن کریم بھی ہے جو ایک عقلی معجزہ ہے اور ہر انصاف پسند عقلمند کو مجبور کرتا ہے کہ وہ دعوئے رسالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان لائے۔

سیرت محمدیہ کی اس مذکورہ خصوصیت میں اور انبیاء سابقین کی جو سیرتیں ان کے متبعین کے ہاں محفوظ ہیں ان میں اس اعتبار سے مکمل اختلاف موجود ہے۔ یہ سیرتیں ہمیں بتاتی ہیں کہ ان انبیاء پر لوگ ان کی دعوت کے اصول و مبادی کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر ایمان نہ لائے اور ان کے فرمانبردار نہ بنے بلکہ صرف اسی وقت ایمان لائے جب انہوں نے انبیاء کے ہاتھوں معجزات و خوارق کا مشاہدہ کیا۔ اس کی واضح ترین مثال سیدنا مسیح علیہ السلام ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہمیں یہ بتاتا ہے کہ انہوں نے اپنی رسالت کی صداقت پر یہود کو مطمئن کرنے اور انہیں قائل کرنے کے لیے جن معجزانہ دلائل کا سہارا لیا وہ یہ تھے کہ وہ اللہ جل شانہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے ہیں، بیماروں کو شفا یاب اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور انہیں یہ بتاتے ہیں کہ وہ کیا کھاتے ہیں اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہیں۔ موجودہ انجیلیں ہمیں بتاتی ہیں کہ صرف انہی معجزات کے سبب لوگ

جوق ورجوق ان پر ایمان لائے اور انہیں خدا و خدا کا بیٹا تسلیم کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ انجیلوں کے مطابق وہ مسیح علیہ السلام کو خدا کا رسول جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے تسلیم نہ کرتے تھے۔ مسیح علیہ السلام کے بعد مسیحیت کی نشرو اشاعت معجزات و خوارق عادات ہی کے ذریعہ ہوئی اور اس کی سب سے بڑی شہادت عہد نامہ جدید کی کتاب ”اعمال الرسل“ میں موجود ہے اور یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ موجودہ مسیحیت جس پر اس کے قبیعیان کا ایمان ہے ایک ایسا دین ہے جس کی بنیاد معجزات و خوارق پر ہے نہ کہ عقلی ترغیب پر۔ اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی یہ خصوصیت بالکل واضح ہے کہ آپ پر کوئی ایک شخص بھی معجزات خارقہ کے ذریعے ایمان نہیں لایا بلکہ جو کوئی بھی دولت ایمان سے بہرہ ور ہوا معقول طریقہ سے وجدانی طور پر رسالت کی صداقت کا قائل ہو کر ایمان لایا۔ اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات خارقہ سے بھی مشرف فرمایا ہے لیکن یہ معجزات آپ کو عظمت و کرامت کے طور پر اور آپ کے متکبر دشمنوں کا منہ بند کرنے کے لیے دئے گئے۔ جو شخص بھی قرآن کریم کا تتبع کرے گا اسے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم نے لوگوں کو قائل کرنے کے لیے عقلی حاکم اور اللہ تعالیٰ کی عظیم صنائی کے محسوس مشاہدہ اور اتنی نبی کی معرفت نامہ پر انحصار کیا ہے اور اس طرح قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت کی روشنی دہل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ عنکبوت میں فرمایا ہے،

وقالوا لولا انزل عليه آيات من ربہ . قل انما الايات عند اللہ ، وانما انا نذیر مبین ، اولہد یفہم انا انزلنا علیک الکتاب بتلی علیہم ، ان فی ذلک لرحمة و ذکر لعموم یؤمنون۔ (العنکبوت : ۵۰، ۵۱)

(ترجمہ : یہ لوگ کہتے ہیں کہ ”کیوں نہ اتاری گئیں اس شخص پر نشانیاں اس کے رب کی طرف سے ؟“ کہو ”نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف خبردار کرنے والا ہوں کھول کھول کر۔“ اور کیا ان لوگوں کے لیے یہ (نشان) کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے ؟ درحقیقت اس میں حجت ہے اور نصیحت ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں، جب تھا قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت و تکرار کے ساتھ معجزات کی فرمائش کی جیسا کہ اہم سابقہ فرمائشی معجزات کا مطالبہ کرتی آئی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ وہ ان کو قرآن کے الفاظ میں یہ جواب دے دیں،

سبحان ربی هل کنت الالبشر ارسولا ؟

(ترجمہ : پاک ہے میرا پروردگار، کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟)

اس ضمن میں سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان غور طلب ہے :

وقالوا لن نؤمن بك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعاً ، او تكون لك جنة من نخيل وعنب
فتفجر الانهار خلالها تفيض دماً ، او تسقط السماء كما سحبت علينا كسفاً او تأتي
بالله والملك كتيلاً ، او يكون لك بيت من زخرف او ترقى في السماء ، ولن نؤمن لرقيك
حتى تنزل علينا كتاباً نقرؤه قل سبحان ربي هل كنت الا بشراً رسولاً ؛

(بنی اسرائیل : ۹۰-۹۳)

(ترجمہ : اور انہوں نے کہا ” ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر
ایک چشمہ جاری نہ کر دے ، یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس
میں نہریں رواں کر دے ، یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے ، جیسا کہ
تیرا دعویٰ ہے ۔ یا خدا کو رو رو رو ہمارے سامنے لے آئے ، یا تیرے لیے سونے کا ایک
گھرن جاؤ ، یا تو آسمان پر چڑھ جائے ، اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ
تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں “ اے نبی ! ان سے کہو : پاک ہے میرا
پروردگار ، کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں ؟)

اس طرح قرآن مہرِ رحمت و وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیغام لانے والے انسان ہیں
اور یہ کہ دعوائے رسالت میں آنحضرتؐ کا انحصار نوارق و معجزات پر نہیں بلکہ آپ صرف لوگوں کے دل و دماغ کو خطاب
کرتے ہیں ۔

(فمن یرد اللہ ان یرہد یرہد یرہد یشرح صدرہ للاسلام - الانعام : ۱۲۵)

(ترجمہ : پس یہ حقیقت ہے کہ جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے
کھول دیتا ہے)

ب۔ سیرۃ نبویہ کے ماخذ

سیرت نبویہ کے قابلِ اعتماد بڑے بڑے مصادر کا انحصار مندرجہ ذیل چار ماخذ پر ہے :

۱۔ قرآن کریم

یہ سیرت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و محاسن کے ضمن میں بنیادی ماخذ ہے ۔ قرآن کریم
آپ کی پیدائش ، نشوونما اور تربیت کے بارے میں بیان کرتا ہے :
الہدیٰ یجدک یتیمًا فاوی ، ووجدک ضالًا فہدای ۔ (الضحیٰ : ۶-۷)

(ترجمہ: کیا اس نے تم کو تہم نہیں پایا اور پھر ٹھکانا فراہم کیا؟ اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی)

قرآن کریم آپ کے اخلاقی عالیہ کریمانہ کو اس طرح پیش کرتا ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ (القلم: ۴)

(ترجمہ: اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو)

دعوتِ اسلامی کے سلسلے میں جو تکالیف و مصائب آپ کو برداشت کرنا پڑے قرآن انہیں بھی بیان کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ مشرکین اللہ عزوجل کے دین کا راستہ روکنے کے لیے آپ پر سحر اور جنون کے الزامات بھی لگاتے رہے اور دیگر آوازے بھی کتے رہے۔ قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور اس کے بعد آپ کے جنگی معرکوں مثلاً بدر، احد، احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ اور غزوہ حنین کے حالات بھی بیان کرتا ہے اور آپ کے بعض معجزات مثلاً معجزہ اسراء و معراج کا ذکر بھی ملتا ہے۔ المختصر یہ کہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر و بیشتر واقعات کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔ چونکہ یہ کتاب کریم رُوئے زمین پر نفاذِ نبوت کا کتاب ہے اور ایسے تو اتر کے ساتھ پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ کسی عاقل و فہیم انسان کو اس کے نصوص اور تاریخی ثبوت کے بارے میں شک و ارتباب کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے قرآن کریم علی الاطلاق سیرت کے واقعات کے لیے صحیح ترین ماخذ ہے۔

لیکن قرآن کے ملاحظہ سے معلوم ہو گا کہ قرآن و قائلِ نبویہ کی تفصیلات بیان نہیں کرتا بلکہ واقعات کا اجمالی ذکر کرتا ہے۔ جب قرآن کسی جنگی معرکے کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کے اسباب بیان نہیں کرتا نیز مسلمانوں اور مشرکوں کی افزائِ قوت اور جنگی مقتولین اور مشرک قیدیوں کی تعداد بیان نہیں کرتا بلکہ اس معرکے پر تبصرہ کرتا ہے اور جو ہدایات اور پسند و نصائح اس سے حاصل ہوتی ہیں صرف ان کا ذکر کرتا ہے نیز انبیاء سابقین اور ائمہ ہاضمہ کے جو قصص قرآن میں بیان ہوئے ہیں ان میں بھی یہی اسلوب کار فرما ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محلِ حالات زندگی کے استخران کے لیے ہم نصوص قرآنی متعلقہ سیرتِ نبویہ پر اکتفا نہیں کر سکتے۔

۲۔ سنتِ نبویہ صحیحہ

سنتِ نبویہ صحیحہ کے بارے میں عالمِ اسلامی میں ائمہ حدیث کی جن کتابوں کو صحت و صداقت و ثقاہت کے اعتبار سے مستند مانا جاتا ہے وہ صحاح ستہ ہیں۔ یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ۔ اور موطا امام مالک اور مسند امام احمد بھی اسی قبیل سے ہیں۔ یہ سب کتابیں بالخصوص بخاری و مسلم صحت و ثقاہت اور تحقیق کے لحاظ سے بہت بلند پایہ ہیں۔ ان کے علاوہ حدیث کی دیگر کتابوں میں صحیح و حسن روایات بھی ہیں اور کچھ کتابوں میں ضعیف روایات بھی شامل ہیں۔

یہ کتابیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ، آپ کے معمولات اور دیگر واقعات و جنگی معرکوں پر حاوی ہیں اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارے غور و فکر کے لیے موادِ مہیا کرتی ہیں۔ اگرچہ بعض شاذ واقعات کا موادِ ناقص ہی کیوں نہ ہو۔ ان کتابوں سے متعلق یہ امر ہمارے لیے موجبِ اطمینان ہے اور ان پر ہمارے اعتماد کو مضبوط کرتا ہے کہ ان کی روایت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تک متصل سند سے ثابت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت و ملازمت اختیار کی اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی امداد فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس ان کی تربیت فرمائی اور ایسی جماعت تیار کی جو استقامتِ اخلاق، قوتِ ایمان، صدقِ مقال، معراجِ روحانیت اور کمالِ دانش و بینش کے اعتبار سے تاریخِ انسانی میں کامل ترین جماعت تھی۔ اور جو کچھ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سندِ صحیح متصل کے ذریعے روایت کیا ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم اسے بطورِ تاریخی حقیقت تسلیم کریں اور ہمیں اس میں کسی قسم کا شک و ظہان لاحق نہ ہو۔

فقہ پر از مستشرقین اور مغرب آزا دانش مسلمان جنہوں نے اپنے دین کو ہلکا سمجھ رکھا ہے اور علماء مغرب کی اندھی تقلید کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں ان کی یہ کوشش ہے کہ ہمارے پاس سنت کی معتد کتب جو موجود ہیں ان میں مشکوک قرار دیا جائے اور ذریعے سے شریعت کے انہدام کی راہ ہموار کی جائے اور واقعاتِ سیرت میں مشکوک و شبہات پیدا کئے جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے اور اسی کی توفیق سے معاندین کے باطل تیروں کو ان پر لوٹایا جاتا ہے اور ان کی پُر فریب چالوں کو ان ہی کے حلقوم کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب "السنة ومكانتها من التشريع الاسلامي" میں علماء اسلام کی ان کوششوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے سنتِ نبویہ کی تحقیقی و تفحص میں صرف کیں۔ نیز مستشرقین اور ان کے مقلدین کے جملہ شبہات کا ازالہ کیا ہے اور علمی طریقے سے ان کے اعتراضات کے دندانِ شکن جوابات دئے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے امیدوار ہوں کہ وہ مجھے اس کا ثواب عطا کرے اور قیامت کے روز میری اس حقیر کوشش کو میرے نامہ اعمال کے حسنت کے پلڑے میں ڈالے۔ آمین۔

۳۔ عہدِ رسالت کے ہمعصر عرب شعرا کا کلام

یہ حقیقت ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کی دعوت کے برخلاف اپنے شعراء کی زبانوں سے بھرپور چلے کروائے اس لیے مسلمانوں نے بھی مجبوراً اپنے شعراء مثلاً حسان بن ثابت اور عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ سے ان کی تردید کروائی۔ کتبِ ادب اور کتبِ سیرت میں ان اشعار کا بیشتر حصہ موجود ہے۔ جن سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کے بارے میں اور دعوتِ اسلامی کی ابتدا سے لے کر اس کے پروان چڑھنے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے تک کے بہ کثرت واقعات و حقائق معلوم کر سکتے ہیں۔

۴۔ کتب سیرت

سیرت نبویہ کے واقعات حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے بعد آنے والوں کو روایت کیے ہیں۔ اور بعض صحابہ نے تو سیرت کے دقائق اور تفصیلات کے تتبع میں خصوصی کام کیا ہے۔ پھر ان اخبار و وقائع کو تابعین نے تبع تابعین تک منتقل کیا اور اپنے ہاں صحیفوں میں مدون کیا۔ بعض حضرات تابعین تو ان کی پوری طرح حفاظت کرنے میں خصوصیت کے حامل ہیں۔ مثلاً ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۳۲ھ - ۷۱ھ) اور عروہ بن زبیر بن العوام (۲۳ھ - ۹۳ھ) اور چھوٹے تابعین میں سے عبداللہ بن ابوبکر انصاری (متوفی ۱۳ھ) اور محمد بن مسلم بن شہاب (۵۵ھ - ۱۲۲ھ) جس نے حضرت عرب بن عبد العزیز کے بعد خلافت میں ان کے حکم سے سنت کو جمع کیا (اور عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری (متوفی ۱۲۹ھ)۔ پھر سیرت کی حفاظت کا کام ان کے بعد والوں کے حصے میں آیا جنہوں نے یکسوئی کے ساتھ اس کی تصنیف کا بیڑا اٹھایا۔ سیرت کے اولین مصنفین میں سے مشہور ترین مصنف محمد بن اسحاق بن یسار (متوفی ۱۵۶ھ) ہے جو ہر علماء اور محدثین (ماسوائے مالک اور عروہ بن زبیر کے) اس کی توثیق پر متفق ہیں۔ صرف ان دو بڑے عالموں نے محمد بن اسحاق کی کتاب کی عیب چینی کی ہے لیکن علماء تحقیقی نے ان دونوں کی تجویج کو شخصی عداوت پر مجبور کیا ہے جو ان دونوں اور ابن اسحاق کے مابین تھی۔ ابن اسحاق نے اپنی کتاب ”المغازی“ ان احادیث اور روایات سے تالیف کی جو اس نے بذات خود مدینہ منورہ اور مصر میں سنیں۔ اگرچہ یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی اور ہمارے قیمتی علمی ورثے سے مفقود ہو چکی ہے لیکن اس کتاب کے اکثر مضامین سیرت ابن ہشام میں محفوظ اور باقی میں جنہیں ابن ہشام نے اپنے شیخ بکائی کے حوالے سے روایت کیا ہے جو ابن اسحاق کے مشہور ترین تلامذہ میں سے تھا۔

سیرت ابن ہشام

وہ ابو محمد عبد الملک بن ایوب حمیری ہے جس کی پیدائش، نشوونما اور تربیت بصرہ میں ہوئی اور وفات بر بنائے اختلاف روایت ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ میں ہوئی۔ ابن ہشام نے اپنی کتاب ”السیرۃ النبویہ“ ان روایات کی بناء پر تالیف کی جو اس کے شیخ بکائی نے ابن اسحاق سے روایت کیں۔ اس کے علاوہ ابن ہشام نے اپنے دیگر شیوخ سے بھی روایات حاصل کیں جن کا ذکر ابن اسحاق کی سیرت میں نہیں ہے اور ابن اسحاق کی ان روایات کو ترک کر دیا جو اس کے فوق علمی اور تنقید کی کسوٹی پر پوری نہ اتریں اور اس نے اس طرح سیرت نبویہ کے صحیح ترین، دقیق ترین اور کامل ترین ناخذ سے ایک کتاب تالیف کی جسے وہ قبول عام نصیب ہوا کہ دوسرے لوگ بھی اپنی کتابوں کو اسی کی طرف منسوب اور اسی نام سے موسوم کرنے لگے اور اندلس کے دو عالموں سیبلی (۳۵۵ھ - ۴۵۵ھ) اور خشنی (۵۳۵ھ - ۶۰۴ھ) نے سیرت ابن ہشام کی شرح لکھی۔

طبقات ابن سعد

وہ محمد بن سعد بن طیب زہری ہے جو ۱۶۵ھ میں بصرہ میں پیدا ہوا اور ۲۴۳ھ میں بمقام بغداد فوت ہوا۔ وہ مخازی اور سیرت کے مشہور مورخ و اقدی (سنہ ۱۶۵ھ - سنہ ۲۴۳ھ) کا مٹی تھا۔ ابن سعد نے اپنی کتاب ”الطبقات“ میں سیرۃ رسول علیہ السلام کے ذکر کے بعد صحابہ اور تابعین کا ذکر ان کے طبقات، قبائل اور اماكن کے لحاظ سے کیا ہے اور اس کی کتاب ”الطبقات“ سیرت کے ابتدائی ثقہ ترین مصادر میں سے ہے اور صحابہ اور تابعین کے ذکر میں محفوظ ترین مآخذ شمار ہوتی ہے۔

تاریخ طبری

وہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری (سنہ ۲۲۴ھ - سنہ ۳۲۰ھ) ہے جو ایک امام، فقیہ اور محدث ہے نیز فقہ میں صاحبِ مہب بھی ہے لیکن اس کے فقی مسلک کو زیادہ فروغ حاصل نہیں ہوا۔ اس نے اپنی مبسوط تاریخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں کتاب تالیف کی اور پھر اپنی وفات کے قریب تک دولت ہائے اسلامیہ کی تاریخ لکھتا رہا۔ طبری کو اپنی مرویات کے باب میں ثقہ حجت کا مقام حاصل ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کی روایت کردہ اکثر احادیث ضعیف یا باطل ہیں کیونکہ اس نے ان کی اسناد کو اپنے دور کے معروف راویوں تک بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے مثلاً ابی مخنف کی روایات ہیں جو ایک متعصب شیعہ تھا لیکن اس کے باوجود طبری نے اس کی مرویات میں سے اکثر اس کی سند اس طرح لی ہیں گویا کہ وہ ان کی ذمہ داری سے اپنے آپ کو بری قرار دے رہا ہو اور پورا بوجھ ابی مخنف پر ڈال رہا ہو۔

تالیف سیرت کے اسلوب میں تبدیلی

بعد ازاں سیرت کی تالیف میں انقلاب رونما ہوا اور سیرت کے بعض پہلوؤں کو تالیف کے لیے مختص کر لیا گیا۔ اس ضمن میں یہ کتابیں قابل ذکر ہیں :

اصفہانی کی ”ولائل النبوة“، ترمذی کی ”الشمائل المحمدیہ“، ابن قیم جوزی کی ”زاد المعاد“، قاضی عیاض کی کتاب ”الشفا“ اور قسطلانی کی ”المواہب اللدنیہ“ جس کی شرح زر قافی (متوفی ۷۲۷ھ) نے آٹھ جلدوں میں لکھی) ہر دور کے علماء امت سیرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ابنائے زمانہ کے ذوق کے مطابق نئے نئے اسلوب سے لکھتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ہمارے اس دورِ جدید میں سیرت کی مشہور ترین

مریفات میں سے شیخ محمد خفزی رحمہ اللہ کی کتاب ”نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین“ ہے جسے بہترین پذیرائی حاصل ہوئی اور یہ کتاب دنیا کے اسلام کے اکثر علاقوں میں دینی مدارس کے نصاب میں شامل کر لی گئی ہے۔

فصل اول

آنحضرتؐ کی حیاتِ طیبہ قبل بعثت

۱۔ تاریخی واقعات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ قبل بعثت سے متعلق ثابت شدہ خبروں سے مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں :

(۱) آنحضرتؐ اہل عرب کے گھرانوں میں سے بزرگ ترین گھرانے میں پیدا ہوئے اور آپ کا خاندان قبیلہ قریش کی عالی قدر شاخ یعنی بنی ہاشم تھا۔ قریش دربار عرب میں برگزیدہ ، پاک نسب اور بلند پایہ قبیلہ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق اور سب سے بہتر گروہ (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا اور (انسانوں کے) دونوں فرقہ (یعنی عرب و عجم) کو بہتر بنایا ، پھر قبیلوں کا انتخاب کیا اور مجھے سب سے بہتر قبیلہ (یعنی قریش) میں پیدا کیا۔ پھر تمام گھرانوں کا چناؤ عمل میں آیا اور مجھے بہترین گھرانے (یعنی بنی ہاشم) میں پیدا کیا گیا۔ پس میں اپنی ذات (حسب) کے لحاظ سے بھی تمام لوگوں میں بہتر ہوں اور خاندان (نسب) کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔“

چونکہ آپ کا نسب قریش میں مشہور و معروف تھا اس لیے نسبی بلند پایگی سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کبھی اعتراض نہیں کیا گیا حالانکہ اس کے علاوہ دیگر امور میں آپ پر متعدد افتراء پروازیاں کی گئیں۔

(۲) آپ کی نشوونما و تربیت حالتِ یتیمی میں ہوئی۔ آپ کے والد عبد اللہ اس وقت فوت ہوئے جب آپ شکمِ مادر میں تقریباً دو ماہ کے تھے۔ آپ چھ سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کی والدہ آمنہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صغر سنی ہی میں والدین کی شفقت و محبت سے حرمِ انصیبی کا مزہ چکھنا پڑا۔ اس کے بعد آپ کے ولوا عبد المطلب نے آپ کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔ لیکن جب آپ آٹھ سال کے ہوئے تو دادا بھی فوت ہو گئے۔ پھر آپ کے

۱۰ رواہ الترمذی - یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

چچا ابوطالب نے آپ کی کفالت کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ اس طرح آپ کی نشوونما ہوئی اور آپ کی کلائی مضبوط ہو گئی۔ قرآن کریم نے بھی آپ کی قیمی کی نشان دہی اس آیت کریمہ میں کی ہے:

الہ یجدک یتیمًا خاوی۔ (الضحیٰ: ۶)

(ترجمہ: کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانا فراہم کیا)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچپن کے ابتدائی چار سال قبیلہ بنی سعد میں صحرائی علاقے میں بسر کیے۔ وہاں آپ خوب متومند ہو گئے۔ آپ کی نشوونما ایک تسلیم الجسم، فیض اللسان اور جری دل و دماغ والے بچے کی طرح ہوئی۔ آپ صغریٰ کے باوجود گھوڑے کی سواری بڑی اچھی طرح کر سکتے تھے۔ صحرا کی پاک و صاف اور پرسکون زندگی اور وہاں کی سورج کی روشنی اور لطافت و ن لطافت سے بھرپور آب و ہوا کی وجہ سے آپ کی فطری صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہوا۔

(۴) صغریٰ ہی سے آپ میں شرافت و نجابت کا جو ہر موجود تھا اور آپ کے بشرے سے ذہانت کے آثار چمکتے تھے اور اس وجہ سے جو کوئی بھی آپ کو دیکھتا وہ آپ کو پیار کیے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ جب آپ کے دادا بزرگوار اپنی مسند پر تشریف فرما ہوتے تو ان کے ادب کی وجہ سے ان کی اولاد (آنحضرت کے اعمام) میں سے کوئی بھی ان کی مسند پر بیٹھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا لیکن حضور جو اس وقت ایک تنومند لڑکے تھے آپ سیدھے اپنے دادا کی مسند پر آکر بیٹھ جاتے۔ آپ کے چچا آپ کو ہٹانا چاہتے لیکن عبد المطلب فرماتے: ”میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو، خدا کی قسم اس کی شان ہی کچھ اور ہے۔“

(۵) اوائل شباب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ کی بکریاں کچھ قرائط کی مزدوری پر چرایا کرتے تھے۔ اور یہ بات آپ سے ثابت شدہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

”کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔“

صماہ نے عرض کی:

یا رسول اللہ! کیا آپ نے بھی چرائی ہیں؟

تو آنحضرت نے فرمایا:

”ہاں، میں نے بھی چرائی ہیں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔“

لے قرائط۔ قراط یا قراط کی جمع ہے جو ایک دینار کے بیسیوں یا چوبیسویں حصے کو کہتے ہیں۔ (مترجم)
لے صحیح بخاری، کتاب الاجارہ۔ (مترجم)

آپ کے اصحابؓ نے آپ سے پوچھا: ”کیا آپ نے بھی چرائی ہیں؟“
آنحضرتؐ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

”میں اہل مکہ کی بکریاں کچھ قرار پیر چرایا کرتا تھا۔“

پھر جب آپ کی عمر پچیس برس کی ہوئی تو آپ خدیجہ بنت خویلد کے لیے تجارت کا کاروبار کرتے تھے جس کی مزدوری وہ آپ کو ادا کرتی تھی۔ ﷺ

(۹) عنوانِ شباب ہی سے آپ داناتی و زہد کی کے رحمان اور اصالت رائے کے لیے معروف تھے اور اس کی واضح دلیل حجر اسود نصب کرنے کے واقعہ میں موجود ہے۔ کعبہ کی عمارت کو سیلاب سے نقصان پہنچا اور اس کی دیواریں بیٹھ گئیں اس لیے اہل مکہ نے یہ سطلے کیا کہ بوسیدہ عمارت کو منہدم کر کے کعبہ کی تعمیر نو کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا لیکن جب حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کرنے کا موقع آیا تو ان میں اس بارے میں شدید اختلاف رونما ہوا کہ حجر اسود نصب کرنے کا شرف کس کو حاصل ہونا چاہیے۔ ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت و شرف اسے حاصل ہو۔ اور اس پر اتنا شدید جھگڑا ہوا کہ آپس میں لڑائی ٹھک کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ بالآخر کافی رد و مکہ کے بعد وہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ سب سے پہلے جو شخص مسجد کے باب بنی شیبہ سے داخل ہو وہ اس جھگڑے کا فیصلہ کر دے۔ چنانچہ سب سے پہلے داخل ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا:

”یہ امین میں، ہم ان کے فیصلے پر رضامند ہیں۔“

جب آپ کو بتلایا گیا کہ اس قضیہ کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے تو آپ نے یہ مشکل معاملہ ایسے طریقے پر حل کر دیا کہ سب جھگڑا کرنے والے مطمئن ہو گئے۔ آپ نے اپنی چادر بچھا دی اور حجر اسود کو پکڑ کر اس پر رکھ دیا۔ پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ ایک ایک طرف سے اس چادر کو پکڑے۔ جب سب نے چادر کو اٹھایا اور پھر اس مقام پر پہنچ گیا جہاں اس کو لگانا تھا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے دہاں لگا دیا اور وہ سب راضی ہو گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی کمال عقلندی اور حکمت کے باعث عربوں کو غزوئہ یریزی سے بچالیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس قدر خونریزی ہوتی۔ (۷) آنحضرتؐ اپنے شباب ہی سے اپنی قوم میں صادق اور امین سمجھے جاتے تھے اور حسن معاملہ، ایمانے عہد، سیرت کی پختگی اور ذکرِ خیر کے لیے مشہور تھے۔ اسی وجہ سے خدیجہ کو رغبت ہوئی کہ وہ شہر لصری کی طرف جانے والے تجارتی قافلہ میں اپنے اموال آنحضرتؐ کے سپرد کرے اور اس کے لیے یہ پیشکش کی کہ جتنی مزدوری وہ اپنی قوم کے دیگر کسی فرد کو دیتی تھی اس سے گنی مزدوری آپ کو ادا کرے گی۔ جب آپ متحدہ واپس آئے اور خدیجہ کے غلام میسرہ نے آنحضرتؐ کی امانت و اخلاص کے بارے میں اپنے مشاہدات بیان کیے اور خدیجہ نے دیکھا کہ اس سفر سے اسے

لے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (مترجم)

بہت زیادہ نفع حاصل ہوا ہے تو اس نے جتنی مزدوری کی پیشکش آپ کو کی تھی اس سے بھی زیادہ کر دی اور اسی چیز نے اسے آمادہ کیا کہ وہ آپ کو شادی کا پیغام دے۔ چنانچہ آپ نے اسے قبول کر لیا اور انحالیکہ آپ کی عمر حضرت خدیجہؓ سے پندرہ سال کم تھی۔ نبوت سے قبل آنحضرتؐ کے حسن اخلاق سے متعلق حضرت خدیجہ کا بیان بہترین شہادت ہے۔ جب غارِ حرا میں اچانک آپ پر نزولِ وحی کے باعث کپکپی کی حالت طاری ہو گئی آپ گھبراہٹ میں گھرواپس آئے اور جان کے خطرے کا اظہار کیا تو حضرت خدیجہ نے فرمایا:

”ہرگز نہیں، خدا کی قسم، آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رُسوا نہ کرے گا۔ آپ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، بے سہارا (کمزور) لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں۔“

(۸) آپؐ نے دومرتبہ حج سے باہر سفر کیے۔ پہلا سفر اپنے چچا ابوطالب کی معیت میں جبکہ آپ کی عمر بارہ سال کی تھی اور دوسرا سفر پچیس سال کی عمر میں کیا جب آپ نے خدیجہ کے ساتھ مالی تجارت میں شرکت اختیار کی۔ یہ دونوں سفر شام کے شہر بصری کی طرف تھے۔ ان دونوں سفروں میں آپ تاجروں کی باتیں سنتے تھے اور جن شہروں سے آپ کا گزر ہوتا وہاں کے آثار اور وہاں کے باشندوں کی عادات و اطوار کا مشاہدہ کرتے تھے۔

(۹) بعثت سے کچھ سال قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنہائی پسند بنا دیا تھا۔ آپ متوکی آبادی کو چھوڑ کر کوہِ حرا کے ایک غار میں چلے جاتے تھے۔ جبلِ حراءِ متو کے قریب ہی شمال مغربی جانب واقع ہے۔ آپ وہاں ہر سال ایک ماہ تک خلوت گزینی اختیار فرماتے تھے۔ آپ ماہِ رمضان میں ایسا کیا کرتے تھے۔ آپ کی یہ خلوت پسندی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی عظیم قدرت کے بارے میں غور و فکر کرنے کے لیے تھی۔ آپ کا یہ معمول اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ آپ کے پاس وحی آئی اور آپ پر قرآنِ کریم نازل ہوا۔

ب۔ پسند و نصائح

مندرجہ بالا واقعات سے درج ذیل اسباق و نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں،

(۱) جب کوئی داعی الی اللہ یا مصلح اپنی قوم میں شرافت و نہایت کا حامل ہو تو لوگ اس کے پیغام کو بڑے غور سے سنتے ہیں اور اس کی دعوت میں زیادہ وزن ہوتا ہے۔ لوگوں کی عادت ہے کہ اگر داعیان اور مصلحین بلند مرتبہ اور عالی نسب نہ ہوں تو ان کو حقیر سمجھا جاتا ہے اور اگر داعی ایسا ہو کہ لوگ اس کی نسب بزرگی اور خاندانی وجاہت کا انکار

لے کر وہ حرا کو اب جبلِ نور بھی کہتے ہیں۔ وہ غار جس میں آپ خلوت گزینی اختیار فرماتے تھے اس کا طول چار گز اور عرض پونے دو گز تھا۔ (مترجم)

نہ کر سکتے ہوں تو وہ اس کی ذاتی حیثیت کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس کی دعوت و پیغام کو غور و غوض سے سننے کے بعد صرف اسی بارے میں افترا پردازی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل شاہ قسطنطنیہ کی طرف نام مبارک ارسال فرمایا جس میں اسے اور اس کی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو ہرقل نے ابوسفیان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلے آپ کے نسب کے متعلق سوال کیا۔ ابوسفیان جو اس وقت مشرک تھا، نے جواب دیا کہ وہ نسب کے اعتبار سے ہمارے اشراف میں سے ہیں۔ جب ہرقل نے اپنے سوالات ختم کیے اور جوابات سن لیے تو اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ابوسفیان سے جو سوالات کیے تھے ان کی وجہ بیان کی۔ ہرقل نے کہا: ”میں نے تم سے ان کے خاندان اور نسب کے متعلق سوال کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ تمہارے شرفاء میں سے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جن کو بھی نبی بنایا وہ اپنی قوم کے بزرگ ترین اور نسب کے اعتبار سے برگزیدہ لوگوں میں سے تھے تاکہ ان کی اطاعت و اقتداء میں کسی کو عار محسوس نہ ہو۔“

حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام اعمال کے مقابلے میں شرافتِ نسبی کو کوئی وزن نہیں دیتا لیکن جو شخص شرافتِ نسب اور شرافتِ کردار کا جامع ہو وہ مرتبے کے لحاظ سے افضل و اعلیٰ ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے والا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا:

”خياركم في الجاهلية خياركم في الاسلام ان فقهوا۔“

(ترجمہ: تم میں سے جو لوگ جاہلیت میں ممتاز تھے وہ اگر دین کی سمجھ حاصل کر لیں تو وہ اسلام میں بھی ممتاز ہی رہیں گے)

(۲) جس داعیِ کچھ کچھ کا زمانہ حالتِ تہی میں گزرا ہو اور اس نے زندگی کی سختیاں جھیلی ہوں وہ انسانیت کی شرافت و اعلیٰ اقدار کے بارے میں حساس ہو جاتا ہے اس کا سینہ یتیموں، محتاجوں اور ستم رسیدہ لوگوں کے لیے محبت و شفقت کے جذبات سے لبریز ہوتا ہے اور وہ ان حرام نصیب اور پیمانہ طبقوں کے ساتھ زیادہ عدل و انصاف اور احسان و ترحم کا برتاؤ کرتا ہے۔ ہر داعی اس امر کا محتاج ہے کہ وہ انسانیت کی ایسی شریفانہ خصوصیات سے بہرہ مند ہو جن کے ذریعے وہ کمزوروں اور بے کسوں کی تکالیف و مصائب کا ادراک کر سکے اور اگر اسے بذاتِ خود اپنی زندگی میں یتامی، فقر اور مساکین جیسے حالات سے سابقہ پیش آیا ہو تو یہ تجربہ اس کے لیے بہترین محرک ثابت ہوتا ہے اور وہ ضعیف اور خستہ حال لوگوں کی تکالیف سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے۔

(۳) جو داعی ایسی فضا میں زندگی گزارے جو فطرت سے قریب تر اور تکلفات سے پاک ہو اس کا ذہن زیادہ صاف ہوگا اور وہ روحانی، جسمانی اور عقلی اعتبار سے زیادہ قوی اور حسنِ گفتار اور غور و فکر کی صلاحیتوں سے مالا مال ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسالتِ اسلام کے مشن کی سرانجام دہی کے لیے عرب کا انتخاب الٹے طریقے سے بلا وجہ نہیں کیا بلکہ اس لیے کیا کہ اہل عرب اپنے قرب و جوار کی تمدن قوموں کی بہ نسبت زیادہ سادہ اور صاف دل، سلیم الفکر اور نچتر

اخلاق کے حامل تھے اور اللہ کی دعوت کے سلسلے میں اور چار دانگ عالم میں اس کی رسالت کی نشر و اشاعت کے کٹھن کام میں جنگی مہمات وغیرہ کے دوران زیادہ تکلیفیں برداشت کرنے کا دم داعیہ رکھتے تھے۔

(۴) مرکز دعوت اور اس کی قیادت کے اہل صرف ذہین و فطین اور نامی گرامی لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ کمند ذہین اور نجابت شرافت میں درمیانہ درجے کے لوگ فکری، اصلاحی یا روحانی قیادت کی صلاحیت سے بہرہ یاب نہیں ہوتے، بلکہ وہ لوگ جو کمند ذہین ہوں یا جن کی فکر و رائے اضطراب و بے قاعدگی کا شکار ہو وہ تو زندگی کے متعدد گوشوں میں سے کسی ایک گوشے میں بھی قیادت و سیادت کے مستحق اور اہل قرار نہیں دیے جاسکتے جب زندگی کے تمام گوشوں کے ہدف اور احوال و ظروف باہم مماثل ہیں تو اسی سے مرکز قیادت کے بارے میں قیاس کر لیا جائے۔ اگر مرکز قیادت کسی نااہل کے سپر ہو تو وہ اسے بہت جلد تنزل کی گھڑائیوں تک پہنچا دے گا اور جب اس کی حماقت، بے قاعدگی اور اضطراب فکر کے کارنامے ظاہر ہوں گے تو قوم اس سے کوئی سروکار نہ رکھے گی۔

(۵) داعی کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی معیشت کے معاملے میں خود کفیل ہو اور اس کا انحصار اپنے ذاتی کاروبار یا ایسی شریفانہ ملازمت پر ہو جس میں اسے دوسروں کا دست نگر نہ ہونا پڑے اور ذلت و اہانت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ حقیقت یہ ہے کہ غلصہ اور شریف داعیان بذات خود اس چیز کو ناپسندیدہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں کے صدقات و عطیات پر گزارہ کریں۔ اگر وہ دوسروں کے دست نگر ہوں اور سوالی کی ذلت میں مبتلا ہوں (خواہ یہ سوال پوشیدہ اور خفی ہی کیوں نہ ہو) تو لوگوں کی نظروں میں ان کی عزت و شرافت جاتی رہے گی۔ جب ہم ایسے آدمی کو دیکھتے ہیں جو دعوت و ارشاد کا مدعی ہو لیکن مختلف حیلوں بہانوں سے لوگوں کے اموال ٹوٹ رہا ہو تو اس کے متعلق ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ وہ بذات خود اپنے آپ کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے چر جائیکہ اس کے پڑوسی یا دوسرے لوگ اس کے بارے میں یہ خیال کریں اور جس نے اپنی ذات کے لیے اہانت و رسوائی کو پسند کر لیا ہو وہ دوسروں کو مکارم اخلاق کی دعوت دینے، سرکشن اور مفیدین کا مقابلہ کرنے، شرف و فساد سے نبرد آزما ہونے اور امت مرحومہ میں کرامت و شرافت و استقامت کی روح بیدار کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

(۶) اگر داعی اپنی جوانی میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہو اور حسن اخلاق میں پختہ کار ہو اور اس کی دعوت سے قبل کی زندگی لوگوں کی نظروں میں بے داغ ہو تو اس کی دعوت الی اللہ، اصلاح اخلاق اور برائیوں کے خلاف جہاد کی تحریک ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ اگر ہم نے ایسے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے دعوتِ اصلاح اور بالخصوص اصلاح اخلاق کی تحریکیں چلائیں لیکن لوگوں نے ان کے ساتھ تعاون نہ کیا اور اس کی سب سے بڑی وجہ ان داعیان کا گناہوں سے آلودہ ماضی اور غیر مستقیم اخلاق تھا بلکہ یہ معیوب ماضی دعوتِ اصلاح جیسی تحریک کی صداقت کو بھی مشکوک بنا دیتا ہے۔ کیونکہ ایسے داعیان پر یہ تمت لگائی جاسکتی ہے کہ انہوں نے اپنی دعوتِ اصلاح کے پردے میں مخصوص اغراض چھپا رکھی ہیں اور ان پر یہ الزام بھی عاید کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے دعوتِ اصلاح کی

تحرک اس وقت شروع کی جبکہ وہ زندگی کی بڑی بڑی لذات و شہوات سے بہرہ اندوز ہو چکے ہیں اور اب وہ اس حالت اور عمر کے اس مرحلے پر پہنچ چکے ہیں جہاں ان کے لیے شہرت و جاہ اور عزت و مال حاصل کرنے کی کوئی امید نہیں رہی۔ اس لیے ایسے لوگوں کی دعوتِ اصلاح میں لوگوں کے لیے کوئی کشش نہیں ہوتی اور اس کی کامیابی محض اور غیر یقینی ہوتی ہے۔ اگر داعی جوان ہو اور استقامت کی صفت سے متصف ہو تو وہ ہمیشہ سرفراز اور شگفتہ جبین ہوتا ہے اور دشمنانِ تحریک اس کے ماضی قریب یا بعید کی وجہ سے اس کی تشہیر یا اس پر الزام تراشی نہیں کر سکتے اور لوگوں سے اس کا استغناء نہیں کیا جاسکتا۔

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ صدق و اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کی حالی نیکیوں کے سبب اس کے سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ لیکن جہاں تک دعوتِ اصلاح کا تعلق ہے اس کے لیے ایک ایسا داعی مطلوب ہے جن کی سیرت مستقیم ہو اور وہ اچھی شہرت کا مالک ہو اور صرف اسی صورت میں اس کی دعوت کی کامیابی کی امید کی جاسکتی ہے۔

(۷) داعی کے سفر کے تجربات، جمہور کے ساتھ اس کی معاشرت، لوگوں کے حالات و واقعات کی پہچان اور ان کی مصائب و مشکلات میں شرکت، یہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں دعوت کی کامیابی میں بڑا عمل دخل حاصل ہے۔ وہ لوگ جو صرف اپنی کتابوں اور مقالات کے ذریعے لوگوں سے رابطہ رکھتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ ان کے ذاتی مراسم نہیں ہوتے وہ دعوتِ اصلاح میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ لوگ ان کی دعوت پر کان نہیں دھرتے اور لوگوں کے دل و دماغ ان کی دعوت کو قبول نہیں کرتے کیونکہ لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ ان کے حالات و مشکلات سے بے خبر ہیں۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دیندار طبقے کی اصلاح کرے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ان کے حالات و مشکلات سے بے خبر نہیں۔ جو شخص مزدوروں اور کسانوں کی اصلاح کا پروگرام بنائے اس کو چاہیے کہ وہ ان کے دیہات اور کارخانوں میں ان کے ساتھ رہے اور ان کے گھروں میں جا کر ان کی خبر گیری کرے اور اجتماعات میں انہیں خطاب کرے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ لوگوں کے باہمی معاملات کی اصلاح کرے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ان کے بازاروں، منڈیوں، کارخانوں، مجلسوں اور اجتماعات میں ان کے ساتھ رابطہ رکھے۔ اور جو شخص سیاسی حالات کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے اس کو چاہیے کہ وہ سیاستدانوں سے میل جول رکھے، ان کی تنظیموں کے بارے میں معلومات حاصل کرے، ان کے خطابات میں شمولیت اختیار کرے، ان کے پروکاروں اور ان کی پارٹیوں اور جھٹوں کو تعلیم دے، ان کے طرز زندگی، تہذیب و ثقافت، تحریکی مقاصد اور نصب العین کا بغور مطالعہ کرے اور معلوم کرے کہ وہ انہیں کس طریقے سے خطاب کرے تاکہ وہ بدکنے نہ پائیں اور ان کے ساتھ معاملہ کرنے میں وہ اپنی ذاتی اصلاح کس طور پر کرے تاکہ وہ ناراض ہو کر اٹھے دُور نہ ہو جائیں اور اس کے ساتھ محاذ آرائی پر نہ آئیں۔

اس طرح داعی کے لیے واجب ہے کہ وہ زندگی کے تجربات اور لوگوں کے حالات کی معرفت حاصل کرے

تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر فی الحقیقت عمل پیرا ہونے کے قابل ہو جائے،
ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة۔ (النحل - ۱۲۵)
(ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ)
اور یہ قول ماثور کس قدر انوکھا اور جامع ہے:

خاطبوا الناس علی قدر عقولهم، اتريدون ان یکذب الله ورسوله؟
(ترجمہ: لوگوں کی سمجھ کے مطابق ان سے خطاب کرو، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول
کی تکذیب کی جائے؟)

(۸) داعی الی اللہ کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنے مختلف اوقات میں سے کچھ وقت ایسا نکالے جس میں وہ
خلوت گزینی اختیار کرے۔ اس دوران میں وہ اپنی روح کو اللہ جل شانہ کے ساتھ متصل کر دے، اخلاقِ ذمہ کی
کدورتوں سے اپنے آپ کو پاک و صاف کرے اور اپنے ارد گرد کی مضطرب و بے چین زندگی کے کبھیڑوں سے علیحدگی
اختیار کر لے۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اگر اس کی نیکی میں کمی واقع ہو گئی ہو یا اپنے نصب العین میں ٹھوکر کھا چکا ہو یا حکمت کے
راستے سے ہٹ گیا ہو یا اس سے کسی معاملے میں کسی قسم کی کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو یا وہ لوگوں کے ساتھ جنگ و جدال
یا مناقشت میں الجھ گیا ہو تو یہ خلوت کے اوقات اس کو محاسبہ نفس کی دعوت دیں گے اور اس طرح اس میں اللہ تعالیٰ
کی ذات و صفات اور اس کے ذکر سے محبت پیدا ہو گی اور اسے آخرت، جنت، دوزخ، موت اور
اس کے گلوگیر پھندے اور آلام یاد آئیں گے اسی لیے نماز تہجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرض کی گئی تھی اور دوسرے
کے حق میں مستحب قرار دی گئی ہے اس نفل نماز کی ادائیگی کے سب سے زیادہ سزاوارہ خوش نصیب ہیں جو لوگوں کو
اللہ تعالیٰ، شریعت اور جنت کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ خلوت، تہجد اور رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کی
عبادت کے لیے قیام میں ایک خاص لذت جس کا ادراک صرف وہی شخص کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کرامت و
شرافت سے نوازا ہو۔ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ اپنے متعلق کہا کرتے تھے،

”تہجد و عبادت میں ہم ایسی لذت حاصل کرتے ہیں کہ اگر اس کا علم بادشاہوں کو ہو جاتا تو وہ
اس کے لیے ہمارے ساتھ آمادہ پیکار ہو جاتے۔“

اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کافی ہے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے
فرمایا:

لے بخاری، کتاب العلم میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”حدثوا الناس بما یعرفون،
اتحبون ان یکذب الله ورسوله۔“

ایک روایت میں مخاطبوا کی جگہ تکلموا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ ۝ قُمْ الْيَلِ الْاَقْلِيلَا ۝ نَصْفَةُ اَوِ انْقَصْ مِنْ قَلِيلَا ۝ اَوْ نَزِدْ عَلَيَّ
 وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلَا ۝ اَنَا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلَا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الْيَلِ هِيَ اَشَدُّ
 وَطْأًا وَاَقْوَمُ قِيلَا ۝ (مزمّل - ۱-۶)

(ترجمہ: اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے! رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی رات یا اس
 سے کچھ کم کر لو، یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، ہم تم پر ایک بھاری
 کلام نازل کرنے والے ہیں۔ دراصل رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لیے بہت کارگر اور
 قرآن ٹھیک پڑھنے کے لیے زیادہ موزوں ہے)

فصل دوم

آنحضرتؐ کی حیاتیہ بعثت سے ہجرت تک

۱۔ واقعات

اس دوران میں ہمارے لیے مندرجہ ذیل تاریخی واقعات ثابت شدہ ہیں :

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر پوری کر لی اور آپ غار حرا میں غلط گزین تھے تو سو موار کے روز یکایک جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور اس کے ختم ہونے میں ابھی ستر دن باقی تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متصل سند کے ساتھ آنحضرتؐ پر نزول وحی کی کیفیت کے بارے میں حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔ جو خواب بھی آپ دیکھتے وہ ایسا ہوتا کہ جیسے آپ دن کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں۔ پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا میں غلط گزین ہو کر عبادت کرنے لگے۔ حضرت عائشہؓ نے تحنث کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی کئی کئی شب و روز تک مسلسل عبادت گزاری

لے اولین وحی کب نازل ہوئی اس باب میں اختلاف ہے۔ اہل روایت کے بقول تاریخ نزول وحی ۷ یا ۱۲ یا ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ یا ۲۴ رمضان بیلن کی جاتی ہے لیکن قرآن میں ارشاد ہوا ہے :

اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔

(ترجمہ : ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا)

اور اکثر علماء امت کی یہ رائے ہے کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں کوئی ایک طاق رات شب قدر ہے بلکہ ان میں سے زیادہ اہل علم ستائیسویں رات کو شب قدر کہتے ہیں۔

کے ہیں، آپ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جا کر وہاں چند روز گزارتے، پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور وہ مزید چند روز کے لیے سامان مہیا کر دیتی تھیں یہاں تک کہ آپ کے پاس امرِ حق آگیا اور اس وقت آپ غارِ اہل میں تھے۔ فرشتے نے رو در رو آپ کے سامنے آکر آپ سے کہا: ”پڑھو۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر بھیجنا یہاں تک کہ میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: ”پڑھو۔“ میں نے کہا: ”میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔“ اس نے دوبارہ مجھے بھیجنا اور میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: ”پڑھو۔“ میں نے پھر کہا: ”میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔“ اس نے تیسری مرتبہ مجھے بھیجنا یہاں تک کہ میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اقراء باسم ربك الذي خلق، خلق الانسان من علق، اقراء وسمك الاكرم الذي علم بالقلم، علم الانسان ما لم يعلم۔ (العلق ۱-۵)

(ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ایک کو تھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا)

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانپتے لڑتے ہوئے وہاں سے واپس آگئے اور خدیجہ بنت خویلد کے پاس پہنچ کر کہا:

”مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ۔“

چنانچہ آپ کو اڑھا دیا گیا۔ جب آپ پر سے خوف زدگی کی کیفیت دور ہو گئی تو آپ نے فرمایا:

”اے خدیجہ! یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔“

پھر آپ نے سارا قصداً کو سنایا اور کہا: ”مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔“

خدیجہ نے کہا: ”ہرگز نہیں، خدا کی قسم، آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے سہارا لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، جہان نوازی کرتے ہیں اور اصل مصیبت زدگان کی امداد کرتے ہیں۔“

پھر وہ حضورؐ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ عربی اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا: ”بھائی جان! ذرا اپنے بھتیجے کا قصہ سُنئے۔“

ورقہ نے حضورؐ سے کہا: ”بھتیجے! تم کو کیا نظر آیا؟“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا: یہ وہی ناموس (عالم بالا سے وحی

لانے والا جبریل فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں آپ کے زمانہ نبوت میں قوی اور جوان ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟“
 ورقہ نے کہا: ”ہاں، کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا۔“ مگر زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

ابن ہشام نے ابن اسحاق سے یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں سوئے ہوئے تھے۔ اسی حالتِ خواب میں جبریلؑ نے اگر ایک ریشمی کپڑے میں لکھی ہوئی تحریر آپ کو دکھائی اور کہا: اِقْرَا... (پڑھو...) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس تحریر کو پڑھا۔ فرشتہ چلا گیا اور جب میں میند سے بیدار ہوا تو معلوم ہوتا تھا کہ یہ تحریر میرے سینے میں لکھی ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: ”میں غار سے نکلا اور پہاڑ کے وسطی حصے میں آگیا، وہاں اچانک آسمان کی جانب سے ایک آواز میرے کانوں میں سنائی دی جو یہ تھی: اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھنے کے لیے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، کیا دیکھا ہوں کہ جبرائیلؑ ایک انسان کی شکل میں نمودار ہے اس کے دونوں پاؤں اکٹھے آسمان کے افق پر ہیں اور وہ کہہ رہا ہے:

”اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے اس کی طرف دیکھنے کے لیے توقف اختیار کیا اور اپنے مقام سے آگے پیچھے نہ ہوا۔ بعد ازاں آفاقِ آسمانی میں اس کی طرف سے میں اپنا رخ پھیرتا رہا لیکن جس طرف بھی رخ کرتا جبریلؑ کو اسی طرف اسی شکل و صورت میں موجود پاتا۔ چنانچہ میں اُسی حالت میں کھڑا رہا نہ آگے جاتا نہ پیچھے پلٹتا یہاں تک کہ خدیجہؓ نے میری تلاش میں اپنے آدمی بھیج دئے۔۔۔۔۔ الخ

(۲) سب سے پہلی ایمان لانے والی اور اسلام میں داخل ہونے والی آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ تھیں، ان کے بعد آپؐ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ ایمان لائے، جن کی عمر اس وقت دس سال کی تھی۔ پھر آپؐ کے آزاد کردہ حضرت زید بن حارثہؓ (مولیٰ) ایمان لائے اور بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے۔ غلاموں میں

لے یہ بات متفق علیہ ہے کہ سب سے پہلی مسلمان خاتون حضرت خدیجہؓ تھیں۔ اس کے بعد اس امر میں اختلاف ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ میں سے کون سب سے پہلے اسلام لایا۔ بہر حال یہ بالاتفاق تسلیم کیا جاتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد اولین اسلام لانے والے یہی تین حضرات تھے۔ (بحوالہ میرٹ سرور عالم، ج ۲، ص ۱۲۳) ترجمہ

سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت بلال بن ابی رباح حبشی تھے۔ اس طرح حضرت خدیجہؓ علی الاطلاق سب سے پہلی ایمان لانے والی خاتون ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ سوموار کو دن کے آخری حصے میں نماز پڑھی اور یہ آپ کی نماز کا پہلا روز تھا۔ اس وقت صرف دو نمازیں فجر و عصر کی فرض ہوئی تھیں جن میں دو دو رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ (۳) بعد ازاں ایک مدت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول بند رہا۔ اس مدت کے تعین کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ وقفہ زیادہ سے زیادہ تین سال اور کم از کم چھ مہینے تھا، اور یہ آخری روایت ہی صحیح ہے۔ نزولِ وحی کی بندش کا زمانہ آپ پر بہت شاق گزرا اور آپ پر اس قدر شدید غم کی کیفیت طاری رہی کہ بعض اوقات آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو گرا دینے کے لیے آمادہ ہو جاتے تھے کیونکہ آپ کو یہ شبہ گزرتا ہو گا کہ شرفِ رسالت کے لیے منتخب کیے جانے کے بعد کہیں اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا ہو۔ پھر اس کے بعد نزولِ وحی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک روز میں راستے سے گزر رہا تھا یکایک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غارِ اہل میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک گڑھی پر بیٹھا ہوا ہے میں اسے دیکھ کر سخت دہشت زدہ ہو گیا اور گھر پہنچ کر میں نے کہا: ”مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ۔“ چنانچہ گھروالوں نے مجھ پر لحاف (یا کبیل) اڑھا دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی: ”يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ... تَمَّ... وَالْحِزْنُ فَاهْجُرْ“ پھر لگاتار وحی کا نزول شروع ہو گیا۔

(۴) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری قوت اور حکمت کے ساتھ تین سال تک اسلام کی دعوت پیش کی یہاں تک کہ ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی مسلمان ہو گئی جو صحیح الفکر اور سلیم الفطرت تھے۔ (۵) جب اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد تقریباً تیس ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا

لے ترجمہ: اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے! اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دُور رہو۔

لے ابتدائی تین سال تک آنحضرتؐ خفیہ طور پر تبلیغ کرتے رہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کی تحقیق کے مطابق اس سال دور میں ۱۳۴ اشخاص نے اسلام قبول کیا جن کے اسماء گرامی سیرت سرورِ عالم جلد دوم کے صفحات ۱۵۵ تا ۱۶۲ پر درج ہیں۔ ان کے علاوہ آنحضرتؐ کی تین صاحبزادیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ بھی اپنی ماں حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ایمان لائی تھیں۔ اور اگر حضرت ام الفضلؓ زوجہ حضرت عباسؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کو بھی قدیم الاسلام تسلیم کیا جائے تو ان لوگوں کی کل تعداد ۱۳۹ بن جاتی ہے۔

(مترجم)

کردہ دعوت کی تبلیغ کھلے بندوں کریں جیسا کہ سورہ الحجرات کی آیت ۹۴ میں فرمایا گیا:

فَاَصْدِعْ بَمَا تَوَلَّوْا وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ۔

(ترجمہ: پس اسے نبی! جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو)

(۶) جب آپ نے علانیہ دعوت عام شروع کی تو کفار کی مخالفت زور پکڑ گئی اور انہوں نے نئے نئے ایمان لانے والوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا رسانی کا تختہ مشق بنایا۔ مشرکین کو یہ خوف لاحق ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بودے عقاید و مراسم کا قلع قمع کر دیں گے اور ان کے مجبوتے خداؤں کی خدائی کا پردہ چاک کر دیں گے کیونکہ وہ ایک ایسے دین کا پرچار کر رہے ہیں جو صرف ایک خدا کی طرف دعوت دیتا ہے اور جس کی صفت یہ ہے کہ آنکھیں اور نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے۔ وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔

(۷) اس دوران میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ارقم بن ابی ارقم جو حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے ان کے مکان کو مسلمانوں کے اجتماع اور دعوت و تبلیغ کا مرکز بنادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مسلمانوں کو قرآن کریم کی نازل شدہ آیات سناتے اور دین کے ان احکام و قوانین کی تعلیم دیتے جو دقیقاً نازل ہوتے رہتے۔

(۸) اس مرحلے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ آپ کوہ صفا پر کھڑے ہوئے اور قریش کے ایک ایک قبیلے اور خاندان کا نام لے لے کر آپ نے آواز دی اور انہیں اسلام قبول کرنے اور بتوں کی عبادت چھوڑ دینے کی دعوت دی، جنت کی رغبت دلائی اور دوزخ سے ڈرایا۔ اس پر آپ کے چچا ابولہب نے آپ کو کہا:

ستیاناںس جائے تیرا، کیا اس لیے تُو نے ہمیں جمع کیا تھا!

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو روکنے کے لیے قریش نے پنے درپے آپ کے چچا ابولہب کے پاس وفد بھیج کر ان پر دباؤ ڈالا کہ وہ ان کی حمایت چھوڑ دیں اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سپرد کر دیں تاکہ وہ ان سے نمٹ لیں۔ لیکن آپ کے چچا آپ کی حمایت سے دست بردار نہ ہوئے۔ ایسے ہی ایک وفد کے چلے جانے کے بعد انہوں نے آنحضرت کو بلایا اور مشورہ دیا کہ دعوت کے کام میں ذرا تخفیف کر دی جائے تاکہ قریش کو آپ کا مشن ناگوار نہ ہو۔ چچا ابولہب کی یہ بات سن کر آنحضرت نے یہ گمان کیا کہ چچا کے لیے اب میری حمایت کرنا مشکل ہو گیا ہے اور وہ اس سے دست کش ہونے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔

اس وقت آنحضرت نے اپنا وہ مشہور جواب ارشاد فرمایا:

خدا کی قسم، اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی میں یہ

کام نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ یا تو اللہ اسے کامیاب کر دے یا میں اس راہ میں ہلاک ہو جاؤں۔
(۱۰) اس کے بعد مشرکین کے ہاتھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعذیب شدت اختیار کر گئی اور انہوں نے مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کے لیے بے رحمی، دندہ طبعی اور سفاکی کا بے پناہ مظاہرہ کیا اور ظلم و ستم کے عبرتناک کارنامے سرانجام دیے خاص طور پر بے کس، غریب مسلمانوں اور غلاموں اور کینزوں کی تو شامت آ گئی۔ مثلاً حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ کو ابو جہل نے اسلام لانے کے جرم میں برچی ماری اور وہ ہلاک ہو گئیں، اور حضرت زبیرؓ (کینز) کو ابو جہل نے اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

(۱۱) جب قریش نے دیکھا کہ ایذا رسانی کی شدت بھی مومنین کے پائے استقلال میں لغزش پیدا کرنے اور ان کو اپنے عقیدے سے ہٹانے میں ناکام ہو چکی ہے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کی کوشش کی، اور یہ پیشکش کی کہ اگر آپ کو مال و دولت مطلوب ہو تو آپ جتنا مال لینا چاہیں لے لیں اور اگر بادشاہ بننا مقصود ہو تو وہ آپ کو بادشاہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

(۱۲) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریش کی ایذا رسانی کا سلسلہ طول پکڑتا جا رہا ہے اور ان کی ستم رانی صحابہ کرام کے لیے ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئی تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ”اچھا ہو کر تم لوگ یہاں سے نکل حبش چلے جاؤ، وہاں ایک بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ بھلائی کی سرزمین ہے۔ جب تک اللہ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا نہ کرے تم لوگ وہیں ٹھہرے رہو۔“ اس ارشاد کے مطابق سرزمین حبش کی طرف پہلی ہجرت ہوئی جس میں ۱۲ مردوں اور ۴ خواتین نے حبش کی راہ لی۔ جب انہیں شہر عمر کے مسلمان ہونے اور غلبہ اسلام کی خبر پہنچی تو وہ مکہ میں واپس آ گئے لیکن یہاں زیادہ دیر قیام نہ کیا بلکہ دوبارہ حبش چلے گئے اور ان کے ہمراہ اور لوگ بھی شامل ہو گئے۔ یہ دوسری ہجرت حبش ہے جس میں مہاجرین کی تعداد ۴۸ مردوں اور ۱۱ خواتین تک پہنچ گئی۔

(۱۳) مشرکین قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کا مقاطعہ باقی سب خاندانوں سے کرا لیا کہ ان کے ساتھ فرید و فروخت، شادی بیاہ اور میل جول کا کوئی تعلق نہ رکھا جائے گا اور نہ ہی ان سے کبھی صلح کی جائے گی یہ مقاطعہ دو تین سال تک رہا۔ (اس دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور رہے) اور آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو سخت تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ بالآخر قریش کے کچھ عقلمند لوگوں کی مساعی سے اس مقاطعہ کا خاتمہ ہوا۔

ب۔ پند و نصائح

(۱) یہ حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دعوتِ خیر و اصلاح کی توفیق دیتے ہیں تو اس کے

دل میں معاشرے میں پھیلی ہوئی گمراہی اور بگاڑ کے خلاف کراہت و ناپسندیدگی کے جذبات پیدا کر دیتے ہیں۔

(۲) غار حرا میں فرشتے کی آمد سے پہلے تک حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات سے خالی الذہن تھے کہ آپ کو شرفِ نبوت سے نوازا جائے گا۔ اس چیز کا طلبگار ہونا تو درکنار آپ کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا کہ کوئی ایسا معاملہ آپ کے ساتھ پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں خلوت گزینی کے لیے جو جذبہ بیدار کیا وہ تو صرف عبادت گزاری کے لیے تھا تاکہ اس طریقے سے آپ کی تطہیر ہو اور روحانی طور پر آپ میں رسالت کا بارگراں اٹھانے کی استعداد پیدا ہو جائے۔ اگر آنحضرتؐ شرفِ نبوت سے نوازے جانے کے امیدوار ہوتے تو آپ نزدِ وحی سے کبھی غفلت زدہ نہ ہوتے اور نہ ہی غارِ حرا میں پیش آنے والے واقعہ کے بعد حضرت خدیجہؓ کے پاس کا بچتے ہوئے آکر استفسار کرتے، آپ کو اپنی رسالت کے بارے میں پختہ یقین اس وقت ہوا جب آپؐ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا،

”اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔“

مزید برآں درقبنِ نوفل نے بھی آنحضرتؐ اور حضرت خدیجہؓ کے روبرو اس امر کی تصدیق کر دی کہ جو کچھ آپؐ نے غار میں دیکھا ہے یہ وہی ناموس (عالمِ بالا سے وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا تھا۔

(۳) جب دعوتِ اصلاح اور جمہور کے اعتقادات و افکار میں ہم آہنگی نہ ہو تو داعی کو چاہیے کہ وہ اس وقت تک علانیہ دعوت کا کام نہ کرے جب تک کہ اس دعوت پر ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ایمان نہ لے آئے جو اس کے راستے میں ہر قسم کے مخالف و موافق حالات میں ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لیے آمادہ ہو۔ چنانچہ اگر داعی پر کوئی افتاد پڑے اور اسے ایذا رسانی کا ہدف بنایا جائے تو اس کی دعوت پر ایمان لانے والے اس کے پیروکارِ اشاعتِ دعوت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ صرف اسی صورت میں دعوت کی لگاتار اشاعت کی ضمانت حاصل ہو سکتی ہے۔

(۴) یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب کو یکایک وہ پیغام دیا جو ان کے نظریات و ایمانیات کے خلاف تھا۔ انہوں نے آپؐ کی دعوت کا انکار شدہ و مد سے کیا اور ان کی تمام تر خواہش و کوشش یہ تھی کہ آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب کو ہلاک کر دیا جائے۔ دورِ حاضر کے بعض داعیانِ قومیت کے زعمِ باطل کا رد اس واقعہ میں موجود ہے۔ ان داعیانِ قومیت کا گمان یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی تحریکِ رسالت اس وقت کے اہل عرب کی خواہشات اور نصب العین کے مطابق تھی۔ یہ ایک مضحکہ خیز گمان ہے جس کی تردید تاریخی واقعات سے ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے داعیان اس طرح کی باتیں دعوائے قومیت کے بارے میں اپنے غلو کی بنا پر کرتے ہیں اور وہ اسلام کو ایک ایسا نظامِ زندگی قرار دیتے ہیں جس کا دھار اہل عرب کی قومیت اور ان کے افکار سے پھوٹا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا برملا انکار ہے اور رسالتِ اسلام کی عظیم توہین ہے۔

(۵) اگر اشتراک اور گمراہ لوگ مومنین کو ہر طرح کے جور و ستم کا نشانہ بنائیں اور مومنین اس کے باوجود اپنے عقیدے اور نصب العین پر ثابت قدم رہیں تو یہ ان کے حق میں صدقِ ایمان، اخلاصِ عقیدہ اور ذاتی و روحانی بلند ی کی بین

دلیل ہے۔ انھیں اپنے لائحہ عمل میں ضمیر کی راحت اور روحانی و فکری اطمینان حاصل ہوتا ہے اور وہ کفار کی ایذا رسانی اور ظلم و تعدی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے مقابلے میں ہیج سمجھتے ہیں۔

سچے اور پختہ کار مومنین اور اخلاص پر مشہد اعیان کی تمام تر نگین اور دائمی تگ و دو تن پروری کی بجائے اپنی روحانی آسودگی کے لیے ہوتی ہے وہ ہمیشہ اپنے روحانی جذبات کی تسکین میں کوشاں رہتے ہیں اور اپنی جہانی داعیات و شہوات مثلاً حصولِ راحت و لذت اور شکم سیری کی چندان فکر نہیں کرتے۔ اسی لیے ان کی دعوتِ اصلاح کو فروغ نصیب ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے جمہور تارکیوں اور جہالتوں سے نجات حاصل کرتے ہیں۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے مشورہ تخفیفِ دعوت کا جو جواب دیا اور کفارِ قریش کی طرف سے بادشاہت اور مال و دولت کی پیشکش کو جس طرح رد کر دیا یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ آپ اپنے عملے رستا میں کس قدر سختے ہیں اور لوگوں کا ہدایت یافتہ ہونا آپ کو کس درجہ مرغوب و مطلوب ہے۔ اسی طرح ایک داعی کو چاہیے کہ وہ اپنی دعوت میں پختہ کار اور مستقیم ہو اور اگر اہل باطل اس کو جہاد و منصب کا لالچ دے کر راہِ راست سے ہٹانے کی کوشش کریں تو اسے ایسی پیشکش کو ٹھکرا دینا چاہیے۔ مومنین کو راہِ حق میں جو تکالیف پہنچتی ہیں وہ ان کے ضمیر اور قلب و نظر کے لیے راحت کا سامان مہیا کرتی ہیں اور ان کے نزدیک دنیا کے مناصب و درجات اور مال و مال سے کہیں زیادہ مرغوب و عزیز اوقیعتی متاع اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کا حصول ہے۔

(۷) داعی کو چاہیے کہ وہ ہر روز یا ہر ہفتے وقفوں و وقفوں سے اپنے رفقاء کے اجتماعات منعقد کرتا رہے اور انہیں دعوت کے طریق کار اور اس کے اسالیب و آداب کی تعلیم دیتا رہے تاکہ انہیں ایمان و یقین میں زیادتی حاصل ہو اگر علانیہ اجتماعات عام میں داعی کو اپنی جان اور اپنے رفقاء کی ہلاکت کا خطرہ محسوس ہو تو اس کے لیے واجب ہے کہ وہ خفیہ طور پر خصوصی اجتماعات منعقد کرے تاکہ اہل باطل ان کے برخلاف کوئی سازش یا منصوبہ تیار کر کے انہیں جو رستم کا ہدف نہ بناسکیں اور ان کی ہلاکت کا اقدام نہ کر سکیں۔

(۸) داعی کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے بھی دعوتِ اصلاح کی تبلیغ کا اہتمام کرے اور اگر وہ اس سے منہ موڑ جائیں اور مگر ابھی اور بگاڑ کی روش پر قائم رہیں تو وہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے سامنے معذرت پیش کر سکے۔

(۹) اگر داعی کو محسوس ہو کہ کفار کی فتنہ پرازی کے باعث اس کی جماعت کے لوگوں کی زندگیوں اور اعتقادات خطرے کا شکار ہیں تو اسے چاہیے کہ وہ ان کے لیے ایسا ما من تلاش کرے جہاں وہ اہل باطل کی سرکشی اور ظلم و زیادتی سے امان حاصل کر سکیں۔ اور یہ چیز دایمان کے جذبہ قربانی کے منافی نہیں ہے۔ اگر دایمان کی افرادی قوت کم ہو تو اہل باطل ان کو موت کے گھاٹ اتار کر ان کی تحریک کو کچل سکتے ہیں اس لیے دایمان کو چاہیے کہ وہ ایسے ناسازگار حالات میں اپنی دعوت اور وجود کو بچا کر کسی دارالامان کی طرف نکل جائیں تاکہ ان کی دعوت کو استمرار اور نشرو اشاعت

کی ضمانت حاصل ہو جائے۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حبش کی طرف دو مرتبہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختلاف مذاہب کے باوجود دینداروں کے مابین دینی رابطہ بت پرستوں اور ملحدوں کے ساتھ رابطہ کی بہ نسبت زیادہ مضبوط اور قابل اعتماد ہوتا ہے۔ آسانی او یاں جس طرح اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور یوم آخر پر ایمان لانے کے بارے میں باہم متفق ہیں اسی طرح وہ اجتماعیت کبریٰ کے نصب العین کے ماتخذ اور اصول صحیح کے بارے میں بھی باہم ملتے جلتے ہیں اس لیے ان کے درمیان قربت کی بنیادیں زیادہ قابل اعتماد اور پختہ ہیں۔ اس کے برعکس الحاد بت پرستی اور شرائع الہیہ سے انکار کے ساتھ رنگ و نسل اور زبان و وطن کے اشتراک کی بنیادیں غیر پختہ اور ناقابل اعتماد ہیں۔

(۱۱) اہل باطل کا معمول ہے کہ وہ آسانی کے ساتھ اہل حق کے سامنے تسلیم خم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اگر دعوت حق کا مقابلہ کرنے اور اسے کچلنے کے لیے ایک ذریعہ ناکارہ ثابت ہو جاتا ہے تو وہ دیگر ذرائع و وسائل مہیا کر لیتے ہیں اور حق و باطل کی یکشمکش مسلسل جاری رہتی ہے جب تک کہ حق پوری طرح کامیابی سے ہٹکار نہ ہو جائے اور باطل پوری طرح نیست و نابود نہ ہو جائے۔

فصل سوم

ہجرتِ حبشہ سے ہجرتِ مدینہ تک

۱۔ تاریخی واقعات

اس وقفہ کے دوران میں مندرجہ ذیل واقعات پیش آئے:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب بعثت کے دسویں سال وفات پا گئے۔ وہ اپنی زندگی بھر کفار کے مقابلے میں اپنے بھتیجے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت و حمایت کرتے رہے۔ جب تک وہ زندہ رہے ان کی بیعت و احترام کی وجہ سے کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کوئی ایذا نہ پہنچا سکے۔ ابوطالب کے انتقال کے بعد قریش کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ آنحضرتؐ کو شدید ایذا رسانی کا نشانہ بنا سکیں۔ اس لیے چچا کی وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انتہائی رنج و ملال کا باعث ثابت ہوئی۔ جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا اور وہ بسترِ مرگ پر توی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انتہائی خواہش تھی کہ وہ کلمہ اسلام کہیں، لیکن انہوں نے اس خوف کی وجہ سے کلمہ کہنے سے انکار کر دیا کہ کہیں ان کی قوم انہیں رسوا نہ کرے۔

(۲) حضرت خدیجہؓ نے بھی اسی سال وفات پائی۔ دشمنانِ قریش کی طرف سے جو غم و آلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتے تھے حضرت خدیجہؓ کی رفاقت ان کو ہلکا کر دیتی تھی۔ ایسی رفیقہٴ حیات کی وفات سے آنحضرتؐ کو شدید صدمہ ہوا۔ چونکہ اس سال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار چچا اور غمگسار بیوی دونوں انتقال کر گئے اس لیے آپ نے اس سال کو عام الحزن (یعنی سالِ غم) کا نام دیا۔

(۳) چچا اور بیوی کی وفات کے بعد جب قریش کی ریشہ دوانی اور ستم رانی شدت اختیار کر گئی تو آپ نے اس خیال سے طائف کا رخ کیا کہ شاید وہاں آپ کی دعوت کو قبیلہ بنی ثقیف کی طرف سے حسن قبول اور نصرت حاصل ہو۔ لیکن نہ صرف

لے اس امر میں اختلاف ہے کہ آپ نے طائف میں کتنا عرصہ قیام فرمایا۔ اختلافِ روایت کی بنا پر آپ وہاں دس دن یا بیس دن ٹھہرے۔ اور ایک روایت میں طائف کے قیام کی مدت ایک مہینہ بتائی گئی ہے۔ (مترجم)

یہ کہ طائف میں آپ کی دعوت کو پذیرائی نصیب نہ ہوئی بلکہ اہل طائف نے آپ کے ساتھ غیر شریفانہ سلوک کیا۔ انہوں نے اپنے لڑکے بالوں کو آنحضرتؐ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپ پر سنگباری کی اور آنحضرتؐ کے دونوں مبارک قدموں خون بہنے لگا۔ آپؐ نے طائف کے باغوں میں سے ایک باغ میں پناہ حاصل کی اور اس عجز و انکسار کی حالت میں اپنے اللہ کی طرف رجوع کیا اور گڑا گڑا کر یہ رقت انگیز دُعا مانگی،

”الہی! میں تیرے ہی حضور اپنی کمزوری، بے سرو سامانی اور لوگوں کی نگاہ میں اپنی توہین کا شکوہ کر رہا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو سارے ہی کمزوروں کا مالک ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے۔ تو مجھے کس کے سپرد کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے سپرد؟ جو مجھ سے درستی کا برتاؤ کرے؟ یا کسی دشمن کے سپرد جو مجھ پر قابو پالینے کی طاقت رکھتا ہے؟ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے ان مصائب کی کچھ پروا نہیں۔ اگر تیری طرف سے مجھے اُسوگی نصیب ہو جائے تو اس میں میرے لیے زیادہ کشائش ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے اس نور کی جس سے اندھیروں میں اہلا ہوتا ہے اور دنیا و آخرت کے معاملات درست ہو جاتے ہیں، مجھے اس سے بچالے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری ناراضی مجھ پر وارد ہو۔ میں تیری رضا پر راضی ہوں یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور بدی سے بچنے کی طاقت ادنیٰ کی کرنے کی توفیق مجھے تیری ہی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔“

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے اور بنی ثقیف میں سے کسی نے بھی آپؐ کی دعوت کو قبول نہ کیا ماسوائے ”عداس“ کے جو عقبہ اور شیبہ فرزدان ربیعہ کا عیسائی ملازم تھا۔ ایک روز بنی ثقیف کے اہل باغوں نے آپؐ کا گھیراؤ کیا اور آپؐ کو اس حد تک تنگ کیا کہ آپؐ ایک باغ کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے۔ یہ باغ عقبہ اور شیبہ پسرانِ ربیعہ کا تھا۔ جب انہوں نے آنحضرتؐ کو اس عاجزی و درماندگی کی حالت میں دیکھا تو انہوں نے غلام کو کہا کہ ان گوروں کا ایک خوشہ اس شخص کو دے آؤ۔ جب غلام نے ان گوراء آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیے تو آپؐ نے بسم اللہ کہہ کر ان گوروں کا شروع کیے۔ اس چیز نے عداس کو آپؐ کی طرف مائل کر دیا کیونکہ وہاں تو کوئی بھی یہ کلمہ کہنے والا نہیں تھا۔ اس کے بعد عداس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت ہوئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

(۵) معجزہ اسراء و معراج وقوع پذیر ہوا۔ یہ واقعہ کب پیش آیا اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں اور منوکہ قول یہ ہے کہ یہ ہجرتِ مدینہ سے قبل ۱۱ سالہ بعد بعثت کا واقعہ ہے۔ جمہور علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اسراء و معراج دونوں واقعات ایک ساتھ پیش آئے تھے۔ ایک ہی رات میں آپؐ کو جسم و روح کے ساتھ بیداری کی حالت

لے اسراء سے مراد، رات کے وقت آپؐ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے جانا ہے۔ (مترجم)
لے معراج سے مراد ہے آپؐ کا مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتقی تک پہنچنا۔ (مترجم)

میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا پھر آپؐ علم بالا کی انتہائی بلندیوں سے گزرتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں پہنچے اور پھر اسی رات صبح ہونے سے قبل مکہ مکرمہ اپنے گھر میں واپس بھی تشریف لے آئے۔ آپؐ نے قریش کو اس معجزہ کی روداد سنائی تو انہوں نے آپؐ کا استہزاء کیا اور مذاق اڑایا۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ اور دیگر راسخ الایمان مسلمانوں نے آپؐ کی تصدیق کی۔

(۶) اسی شب معراج میں ہر عاقل بالغ مسلمان پر پنجوقتہ نماز فرض کی گئی۔

۷۔ انصار کے اسلام کی ابتداء۔ سالہ بعد بعثت کے موسمِ حج میں آنحضرتؐ اپنے قاعدے اور سالانہ معمول کے مطابق ہر قبیلے کے پڑاؤ پر تشریف لے گئے اور انہیں بتوں کی عبادت ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اسی اثناء میں پھرتے پھراتے آپؐ اس عقبہ (گھاٹی) کے قریب پہنچے جو منی کے علاقے میں مکے کے راستے پر واقع ہے جس کے قریب رمی جمار کی جاتی ہے وہاں قبیلہ اوس و خزرج کے ایک گروہ سے آپؐ کی ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے ان کی تعداد سات تھی۔ جب وہ مدینہ کی طرف واپس گئے تو انہوں نے اپنی قوم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی اس ملاقات اور دینِ اسلام قبول کرنے کا ذکر کیا۔ اس طرح وہاں اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

۸۔ پہلی بیعتِ عقبہ۔ آئندہ سال یعنی سالہ بعد بعثت کے زمانہ حج میں انصار کے ۱۲ افراد نے اسی عقبہ کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل کیا اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب وہ واپس گئے تو آنحضرتؐ نے ان کے ہمراہ مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ بھیج دیا تاکہ وہ مسلمانوں کو قرآنِ کریم پڑھائیں اور انہیں اسلام کی تعلیم دیں۔ اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام کی نشر و اشاعت وسیع پیمانے پر ہو گئی۔

۹۔ دوسری بیعتِ عقبہ۔ تیسرے سال یعنی سالہ بعد بعثت انصار مدینہ کی ایک جماعت موسمِ حج میں مکہ مکرمہ آئی اور انہوں نے خنیعہ طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بمقام عقبہ ملاقات کی۔ یہ جماعت ستر مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل تھی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و تائید اور اس بات پر بیعت کی کہ وہ آپؐ کی ہر اس

لے بعض روایات کے مطابق ان کی تعداد چھ تھی اور یہ سب کے سب قبیلہ خزرج کے تھے۔ اور کچھ دیگر روایات میں ہے کہ یہ آٹھ آدمی تھے۔ (مترجم)

لے بعض مریضین نے انصار کے ابتدائے اسلام کے واقعہ کا نام پہلی بیعت عقبہ رکھا ہے اور انہوں نے ۱۲ افراد والی بیعت کو دوسری بیعت عقبہ اور ۳، آدمیوں والی بیعت کو تیسری بیعت عقبہ کے عنوان سے معنون کیا ہے۔ (مترجم)

لے ایک روایت کے مطابق اس بیعت میں دو عورتیں اور ۳، مرد شامل تھے جن میں سے ۱۱ قبیلہ اوس کے تھے اور ۶ قبیلہ خزرج کے۔ (مترجم)

چیز سے حفاظت کریں گے جس سے وہ خود اپنی عورتوں اور اولاد کی کرتے ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ۱۲ نقیب منتخب کیے جو اپنے اپنے قبیلے کے ذمہ دار بنائے گئے۔ اس کے بعد وہ مدینہ واپس چلے گئے۔

ب۔ پسند و نصائح

(۱) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ داعی کی حمایت اس کا کوئی ایسا قریبی رشتہ دار کرتا ہے جو اس کی دعوت پر ایمان نہیں لاتا بلکہ صرف قرابت کی عصبیت کے باعث وہ ایسا کرتا ہے۔ وہ اشارہ کو داعی کے خلاف ظلم و عدوان روا رکھنے سے روکتا ہے اور اس طرح دعوت کو فائدہ پہنچتا ہے جب کہ وہ ابھی کمزور حالت میں ہو۔ اگر داعی اپنے قبیلے اور خاندان کی برائیوں میں ان کا شریک کار نہ ہو تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے قبیلے اور خاندان کی عصبیت کا فائدہ اپنی ذات اور دعوت کے لیے حاصل کرے۔

۲۔ ایک نیکو کار بیوی اگر اپنے داعی خاوند کی دعوت پر ایمان رکھتی ہو اور اس کے دکھ درد میں برابر کی شریک ہو تو وہ اپنے خاوند کی بیشتر مصیبتیں نرم کر دیتی ہے اور اس کے رنج و غم کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اسے اپنی دعوت کے سلسلے میں استقامت اور ثابت قدمی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح ایک غمگسار بیوی کا دعوت کی کامیابی و کامرانی میں نمایاں حصہ ہوتا ہے۔ ایک ایمان دار اور وفا شعار بیوی جو اپنے خاوند کی دعوت خیر کی کامیابی، اس کی ثابت قدمی اور دعوت کے لیے پیہم جدوجہد میں اچھا کردار ادا کرنا چاہے اس کے لیے آنحضرتؐ کے ساتھ سیدہ خدیجہؓ کا حسن سلوک ایک اعلیٰ نظیر اور بہترین نمونہ عمل ہے۔ اور معرکہ اصلاح کی سرگرمیوں کے دوران میں ایسی رفیقہ حیات کا فقدان داعی خاوند کے لیے سزا و یاس کا باعث اور بہت بڑا نقصان ہے۔

(۳) دعوت حق کے کسی غیر مومن حامی رشتہ دار کی وفات پر غمزدہ ہونا ایک غفلت داعی کے لیے قدرتی امر ہے۔ اسی طرح ایک مومن و مخلص رفیقہ حیات جو دعوت کے لیے ہر طرح کی قربانیاں کرتی ہو اور ہر قسم کے حالات میں دعوت کی نصرت و تائید پر کمر بستہ رہتی ہو۔ ایسے مثالی کردار کی حامل بیوی کی موت کا صدمہ بھی قدرتی ہے اور داعی کے اخلاص و فداکشی کا مظہر ہے۔ جب ابو طالب فوت ہوئے تو اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور آپ کی مغفرت فرمائے۔ میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسا کرنے سے منع نہ کر دے۔“

دوسرے مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اپنے مشرک مردہ رشتہ داروں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قَرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ

مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ۔ (التوبہ - ۱۱۳)

(ترجمہ: نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں، چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں)

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے لیے مغفرت کی دعا ترک کر دی اور دوسرے مسلمانوں نے بھی اپنے اپنے مشرک مردہ رشتہ داروں کے لیے دعا مانگنے سے اجتناب کی روش اختیار کر لی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی بھر حضرت خدیجہؓ کی فضیلت و شرافت کا ذکر کرتے رہے ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہے۔ ان کی سہیلیوں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتے رہے اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ان کی اس قدر تعریف فرماتے تھے کہ حضرت عائشہؓ کو حضرت خدیجہؓ پر رشک آتا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے،

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر مجھے اتنا رشک نہیں آتا تھا جس قدر رشک کہ مجھے حضرت خدیجہؓ پر آتا تھا حالانکہ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے۔ آپ جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے اور اس کے ٹکڑے کرتے تو انہیں حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کے ہاں بھجواتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے یہ کہنے کی جسارت کی (کہ آپ تو خدیجہؓ کی اس طرح تعریف کرتے ہیں) گویا ان کے سوا دنیا میں کوئی اور عورت ہی نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں، بدوہ ایسی اور ایسی تھی اور اس کے بطن سے میرے ہاں اولاد بھی ہوئی۔“

(۴) جب اہل مکہ نے آنحضرتؐ کی دعوت کو قبول نہ کیا اور آپؐ نے طاقت کا رخ کیا تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت کی پیہم تبلیغ کے لیے عزم مصمم کے حامل تھے اور اس سلسلے میں کبھی ناامیدی کا شکار نہ ہوئے۔ اگر ایک مقام پر آپؐ کی دعوت کے آگے رکاوٹیں کھڑی کی گئیں تو آپؐ اس کے لیے نئے نئے میدانوں کی تلاش و جستجو کے لیے نکلتے رہے۔ طاقت کے بنی ثقیف نے اپنے لڑکے بالوں اور بیوقوفوں کو ورغلا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شری پسندی کی طبعی خاصیت اور اس کے طور طریقے ہر جگہ یکساں ہوتے ہیں یعنی یہ کہ بیوقوفوں کو دایمانِ خیر و صلاح کی ایذا رسانی کے لیے اکسانا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے خون بہنا، ایک داعی حق کے ظلم و ستم برداشت کرنے کی بہت بڑی مثال ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقت کے ایک باغ میں جو عافرائی وہ ایک اہدی و عاہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاص اور مصائب کے علیٰ العزم، دعوت کے مسلسل جاری رکھنے کا عزم مصمم نمایاں نظر آتا ہے۔ دعا کا یہ فقرہ ”اگر تو مجھ پر ناراض نہیں ہے تو مجھے کچھ پروا نہیں“ ظاہر کرتا ہے کہ یہ دُعا صرف خدا نے واحد و یکتا کی رضا جوئی کے لیے تھی نہ کہ بڑے لوگوں، سرداروں یا عامۃ الناس کی بھیڑ کی خوشنودی کے لیے۔ اس میں ایک داعی کے لیے یہ سبکی بھی ہے کہ اگر ایذا رسانی

مشدد ہو تو اسے صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرنی چاہیے اور اسی سے امداد و اعانت طلب کرنی چاہیے۔ نیز اس سے داعی کو یہ نصیحت بھی حاصل ہوتی ہے کہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کی نارضا مندی سے ڈرنا چاہیے اور اس کے ماسوا کسی دوسری چیز کے خوف کو خاطر میں نہ لانا چاہیے۔

(۵) معجزہ اسراء و معراج میں بے شمار اسرار و رموز پنہاں ہیں یہاں تک کہ مندرجہ ذیل تین نکات بھی اس میں مضمر ہیں:

ا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مکہ مکرمہ عالم اسلامی کے اتحاد اور اس کی سرگرمیوں کا محور و مرکز بن چکا ہے تو معجزہ اسراء و معراج میں مسجد اقصیٰ اور فلسطین کے قضیہ کا عالم اسلامی کے مسائل و معاملات کے ساتھ گہرا ربط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فلسطین کا دفاع عین اسلام کا دفاع ہے۔ اس لیے رُئے زمین پر بسنے والے مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ اگر فلسطین کے دفاع اور اس کو آزاد کرانے میں کوئی کسر اٹھا رکھی گئی تو یہ اسلام کے حق میں ہماری کوتاہی شمار ہوگی اور یہ ایک جرم ہے جس پر ہر مومن سے مواخذہ کیا جائے گا۔

ب۔ اس میں یہ راز بھی پوشیدہ ہے کہ ایک مسلمان کا مقام بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو دنیا کی سفلی لذات و شہوات سے پرہیز کرے اور اس اعلیٰ نظیر کے پیش نظر بلندی درجات اور بلند و بالا نصب العین کے حصول کے لیے اپنی تمام تر سعی و جہد ہمیشہ صرف کرتا رہے تاکہ دیگر بنی نوع انسان کی بر نسبت اسے منفرد عالی مقام حاصل ہو۔

ج۔ اس واقعہ معراج میں یہ اشارہ بھی مخفی ہے کہ انسان کے لیے ارضی جاؤ بیت کے بندھن سے باہر نکل کر فضاؤں کی تلاش و جستجو ممکن ہے اور فضائی پرواز کے بعد دوبارہ زمین پر سلامتی کے ساتھ واپس آجانا بھی ممکن ہے۔ اس پورے عالم کی تاریخ میں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے واقعہ اسراء و معراج میں عالم بالاکسی سیر کی۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ واقعہ ان کے حق میں معجزہ کے طور پر پیش آیا تو دوسرے لوگوں کے لیے علمی و فکری طریقے سے فضاؤں کی جستجو ممکن ہے۔

لے مولف رحمہ اللہ نے صرف مادی ذرائع و وسائل سے فضائی سیر کا ذکر کیا ہے۔ اس نکتہ کی طرف علامہ اقبال نے بھی اپنے کلام میں متعدد اشارات کیے ہیں۔ مثلاً: ۷

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے کہ عالم بشریت کی زو میں ہے گردوں

(بال جبریل)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

(۶) شبِ اسراء و معراج کو بخوبی نماز فرض ہوئی۔ سفر معراج میں فرضیت نماز کی حکمت کی جانب اشارہ ملتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عالم بالا کی طرف معراج جسم و روح کے ساتھ معجزہ کے طور پر پیش آئی اور تمہارے لیے ہر روز پانچ مرتبہ اللہ کے دربار کی حاضری مقرر کر دی گئی جس میں تمہاری ارواح اور دل و دماغ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تمہارے لیے یہ روحانی معراج اس وقت متحقق ہوگی جب تم اپنی خواہشات و شہوات کی پیروی سے روگردانی کر لو گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور وحدانیت کی شہادت ادا کرو گے۔ تمہیں زمین کی سیادت، قہر و غلبہ اور لوگوں کو اپنا غلام بنا کر حاصل نہیں ہوگی بلکہ خیر و صلاح، بلند کرداری، پاکیزگی اور بزرگی میں سبقت لے جانے اور نماز کے ذریعے تمہیں امامتِ ارضی کے منصب پر سرفراز کیا جائے گا۔

(۷) زمانہ حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف قبائل کے پڑاؤ پر جانے سے یہ سبق ملتا ہے کہ ایک داعی کو صرف اس بات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے کہ اس کی دعوت اپنے اجتماعات اور دفاتر تک محدود ہو کر رہ جائے بلکہ اس کے لیے واجب ہے کہ وہ ہر ایسے مقام کا دورہ کرے جہاں لوگ جمع ہوں یا لوگوں کے اجتماع کا امکان ہو، نیز اس کو چاہیے کہ اگر لوگ اس کی دعوت سے اعراض کی روش اختیار کریں تو وہ اس سے مایوس نہ ہو جائے۔ بعض اوقات دعوتِ حق و خیر کی نشر و اشاعت میں اور شریکین اور ان کے حامیوں کے برخلاف انتہائی غلبہ حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید عجیب کرشمے دکھلاتی ہے۔ انصارِ مدینہ کے وہ پہلے سات مومنین جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا ان کی مساعی سے مدینہ میں اسلام کا چرچا ہونے لگا اور دعوت کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ اس کے ذریعے مکہ مکرمہ کے مظلوم مسلمانوں کے لیے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی راہ ہموار ہوئی جہاں وہ سب اکٹھے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مدینہ دارالامان بن گیا جہاں آپ کی ریاست قائم ہوئی، آپ کی دعوت کی نشر و اشاعت ہوئی۔ آپ کے اصحاب اس قابل ہوئے کہ وہ جنگوں اور

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

رویک گام ہے ہمت کے لیے عرشِ بریں کہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات
(بانگ درا)

ناوک ہے مسلمان! ہدف اس کا ہے تریا ہے سرسرا پردہ جہاں نکتہ معراج

(ضربِ کلیم)

ورنہ جس مقامِ بلند تک آنحضرت کو معراج ہوئی وہاں تک کسی دیگر مخلوق کی پرواز نہیں ہو سکتی۔ اس سفر میں جبریل علیہ السلام جو آنحضرت کے ہمراہ تھے وہ بھی ساتوں آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنہی (جو عالم غنی اور بارگاہِ خداوندی کے درمیان حدِ فاصل ہے) پر ٹھہر جاتے ہیں اور آنحضرت تنہا اگے جاتے ہیں اور پیشگاہِ رب العزت میں پہلکی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ واقعہ اسراء و معراج کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکوتِ السموات و الارض یعنی اس کائنات کے اندرونی نظام کا مشاہدہ کرایا، اور ایسا عظیم تجربہ کسی دیگر نبی و رسول کو بھی نہیں کرایا گیا۔ (مترجم)

مہر کوں میں مشرکین کا مقابلہ کریں جن میں اہل ایمان کو غلبہ و فتح اور مشرکین کو ابدی ہزیمت و شکست نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اوس و خزرچ کے انصار سے راضی ہوا۔ انہیں اہل اسلام اور جملہ عالم پر ایسی فضیلت حاصل ہے جس کی بھلائی لامحدود ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اخوان مہاجرین سے بھی راضی ہوا جو ان سے قبل دولت ایمان سے مالا مال ہوئے اور جنہوں نے اسلام کے راستے میں اپنے قیمتی مال و متاع اور گھر بار کی عظیم قربانیاں پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جنتِ رضوان میں ان سب کی مصیبت نصیب فرمائے۔ آمین

فصل چہارم

ہجرت سے لے کر مدینہ منورہ میں ٹھکانا حاصل کرنے تک

۱۔ تاریخی واقعات

(۱) جب قریش کو یہ معلوم ہوا کہ اہل یشرب کے ایک گروہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو انہوں نے مکہ مکرمہ میں مومنین پر ظلم و تشدد میں زیادتی شروع کر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو حکم دیا کہ وہ مدینہ کی جانب ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اٹکاؤ کا مخفی طور پر ہجرت اختیار کی ماسوائے حضرت عمرؓ کے جنہوں نے اپنی ہجرت کے بارے میں کھل کر اعلان کیا اور مشرکین قریش کو چیلنج کیا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی ماں اولاد سے محروم ہو جائے وہ کل صبح اس وادی کے درمیان مجھ سے مقابلہ کرے۔ لیکن کسی مشرک کو باہر نکل کر ان کا راستہ روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔

(۲) جب قریش کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ مسلمان مہاجرین مدینہ منورہ میں عزت و حفاظت سے زندگی گزار رہے ہیں تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ تیار کرنے کے لیے دارالندوہ میں ایک اجلاس طلب کیا اور باتفاق رائے یہ طے کیا گیا کہ تمام قبیلوں میں سے ایک ایک مضبوط نوجوان منتخب کیا جائے اور وہ سب یکبارگی حملہ کر کے آنحضرتؐ کو قتل کر دیں۔ اس طرح آپؐ کا خون تمام قبائل پر تقسیم ہو جائے گا اور بنو عبد مناف اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور مجبوراً خون بہا پر راضی ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ تمام نوجوان جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر مامور کیا گیا تھا وہ ہجرت کی رات آنحضرتؐ کے دروازے پر اکٹھے ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آنحضرتؐ باہر نکلیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔

(۳) اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر نہ سوئے اور حضرت علیؓ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ وہ ان کی جگہ ان کے بستر پر سو جائیں۔ نیز حضرت علیؓ کو یہ حکم دیا کہ کفار قریش کی جو امانتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھی ہوئی تھیں وہ صبح کے وقت کفار کو واپس کر دی جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے اپنے گھر سے نکل گئے اور قتل کے لیے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کرنے والوں کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے پہلے سے دواؤں و شیاں ایک اپنے لیے اور ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کر رکھی تھیں ان دونوں نے نکلنے کا ارادہ کیا حضرت ابوبکرؓ نے بنی الدیل کے ایک شخص عبد اللہ بن اریقط کو جو اس وقت مشرک تھا ہجرت پر بطور بدرقہ مقرر کیا کہ وہ ان

دونوں کو مدینہ جانے والی عام گزرگاہ سے ہٹ کر کسی غیر معروف راستے سے مدینہ لے جائیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سال کی عمر میں حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں بتاریخ یکم ربیع الاول بروز جمعرات نکل کھڑے ہوئے۔ آپؐ کی ہجرت کی خبر ماسوائے حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی اولاد کے کسی دوسرے کو نہ پہنچی۔ حضرت ابوبکرؓ کی دونوں بیٹیوں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے ان کے لیے زاویرا تیار کیا۔ حضرت اسماءؓ نے اپنا لطاق (کمر بند یا وہ کپڑا جو اس زمانہ میں عورتیں کمر پر لپیٹتی تھیں) کھول کر اسے پھاڑا اور اس کے ایک ٹکڑے سے توشہؓ ان کا منہ باندھا۔ اسی بنا پر حضرت اسماءؓ کو ذات النطاقین (دونوں نطاقوں والی) کہا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بدرقہ کی معیت میں یمن کے راستہ کا رخ کیا اور غارِ ثور تک پہنچ گئے اور وہ دونوں وہاں تین رات تک چھپے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہؓ رات ان کے پاس گزارتے تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے چل کر علی الصبح منہ اندھیرے میں پہنچ جاتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا انہوں نے رات گذر ہی میں بسر کی ہو۔ اس وقت ان کا معنواں شباب تھا اور وہ ایک ہوشیار اور فہیم نوجوان تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے غلاف جو منصوبہ بھی قریش رات کو تیار کرتے تھے یہ صبح کو اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے شام کے وقت اس کی اطلاع غار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قتل سے بچ کر نکل گئے تو قریش کے لیے قیامت برپا ہو گئی وہ آپؐ کی تلاش میں محکم کے معروف راستے سے نکلے لیکن بے سود۔ پھر یمن کے راستے کی طرف متوجہ ہوئے اور غارِ ثور کے دہانے پر آ کر ٹھہر گئے ایک نے کہا:

”شاید انحضرتؐ اور ان کے ساتھی اس غار میں ہوں۔“

دوسروں نے کہا:

”کیا تو نہیں دیکھتا کہ اس غار کے دہانے پر مڑھی نے اپنا جال اتنا ہوا ہے اور اس میں پرندوں نے انڈے دے رکھے ہیں۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس غار میں مدتِ مدید سے کوئی شخص داخل نہیں ہوا۔“

اس وقت ابوبکرؓ غار کے دہانے پر کھڑے ہونے والوں کے پاؤں دیکھ رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے خوف سے کانپتے ہوئے آپؐ سے کہہ رہے تھے:

”خدا کی قسم! یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے قدموں کے نیچے کی طرف سے دیکھے تو ہمیں دیکھ لے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں یہ کہہ کر تسلی دے رہے تھے کہ اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ قیسر اللہ ہے؟

(۶) قریش نے لوگوں کو لاپہ دینے کے لیے مختلف قبائل میں اعلانِ عام کر دیا کہ جو شخص آنحضرتؐ اور ان کے ساتھی کے بارے میں خبری کرے یا ان کو پکڑ کر لائے یا قتل کر دے تو اسے خطیر رقم بطور انعام دی جائے گی۔ اس پیشکش کے پیش نظر سراقہ بن جہشم نے اپنے آپ کو تیار کیا اور وہ تنہا آنحضرتؐ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا تاکہ آپؐ پر قابو پا کر انعام حاصل کئے۔ (۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی کی تلاش و جستجو دوسرے مرحلے میں داخل ہو گئی اور آپؐ اپنے بدرقہ کی معیت میں غارِ ثور سے نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بحرِ احمر کا ساحل راستہ اختیار کیا اور کافی راستہ بلا روک ٹوک طے کر گئے۔ اس کے بعد سراقہ آپؐ سے جا ملا۔ اس نے آنحضرتؐ کے قریب جانے کی کوشش کی تو اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دفن گئیں اور گھوڑے میں چلنے کی سکت نہ رہی۔ سراقہ نے تین مرتبہ کوشش کی کہ گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلے لیکن بے سود۔ اس وقت سراقہ کو یقین ہو گیا کہ آنحضرتؐ امام اور رسولِ کریم ہیں۔ سراقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ وہ آپؐ کی امداد کرے گا۔ آنحضرتؐ نے اسے خوشخبری دی کہ اسے کسریٰ کے لگن پہنائے جائیں گے۔ سراقہ مکہ کی جانب لوٹ آیا اس نے آنحضرتؐ کے بارے میں کئی کوئی اطلاع نہ دی اور آنحضرتؐ کسی فراحت کے بغیر اپنا سفر طے کر گئے۔

(۸) مدینہ منورہ میں آپؐ کے اصحاب بڑی جلدی سے آپؐ کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ہر روز صبح کے وقت نکل کر مدینہ کی اونچی جگہوں پر آکر بیٹھ جاتے تھے اور اس وقت تک واپس نہ جاتے تھے جب تک کہ دوپہر کے وقت دھوپ کی گرمی ناقابلِ برداشت نہ ہو جاتی۔ یہ انتظار طویل پکڑ گیا یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ پہنچ گئے جب مدینہ والوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو انہیں بے انتہا خوشی نصیب ہوئی اور لڑکیوں نے دفوں پر یہ گیت گانا شروع کیا،

www.KitaboSunnat.com

طلع البدر علینا من شتاتِ الوداع

وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

(ترجمہ: وداع کی پہاڑیوں کی جانب سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا، جب تک کوئی اللہ سے

دعا مانگے والدعا مانگے ہم پر شکرگزاری واجب ہے۔ اے ہم میں مبعوث کئے گئے! تو ایسے

احکام لے کر آیا جو واجبِ اطاعت ہیں)

(۹) جب آپؐ "قبا" پہنچے جو مدینہ کے راستے میں جانبِ جنوب و میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے تو وہاں

آپؐ نے چار روز تک قیام فرمایا اور دورِ اسلام کی سب سے پہلی مسجد (مسجدِ قبا) کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کی صبح کو

وہاں سے چل دئے۔ بنی سالم بن عوف کے محلے میں نمازِ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپؐ نے وہاں بھی ایک مسجد کی بنیاد رکھی

اور اسلام میں پہلا جمعہ قائم کیا اور خطبہٴ جمعہ دیا۔ پھر آپؐ نے مدینہ کا رخ کیا۔ جب آپؐ وہاں پہنچے تو سب سے پہلے

جو کام آنحضرتؐ نے سرانجام دیا وہ یہ تھا کہ جہاں آپؐ کی اُمنی جاکر رُکے اُس جگہ کو مسجد کی تعمیر کے لیے انتخاب کیا۔ یہ جگہ انصار دو تہم لڑکوں کی ملکیت تھی اُن حضرتؐ نے انہیں قیمت کی پیشکش کی لیکن انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! ہم اسے ہبہ کرتے ہیں۔“ آپؐ نے بطور ہبہ قبول کرنے سے انکار فرمایا اور اسے سونے کے دس دینار کے عوض خریدا۔ یہ قیمت حضرت ابو بکرؓ کے مال سے ادا کی گئی۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ سب مل کر اس کی تعمیر کریں۔ وہ اس کام میں بلا توقف مشغول ہو گئے۔ آپؐ بھی دوسروں کے ہمراہ مٹی کی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ یہاں تک کہ تعمیر مکمل ہو گئی مسجد کی دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں اور چھت کا چھتر کھجور کے تنوں اور ٹہنیوں کا تھا۔

(۱۰) مسجد نبویؐ کی تعمیر سے فارغ ہو کر آنحضرتؐ نے مہاجرین و انصار کے مابین رشتہ اخوت قائم فرمادیا۔ ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ انصاری اپنے مہاجر بھائی کو اپنے گھر لے جاتا اور جملہ مال و متاع کے بارے میں کہتا کہ یہ آدھا آپؐ کا اور آدھا ہمارا ہے۔

۱۱۔ یہودِ مدینہ کے ساتھ معاہدہ ایک دستاویز تحریر کردہ تھی، جس میں ان کے دین اور اموال کو تحفظ فراہم کیا گیا تاکہ کوئی کسی کے حقوق پر دست درازی نہ کر سکے۔ سیرت ابن ہشام میں اس دستاویز کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اس میں وہ مبادیات درج ہیں جن پر اسلام کی سب سے پہلی مملکت قائم ہوئی اور انسانیت، عدل، اجتماعی، دینی رواداری اور مصالحت عامہ کے اصول درج ہیں۔ ہر طالب علم کو چاہیے کہ وہ اس دستاویز کا مطالعہ کرے، اسے سمجھے اور اس کے مبادیات کو ازبر کرے۔

یہ ابھی تاریخی دستاویز مندرجہ ذیل مبادیات پر مشتمل ہے،

- ۱۔ امتِ مسلمہ کی وحدت بلا تفریق۔
- ۲۔ اپنائے امت کے مابین حقوق و شرافت میں مساوات۔
- ۳۔ ماسوائے ظلم و زیادتی اور گناہ کے کاموں کے دیگر امور میں اپنائے امت کا آپس میں تعاون۔
- ۴۔ دشمنوں کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں امت کا اشتراک۔
- ۵۔ ہیئتِ اجتماعیہ کی بہترین تنظیم جو راستی اور استقامت پر مبنی ہو۔
- ۶۔ مملکت اور اس کے نظام کے برخلاف خروج کرنے والوں کو بے نقاب کرنا اور ان کی امداد سے باز رہنا۔
- ۷۔ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ مصالحت و تعاون سے رہنا چاہیں ان کی حمایت کرنا اور ان کے حقوق پر دست درازی نہ کرنا۔

۸۔ غیر مسلموں کے لیے ان کا دین اور اموال ہیں۔ انہیں دین اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے اموال زبردستی حاصل کیے جائیں گے۔

- ۹۔ مملکت کے اخراجات برداشت کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے غیر مسلم حلیف بھی حصہ دار ہوں گے۔
- ۱۰۔ غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہوگا کہ وہ مملکت کے برخلاف ہر قسم کی سرکشی و بغاوت کو کچلنے کے لیے مسلمانوں کے ساتھ تعاون کریں۔
- ۱۱۔ غیر مسلموں پر یہ بھی واجب ہوگا کہ جب تک مملکت کو حالتِ جنگ درپیش ہو وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کے مصارف اٹھائیں۔
- ۱۲۔ اگر غیر مسلموں کو ظلم کا نشانہ بنایا جائے تو مملکت کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ اسی طرح ان کی امداد کرے جس طرح ہر مظلوم مسلمان کی امداد کی جاتی ہے۔
- ۱۳۔ مملکت کے دشمنوں اور ان کے مددگاروں کی حمایت نہ کرنا مسلمانوں اور ان کے غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہے۔
- ۱۴۔ جب اُمت کی بھلائی صلح میں ہو تو مسلمانوں اور غیر مسلم حلیفوں پر واجب ہے کہ وہ سب کے سب صلح قبول کر لیں۔
- ۱۵۔ کسی شخص سے کسی دوسرے کے گناہ کا مواخذہ نہیں ہوگا، اور کسی شخص سے صرف اس کی ذات یا خاندان کے بارے میں تاوان لیا جائے گا۔
- ۱۶۔ حدودِ مملکت کے اندر اور باہر نقل و حرکت کی آزادی مملکت کی حمایت کے ساتھ مشروط ہوگی۔
- ۱۷۔ کسی گناہگار اور ظالم کی حمایت نہیں کی جائے گی۔
- ۱۸۔ بیعتِ اجتماع کی بنیاد نیکی اور تقویٰ پر قائم ہوگی نہ کہ گناہ اور زیادتی پر۔
- ۱۹۔ ان مبادیات کا تحفظ یہ دو طاقین کریں گی:

- ۱۔ قوتِ معنویہ۔ یہ عبارت ہے اس سے کہ بیعتِ اجتماع کا اللہ پر غیر متزلزل ایمان ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر نیکو کار اور وفا شعار کا محافظ و نگہبان ہے۔
- ب۔ قوتِ مادیہ۔ یہ مملکت کی سربراہی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں مرکوز ہے۔

ب۔ پسند و نصائح

(۱) جب کسی مومن کو اپنے زور بازو پر اعتماد ہوتا ہے تو اس کی عملی جدوجہد پر شدید نہیں ہوتی بلکہ وہ علانیہ اپنی سرگرمیاں جاری رکھتا ہے اور جب تک اسے تحریکی دشمنوں کے غلبے کا خطرہ نہ ہو وہ ان کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے ہجرت کے موقع پر کیا تھا۔ اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ جب داعی قوی موقف اختیار کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے دشمن خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت عمرؓ کے چیلنج کے جواب میں دشمن حضرت عمرؓ کے قتل کا منصوبہ تیار کرنا چاہتے تو وہ ایسا کر سکتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے

جرات مندانہ موقف سے ان میں سے ہر ایک کے دل پر رعب طاری ہو گیا اور وہ ڈر گیا کہ اگر اس نے ان کا راستہ روکنے کی کوشش کی تو وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور اس کی ماں اس سے محروم ہو جائے گی کیونکہ نہ ہوشیار پسندوں کو اپنی متابعیات بہت عزیز ہوتی ہے اور وہ اسے خطرے میں ڈالنے سے گریز کرتے ہیں۔

(۲) جب اہل باطل دعوتِ حق و اصلاح کی پیش قدمی روکنے سے مایوس ہو جاتے ہیں اور مومنین ان کی دستبردِ نجات حاصل کر کے کسی دارالامان میں چلے جاتے ہیں تو اس وقت دشمن طاقتیں اوجھے ہتھیاروں پر اتر آتی ہیں اور غلصہ داعی کے قتل کے درپے ہو جاتی ہیں۔ انھیں یہ گمان لاحق ہوتا ہے کہ اگر داعی تحریک کو قتل کر دیا جائے گا تو اس کی تحریک آپ سے آپ مڑو ہو جائے گی اور اس طرح وہ اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔ ہر دور میں شر پسند دشمنانِ اصلاح کی سوچ کا یہی انداز رہا ہے اور ہم نے اپنے زمانے میں بھی اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

(۳) تحریکِ اصلاح کا ایک اخلاص پر مشتمل مجاہد اپنے قائد پر اپنی زندگی قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے کیونکہ قائد کی سلامتی تحریک کی سلامتی کی ضامن ہوتی ہے اور قائد کی ہلاکت تحریک کی رسوائی و توہین کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ کی ہجرت کی رات آپؐ کے بستر پر رات گزاری۔ ان کا یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو بچانے کے لیے اپنی جان کی قربانی دینے کے مترادف ہے۔ اس وقت یہ احتمال موجود تھا کہ حضرت علیؑ انتقامی کارروائی کے طور پر قریش کے فوجیوں کی تلواروں کا نشانہ بن جاتے کیونکہ حضرت علیؑ نے ہی آنحضرتؐ کے دشمنوں کے حملہ سے بچ جانے کی راہ ہموار کی تھی لیکن حضرت علیؑ نے اپنے آپ کو اس خطرے میں ڈالنے کی مطلق پروا نہ کی اور آپؐ کا مقصد صرف یہ تھا کہ قائد تحریک حضرت نبی الامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ صحیح و سالم بچ جائے۔

(۴) مشرکین اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ آراء تھے اور آنحضرتؐ کے قتل کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنی امانتیں آنحضرتؐ کے پاس ودیعت رکھتے تھے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ دشمنانِ اصلاح کو داعی کی راست روی، امانت اور پاکدامنی کا پورا پورا یقین ہوتا ہے اور ان کے دل گواہی دیتے ہیں کہ وہ ان کی بنسبت اعلیٰ سیرت اور پاکیزہ کردار کا حامل ہے۔ لیکن ان کی گمراہی، جھگڑاؤں اور عداوت و عقاید باطلہ پر ان کی ہٹ دھرمی انہیں اکساتی ہے کہ وہ داعی کے خلاف محاذ آرائی پر آمادہ ہوں اس سے ہر قسم کا محذور فریب روا رکھیں اور اگر ہو سکے تو اس کے قتل کا منصوبہ تیار کریں۔

(۵) کسی قائدِ تحریک یا رئیسِ مملکت یا دعوتِ اصلاح کے لیڈر کا اس کی گھات میں بیٹھے ہوئے قتل کے درپے دشمنوں کے زہنے سے بچ نکلنے کی کوشش کرنا یا کسی ایسے دارالہجرت کی تلاش کرنا جہاں اس کی تحریکِ قوت و زور حاصل کر سکے اور کامیابی سے ہنگامہ ہو سکے تو اس کی کوشش کو بُز دلی یا موتِ فرار یا جانی و روحانی قربانی سے گریز پر معمول نہیں کیا جاسکتا۔ (۶) حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کے کردار سے ثابت ہوتا ہے کہ نوجوان کسی تحریک کو پروان چڑھانے میں بڑے مدد و معاون ہوتے ہیں۔ وہ ہر دعوتِ اصلاح کے ستون ہوتے ہیں اور بڑی سرگرمی سے قربانی اور خدا کا رے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں

اور اس طرح تحریکِ نصرت و غلبہ کی جانب تیز رفتاری سے پیش قدمی کرتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دورِ اسلام میں مومنین سابقین سب کے سب جو ان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بوقتِ بعثت چالیس سال تھی۔ حضرت ابو بکرؓ آنحضرتؐ سے تین سال چھوٹے تھے۔ حضرت عمرؓ ان دونوں سے کم عمر تھے۔ حضرت علیؓ سب سے خردسال تھے۔ حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں کم تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، ارقم بن ابی ارقمؓ، سعید بن زیدؓ، بلال بن رباحؓ، عمار بن یاسر وغیرہ سب کے سب جو ان سال تھے۔ انہوں نے اپنے کندھوں پر تحریک کا بوجھ اٹھایا اور اس راستے میں قربانیاں پیش کیں اور عذاب و آلام اور موت تک کے مزے چکے۔ ان کی وجہ سے اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ اور ان کی اور ان کے بھائیوں کی جدوجہد سے خلافتِ راشدہ کے قیام کی راہ ہموار ہوئی اور اسلامی فتوحات پایہ تکمیل کو پہنچیں۔ یہ ان ہی کی کرم فرمائی ہے کہ دینِ اسلام ہم تک پہنچا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہالت و جاہلیت، مگرہی و بت پرستی اور کفر و فسق سے نجات بخشی۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے دوران میں حضراتِ عائشہؓ و اسماؓ کے کردار سے ثابت ہوتا ہے کہ خواتین تک دعوتِ اصلاح کی تبلیغ کس قدر ضروری ہے۔ خواتین طبعاً نرم مزاج، دعوت کو جلد قبول کرنے والی، نیک نفس اور پاک دل ہوتی ہیں۔ جب ایک عورت ایک دفعہ ایمان لے آتی ہے تو پھر اس دعوت کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں مصائب و آلام کی پروا نہیں کرتی، وہ اپنے خاوند، بھائیوں اور بیٹوں کو اس دعوت کی طرف راغب کرتی ہے بعد رسالت میں فروغِ اسلام کے لیے خواتین کی جدوجہد سے تاریخ کے ابواب روشن و تابناک ہیں۔ یہیں اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اگر دو چار افراد میں اسلامی اصلاحی تحریک میں خواتین کو شامل نہ کیا گیا اور نوجوان بچوں کی نشوونما ایمان و اخلاق اور عفت و طہارت کے اصولوں کے مطابق نہ کی گئی تو یہ بہت بڑی کوتاہی ہوگی اور اس کے نتیجے میں اجتماعی زندگی میں تحریک اپنا بھرپور کردار ادا نہ کر سکے گی۔ دورِ جدید میں ہماری اجتماعی زندگی کی اصلاح کے لیے مردوں کی بہ نسبت نوجوان لڑکیاں حلقہ خواتین میں بہترین طریقے سے دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کا فلیضہ سرانجام دے سکتی ہیں۔ وہ خانگی ذمہ داریوں سے کسی حد تک فارغ البال ہوتی ہیں۔ خرد سال صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد تابعینؓ کی تربیت تمام تر خواتینِ اسلام کی مرہونِ منت ہے جنہوں نے اپنی اولاد کو اسلامی اخلاق و آداب سے آراستہ اور محبتِ اسلام اور محبتِ رسولؐ کی لازوال دولت سے مالا مال کیا۔ تاریخِ اسلام میں صحابہؓ و تابعینؓ کی جماعتِ عالیٰ ہمتی، استقامتِ سیرت اور دین و دنیا کی بھلائی کے نقطہ نظر سے بہترین جماعت ہے۔ دورِ حاضر میں ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم اس حقیقت کا ادراک حاصل کریں اور کوشش کریں کہ حلقہ خواتین میں ہماری نوخیز لڑکیاں اور شادای شدہ عورتیں اسلامی اصلاحی تحریک کا بیڑا اٹھائیں۔ ان کی تعداد نصفِ امت سے زیادہ ہے۔ اس کا عملی تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو ایسی قابلِ اعتماد درسگاہوں میں تعلیم دلوائیں جہاں اسلام کی تدلیس بطریقِ احسن ہوتی ہو۔ مثلاً ہماری یونیورسٹی کا شریعت کالج۔ جوں جوں نوخیز پود علمِ دین، فقہ، شریعت، لے مؤلف نے شریعت کالج شام کو معیاری درسگاہ قرار دیا ہے۔ ہمارے ہاں سید عنایت اللہ شاہ بخاری مدظلہ کی نگرانی میں الجامعۃ الاسلامیہ لبنان الاسلام کجرات میں بچوں کی دینی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہے۔ (مترجم)

تاریخ اسلام کی معلومات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آنحضرتؐ اور اہل بیتؑ کے اخلاق سے آراستہ ہو جائے گی ہم اس قابل ہوتے جائیں گے کہ اسلامی اصلاحی تحریک کو پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھا سکیں اور اپنی اجتماعی زندگی میں احکام اسلام اور شریعت کو نافذ کر سکیں۔ ان شاء اللہ یہ مرحلہ قریب ہے۔

(۸) غار ثور کے پاس پہنچ کر بھی مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرتؐ کے ساتھی کو نہ دیکھ سکے روایات کی رو سے وہاں مکرٹی نے اپنا جال اتنا تھا اور غار کے وہاں پر پرندوں نے انڈے دے رکھے تھے۔ اس قسم کی خارق عادت عنایات سے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں، داعیوں اور احباب کو نوازتا رہتا ہے اور اس قبیل کے واقعات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف دلوں کا میلان ہوتا ہے۔ خاتم بدہن اگر مشرکین آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے اور آپ کے قتل اور آپ کی دعوت کو ناکام بنانے کے منصوبے میں کامیاب ہو جاتے تو یہ صورت حال اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے حق میں رحمت کے تقاضے کے منافی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا والوں کے حق میں رحمت کے طور پر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اخلاص پیشہ بندگان کی امداد و شہادۂ وکلام کے مواقع پر کیا کرتا ہے۔ انہیں ہر قسم کے گزند سے محفوظ رکھتا ہے اور ان کی گھات میں بیٹھے ہوئے شر پسندوں اور غداروں کی آنکھوں سے اکثر اوقات انھیں اوجھل کر دیتا ہے غار ثور میں مشرکین کے گھراؤ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی کی نجات کے واقعہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان اقوال کی تصدیق ہوتی ہے :

انما لنصر رسولنا والذین آمنوا فی الحیوة الدنیا و یوم یقوم الا شہاد۔ (غافر - ۵۱)

(ترجمہ: یقیناً جانوں کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے)

ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا۔ (الحج - ۳۸)

(ترجمہ: یقیناً اللہ مدافعت کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں)

(۹) جب حضرت ابوبکرؓ غار میں تھے تو انہیں خوف لاحق ہوا کہ کہیں مشرکین ان دونوں کو دیکھ نہ لیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تحریک کا ایک سچا مجاہد جو اپنے امانت دار قائد کے ہمراہ ہو اور اسے اپنے قائد کی زندگی خطرے میں گھری ہوئی معلوم ہو تو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ابوبکرؓ کو اس وقت اپنی موت کی مطلق پروا نہ تھی۔ اگر یہ بات ہوتی تو وہ اس سفر ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اختیار نہ کرتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر مشرکین نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گرفتار کر لیا تو ایسی صورت میں ان کی کم از کم سزا قتل ہی ہوگی لیکن حضرت ابوبکرؓ کو تو اس بات کا خوف دامنگیر تھا کہ اگر خدا نخواستہ مشرکین آنحضرتؐ کو گرفتار کر لیتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اسلام کا مستقبل خطرے میں تھا۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو اس خوف و خطر کے عالم میں تسلی دینے کے لیے یہ جواب دیا:

”اے ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔“

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان، اس کی امداد پر بچہ اطمینان اور کھن گھڑیوں میں اللہ پر کس قدر توکل تھا۔ یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ آنحضرتؐ دعوائے نبوت میں سچے تھے۔ جب آپؐ انتہائی خطرناک حالات سے دوچار تھے اس وقت بھی آپؐ کو اس بات کا کامل اطمینان نصیب تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو لوگوں کی ہدایت کے لیے اور رحمت کے طور پر مبعوث فرمایا ہے اس لیے وہ ایسے سنگین مواقع پر آپؐ کو ہرگز بے سہارا نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ اس قسم کا قلبی اطمینان کسی ایسے مدعی نبوت کو بھی حاصل ہو سکتا ہے جو صفت رسالت کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی کٹھن مراحل میں سچے داعیان اصلاح اور خود ساختہ مدعیان اصلاح کے کردار کا فرق واضح ہوتا ہے۔ سچے داعیان کے دل ہمیشہ اللہ کی رضا جوئی اور اس کی امداد پر اعتماد کے جذبات سے لبریز ہوتے ہیں اور چھوٹے مدعیان خوف کے مواقع پر بزدلی کا شکار ہو جاتے اور آلام و شدائد میں استقامت کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور پھر اللہ کے مقابلے میں تم کسی کو ان لوگوں کا حامی و مددگار نہ پاؤ گے۔

(۱۱) سراقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا لیکن آپؐ تک پہنچنے سے عاجز آگیا۔ یہ آنحضرتؐ کی نبوت کی روشن دلیل ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب متوجہ ہوا تو اس کے گھوڑے کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں۔ وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کا رخ مکہ کی طرف کیا تو گھوڑے کا ہانپنا ختم ہو گیا اور وہ تازہ دم ہو گیا۔ لیکن جب دوبارہ اس نے گھوڑے کا رخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف موڑا تو گھوڑا پھر عاجز ہو کر زمین میں دھنس گیا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایسا معجزہ کسی نبی مرسل ہی کے لیے وقوع پذیر ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی انعام و نصرت کی تائید حاصل ہو۔ سراقہ نے بھی یہی سمجھا اور اس نے عاجز آکر آنحضرتؐ کو امان کے لیے پکارا، نیز اس نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی حفاظت سے نوازتا ہے جس پر غلبہ پانے سے انسانی قویٰ عاجز ہیں۔ سراقہ اپنی اس مہم کی ناکامی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ حاصل کرنے کی کامیابی پر راضی ہو گیا۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کو کسریٰ کے گنگن پہنانے کا جو وعدہ فرمایا وہ بھی ایک معجزہ ہے۔ جو شخص اپنی قوم سے بھاگ کر جا رہا ہو وہ فتح ایران اور کسریٰ کے خزانے حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ لایہ کہ وہ نبی مرسل ہو۔ سراقہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ جب حضرت عمرؓ نے خطاب نے ایران کے اموال غنیمت میں کسریٰ کے گنگن دیکھے تو انہوں نے حضرت سراقہؓ کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کو پورا کیا۔ حضرت عمرؓ نے سراقہؓ کو دونوں گنگن صحابہ کرامؓ کے بھرے اجتماع میں پہنائے اور فرمایا:

”تعریف اس اللہ ہی کے لیے ہے جس نے کسریٰ سے اس کے گنگن چھین لیے اور ایک بد و سراقہ بن جحتم کو پہنائے۔“

اس طرح ہجرت کے دوران میں یکے بعد دیگرے متعدد معجزات کا ظہور ہوا تا کہ مومنین کے ایمان میں اضافہ ہو اور

اہل کتاب جو تہود اور انکار و جحود کا شکار تھے انہیں یقین آجائے کہ آنحضرت رب العالمین کے رسول ہیں۔

(۱۳) انصار و مہاجرین جو یرشلم میں تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور صحیح و سالم پہنچ جانے پر بہت خوش ہوئے۔ عورتیں اور بچے شادان و فرحان گھروں سے باہر نکل آئے اور مردوں نے آنحضرت کے استقبال کے لیے اپنا کام کاج چھوڑ دیا۔ اس وقت یہود مدینہ کے کردار سے بھی مترشح ہوتا تھا کہ وہ بظاہر اہل یرشلم کی خوشی میں شریک ہیں لیکن باطن وہ اس نئی قیادت کے برخلاف رقابت اور حسد کے جذبات کی دجر سے غزدہ تھے۔ مومنین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے جو خوشی نصیب ہوئی اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ آپ ہی نے انہیں اپنے رب کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف خدا سے عزیز و حمید کے راستے کی ہدایت فرمائی۔ یہود کا موقف بھی معلوم اور واضح ہے۔ وہ اجتماعی معاشرہ جس کی سیادت ان کے ہاتھ میں تھی اس کے ساتھ ان کا رویہ خوش آمد اور منافقت کا تھا اور وہ بظاہر لوگوں کی خوشی میں شامل تھے۔ لیکن جن کی وجہ سے وہ قبائل کی سیادت کے منصب سے معزول ہو رہے تھے ان کے برخلاف وہ غیظ و غضب کی آگ میں جل رہے تھے۔ اب وہ قرض کی آڑ میں لوگوں کے اموال پر ڈاکہ ڈالنے سے محروم ہو رہے تھے اور خیر خواہی اور مشورت کے نام پر عربوں کے قبائل کو آپس میں جنگ و جدال میں الجھا کر ان کے خون سے ہولی نہیں کھیل سکتے تھے۔ یہود ہر اس شخص کے دشمن تھے جو لوگوں کو ان کے استحصال اور چالبازیوں کے چنگل سے نجات دلائے لیکن وہ اپنی اس دشمنی کو عیاری و مکاری سے چھپائے ہوئے تھے اور اگر ہر سکے تو دھوکہ دہی سے قتل کے منصوبے بھی کرتے تھے یہ ان کا طرز عمل تھا اور ان کی قومی سرشت کے عین مطابق تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو قرار گاہ بنایا تو اسی قسم کا سلوک یہود نے آنحضرت کے ساتھ روا رکھا باوجودیکہ آنحضرت نے یہود کے ساتھ باہمی تعاون اور سلامتی کے ساتھ رہنے کا معاہدہ کیا ہوا تھا۔ لیکن یہود تو ایسی قوم ہے جو ہمیشہ سے جنگوں کی آگ بھڑکاتی رہی ہے؛

كَلِمًا اَوْ قَدًا نَا سَمًا لِلْحَرْبِ اِطْعَاَهَا اللّٰهُ - (المائدہ - ۶۴)

(ترجمہ: جب کبھی یہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو ٹھنڈا کر دیتا ہے)

(۱۴) ہجرت مدینہ کے واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس مقام پر بھی ٹھہرے وہاں سب سے پہلا کام جو آپ نے سرانجام دیا وہ مسجد کی تعمیر تھا جس میں مومنین عبادت کے لیے جمع ہوں۔ آپ نے قبا کے مقام پر چار یوم قیام فرمایا تو وہاں ایک مسجد قائم کر دی۔ جب آپ نے قبا سے مدینہ کی طرف کوچ کیا تو راستے میں بطنیادی (دادی رانونا) میں بنی سالم بن عوف کی بستی میں جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے وہاں بھی ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو سب سے پہلا کام جو آپ نے کیا وہ مسجد کی تعمیر کا تھا۔

اس سے ہمیں یہ راہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اسلام میں مسجد انتہائی اہمیت کی حامل ہے اسلام کی جملہ عبادات، تہذیب نفس، تزکیہ اخلاق اور مسلمانوں کے باہمی تعاون کے رشتوں کو مضبوط کرنے کے لیے ہیں۔ نماز باجماعت اور جمعہ وعیدین کے اجتماعات میں اتحاد و ہمت، فکر و نظر کی ہم آہنگی، وحدت نصب العین اور نیکی و پرہیزگاری میں تعاون کا

مظاہرہ ہوتا ہے۔ بلاشبہ مسجد مسلمانوں کی زندگی میں عظیم الشان اجتماعی و روحانی شمار ہے۔ مسجد مسلمانوں کی صفوں میں وحدت پیدا کرتی ہے، ان کے نفوس کی تہذیب کرتی ہے، ان کے دل و دماغ کو تازگی عطا کرتی ہے، ان کی مشکلات کو دور کرتی ہے۔ اور مسجد ہی کے ذریعے مسلمانوں کی قوت و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔

اسلام میں مسجد کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق مسجد ہی سے اسلامی لشکر زمین کو فتح کرنے کے لیے نکلے، وہیں سے لوگوں کی ہدایت کے لیے نور کی شعاعیں پھوٹیں۔ مسجد میں ہی اسلامی شریعت کے بیج پھیلے پھولے اور پروان چڑھے۔ حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، خالدؓ، سعدؓ، ابو عبیدہؓ وغیرہ جو تاریخ اسلام کی عظیم شخصیتیں ہیں وہ مدرسہ محمدیہ کے شاگرد تھے جو مسجد نبوی میں قائم تھا۔

اسلام میں مسجد کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہاں ہر ہفتے خطیب کی زبان سے کلمہ حق بلند ہوتا اور فضا میں گونجتا ہے۔ خطبات جمعہ میں منکرات سے روکا جاتا ہے اور معروفات کا حکم دیا جاتا ہے، بھلائی کی دعوت دی جاتی ہے، خواب غفلت سے جگایا جاتا ہے، اتحاد و ملت کا پیغام دیا جاتا ہے، ظالم کے خلاف احتجاج کیا جاتا ہے اور سرکش کو ڈرایا جاتا ہے۔ ہم نے اپنے عہد طفولیت میں مشاہدہ کیا ہے کہ مسجدیں فرانسیسی استعمار کے خلاف وطنی تحریکوں کا مرکز تھیں۔ استعمار اور صیونیت کے خلاف جہاد کرنے والے قائدین مسجدوں میں پناہ لیتے تھے۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسجدیں اس عظیم فریضے کی ادائیگی سے خالی ہیں۔ اس صورت حال کے لیے بعض تنخواہ دار خطیب اور جاہل غفلت شعار نوکر پیشہ قصور دار ہیں۔ جس دن مساجد کے محرابوں میں امامت اور منبروں پر خطابت کے فرائض دا جیانِ حق، علماء شریعت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخلصین اور جمہور مسلمانوں کے خیر خواہ سرانجام دیں گے، تو ہمارے معاشرے میں مسجد کو اجتماعی مسائل کے ضمن میں دوبارہ صدارت کا مقام حاصل ہو جانے کا اور مسجد از سر نو تربیتِ رجال کا کام شروع کر دے گی، عظیم شخصیتیں پیدا کرے گی۔ فتنہ و فساد کی اصلاح کا عمل شروع ہو گا، منکرات ختم ہوں گے اور معاشرہ کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے ڈر اور اس کی خوشنودی کی بنیاد پر ہوگی۔

ہمیں امید ہے کہ جب ہمارے نوجوانوں میں سے اللہ پر ایمان لانے والے، دینی تہذیب و ثقافت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنانے والے مسجد کے منبر و محراب کے وارث بنیں گے تو ان شاء اللہ یہ پاکیزہ دور ضرور آئے گا۔ (۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ یہ انسانی و اخلاقی بنیادوں پر اسلام کے عدل اجتماعی کے مظاہر ہیں سے قوی ترین منظر ہے۔ مہاجرین نے اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اراضی کو خیر باد کہا اور وہ مدینہ منورہ اس حالت میں آئے کہ ان کے پاس دنیا کے مال میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ انصار غنی تھے وہ باغات و اموال اور صنعتوں کے مالک تھے۔ بھائی نے بھائی کا بوجھ اٹھایا۔ اسے اپنی زندگی کے رنج و راحت میں برابر کا شریک کیا۔ اگر اس کے گھر میں دونوں کے ٹھہرنے کی گنجائش تھی تو اسے اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ بصورت دیگر اس کے لیے دوسرا سامان مہیا کیا اور اپنے پورے مال و متاع کا نصف بانٹ کر اسے

دے دیا۔ دُنیا میں عدل اجتماعی کی ایسی کون سی مثال ہے جو اسی کے مقابلے میں پیش کی جا سکے۔

درحقیقت جو لوگ اسلام میں عدل اجتماعی کا انکار کرتے ہیں وہ کورچشم ہیں اور نہیں چاہتے کہ نورِ اسلام لوگوں کو بصارت و بصیرت عطا کرے یا وہ دقیانوسی ہیں جو جمود کا شمار ہیں اور ہر جدید مستقل اصطلاح کو ناپسند کرتے ہیں اگرچہ اس اصطلاح کا مدلول اسلام میں موجود ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام میں عدل اجتماعی کا انکار کیونکر کیا جاسکتا ہے جبکہ اسلام میں یہ موافقات موجود ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے جس کا عقد صاحبِ شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ نے بذاتِ خود باندھا اور بنفسِ نفیس اسے نافذ فرمایا اور اس کی بنیاد پر اسلام میں پہلا معاشرہ اور پہلی مملکت قائم فرمائی؛ (۱۶) وہ مکمل دستاویز جس کے ذریعے آنحضرتؐ نے مہاجرین و انصار کو بھائی قرار دے کر ان کے اور غیر مسلموں مابین تعاون کا معاہدہ کیا وہ اس امر کی دلیل ہے کہ مملکت اسلامیہ کی بنیاد عدل اجتماعی پر قائم کی گئی۔ مسلمانوں اور غیر مسلم معاہدین کے درمیان تعلقات کی بنیاد سلامتی پر رکھی گئی جب تک ہر دو فریق سلامتی و مصالحت اختیار کریں۔ بلاشبہ حق و عدالت کا قیام، نیکی و تقویٰ میں تعاون، لوگوں کی خیر خواہی اور شریک شدن کو معاشرہ کے خلاف ایذا رسانی سے روکنا اسلامی مملکت کے نمایاں ترین شعار ہیں جن کی بنیاد پر مملکت اسلامیہ قائم ہوتی ہے اور جس زمانے میں بھی وہ قائم ہو ان ہی بہترین اور عادلانہ اصول و مبادی کی حامل ہوتی ہے۔ اور دورِ حاضر کی اعلیٰ اصولوں پر قائم مملکتوں سے مطابقت رکھتی ہے جس کے سائے میں مختلف قومیں امن و سلامتی سے زندگی گزارتی ہیں۔ مملکت کے مفہوم کے بارے میں فکر انسانی میں اختلاف کے باوجود دورِ جدید میں یہ کوشش جاری ہے کہ ہمارے اسلامی معاشرے میں ایسی ملکیتیں قائم ہوں جو اسلام کے اصول و مبادی پر مبنی ہوں کیونکہ مسلمانوں کے لیے اسلام ہی ایک ایسی جامع بنیاد فراہم کرتا ہے جس پر ایک مکمل، سعادت مند اور ترقی یافتہ معاشرہ قائم ہو سکے۔

بہر حال ہماری مصلحت اسی میں ہے کہ ہم اپنی مملکت کو اسلام کی اساس پر قائم کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہمیں ہلاکتِ بربادی سے دوچار ہونا پڑے گا ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلم، ایذا رسانی سے محفوظ ہوتے ہیں، ان کے عقاید سے کوئی تعرض نہیں کیا جاتا اور ان کے حقوق پوری طرح ادا کیے جاتے ہیں اس لیے بلاوِ اسلامیہ میں اسلامی احکام کی تردید اور شرائعِ اسلام کے نفاذ سے غیر مسلموں کو کسی قسم کا خوف لاحق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ شرائعِ اسلام تو بالجلہ عدل و انصاف، قوت و موافقہ اور اجتماعی کفالت مبنی برحمت و تعاون کا سرچشمہ ہیں۔ ہم استعماری طاقتوں کے چنگل سے صرف اسی صورت میں نجات حاصل کر سکتے ہیں کہ ہم سب مل کر اللہ کی رسی (اسلام) کو مضبوطی سے تھام لیں۔ اس لیے سب مسلمانوں کو اپنی تمام تر کوشش اس کے لیے وقف کر دینی چاہیے؛

ولواں اهل القرى امنوا و اتقوا الفتحنا عليهم بركات من السماء و الارض۔ (الاعراف - ۹۶)

(ترجمہ: اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے

برکتوں کے دروازے کھول دیتے)

وَاتَّهَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَقْرَبُوا بَعْضَ السَّبِيلِ هـ (الانعام-۱۵۳)
(ترجمہ: اور یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پرانگندہ کر دیں گے)

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ اِنَّ اللَّهَ بِالْأُمُورِ قَدِيرٌ ۝ (الطلاق-۲-۳)
(جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے)

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ (الطلاق-۴)
(ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرے اس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے)
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفُرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۚ (الطلاق-۵)
(جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی برائیوں کو اس سے دور کر دے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا)

فصل پنجم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی معرکے

۱۔ تاریخی واقعات

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو قیام گاہ بنایا تو آنحضرتؐ اور قریش اور ان کے حامی عرب قبائل کے درمیان جنگی معرکہ آرائی شروع ہو گئی۔ مسلمان مورخین نے ہر اس معرکہ کو جس میں آنحضرتؐ بنفس نفیس شریک ہوئے غزوہ کا نام دیا ہے اور فریقین کے درمیان ہر ایسی محاذ آرائی جس میں آنحضرتؐ بذات خود شامل نہ ہونے اسے سریہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ غزوات کی تعداد ۲۷ تک پہنچتی ہے اور سریا کی تعداد ۲۸ ہے۔ ہم اس مختصر رسالہ میں مشہور ترین غزوات کے ذکر پر اکتفا کریں گے جو تعداد میں گیارہ ہیں :

۱۔ غزوہ بدرِ کبریٰ

۱۲ رمضان ۲ھ کو یہ جنگ ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس سے تعرض کرنے کی ترغیب دلائی اور آپ کا اس سے لڑنے کا کوئی ارادہ

عام موزین نے یہی لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہؓ کو تجارتی قافلہ سے تعرض کے لیے فرمایا۔ کچھ لوگ تیار ہو گئے اور بعضوں نے اس مہم میں شمولیت اختیار نہ کی۔ بعد ازاں چند منزل سفر کر کے جب معلوم ہوا کہ قریش متحدہ کا ایک لشکر قافلہ کی حفاظت کے لیے آ رہا ہے تو آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے مشاورت کر کے یہ طے فرمایا کہ قریش کے لشکر سے فیصلہ کن جنگ کی جائے۔ مولف مرحوم نے بھی عام ارباب سیر کے تتبع میں قریش کے تجارتی قافلہ سے تعرض کا لکھ دیا ہے۔ لیکن قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات اس موقف کی تائید نہیں کرتیں :

کَمَا اخْرَجْتُكَ مِنْ بَيْتِكَ (ترجمہ: داس مال غنیمت کے معاملہ میں بھی بالحق ص و اَنْتَ فَرِيقًا مِنْ وِیسی ہی صورت پیش آ رہی ہے جیسی اس وقت (باقی برصغیر آئندہ)

نہ تھا۔ قافلہ بلا روک ٹوک نکل گیا۔ لیکن سردار قافلہ ابوسفیان نے پہلے سے اصحابِ رسولؐ کے تعرض کے خوف سے قریش مکہ کی طرف ایک آدمی بھیج رکھا تھا تاکہ وہ قافلہ کی حمایت کے لیے لگ لگے۔ قریش کے تقریباً ایک ہزار جنگجو نکل آئے جن میں ۶۰۰ زرہ پوش پیادہ تھے اور ۱۰۰ زرہ پوش سواروں کا رسالہ تھا۔ اس لشکر کے ساتھ ۵۰ اونٹ بھی تھے اور ان کے ہمراہ دفت بجانے اور گانے والی عورتیں بھی تھیں جو مسلمانوں کی ہجو کے اشعار گاتی تھیں۔

دوسری جانب مسلمانوں کی افرادی قوت ۳۱۲ یا ۳۱۴ تھی جن میں اکثریت انصار کی تھی۔ ان کے پاس ۳ یا ۴ گھوڑے اور ۵۰ اونٹ تھے جن پر صحابہ کرام باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ جنگ کا فیصلہ کرنے سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب بالخصوص انصار سے مشاورت کی۔ مہاجرین نے معرکہ آرائی کے حق میں رائے دی اور بڑی اچھی تقریر کی۔ اس کے بعد انصار نے سمجھا کہ آنحضرتؐ کا رُفے سخن ان کی طرف ہے۔ اس پر سید الانصار حضرت سعد بن معاذؓ نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المؤمنین لکاسرہون ۵ یجادلونک فی
الحق بعد ماتبین کانتما
یساقون الی السموت وہم ینظرون ۵
واذ یعدکم اللہ احدی الطائفین
انہا لکم وتودون ان غیر ذات
الشوکتا تکن لکم ویرید اللہ
ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر
الکافین ۵

پیش آئی تھی جبکہ تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے
گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک
گروہ کو یہ سخت ناگوار تھا وہ اس معاملہ کے حق
میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے درنحالے کہ وہ
صاف صاف نمایاں ہو چکا تھا۔ ان کا حال
یہ تھا کہ گویا وہ آنکھوں دیکھے موت کی طرف ہانکے
جار ہے ہیں۔ یاد کرو وہ موقع جب کہ اللہ تم سے
وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک
تمہیں مل جائے گا۔ تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ
تمہیں ملے۔ مگر اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ اپنے ارشاد
سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جرأت

کاٹ دے۔ (الانفال - ۵ - ۷)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو گھر (یعنی مدینہ منورہ) سے لشکر قریش کا مقابلہ کرنے کے لیے نکالا۔ چونکہ جنگ و پیش تھی اس لیے
موت کا خطرہ تھا۔ اگر صرف قافلہ کو ٹٹا مقصود ہوتا تو قافلہ والوں کی قلت تعداد کے پیش نظر لڑائی کا خدشہ نہ تھا اور موت
کی طرف ہانکے جانے کا کوئی سوال نہ تھا۔ نیز آیت نمبر ۷ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب مشاورت ہوئی تھی تو اس وقت
تجارتی قافلہ اور لشکر قریش دونوں زیر بحث تھے اور مدینہ منورہ میں ہی جنگ کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ (مترجم)

سب کی طرف سے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، اور آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے۔ ہم آپ سے سمع و طاعت کا عہد و پیمان باندھ چکے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ نے جو کچھ ارادہ فرمایا ہے اسے عملی جامہ پہنائیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر آپ ہیں اس سمندر پر لے چلیں اور اس میں اتر جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندریں اُتریں گے اور ہم سے ایک فرد بھی پیچھے نہ ہٹے گا۔ ہمیں یہ گوارا ہے کہ آپ ہیں لے کر کل ہی دشمن کا مقابلہ کریں۔ ہم لڑائی میں ثابت قدمی دکھائیں گے اور مقابلہ میں سچی و ناشکاری کا ثبوت دیں گے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سے وہ کچھ دکھلانے کا جس سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔ اللہ کی برکت کے پیش نظر آپ ہیں جہاں چاہیں لے چلیں۔ ایک دوسرے انصاری نے بھی اسی قسم کی تائیدی تقریر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ان جذبات سے خوش ہو گئے اور آپ نے فرمایا:

”اللہ کی برکت کے بھر دے پر نکلو اور اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ بشارت سے خوش ہو جاؤ کہ دو گروہوں — قافلہ تجارت (عیر) یا لشکر قریش (نضیر) میں سے ایک تمہیں مل جائے گا اور تم اس پر غالب آؤ گے۔“ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا یہاں تک کہ آپ بدر کے مقام پر قریب ترین پانی کی جگہ پر پہنچ گئے اور وہاں ڈیرہ ڈال دیا۔ جناب بن منذر نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! کیا یہ ایسی منزل ہے جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ نے ٹھہرنے کا حکم دیا ہے کہ آپ اس سے آگے پیچھے نہ جائیں یا جنگی افادیت کے نقطہ نظر سے اس جگہ کا انتخاب آپ نے اپنی رائے سے کیا ہے؟“ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ میری اپنی رائے کے مطابق فوجی تدبیر ہے۔ اس پر جناب بن منذر نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ اس سے بہتر ایک دوسری جگہ ہے جہاں سے مسلمان مشرکین کو بدر کے پانی سے روک سکیں گے۔ آنحضرتؐ نے جناب بن منذر کی یہ تجویز منظور فرمائی اور وہاں سے اٹھ کر اس جگہ چلے گئے جس کی نشان دہی جناب بن منذر نے کی تھی اور وہاں قیام فرمایا۔

پھر سعد بن معاذ نے یہ تجویز پیش کی کہ مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے آنحضرتؐ کے لیے ایک اونچا چوترہ (عریش) بنا دیا جائے جہاں سے پورا میدان جنگ آپ کی نظروں میں ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی تو یہ پسندیدہ ہے ورنہ سوار یوں پر بیٹھ کر واپس مدینہ جاسکتے ہیں اور سعد نے یہ بھی عرض کی:

”یا رسول اللہ! کچھ لوگ ہم سے پیچھے رہ گئے ہیں جو ہماری بنسبت آپ سے کم محبت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر انہیں یہ گمان ہوتا کہ آپ کے جنگ پیش ہے تو وہ آپ سے پیچھے نہ رہ جاتے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے لیے دُعا فرمائی اور حکم دیا کہ آپ کے لیے چوترہ بنا دیا جائے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں تو آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی صف بندی کی اور انھیں قتال پر ابھارا اور شہادت کا شوق

دلایا اور فرمایا:

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آج جو شخص صابر اور ثواب کا امیدوار ہوگا اور پیٹ نہ پھرے گا بلکہ آگے بڑھ کر کفار کا مقابلہ کرتا ہوا قتل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔“
آنحضرتؐ اپنے چوتھے پرہیزگاروں کے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ بھی تھے اور حضرت سعد بن معاذؓ بے جگر سے آپ کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:
”اے اللہ! تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے وہ پورا فرما۔ اے اللہ! اگر آج ان مومن مجاہدین کا گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر قیامت تک تیری عبادت نہ کی جائے گی۔“

آنحضرتؐ دیر تک اللہ کے حضور سر بسجود رہے بالآخر حضرت ابوبکرؓ نے خدمتِ اقدس میں عرض کی:
”حضور! اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔“

پھر گھسان کا رن پڑا اور مسلمان قیام ہوئے۔ مشرکین کے ستر آدمی قتل ہوئے جن میں ان کا سردار ابوجہل اور دیگر رؤسائے قریش بھی شامل تھے۔ ستر مشرکین قید کیے گئے۔ پھر آپؐ نے سب مقتولین کو دفن کرنے کا حکم دیا اور مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے وہاں آپؐ نے قیدیوں کے بارے میں صحابہؓ سے مشاورت کی۔ حضرت عذہؓ کی رائے یہ تھی کہ انھیں قتل کر دیا جائے اور حضرت ابوبکرؓ کی رائے یہ تھی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو قبول فرمایا اور مشرکین نے مال ادا کر کے اپنے قیدیوں کو رہائی دلوائی۔

قرآن کریم کی متعدد آیات معرکہ بدر کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بَدْرًا وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ
اِذْ يَقُولُ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ يَكْفِيَكُمْ
إِنْ يَمْدُكُمْ بِكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُزِيلِينَ بَلَىٰ

جنگ بدر میں اللہ تمہاری مدد کر چکا تھا حالانکہ اس وقت تم بہت کمزور تھے لہذا تم کو چاہیے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو، امید ہے کہ اب تم شکوگزار بنو گے۔ یاد کر جب تم مومنوں سے کہہ رہے تھے ”کیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار“

۱۔ ابن ہشام کے مطابق اس جنگ میں ۴۰ صحابہ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں ۶ مہاجرین اور ۸ انصاری تھے۔ (ترجمہ)
۲۔ مشرکین کی لاشوں کو آنحضرتؐ نے ایک کنوئیں میں ڈلوا دیا۔ (مترجم)
۳۔ جو قیدی مغلس تھے اور فدیہ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے انھیں یونہی چھوڑ دیا گیا اور جو قیدی کھانا پڑھنا جانتے تھے ان کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو کھانا سکھا دیں۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے قیدیوں سے لکھنا سیکھا تھا۔ (مترجم)

فرشتے آتا کرتہاری مدد کرے؟ بے شک اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ کر آئیں گے اسی آن تمہارا رب (تین ہزار نہیں) پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا یہ بات اللہ نے تمہیں اس لیے بتا دی ہے کہ تم خوش ہو جاؤ۔ اور تمہارے دل مطمئن ہو جائیں فتح و نصرت جو کچھ بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا و بینا ہے (اور یہ مدد وہ تمہیں اس لیے دے گا) تاکہ کفر کی راہ چلنے والوں کا ایک بازو کاٹ دے یا ان کو ایسی ذلیل شکست دے کہ وہ نامرادی کے ساتھ پسپا ہو جائیں۔

ان تصبروا و اتقوا و یا توکم من فورہم هذا یمد دکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین و ما جعلہ اللہ الا لبشری کم و لتطمئن قلوبکم بہ و ما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم ۵ لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتہم فینقلبوا خائبین ۵ (آل عمران - ۱۲۳ - ۱۲۴)

قیدیوں سے فدیہ قبول کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بطور عتاب فرمایا :

کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔ تم لوگ دنیا کے فائدے چاہتے ہو، حالانکہ اللہ کے پیش نظر آخرت ہے، اور اللہ غالب اور حکیم ہے، اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو کچھ تم لوگوں نے کیا ہے اس کی پاداش میں تم بڑی سزا دی جاتی۔

ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یشحن فی الارض و یرسیدون عرض الدنیا و اللہ یرید الاخرة ط واللہ عزیز حکیم ۵ لولا کتب من اللہ سبق لمکم فیما اخذتم عذاب عظیم -

(الانفال - ۶۴ - ۶۸)

۲۔ غزوہ اُحُد

وسط شوال ۳ھ میں بروز ہفتہ اُحد کی جنگ ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے جنگِ بدر کا بدلہ لینے کی ٹھانی اور وہ تیاریاں کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ منورہ میں جنگ کرنے کا

سازو سامان مہیا کر لیا۔ وہ احابیش کے ماسواتین ہزار جنگی جوان لے کر نکلے۔ ان میں سات سوزرہ پوش اور دوسو سواروں کا رسالہ تھا۔ ان کے ہمراہ سترو عورتیں تھیں۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بھی ان میں شامل تھی جس کا باپ جنگِ بدر میں قتل ہو گیا تھا۔ مشرکین مکہ سے چل کر مدینہ کے بالمقابل احد کے نزدیک بطنِ وادی میں پہنچ گئے۔ اُحد ایک اونچا پہاڑ ہے جو مدینہ کے شمال میں دو میل کی مسافت پر واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور متعدد صحابہ کرامؓ کی یہ رائے تھی کہ مسلمان ان کے مقابلے کے لیے باہر نہ نکلیں بلکہ شہر ہی میں محصور رہ کر مشرکین کے حملہ کی مدافعت کریں۔ لیکن بعض فوجوان صحابہؓ اور کچھ مہاجرین و انصار بالخصوص وہ حضرات جو معرکہ بدر میں شمولیت اختیار نہ کر سکنے کی وجہ سے شرفِ قتال سے محال محروم تھے انہوں نے اصرار کیا کہ باہر نکل کر اور کفار کے پڑاؤ میں جا کر ان سے جنگ کی جائے۔ بالآخر ان کے اصرار کے تحت آنحضرتؐ نے باہر نکلنے ہی کا فیصلہ فرمایا۔

آنحضرتؐ اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے اپنی زرہ پہنی، پشت پر ڈھال لٹکائی، دستِ مبارک میں نیزہ سنبھالا اور تلوار نگلے میں حائل کر کے باہر مسلمانوں کے پاس تشریف لے آئے اب ان لوگوں نے ندامت محسوس کی جنہوں نے آنحضرتؐ کو اپنی ذاتی رائے کے خلاف باہر نکلنے پر مجبور کیا تھا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم اپنی تجویز واپس لیتے ہیں آپؐ جس طرح چاہیں عمل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کبھی کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ ہتھیار پہنے اور اتار دے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ فرمادے“

پھر آں حضرتؐ نکل پڑے اور آپؐ کے ہمراہ ایک ہزار آدمی تھے جن میں سے صرف ایک سو کے پاس زرہیں تھیں اور دو گھوڑے بھی ساتھ تھے۔

جب مسلمان نکلنے کے لیے اکٹھے ہوئے تو آنحضرتؐ نے دیکھا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے ہمراہ یہود کی ایک جماعت بھی مسلمانوں میں شامل ہونا چاہتی ہے۔ آپؐ نے پوچھا:

”کیا انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے؟“
جواب نفی میں دیا گیا۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

”انہیں واپس چلے جانے کا حکم دے دو کیونکہ ہم مشرکوں کے مقابلے میں مشرکوں سے امداد نہیں لیتے۔“
راستے میں عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر الگ ہو گیا۔ اب مسلمانوں کی تعداد سات سو کے قریب رہ گئی۔ آپؐ انہیں لے کر آگے بڑھے اور جبلِ احد کے دامن میں پہنچ گئے۔ آپؐ نے اپنی فوج کو اس طرح صف آرا کیا کہ پشت پر پہاڑ تھا اور سامنے لشکرِ قریش۔ آپؐ نے ہر فوجی دستے کا ایک ایک سردار مقرر فرمایا۔ عبداللہ بن جہیر کی کمان میں لے حضرت زبیر بن العوام رسالے کے سردار مقرر کیے گئے۔ حضرت حمزہؓ کو فوج کے اس دستہ کی قیادت سپرد کی گئی جو زرہ پوش نہ تھا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو علمبردار بنایا گیا۔ (مترجم)

پچاس تیر اندازوں کو ایک درے پر بٹھادیا تاکہ وہ اس جانب سے مسلمانوں پر مشرکین کو حملہ کرنے سے باز رکھیں اور تاکید فرمایا:

”تم ہماری حفاظت اس طرح کرو کہ مشرکین پیچھے سے ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں اور تیر اندازی کے ذریعے انہیں ہمارے نزدیک نہ آنے دو۔ اگر تم ثابت قدمی سے اپنی جگہ پر ڈٹے رہے تو ہمیں ضرور غلبہ نصیب ہو گا کیونکہ گھوڑے تیروں کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے۔ اے اللہ! میں آپ کو ان پر گواہ بناتا ہوں؟“
ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے انھیں فرمایا:

”اگر تم دیکھو کہ پرندے ہماری بوٹیاں نوچ کر لے جا رہے ہیں تب بھی تم اپنے اس مقام کو نہ چھوڑنا جب تک کہیں تمہیں اس کا حکم نہ دوں۔“

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مقابلے مسلمانوں کی امداد فرمائی۔ متعدد دشمن قتل ہو گئے اور قریش پیڑھے پھیر کر بھاگ نکلے۔ مسلمان لشکر مشرکین کی غنیمت سیٹھنے میں مشغول ہو گئے۔ ان کے پیچھے متعین تیر اندازوں نے جب یہ سماں دیکھا تو کہا:

”ہیں اب کیا کرنا چاہیے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی امداد فرمائی ہے!“

پھر انہوں نے سوچا کہ انہیں وہ درہ چھوڑ دینا چاہیے تاکہ وہ بھی غنیمت میں اپنا حصہ حاصل کریں۔ ان کے سردار عبداللہ بن جہر نے انہیں آنحضرتؐ کا حکم یاد دلایا لیکن انہوں نے جواب دیا کہ لڑائی تو اختتام پذیر ہو چکی ہے اس لیے اب یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ عبداللہ اور دیگر دس آدمیوں نے اپنی جگہ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ خالد بن ولید جو مشرکین کے عینہ کا قاتل تھا اس نے دیکھا کہ تیر اندازوں نے مسلمانوں کی پشت پناہی چھوڑ دی ہے تو اس نے اچانک پیچھے سے ان پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ وہ ہر طرف سے تلواروں کی زد میں تھے۔ ان کے لشکر میں ابتری پھیل گئی اور مشہور کر دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں۔ بعض لوگ اس غیر متوقع صورت حال سے سر اسیم ہو کر دینہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اب مشرکین کے لیے ممکن ہو گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکیں۔ انہوں نے آنحضرتؐ پر پتھر پھینکے آپ بیہوش ہو کر گر پڑے آپ کے چہرے پر ضربیں آئیں، گھٹنے پر خراش آئے، نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا، سر مبارک پر پھنسا ہوا خود ٹوٹ گیا، منہ پر ڈالی ہوئی زہر (مغفر) کی دوکریاں آپ کے رخساروں پر چھب کر رہ گئیں۔ مشرکین نے آپ کو قتل کرنے کے لیے آپ پر ہتھ بول دیا۔ آنحضرتؐ ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور آپ کے ہمراہ مومنین کی ایک چھوٹی جماعت بھی مقابلہ کرتی رہی۔ ان میں حضرت ابو دجانہؓ تھے جو آنحضرتؐ کے سامنے ڈھال بن کر مشرکین کے تیروں سے آپ کی حفاظت کرتے رہے اور تیروں کے دار اپنی پیٹھ پر روکتے رہے۔ ان میں سعد بن ابوقحاص بھی تھے جنہوں نے اس روز تقریباً ایک ہزار تیر چلائے۔ انہی جانباز صحابہ کرامؓ میں ایک صحابیہ حضرت نسیمہؓ ام عمارہ انصاریہ بھی تھیں جنہوں نے زخمیوں کو پانی پلانا چھوڑ دیا اور تلوار سے قتال اور تیر اندازی شروع کر دی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا یہاں تک کہ ان کی گردن میں گہرا زخم آیا جس میں غار پڑ گیا۔ ان کے ساتھ ان کا خاوند اور دو بیٹے بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا:

بَارِكِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ -

(اے گھر والو! اللہ تعالیٰ تمہیں برکتوں سے نوازے)

نسیب نے عرض کی:

”ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ ہمیں جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو جائے۔“

آنحضرتؐ نے دعا فرمائی:

”اے اللہ! انہیں جنت میں میری رفاقت عطا فرما۔“

نسیب نے اس کے بعد کہا:

”دنیا کی جو تکلیفیں ہمیں پہنچی ہیں مجھے ان کی ذرہ برابر پروا نہیں۔“

اُن حضرتؐ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے:

”جنگِ اُحد میں میں نے اپنے دائیں بائیں جدھر نظر دوڑائی میں نے دیکھا کہ نسیبؓ میرے بچاؤ کے لیے لڑ رہی ہے۔ اس جنگ میں اس صحابیؓ نے تیر اور تلوار کے بارہ زخم کھائے۔“

اس شدت کے موقع پر ابی بن خلفؓ نے آنحضرتؐ کو قتل کرنے کے لیے آپؐ پر دھاوا بول دیا اور قسم کھائی کہ وہ اس سے باز نہیں آئے گا۔ آنحضرتؐ نے اس پر ایک حربہ سے وار کیا جو اس کے حلقوم میں لگا اور اس کی ہلاکت کا سبب بنا۔ یہ ایک ہی مقتول ہے جو تمام جنگی معرکوں میں آنحضرتؐ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کے شانوں پر چڑھ ادھر ادھر نظر دوڑائی اور دیکھ کر مشرکین کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھی ہوئی ہے آپؐ نے کچھ مسلمانوں کو انہیں نیچے اتارنے کے لیے بھیجا اور فرمایا:

”وہ ہم پر غالب نہیں آسکتے۔ اے اللہ! ہمارے پاس اپنا کوئی زور نہیں اور ہمیں صرف تیری قوت پر بھروسہ ہے۔“

معرکہ اختتام پذیر ہوا تو ابوسفیانؓ نے اپنی اور مشرکین کی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جنگِ بدر کی شکست کے حوالے سے کہا:

”آج جنگِ بدر کا بدلہ لے لیا گیا ہے۔“

اس معرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بھی شہید ہو گئے۔ ابوسفیانؓ کی بیوی ہند نے ان کے ناک کان کاٹ لیے ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ اور دل نکال کر چبا گئی لیکن کڑواہٹ محسوس کی اور اگل دینا پڑا۔ حضرت حمزہؓ کی شہادت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمزہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر اللہ نے مجھے قریش پر فتح کا

موقع نصیب فرمایا تو میں ان کے تیس آدمیوں کا مسئلہ کر دوں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مسئلہ کرنے سے منع فرمادیا۔ اس معرکے میں تقریباً ستر مسلمان اور تیس مشرکین قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دہجوتی اور اس شکست کے اسباب سے سبق حاصل کرنے کے لیے غزوہ اُحد کے بارے میں متعدد آیات نازل فرمائیں۔ سورہ آل عمران میں فرمایا:

وَلَا تَقْنُؤُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ يَسْكُمْ قَوْحُ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ط وَ تِلْكَ الْآيَاتُ نَزَّلَتْ لِأُولَئِكَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۖ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُمَهِّقَ الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلِيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝

(آل عمران ۱۳۹-۱۴۲)

دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لئے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں، اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (درستی کے) گواہ ہوں۔ کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں، اور وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے سچے مومنوں کو انگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔

پھر چند آیات کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحَضَّرْتُمْ بَازُنَجٍ حَتَّى إِذَا فُشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَمَرَكُمْ مَا تُحِبُّونَ ط مِنْكُمْ مَنْ

اللہ نے (تائید و نصرت) جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ تو اس نے پورا کر دیا۔ ابتدا میں اس کے حکم سے تم ہی ان کو قتل کر رہے تھے مگر جب تم نے کمزوری دکھائی اور اپنے کام میں باہم

یٰرَبِّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِكَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
 ثُمَّ صَلِّ عَلٰی سَائِرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی اٰلِیْهِمْ وَصَلِّ عَلٰی اٰلِیْهِمْ وَصَلِّ عَلٰی اٰلِیْهِمْ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِكَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
 عَلٰی اَحَدٍ وَرَسُوْلٍ یَّدْعُوْكَ فِیْ اٰخِرِ اَمْرٍ
 فَاِنَّ اَبَدَکُمْ غَمًّا لِّکُمْ لَکِیْلًا تَحْزَنُوْنَ اَعْلٰی
 مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَا اَصَابَکُمْ ۝ وَاللّٰهُ
 خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

(آل عمران ۱۵۲-۱۵۳)

اختلاف کیا، اور جو نہی کہ وہ چیز اللہ نے تمہیں
 دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی
 مال غنیمت) تم اپنے سردار کے حکم کی خلاف ورزی
 کر بیٹھے۔ اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے
 طالب تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے
 تب اللہ نے تمہیں کافروں کے مقابلے میں پسپا
 کر دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے۔ اور حق یہ ہے
 کہ اللہ نے پھر بھی تمہیں معاف ہی کر دیا کیونکہ
 مومنوں پر اللہ بڑی نظر عنایت رکھتا ہے۔ یاد
 کرو جب تم بھاگے چلے جا رہے تھے، کسی کی
 طرف پلٹ کر دیکھنے کا ہوش تمہیں نہ تھا اور رسول
 تمہارے پیچھے تم کو پکار رہا تھا اس وقت تمہاری
 اس روش کا بدلہ اللہ نے تمہیں یہ دیا کہ تم کو
 رنج پر رنج دے تاکہ آئندہ کے لیے
 تمہیں سبق ملے اور جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جائے
 یا جو مصیبت تم پر نازل ہو اس پر طول نہ ہو
 اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

۳۔ غزوہ بنی نضیر

بنی نضیر یہودی تھے اور نواحِ مدینہ میں آباد تھے۔ قبیلہ خزرج کے ساتھ ان کے حلیفانہ تعلقات تھے اور ان کے
 اور مسلمانوں کے درمیان سلامتی اور تعاون کا معاہدہ ہو چکا تھا جس کا ذکر قبل ازیں کیا جا چکا ہے لیکن شرارت و
 غداری یہودی سرشت میں داخل ہے اور انہوں نے نقضِ عہد کی ٹھان لی۔ آنحضرتؐ اور آپ کے بعض اصحابؓ
 بنی نضیر کی بستی میں کسی کام کے سلسلے میں تشریف لے گئے۔ آپ ان کے ایک مکان کی دیوار کے ساتھ تشریف فرما تھے۔
 انہوں نے درپردہ یہ سازش تیار کی کہ مکان کی چھت سے ایک بڑا پتھر گرا کر آپ کو قتل کر دیا جائے۔ آنحضرتؐ کو

لے یہ غزوہ ربیع الاول ۶ء میں واقع ہوا۔ (مترجم)

اس کے بارے میں معلوم ہو گیا۔ آپ فوراً دہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ آپ کو کوئی حاجت درپیش ہے اور مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ سے آئے۔

واپس آکر آپؐ نے محمد بن مسلمہ کو یہ پیغام دے کر بنی نضیر کے پاس بھیجا کہ میرے اس شہر سے نکل جاؤ تم جانتے ہو کہ تم نے میرے ساتھ کیا غداری کرنی چاہی تھی یہاں میرے ساتھ رہنے کے اہل نہیں ہو۔ آپ نے خروج کے لیے انہیں دس یوم کی مہلت دی۔ بنی نضیر نے اس دھمکی کے پیش نظر نکل جانے کی تیاری کر لی لیکن رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے انہیں نکلنے سے روک دیا اور کہلا بھیجا کہ وہ اپنی جماعت کے دو ہزار آدمیوں سے ان کی مدد کرے گا۔ اس وعدہ امداد کے بھروسے پر بنی نضیر ڈٹ گئے، انہوں نے نکلنے سے انکار کر دیا، وہ اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم اپنی جگہ نہیں چھوڑیں گے آپ سے جو کچھ ہو سکے کر لیں۔

آں حضرتؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ ان کی سرکوبی کے لیے نکل پڑے۔ علم حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا۔ جب یہود نے مسلمانوں کو دیکھا تو ان پر تیر اور پتھر برسائے شروع کر دئے۔ رئیس المنافقین نے حسب وعدہ یہود کی امداد کے لیے کوئی ملک نہ بھیجی۔ آنحضرتؐ نے یہود کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ یہود ڈٹے رہے پھر آں حضرتؐ نے ان کے قلعہ کے ارد گرد کھجور کے جو درخت تھے وہ کٹوا دئے۔ اس وقت یہود نے کہا کہ وہ مدینۃ النبیؐ سے نکل جائیں گے چنانچہ ان کے لیے یہ شرط طے لگئی کہ وہ اپنے ساتھ اسلحہ لے کر نہیں جاسکتے لیکن دیگر مال و اسباب جس قدر بھی وہ اونٹوں پر لاد کر لے جاسکیں لے جائیں ان کی جانوں کو کسی قسم کا کوئی گزند نہیں پہنچایا جائے گا اور انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ نکلے تو اپنا تمام اثاثہ جو وہ ساتھ لے جاسکتے تھے لے گئے اور جاتے ہوئے اپنے مکانوں کو منہدم کر گئے تاکہ مسلمان ان سے استفادہ نہ کر سکیں۔ ان میں سے کچھ افراد خیبر کے مقام پر جو مدینہ سے تقریباً ایک سو میل کی مسافت پر واقع ہے آباد ہو گئے اور بعض لوگ شام کی جنوبی سرحد پر ”بزرش“ کے نواح میں مقیم ہو گئے۔ ان میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔

اس غزوہ کے بارے میں سورۃ الحشر نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

هو الذی اخرج الذین کفروا من اهل الکتاب من ديارهم لا وّل الحشر ط ما ظننتم ان یخرجوا و ظنوا انهم ما نعتهم حصونهم من الله فانهم الله من حیث لم یحسبوا و قد ف فی قلوبهم الرعب یخربون بیوتهم باسید یهم و اسیدی و ہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔ تمہیں ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی گڑھیاں انہیں اللہ سے بچالیں گی مگر اللہ ایسے رُخ سے ان پر آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ گیا تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار
ولولا ان کتب الله علیہم الجلاء
لعدبہم فی الدنیا ولہم فی
الآخرة عذاب النار
(المحشر ۲-۳)

نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے
گھروں کو برباد کر رہے تھے اور مومنوں کے
ہاتھوں بھی برباد کر رہے تھے۔ پس عبرت
حاصل کرو اسے دیدہ بینا رکھنے والو! اگر
اللہ نے ان کے حق میں جلا وطنی نہ کچھ دی ہوتی
تو دنیا ہی میں وہ انہیں عذاب دے ڈالتا
اور آخرت میں تو ان کے لیے دوزخ کا عذاب
ہے ہی۔

۴۔ غزوہ احزاب

اس غزوہ کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ کفر و اسلام کا یہ تصادم شمال مشرق میں ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب
بنی نضیر کی جلا وطنی مکمل طور پر ہو گئی تو ان کے کچھ سردار متہ پہنچ گئے اور قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف
جنگ کی دعوت اور ترغیب دی۔ قریش نے اس دعوت پر لبیک کہا۔ اس کے بعد رؤسائے یہود قبیلہ عطفان کی طرف
گئے۔ چنانچہ بنو فزارہ، بنو مرہ اور اشجع نے بھی قتال میں شرکت پر آمادگی کا اظہار کیا۔ ان سب قبائل عرب نے پوری
تیاری کر کے مدینہ کا رخ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمانؓ نے مشورہ
دیا کہ مدینہ کے ارد گرد خندق کھودی جائے۔ آنحضرتؐ نے خندق کھودنے کا حکم دیا اور بذات خود بھی اس کی کھدائی میں
حصہ لیا۔ جب قریش اور دیگر ہر اہی قبائل مدینہ پہنچے تو خندق کو دیکھ کر ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ ڈر گئے کیونکہ
عرب خندق وغیرہ کے طور طریقوں سے ناواقف تھے۔

دشمن کی تعداد دس ہزار اور مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ جی بنی بنی (حضرت صفیہؓ ام المومنین کا باپ)
ان یہودی سرداروں میں سے ایک تھا جنہوں نے قریش اور دیگر قبائل کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی تھی وہ
بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ سلامتی کے معاہدے کو
توڑ دیا جائے۔ کعب نے شروع میں انکار کیا لیکن جی مسلسل اسے مسلمانوں سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک
کہ اسے بھی اپنا ہمنوا بنانا لیا اور بالآخر بنی قریظہ بھی دیگر حملہ آور قبائل کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ اب مسلمان سخت
نازک ترین صورت حال سے دوچار ہو گئے۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے پھلوں کے پٹے پر
بنی قریظہ سے صلح کی بات چیت کرنا چاہی لیکن انصار نے دینی حمیت کے تحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
عرض کی کہ یہ خیانت کا رعبیں جنہیں عہد و پیمان کا کوئی پاس نہیں اس لیے خراج کے طور پر ایک جبر بھی انہیں نہیں

دینا چاہیے۔

خندق کی چوڑائی ایک جگہ سے کم تھی۔ مشرکین کے کچھ سواروں نے وہاں سے خندق کو عبور کر کے اچانک حملہ کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور قتل کر دیا۔

پھر نعیم بن مسعود بن عامر (جو قبیلہ غطفان کی شاخ اشجع کا رئیس تھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطلاع دی کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں لیکن میری قوم کو میرے قبول اسلام کی تاحال خبر نہیں اور بنی قریظہ سے میرے دوستانہ روابط ہیں وہ مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں آپ مجھ سے جو خدمت لینا چاہیں میں انجام دوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہماری جماعت میں ایک ہی آدمی ہو، ہم سے علیحدگی اختیار کر کے اگر کوئی تدبیر کر سکو تو کر لو کیونکہ جنگ میں دھوکہ دینا جائز ہے۔ نعیم اپنی ہوشیاری و ذہانت کو کام میں لاتے یہاں تک کہ انہوں نے قریش و حلفائے قریش اور بنی قریظہ میں پھوٹ ڈال دی اور ایک فریق کو دوسرے فریق کے بارے میں شک و بہ گمانی میں مبتلا کر دیا۔

سردی کا موسم تھا، محاصرہ طویل پڑ چکا تھا، دشمن کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔ ایک رات جس میں شدید سردی تھی اچانک اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سخت آندھی آئی جس نے دشمن کی دیگوں کو الٹ دیا اور خیموں کو اکھاڑ دیا۔ قبائِل میں افزائری مچ گئی۔ وہ مرعوب ہو گئے اور اسی رات بے نیل ملام کو چ کر گئے۔ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ وہاں ایک دشمن بھی موجود نہ تھا۔

اس غزوہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودُ فَاوَسَّلْنَا عَلَيْهِمُ سَرِيعًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۚ إِذْ جَاءَكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ تَرَأَيْتُمُ الْاَبْصَارَ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظَّنَّ ۚ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زُلْزَالًا شَدِيدًا ۝ (الاحزاب ۹-۱۱)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کے احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیا ہے جب لشکر تم پر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں روانہ کیں جو تم کو نظر نہ آتی تھیں۔ اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم لوگ اس وقت کر رہے تھے جب وہ اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے جب خوف کے مارے آنکھیں پتھر انگلیں، کلیجے منہ کو آگئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت ایمان لانے والے خوب آزمائے گئے اور بری طرح ہلا مارے گئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منافقین کے موقف کی وضاحت فرمائی کہ انہوں نے کئی جیلوں بہانوں سے جنگ سے دست برداری اور علیہ کی اختیار کر لی اور پھر مومنین صادقین کی توصیف اس طرح فرمائی:

ولما ساء المؤمنون الاحزاب^۱ قالوا
هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا نَرَا لَهُمُ الْاِيْمَانُ
وَتَسْلِيْمًا^۲ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجَا لَصَدُقَا
مَا عَاهَدُوا لِلَّهِ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى
نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ^۳ وَمَا
يَبْدُلُوْا تَبْدِيْلًا^۴ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصّٰدِقِيْنَ
بِصَدَقَتِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَاءَ
اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللَّهَ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا^۵ وَرَدَ اللَّهُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بَعِيْظَهُمْ لَمْ يَآلُوْا خَيْرًا^۶
وَكَفَىٰ لِلَّهِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْفِتَالَ^۷ وَكَانَ
اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا^۸

(الاحزاب ۲۲-۲۵)

اور سچے مومنوں (کا حال اس وقت یہ تھا کہ جب انہوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے کہ یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اس کے رسول کی بات بالکل سچی تھی۔ اس واقعہ نے ان کے ایمان اور ان کی سپردگی کو اور زیادہ بڑھا دیا۔ ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے۔ ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے۔ انہوں نے اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں کی (یہ سب کچھ اس لیے ہوا) تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور منافقوں کو چاہے تو سزا دے اور چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ غفور و رحیم ہے۔ اللہ نے کفار کا منہ پھیر دیا۔ پھر وہ کوئی فائدہ حاصل کئے بغیر اپنے دل کی جبلت لیے یونہی پلٹ گئے اور مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا، اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔

۵۔ غزوہ بنی قریظہ

یہ غزوہ ۳ھ میں غزوہ احزاب کے فوراً بعد پیش آیا۔ بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے۔ جنگ احزاب کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا کہ یہود بنی قریظہ نے انتہائی سفلیں اور غداری کا ارتکاب کیا ہے اور مسلمانوں کے برخلاف قریش و خلفائے قریش کا ساتھ دیا ہے۔ نیز

یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ معرکہ احزاب کی شدت کے وقت انہوں نے عہد توڑ دیا اور ان کی کوشش یہ تھی کہ جملہ مسلمانوں کو شرعاً عظیم میں مبتلا کریں۔ اگر معرکہ احزاب کا انجام اس طرح نہ ہوتا جس طرح کہ ہوا تو بنی قریظہ کی شرانگیزی ضرور رنگ لاتی۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ ان خیانت کاروں اور غداروں کی سرکوبی کی جائے۔ مدینہ منورہ جو آپ کی تحریک جہاد کا مرکز تھا اسے ان کے ناپاک وجود سے یکسر پاک کر دیا جائے تاکہ انہیں دوبارہ موقع نہ مل سکے کہ وہ اپنی سفلہ اور غدارانہ سرشت کے تحت اسی قسم کی حرکتوں سے مسلمان ہمسایوں کے لیے ابتلا و ہلاکت کا سامان مہیا کریں۔

امام بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے واپس تشریف لائے تو آپؐ نے اسلحہ اتارا اور غسل فرمایا۔ آپؐ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے جن کا سرغبار آلود تھا اور کہا:

”آپؐ نے اپنا اسلحہ اتار دیا ہے، اللہ کی قسم میں نے ابھی نہیں اتارا۔“

آپؐ نے پوچھا:

”کون سی مہم درپیش ہے؟“

جبریلؑ نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان سے اسی وقت نمٹ لینا چاہیے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اس حکم کے تحت اُن حضرتؓ نے نکلنے کی تیاری کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت منادی کرادی کہ کوئی شخص عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھے جب تک بنی قریظہ کی بستی میں نہ پہنچ جائے۔ آپؐ خود بھی تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ نے علم اٹھایا۔ تین ہزار مسلمان جمع ہو گئے۔ چھتیس سوار بھی تھے۔ جب حضرت علیؓ بنی قریظہ کے قلعہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے سنا کہ یہودی آنحضرتؐ اور آپؐ کی ازواجِ مطہرات کو گالیاں دے رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے یہودی بدکلامی کی خبر آنحضرتؐ کو دی اور عرض کی کہ آپؐ ان خبیثوں کے قریب نہ جائیں آنحضرتؐ یہودی اخلاقی گراوٹ اور ان کی منافقت اور چالوسی سے باخبر تھے۔ آپؐ نے جواباً فرمایا کہ جب وہ مجھے دیکھیں گے تو ایسی باتیں نہیں کریں گے۔ چنانچہ جب یہود نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو انہوں نے نرم گفتاری اختیار کی جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا مسلمانوں نے پچیس روز تک ان کا محاصرہ کیا یہود تنگ آ گئے۔ بالآخر انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرتؐ کے حوالے کر دیا۔ آپؐ نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو حکم مقرر فرمایا۔ بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے۔ سعد نے فیصلہ صادر کیا کہ بنی قریظہ کے جنگجو جوان موت کے گھاٹ اتار دئے جائیں اور ان کی اولاد کو قید کر لیا جائے۔ ان کے اموال و اسباب بطور غنیمت تقسیم کیے جائیں۔ آنحضرتؐ نے سعدؓ کا یہ فیصلہ نافذ فرمایا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی تحریک کے خلاف مدینہ اور اس کے نواح میں یہودی سازشوں، ہتھکنڈوں اور چرہ دستیوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

اس غزوہ کے بارے میں قرآن کریم میں یہ آیات نازل ہوئیں جن میں یہودی غداروں کی بد عہدی اور جنگ احزاب میں ان کی طرف سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا بیان ہے:

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا هَلْ يَئْتِيَنَّ
لَا مَقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ
مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ
وَمَا هِيَ عَوْرَةٌ لَّآئِنْ يَرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا
وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثَمَرٌ
سَّئِلُوهُ فَقَتَلَهُ لَأَكْرَهُوا وَتَلَبَّسُوا بِهَا
الْأَلَاءِ سِيرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا
لِللَّهِ مِن قَبْلُ لَا يُولُونَ الدِّيَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ
اللَّهِ مُسْتَوْلاً ۝ قُلْ لَّنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ
إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ ۚ وَإِذَا لَا
تَمْتَعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

(الاحزاب ۱۳-۱۶)

جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے یثرب
کے لوگو! تمہارے لیے اب ٹھہرنے کا کوئی موقع
نہیں ہے، پلٹ چلو۔ جب ان کا ایک فریق
یہ کہہ کر نبی سے رخصت طلب کر رہا تھا کہ ہمارے
گھر خطرے میں ہیں، حالانکہ وہ خطرے میں نہ
تھے، دراصل وہ (معاذِ جنگ سے) بھاگتے
چاہتے تھے۔ اگر شہر کے اطراف سے دشمن
گھس آئے ہوتے اور اُس وقت انہیں فتنے
کی طرف دعوت دی جاتی تو یہ اس میں جا پڑتے۔
اور مشکل ہی سے انہیں شریکِ قتل ہونے میں
کوئی تامل ہوتا۔ ان لوگوں نے اس سے پہلے
اللہ سے عہد کیا تھا کہ یہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ
سے کیے ہوئے عہد کی باز پرس تو ہونی ہی تھی
اے نبی! ان سے کہو، اگر تم موت یا قتل سے
بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے لیے کچھ بھی نفع بخش
نہ ہوگا۔ اس کے بعد زندگی کے مزے لوٹنے کا
تھوڑا ہی موقع مل سکے گا۔

اس کے بعد فرمایا گیا ہے:

وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْهُمْ مِّنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ
الرَّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ
فَرِيقًا ۚ وَأُورِثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ
وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطُوهَا ۚ وَكَانَ
اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝

(الاحزاب ۲۶-۲۷)

پھر اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں
کا ساتھ دیا تھا، اللہ ان کی گڑھیوں سے انہیں
اتار لایا اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا
رعب ڈال دیا کہ آج ان میں ایک گروہ کو تم
قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو
اس نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور
ان کے اموال کا وارث بنا دیا اور وہ علاقہ تمہیں دیا
جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۴۔ غزوہ حیدریہ

یہ واقعہ ذی قعدہ ۳؎ میں پیش آیا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہؓ کے ہمراہ بلا خوف و خطر اور پورے امن کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے، اپنے سر منڈوائے اور بال ترشوائے۔ اس اشارہ الہی کے تحت آنحضرتؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عمرہ ادا کرنے کے لیے سفر کی تیاری کریں۔ اس سفر زیارت میں قریش کے ساتھ جنگ و قتال کا آپ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ مسلمانوں کے لیے بیت اللہ کا راستہ گزشتہ ۶ سال سے بند تھا اس لیے مہاجرین و انصار شوقِ زیارت میں گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ دیہاتی لوگ جو جانا چاہتے تھے وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بیت اللہ کی تعظیم و تکریم کے لیے قربانی کے اونٹ اور چوپائے بھی ساتھ لے لیے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر عرب کے احرام باندھا تا کہ عوام الناس اور خصوصاً قریش کو معلوم ہو جائے کہ آنحضرتؐ کا قتال کا ارادہ نہیں۔ ان زائرینِ حرم کی تعداد تقریباً پندرہ سو تھی۔ سب کے سب غیر مسلح تھے۔ صرف ایک ایک تلوار نیام میں بند ساتھ رکھ لی گئی جو اس زمانے میں سفر کا ضروری آلہ سمجھی جاتی تھی اور عرب کے معروف قاعدے کے مطابق ہر مسافر کو اپنے پاس رکھنے کی اجازت تھی۔

آنحضرتؐ اس مبارک سفر پر چل پڑے یہاں تک کہ قافلہ مقام عُسفان تک پہنچ گیا۔ وہاں ایک شخص نے آپ کو اطلاع دی کہ قریش کے لوگوں کو آپ کے آنے کی خبر ہو چکی ہے اور وہ چیتے کی کھاؤں کا لباس پہن کر آپ کا راستہ روکنے کے لیے نکل پڑے ہیں۔ انہوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ آپ کو مکہ میں کبھی داخل نہیں ہونے دیں گے۔ آپ نے فرمایا:

”قریش کا طرزِ عمل افسوسناک ہے۔ میں تو ان سے لڑنا نہیں چاہتا۔ ان کا کیا بگڑتا ہے اگر وہ مجھے دوسرے عرب قبائل میں تبلیغ کر لینے دیں۔ انہوں نے عداً مجھے مصائب سے دوچار کر رکھا ہے۔ اگر اللہ نے مجھے ان پر عسلبہ عطا فرمایا تو یہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے ورنہ اگر انھیں طاقت ہوئی تو مزید قتال کریں گے۔ قریش کا کیا خیال ہے؟ اللہ کی قسم کہ اس نے جس حق کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا ہے میں اس کے لیے جہنم کو شش کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کر دے یا میں بے یار و مددگار رہ جاؤں“

جب آپ حیدریہ کے مقام پر پہنچے جو مکہ کے قریب جدہ کے راستے پر واقع ہے تو بنی خزاعہ کے کچھ آدمی آپ کے پاس آئے اور آپ کی آمد کا مقصد دریافت کیا۔ آپ نے انہیں بتلایا کہ میں صرف زیارتِ بیت اللہ اور عمرے کے لیے آیا ہوں۔ انھوں نے واپس جا کر قریش کو کہا:

”تم محمدؐ کے معاملے میں جلد بازی سے کام لے رہے ہو وہ کسی سے لڑنے نہیں آئے صرف بیت اللہ کی زیارت ان کے پیشِ نظر ہے“

قریش نے جواباً کہا:

”اللہ کی قسم، وہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر کبھی مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پورے عرب میں ہم ذلیل ہو جائیں گے اور لوگ ہمارے بارے میں چیمگوئیاں کریں گے۔“

پھر قریش نے مسعود ثقفی کو اس صورتِ حال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کے لیے بھیجا۔ اس نے آنحضرتؐ سے بات چیت کی اور بعض صحابہؓ سے بھی تبادلہ خیالات کیا۔ واپس جا کر اس گفت و شنید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی حقیقت و محبت کا جو نظارہ دیکھا اس کے متعلق قریش کو ہنردی اور بتلایا کہ آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہ صلح کے خواہشمند ہیں لیکن قریش نہ مانے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کو اہل مکہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ انھیں آنحضرتؐ اور صحابہؓ کے آنے کی غرض و غایت سے آگاہ کریں۔ قریش نے حضرت عثمانؓ کو نظر بند کر لیا اور مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ وہ قتل کر دئے گئے ہیں۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ کے خون کا قصاص لینے کے لیے اب ہم قتال کئے بغیر نہ جائیں گے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو بلایا کہ وہ جہاد اور اللہ کے راستے میں شہادت کی بیعت کریں۔ تمام صحابہؓ نے ایک بول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر آنحضرتؐ کے دستِ مبارک پر جاں نثاری کی بیعت کی اور آپؐ نے فرمایا کہ صلح ہوگی یا شہادت ہوگی۔

جب قریش کو اس بیعت متعلق معلوم ہوا تو وہ ڈر گئے اور انہوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ صلح پر آمادگی ظاہر کی کہ آپ اس سال واپس چلے جاتیں اور آئندہ سال اگر صرف تین دن قیام کر سکتے ہیں اور اپنے ساتھ مسافر کا اسلحہ یعنی تیر اور نیام میں بند تلوار لا سکتے ہیں۔ صلح کی تکمیل کے لیے قریش نے سہیل بن عمروؓ کو بھیجا اور بالآخر قریش کی مرضی کے مطابق صلح نامہ پائیہ تکمیل کو پہنچا۔ اس میں مزید یہ شرطیں رکھی گئیں کہ دس سال تک فریقین کے درمیان جنگ بند رہے گی اور یہ کہ محمدؐ کے ساتھیوں میں سے جو شخص قریش کے پاس چلا جائے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے لیکن قریش کا جو آدمی محمدؐ کے پاس چلا جائے گا اسے آپ واپس کر دیں گے۔ یہ شرطیں بظاہر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھیں اور ذلت آمیز معلوم ہوتی تھیں اس لیے مسلمانوں میں اضطراب کا پیدا ہونا قدرتی امر تھا۔ بعض صحابہؓ نے جن میں حضرت عمرؓ پیش پیش تھے آنحضرتؐ سے ان شرائط کے بارے میں بحث و کلام بھی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ عمرہ کا احرام کھول دیا جائے لیکن زیارت بیت اللہ سے محرومی اور نامساوی شرائط صلح کی بنا پر صحابہ کرام رنج و غم سے اس قدر مغلوب تھے کہ انہوں نے تعمیل نہ کی۔ حضور علیہ السلام نے بذاتِ خود پہل کر کے عمرے کا احرام ختم کر دیا۔ پھر سب مسلمانوں نے آپ کے عمل کی پیروی کی۔ یہ شرائط صلح جو اس وقت مسلمانوں پر گراں گزریں اور جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عقلندی، بالغ نظری اور وحی کی ہدایت کے تحت

منظور فرمایا تھا ان کی افادیت بعد میں ظاہر ہوئی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ حدیبیہ کو فتح میں کا نام دیا ہے۔ فرمایا گیا:
 اَنَا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ۝ لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيَتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَبِصُورِكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ (الفتح ۱-۳)

اے نبی! ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی تاکہ اللہ تمہاری اگلی پھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دے اور تمہیں سیدھا راستہ دکھائے اور تم کو زبردست نصرت بخشنے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے جو بیعت لی اس کے بارے میں فرمایا گیا:

اِنَّ السَّيِّدِيْنَ يَبَايَعُوْنَكَ اِنَّمَا يَبَايَعُوْنَ اللَّهَ يَبْدُوْنَ
 اللَّهُ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى
 نَفْسِهِ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ
 فَمِنْهُ جَازٍ عَظِيْمًا ۝ (الفتح ۱۰)

اے نبی! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا۔ اب جو اس عہد کو توڑے گا اس کی عہد شکنی کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہوگا، اور جو اس عہد کو وفا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے، اللہ عنقریب اس کو بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

وہ صحابہ کرامؓ جو بیعت رضوان میں شامل ہوئے انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی سند عطا کی اور فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يَبَايَعُوْنَكَ
 تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ
 السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَتٰهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ (الفتح ۱۸)

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے غزوہ حدیبیہ پیش آیا۔ ارشاد ہوا:

لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُوْلَهُ الْمُرُوْیَا بِالْحَقِّ ۚ
 لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ
 اٰمِنِيْنَ مَحْلِقِيْنَ رُءُوْسِكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ
 لَا تَخَافُوْنَ ط فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ
 مِنْ ذٰلِكَ فَتْحًا

فی الواقع اللہ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق تھا۔ ان شاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہو گے، اپنے سر منڈاؤ گے اور بال ترشاؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا

قریباً ۵
(الفج ۲۷)
وہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہ جانتے تھے
اس لیے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے یہ
قریبی فتح تم کو عطا فرمادی۔

یہ اشارہ فتحِ منجہ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے جو صلح حدیبیہ کے ثمرات میں سے ہے ان شاء اللہ ہم اس کا ذکر
پسند و نضاح کے تحت کریں گے پھر اس دینِ مبین کے غلبہ و کامرانی کی نوید ان الفاظ میں سنائی گئی :
هو الذي ارسل من سولته بالهدى و
دين الحق ليظهره على الدين كله و كفى
بالله شهيدا ۵ (الفج ۲۸)
وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت
اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو
پوری جہنم دین پر غالب کر دے اور اس
حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

صدق الله العظيم۔

۷۔ غزوہ خیبر

یہ غزوہ اواخرِ محرم ۸۸ھ میں پیش آیا خیبر مدینہ منورہ کے شمال میں شام کی طرف ایک وسیع نخلستان فی علاقہ ہے
جہاں یہود سکونت پذیر تھے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کی تکمیل سے قریش کی جانب سے مسلمانوں کو امن میسر آ گیا تھا ، نیز مدینہ منورہ
کی آبادی یہودیوں سے پاک ہو چکی تھی اور مدینہ کے مضافات میں یہودی آبادیوں کا صفایا ہو چکا تھا۔ البتہ خیبر میں
یہودیوں کے مضبوط قلعے قائم تھے جن میں تقریباً دس ہزار سپاہ تھی۔ ان کے پاس کثیر مقدار میں اسلحہ اور ساز و سامان تھا
یہود متکاری و فریب کاری اور یہودگی کا مظاہرہ کرتے رہتے تھے ان کی اس پیہم شرانگیزی کا قلع قمع کیا جانا ضروری تھا
تاکہ یہود مسلمانوں کے مرکز مدینہ منورہ کے لیے آئے دن اضطراب و بے چینی کا سبب نہ بن سکیں۔

آنحضرتؐ نے اواخرِ محرم میں خیبر کی طرف لشکر کشی کا فیصلہ فرمایا۔ آپؐ سترہ سو مجاہدین لے کر روانہ ہوئے۔
اس لشکر میں دو سو اسپ سواروں کا رسلہ بھی تھا۔ آنحضرتؐ نے اس غزوہ میں اپنی ہم رکابی کے لیے ان صحابہ کو نکالا
جو غزوہ حدیبیہ میں شامل تھے۔ جب آپؐ کو خیبر کی عمارتیں نظر آئیں تو صحابہؓ کو فرمایا کہ یہاں ٹھہر جاؤ۔ پھر آپؐ نے
اللہ سے یہ دعا مانگی :

”اے اللہ! تو آسمانوں اور ان کے زیرِ سایہ ہر چیز کا مالک ہے ، زمینوں اور ان پر بسنے والوں کا
مالک ہے۔ شیطانوں اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں ان کا مالک ہے ، ہواؤں اور جن چیزوں کو
وہ اڑاتی اور بکھرتی ہیں ان کا مالک ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس قریہ کی قریہ والوں کی اور

یہاں کی ہر چیز کی بھلائی چاہتے ہیں اور ان سب کی برائیوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔“

جب آپ خیر تینے تو قلعہ نطاۃ کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ اس میں یہود نے اپنے فوجی سپاہی جمع کیے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے جناب بن منذر کو اس قلعہ کے محاصرہ کا حکم دیا کیونکہ وہ اہل نطاۃ کے حالات سے اچھی طرح باخبر تھے۔ یہودی فوجی ماہر ترانداڑ تھے۔ وہ اونچی جگہ پر تھے جہاں سے وہ مسلمانوں کی صفوں پر بڑی سرعت کے ساتھ تیر بڑا سکتے تھے۔ ان پر غلبہ پانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور وہ رات کے اندھیرے میں کھجور کے گٹھے درختوں کی اوٹ میں چھپ کر بھی مسلمانوں پر حملے کر سکتے تھے۔ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کے ایک دستے کی ہر اہی میں ایک دوسرے قلعے کا محاصرہ کیا۔

معرکہ آرائی شروع ہوئی اور مسلمان یکے بعد دیگرے قلعے فتح کرنے لگے صرف دو قلعے رہ گئے یہودیوں کی تمام جانی مالی و جنگی قوت اب ان کے اندر مجتمع ہو گئی۔ بالآخر بے بس ہو کر یہود نے آنحضرتؐ سے مندرجہ ذیل شرائط پر صلح کی پیشکش کی :

(ا) ان کے جنگی جوانوں کی جان بخشی کی جائے۔

(ب) ان کی اولاد اور اہل و عیال کو چھوڑ دیا جائے۔

(ج) انھیں ایک ایک جوڑا کپڑے لے کر خیر سے نکل جانے کی اجازت دی جائے۔

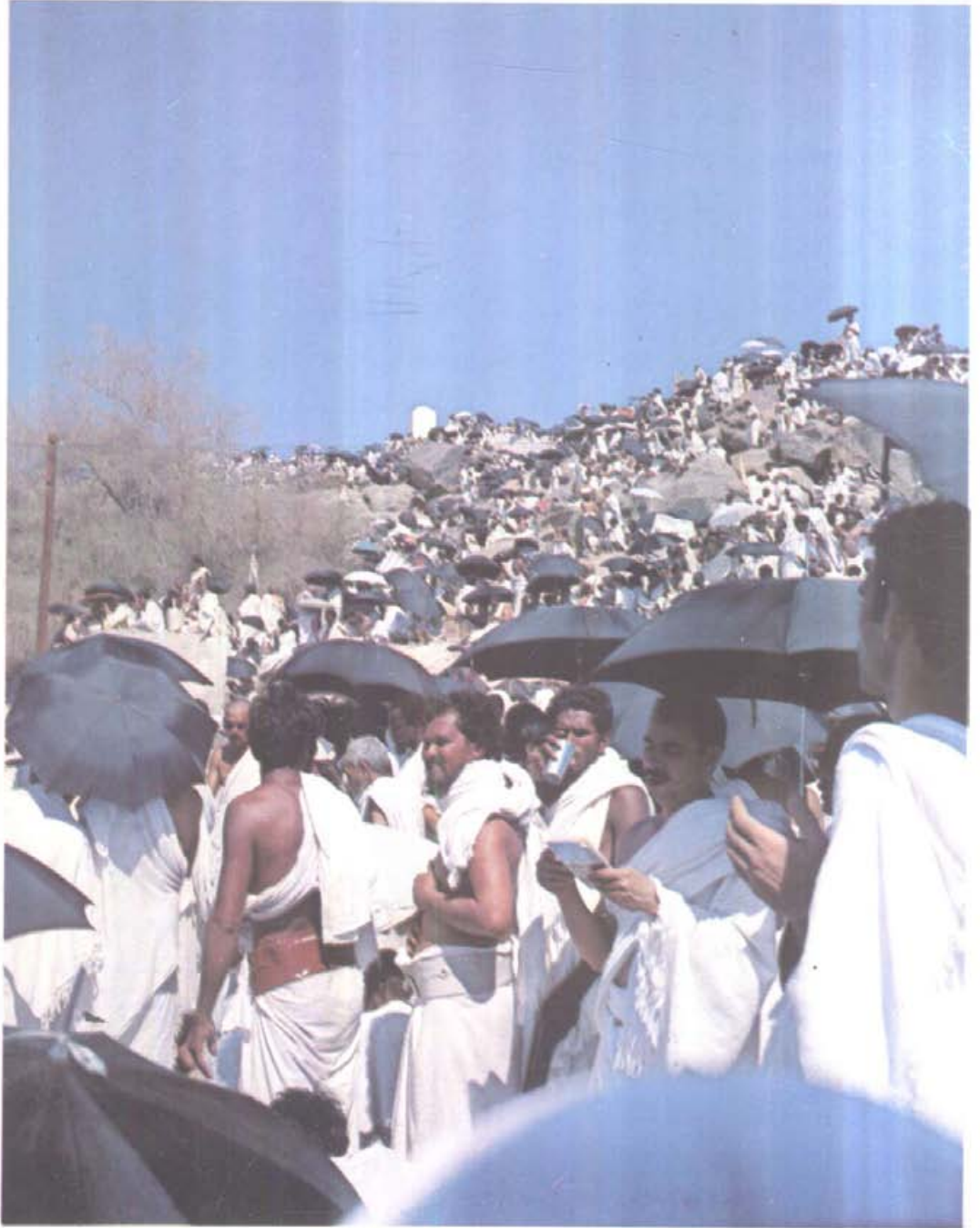
آنحضرتؐ نے ان شرائط پر ان سے صلح کر لی اور فرمایا کہ اگر انہوں نے کوئی چیز چھپائی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ بری الذمہ ہوں گے۔ چنانچہ وہ قلعوں سے باہر نکل آئے۔ مسلمانوں کو ان قلعوں سے بھاری مقدار میں اسلحہ ہاتھ آیا۔ اور توراۃ کے متعدد صحیفے دستیاب ہوئے۔ بعد میں یہود نے ان کی واپسی کی درخواست کی اور آنحضرتؐ نے واپس کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔ اس معرکہ میں ۳۷ یہودی کام آئے اور ۵ مسلمان شہید ہوئے۔

۸۔ غزوہ موتہ

یہ غزوہ جمادی الاولیٰ ۳ھ میں پیش آیا۔ شام کے بالائی حصہ میں موتہ ایک قصبہ ہے جس کا موجودہ نام ”کرک“ ہے اور بحر مردار کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر ازدیؓ کو دعوت اسلام کا ایک خط دے کر بھری کے رئیس حارث بن ابی شمر غسانیؓ کے پاس بھیجا۔ جو

لے خیر چھوڑنے سے قبل یہود نے دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں درخواست کی کہ خیر کی اراضی اور باغات کی کاشت ان کے سپرد کر دی جائے اور ان کو یہیں رہنے کی اجازت دی جائے۔ حضورؐ نے یہ درخواست قبول کر لی اور طے ہوا کہ یہود پیداوار کا نصف حصہ بطور خراج مسلمانوں کو دیا کریں گے۔ (مترجم)

لے حارث بن ابی شمر کے پاس آنحضرتؐ کا نام مبارک شجاع بن وہب اسدیؓ لے کر گئے تھے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)



میدانِ عرفات میں جیلِ رحمت

ہر قتل کا نائب السلطنت تھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد نبیؐ نے متعدد شاہانِ عالم اور امراءِ عرب کی طرف دعوتی خطوط ارسال کیے تھے اور امیرِ بصری کی جانب یہ نام مبارک بھی تبلیغی سلسلے میں تھا۔ حارثؓ جب مرتد پہنچے تو عیسائی عربوں کے ایک عیسائی امیر نے جو براہِ راست قیصرِ روم کے ماتحت تھا آنحضرتؐ کے ایلچی حارثؓ سے دریافت کیا کہ تم محمدؐ کے ایلچی معلوم ہوتے ہو، کہاں جا رہے ہو؟ اس نے ایلچی کو گرفتار کر لیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی خبر آنحضرتؐ کو پہنچی تو آپ سخت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ عیسائیوں کی طرف سے یہ ایک سنگین نوعیت کا اقدام تھا۔ اس سے قبل آپ کے کسی سفیر کو کبھی کسی نے قتل نہیں کیا تھا۔

آنحضرتؐ نے قصاص لینے کی غرض سے مسلمانوں کا ایک لشکر تیار کیا جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ زید بن حارثہ کو سالارِ لشکر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابیطالب کو امیر بنانا اور اگر وہ بھی جامِ شہادت نوش کر لیں تو عبداللہ بن رواحہ کو لشکر کی امارت سپرد کرنا۔ نیز سالارِ لشکر حضرت زیدؓ کو ہدایت فرمائی کہ وہ انطاہر ہمدردی کے لیے حارث بن عبید کے مقتل پر جائیں، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں، اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو جنگ کی ضرورت نہیں ورنہ اللہ کی امداد طلب کر کے ان سے قتال کیا جائے۔ مثال کے متعلق آنحضرتؐ نے ان الفاظ میں انہیں حکم دیا، ”میں تمہیں اللہ کے در اور اپنے ساتھیوں سے بھلائی کا حکم دیتا ہوں۔ کافروں کے ساتھ اللہ کے نام سے اور اللہ کے راستے میں قتال کرنا، دھوکہ نہ دینا، چوری نہ کرنا، پتوں، عورتوں، بوڑھوں اور گوشہ نشین راہبوں کو قتل نہ کرنا، نخلستانوں اور دوسرے درختوں کو نہ کاٹنا اور کسی عمارت کو منہدم نہ کرنا۔“

اللہ کی برکت کے بھروسے پر یہ لشکر روانہ ہوا۔ آنحضرتؐ نے بذاتِ خود لشکر کو مدینہ سے رخصت فرمایا۔ مجاہدین چلتے گئے یہاں تک کہ ممان پہنچ گئے۔ وہاں جا کر انہیں معلوم ہوا کہ ہر قتل شاہِ روم عظیم لشکر لے کر بلعاق کے علاقہ میں آب کے مقام پر ٹھہرا ہوا ہے اس کے علاوہ نصرانی عربوں نے بھی تقریباً ایک لاکھ فوج تیار کر رکھی ہے۔ رومی لشکر کا پڑاؤ مسلمانوں اور نصرانی عربوں کے قریب ہی تھا۔ مسلمانوں نے آپس میں مشاورت کی۔ اس صورتِ حال کے

(بقیہ ساشیہ صفحہ گزشتہ) تاریخ الکامل لابن الاثیر میں ہے: واما الحارث بن ابی شمرا الغسانی فاتاہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع شجاع بن وہب۔ اور سیرۃ النبی لابن ہشام میں ہے: وبعث شجاع بن وہب الاسدی الی الحارث بن ابی شمرا الغسانی ملک تخوم الشام۔ اس سے ظاہر ہے کہ حارث بن ابی شمرا کی طرف حارث بن عبید ازدیؓ کو بھیجا ہی نہیں گیا اور آنحضرتؐ کے اس قاصد و سفیر کو جس عیسائی رئیس نے قتل کیا تھا اس کا نام شرمیل بن عمرو غسانی ہے۔ اس ضمن میں ”نور البقین“ مطبوعہ سبجانی اکادمی لاہور کے صفحات ۱۹۶، ۱۹۷ ملاحظہ فرمائے جائیں۔ (مترجم)

پیش نظر ان کی رائے یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملک طلب کی جائے یا دربار رسالت سے مزید احکام حاصل کیے جائیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا:

”اللہ کی قسم، جس کام کے لیے تم نکلے تھے اب تم اس سے جی چڑا رہے ہو، تمہارا مطیع نظر تو شہادت ہونا چاہیے۔ ہم لوگوں سے اپنی تعداد و کثرت اور قوت کے بھروسے پر نہیں لڑتے بلکہ ہم اس دین حق کے بل بوتے پر لڑتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اعزاز و اکرام سے نوازا ہے۔ اگر قتال ہوگی تو دو بھلائیوں میں سے ایک ہمیں ضرور میسر آئے گی۔“ فتح یا شہادت :-

جنگ کے جملہ پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد لوگ اس رائے سے متفق ہو گئے اور جنگ کا آغاز ہوا۔ زید نے قتال کیا یہاں تک کہ وہ اللہ کو پارے ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت جعفرؓ نے علم سنبھالا۔ وہ اپنے گھوڑے پر لڑتے رہے۔ جب اترنے پر مجبور ہوئے تو پیدل لڑتے رہے۔ آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو علم سینے پر سنبھالے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم تلواروں اور نیزوں کے تھے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ کو علم برداری سونپی گئی وہ بھی قتال کرتے ہوئے شہید ہو گئے پھر اتفاق رائے سے لشکر کی امارت حضرت خالد بن ولید کے سپرد کی گئی۔ کفر و اسلام کا یہ پہلا معرکہ تھا جس میں وہ اسلام کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی جگہ حکمت علی سے کئی گنا طاقت کے مقابلے میں اسلامی فوج کو ہلاکت سے بچا لیا پھر مدینہ واپس چلے آئے۔

مسلمانوں نے جزیرہ نمائے عرب کی حدود سے باہر رومیوں کے برخلاف یہ پہلی جنگ لڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود اس میں شرکت نہیں فرمائی لیکن اسے غزوہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس جنگ میں دوسرے سرایا کی بہ نسبت مسلمان مجاہدین کی تعداد زیادہ تھی جو لگ بھگ تین ہزار تھی۔ اس جنگ میں حضرت خالد بن ولید نے بے جگری اور شجاعت کا جو مظاہرہ کیا اس کی بنا پر دربار رسالت سے انھیں ”سیف اللہ“ کا خطاب عطا ہوا۔

۹۔ غزوہ فتح

مکہ مکرمہ رمضان ۱۰ھ میں فتح ہوا۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کی رو سے قبائل عرب میں سے ہر ایک قبیلہ کو اجازت تھی کہ اگر وہ چاہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف بن کر یا قریش کا حلیف بن کر اس معاہدے میں شامل ہو جائے۔ چنانچہ بنو بکر نے قریش کے ساتھ مخالفت کا وعدہ کر لیا اور بنو خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف بن گئے۔ ۱۰ھ میں بنو بکر نے خزاعہ پر چڑھائی کر دی۔ تقریباً بیس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ قریش نے اپنے مال اور اسلحہ سے بنو بکر کی امداد کی۔ اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آنحضرتؐ سخت برہم ہوئے۔ لے عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ نے راتوں کو بھیس بدل کر بنو بکر کی طرف سے بنو خزاعہ کے برخلاف عملاً جنگ میں شرکت اختیار کی۔ (مترجم)

آپ نے قریش کے برخلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی لیکن آپ نے اس معاملے کو صیغہ راز میں رکھا تاکہ قریش بھی مزاحمت کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔ جنگ کی صورت میں مکہ مکرمہ کی حرمت کی پامالی اور حرم میں گشت و خون کا احتمال تھا اس لیے آپ اچانک حملہ کر کے قریش کی سرکوبی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت حاطب بن ابی بلتعہ بدرمچے نے پوشیدہ طور پر مکہ جانے والی ایک عورت کے ہاتھ روکے قریش کے نام ایک خط ارسال کیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادے کی اطلاع دی کہ آنحضرت ان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خط کے بارے میں مطلع فرما دیا۔ آپ نے فوراً اپنے چند صحابہ کو اس نامہ بر عورت کے تعاقب میں بھیج دیا تاکہ وہ اس عورت سے وہ خط حاصل کر لیں صحابہ خط حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو طلب کیا اور فرمایا کہ یہ کیا حرکت ہے، حاطب نے جواب دیا: ”اللہ کی قسم، اللہ اور اس کے رسول پر میرا پختہ ایمان ہے، میں کا فر و مرتد نہیں ہوا۔ حقیقتِ حالی یہ ہے کہ میں قریش کے قبیلے کا فرد نہیں ہوں میرے اہل و عیال قریش کے درمیان آباد ہیں اور ان کے رحم و کرم پر میں۔ یہ خط اس لیے انہیں ارسال کیا تھا کہ وہ اس احسان کے بدلہ میں میرے اقربا سے تعرض نہ کریں۔“

حضرت عمرؓ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! یہ منافق ہو گیا ہے، مجھے اجازت ہو تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔“ آپ نے عمرؓ سے فرمایا: ”یہ بدری ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل بدر سے واقف ہے اور اس نے یہ فرمایا ہے کہ تم اب جو عمل چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے یا دیہ فرمایا کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ رمضان کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ چونکہ سفر جہد و مشقت کا تھا اور قتل و درپیش تھا اس لیے راستے میں آپ نے روزے پھوڑ دئے اور آپ کے ہمراہ دوسروں نے بھی روزے نہ رکھے مدینہ سے نکلنے وقت مسلمان فوج کی تعداد دس ہزار تھی۔ راستے میں کچھ دیگر قبائل بھی اگر آپ سے مل گئے۔ مرالظہران کے مقام پر آنحضرتؐ کے چوکیداروں نے ابوسفیان اور دوسرے دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور انہیں آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کر دیا ابوسفیان مسلمان ہو گیا۔ قبل حضرت عباسؓ اسلام قبول کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آ رہے تھے کہ راستے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ حضرت عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ”ابوسفیان فخر و مباہات کو بہت پسند کرتا ہے آپ اس کے لیے کوئی ایسی خصوصیت تجویز فرمائیں جس پر وہ بجا طور پر فخر کر سکے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کے لیے امن ہے۔“

پھر اسلامی لشکر متحہ پہنچ گیا۔ آنحضرتؐ کے منادی نے اعلان کیا:

”جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو کر اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کے لیے امن ہے، جو مسجد حرام میں چلا جائے گا

اس کے لیے بھی امن ہے اور جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کے لیے بھی امن ہے۔“

مکہ میں پندرہ اشخاص ایسے تھے جن کے جرائم اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف بہت گھناؤنے تھے

اور قابلِ تعزیر تھے اس لیے انہیں امن کے اس اعلانِ عام سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے۔ لیکن عاجزی کے مارے اس طرح جھکے ہوئے تھے کہ آپ کی پیشانی بابرک لگا دے کو چھو رہی تھی اور اس فتح اکبر پر اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے آنحضرت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور درودِ جو تین سو ساٹھ نبوت رکھے ہوئے تھے ان کا صفایا کر دیا پھر خانہ کعبہ کے اندر داخل بیت سے مد رکعت نماز ادا کی پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے قریش کا جو مشہور تھا کہ آپ ان کی قسمت کے بارے میں کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ آپ نے ان سے اس وقت مخاطب ہو کر فرمایا:

”اے قریش! تم کو کچھ معلوم ہے کہ میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟“

انہوں نے کہا:

”ہمیں آپ سے بھلائی کی توقع ہے کیونکہ آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں آج تمہارے بارے میں وہی بات کہتا ہوں جو مجھ سے پہلے میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہی تھی:

لا تَذِيبُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔

(آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔ اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے)

جاؤ، تم آزاد ہو۔“

پھر لوگ اسلام قبول کرنے کے لیے آپ کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ آنحضرتؐ کو ہ صفا پر تشریف فرما ہوئے اور آپؐ نے لوگوں سے حسب استطاعت سمع و طاعت کی بیعت لی۔ پہلے مردوں سے بیعت لی گئی اور پھر خواتین سے۔ آنحضرتؐ نے خواتین میں سے کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔ بیعت کرنے والی مستورات میں ہند زوہر ابوسفیان بھی تھی جس کا خون آپؐ نے مباح قرار دے رکھا تھا۔ لیکن جب اس نے آنحضرتؐ کی بیعت کر لی تو اسے معاف کر دیا گیا۔

فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ بام کعبہ پر چڑھ کر ظہر کی اذان دیں۔ اس سے قریش کی جاہلیت کی رگ پھر پھڑک اُٹھی۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم ایک عظیم مصلحت و حکمت بالغہ کے تحت عداً دیا تھا تاکہ قریش کی جاہلیت کا غرور ہمیشہ کے لیے کافور ہو جائے۔

۱۰۔ غزوہ حنین

فتح مکہ کے کچھ دنوں کے بعد یہ غزوہ ۱۰ شوال ۶ ہجری کو پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی امداد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو قبیلہ ہوازن اور ثقیف کے سرداروں نے یہ گمان کیا کہ مکہ کو سر کرنے کے بعد آنحضرتؐ ان کی طرف متوجہ ہوں گے اس لیے انہوں نے تہیہ کر لیا کہ وہ آنحضرتؐ سے جارحانہ جنگ کی

پہل کر دیں۔ انہوں نے مالک بن عوف کو اپنا سالار مقرر کیا۔ اس وقت اس کی عمر تیس سال تھی۔ اس نے حکم دیا کہ وہ جنگ آزمائی کے وقت اپنے اموال و مویشی اور اہل و عیال کو بھی ساتھ رکھیں تاکہ قتال میں ثابِت قدمی کا مظاہرہ ہو۔ اس ہونے والی جنگ میں ان کی سپاہ بیس سے تیس ہزار تک تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے مقابلے میں قتال کے لیے نکلنے کا اعلان فرما دیا۔ مکہ میں جو کوئی بھی تھا وہ لڑائی کے لیے نکل آیا۔ یعنی آنحضرتؐ کے وہ صحابہ جو آپؐ کے ساتھ غزوہ فجع میں شریک ہوئے تھے اور ان کے علاوہ مکہ مکرمہ کے وہ لوگ جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا وہ بھی شامل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ وادی حنین میں پہنچے تو صبح کے دھندلے میں قبیلہ ہوازن اور ان کے حلفاء سے آپؐ کا آمنہ سامنا ہو گیا۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے اور شکست کھا گئے۔ اب مسلمان غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ مشرکین نے موقع شناسی کر کے ان پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اس اچانک حملہ سے مسلمان فوج سراسیمہ ہو گئی۔ اس کا شیرازہ بکھر گیا۔ وہ تتر بتر ہونے لگی اور اس نے پسپائی اختیار کی۔ خصوصاً وہ لوگ جو نئے نئے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے بھاگ نکلے۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نظیر ثابت قدمی و بہادری کا مظاہرہ کیا۔ آپؐ اپنے خچر پر سوار یہ جہز پڑھتے رہے :

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

(ترجمہ: میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں)

مسلمانوں میں یہ خبر مشہور کر دی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دئے گئے ہیں۔ اکثر مسلمانوں نے مایوسی کے عالم میں اپنا اسلحہ پھینک دیا۔ لیکن مہاجرین و انصار کا ایک دستہ آنحضرتؐ کے گرد ثابِت قدمی سے مقابلے میں ڈٹا رہا۔ حضرت عباسؓ بلند آواز تھے انہوں نے مسلمانوں کو زور سے پکارا اور بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ یہ آواز کانوں میں پڑتے ہی تمام فوج ٹوٹ آئی اور دوبارہ غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ مسلمانوں نے مشرکین کا تعاقب کر کے ان کو قتل کیا اور انھیں قیدی بنایا۔ جنگ کے نتیجے میں ستر غنیمت ہاتھ آئی۔ آنحضرتؐ نے اسے نئے نئے اسلام قبول کرنے والوں میں تقسیم کر دیا۔ اس میں سے انصار کو کچھ نہ دیا گیا کیونکہ وہ تو آزمودہ اور قابل اعتماد اور اپنے ایمان و اسلام کا ثبوت ہم پہنچا چکے تھے۔

اس معرکہ کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے :

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ
و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم
فلم تغن عنکم شیئاً و
ضائق علیکم الراض بہا سرجت

اللہ بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے
ابھی غزوہ حنین کے روز (اس کی دستگیری
کی شان دیکھ چکے ہو) اس روز تمہیں اپنی کثرت
تعداد کا غرہ تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور

زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی
اور تم بیٹھ پھیر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی
سکینت اپنے رسول اور مومنین پر نازل فرمائی
اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور
منکرین حق کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے ان
لوگوں کے لیے جو حق کا انکار کریں۔

ثم وليتم مدبرين ۝ ثم انزل الله سكينة
على رسوله وعلى المؤمنين ۝ و
انزل جنودا لم تروها وعذب الذين
كفروا ۝ و ذلك جزاء الكافرين ۝
(التوبہ ۲۵-۲۶)

مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان یہ آخری قابل ذکر معرکہ تھا جس کے بعد اہل عرب نے بتوں کو توڑ دیا اور وہ
دین اسلام میں داخل ہو گئے۔

۱۱۔ غزوہ تبوک

اسے غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ ماہ رجب ۶^ھ میں پیش آیا۔ تبوک سرزمین حجاز کی وادی قریٰ اور شام
کے درمیان ایک موضع کا نام ہے۔ اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ رومیوں نے ایک لشکر جہاد شام میں اکٹھا کیا جس میں عرب
عیسائی قبائل لخم، جذام، عاملہ اور غسان بھی شامل ہو گئے۔ یہ قسروم ہرقل کا ارادہ نہ تھا کہ وہ اس فوج سے مدینہ منورہ پر
حملہ کرے اور جزیرہ نما عرب کی اس نئی ابھرتی ہوئی مملکت کو تاخت و تاراج کر دے جس کے غلبہ و فتوحات
کی خبریں آئے دن سُسنے میں آتی تھیں اور قیصر اس روز افزوں ترقی سے بکیرہ خاطر اور خوف زدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رومی لشکر کے مقابلے پر نکلنے کی ترغیب دلائی۔ گہنی زوروں پر تہمتی اور
عسرت کا عالم تھا۔ سچے مومن بطیب خاطر تیار ہو گئے۔ ان صادق الایمان لوگوں میں سے صرف تین پیچھے رہ گئے اور لشکر
میں شامل نہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عیش عسرت کے لیے ساز و سامان مہیا کرنے کا حکم دیا۔ وہ
کثیر مال لے آئے۔ ابو بکرؓ نے اپنا سارے کا سارا مال لاکھ ڈھیر کر دیا جس کی مالیت چالیس ہزار درہم تھی۔ حضرت عمرؓ اپنا
آدھا مال لے آئے۔ حضرت عثمانؓ نے مال کثیر خدمت نبوی میں پیش کر دیا اور ایک تہائی لشکر کی ضروریات کے لیے
سارا جنگ مہیا کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کے لیے دعا کی اور فرمایا:

”آج کے بعد عثمانؓ جو کچھ بھی کرے اس کے لیے ضرر رساں نہیں ہوگا۔“

کچھ تنگ دست صحابہؓ بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے پاس سواریاں نہ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تمہیں سوار کر کے لے جا سکوں۔“

وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے کیونکہ ان کے پاس زاوراہ نہیں تھا۔ انہی سے زیادہ منافقین

بھی بیچے رہ گئے۔ متعدد بددیووں نے بھی غلط اور جھوٹے عذرات پیش کیے۔ آنحضرتؐ نے ان سب کے عذرات قبول کر لیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے آپؐ کی ہر اہی میں تیس ہزار مردانِ جنگ تھے جن میں سے دس ہزار کے پاس گھوڑے بھی تھے۔ یہ عظیم ترین لشکر تھا جس وقت عربوں نے دیکھا۔ آپؐ منزلوں پر منزلیں طے کرتے گئے اور پیہم سفر کر کے تبوک پہنچ گئے۔ وہاں آپؐ نے بیس دن تک قیام فرمایا۔ رومی دشمنوں کو مقابلے پر آنے کی جرأت نہ ہوئی اور ان کے عزائم پر اٹکس پڑ گئی۔

یہ آخری غزوہ تھا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ
الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ
فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ طُ
بَهُمْ رُؤُفٌ رَحِيمٌ ۝ وَعَلَى الْمَثَلَتِ
الَّذِينَ خَلَقُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنْ
اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ط
إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ه
(التوبة ۱۱۷-۱۱۸)

اللہ نے معاف کر دیا نبیؐ کو اور ان مہاجرینؓ و انصارؓ کو جنہوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبیؐ کا ساتھ دیا۔ اگرچہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کبھی کی طرف مائل ہو چلے تھے (مگر جب انہوں نے اس کجی کا اتباع نہ کیا بلکہ نبیؐ کا ساتھ ہی دیا تو) اللہ نے معاف کر دیا۔ بیشک اس کا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ شفقت و مہربانی کا ہے اور ان تینوں کو بھی معاف کیا جن کے معاملے کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی اپنی جانیں بھی ان پر بار بار ہونے لگیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ خود اللہ ہی کے دامنِ رحمت کے سوا نہیں ہے، تو اللہ اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تاکہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں، یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

اس کے علاوہ منافقین اور بدوی معذرت خواہوں کے موقف کے بارے میں کثیر آیات نازل ہوئیں جنہیں معذرت قبول کرنے پر عتاب کا ذکر بھی ہے۔ یہ آیتیں سورہ توبہ میں ہیں۔

ب - پند و نصائح

سب سے پہلے ہم اسلام میں قتال کی فرضیت، اس کے اسباب اور عام قواعد و ضوابط سے بحث کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز شہادتِ حق اور وعظ و نصیحت سے کیا۔ اللہ کی کتاب جو آپ پر نازل ہوئی تھی آپ اسے لوگوں کو سناتے تھے اور اس میں اپنے دل و دماغ کی پوری توانائیاں صرف کرتے تھے تاکہ لوگ بت پرستی و خرافات اور جہالت و گمراہی کے بُرے انجام سے واقف ہو جائیں، ان کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ حق کو پہچان لیں۔ لیکن آپ کی قوم نے پہلے مرحلے پر تحریک کا مقابلہ اس طرح کیا کہ آپ کی ہدایت قبول نہ کی، دوسروں کو بھی ہدایت قبول کرنے سے روکا اور آپ کا تمسخر اڑایا۔ دوسرے مرحلے میں آپ پر بہتان باندھے گئے اور آپ کو ایذا دی گئی۔ جب یہ حربے تحریک کا راستہ روکنے میں ناکام ثابت ہوئے تو بالآخر آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعوت کے لیے مدینہ منورہ کی سرزمین میں امن و اطمینان کا ایک ٹھکانا مہیا فرمادیا۔ لیکن اس نئی قرار گاہ میں بھی دو طاقتیں آپ کی تحریک کی گھات میں رہیں اور آئے دن آپ کا گھیراؤ کرتی رہیں۔ ایک طاقت قریش کی تھی جن کی مخالفت نے آنحضرت اور آپ کے اصحاب کو ہجرت پر مجبور کیا انھیں اپنے لیے ایک دارالامان میسر آگیا۔ تحریک کو قدرے تقویت حاصل ہوئی اور قریش کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ دوسری طاقت یہود مدینہ تھے جنہوں نے مدینہ میں آنحضرت کی آباد کاری کے بعد آپ کے ساتھ سلامتی کا معاہدہ کر رکھا تھا لیکن کینہ پروری، مکر و فریب اور شر پسندی یہود کی سرشت میں ہے اور جو نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو مستقر بنایا وہاں مباحسیرین و انصار کی قیادت سنبھالی تو یہود کے حسد اور غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی کیونکہ اس نئی قیادت نے انہیں نچا دکھا دیا اور مدینہ منورہ پر مکمل غلبہ حاصل کر لیا۔

قیامِ مکہ کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی نازل شدہ آیات میں آپ کو معاندین کی باتوں پر صبر کی تلقین فرمائی گئی۔

واصبر علی ما یقولون و اھجرھم ھجراً جمیلاً۔ (المزل ۱۰)

(اور جو باتیں لوگ بتا رہے ہیں ان پر صبر کرو اور شرافت کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ)

آنحضرت کو مشرکین کی ایذا رسانی پر جوں جوں صبر کی تلقین کی جاتی مشرکین آپ کے خلاف ظلم و زیادتی اور مکر و فریب کی کارروائیوں میں اضافہ کرتے جاتے تھے۔ اس وقت تک مسلمان اپنی قلتِ تعداد اور کمزوری کے باعث اس ایذا رسانی کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

جب آنحضرت کو قیامِ مدینہ کے دوران میں قرارِ نصیب ہوا اور مسلمانوں کو شوکت اور کفار کے مقابلے کی طاقت میسر آئی تو انہیں قریش کی قوت و عدالت اور یہود کی کینہ توڑی و بیہودگی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ قریش و یہود کو ہمدقت یہ کھٹکنا لگا رہتا تھا کہ یہ ابھرتی ہوئی طاقت ان پر قابو پا جائے گی۔ اسلام ایک حقیقت پسند دین ہے اور واقعات

چشم پوشی نہیں کرتا۔ وہ کفار و معاندین کے مقابلے میں تو ہم پرستی کا قائل نہیں اس کی جولانگاہ محض فکری جھول بھلیاں نہیں ہیں بلکہ وہ عمل کا دین ہے اس لیے اس پر لازم تھا کہ وہ قوت بہم پہنچائے ظلم و زیادتی کی تیغ کٹی کے لیے استعداد مہیا کرے اور باطل کی قوت و شوکت کو طیامیٹ کر دے تاکہ اس دینی و اصلاحی دعوت کو بلا روک ٹوک ترقی کرنے کا کھلا میدان میسر آجائے، لوگوں کی فہم و فراست کو اپیل کی جائے، ان کے نفوس کا تزکیہ کیا جائے، بگاڑ کی اصلاح کی جائے، بھلائی کے سنگ میل نصب کیے جائیں جن سے لوگ جاوہ و منزل کا پتا چلائیں اور روشنی کے مینار تعمیر کیے جائیں جن سے ہدایت و خیر و صلاح کے طالب تارکیوں میں صراطِ مستقیم کی رہنمائی حاصل کریں۔

اس غرض کے لیے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ میں مومنوں پر قتال فرض کیا، جس کے بارے میں مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں،

اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دئے گئے صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے: ہمارا رب اللہ ہے۔ اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجا اور مسجد اور مسجدیں، جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب مسمار کر ڈالی جائیں۔ اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔ اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا و ان الله على نصرهم لقدير ۝ الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا سبنا الله ط و لولا رفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا ط ولينصرت الله من ينصره ان الله لقوى عزيز ۝ الذين ان مكنتهم في الارض اقاموا الصلوة واتوا الزكوة و امرؤا بالمعروف ونهوا عن المنكر ط والله عاقبة الامور ۝

(الحج ۳۹-۴۱)

یہ اولیں آیات ہیں جو قتال کے بارے میں نازل ہوئیں اور جن کے ذریعے مسلمانوں کو قتال کی اجازت دی گئی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم یہاں توقف کر کے ذرا ان پر غور کریں کہ قتال کی اس اجازت میں کیا حکمت اور

افادیت ہے اور اس کا دائرہ کار کیا ہے۔

۱۔ اس آیت مبارکہ کی ابتدا میں فرمایا گیا ہے کہ مومنوں کو قتال کی اجازت دی گئی ہے یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے بارے میں فرمایا:

الذین یقاتلون۔ یعنی وہ مومن جن کے ساتھ جنگ کی جارہی ہے۔

لغت کا یہ معروف قاعدہ ہے کہ اگر جو حکم کسی مشتق لفظ کے ذریعے دیا جائے تو اس حکم کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ جس مصدر سے یہ مشتق اخذ کیا گیا ہو اس پر غور کیا جائے۔ یقاتلون کا مصدر مقاتلہ ہے یعنی یہ مومن جن کو قتال کی اجازت دی گئی ان سے جنگ کی جارہی تھی اور وہ ظلم و تعذیب کا شکار تھے اس طرح ان پر جنگ مسلط ہو چکی تھی چنانچہ اس بات کی صراحت موجود ہے کہ انھیں جنگ کی اجازت دینے کی علت پہلے سے موجود تھی یعنی ان پر ظلم و تشدد ہو رہا تھا اور اسے روکنے کے لیے یہ اجازت دی گئی۔ یہ علاج بالمثل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فمن اعتدىٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل
ما اعتدىٰ علیکم۔ (البقرہ ۱۹۴)

طرح اس پر دست درازی کرو۔

وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ (الشوریٰ ۴۰)

جڑائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔

۲۔ یہ مضمون نفسِ آیت میں بالتصریح بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ظلم و عدوان کے ذریعے جنگ کا تحذیر مشتق بنایا گیا تھا نہ کہ کسی حق کی بنا پر۔ بانہم ظلموا میں یہ صراحت موجود ہے مگر مکرر کے قیام کے دوران میں مومن نہ ظالم تھے نہ بے راہ رو، بلکہ وہ تو اپنے عقیدے کا دفاع ہی کرتے رہے اور اپنی قوم کو اوہام و خرافات اور غیر اخلاقی حرکتوں سے بچنے کی دعوت دیتے رہے۔

۳۔ دوسری آیت میں تاریخی حقائق بیان ہوئے ہیں کہ ان پر ظلم کی نوعیت کیا تھی۔ وہ مومن جن کو قتال کی اجازت دی گئی انھیں ان کے گھروں سے نکالا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ کسی انسان کے لیے اس کو اس کے وطن سے نکال دینے اور اس کی جنم بھومی سے ہجرت پر مجبور کر دینے سے زیادہ بڑا ظلم اور کوئی نہیں۔

۴۔ نفسِ آیت میں یہ بیان بھی موجود ہے کہ کس وجہ سے ان مومنوں کو ان کے گھروں سے نکالا گیا۔ مسلمان بت پرستی اور باطل خداؤں کی عبادت کے مخالف تھے۔ واحد و یکتا خدا کی عبادت کرتے تھے۔ یہی ان کا جرم تھا۔ اسی عقیدہ کی وجہ سے ان پر ظلم روا رکھا گیا۔ قریش انھیں اس عقیدہ کو ماننے کی آزادی دینے کے لیے تیار نہ تھے۔

۵۔ مومنوں کو اعتقاد کی آزادی حاصل نہ تھی اس آزادی کو بحال کرنے کے لیے جنگ فرض کی گئی۔ اور اس دنیا کی زندگی میں یہ گراں ترین قیمت ہے جو شرفِ انسانی کے پیشِ نظر حریتِ عقیدہ کے تحفظ کے لیے مقرر کی گئی۔

۶۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ یہ جنگ جسے مسلمانوں کے لیے فرض کیا گیا ہے صرف مسلمانوں ہی کی دینی آزادی کے تحفظ کے لیے مفید نہیں بلکہ اس کے فوائد تمام سماوی ادیان کے ماننے والوں کو پہنچتے ہیں خواہ

وہ یہودی ہوں یا نصرانی۔ مسلمان اس وقت بُت پرستوں سے لڑتے تھے جن کا کوئی دین نہ تھا۔ جب مسلمانوں کو قوت و شوکت حاصل ہو گئی تو وہ اس قابل ہو گئے کہ اپنی مساجد کی حفاظت کے ساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں کا بھی تحفظ کریں۔ بت پرستوں اور ملحدوں کو بالادستی حاصل نہیں ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ الٰہی ادیان سے جنگ آزمائی پر آمادہ ہوں اور ان کی عبادت گاہوں کو بند کر دیں۔ اس آئہ مبارکہ میں اس کی وضاحت موجود ہے:

وَلَوْلَا دَفَعَ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَدَمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتُ وَمَسَاجِدُ يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمَ اللَّهِ كَثِيرًا۔

صوامع، صومعہ کی جمع ہے۔ اور صومعہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں تارک الدنیا فقیر رہتے ہوں۔ بیع بیعہ کی جمع ہے اس سے مراد عیسائیوں کے گرجے ہیں۔ صلوٰات یہود کی عبادت گاہوں کو کہتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی جنگ سماوی ادیان کو بلیا میٹ کرنے اور ان کی عبادت گاہوں کو گرانے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ جنگ کی غرض و غایت یہ ہے کہ ان ادیان کو ملحدوں اور بت پرستوں کی دست درازیاں سے بچایا جائے اور عبادت خانوں کو گرانے اور بند کر دینے سے محفوظ رکھا جائے۔

۴۔ تیسری آیت میں ان نتائج کی تصریح کی گئی ہے جو اس شرعی جنگ میں مومنین کے غلبہ سے مترتب ہوتے ہیں۔ ان کا ماحصل قوموں کا استعمار، بھلائیوں کو مٹانا، مال و دولت ٹوٹنا اور شریفانہ قدروں کو پامال کرنا نہیں بلکہ اسلامی جنگ سے مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور معاشرے کے فائدے کے لیے ہیں:

(ا) نظام عبادت کی اقامت سے پوری دنیا میں روحانی اقدار کی نشر و اشاعت (اقاموا للصلوٰۃ)

(ب) زکوٰۃ کے ذریعے سے قوموں کے درمیان عدلی اجتماعی کی ترویج (دا اتوا الزکوٰۃ)

(ج) معاشرے کی بھلائی، شرافت اور ترقی کے لیے تعاون (دا مروا بالمعروف)

(د) شر پسندی، جرائم اور بگاڑ کو ختم کرنے کے لیے تعاون (د نہوا عن المنکر)

کنفرا اسلام کی جنگ میں مسلمانوں کے غلبہ سے مذکورہ نتائج مترتب ہوتے ہیں اور مملکت اسلامیہ کی اقامت، روحانی ترقی، معاشرے کی کفالت، بھلائیوں کی ترویج اور شر کو روکنے کی ضامن ہوتی ہے۔ بنی نوع انسان کی کون سی ایسی ضرورت ہے جو ان اغراض و مقاصد کے حصول سے بہتر و برتر ہوتی ہے کہ لیے اسلام میں قتال کو فرض کیا گیا ہے، زمانہ ماضی و حال میں کون سی ایسی جنگ ہے جو پوری انسانیت کو اس قدر عمومی فائدہ پہنچائے اور سوسائٹی کی تعمیر ان بنیاد پر کرے جس سے انسانیت ترقی کی منازل طے کرے۔ اس کی مثال جاہلیت اولیٰ کی ملحدانہ، اباحت پسندانہ لامتناہی خوں ریزیوں اور جنگوں میں نہیں ملتی اور موجودہ مغربی مادہ پرستانہ معاشرہ

بھی ایسی پاکیزہ نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ ہیں قتال کی اجازت کے اسلامی اغراض و مقاصد۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ اسلامی جنگ محض فی سبیل اللہ ہوتی ہے اور ہر دوافعی سبیل اللہ ایسا جہاد ہے جو انسانیت کی بہبود، سلامتی و ترقی اور عدل اجتماعی کے قیام کے لیے ہو۔ اس کے حصول کا راستہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے اور اللہ کی طرف لے جانے والا راستہ گناہ و سرکشی میں تعاون کا راستہ نہیں بلکہ صرف بھلائی، باہمی محبت اور نیکی و تقویٰ میں تعاون کا راستہ ہی ہو سکتا ہے۔

اسلامی قتال کی فرضیت کے اغراض و مقاصد اور اس کی اجازت کے بارے میں تاریخی اسباب کا مختصر سا جائزہ پیش کیا گیا ہے، اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی ابتدائی اسلامی جنگوں کے بارے میں پند و نصائح بیان کریں گے۔ میری خواہش تو یہ تھی کہ ہر عمر کے سے متعلق علیحدہ علیحدہ اسباق قلمبند کیے جائیں لیکن وقت ناکافی ہے اور اس کام کے لیے بیسیوں صفحات درکار ہیں اس لیے میں نے ان پند و نصائح کو مجبوراً یکجا جمع کر دیا ہے اور ہر عمر کے بارے میں ایک سے زیادہ نصیحت درج کی ہے۔ اگر فراغت نصیب ہوئی اور بیماری کا فاقہ ہوا تو ان شاء اللہ آئندہ سال ہر عمر کے سے متعلق علیحدہ علیحدہ اسباق تحریر کروں گا۔

(۱) سب سے پہلا عمر کے بدر میں واقع ہوا۔ قریش کا ایک قافلہ شام سے واپس آرہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے قرض کے لیے نکلے تھے لیکن قافلہ کسی مزاحمت کے بغیر نکل گیا۔ مشرکین قریش نے قتال کا مصمم ارادہ کیا ہوا تھا اور اس لیے بدر کا وہ عمر کے پیش آیا جس کا ذکر ہم کر آئے ہیں۔ قریش کے قافلے سے تعرض کرنے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ اقدام مال لوٹنے اور ڈاکہ زنی کی غرض سے تھا جیسا کہ بہتان تراش مستشرقین کا دعویٰ ہے بلکہ صورت واقعہ اس سے مختلف تھی۔ اس اقدام کے اسباب میں سے ایک سبب قریش سے قصاص لینا بھی تھا کیونکہ انہوں نے مہاجر مومنوں کے اموال ہتھیالے تھے۔ اور مومنین کو اس قدر ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا کہ وہ اپنے اموال و متاع، گھر بار اور جائداد چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے جس کی مسلمان کے بارے میں بھی قریش کو معلوم ہوا کہ وہ ہجرت کر گیا ہے قریش اس کا مکان بیچ دیتے تھے اور اس کے مال پر قبضہ کر لیتے تھے۔ آج کے بین الاقوامی قانون میں معاملہ بالمثل کا قانون مسلمانوں کے تعرض کو مباح قرار دیتا ہے یہ اسی طرح کے حالات تھے جیسا کہ اس دور میں فلسطینی مہاجرین اور اسرائیل کا طرز عمل ہے۔ اس سلسلہ واقعات میں قابلِ لحاظ اکیلے ہم بات یہ ہے کہ جنگ بدر سے قبل قریش کے قافلوں پر مسلمانوں کی طرف سے سات عدد تاختیں ہوئی ہیں ان حیات میں سب کے سب مہاجرین صحابہ ہی نکلے ہیں اور کسی ایک انصاری کو بھی ان میں شمولیت کی غرض سے نہیں بھیجا گیا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ اگر مہاجرین قریش کے قافلے سے تعرض کریں اور اس پر قابو بھی پالیں تو تمام الہی اور وضعی قوانین کے مطابق مہاجرین اپنے ایک قانونی حق کی بنا پر ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ جنی سات تاختوں کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہیں :

۱۔ سریر حمزہ (رمضان ۱؎) یہ دستہ ہجرت کے سات ماہ بعد ارسال کیا گیا۔

- ب۔ سریر عبد اللہ بن حارث (شوال ۱۱ھ) یہ مہم ہجرت کے آٹھ ماہ بعد بھی گئی۔
 ج۔ سریر سعد بن ابی وقاص (ذی قعدہ ۱۱ھ) یہ تاخت ہجرت کے ۹ ماہ بعد کی گئی۔
 د۔ غزوہ ودان (صفر ۱۱ھ) یہ غزوہ ایک سال بعد پیش آیا۔
 ه۔ غزوہ بواط (ربیع الاول ۱۱ھ) { یہ دونوں غزوات ہجرت کے ایک سال بعد پیش آئے۔
 د۔ غزوہ بدر اولیٰ (ربیع الاول ۱۱ھ)
 نہ۔ غزوہ العشیہ (جمادی الاخریٰ ۱۱ھ) یہ غزوہ سولہ ماہ بعد پیش آیا۔

ان جملہ سرایا و غزوات میں صرف مہاجرین کو بھیجا گیا اور کسی ایک انصاری کو بھی ان میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان حقائق سے ہمارے مذکورہ موقف کی تائید ہوتی ہے۔

(۲) جنگوں میں فتح کا انحصار کثرت تعداد اور اسلحہ کی زیادتی پر نہیں ہوتا بلکہ لشکر کی قوت معنوی یا قوت اخلاقی (MORALE) پر ہوتا ہے۔ ان جنگوں میں اسلامی لشکر کا اخلاقی کردار یہ تھا کہ وہ ایک پاکیزہ عقیدے اور روشن ایمان کے حامل تھے۔ انہیں شہادت سے فرحت حاصل ہوتی تھی۔ وہ اللہ سے ثواب اور جنت کے طلبگار تھے اور انھیں مگرابی، تفرقہ بازی اور شرانگیزی سے نجات حاصل کرنے کی بھی خوشی تھی۔ اس کے برعکس قریش کا لشکر فسادِ عقیدہ اور بد اخلاقی میں ڈوبا ہوا تھا، اجتماعی روابط کو قطع کرنے والا اور شہوات کی پیروی میں منہمک تھا اور اپنے جاہلی رسم و رواج، اپنے آباؤ اجداد اور باطل خداؤں کی اندھی تقلید کے تعصب کا شکار تھا۔

دونوں لشکروں نے جنگ سے پہلے جو عملی نمونے پیش کیے وہ قابلِ دید تھے۔ مشرکین معرکہ بدر سے قبل تین دن تک شراب کے نشے میں غمور رہے۔ گانے والی عورتوں کے گانے سنتے رہے۔ ان کے لیے دھنیں اور ساز بجاتے رہے اور آگ جلائی گئی تاکہ لوگ ان کی اس ہنگامہ آرائی کو دیکھ کر ڈر جائیں اور ان کا لگان یہ تھا کہ اس طرح کے مظاہرے فتح و کامرانی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ دوسری جانب جنگ سے قبل مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ مصمم قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف راغب تھے۔ اس سے امداد کے طلبگار اور شہادت کے امیدوار تھے۔ انہیں جنت کی خوشبو آ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی کے ساتھ اپنے اللہ سے یہ دُعا مانگ رہے تھے کہ وہ اپنے مومن بندوں کی امداد فرمائے۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا سے ڈرنے والے اور عاجزی کرنے والے مومنین۔ فتح و کامرانی سے ہلکا رہے اور ہمدردوں میں ہمدردیوں کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔

جنگوں میں مسلمانوں اور مشرکین کی افزادی قوت کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر معرکہ میں مشرکین کی سپاہ مسلمانوں کی بہ نسبت کئی گنا زیادہ تھی اس کے باوجود فتح ہمیشہ مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ حتیٰ کہ اُحد اور خنین کے دو معرکوں میں بھی ابتدائی طور پر مسلمان ہی فتحیاب ہوئے۔ اگر ان دونوں معرکوں میں مسلمانوں سے غلٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی سرزد نہ ہوتی تو انھیں کبھی بھی شکست نہ ہوتی۔

(۳) جنگ کے موقع پر لشکر کی اولوالعزمی، مستعدی اور حوصلہ مندی کے مظاہرے سے سالار لشکر کا اعتقاد بحال ہوتا ہے اور وہ اپنی جنگی حکمت عملی کو پوری طرح نافذ کر کے دشمن کے مقابلے میں فتح و کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ بدر کے موقع پر رونما ہوا۔

(۴) سالار لشکر کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے لشکر کو قتال پر مجبور نہ کرے اور لڑائی سے جی چرانے والی اور کمزور سپاہ کو لڑائی کی آگ میں نہ جھونکے جب تک کہ فوج کی رضامندی اور ارادے کی پختگی کا اسے پورا پورا یقین نہ ہو جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر سے قبل صحابہؓ سے مشاورت کے دوران میں کیا تھا۔

(۵) سالار لشکر کی زندگی کی حفاظت کی تدبیر اختیار کرنے پر جنگ اور دعوت کی کامیابی کا انحصار ہے۔ سالار کو چاہیے کہ وہ ایسی تدبیر کو قبول کرے کیونکہ سالار کی زندگی سے تحریک کو فروغ نصیب ہوتا ہے اور اگر قائد کی زندگی کا پورا غل کر دیا جائے تو یہ معرکے کی ناکامی کا پیش خیمہ ہے۔

معرکہ بدر میں آنحضرتؐ کے لیے چبوترہ تعمیر کرنے کی تجویز پر آپؐ راضی ہو گئے تھے اور دیگر معرکوں اُحد اور خنین میں ہم نے دیکھا ہے کہ سچے مومن مرد اور مومن عورتیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حصار بنا کر لڑتے رہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو دشمنوں کے تیروں کے بالمقابل رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت اور اللہ کی تائید کے باوجود صحابہ کرامؓ کے اس ایثار و قربانی کا انکار نہیں فرمایا بلکہ ان حفاظت کرنے والوں کی تحسین فرمائی حضرت انسؓ ام عمارہ کی تو خصوصی تعریف فرمائی اور ان کے حق میں دُعا فرمائی کہ اسے اور اس کے خاوند اور اس کی اولاد کو جنت میں میری (آنحضرتؐ کی) رفاقت نصیب ہو۔

(۶) کفر و اسلام کے معرکوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پاس سے خصوصی لشکر بھیج کر اپنے سچے مومن بندوں کی پشت پناہی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں فرشتے نازل فرمائے اور جنگِ احزاب میں آندھی بھیج دی۔ جب تک مومن اللہ کے راستے میں لڑتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ - (الروم ۴۷)

(اور ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں)

نیز فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَدْفَعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا - (الحج ۳۸)

(یقیناً اللہ مدافعت کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں)

(۷) ایک صداقت شعار داعی کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو راہ ہدایت پر لانے کے لیے کوشش

کرتا رہے۔ چنانچہ اس امید پر وہ انہیں ایسے مواقع بہم پہنچاتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں راہِ راست پر چلنے کا جذبہ پیدا کر دے۔ جنگ بدر کے قیدیوں سے فدبہ وصول کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی حکمت کی

کا فرمانی معلوم ہوتی ہے۔ آپ اللہ سے اس بات کے امیدوار تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے گا اور ان کے بعد ان کی ذریت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیں گے۔ قرآن کریم میں ایک دیگر اسلامی مصلحت کے پیش نظر اس اقدام پر عتاب بھی وارد ہوا ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو خوب کچل دینا چاہیے اور فتنہ و گمراہی کے سرچشموں کو بند کر دینا چاہیے۔ اگر جنگ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دیا جاتا تو قریش میں اسلام کے مقابلے کی طاقت ختم ہو جاتی کیونکہ ان کے سرخیل اور مومنوں کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکانے والے تو موت کی آغوش میں جا چکے ہوتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں سے فدیہ قبول کرنے کے رجحان میں ایک اور حکمت بھی معلوم ہوتی ہے، وہ یہ کہ آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ قیدیوں میں شامل تھے، اور حضرت عباسؓ کے بارے میں معلوم ہے کہ انہوں نے اعلان اسلام سے قبل متعدد مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد فرمائی تھی۔ بیت عقبہ ثانیہ کے موقع پر وہ خفیہ طور پر آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور قریش کی جملہ معاندانہ کارروائیوں کے بارے میں آنحضرتؐ کو خبریں بہم پہنچاتے تھے۔ اس سے میرا رجحان یہ ہے کہ حضرت عباسؓ ور پر وہ مسلمان تھے اور حضرت عباسؓ کی ان پوشیدہ خدمات کی موجودگی میں انہیں کیونکر قتل کر سکتے تھے، ایسی صورت میں آنحضرتؐ کا انہیں قتل کرنا قتل مسلم کی حرمت کے قانون کی خلاف ورزی تھی اور اگر انہیں قتل سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا در انما یکہ وہ مشرک تھے تو اسلامی قانون ایسے رشتہ دار اور غیر رشتہ دار کے درمیان جو اللہ اور رسول کے خلاف مہاربت کریں کوئی تفریق و امتیاز روا نہیں رکھتا۔ اس صورت میں مشرکین اور منافقین کو پراپیگنڈہ کا موقع میسر آ جاتا اور وہ آنحضرتؐ کی عدالت اور بے نفسی کے خلاف طوفان برپا کر کے آپؐ پر صحابہؓ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے اور یہ چیز تحرکی مصلحت کے منافی ہوتی۔

(۸) ایک بچہ کا رصاحب بصیرت قائد کے حکم کی خلاف ورزی معرکہ کی ناکامی پر منع ہوتی ہے۔ جیسا کہ جنگ احد میں وقوع پذیر ہوا۔ اگر وہ تیر اندازوں کا دستہ جو آنحضرتؐ نے لشکر کی پشت پناہی کے لیے درے پر متعین فرمایا تھا آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق اپنی جگہ پر قائم رہتا تو مشرکین کو یہ جسارت نہ ہوتی کہ وہ پیچھے سے دوبارہ حملہ کر دیتے اور اپنی شکست کو فتح سے بدلنے کی کارروائی عمل میں لاتے۔ اسی طرح دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کے موقع کو ضائع کر دینے کا نتیجہ بھی ناکامی کی شکل میں رونما ہوتا ہے۔ اگر مومن اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کی وعید سنائی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔

فلیحدس الذین یخالقون عن امرہ ان
تصیبہم فتنۃ او یتصیبہم عذاب الیم ۵
(النور ۶۳)

(۹) غنیمتوں وغیرہ کے مادی لالچ سے کمزوری اور بُزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے جیسا کہ جنگِ اُحد میں واقع ہوا جبکہ تیر اندازوں نے غنیمت حاصل کرنے کے لالچ میں اپنی چوکی چھوڑ دی اور جیسا کہ جنگِ خنین میں پیش آیا جبکہ ابتدا میں مسلمان فوجیاب ہو گئے اور ان میں سے بعض نے غنیمت کا لالچ کیا اور دشمن کا تعاقب چھوڑ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن نے پلٹ کر مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کر دیا اور مسلمان شکست کھا گئے۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اور آپ کے ارد گرد دیگر صداقت شعار مومنین ثابت قدمی کا مظاہرہ نہ کرتے تو یہ شکست فتحِ مبین میں تبدیل نہ ہو سکتی تھی۔ اگر داعیانِ تحریک پر دنیا کی غنیمت، مال و دولت اور جائیداد و اراضی حاصل کرنے کا لالچ سوار ہو جائے تو اس سے تحریک بگاڑ کا شکار ہو جاتی ہے اور لوگوں کے دلوں سے تحریک کے مثبت اثرات محو ہو جاتے ہیں بلکہ لوگ داعیان کی صداقت کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس طرح کے بہتان باندھنے شروع کر دیتے ہیں کہ اس تحریک کی غرض و غایت اللہ عز و جل کی رضا جوئی نہیں بلکہ دین و اصلاح کے نام پر دنیا کا مال اکٹھا کرنا مقصود ہے اور جب لوگوں کے ذہنوں میں اس قسم کے خدشات جنم لیتے ہیں تو اللہ کے دین میں رکاوٹ آ جاتی ہے اور وہ لوگ جو فی الحقیقت صداقت و اخلاص کے ساتھ تحریکِ اصلاح چلا سکتے ہیں ان کے بارے میں بھی بدگمانیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور تحریک کا کام رک جاتا ہے۔

(۱۰) جنگِ اُحد میں جب مسلمان منتشر ہونے لگے اور حضرت نسیبہؓ ام عمارہ اور ان کا خاوند اور اولاد ثابت قدمی کے ساتھ آنحضرتؐ کے ارد گرد ڈٹ کر کفار کا مقابلہ کرتے رہے تو یہ اس امر کی روشن دلیل ہے کہ ایک مسلمان عورت دعوتِ اسلام کے ضمن میں بہت بڑی خدمات سر انجام دے سکتی ہے۔ دورِ حاضر میں بھی ہیں اس کی ضرورت ہے کہ مسلمان مستورات نئے سرے سے دعوتِ الی اللہ کا بوجھ اٹھائیں اور نوجوان لڑکیوں، شادی شدہ اور صاحبِ اولاد خواتین کے حلقوں میں اللہ کی دعوت کو پھیلائیں اور اپنی نئی نسل کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کریں، انہیں اسلام اور تعلیماتِ اسلام کا گرویدہ بنائیں اور سوسائٹی کی خیر و صلاح کے لیے کام کرنے پر آمادہ کریں۔

اگر دعوت کا میدان مسلمان داعی مستورات کے لیے خالی رہے گا یا اس کا رخیر میں خواتین کی کافی تعداد بھر پور حصہ نہیں لے گی تو دعوت کا کام کمزور رہے گا اور تحریکِ اصلاح لنگڑاتی رہے گی اور یہ صورتِ حال اس وقت تک برقرار ہے گی جب تک کہ اُمتِ مسلمہ کا نصف حصہ یعنی خواتین دعوتِ خیر سے روشناس نہ ہوں گی ان کے دلوں میں نیکی کی محبت اور دین پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ پیدا نہ ہو گا اور وہ دین کے مضبوط حلقے کو جلد از جلد نہ تھام لیں گی۔

(۱۱) داعیان کو اللہ کے راستے میں مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ انہیں جسمانی ایذا دی جاتی ہے۔ ان کی آزادی پر قید بند کے ذریعے قدغن بھی لگائی جاتی ہے۔ انھیں سزائے موت بھی سنائی جاتی ہے اور کبھی دھوکہ سے انہیں قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ ایسی صورتوں میں داعیان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش نظر رکھنا چاہیے جنہیں جنگِ اُحد میں زخم آئے تھے اور یہ واقعہ

وایمان کے لیے صبر کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے،

۵ احب الناس ان يتروا ان يقولوا منا وهم لا يفتنون ۵ ولقد فتنا الذين من قبلهم

فليعلمن الله الذين صدقوا وليعلمن الكاذبين ۵ (العنکبوت ۱-۳)

(ترجمہ، الف - لام - میم - کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کھنے پر چھوڑ دئے جائیں گے کہ ”ہم ایمان لائے“ اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون)

(۱۲) جنگِ اُحد میں مشرکین نے مسلمان شہداء خصوصاً حضرت حمزہؓ کا مشہد کیا۔ یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ دشمنانِ اسلام

میں انسانیت کا شائبہ تک نہیں اور وہ ضمیر سے خالی ہیں مقتول کے خنجر کرنے سے مقتول کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی جس طرح ایک ذبح شدہ بکری کی کھال اتارنے سے بکری کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی بلکہ کھار کے سینوں میں مسلمانوں کے خلاف جویاہ کینہ بھرا ہوا ہے اس قسم کے وحشیانہ اعمال کی صورت میں اس کا اظہار ہوتا ہے اور اس طرح کی غیر انسانی حرکات دیکھ کر ہر زندہ صاحبِ وجدان اور انسانی ضمیر رنج محسوس کرتا ہے۔

مشرکین نے جنگِ اُحد میں مسلمان شہداء کے ساتھ یہ سلوک کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ فلسطینی معرکوں میں اسی قسم کا سلوک یہود نے ہمارے شہداء کے ساتھ روا رکھا ہوا ہے۔ یہ دونوں فریق ایک ہی قبیلے کے پٹے پٹے ہیں اور ان کے دلوں میں یکساں کجی پائی جاتی ہے جس کے باعث وہ اللہ تعالیٰ اور یومِ آخر پر ایمان سے محروم ہیں اور اسی لیے وہ ان مومنوں کے خلاف کینہ توزی میں ملوث ہیں جو اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور یومِ آخر پر صحیح و سچے ایمان کی دولت سے مالا مال اور حرا و مستقیم پر گامزن ہیں۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں ہر کر کے لیے جس جگہ کا انتخاب فرمایا تھا اسے آپ نے حباب بن منذر کی تجویز پر تبدیل فرمایا اور اسی طرح جنگِ خیبر میں ان کا مشورہ قبول فرمایا۔ اس سے دو حاضر کے ڈکٹیٹروں کا غرور خاک میں مل جاتا ہے جو قوموں پر ان کی مرضی اور ارادہ کے بغیر مسلط ہو چکے ہیں۔ یہ ڈکٹیٹر اپنے بارے میں اس زعمِ باطل کا شکار ہیں کہ وہ عقلی فضیلت اور دور رس فکر کے حامل ہیں اور اس وجہ سے وہ قوموں کے ارادہ اور ان کے عقائد، حکماء اور مفکرین کے مشوروں کو پرکھ کے برابر وقعت اور اہمیت نہیں دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کامل ترین صفات سے نوازا اور اپنی خاتمی اور اکمل رسالت کا بوجھ اٹھانے کا اہل قرار دیا اس کے باوجود آنحضرتؐ اپنے ان صحابہؓ کی رائے کو قبول فرماتے تھے جو فنونِ حرب اور میدانِ جنگ کے بارے میں باخبر تھے اور آنحضرتؐ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ میرا ہی منصب ہے کہ میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں اور کسی چیز سے روکوں اور تمہیں دخل در معقولات کا کوئی حق نہیں ہے۔ ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان معاملات میں صحابہؓ کے مشوروں کو قبول فرمایا جن میں آپؐ پر وحی نازل نہ ہوتی تھی تو وہ ڈکٹیٹر جنہیں عوام اناس پر علم و عقل اور تجربہ میں کسی قسم کی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے بلکہ

وہ حکومت کے وسائل پر جابرانہ قبضہ کر کے برابر اقتدار آگئے ہیں انہیں کیا حتی پہنچتا ہے کہ وہ اجتماعی معاملات میں اپنی من مانی چلائیں۔ اور وہ آمر جو اپنی رعایا کی بر نسبت ثقافت، علم اور تجربہ میں فروتر ہیں ان پر تو یہ واجب ہے کہ وہ اصحاب الرائے سے مشاورت کریں۔ ناٹھیں اور تجربہ کار ماہرین کی نصائح و آراء کو قبول کریں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔

ماضی و حال کے تاریخی واقعات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آمروں کا غرور انھیں اور ان کی قوم کو لے ڈوبا ہے انہوں نے امت کو تنزل کے ایسے عیق گرٹھے میں دھکیل دیا ہے کہ جہاں سے نکلنے میں بیسیوں سال یا صدیاں درکار ہیں۔

جنگ بدر اور جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابجاء کا مشورہ قبول فرمایا۔ آپ کے اس طرز عمل میں ہر محفل فرمانروا، دانا قائد اور صداقت شعار داعی کے لیے بہترین نمونہ موجود ہے۔

اسلام میں حکومت کا واضح ترین اصول ”شورائیت“ ہے (وامرہم شوریٰ بینہم۔ (الشوریٰ ۳۸) ترجمہ: اور وہ اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں) اور ایک حکمران جسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی اس کی نمایاں ترین صفت یہ ہے کہ وہ جبر و استبداد سے پرہیز کرے۔ مشاورت کے اصول پر عمل پیرا ہو اور ہر معاملے میں ماہرین کی رائے سے استفادہ کرے۔

وشارہم فی الامر۔ (آل عمران ۱۵۹)

(ترجمہ: اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو)

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ (النحل ۴۳ - الانبیاء ۷۰)

(ترجمہ: اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم لوگ خود نہیں جانتے)

(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر عمر کے میں پیش قدمی کا مظاہرہ فرمایا اور ہر آڑے وقت میں آپ صحابہ کرام کے ساتھ رہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ قیادت کے منصب کا مستحق صرف وہی ہو سکتا ہے جو شجاعت اور ثبات قدمی کی صفات کا حامل ہو۔ بزدل، کمزور اور کم ظرف لوگ قوموں کی سربراہی، لشکروں کی سالاری، اصلاحی تحریکوں اور دعوتِ خیر کی قیادت کی صلاحیت سے عاری ہوتے ہیں۔ کردار و عمل کے ذریعے قائد اور داعی کی شجاعت اس کے لشکروں اور حامیوں کے دلوں میں مروانگی و بہادری کے ایسے جذبات ابھارتی ہے اور اس سے وہ ثمرات حاصل ہوتے ہیں کہ جنگ پر ابھارنے والی ہزار عوامی تقریروں سے بھی ایسے نتائج برآمد نہیں ہوتے لشکروں اور تحریک کے حامیوں کا یہ معمول ہے کہ وہ اپنے سالار اور سربراہ کی قوت سے قوت حاصل کرتے ہیں۔ اگر جنگ کے موقع پر سالار بزدل دکھائے اور آڑے وقت میں کمزوری کا مظاہرہ کرے تو اس کا جھنڈا کبھی اونچا نہیں رہ سکتا۔

(۱۵) لشکروں اور تحریک کے حامیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے پختہ کار اور صاحب بصیرت قائد کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ قائد سب سے بڑی ذمہ داری کے منصب پر فائز ہوتا ہے اور اس کی جواب دہی بھی زیادہ ہے۔ جب کسی معاملہ پر تبادلہ آراء ہو جائے، معاملے کے تمام پہلو سامنے آجائیں اور اس کے بعد کسی کام کا عزم کر لیا جائے

تو لشکروں پر واجب ہے کہ وہ اپنے قائد پر اعتماد کریں اور اس کے حکم کی تعمیل کریں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرتؐ کو ایک پیچہ معاملہ درپیش تھا آنحضرتؐ نے شرائط صلح کو تسلیم کر لیا۔ یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ شرائط تحریک کی مصلحت میں ہیں۔ یہ صلح فی الحقیقت مسلمانوں کی سیاسی فتح تھی اور صلح کے بعد دو سال کے اندر اندر مومنوں کی تعداد میں پہلے کی بر نسبت کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ یہی بعض صحابہؓ کو یہ شرائط ناگوار تھیں اور وہ فوراً اضطراب کی حالت میں اپنے محبوب قائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محققہ ادب ملحوظ نہ رکھ سکے۔ اسی طرح کی صورت حال کا سامنا خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھی کرنا پڑا۔ ان کے عہد خلافت میں ارتداد کے واقعات رونما ہوئے۔ جملہ صحابہؓ کی یہ رائے تھی کہ مرتدین کے ساتھ قتال نہ کیا جائے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ کی انفرادی رائے قتال کے حق میں تھی اور جب حضرت ابو بکرؓ نے اپنی رائے کے مطابق عمل پر اہوئے کا تہیہ کر لیا تو سب صحابہؓ نے آپؐ کی اطاعت کی اور سب کے سب بخوشی قتال کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور یہ امر واضح ہو گیا کہ مرتدین کے خلاف حضرت ابو بکرؓ کے فیصلے سے جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کو استحکام اور ثبات نصیب ہوا اور مومنین اس قابل ہو گئے کہ وہ اسلام کی رشد و ہدایت کا پھریرا لے کر چار دواکب عالم میں نکلیں اور فتیاب ہوں۔

(۱۶) جنگ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عودہ بن مسعود کو فرمایا کہ اگر وہ کھار کے مختلف گروہوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوئی تدبیر کر سکتے ہیں تو کریں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمنوں سے جنگ کے دوران میں اسی طرح کی کارروائی جائز ہے جبکہ ایسا کرنے سے فتح کی امید ہے۔ کیونکہ غداری اور خیانت کے علاوہ ہر ایسا طریقہ جنگ میں جائز ہے جس کے ذریعے خونیازی سے بچ کر فتح حاصل کی جاسکے۔ یہ سیاسی اور عسکری حکمت عملی کے قبیل سے ہے اور یہ اسلامی اخلاق کے مبادیات کے منافی نہیں ہے کیونکہ جنگوں میں خون خرابہ نہ کرنے میں انسانیت کی مصلحت ہے۔

شرانگیزی، کفر اور فتنہ کو مغلوب کرنے میں انسانی و اخلاقی مصلحت ہے لیکن جنگوں میں شر پر ہوتا ہے اور جب جنگ کی ضرورت لاحق ہو جائے تو جنگ ناگزیر بھی ہو جاتی ہے۔ اگر ہو سکے تو محاذ آرائی سے بچنا چاہیے۔ اس لئے جنگوں میں کوئی ایسی چال چلنا جس کے ذریعے جنگ میں خونیازی کے بغیر فتیاب ہونا ممکن ہو انسانی اخلاق کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قتال کو صرف دین اسلام، امت مسلمہ اور دارالاسلام کی حمایت کے نقطہ نظر سے فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ دشمنوں کے ساتھ ایسی چال چلنا جس سے وہ شکست کھا جائیں اور ان باطل پرستوں کے مقابلے میں اہل حق کو فوری فتح نصیب ہو جائے ایک اسلامی حکمت عملی ہے۔ اس لیے غزوہ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اثر نعیم بن مسعود کے بارے میں وارد ہے۔

الحوب خد عنة (جنگ میں چالبازی جائز ہے)

اور یہ اصول جملہ شرائع و قوانین میں مسلم ہے۔

۱۔ ان صحابی کا نام نعیم بن مسعودؓ ہے نہ کہ عروہ بن مسعودؓ۔ (مترجم)

(۱۷) خندق کھودنے کے بارے میں آنحضرتؐ نے مسلمان فارسی کا مشورہ قبول فرمایا۔ اس سے قبل اہل عرب خندق کے ترقی یافتہ اصول جنگ سے ناواقف تھے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ دین اسلام دوسری قوموں کے ان تجربوں سے استفادہ کرنے میں کوئی چمکا ہٹ محسوس نہیں کرتا جو امت اور سوسائٹی کے لیے مفید اور نافع ہوں۔ بلاشبہ خندق کی کھدائی نے مدینہ منورہ سے قبائل کی شرانگیزی کو روکنے میں بہت فائدہ پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مشورے کو قبول کرنے سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دوسری اقوام کی اچھی چیزوں کو اپنانے کی عظیم استعداد تھی آنحضرتؐ نے ایک سے زائد مرتبہ ایسا کیا ہے۔ جب آنحضرتؐ نے بادشاہوں، امراء اور رؤسا کی طرف دعوتی خطوط ارسال کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ بادشاہوں کے ہاں معمول ہے کہ وہ کسی ایسے مکتوب کو قبول نہیں کرتے جس پر ارسال کرنے والے کے نام کی مہر ثبت نہ ہو۔ آنحضرتؐ نے فوراً حکم دیا کہ آپؐ کے لیے ایک مہر تیار کی جائے جس پر ”محمد رسول اللہ“ لکھا جائے۔ یہ مہر آنحضرتؐ اپنے خطوط پر ثبت فرماتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف اطراف سے آنحضرتؐ کے پاس اعلان اسلام کے لیے وفود آنے لگے تو آنحضرتؐ سے عرض کی گئی کہ بادشاہوں اور امراء کا یہ معمول کہ وہ اعلیٰ قسم کا خوب صورت لباس پہن کر وفود کا استقبال کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ آپؐ کے لیے نئے کپڑوں کا ایک جوڑا خریداجائے۔ ایک روایت کے مطابق اس کی قیمت چار سو درہم تھی۔ اور ایک دوسری روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کی قیمت چار سو باربر دارچو پائے تھی۔ آنحضرتؐ یہ لباس زیب تن کر کے وفود کا استقبال فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری اور ابد الابد تک باقی رہنے والا دین دے کر بھیجا گیا اور یہ آنحضرتؐ کا طرز عمل تھا۔ اس لیے آنحضرتؐ کے متبعین کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر زمان و مکان میں دوسری اقوام کی بہترین چیزوں کو اخذ کریں جو ان کے لیے مفید ہوں اور ان کی شریعت کے احکام اور قواعد عامہ متعارض نہ ہوں۔ ایسا نہ کرنا جمود ہے جو اسلام کے منافی ہے اور اس کے اہدی دستور یعنی قرآن کریم میں درج ہے۔

فبشر عباد ۞ الذین یستمعون القول ۞ یتبعون احسنہ۔ (الزمر ۱۷-۱۸)

(پس اے نبی!) بشارت دے دو میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سُنتے ہیں اور اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں)

یہ جو در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ناگوار ہے جنہوں نے بذاتِ خود دوسری قوموں کی اچھی چیزوں کو حاصل کیا۔ آپؐ کا فرمان ہے:

”حکمت مومن کی گشدہ متاع ہے وہ اسے جہاں بھی پاتا ہے حاصل کرتا ہے“

لیکن جب مسلمان غفلت کا شکار ہو گئے۔ خصوصاً یورپ کی ترقی کے بعد مسلمانوں نے اپنے دور انحطاط میں دوسروں کی ہر اصلاح کی مخالفت کی، رانچا لیکہ انہیں اس کی ضرورت تھی اور وہ تعمیر تزل میں گرتے گئے۔ اس طرح دیگر اقوام عالم ترقی کی منازل طے کر گئیں اور مسلمان پسماندگی کا شکار ہو گئے (و اللہ عا قیۃ الامور۔ الحج - ۴) اور تمام معاملات کا

انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

(۱۸) غزوہ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کو جو احکام دئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی جنگ انسانیت کے لیے رحمت کی حامل ہے۔ اسلامی قتال میں غیر مقتالین کو قتل نہیں کیا جاتا اور نہ راستے میں موجود کسی چیز کی تخریب کی جاتی ہے صرف اشد ضرورت کے تحت راستے کی رکاوٹوں کو ہٹایا جاسکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ اور ان کے بعد مختلف ادوار میں مسلمانوں نے ان احکام پر عمل کیا۔ مسلمانوں کی جنگیں تاریخ کی ایسی جنگیں ہیں جن میں رحمت و رافت جھلکتی ہے۔ مسلمان جنگ کے دوران مشفقانہ اور نرم اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے اور غیر مسلم مصالحین کی بہ نسبت بھی زیادہ جرم تھے۔ اس ضمن میں مسلمانوں کا تاریخی ریکارڈ روشن ہے جبکہ غیر مسلموں کی ماضی حال کی جنگوں کے ابواب تاریک ہیں۔ ہم میں سے کون اس امر سے ناواقف ہے کہ عیسائیوں نے بیت المقدس کی فتح کے دوران صلیبی جنگوں میں وحشت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اس کے برعکس جب صلاح الدین ایوبی نے فرنگیوں کو وہاں سے نکالا تو ان کے ساتھ انسانیت اور مہربانی کا سلوک کیا گیا۔

ہم میں سے کس کو یاد نہیں کہ صلیبی امرا اور ان کے لشکروں نے جب مسلمانوں کی راجدھانیوں طرابلس اور المعرہ وغیرہ پر غلبہ حاصل کیا تو انہوں نے وحشیانہ سلوک روار کھا لیکن جب مسلمانوں کے امرا اور لشکروں نے ان علاقوں کو مکار غاصبوں کے چنگل سے نجات دلائی تو ان کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا۔

آج ہم یورپی منافقت کے دور میں زندگی گزار رہے ہیں جبکہ وہ تہذیب و ثقافت، انسانیت کی بھلائی اور اقوام عالم کی محبت کے وعیدار ہیں حالانکہ وہ شہروں کو برباد کرتے ہیں اور نشتے اور بے گناہ بڑھوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام کرتے ہیں۔ جب اسرائیل نے ارض فلسطین کو ہتھیالیا تو ہم نے وہاں عسرت کے دن کاٹے۔ دیر یاسین، قبیہ، حیفا، یافا، عکا اور صفد وغیرہ شہروں اور دیہات میں یہود کے وحشیانہ حملوں کے سیاہ کارناموں سے پوری دنیا واقف ہے۔ اس کے باوجود وہ انسانیت کا مدعی ہے لیکن کردار برعکس ہے۔ ہم مسلمانوں کی کارروائیاں انسانیت کی بھلائی کے لیے ہیں لیکن ہم اس کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے۔ ہم ایسی قوم ہیں جن کے سینوں میں حق و صداقت ہے اور صلح و جنگ میں حق و صداقت کا اصول بہترین اخلاقی اصول ہے اور ہم اس حق کو ضمیر کی خوشی اور اطمینان کے ساتھ نافذ کرتے ہیں جبکہ غیر مسلم اقوام ان اصولوں سے عاری ہیں لیکن منافقت اور پوشیدہ جلیوں کے ذریعے احسناتی اصولوں کا ڈھنڈورا پیٹتی رہتی ہیں۔ ہم ایسی قوم ہیں جو قوی اور جیم خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور ہماری طاقت سے صرف شفقت و رحمت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور کفار ایسی قوم ہیں جن کا طرز عمل منافقت پر مبنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قوت اور گرفت کا انکار کرتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہے کہ وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی تعریف و محبت کی صفات سے کرتے ہیں حالانکہ دیگر اقوام کے ساتھ کفار کے تعلقات اور مسلمانوں اور بعض دوسرے کفار کے ساتھ کفار کی جنگوں میں اس محبت و رحمت کا نام و نشان نہیں ملتا۔ ہم وہ قوم ہیں کہ ہماری جنگیں صرف انسانیت

کی بھلائی کے لیے ہیں اور ہم انسانیت کے سب سے زیادہ غیر خواہ ہیں لیکن کفار کے حربی معرکوں کا مقصد جنگ و جدال، لوٹ مار، کشور کشائی اور استعمار ہے اور وہ انسانیت کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

آج ہم کفار کے ساتھ اپنی جنگوں میں صرف اپنی سرزمین، حق اور شرافت کا دفاع کر رہے ہیں اور ہمارا مقابلہ اس دُوم سے ہے جو رحمت، شرافت اور انسانیت جیسے الفاظ کے مفہوم سے ناواقف ہے لیکن ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم ان کے ساتھ اپنے معرکوں میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی شریعت کے اصولوں کی پوری پوری پیروی کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے۔

(۱۹) جب لشکر میں ایسے لوگ ہوں جو شجاعت، ایمان اور اخلاص میں برابر نہ ہوں بلکہ اس میں ایسے لوگ بھی شامل ہوں جو نہ رکشی اختیار کرنے والے، نہ کرپشہ، تنخواہ دار اور بُز دل ہوں تو دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ غزوہ حنین میں پیش آیا۔ یہ اصول تحریکوں پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ تحریکوں میں تائیاں بجانے والوں کی کثرت پر انحصار نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہی کارکن قابل اعتماد ہوتے ہیں جو پختہ ایمان کے حامل اور تحریک کے راستے میں قربانی پیش کرنے والے ہوں۔

(۲۰) جنگوں اور معرکوں کے سلسلے میں آنحضرتؐ کی سیرت سے ہم ایک اور سبق حاصل کرتے ہیں۔ اس ضمن میں آنحضرتؐ کا یہود کے ساتھ طرز عمل اور آنحضرتؐ اور آپؐ کی تحریک کے بارے میں یہود کا ردِ عمل قابلِ ملاحظہ ہے۔ قیامِ مدینہ کے اوائل ہی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی کہ یہود کے ساتھ آپؐ کی مصالحت ہو جائے اور ان کے دین اور اموال سے تعرض نہ کیا جائے۔ یہود کے ساتھ معاہدے کی ایک دستاویز بھی تحریر کی گئی۔ لیکن یہود ایک خدا و قوم ہے۔ انہوں نے بلاتاخیر آپؐ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا اور اس کے نتیجہ میں غزوہ بنی نضیر پیش آیا۔ جنگِ احزاب میں آڑے وقت پر انہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی جس کے باعث غزوہ بنی قریظہ پیش آیا۔ پھر انہوں نے اپنی پوری قوت کو مجتمع کیا۔ اسلحہ تیار کیا اور خفیہ سازش کر کے دھوکے اور کینہ پن سے مدینہ اور وہاں کے مومنین پر حملہ کی تیاری کی جس کے سبب غزوہ خیبر پیش آیا۔

یہودی ایسی قوم ہیں جن کے ساتھ حسن سلوک کا راسخ ثابت نہیں ہوتا۔ انھیں وعدوں اور عہد و پیمان کی پاسداری کا کوئی لحاظ نہیں۔ جب بھی کوئی مشکل مرحلہ آیا انہوں نے دھوکا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ان کی سرکوبی کی وہ اسی کے مستحق تھے۔ آنحضرتؐ پر یہ واجب نہیں تھا کہ وہ ان کی پیہم سازشوں، خیانتوں اور معاہدے کی خلاف ورزیوں کو برداشت کرتے رہتے اور ایسی فضا میں زندگی گزارتے کہ آپؐ اور آپؐ کے اصحاب مسلسل بے چینی، خطرات، فتنہ پردازوں اور سازشوں کے پتھر میں پھنسے رہتے۔ آنحضرتؐ نے یہود کے ساتھ ہوشمندی اور چابک دستی سے کارروائی کر کے اپنی نئی مملکت کی حدود کو مستحکم کیا اور جزیرہ نما کے عرب اور بعد ازاں اطرافِ عالم میں اپنی دعوت کی نشر و اشاعت کی راہ ہموار کی۔ آنحضرتؐ کے یہود کے ساتھ اس محتاط طرز عمل کی عیب چینی صرف ایک یہودی یا تعصب زدہ یا یہود نواز

استعماری ہی کر سکتا ہے۔ اس کے بعد بھی تاریخ میں یہود کا کردار سازشوں، ہتھکنڈوں، فساد انگیزی اور خیانت کاری سے عبارت ہے اور ہمارے اس دورِ جدید میں بھی ان کا طرزِ عمل اسی نوعیت کا ہے۔ جنگِ فلسطین اور اسرائیلی ریاست کے قیام سے قبل ہم میں ایسے لوگ موجود تھے جو اپنی شیریں گفتاری سے ہمیں دھوکہ دیتے تھے اور یہود کے ساتھ کی دعوت دیتے تھے۔ ہم میں بڑی طاقتوں کے ایسے حاشیہ بردار بھی تھے جو یہود کے ساتھ نفاق پر مبنی تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسئلہ فلسطین کا حل فکری و عملی انتشار کی وجہ سے کھٹائی میں پڑ گیا۔ اس کے بعد بھی ہم غفلت و بے عملی کا شکار رہے اور اب ہمارے لیے یہود کی شرائطِ انگیزی سے نجات کا کوئی ذریعہ اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم ان کے ساتھ ہوشمندی اور چابکدستی کا طرزِ عمل اختیار کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ منفاہ کیا تھا تاہم اپنے علاقے ان سے حاصل کر سکیں اور آنے والے نئے دور میں اسلام اور سلامتی کا پیغام جملہ اقوامِ عالم تک پہنچا سکیں۔ ہمارے پاس یہ امانت ہے جسے ہم صدق و ایمان کے ساتھ اپنی نئی نسل کے سپرد کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ کامیابی و فلاح کا ایسا طرزِ عمل اختیار کرے گی جو فکری و عملی انتشار کا شکار کھلی نسل نہیں کر سکی۔

(۲۱) غزوہٴ مونہ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان پہلی جنگ تھی۔ اگر امیر بصری کی جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو غسانی عرب قتل نہ کرتے تو یہ تصادم پیش نہ آتا۔ ایلچی کا قتل جملہ شراائع کی رد سے ایک ظالم اور گھناؤنی کارروائی ہے اور اچھی ہمسائیگی کے اصولوں کے منافی ہے۔ اس سے رومی گورنروں اور کارپردازوں کی شرمندگی کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اسی لیے آنحضرتؐ نے لشکرِ مونہ ارسال فرمایا تاکہ رومی سردار اور گورنر مسلمانوں کی نئی مملکت اور اس کی دفاعی قوت سے خوف زدہ ہو جائیں اور مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کا سوچ نہ سکیں۔ جب مسلمان مونہ پہنچے تو انہوں نے رومیوں اور ان کے ماتحت عرب نصرانیوں کا ایک لشکرِ جبار دیکھا مریض کے نزدیک جس کی تعداد دولاکھ تھی۔ ہر قل شاہِ روم کا بھائی اس لشکر اور موجودہ عمان کے قریب ماب کے مقام پر خیمہ زن سپاہ کا سالار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توقع تھی کہ اہل روم سرب کی سرزمین میں قائم مسلمانوں کی جدید مملکت پر حملہ آور ہونے کا پختہ عزم کیے ہوئے ہیں اور اس کو طیامیٹ کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جزیرہ نما تے عرب کی حدود کے اندر ایک مستقل عرب سلطنت کے قیام سے وہ گھبراہٹ محسوس کر رہے تھے اور انھیں یہ خدشہ لاحق ہو چکا تھا کہ وہ عرب علاقے جو حجاز سے ملحق عرب کی سرحدوں پر واقع ہیں اور جنھیں شاہِ روم نے غلام بنا رکھا ہے وہ بھی اس کے استعمار سے آزاد ہو جائیں گے۔ اس طرح مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان محاذِ آرائی کا آغاز ہوا۔

(۲۲) غزوہٴ تبوک یا غزوہٴ عسرت میں ایسی واضح نشانیاں موجود ہیں کہ ایمان صادق کس طرح مومنوں کو قتل کے لیے عربِ صمیم عطا کرتا ہے اور وہ کس خذہ پیشانی اور خوشدلی سے اپنا مال پیش کرتے ہیں۔ اٹھ کی رضا جوئی اور اس کے راستے میں دور دراز سفر کی تکالیف، مصائب اور شدید گرمی کا عذاب برداشت کرنے کے لیے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن سچے مومن بلا غدرِ معتہٰ لی اس غزوہ سے پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقاطعہ کا حکم دیا اور

جمہور مسلمین کے علاوہ ان کی بیویوں اور ان کے بڑوں نے بھی ان سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا، جس سے مجبور ہو کر ایک تہ اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا اور دوسروں نے اپنے گھروں میں گوشہ نشینی اختیار کر لی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اس واقعہ سے مسلمانوں نے یہ پلین سبق حاصل کیا کہ بلا عذر فرض کی ادائیگی سے بچنے نہیں رہنا چاہیے خواہ آرام کو چھوڑ کر مصیبت اختیار کرنا پڑے اور گھنے سائے کو ترک کر کے گرمی اور سختی برداشت کرنا پڑے۔

(۲۳) فتح مکہ میں اس قدر پسند و نفاق ہیں کہ ان کی تشریح کے لیے یہ قلیل صفحات ناکافی ہیں آنحضرتؐ ایک ایسے داعی ہیں جس کے دل میں اپنے دشمنوں کے خلاف کوئی نفرت یا کینہ نہیں۔ گناہ مکر نے مسلسل اکیس سال تک آنحضرتؐ کی تحریک کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی اور محاذ آرائی کا ہر ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے آنحضرتؐ، آپ کے اصحاب اور آپ کی تحریک کو ختم کیا جاسکے۔ لیکن جب آنحضرتؐ نے پوری طرح اُن پر قابو پالیا اور مکہ مکرمہ فتح کر لیا تو انہیں معاف کر دیا اور ان کی آزادی بحال کر دی۔ تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے کیونکہ اس طرح کی کارروائی ایک سول کیرم ہی کر سکتا ہے جس کی تحریک کا مقصد کشور کشائی اور غلبہ حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اس غرض کے لیے بھیجتا ہے کہ وہ لوگوں کو ہدایت و رہنمائی مہیا کرے اور ان کے ضمیر اور دل و دماغ پر فتح حاصل کرے۔ اسی لیے آنحضرتؐ متذکرہ مکہ میں عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے داخل ہوئے اور آپ نے عظیم فاتحین کی طرح کسی قسم کے طعنان یا کٹروفر کا مظاہرہ نہ کیا۔

(۲۴) آنحضرتؐ نے اہل مکہ کے ساتھ انتہائی حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ اس میں ایک اور حکمت بھی ہے، اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ اہل عرب اللہ کے پیغام کو دنیا والوں تک پہنچائیں گے اور اہل مکہ عربوں کے سردار تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو باقی رکھا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو جائیں اور اپنے جسم و جان کی پوری توانائیاں خرچ کر کے ہدایت و نور کا پیغام دیگر اقوام عالم تک پہنچائیں اور ان کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالی کر روشنی میں لائیں۔

(۲۵) سب سے آخر میں پسند و نفاق کے ذیل میں ہم جس سبق اور دور رس نصیحت کا ذکر کریں گے وہ یہ ہے کہ اللہ کی دعوت مختصر سے عرصے میں عظیم ترین کامیابی سے ہمکنار ہوتی جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اسلام اللہ کی دعوت ہے۔ اس تحریک کے داعیوں، اس پر ایمان لانے والوں اور اس کے جھنڈے کو تھامنے والوں کو اللہ تعالیٰ غلبہ عطا کرنے کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دعوت رحمت و شفقت اور حق اور نور سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا حامی ہے۔ اللہ حق ہے اور رحمان و رحیم ہے جس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ کسی میں طاقت نہیں کہ وہ اللہ کے نور کو بجھا سکے۔ اور اللہ کو یہ ہرگز پسند نہیں کہ حق باطل سے مغلوب ہو جائے، اور نہ ہی اللہ کو یہ گوارا ہے کہ رذالت، سنگدلی اور بگاڑ مہربانی و شفقت اور صلاحیت پر غلبہ حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسلمانوں کو جنگ اُحد اور جنگِ خندق میں زخم آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ دعوت و تحریک کا

راستہ انتہائی کٹھن اور دشوار گزار ہے۔ اس ضمن میں ابتلا و آزمائش اور مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔

وَلْيَنْصِرَنَّ اللَّهُ مَن يَنْصُرُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ - (الحج - ۴۰)
(اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔ اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے)

فصل ششم

فتح مکہ کے بعد سے رسولؐ کی وفات تک کے اہم واقعات

۱ - غزوہ حنین

جب اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مکہ مکرمہ پر فتح نصیب فرمائی اور قریش کی مخالفت جو آغازِ دعوت سے مسلسل اکیس سال تک جاری رہی ختم ہو گئی تو قبیلہ ہوازن نے رسولؐ کے ساتھ جنگ کی تیاری کر لی اور معرکہ حنین پیش آیا جس کی تفصیلات سیرت ابن ہشام میں موجود ہیں۔

اس معرکہ کے بارے میں ہم مندرجہ اسباق کا ذکر کریں گے:

(۱) ماکہ بن عوف ہوازن و ثقیف کی قیادت کا خواہشمند تھا۔ وہ ایک مغرور اور متکبر نوجوان تھا۔ اس نے درید بن صحر ایک پختہ کار اور جہاں دیدہ بوڑھے کی نصیحت پر کان نہ دھرا کیونکہ وہ اس زعمِ باطل میں مبتلا تھا کہ وہ درید کی برنسبت زیادہ صاحبِ الزام ہے۔ وہ اپنے بارے میں اپنی قوم سے یہ تعریفی کلمات سُنا چاہتا تھا کہ ماکہ جو ان اور صاحبِ قوت اور سردار ہے۔ اگر وہ درید کی نصیحت پر عمل کرتا تو اس کی قوم عظیم نقصان سے بچ جاتی اور ان کی عورتیں گرفتار نہ ہوتیں۔ لیکن غرور اور قیادت کا تکبر قوموں کو ہلاکت سے دوچار کرتا ہے اور بالآخر خسارے کا موجب بنتا ہے ماکہ کا غرور اس کے آڑے آیا کہ وہ اسلام کی قوت و بالادستی کو تسلیم کر لے جس کے آگے قریش نے طویل مزاحمت اور شدید محاذ آرائی کے بعد ہتھیار ڈال دئے تھے۔ اس نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ وہ اپنی افرادی قوت اور مالی وسائل کے بل بوتے پر اسلام کی نئی اُبھرنے والی قوت پر غالب آئے گا اور اسلام کے مشن، نصب العین اور تنظیم کو پاش پاش کر دے گا۔ پھر اس کے غرور نے ہی اسے اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنی قوم کی عورتیں اور اموال ساتھ لے کر جنگِ آزمائی کرے تاکہ اس کی فوج بے جگر ہی سے لڑے اور اس جیلہ کے ذریعے وہ شکست سے بچ جائے۔ بوڑھے درید نے اسے نصیحت کی تھی کہ شکست خوردہ فوج اپنی ہر چیز سے محروم ہو جاتی ہے لیکن اس نے اس نصیحت کو کوئی وقت نہ دی اور وہ اس حقیقت سے بھی غافل ہو گیا کہ مسلمان جن کے ساتھ اس کا مقابلہ ہے وہ ایسی قوم ہیں جو فتح کے لیے اپنے مالی وسائل، افرادی قوت اور جنگی ساز و سامان پر انحصار نہیں کرتے بلکہ انھیں اس خدائے عزیز و جبار کی طاقت پر بھروسہ ہوتا ہے جس نے مسلمانوں کے لیے

فتح اور جنت کا وعدہ کر رکھا ہے مسلمان اپنی عورتوں اور اموال کی حفاظت کی خاطر میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر نہیں بھاگتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کے طلب گار ہوتے ہیں اور میدانِ جہاد میں موڑنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب اور سخت انتقام کی جو وعید سنائی ہے اس سے ڈرتے ہیں :

وَمَن يُولِهِمْ يُوزِدْهُ لَآ مَتَحَرِّفًا
لَقَالِ أَوْ مَتَحِبِّزًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ
بِعُضْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَلَهُ جَهَنَّمَ ط وَ
بَنَسِ الْمَصِيرَ ۝ (الأنفال - ۱۶)

جس نے ایسے موقع پر پیٹھ پھیری، الّا یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا کسی دوسری فوج سے جا ملنے کے لیے۔ تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہو گا، اور وہ بہت بُری جائے بازگشت ہے۔

مالک بن عوف، اس کا قبیلہ ہوازن اور ان کے حلیف شکست کھا گئے اور اس کے غرور و تکبر کی نحوست کا وبال اس اکیسے پر نہ پڑا بلکہ اس کی پوری قوم کو لے ڈوبا کیونکہ انھوں نے اس غرور میں اس کی اطاعت کی تھی۔ جب مالک نے ڈرامائی انداز میں ان کو یہ دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ تلوار سے اپنا پیٹ چاک کر لے گا۔ تو وہ اس کی اطاعت پر فوراً مائل ہو گئے اگر وہ اپنے تجربہ کار بوڑھے (درید) کا اتباع کرتے اور اپنے نوجوان سردار مالک کی منگبازانہ کارروائی کا ساتھ نہ دیتے تو اس مصیبت سے بچ جاتے جس کا وبال ان سب پر پڑا۔ وہ اپنے مغرور سردار کی ناراضگی سے ڈر گئے تھے۔ اگر وہ سوچتے کہ اس کی ناراضگی کا کیا نتیجہ برآمد ہو سکتا تھا تو وہ زیادہ سے زیادہ یہ تھا کہ وہ اپنے مغرور سردار سے محروم ہو جاتے، اور یہ کوئی خاص نقصان نہ تھا۔ ایک مغرور اور انانیت زدہ قائد جو دوسرے جہان نیدہ لوگوں کی بہ نسبت جنگی حالات و واقعات اور جنگوں کے نتائج سے باخبر نہ ہو اور صرف سپہ سالاری کا طالب ہو اگر وہ ضائع بھی ہو جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایسے شخص کی زندگی کسی طرح بھی ایک قبیلے اور ایک پوری امت کی زندگی کے متوازی قرار نہیں دی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مغرور سرداروں اور قائدوں کی خواہشات کی اجتماعی غلامی کے بُرے نتائج و عواقب سے ہمیں متنبہ فرمایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصے میں بیان کیا گیا :

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۖ فَانْهَم
كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ فَلَمَّا أَسَفَوْنَا انْتَقَمْنَا
مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۖ فَجَعَلْنَاهُمْ سُلَفًا
وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ۝

اس نے اپنی قوم کو ہلکا سمجھا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی درحقیقت وہ تھے ہی فاسق لوگ۔ آخر کار جب انہوں نے ہمیں غضب ناک کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان کو اکٹھا غرق کر دیا اور بعد والوں کے لیے پیش رو اور نمونہ عبرت بنا کر رکھ دیا۔

(الزخرف - ۵۴ - ۵۶)

(۲) صفوان بن امیہ جو اس وقت مشرک تھا اس سے آنحضرتؐ نے ایک سوزر ہیں اور ان کا متعلقہ اسلحہ مستعار لیا۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ قتال کے لیے پوری تیاری کرنا واجب ہے۔ نیز اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کافروں سے اسلحہ خریدنا یا مستعار لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ ایسا اسلحہ جو مسلمانوں کے لیے ایذا رسانی یا ہتھیار کا موجب بن سکتا ہو وہ کافروں سے ضرور لے لینا چاہیے تاکہ کوئی دوسری کافر طاقت اسے حاصل کر کے مسلمانوں پر لشکر کشی نہ کر سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد صفوان سے یہ اسلحہ حاصل کیا اس وقت وہ کزدری و رسوائی کی حالت میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شرائط عاید کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلحہ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا:

”اے محمد! کیا آپ اسلحہ غضب کرنا چاہتے ہیں؟“

آنحضرتؐ نے فرمایا:

”نہیں بلکہ ہم عاریتہ لینا چاہتے ہیں اور ضمانت دیتے ہیں کہ ہم اسے واپس کر دیں گے۔“

مسلمانوں کی اپنے شکست خوردہ دشمنوں کے ساتھ شریفانہ سلوک کی یہ بہترین مثال ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان کا اسلحہ غضب کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے اور صفوان کچھ بھی نہ کر سکتا تھا لیکن فتح حاصل کرنے کے بعد مغلوبین کے ساتھ حسن معاملہ کی ایسی مثال ایک نبی ہی پیش کر سکتا ہے کہ جنگ کے بعد دشمنوں کے مال سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور ان کا اسلحہ انہیں کے پاس رہے۔ ہمارے علم میں ایسی کوئی مثال نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے قبل یا آپ کے بعد کسی فاتح نے اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارے اس قول کی تائید ہمارا مشاہدہ بھی کرتا ہے۔ ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی لشکر فقیاب ہوتا ہے تو وہ مفتوحین کے اموال پر قبضہ کر لیتا ہے اور ان کی خرافت اور حقوق کو پامال کرتا ہے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل (الاحزاب - ۴) مگر اللہ وہ بات کہتا ہے جو مبنی بر حقیقت ہے اور وہی صحیح طریقے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(۳) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معرکے میں قتال کے لیے نکلے تو اس وقت آنحضرتؐ کے ہمراہ بارہ ہزار سپاہ تھی۔ دس ہزار مجاہدین تو وہ تھے جو مدینہ منورہ سے آئے تھے اور فتح مکہ میں شریک ہوئے، ان میں مجاہدین، انصار اور مدینہ کے قُرب و جوار بارہ راستے میں آباد قبائل شامل تھے اور دو ہزار وہ تھے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا چونکہ یہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لیے ان میں سے اکثر ایسے تھے جو ابھی اسلام کی ہدایات و تعلیمات سے پوری طرح آگاہ نہ تھے اور کچھ لوگ صرف اس لیے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے کہ وہ اسلام کے مقابلے اور اس پر غلبہ پانے کی طاقت سے محروم ہو چکے تھے۔ اس لشکر میں صداقت شعار مومنین بھی تھے جنہوں نے اپنے جسم و جان کو دین کی سربلندی کے لیے اللہ کے ہاتھ بیچ دیا تھا اور ایسے بھی تھے جو ابھی دین کے معاملے میں کمزور تھے اور ایسے منافق سر بلند کی بھی تھے جو سیاسی قوت سے محروم تھے اور خوف کی وجہ سے مسلمان ہو گئے تھے ان کے سینے اسلام کے خلاف کینہ سے معمور تھے اور وہ اسلام کے غلبہ کی وجہ سے رنج و الم کا شکار تھے۔ معنوی قوت کے لحاظ سے پورا لشکر یکساں نہ تھا۔

ایمان کا اپنا بدلت اور نصب العین ہے جس کے حصول کے لیے وہ کفر سے جنگ کرتا ہے لیکن کچھ فتح کی وجہ سے غنیمت اور کمائی کے متلاشی ہوتے ہیں اس لیے ابتدائی مرحلے پر شکست سے دوچار ہونا تعجب نہیں نہ تھا۔ جب آنحضرتؐ نے اپنے ہمراہ کثرت دیکھی تو فرمایا کہ آج ہم غالب نہیں آسکیں گے۔ یعنی اس قسم کا کثیر التعداد لشکر صرف ایسے معنوی امور کے باعث فتح حاصل کر سکتا ہے جن کا تعلق افزاد کی جان، ایمان، روحانی قوت، اخلاص اور قربانی سے ہو۔ آنحضرتؐ نے ہمارے لیے ایک اعلیٰ اصول وضع فرمادیا ہے اور وہ یہ ہے کہ فتح کا انحصار فوج کی کثرت تعداد اور اسلحہ کی ہتات پر نہیں ہوتا بلکہ فتح ایک معنوی چیز کی مرہون منت ہوتی ہے جو لڑنے والوں کی اخلاقی قوت سے عبارت ہے اور انھیں قربانی اور فداکاری پر ابھارتی ہے۔ ایک دوسرے موقع پر قرآن کریم نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

کَم مِّن فِئْتَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئْتَةً كَثِيرَةً
بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ
(البقرہ - ۲۴۹)

بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے
افون سے ایک بڑے گروہ پر غالب آگیا۔ ہے
اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

اس معرکہ کے اختتام پر جو آیات نازل ہوئیں وہ مراحت کے ساتھ اس مفہوم کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ
فَلَمْ تَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَصَافَتْ عَلَيْكُمْ
الْأَمْصُفُ بِمَا رَحَبَتْ ثُمَّ وَلِيَتْكُمْ
مَدْيَنَ ۖ ثُمَّ أُنْزِلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ
وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ
تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَ
ذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝
(التوبہ ۲۵-۲۶)

ابھی غزوہ حنین کے روز (اس کی دستگیری
کی شان تم دیکھ چکے ہو) اس روز تمہیں اپنی
کثرت تعداد کا غرہ تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ
آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر
تنگ ہو گئی اور تم پٹیہ پھر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ
نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور مومنین پر
نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ
آتے تھے اور تمہیں حتیٰ کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے
ان لوگوں کا جو حق کا انکار کریں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لیے حنین کی جانب تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک
بہت بڑا سرسبز درخت تھا جسے متبرک سمجھا جاتا تھا۔ قریش ہر سال اس استھان پر آتے تھے اس درخت کے ساتھ
اپنا اسلحہ لٹکا دیتے تھے، قربانیاں کرتے تھے اور ایک روز وہاں اعتکاف کرتے تھے۔ اس کا نام انہوں نے ”ذات انواط“
رکھا ہوا تھا۔ یعنی ایسا درخت جس کے ساتھ چرنیں لٹکائی جائیں۔ اسی سفر کے دوران راستے میں ایک بہت بڑا بیر کا
برا بھرا درخت تھا اُسے دیکھ کر بعض نئے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی،
”یا رسول اللہ! ہمارے لیے بھی ایک ”ذات انواط“ مقرر فرمادیا جائے جس طرح کہ قریش کا ایک متبرک

درخت ذات انواط ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا :
 ”اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم نے ویسی ہی فرمائش مجھ سے کی ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا: تم بڑی نادانی کی بات کرتے ہو (اجعل لنا الهًا كما لهؤلاء الهة قال انكم قوم تجهلون۔ الاعراف: ۳۸)۔“
 اس کے بعد آنحضرتؐ نے مزید فرمایا :

”یہ عبادت کے طریقے ہیں تم بھی سابقہ قوموں کے طریقوں کی پیروی کرو گے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں یہ اشارہ موجود ہے کہ امت مسلمہ بھی پہلی امتوں کی تقلید اختیار کرے گی اسی لیے آنحضرتؐ نے یہیں تقلید کے بڑے انجام سے ڈرایا ہے اور امت مسلمہ کی یہ حالت اس وقت ہوگی جب امت پر جہالت غالب آجائے گی۔ جو قومیں خبر و شر کے اسباب اور نفع نقصان کے طریقوں سے واقف ہوتی ہیں۔ نیز کو مضبوطی سے تھامتی ہیں اور بگاڑ سے اعراض کرتی ہیں نیز ضرر رساں طور طریقوں سے روگردانی کرتی ہیں خواہ دوسری قوموں نے وہ طریقے اختیار کر رکھے ہوں تو ایسی ہوشمند قومیں کامیاب ہیں لیکن اگر وہ نتائج سے بے پروا ہو کر تقلید کا راستہ اختیار کریں تو یہ اپنے حق میں ظلم کرنے کے مترادف ہے اور یہی وہ جہالت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو۔ (انکم قوم تجهلون)

جس قوم کو اپنے آپ پر اعتماد اور اپنی شخصیت کا پاس ہو اور جو بھلائی اور حق اس کے پاس ہے وہ اس پر مطمئن ہو اور دوسری قوموں کی ایسی چیزوں کی تقلید سے انکار کر دے جو ضرر رساں اور اس کے اصولوں کے منافی ہوں تو وہ قوم کبھی گمراہ نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی قوم کا لائحہ عمل دوسروں کی تقلید ہی ہو تو قوم کی شخصیت کمزور اور اس کی فکر مضطرب ہوتی ہے نیز وہ خواہشات کی پرستار اور ضعف و بزدلی کا شکار ہوتی ہے۔ یہی وہ جاہلیت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی کتاب و شریعت کے ذریعے ہمیں نجات دی۔ اصلاحی تحریکیوں کی نظر میں علم کا مفہوم خواندگی اور جہالت کا مفہوم ناخواندگی نہیں ہے بلکہ علم براءت و فقاہت اور جہالت ضلالت و نادانیت عبارت ہے۔ سمجھ اور قوم وہ ہوتی ہے جو اپنے نفع و نقصان کو پہچانے خواہ وہ ناخواندہ ہی کیوں نہ ہو اور جو قوم بھلائی کا راستہ اور منہاج اختیار نہیں کرتی وہ جاہل ہے خواہ وہ متعدد علوم اور مختلف ثقافتوں کی حامل ہی کیوں نہ ہو۔

جب کوئی قوم دوسروں کی گرویدہ ہوتی ہے اور ان کی تقلید اختیار کرتی ہے تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ انہوں نے قوم اور ان کی خواہشات پر جاہلیت مسلط ہو چکی ہے۔ تاریخ سے پوچھو کہ کیا یونان دروہا کی تہذیبیں جاہلیت کے غلبہ ہی کے باعث غارت نہیں ہوئیں؟

تقلید کرنے والے علم کے باوجود جاہل اور کبر سنی کے باوجود نابالغ ہوتے ہیں اور اس وقت تک جاہل و

نابالغ رہتے ہیں جب تک وہ غیر قوموں کی ذہنی غلامی سے آزادی حاصل نہیں کر لیتے۔

(۵) جنگِ حنین میں ابتدائی مرحلے پر مسلمانوں کو شکست ہوئی اور افراتفری میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھڑکے۔ اس وقت شیبہ بن عثمان نے لگان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کا بدلہ لے جو جنگِ اُحد میں مارا گیا تھا۔ شیبہ کا بیان ہے کہ جب میں قتل کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو دفعۃً کوئی چیز آڑے آگئی اور اس نے میرے دل کو ڈھانپ لیا۔ میری طاقت سلب ہو گئی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میں آنحضرتؐ پر قابو نہیں پاسکتا۔

آنحضرتؐ کی سیرت کے باب میں اس قسم کے متعدد واقعات — مکہ مکرمہ میں ابوجہل وغیرہ کے ساتھ اور مدینہ منورہ میں بھی — پیش آئے۔ ان سب واقعات سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی ذات کا احاطہ ہیبت کے پر تو سے کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے آپؐ کے قتل کا ارادہ کرنے والوں پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ یہ آپؐ کے عوامانے رسالت کی صداقت کی دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی سازشوں سے اپنے نبی کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا تھا اور اللہ کا مقصود یہ تھا کہ وہ آپؐ کو اس دنیا میں باقی رکھے تا آنکہ تبلیغی حجت پوری ہو جائے۔ امانتِ رسالت لوگوں تک پہنچ جائے، جزیرہ نمائے عرب سے جاہلیت کا قلع قمع ہو جائے اور مومنین کی ایسی جماعت نیار ہو جائے جو دنیا والوں کو اسلامی تعلیم و تہذیب سے آراستہ کرے اور انہیں جاہلیت سے نجات دلائے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی حمایت حاصل نہ ہوتی تو مشرکین آغازِ دعوت ہی میں آپؐ پر قابو پا جاتے۔ ایسی صورت میں دین مکمل نہ ہوتا، اللہ کی نعمت تمام نہ ہوتی اور ہم تک رسالت، ہدایت اور رحمت کا نور نہ پہنچتا اور تاریخ کا دھارا اس سمت نہ مڑتا جس سے اسلام کی نشر و اشاعت کے ذریعے انسانیت نے گمراہی اور شقاوت سے چھٹکارا حاصل کیا۔ اور قوموں پر جابرانہ حکومتوں اور خود مختار پادشاہوں اور سرداروں کی استبدادی کا رروائیاں ختم ہوئیں جن کی سلطنتوں کی بنیاد بغاوت، ظلم، انسانی شرافت کی پامالی اور تشدد پر قائم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت فرمائی اور اس کی بدولت دینِ اسلام پانچ تکیوں کو پہنچا اور آنحضرتؐ امانتِ رسالت کی ادائیگی سے پوری طرح اور بلا کم و کاست عہدہ برآ ہوئے۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل تھا (وكان فضل الله عليك عظيماً۔ النساء - ۱۱۳) اور اللہ کا فضل تم پر بہت ہے اور عالم بشریت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل بھی بہت ہے (وما ارسلناك الا رحمة للعالمين - الانبياء - ۱۰۷) اور ہم نے تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

یقیناً دشمنوں کی خفیہ چالوں اور سازشوں سے داعیانِ حق کی نجات اللہ تعالیٰ کے اس فضلِ عظیم کا تسلسل ہے جس کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے ہوئی تھی۔

داعیانِ حق پر واجب ہے کہ وہ خوف و خطر سے حفاظت کے نقطہ نظر سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لمجا تلاش کریں اس کی طاقت و قدرت کی حمایت طلب کرتے رہیں اور اس بات پر یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اور ان کا مددگار اور حافظ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس شخص کے لیے ارادہ فرمائے کہ اسے دشمنانِ ہدایت کے مکرو فریب سے نجات دلانے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور ہی نجات دلانا ہے خواہ دشمنوں کی طاقت شدید ہو اور انہوں نے مکرو فریب اور ارتکابِ جرم کا عظیم منصوبہ تیار کر رکھا ہو۔ جان لو کہ حمایت و نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے حاصل ہو سکتی ہے اور اللہ جس کی امداد نہ کرے کوئی دوسرا اس کی مدد نہیں کر سکتا۔ صرف اللہ کا فیصلہ اور حکم ہی نافذ العمل ہے۔

ان ینصروکم اللہ فلا غالب لکم۔
اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب
آنے والی نہیں۔ (آل عمران ۱۶۰)

کبھی کبھی ظالم انسان مکرو فریب کے عظیم منصوبے تیار کرتے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں خدائے عادل کی امداد بہت بڑی اور بے انتہا ہوتی ہے۔ ایک داعی کبھی بڑی کامنابہرہ نہیں کرتا اور ایک مصلح کبھی عدم استقلال کا شکار نہیں ہوتا اور ایک مومن باللہ جسے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر کامل بھروسہ ہوتا ہے وہ شہادتِ حق کے فریضہ کی ادائیگی سے باز نہیں آتا۔

وکان حقاً علینا نصر المؤمنین۔
اور ہم پر یہ حق تھا کہ مومنوں کی مدد
کریں۔ (الردم ۴۷)

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک
فی الاذلین ۵ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی ۶
اِنَّ اللہ قوی عزیز ۵
یعنی ذلیل ترین مخلوقات میں سے ہیں وہ لوگ جو
اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں۔
اللہ نے کھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب
رہیں گے۔ فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔
(المجادلہ ۲۰-۲۱)

اگر اللہ کے دشمن بعض ائمہ ہدایت اور داعیانِ اصلاح پر قابو پانے، انہیں قتل کرنے یا ان کی ایذا رسانی میں کامیاب ہو جائیں تو یہ چیز داعیان کے حق میں اللہ کے فضل کے منافی نہیں ہے کیونکہ موت تو برحق ہے اور وہ ہر ابنِ آدم کا نصیب ہے۔ جس کی موت ظالموں کے ہاتھوں مقدر ہو وہ مرنے والے کے حق میں اللہ کی طرف سے کرامت اور فضل ہے۔ اللہ کے راستے میں جو موت آئے شہادت ہے۔ دعوتِ حق کے سلسلے میں جو ایذا پہنچے وہ شرف و بزرگی سے عبارت ہے اور اصلاح کے سبب سے اگر ابتلا و آزمائش سے گزرنا پڑے تو اس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے: ۵

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے

رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

ذلک بانہم لا یصیبہم ظما
ولا نصب ولا مخصصة فی سبیل
اس لیے کہ ایسا کبھی نہ ہو گا کہ اللہ کی راہ میں
بھوک پیاس اور جسمانی مشقت کی کوئی تکلیف

اللہ ولا یطون موطئا یفیظ الکفاد و لا
ینالون من عدو نیلا الا کتب لهم به
عمل صالح ط ان الله لا یضیع اجر
المحسنین ۝ (التوبہ ۱۲۰)

وہ جھیلیں، اور منکرینِ حق کو جو راہِ ناگوار ہے
اس پر کوئی قدم وہ اٹھائیں اور کسی دشمن سے
(عداوتِ حق کا) کوئی انتقام وہ لیں گے اور
اس کے بدلے ان کے حق میں ایک عملِ صالح
نہ لکھا جائے۔ یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا
حقِ انجمنت مارا نہیں جاتا۔

(۶) جنگ کی ابتدا میں دشمنوں نے کمین گا ہوں سے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کی صفوں میں فراغی پھیل گئی، وہ تتر بتر ہونے لگے اور اس انتشار کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے اور صحابہؓ کی ایک قلیل تعداد آنحضرتؐ کے ساتھ ثابت قدم رہ گئی۔ آنحضرتؐ نے پکارنا شروع کیا:

”اے لوگو! میری طرف آؤ، میری طرف آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔“

آنحضرتؐ کی آواز لوگوں نے نہ سنی۔ حضرت عباسؓ بلند آواز تھے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ وہ منادی کریں:

”اے گروہ انصار! اے گندم گوں رنگ والو!“

لوگوں نے جواب دیا: ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔

چونکہ لشکرِ کاشیرازہ بکھر چکا تھا اس لیے جو مجاہد اپنی سواری کو موڑنا چاہتا تھا وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا، وہ اپنی زرہ لیتا اور اسے اپنی سواری کے گلے میں ڈال دیتا، اپنی تلوار اور ڈھال لیتا اور اپنی سواری کی اوٹ سے حملہ آور ہو کر اپنا راستہ بناتا اور اس آواز کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا۔ اس طرح آنحضرتؐ کے پاس ایک سو صحابہ کرامؓ اکٹھے ہو گئے۔ وہ آگے بڑھے۔ انھوں نے قتال کیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔

اس ضمن میں متعدد پسند و نصائح حاصل ہوتی ہیں۔ و ایمانِ حق اور لشکروں کو چاہیے کہ وہ انھیں یاد رکھیں۔ بعض اوقات لڑنے والوں کی کمزوری اور حق کے لیے ان کا عدمِ اخلاص اور قتال کے لیے پورے جنگی ساز و سامان سے مسلح نہ ہونا جنگ میں شکست کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمت میں قائمہ تحریک کی ثابت قدمی و جرات اور اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی امداد پر بھروسہ شکست کو فتح میں بدل دیتا ہے۔ نیز کمزور اور شکست و تردد میں مبتلا ساتھیوں کے حوصلے بڑھانا اور حق کے لشکروں میں سچے مجاہدین کی ثابت قدمی اور ان کا اپنے مخلص اور جری قائد کے ارد گرد جہم کرنا بھی شکست کو فتح میں تبدیل کر دیتا ہے۔

ابتدائی شکست کے بعد صحابہؓ آنحضرتؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور جو صحابہ بعد ازاں آنحضرتؐ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اکٹھے ہو گئے اور جن کی تعداد ایک سو سے زائد نہ تھی جب انہوں نے لڑنا شروع کیا تو میدانِ جنگ کا نقشہ بدلنا شروع ہو گیا۔ اللہ کی امداد اپنے مومن بندوں کے لیے آئی۔ دشمنوں نے پسپائی اختیار کی ان کے دلوں اور ان کی صفوں میں کمزوری راہ پا گئی۔ دوسری طرف قائدِ تحریک علیہ السلام نے لشکر کو یاد دلایا کہ وہ حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ سچے مومنوں کا ساتھ دیتا ہے تو ان کی اخلاقی قوت میں اضافہ ہو گیا اور

فداکاری اور قربانی کے لیے وہ زیادہ مستعد ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:
”انا رسول اللہ“

اور ابن ہشام کے علاوہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”انا النبی لا کذب“
انا ابن عبد المطلب

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ اپنے دعوئے رسالت میں سچے تھے اور آپؐ کو اپنے رب کی امداد پر کامل بھروسہ تھا۔
تفائد کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ شہداء و آلام کے مواقع پر خود اعتمادی کا مظاہرہ کرے۔ اپنے رب کو اپنا ملجا سمجھے اور اللہ کی امداد و
نمائت پر اسے پورا پورا یقین ہو۔ اگر قائد اپنے بدف، نصب العین اور تحریک کے بارے میں پوری طرح یکسو ہوگا تو اسے
اپنے مقصد میں کامیابی اور لوگوں کی طرف سے مقبولیت اور پذیرائی نصیب ہوگی اور اس میں شہداء و آلام برضا و رغبت
برداشت کرنے کی قوت پیدا ہو جائے گی۔

(۷) جنگ میں ام سلیم بنتہ تخان کی کارکردگی صدر اسلام میں مسلمان خواتین کے باعث افتخار جنگی کارناموں میں ہے۔
وہ جنگ میں اپنے خاوند ابطلحہؓ کے ساتھ تھی۔ وہ اُمید سے تھی اور اس نے اپنا پیٹ ایک دھاریدار کپڑے کے ساتھ
مضبوطی سے باندھا ہوا تھا۔ اس کے پاس ابطلحہؓ کا اونٹ بھی تھا، وہ ڈرتی تھی کہ اونٹ کیس اس سے چھوٹ نہ جائے۔
اس لیے اونٹ کی مہار کے ساتھ اونٹ کی ناک میں ڈالے ہوئے چھتے میں بھی اس نے اپنا ہاتھ ڈالا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے
اسے دیکھا تو پوچھا:

”تم ام سلیم ہو؟“

اس خاتون نے جواب دیا:

”جی ہاں، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں میں انہیں قتل کر رہی ہوں جو آپؐ سے شکست خوردہ ہیں
جس طرح حضور ان لوگوں سے قتال کر رہے ہیں جو آپؐ کے مقابل ہیں کیونکہ وہ اسی سلوک کے مستحق ہیں؟“
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے ام سلیم! اللہ کافی ہے۔“

اس خاتون کے پاس ایک خنجر بھی تھا، اس کے خاوند ابطلحہؓ نے خنجر کے بارے میں اس سے سوال کیا۔ ام سلیم نے کہا:
”میں نے یہ خنجر اس لیے لیا ہوا ہے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی میرے قریب پھٹکا تو میں خنجر کے ساتھ اس کا
پیٹ چاک کر دوں گی۔“

ابطلحہؓ اس جواب سے خوش ہو گیا۔ آنحضرتؐ اس خاتون کی باتوں کو غور سے سنتے رہے۔

صدر اسلام میں مسلمان خواتین اس طرح کے کارنامے سرانجام دیتی تھیں اور ایک سلطان خاتون کا کردار ایسا ہی ہونا چاہیے۔

مسلمان خاتون جرأت مندی کے ساتھ دفاعی جنگوں میں شامل ہونی تھی۔ اگر ضرورت پیش آئے یا دشمن اس کے قریب آجائیں تو وہ بذاتِ خود دشمنوں کے شر کو دفع کرتی تھی تاکہ گرفتار کر کے قیدی نہ بنالی جائے۔ اسلام کی ابتداء ہی سے مسلمان خواتین کی فداکاری، قربانی، آزمائش اور شجاعت کے کارناموں سے تاریخ اسلام کے صفحات روشن بھی اسی لیے متعصب مستشرقین اور دیگر مغربی راہنما اسلام پر یہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ اسلام عورت کی تحقیر و تبدیل کرتا ہے اور اسے معاشرے میں وہ مقام عطا نہیں کرتا جو اس کی فطری ساخت کے مطابق ہو بلکہ وہ اس حد تک افتراء پر دازی کرتے ہیں کہ اسلام ایک عورت کو جنت میں داخل ہونے اور چلنے پھرنے کی اجازت نہیں دیتا خواہ وہ کتنی ہی نیکو کار، عبادت گزار اور تقویٰ شعار کیوں نہ ہو۔ اس مہتمان طرازی کی تردید میں قرآن کریم اور سنتِ صریحہ کی نصوص سے قطع نظر تاریخ اسلام میں مسلمان خواتین نے اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کے راستے میں قربانی و فداکاری کی جو اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں ان کی نظیر دیگر ادیان میں پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ مگر کہ جنہیں میں ام سلیم کا کردار اس قسم کی سیکڑوں مثالوں میں سے ایک ہے۔ ہمارے لیے ضروری نہیں کہ ہم اس ضمن میں متعصب دشمنان اسلام کی الزام تراشی کا رد کریں بلکہ ہم پر لازم ہے کہ ہم ام سلیمؓ کے کردار سے سبق حاصل کریں اور مسلمان خاتون کو دعوت دیں کہ وہ نئے سرے سے اپنے فطری ماحول کے اندر رہ کر خدمتِ اسلام کا فریضہ انجام دے اور آنے والی نسلیں کی تربیت اسلام کی ہدایت و رہنمائی کے مطابق کرے۔

دورِ حاضر کی مسلمان خواتین دو حصوں میں بٹی ہوئی ہیں، ایک طبقہ نیکو شعار اور راہِ راست پر گامزن خواتین کا ہے لیکن یہ صرف اقامتِ صلوٰۃ اور قرأتِ قرآن کی نیکی اور محرمات سے اجتناب پر اکتفا کرتی ہیں۔ دوسرا طبقہ منحرف خواتین کا ہے۔ انہوں نے جوشیلی مغربی تہذیب کی تقلید میں اسلامی آداب کی بجائے مغربی آداب اور ایک مسلمان عرب خاتون کے اخلاق کی بجائے مغربی اخلاق کو اپنا لیا ہے اور اپنے آپ کو اور اپنے خاندان اور قوم کو مصیبت و شقاوت میں مبتلا کر دیا ہے۔ بعض مغرب زدہ لوگوں نے اس بات کا بیڑا اٹھا رکھا ہے کہ مسلمان عرب خواتین ان اخلاقی قدروں اور خصوصیات سے بیگانہ اور عاری ہو جاتیں جن کی بدولت تاریخ اسلام میں عظمت و شرافت اور ناموری کے نقطہ نظر سے عظیم پوت پیدا ہوئے۔ دورِ حاضر بلاشبہ اسلام اور اس کی تاریخ اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی سیرت سے مرعوب ہے۔ مسلمان خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی فطری صلاحیتوں، بچوں کی دیکھ بھال اور شرافت، عفت، حشمت اور حیا کی پرکھنا خصوصاً کے ساتھ نئے سرے سے اسلام اور اسلامی معاشرے کی خدمت کا فریضہ انجام دیں۔ کیا ہماری مسلمان متدین نوجوان خواتین حضرات خدیجہؓ، عائشہؓ، اسماءؓ، خنساءؓ اور ام سلیمؓ وغیرہ کی تاریخ دہرائیں گی؟ کیا یہ مشاہیر مومن عورتیں جن کی سیرتیں آسمان کے تاروں کی مانند چمک رہی ہیں ان کی تقلید و رہا غریب کی جائے گی؟ کیا حضرات خدیجہؓ، عائشہؓ، اسماءؓ اور ام سلیمؓ کے نقوشِ قدم پر چلنے والی بیسیوں مسلم خواتین دورِ حاضر میں پیدا ہوں گی؟ تاریخ اپنے آپ کو دہرایا کرتی ہے اور یقیناً ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہمارا نصب العین صحیح ہو اور ہمارا ایمان پختہ، روشن اور نصب العین کی طرف رہنمائی کرنے والا ہو۔ مزید برآں یہ بھی ضروری ہے کہ دورِ جدید کی مسلم خواتین بجلانی، حق، فضیلت اور دین کے

دشمنوں کے استنزاد کے علی الرغم گمراہ کرنے والوں کی گمراہی سے بچ کر اپنے نصب العین کے حصول کے لیے تاریخی کارنامے سرانجام دیں۔

(۸) اس معرکے میں حضرت خالد بن ولید نے ایک خاتون کو قتل کر دیا تھا۔ لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ آنحضرتؐ کا گمراہوں سے ہوا تو آپؐ نے دریافت فرمایا: ”کیا معاملہ ہے؟“ لوگوں نے بتایا کہ ایک عورت کو خالد بن ولید نے قتل کر دیا ہے۔ آنحضرتؐ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ خالد کو میرا یہ حکم پہنچا دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی لڑکے یا خاتون یا تنخواہ دار ملازم کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

کمزور طبقے یا ایسے لوگ جو قتال میں شامل نہ ہوں مثلاً رہبان، خواتین، شیوخ اور اطفال یا ایسے لوگ جنہیں بالآخر جنگ میں شامل کیا گیا ہو جیسے کسان اور مزدور، ان کو قتل نہ کرنا۔ دنیا کی جنگی تاریخ میں اسلام کا ایک منفرد حکم ہے اس قسم کا رحمت و شفقت اور شرف انسانیت کا مرقع مخصوص قانون دور اسلام کے قبل یا بعد میں آج تک مدون نہیں کیا گیا۔ جملہ اقوام عالم میں یہ امر مسلم اور متفق علیہ ہے کہ جنگ میں ہر قسم کے دشمنوں کو بلا استثنا قتل کرنا مباح ہے۔ دور حاضر میں انسانی حقوق کا بڑا پرچا ہو رہا ہے۔ ظلم و زیادتی کو روکنے اور کمزور قوموں کو سہارا دینے کے لیے بین الاقوامی ہیئت حاکمہ قائم ہے لیکن انسانی ضمیر بنو زاس بلندی اور شرافت تک نہیں پہنچ سکا کہ جنگوں میں کمزور اور معذور طبقوں کے قتل کو منوع قرار دے۔ سابقہ دونوں عالمی عظیم جنگوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ شہروں کے شہر مکینوں سمیت تباہ و برباد کر دئے گئے اور وہاں کے ہر جاندار کے قتل کو مباح قرار دے دیا گیا۔ قومی تحریکوں کے برخلاف استعماری جنگوں میں بھی ہم نے یہی کچھ مشاہدہ کیا ہے حالانکہ قومی تحریکیں زندگی اور شرافت کے حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں۔

انقلابی تحریکوں کو کچلنے کے لیے استعماری طاقتیں شہروں اور دیہات کی تخریب اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے قتل عام کو مباح سمجھتی ہیں۔ فرانسیسیوں نے متعدد دفعہ الجزائر میں اس قسم کے مظالم روا رکھے۔ انگریزوں نے اپنی اکثر نوآبادیات میں اسی طرح کی وحشت اور دہنگی کا مظاہرہ کیا اور اسی طرح کی حرکتیں پر انگیز اپنی افریقی نوآبادیات میں کر رہے ہیں۔

قدیم و جدید اقوام عالم میں سے کسی قوم نے بھی جنگ میں بالجبر شامل کردہ مزدوروں اور کسانوں کے قتل کو منوع قرار نہیں دیا لیکن اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل بالصرحت ان طبقوں کے قتل سے منع فرمایا ہے اور اسے صرف قانونی طور پر منع کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ واقعاتی اور حقیقی سطح پر اسے عملی جامہ پہنایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت تھے اور اللہ کی طرف سے لوگوں تک شریعت کے پہنچانے والے تھے۔ آنحضرتؐ نے ایک عورت کے قتل کیے جانے پر نانا خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے سالاروں کی طرف حکم بھجوا دیا کہ وہ عورتوں، بچوں اور مزدوروں سے تعرض نہ کریں۔ اپنے آخری ایام میں آنحضرتؐ نے رومیوں کے برخلاف قتال کے لیے جو لشکر حضرت اسامہؓ کی سرکردگی میں ارسال فرمایا اسے دیگر احکام کے ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جنگ نہ کرنے والے اور جنگ میں امداد

زدینے والے راہبوں کو قتل نہ کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کیا تو یہی حکم دیا، نیز حضرت ابوبکرؓ نے جب دیگر لشکر اللہ کے راستے میں یعنی حق، بھلائی، ہدایت اور عدالت کے راستے میں نکالے تو ان کو بھی یہی تلقین کی۔ سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی فتوحات عراق میں اس کے مطابق عمل کیا۔ اور ایسے کسانوں سے قعرض نہ کیا جو اپنے کھیتوں کی کاشت میں مصروف عمل تھے۔ اسلامی لشکروں نے ہر جگہ اور ہر زمانے میں اسی شریفانہ انسانی اصول پر عمل کیا جبکہ دنیا کے دیگر لشکر اس اصول سے ناواقف محض ہیں۔ صلاح الدین ایوبیؒ نے جب عیسائیوں سے بیت المقدس واپس لے لیا اور فتح حاصل کر لی تو اسی قسم کا سلوک عیسائیوں سے کیا گیا۔ اس نے بوڑھوں، پادریوں، عورتوں اور بچوں بلکہ شدید جنگ کرنے والوں تک کو امان دے دی اور انہیں اسلامی لشکر کی حرارت میں ان کے ساتھیوں تک پہنچا دیا اور ان سے کسی قسم کی بدسلوکی نہ کی، حالانکہ جب عیسائیوں نے بیت المقدس کو فتح کیا تھا تو اس وقت انہوں نے انتہائی غداری، کھینگی، وحشت اور دانات کا مظاہرہ کیا تھا۔ عیسائیوں نے بیت المقدس میں پناہ گزین مسلمانوں کی جان و مال کی امان کا اعلان کیا۔ لیکن جب مسلمانوں نے مسجد اقصیٰ پر سفید چھنڈا لہرا دیا تو امان کے اسس عند میں مسلمانوں سے غداری کی گئی۔ عیسائیوں نے بیت المقدس میں داخل ہو کر مسجد اقصیٰ میں اقامت گزین تمام مسلمانوں کو بلا امتیاز تہ تیغ کر دیا۔ قتل کیے جانے والے عالموں، زاہدوں، عورتوں اور بچوں کی تعداد ستر ہزار تک پہنچتی ہے یہاں تک کہ ایک عیسائی اہل قلم نے اس فتح مبین سے یہ بشارت بھی دی کہ البابا تک فتوحات ہوں گی اور فخر انداز میں لکھا کہ ستر کوں پر مسلمانوں کا اتنا خون بہایا گیا کہ عیسائیوں کے گھوڑے ٹانگوں تک خون میں ڈوب گئے۔

ہمارے لشکروں، سپہ سالاروں اور فتوحات کے بارے میں لوہوں نے کہا تھا کہ عربوں سے زیادہ رحم دل اور عدل گستر فاتحین سے تاریخ نا آشنا ہے۔ ہم یہ قول فخر و مبایات کے طور پر نقل نہیں کرتے بلکہ ہم دنیا کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم بیسویں صدی کے اہل مغرب کی بہ نسبت انسانیت کے ساتھ زیادہ نیکی اور رحمت و شفقت کا سلوک کرنے والے ہیں۔ اہل مغرب انسانی تہذیب کے صرف بلند بانگ دعوے کرتے ہیں، یوم اطفال اور یوم امہات منعقد کرتے ہیں اور اپنی تہذیب و تمدن کا ڈھنڈو راپٹ کر کہیں دھوکا دیتے ہیں بلکہ ہم میں سے ان سادہ لوح اور کم فہم لوگوں کو فریب دیتے ہیں جنہیں امت مسلمہ اور اپنی قومی تاریخ پر کوئی اعتماد نہیں رہا۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہماری موجودہ نسل اغیار کی ان وسیلہ کاریوں سے آگاہ ہو اور اسے اپنے دین اور شریفانہ انسانی تہذیب کے ورثے پر پورا اعتماد حاصل ہو اور وہ اہل مغرب کے حضور اس طرح نہ جھکیں جس طرح ایک ذلیل گداگر ایک طاقتور غنی کے آگے جھکتا ہے اور ہمیں مغربی انکار و نظریات کے دسترخوان پر رطب و یابس اور مفید و غیر مفید کا امتیاز کیے بغیر اس طرح نہ گونا چاہیے جس طرح پروانے آگ پر گرتے ہیں اور جل جاتے ہیں۔

یہ حقیقت علمی طور پر ثابت شدہ ہے کہ اسلام مجملہ ادیان سے بہتر اور انسانی فطرت کے قریب ترین دین ہے اور جملہ نظماہائے زندگی کی بہ نسبت لوگوں کی اصلاح کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہ امر تاریخ سے ثابت ہے۔

کہ اسلام کی جنگیں نوع انسانی کے ساتھ رحمت و شفقت کے جذبات کے تحت لڑی گئی ہیں وہ کم از کم نقصان اور زیادہ سے زیادہ بھلائی کی ضامن ہیں اور ان کا مقصد انتہائی شریفانہ ہے اور ہر آنے والا دن اس امر کی نئی دلیل مہیا کرتا ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور سچے مسلمان اللہ کے بندوں میں سے چیدہ چیدہ اور انسانیت کے سر تاج ہیں۔

(۹) آنحضرتؐ اور مسلمانوں نے ہوازن کے شکست خوردگان کا تعاقب طائف کے علاقے میں ثقیف کے مقام تک کیا اور چند دن تک ثقیف کا محاصرہ کیا لیکن فتح نہ ہوئی۔ آنحضرتؐ نے مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ راستے میں جنگ خنین کی غنیمت تقسیم کی گئی جس میں چھ ہزار بچے اور عورتیں اور لاتعداد اونٹ اور بھیڑ بکریاں تھیں۔ اس میں سے زیادہ حصہ آنحضرتؐ نے روسائے عرب کو ان کی تالیفِ قلوب کے لیے عطا کیا۔ بہت سا مال قریش کو بھی دیا اور انصار کو اس میں سے کچھ بھی دیا۔ بعض انصار نے غنیمت سے محرومی کے بارے میں چرمیگوئیاں کیں۔ کسی نے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے مل گئے ہیں یعنی آنحضرتؐ نے فتح مکہ اور قریش کے قبول اسلام کے بعد یہیں نظر انداز کر دیا ہے۔ اس پر آنحضرتؐ نے انصار کا اجتماع بلایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”اے گروہ انصار! تمہاری طرف سے ایک بات مجھے پہنچی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے دلوں میں میرے بارے میں لگان وارد ہوا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے ذریعے سے ہدایت دی۔ تم نادار تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنی کر دیا۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔“

سب نے اثبات میں جواب دیا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ احسان اور مہربانی کرنے والے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

”اے گروہ انصار! کیا تم مجھے اپنے احسانات نہیں جتا سکتے۔“

انصار نے جواب دیا،

”یا رسول اللہ! ہم تو کچھ بھی نہیں کہہ سکتے، ہم تو اللہ تعالیٰ اور آپ کے زیر بار احسان ہیں۔“

آنحضرتؐ نے فرمایا:

”اگر تم جاہو تو یہ کہنے میں حق بجانب ہو کہ ہم آپ کے پاس اس وقت آئے جب آپ کی تکذیب کی جاتی تھی اور ہم نے آپ کی تصدیق کی آپ امداد سے محروم تھے ہم نے آپ کی تائید کی۔ آپ کو اپنے گھر سے نکالا گیا اور ہم نے آپ کو ٹھکانا مہیا کیا۔ آپ نادار تھے ہم نے اپنے مال سے آپ کی امداد کی۔ اے گروہ انصار! میں نے دنیا کا مال ان جدید الاسلام لوگوں کو تالیفِ قلوب کے لیے دیا اور تمہیں محروم رکھا ہے کیونکہ تم تو قدیم الاسلام تھے۔ اے گروہ انصار! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ

لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر تحریکِ اسلامی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا مرحلہ مقرر نہ کیا جاتا تو میں انصار میں سے ہوتا، اور اگر دو پہاڑوں کے درمیان لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرا راستہ اختیار کریں تو میں انصار کے راستے پر چلوں گا۔ اے اللہ! انصار کو اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو اپنی بے پایاں رحمت سے نواز۔“

اس پر انصار بے اختیار رو پڑے، یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں اور انہوں نے کہا: ”ہمارے حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں اور ہم اس تقسیم پر راضی ہیں۔“

یہاں مندرجہ ذیل مسائل حل طلب ہیں،

اول۔ غنیمتوں کا معاملہ اسلام کے جنگی نظام کا حصہ ہے لیکن دشمنانِ اسلام نے اسے طعنہ زنی کا مورد ٹھہرایا ہے، وہ اسے اسلام میں اعلانِ جنگ کے اسباب میں سے ایک مادی سبب سمجھتے ہیں اور اسلامی لشکر کو قربانی اور فداکاری پر اکسانے کے لیے ایک موثر ذریعہ قرار دیتے ہیں اور اسی لیے وہ جنگ کے بعد غنیمت پر ٹوٹ پڑتے ہیں جیسا کہ اس معرکے میں پیش آیا۔ بلاشبہ ہر انصاف پسند شخص اس دعوے کی تردید کرے گا۔ دراصل اسلام میں جنگ کے اسباب معنوی ہیں جن کا مقصد حق کی نشر و اشاعت اور ظلم و زیادتی کو روکنا ہے اور اس مضمون کی صراحت قرآن و حدیث کی کثیر التعداد قطعی نصوص سے ثابت ہے۔ یہ امر بعید از قیاس ہے کہ انسان مادی غنیمت کے حصول کی خاطر اپنی جان کی قربانی پیش کرے اور اپنے خاندان کا مستقبل ضائع کر دے۔

صدر اسلام میں مسلمان محاربین نے بہادری و شجاعت کے جو خارق عادت کارنامے سرانجام دئے مادی غنیمت کے لالچ کی خاطر ان کی بجا آوری ناممکن تھی۔ آنحضرت کی حیاتِ طیبہ میں عربوں کے ساتھ معرکہ آرائی کے دوران جو حیران کن نتائج برآمد ہوئے اور اسی طرح ایران و روم اور مابعد کی جنگوں میں جو واقعات رونما ہوئے وہ مادی غنیمت کے طمع کے تحت ناممکن الوقوع تھے۔ مزید برآں دشمنانِ اسلام کو بھی مادی طمع کچھ کم نہ تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی شکست کی صورت میں مسلمان گرفتار ہو کر اور ان کے اموال غنیمت کے طور پر دشمنوں کے حصے میں آتے اور صرف مسلمان ہی فتح کی صورت میں دشمنوں کے مال تقسیم نہ کر سکتے تھے بلکہ اس میں تو دونوں متحارب لشکر یکساں تھے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ مادی طمع دشمن کی طرف سے خارق عادت شجاعت کے کارناموں اور حیران کن تابناک نتائج کا موجب نہ ہوا۔ اسلامی جنگوں میں پیش آنے والے واقعات اس امر کی قطعی نفی کرتے ہیں کہ ایک مسلمان مجاہد کو جہاد پر اکسانے والا سبب سے بڑا محرک مادی طمع ہے۔ بدر، اُحد، موتہ وغیرہ کی جنگوں سے ظاہر ہے کہ مسلمان مجاہدین صرف شرفِ شہادت اور جنت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے معرکوں میں پیش قدمی کرتے رہے ہیں۔ ایک صحابی نے آنحضرتؐ سے شہداء کے بارے میں جنت کی بشارت سنی وہ کھجوریں کھا رہا تھا اس نے یہ کہتے ہوئے کھجوریں پھینک دیں کہ یہ کھجوریں میرے جنت کے دانے

میں تاخیر کا موجب میں اودیہ تاخیر میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔ وہ معرکے میں کود پڑا اور قتال میں مصروف رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ ایک دوسرا صحابی بے جگرگی کے ساتھ دشمنوں سے قتال کر رہا تھا اور اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے: "خدا کی قسم، میں اُحد کے پہاڑ کے قریب جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، کیوں نہ ہو جنت تو مجھے نظر آرہی ہے۔" یہ واقعات معرکہ اُحد میں پیش آئے۔

ایرانی جنگوں میں رستم نے یہ عرضداشت پیش کی کہ اگر مسلمان لڑائی سے باز آجائیں تو وہ مسلمانوں کو اپنے اموال اور پارچات دینے کو تیار ہے۔ اس پر اسلامی وفد کے سالار نے رستم کو یہ جواب دیا، "خدا کی قسم، ہم غنیمت سمیٹنے کے لیے نہیں آئے بلکہ ہم تمہیں بندوں کی غلامی سے نجات دلا کر خدا کے واحد و تبارک بنادہ بنانے کے لیے آئے ہیں۔ اگر تم اسلام قبول کر لو تو ہم واپس چلے جائیں گے اور تمہاری سرزمین اور تمہاری مملکت تمہاری تحویل میں رہے گی۔ ہم ان کے بارے میں تم سے کوئی تنازع نہ کریں گے۔" کیا یہ کسی ایسی جماعت کا جواب ہو سکتا ہے جو غنیمت حاصل کرنے اور کشتورکشتائی کے لیے نکلی ہو۔

اگر کفار کے اس باطل دعویٰ کے ثبوت میں معرکہ خین کی غنیمت کی تقسیم کے واقعہ کو پیش کیا جائے جہاں اکثر صحابہؓ کو غنیمت دی گئی اور انصار کو محروم رکھا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غنیمت جدید الاسلام لوگوں میں تالیفِ قلوب کے لیے تقسیم کی گئی جن کے دلوں میں اسلام کی ہدایت قدیم الاسلام صحابہؓ کی طرح پوری طرح جاگزیں نہیں ہوئی تھی۔ اسی لیے بزرگترین صحابہؓ حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابن عوف، طلحہ، زبیر جو السابقون الاولون میں سے تھے ان کو کچھ بھی نہ دیا گیا۔ جہاں تک انصار کے معاملے کا تعلق ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ بعض مجاہدین جن کی جنگی کارکردگی دوسروں کے مقابلے میں کمتر نوعیت کی تھی لیکن اس کے برعکس غنیمت کی تقسیم میں انہیں ترجیح دی گئی تو اس پر کسی انصاری نے اگر انگشت نمائی کی تو اس طرح کی صورتِ حال میں ایسا واقعہ پیش آجانا فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے خطاب کے دوران میں فرمایا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔ تو انصار رو پڑے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مقصود رضا، الہی، ثواب، جنت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تھا۔

ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت، آپ کے قرب اور پڑوس کو اموالِ غنیمت اور رزقِ برتر ترجیح دی، ان کے بارے میں یہ کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے کہ وہ اموال اور روزی کمانے کے لیے لڑتے تھے۔ کفار کا یہ اعتراض بھی فضول اور لالچی ہے کہ اسلام نے غنیمت مجاہدین کے لیے کیوں مشروع کی ہے اور اسے مملکت کا مال کیوں قرار نہیں دیا جیسا کہ ہمارے اس دور میں مروج ہے۔ یہ اعتراض اس دور کے جنگی دستور اور رسم و رواج سے ناواقفیت پر مبنی ہے کیونکہ اس زمانے میں صرف اسلامی لشکر میں غنیمت کا ۱/۲ حصہ تقسیم نہیں ہوتا تھا، بلکہ رومی اور ایرانی حاکم بھی اپنی فوجوں میں اسی طرح غنیمت تقسیم کرتے تھے۔ اگر دورِ حاضر کا اجتہاد یہ فیصلہ کر دے کہ اسلامی لشکر کی غنیمت ساری کی ساری مملکت کے خزانہ میں جانی چاہیے تو یہ مسئلہ اسلام کے فقہی مزاج اور اسلامی

اصولوں کے منافی نہیں ہوگا۔

دوم، جو لوگ جدید الاسلام تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے بہت زیادہ مال عطا کیا۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ کے فیصلے حکمت پر مبنی ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ اپنی قوم کے مزاج شناس تھے اور حالات کو درست کرنے میں انتہائی بالغ نظری سے کام لیتے تھے۔ ان لوگوں نے آنحضرتؐ کی دعوت اسلام کو نہ صرف یہ کہ قبول نہ کیا بلکہ وہ آنحضرتؐ کے ساتھ فتح مکہ تک بہرہ ریکار رہے۔ جنگ حنین میں پہلے مرحلے پر مسلمانوں کو شکست ہو گئی تو اسس ناکامی پر ان میں سے بعض نے ملامت محسوس کی۔ اس لیے اسلام پر ان کی تالیف قلوب ضروری تھی اور انہیں یہ بتلانا مقصود تھا کہ اسلام قبول کرنے سے انہیں مادی فائدہ بھی حاصل ہوا ہے جس کے لیے وہ درجاءِ اہلیت میں جنگ آزمائی کرتے رہتے تھے حالانکہ فی الحقیقت سردارانِ قوم تو صرف اپنی سیادت کی بحالی اور اپنے مادی مصالح کی پاسداری کے لیے جنگ کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ میں اسلام نے ان کی شان و شوکت کے بُت کو توڑ دیا تھا اور فتح حنین ان کی شکست و ہزیمت کے بعد ہوئی تھی اس لیے یہ ممکن تھا کہ اس فتح کے برخلاف ان کے دلوں میں کینہ و نفرت کے جذبات ہوں۔ اسلام ہدایت و اصلاح کا دین ہے وہ اپنا اقتدار قہر و غلبہ کے ذریعے قائم رکھنے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ لوگوں کے دلوں کو گرویدہ کرتا ہے اور انہیں اپنی ہدایت کی خوشخبری سناتا ہے اور اپنے اصولوں سے عشق و محبت کا درس دیتا ہے حالانکہ دیگر نظام جن کے قیام و بقا کا انحصار صرف قوت پہ ہے وہ جبر و اکراہ کے ذریعے اپنی سلطنت قائم رکھتے ہیں اور لوگوں کو قلب و ضمیر کی آزادی نہیں دیتے۔ لیکن اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر بعض لوگوں کے دلوں کی اصلاح اور ان کی عداوت کو دفع کرنے کے لیے داد و دہش مفید ہو تو حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں اس قدر عطیات سے نوازا جائے کہ وہ راضی ہو جائیں جیسا کہ آنحضرتؐ نے حنین کے موقع پر کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس کی دعوت اسلام جسے بالآخر جزیرہ نمائے عرب میں غلبہ نصیب ہوا اس کے لیے ضروری تھا کہ اس کی نشر و اشاعت مشرق و مغرب تک کی جائے اور یہ بھی لابدی تھا کہ جلد اہل عرب اس تحریک کا بیڑا اٹھانے کی تیاری کریں اور اس کے راستے میں فداکاری پر آمادہ ہوں جب حنین کی غنیمت کے عطیات سے عرب رؤسا کے دلوں کی اصلاح ہو گئی، ان کے قلب و نظر اس دعوت کے انوار سے روشن ہو گئے اور وہ اس تحریک کا بوجھ اٹھانے پر راغب ہو گئے تو حنین کی غنیمت کا یہ ماحصل کس قدر قیمتی تھا۔ جب آنحضرتؐ نے عرب رؤسا کے دلوں کو فتح کر لیا تو ان کے دلوں سے اسلام اور اس کی دعوت کے برخلاف ہر قسم کا کینہ و نفرت زائل ہو گئی۔ نیز جب اسلامی لشکر دنیا کو اسلام کے اصولوں کی بشارت دینے اور لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لانے کے لیے آمادہ ہوا تو پورے کا پورا جزیرہ نمائے عرب اس عظیم تاریخی کارروائی کے لیے مستعد تھا اور وہ عرب رؤسا، جو اوائل میں مولفۃ القلوب تھے بالآخر انہوں نے اپنی رضا و رغبت سے دنیا کو کفر و شرک سے نجات دلانے کے لیے معرکہ آرائی کی اور تاریخ سے ثابت ہے کہ انہوں نے انتہائی شہید اور مشکل ترین جنگیں لڑ کر فتوحات حاصل کیں اور جزیرہ نمائے عرب کے باہر اسلام کے جھنڈے گاڑ دئے اور اسلامی مملکت کی توسیع اور اس کے لشکروں کی آٹا فانا بلا دستی قائم کرنے میں بہترین کردار ادا کیا۔

ان مجاہدین کے لیے یہ امر کی طرح بھی ضرور رساں نہیں ہے کہ انہیں اسلام پر استقامت عطا کرنے کے لیے اوائل میں ان کی تالیفِ قلوب کی گئی یا فتح مکہ کے بعد یہ اسلام میں داخل ہوئے کیونکہ بہت سے متاخرین سابقین سے مل جاتے ہیں اور ایک کمزور آدمی طاقتور کی فضیلت حاصل کر لیتا ہے اور ایک ایسے کو خالص کر لیتا ہے جسے اس نے ابتداء میں مخلصانہ شروع نہیں کیا تھا۔ حسن رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ہم نے علم خیر اللہ کے لیے حاصل کیا لیکن بالآخر اس میں ثلثیت آگئی۔“
ایک اور بزرگ کا قول ہے:

”ہم نے علم بلا نیت حاصل کیا پھر اس کی تحصیل میں ہماری نیت بھی شامل ہو گئی۔“
متاخرین کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے اچھے اجر کا وعدہ فرمایا ہے:

لا یستوی منکم من افق من قبل الفتح و
قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین
انفقوا من بعد و قاتلوا و کلا وعد اللہ
الحسنی ط واللہ بہا تعملون خیر ۵
(الحمدید - ۱۰)

تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے
وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے
فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہے ان کا درجہ
بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے
اگرچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے

فرمائے ہیں۔

سوم، انصار کی غنیمت سے محرومی پر ان کو راضی کرنے کے لیے آنحضرتؐ نے ان کا اجتماع طلب کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ انتہائی خوش اخلاق اور بہترین سیاسی بصیرت کے حامل تھے۔ جس وقت آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ کسی انصاری نے غنیمت کے بارے میں چرمیگوئی کی ہے، آنحضرتؐ نے اسی وقت ان کو راضی کرنے کے لیے اجتماع بلایا اور ان سے نہایت حکیمانہ خطاب فرمایا باوجودیکہ آنحضرتؐ کو معلوم تھا کہ انصار آنحضرتؐ سے محبت کرتے ہیں اور آپؐ کے فرمانبردار ہیں، انہوں نے اللہ کے راستے میں اپنے جان و مال کی قربانیاں پیش کی ہیں اور آنحضرتؐ کو ان کے بارے میں کوئی خدشہ نہ تھا کہ ان کے ایمان میں کوئی نقص واقع ہوا ہے یا انھوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی خودی کا کام کیا ہے۔ لیکن آنحضرتؐ نے ضروری سمجھا کہ ان میں سے بعض کے ذہنوں میں غنیمت کے بارے میں جو خلش پیدا ہوئی ہے اس کا ازالہ کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک بہترین سنت ہے۔ مسلمان قائدین اور علماء کو اپنے انصار اور مجاہدین کے معاملے میں اس سنت کی پیروی کرنی چاہیے کیونکہ دشمن ہمیشہ اس گھات میں رہتے ہیں کہ کوئی ایسی بات یا حادثہ پیش آئے جس سے مجاہدین کا اپنے رہنماؤں کے ساتھ رابطہ کمزور ہو جائے اور شیطان بُری سازشیں کرنے والا اور تیز متکار ہے۔ جب انصار کا اپنے قائد پر اعتماد ہو جاتا ہے تو شیطان قائد کو ورغلا تا ہے اور وہ اپنے انصار کو راضی رکھنے کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

وہ بلیغ اور موثر اسلوب خطاب قابل ملاحظہ ہے جو آنحضرتؐ نے انصار کو راضی کرنے اور غنیمت کی حکیمانہ تقسیم پر مطمئن کرنے کے لیے اختیار فرمایا۔ آنحضرتؐ نے انہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرما کر انہیں گمراہی، انتشار اور باہمی عداوت سے نجات دلائی۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے دعوتِ اسلامی کو قبول کرنے میں انصار کی فضیلت کا ذکر فرمایا اور اس امر کا اعتراف کیا کہ انہوں نے آنحضرتؐ کی امداد اور تصدیق میں پیش قدمی کی جبکہ آپؐ کی قوم نے آنحضرتؐ کے ساتھ تکذیب اور محاذ آرائی کی روش اختیار کر رکھی تھی۔ اس طرح ان کے دنیا کے مال سے محرومی کے احساس کو زائل کیا اور ان کے لیے سعادتِ ہدایت قبول کرنے کی راہ ہموار کی۔ آپؐ نے ان کے لیے دو باتوں کی تاکید فرمائی :

(۱) یہ کہ آنحضرتؐ اپنی قوم کو انصار پر فوقیت نہیں دی اور نہ ہی انصار کو فراموش کر دیا ہے جیسا کہ ان میں سے بعض کا احساس تھا۔

(ب) یہ کہ جب آنحضرتؐ نے غنیمت میں سے انصار کو کچھ نہیں دیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرتؐ کو انصار کی دینی قوت، ایمانی عظمت اور محبتِ خدا و رسولؐ پر پورا پورا اعتماد تھا۔ خدا کی قسم ایسے سچے اور غلصہ ایمان دار جو جو اور شکرگزار کے طالب نہ ہوں اور جن کی ایمانی فضیلت اور دعوت کے قبول کرنے میں مسابقتِ مسلم ہو انہیں راضی کرنے کے لیے اس اسلوبِ خطاب سے زیادہ بلیغ اسلوب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ آنحضرتؐ پر درود و سلام ہو، اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے بارے میں کتنی سچی بات فرمائی ہے :

و اِنَّكَ لَعَلٰى خَلْقٍ عَظِيْمٍ
اور بیشک تم اخلاق کے بہترین مرتبہ

(ن - ۵) پر ہو۔

چہارم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب سن کر انصار نے جو موقف اختیار کیا اس میں صداقتِ ایمانی، رقتِ قلوب اور ہدایت و تقویٰ کے بارے میں اللہ کی مہربانی کی یاد کی بہترین تعجب انگیز مثال موجود ہے۔ انہوں نے نصرت و تائیدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد فی سبیل اللہ کے قیام کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی قرار دیا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہوتی تو وہ ہدایت حاصل نہ کر سکتے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی میسر نہ آتی تو ان کے دل و دماغ فوراً اسلام سے روشنی نہ ہوتے اور اگر اسلام نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے انتشار کو اتحاد میں تبدیل نہ کرتا اور ان کے خون جو مباح تھے محفوظ نہ ہوتے اور انہیں یہود کے غلبہ اور پڑوسیوں کی سرکشی سے نجات حاصل نہ ہوتی اور وہ اسلام کی عزت و شوکت سے سرفراز نہ ہوتے پھر انہوں نے دنیا کے جملہ مال و متاع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ترجیح دینے کا اعلان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کے لیے رحمت کی دعا کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور دعا نے مستجاب کی خوشی میں ان کی آنکھوں میں آنسو اُبڑ آئے۔ کیا صداقتِ ایمانی کی اس سے بڑی کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے اور اس محبت کی بہ نسبت کوئی اور محبت اعلیٰ وارفع ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ انصار سے راضی ہوا اور اس نے انہیں راضی کیا اور ان کے تذکرے کو کائنات میں دوام عطا کیا۔

اے اللہ! اپنے رسولِ حبیب و عظیم صلی اللہ علیہ وسلم اور جن لوگوں پر تو نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور مقربین ان کی معیت میں ہمیں انصار کے ساتھ نعمت بھری جنتوں میں ملا (و حسن اولئک من فیقہا) اور کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

ہر داعی اور طالب علم کو چاہیے کہ وہ انصار کا یہ موقف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا ماجرا یاد رکھے کیونکہ اس سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ محبت و اشتیاق کی آگ بھڑکتی ہے۔

ب۔ بت شکنی

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ابوالانبیاء ہیں انہوں نے اپنی قوم کی بت پرستی کے خلاف جہاد کیا۔ یہاں تک کہ ان کی قوم نے ان کو آگ میں جلا دینے کا منصوبہ تیار کیا جیسا کہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو وہاں آباد کیا۔ جب اسماعیل علیہ السلام عنقریب شباب کو پہنچے تو ان دونوں باپ بیٹا نے مل کر کعبہ تعمیر کیا تاکہ لوگ وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کا حج کریں۔ اسماعیل علیہ السلام کے ہاں کثیر اولاد پیدا ہوئی جو عرب مستعربہ کہلاتے ہیں اور مورخین بھی ان کو یہی نام دیتے ہیں۔ وہ مورثیوں اور بُتوں کی عبادت سے نا آشنا تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کی عبادت اس طرح شروع ہوئی کہ جب کوئی شخص کو کمرہ سے نقل مکانی کر کے حرم سے دُور چلا جاتا تو وہ حرم کی تعظیم اور تمکد کی محبت کے پیشِ نظر حرم کا ایک پتھر بھی اپنے ساتھ لے جاتا اور یہ لوگ جہاں کہیں قیام کرتے وہاں اس پتھر کو رکھ کر اس کے گرد اسی طرح طواف کرتے جس طرح کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ عمل حرم کی محبت و شوق کے تحت کعبۃ اللہ کی برکت حاصل کرنے کے لیے تھا۔ یہ معمول جاری رہا یہاں تک کہ ایک شخص جس کا نام عمرو بن لُحی تھا اس نے عربوں میں بُت پرستی کو رواج دیا۔ روایات کے مطابق یہ واقعہ بعثتِ نبوی سے تقریباً پانچ سو سال قبل کا ہے۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کر دیا۔ کعبہ کی ولایت کے ضمن میں یہ شخص جرہم کو تمکد اور اس کے نواح سے نکال کر بیت اللہ کا محافظ بن بیٹھا۔ بعد ازاں یہ شخص ایک شدید بیماری میں مبتلا ہو گیا، اسے مشورہ دیا گیا کہ شام کے علاوہ بلقا میں گرم پانی کا ایک چشمہ ہے (جسے آج کل ”الحمر“ کہا جاتا ہے) اگر تم وہاں چلے جاؤ تو صحت یاب ہو جاؤ گے۔ وہ وہاں گیا، اس نے گرم پانی میں غسل کیا اور تندرست ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں کے باشندے بُتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: ”ان کے ذریعہ ہم بارش طلب کرتے ہیں اور دشمن کے خلاف امداد حاصل کرتے ہیں۔“

اس نے ان سے عرض کی کہ کچھ بُت اسے بھی وے دے جائیں۔ انہوں نے اسے دے دئے اور وہ بت لے کر مکہ مکرمہ آ گیا۔ انھیں کعبہ کے گرد نصب کر دیا۔ اس کے بعد جزیرہ نما نے عرب میں بُتوں کی پرستش کا عام رواج ہو گیا یہاں تک کہ مکہ میں ہر اہل خانہ نے اپنے گھر میں ایک بُت رکھ لیا جس کی وہ اپنے گھر میں پُرجا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص سفر کا

ارادہ کرتا تو سب سے آخری کام جو وہ گھر میں کرتا وہ یہ تھا کہ بت پرہا تھ پھیر کر وہ سفر کے لیے باہر نکلتا اور جب سفر سے واپس آتا اور گھر میں داخل ہوتا تو سب سے پہلے بت کو مسح کرتا۔

پھر اہل عرب بت پرستی کے انتہائی شفیقہ و گرویدہ ہو گئے۔ چنانچہ کسی نے ایک مندر بنالیا اور کسی نے ایک بت تراش لیا اور جسے نہ بت بنانے کی استطاعت تھی اور نہ مندر تعمیر کرنے کی، تو وہ حرم کے سامنے یا کسی اور پسندیدہ چیز کے سامنے ایک پتھر رکھ کر اس کا طواف اس طرح کرتا جس طرح کہ بیت اللہ کا طواف کیا کرتا تھا۔ جب کوئی شخص سفر اختیار کرتا اور کسی جگہ پر ٹاؤ کرتا تو چار پتھروں کو لیتا ان میں سے جیسے تیرین پتھر کو رب بنالیتا اور باقی تین پتھروں سے اپنی ہنڈیا کے لیے چو لھا بنالیتا۔ جب وہاں سے کوچ کرتا تو اپنے اُس رب کو وہیں چھوڑ دیتا۔ جب دوسری منزل پر ٹاؤ کرتا تو وہاں بھی یہی کارروائی کرتا۔ عربوں کے تین بڑے بت تھے جن کی وہ تعظیم کرتے تھے۔ ان کا حج کرتے تھے اور ان بتوں کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے ان کا قدیم ترین بت ”مناتہ“ تھا۔ یہ بت ساحلِ سمندر پر مدینہ اور مکہ کے درمیان قعیدہ میں مثلث کی جانب نصب کیا ہوا تھا، تمام اہل عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اوس اور خزرج کے قبیلے سب سے پہلے کہ اس کی تعظیم بجالاتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں فتح مکہ کے لیے نکلے تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اس کی طرف بھیجا، انھوں نے اسے منہدم کر دیا اور اس استحان کی تمام جائداد اور دولت پر قبضہ کر لیا اور اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اللہ میں حاضر ہوئے۔ اس سامان میں دو تلواریں بھی تھیں جنھیں عارث بن ابی شمر غسانی شاہِ غسان نے نذرانہ کے طور پر یہاں پیش کیا تھا اور یہ عارث وہی ہے جس نے شجاع بن وہب اسدیؓ کو قتل کر دیا تھا جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوتی مکتوب دے کر اس کی طرف ارسال کیا تھا۔ ان کے علاوہ آنحضرتؐ کے کسی دوسرے سفیر کو قتل نہیں کیا گیا۔

لے غزوہ موتہ کے ذیل میں مولف مرحوم نے تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرتؐ کے سفیر عارث بن عمیر ازدیؓ کو قتل کیا گیا تھا اور یہاں مولف مرحوم نے لکھا ہے کہ شجاع بن وہب اسدیؓ کو قتل کیا گیا اور ان کے علاوہ آنحضرتؐ کا کوئی دیگر اہلِ قتل نہیں ہوا شاید یہ تسامح ازدی اور اسدی کی وجہ سے ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عارث بن عمیر ازدیؓ کو شریحیل بن عمر غسانی نے قتل کیا تھا اور شجاع بن وہب اسدیؓ آنحضرتؐ کا نام مبارک لے کر عارث بن ابی شمر غسانی کے پاس گئے تھے اگرچہ اس نے نام مبارک دیکھ کر خفگی کا اظہار کیا لیکن سفیر کو قتل نہیں کیا بلکہ اعزاز کے ساتھ واپس کیا۔ (بحوالہ نورالیقین) تاریخ الکامل لابن الاثیر میں ہے :

”فلما قرأ قال انا سائر الیہ فلما بلغ قولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بار مملکۃ“

یعنی جب اس نے آنحضرتؐ کا نام مبارک پڑھا تو کہنا خود مدینہ پر چڑھائی کریں گے اور جب آنحضرتؐ کو اس کی یہ بات پہنچی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا ملک تباہ ہوا۔ (مترجم)

دوسرا بڑا بت "لات" تھا۔ اس کا استھان طائف میں تھا۔ یہ ایک مربع شکل کی چٹان تھی۔ قریش اور تمام اہل عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ واپسی پر ثقیف کا ایک وفد آیا انہوں نے آنحضرتؐ سے مطالبہ کیا کہ آپؐ تین سال تک اس بت کو مسمار نہ کریں لیکن آنحضرتؐ نے ان کا یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ ایک ایک سال میاں دکھاتے گئے لیکن آنحضرتؐ انکار کرتے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ایک مہینہ کی مہلت طلب کی لیکن آنحضرتؐ نے ان کی اس درخواست کو نا منظور کر دیا۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ انہوں نے مہلت کی یہ درخواست اپنی خواتین، اولاد اور یہودوں کی فرمائش پر کی تھی۔ وفد کا خیال تھا کہ لات کے مسمار کرنے سے ان کی قوم ڈر جائے گی اس لیے وہ یہ چاہتے تھے کہ قوم کے مسلمان ہونے تک لات کے اندام کو موز کر دیا جائے۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس فرمائش کو قبول نہ فرمایا۔ آپؐ نے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا اور ان دونوں نے اسے مسمار کر دیا۔ جب مغیرہ نے اپنے تیشہ سے اسے توڑنا شروع کیا تو ثقیف کی عورتیں حسرت سے روتی ہوئی باہر نکل آئیں، ان کی زبان پر یہ شعر تھے،

لَتُبْكِيَنَّ دُفْعًا اسلمها الرضاع

لَمْ يَحْسِنُوا الرضاع

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہائے افسوس اس دیوی کے حال پر جو دشمنوں سے ہماری مدافعت کیا کرتی تھی اور ہم سے مصیبتیں بٹاتی تھی۔ کچھ لوگوں نے اسے مسمار کیے جانے کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اس کی مدافعت نہیں کی اور اس کے راستے میں لواہیں نہیں چلائیں۔

تیسری دیوی "عززی" تھی۔ اس کا استھان مکہ سے عراق جاتے ہوئے مسافر کے دائیں جانب تھا قریش خاص طور پر اس کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ جب قرآن کریم میں "عززی" اور دوسرے بتوں کی نفرت کے بارے میں نازل ہوا تو یہ بات قریش پر بڑی گراں گزری۔

ابو اسحق سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف مرض الموت میں مبتلا ہوا تو ابولہب اس کی عیادت کے لیے اُس کے ہاں آیا، اس نے دیکھا کہ سعید بن عاص رو رہا ہے۔ ابولہب نے کہا:

"اے اچھو! کیا تم موت کے خوف سے روتے ہو؟ حالانکہ موت سے تو کسی کو مفر نہیں ہے؟"

اس نے جواب دیا:

"نہیں، مجھے یہ اندیشہ لاحق ہے کہ میرے بعد عززی کی پوجا نہیں کی جائے گی۔"

ابولہب نے کہا:

"خدا کی قسم! تیری زندگی میں اس کی عبادت تیری وجہ سے نہیں کی جاتی تھی اور تیرے بعد بھی تیری موت کی وجہ سے اس کی پرستش ترک نہیں کی جائے گی؟"

ابو احمہ نے کہا،

”مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ میرا جانشین بھی ہے“

اور وہ ”عزہ“ کی پرستش کے بارے میں ابولہب کے مضبوط موقف سے خوش ہو گیا۔
فتح مکہ کے سال آنحضرتؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بلا یا اور حکم دیا کہ ”عزہ“ کو مساکر دیا جائے۔ جب

خالد وہاں پہنچا تو استحان کے محافظ دبیر بن حرمی شیبانی پکار اٹھا،

اعزاد شدی شدة لا تکذبى على خالد الحق الخمار وشبرى

فانك الا تقتل اليوم خالداً تبوئى بذل عاجل وتقصرى

(اے عزہ! خالد پر بھروسہ کر اور سپاہی اختیار نہ کرو۔ اور طعنی اتار دو اور اپنا دامن چن لو۔

اگر آج تم نے خالد کو موت کے گھاٹ نہ اتارا تو تو عنقریب ذلت کی مستحق ہو جائے گی اور نصرانی

بن جائے گی)

خالدؓ نے اس کے جواب میں فرمایا،

يا عزكفرا نك لا غفرانك

افى مرايت الله قد اهانك

(اے عزہ! میں تیری خدائی کا انکار کرتا ہوں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

نے تجھے ذلیل و رسوا کر دیا ہے)

لوگوں کا گمان ہے کہ عزہؓ ایک شیطان عورت تھی جس نے اپنے بال کھیرے ہوئے تھے اور اپنا ہاتھ اپنے
کندھے پر رکھا ہوا تھا وہ ایک درخت کے بیچ میں تھی جسے خالدؓ نے کاٹ ڈالا تھا وہ اس شکل میں خالدؓ کے
سامنے آگئی۔ خالدؓ نے تلوار ماری اور اس کا سر چیر دیا اور دیکھا تو وہ راکھ بنی ہوئی تھی۔ جب حضرت خالدؓ نے
یہ مہم سر کرنے کے بعد آں حضرتؐ کو اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا،

”یہ عزہؓ تھی آج کے بعد اس کی پوجا نہیں کی جائے گی اور آئندہ عربوں میں کوئی عزہؓ نہیں
ہوگی۔“

دور جاہلیت میں یہ عربوں کے مشہور ترین بت تھے ان کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح کیا گیا ہے:
اخر ایتام اللات والعزى و مناة الثالثة
الاخوى (النجم - ۱۹ - ۲۰)
اس عزہؓ اور میسرہؓ ایک دیوی مناتہؓ کی
حقیقت پر کچھ بھی غور کیا؟

جب آں حضرتؐ فتح مکہ کے دن بیت الحرام میں داخل ہوئے تو وہاں آپؐ نے فرشتوں وغیرہ کی

مورتیاں دیکھیں، آپؐ نے وہاں ابراہیم علیہ السلام کی شبیہ بھی دیکھی جن کے ہاتھ میں قرعہ کے تیر تھے جن سے قسمت معلوم کی جاتی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ انھیں تباہ کرے، انھوں نے ہمارے بزرگ کو اس صورت میں پیش کیا ہے کہ پانسوں کے ذریعے قسمت معلوم کرتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام اور پانسوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔

ماکان ابراہیم یہود دیا ولا نصرانیاً ولكن
کان حنیفاً مسلماً و ماکان من المشرکین ۵
ابراہیم نہ یہودی تھا نہ عیسائی، بلکہ وہ تو ایک
مسلم یک سو تھا۔ اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے
نہ تھا۔ (آل عمران - ۶۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب تصویروں کے بارے میں حکم دیا اور وہ غارت کر دی گئیں۔
حضرت ابن عباسؓ نے کہا، فتح مکہ کے دن آنحضرتؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور اسی
حالت میں آپؐ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ بیت اللہ کے ارد گرد متعدد بت سیسہ پلاک نصب کیے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ
کے دست مبارک میں کمان یا چھڑی تھی آپؐ اس کی نوک سے بتوں کو گراتے جاتے تھے اور اس وقت یہ پڑھ رہے تھے:

جاء الحق وزهق الباطل انا الباطل
حق آگیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو ٹپٹنے ہی
کان نہ ہوا ۵ (بنی اسرائیل - ۸۱) والا ہے۔

جس بت کے منہ پر آپؐ ٹھوکر لگاتے وہ الٹا گر پڑتا اور جس کی پشت کی جانب اشارہ کرتے وہ منہ کے بل گر پڑتا۔ یہاں تک
کہ سارے بت گر پڑے۔

فتح مکہ کو ابھی چند ماہ گزرے تھے کہ بت شکنی کی تحریک پورے عرب میں پھیل گئی اور بتوں کے پجاریوں نے
ان سے اعلان بیزاری کر دیا۔ یہ صورت حال ہو گئی کہ کل جو شخص بتوں کی پرستش کرتا تھا وہ آج اپنی کم فہمی پر غفلت محسوس
کر رہا تھا کہ وہ ایک پتھر کو پوجتا تھا جو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی حادثاتِ زمانہ کے
مقابلے میں کوئی کام دے سکتا ہے۔

عرب میں ان بتوں اور جھوٹے خداؤں کی بہت شہرت تھی۔ اب ان کی پرستش کی تشنیع بھی بڑے پیمانے پر
ہوئی اس لیے اسلام کے پیغام، دینِ فطرت کی دعوت اور اللہ خالقِ کائنات و رب العالمین کی عبادت کا چرچا بھی
پھیلنے لگا۔ اور قریش کی سرکردگی میں پورے جزیرہ عرب نے اس دعوت کا مقابلہ کیا اور تعجب انگیز نتائج برآمد ہوئے۔

اجعل الالهة الها واحد ان هذا الشئ عجاب۔ کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ میں ایک
ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ (ص - ۵)

تحریکِ اسلامی سے پورے عرب میں ہیجان و اضطراب برپا ہو گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی
سازشیں بھی کی گئیں لیکن اکیس سال کی مسلسل کشمکش کے بعد بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیابی نصیب ہوئی۔

مکہ مکرمہ جو بت پرستی کا گڑھ تھا مفتوح ہو گیا۔ جھوٹے خداؤں کو پاش پاش کر دیا گیا۔ شرک کے شکر دہ کو شکست ہوئی اور ان کے سرداروں کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ ان واقعات کی موجودگی میں عقل یہ باور کرنے پر مجبور رہے کہ اس تحریک کو اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی حاصل تھی جو لشکروں کی تہیز اور معرکوں کا اہتمام کر رہا تھا۔
وما س میت اذ س میت ولكن الله سألني - اور تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔ (الانفال - ۱۷)

بت پرستی عربوں کا ایک ٹکڑی اور نظریاتی المیہ ہے جو پانچ سو سال یا اس سے زائد عرصہ کو محیط ہے۔ آنحضرتؐ نے اس کا قلع قمع کیا اور عربوں کے عقل و شعور کو بت پرستی کی لعنت اور اس کے خرافات سے آزاد کرایا اور عربوں کی شرافت کو اہانت و ذلت سے نجات دلائی۔ اس طرح عربوں کے لیے ابدی نجات کے دروازے کھول دئے جن میں داخل ہونے کے بعد وہ نکلنے کا نہیں سوچیں گے۔ آنحضرتؐ کا یہ فرمان سچا ہے کہ :

”اس کے بعد عربوں کے لیے کوئی عزتی نہیں ہوگی اور آج کے بعد اس کی پرستش نہیں کی جائے گی۔“

جزیرہ عرب نے بت پرستی کی زندگی کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا اور عربوں کی عقل سن رشد کو پہنچ گئی اور پھر دوبارہ طفولیت کی طرف رجوع پر راضی نہ ہوئی۔ طفولیت سے مراد بت پرستی کی طفولیت ہے جو بت پرست کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی پیشانی کو گونگے اور بہرے بے جان پتھروں کے سامنے رگڑے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جنگیں بھی لڑی گئیں۔ ہر طرح کے فتنے رونما ہوئے۔ نبوت کے جھوٹے دعوے کیے گئے۔ قرآن کریم کا مقابلہ کیا گیا لیکن ہم نے یہ نہیں مٹا کہ کسی ایک عرب نے بھی بت پرستی اور بتوں کی طرف لوٹ جانے کا سوچا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص جو سن رشد کو پہنچ چکا ہو وہ طفولیت کی طرف نہیں لوٹتا۔ بت شکنی کے عمل کی تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رسالت کے ذریعے ہوئی۔ دنیا کے اختتام تک ہر عربی پر آنحضرتؐ کا یہ احسان ہے کہ آنحضرتؐ نے بتوں کی پرستش سے آزادی و نجات دلائی اور مزید برآں آپؐ کا یہ احسان بھی ہے کہ عربوں کے ذریعے دنیا کی دوسری قوموں تک ہدایت پہنچی خواہ کوئی قوم اس کا اتباع کرے یا نہ کرے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا :

وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا، جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

هو الذی بعث فی الامم منہم
یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم وعلّمہم
الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی
ضلال مبین ۵

(الحجہ - ۲)

ج۔ غزوہ تبوک

اس غزوہ میں مندرجہ ذیل اہم پند و نصائح ہیں جو اختصار کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں :

(۱) اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ رومیوں نے شام میں لشکر گراں جمع کیا اور ہر قل شاہ روم نے اپنے فوجیوں کو سال بھر کی تنخواہیں بھی ادا کر دیں۔ اس لشکر کے ساتھ لحم، جذام، غسان اور عاملہ کے عرب قبائل بھی شامل ہو گئے۔ انہوں نے اپنا مقدمہ الجیش بلقاء کی طرف بھیج دیا جو شام اور وادی القریٰ کے درمیان اضلاع دمشق کا ایک شہر ہے۔ جب اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے تبوک کی طرف لشکر کشی کے لیے لوگوں کو توجہ دلائی نیز سامان جنگ مہیا کرنے اور سفر کی تیاری کے لیے اعلان عام کر دیا اور اغنیاء سے مالی اعانت اور اتفاق فی سبیل اللہ کا مطالبہ کیا۔ اس سے اسلام میں جنگ کی حیثیت و نوعیت پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلامی معرکہ آرائی ظلم و زیادتی کرنے یا فساد پھیلانے اور دھوکہ دینے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ دین اسلام اور بلاد اسلامیہ کے دفاع اور ظالموں کو ایذا رسانی اور فساد سے روکنے کے لیے ہوتی ہے۔ اسلام میں جنگ کی قانونی حیثیت اور اس کے نصب العین اور طریق کار کے بارے میں ہم سال اول کے اسباق میں ذکر کر چکے ہیں اور رومیوں کی تیاری اور فوجوں کے اجتماع کے بعد آنحضرتؐ کے تبوک کی طرف فوج کشی سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

مسلمانوں کے مقابلے میں بعض عرب قبائل کے رومی فوجوں کے ساتھ شامل ہو جانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات سے ناواقف تھے اور اسلام کے اس پیغام سے نا آشنا تھے جو نوع انسانی کے لیے بالعموم اور عربوں کے لیے بالخصوص آزادی کا چارٹر ہے۔ اگر انہیں اسلام کی واقعیت ہوتی تو وہ اپنے ہم قوم عرب مسلمانوں کے برخلاف رومیوں کی امداد و اعانت کرنے سے گریز کرتے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم اس وقت دیا جبکہ بے سرو سامانی اور عسرت کا عالم تھا اور پھلوں کے پکنے کا موسم قریب تھا۔ سچے مومنوں نے آنحضرتؐ کی دعوت پر فی الفور لبیک کہا اور سفر کی مشقت و بے آرامی کی پروا نہ کی۔ لیکن منافقین مختلف جیلے بہانے کر کے اپنے گھروں میں بیٹھ رہ گئے۔ اس طرح سختی کے مواقع پر غلصہ اہل ایمان منافقین سے عیز ہو جاتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ مصیبت کے ایام میں جھوٹے مدعیان کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

الف، لام ہمیم۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے سے چھوڑ دئے جائیں گے کہ ”ہم ایمان لائے“ اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؛ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

المہ ۵ احب الناس ان یتروکوا ان یقولوا
امنا و ہم لا یفتنون ۵ ولقد فتنا الذین
من قبلہم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا و
لیعلمن الکاذبین ۵
(العنکبوت ۱-۳)

تحریکوں کی کامیابی و کامرانی اور قوموں کی قوت کا انحصار اس امر پر ہے کہ وہ اپنی صفوں کو منافعتی اور دھوکہ دینے والوں سے پاک رکھیں۔ مصیبت کے وقت میں صرف وہی شخص ثابت قدم رہتا ہے جو صاحبِ عزیمت نیک نیت اور با اصول ہو۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ کمزوروں اور دھوکہ بازوں نے امت کی اصلاحی تحریکوں کا راستہ روک دیا وہ ان کی کامیابی میں حائل ہو گئے یا کچھ عرصہ کے لیے کامیابی میں تاخیر کا باعث بن گئے۔ غزوہ تبوک کے حبشِ عسرت میں اس قسم کے لوگ شامل نہیں ہوئے۔ کیونکہ ان کا مقابلہ حیاں ہو گیا تھا اور ان کا ضعفِ ایمان کھل کر سامنے آ گیا تھا اور ان کے عزائم کی کمزوری بے نقاب ہو گئی تھی۔ ایسا لشکر جو قوی الایمان، عہد کا پاسدار اور یکسو ہو اور جس کی صفوں میں اتحاد ہو وہ امت کے لیے مفید ترین ہے خواہ اس کی تعداد قلیل ہی کیوں نہ ہو اور وہ یقیناً ایسے کثیر التعداد لشکر پر کامیابی حاصل کرے گا جو فکر و نظر اور قوت و ثبات کی ہم آہنگی اور یکسوئی سے محروم ہو۔ فرمانِ الہی ہے:

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة
بإذن الله والله مع الصابرين ۝
اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے
اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ (البقرہ - ۲۴۹)

(۳) مالدار صحابہ کرامؓ مثلاً حضرات ابوبکر، عمر، عثمان وغیرہ نے اپنا مال اللہ کے راستے میں فوری طور پر پیش کر دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومنوں کے دلوں میں نیکی کے کاموں میں مسابقت اور نفسانی خواہشات و دُمائیات کا مقابلہ کرنے کا جذبہ ایمان کی بدولت پیدا ہوتا ہے اور دشمنوں پر فتح کی ضمانت اور اس ضمن میں ضروری لوازمات کے حصول کے لیے ہر اُمت اور ہر تحریک اس کی محتاج ہے۔ اُمتِ مسلمہ کو اس وقت اس کی شدید ضرورت ہے کیونکہ اس کی تعداد زیادہ ہے، بوجہ بھاری ہیں، معرکہ کھٹن ہے اور دشمن طاقتور اور چال باز ہے اس کے مقابلے میں غلبہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم مالی و جانی اور خواہشات و شہوات کی قربانیاں پیش کریں اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے تکالیف برداشت کریں۔ امید ہے کہ جنگی معرکوں میں مجاہدین کی ثابت قدمی کے مطابق اللہ تعالیٰ ثواب عطا کرے گا۔

مصلحین اور تحریکوں کے قائلین کے کرنے کا بہترین کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں دین کا بیج بو کر اس کی آبیاری اور نگہداشت کرتے رہیں۔ دین کا مقابلہ کرنا یا بے راہروی کی دعوت دینا یا دین کا استغناء کرنا ایک ایسا قومی و دینی جُرم ہے جو بدترین نتائج اور خطرناک اثرات کا موجب ہے۔ اس بارے میں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی موجود ہے اور زمانہ ماضی کی تاریخ اور دورِ حاضر کا تجربہ بھی اس پر شاہد ہے۔ اس بدیہی حقیقت کا انکار ایک ایسا مغالطہ ہے جس میں وہی لوگ پھنسے ہوئے ہیں جن کے دل خلوص سے خالی ہیں اور دماغ بھلائی قبول کرنے اور طبیعتیں اعلیٰ و شریف اقدار کی طرف مائل و آمادہ نہیں ہیں۔

(۴) کچھ مخلص مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس غرض کے لیے حاضر ہوئے کہ انہیں جہاد میں شامل کیا جائے لیکن آنحضرتؐ نے انہیں اس لیے واپس کر دیا کہ ان کے لیے سواروں کا انتظام نہ تھا۔ اور وہ اس

عال میں واپس آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد سے عوامی پران کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ ایمان کے معجزانہ اثرات کی یہ بہترین مثال ہے۔ انسانی طبیعت بالعموم خطرات سے نجات اور جنگوں سے بچاؤ پر خوش ہوتی ہے۔ لیکن یہ سچے مسلمان اس کے برعکس جہاد میں عدم شرکت پر رورہے تھے۔ کیونکہ ان کے دل یہ محسوس کر رہے تھے کہ وہ اللہ کے راستے میں شہادت اور ثواب سے محروم ہو رہے ہیں ایمان کے علاوہ ایسی کون سی چیز ہے جو لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے جذبات پیدا کرتی ہے اور جب امت میں اس قسم کے مخلص لوگ نہ رہیں تو امت کے حق میں اس سے بڑا نقصان اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

(۵) تین سچے ایمان دار صحابہؓ جنہوں نے راحت کو تکلیف پر، چھاؤں کو دھوپ پر اور اقامت کو سفر پر ترجیح دی ان کے قصہ میں بہت عظیم اجتماعی سبق ہے۔ ان کے دلوں میں ایمان کی خاموش شمع جلد ہی روشن ہو گئی اور ان کے دلوں میں یہ احساس بیدار ہوا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں سے پیچھے رہ کر ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جس کی انہیں سخت اذیت ناک سزا دی گئی۔ سوسائٹی نے ان کا مکمل مقاطعہ کیا۔ تمام لوگوں نے یہاں تک کہ ان کی بیویوں نے بھی ان سے کلام کرنے اور ان کی بات سننے سے انکار کر دیا بالآخر انہوں نے سچی توبہ کی اور ان کی مذمت، رنج و الم اور حسرت انتہا کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ جب انہیں قبولیت توبہ کی خوشخبری سنائی گئی تو ان کو بے انتہا خوشی نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور بخشش کی نعمت پر شکر گزاری کے جذبہ کے تحت بعض نے اپنا مال اور کپڑے راہِ خدا میں دے دیے۔

اس قسم کے نظائر ایک سچے مومن کو فرائض کی ادائیگی پر ابھارتے ہیں اور اسے اس بات سے روکتے ہیں کہ وہ اپنے لیے راحت و آرام پسند کرے جبکہ دوسرے رفقاء اللہ کے راستے میں تکالیف و مصائب برداشت کر رہے ہوں یہ ایمان کا خاصہ ہے، اور تمہارا یہ شعوری احساس ہر وقت بیدار رہنا چاہیے کہ تمہاری حیثیت جماعت کے ایک فرد کی ہے اور تم کل کا ایک جزو ہو۔ اگر جماعت پر مصیبت آئے تو تمہیں وہ مصیبت ضرور پہنچے گی اور جماعت کو فائدہ پہنچے تو تمہیں بھی اس کا فائدہ پہنچے گا۔ جب امت شقاوت و مشقت کا شکار ہو تو انسان کی انفرادی خوشحالی بے معنی ہے اور اگر دوسرے لوگ مصائب و شدائد میں مبتلا ہوں تو فرد واحد کی راحت بے مزہ ہے۔ فریضہ کی ادائیگی سے جی چرانا ایمانی کمزوری اور دینی خلل ہے اور ایک ایسا گناہ ہے جس سے توبہ کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اس قصہ سے ہمیں یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ عقیدہ، رشتہ داری سے بالاتر ہے اور شرعی نظام کا نفاذ اپنی خواہشات اور قرابت کی محبت پر مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناپسندیدگی کے سامنے قرابت داری کسی کام نہیں آتی۔

رسولؐ کے حکم کی خلافت و رزی کرنے والوں کو
ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہوں

فلیحذر الذين يخالفون عن امره
ان تصيبهم فتنه او يصيبهم

عذاب الیم - (النور - ۶۳) یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔

د۔ حجۃ الوداع

حجۃ الوداع ایک ہی حج ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد ادا کیا۔ جب لوگوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امسال حج کے لیے تشریف لے جانے والے ہیں تو وہ جزیرہ عرب کے مختلف اطراف سے انبوہ در انبوہ آنا شروع ہوئے یہاں تک بعض مریضین کے نزدیک ان کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تک پہنچ گئی۔ ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ تعداد اندازاً ہے اور یہ کیونکر ممکن تھا کہ ان کی گنتی کے شمار کو اسی قدر تعداد تک محدود کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر وہ مشہور خطبہ ارشاد فرمایا جو ہر طالب علم کو یاد کرنا چاہیے کیونکہ اس میں اسلام کے عام اصول و مبادی بیان کیے گئے ہیں۔ اور یہ آنحضرتؐ کا آخری خطبہ ہے، اس میں فرمایا گیا ہے:

”اے لوگو! میری باتوں کو غور سے سنو، شاید اس سال کے بعد میں تم سے کچھ کبھی اس مقام پر نہ مل سکوں“ (یہ بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے)

”اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے اموال قیامت تک باہر گرا اسی طرح حرام ہیں جس طرح تم آج کے دن اور اس مہینہ کی حرمت کی پاسداری کرتے ہو۔ تم عنقریب اپنے رب کے رو برو حاضر ہو گے وہ تمہارے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا۔ میں نے اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ جن کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اسے چاہیے کہ وہ اس کے مالک کو ادا کر دے۔ تمام سودی رقوم کا لعدم قرار دی جاتی ہیں۔ تم صرف راس المال کے حقدار ہو۔ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سود حرام ہے اس لیے عباس بن عبد المطلب کا سود بھی بلایا میٹ کیا جاتا ہے۔ دو رجالیہ کے تمام خون کا لعدم ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے قبیلے بنی ہاشم میں سے ابن ربیع بن ماریث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور جسے نبیل نے قتل کر دیا تھا ختم کرتا ہوں۔ انا بعد اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ شیطان اس بات سے ہمیشہ کے لیے یائوس ہو چکا ہے

کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی پوجا کی جائے گی لیکن عبادت کے ماسوا دیگر امور میں اس کی اطاعت کی جائے گی اور وہ اس پر راضی ہے۔ اس لیے دین کے معاملے میں محتاط رویہ اختیار کرو اور شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنے کی کوشش کرو۔

اے لوگو! نسی تو کفر میں ایک مزید کا فرانہ حرکت ہے جس سے یہ کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ کسی سال ایک مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرام کر دیتے ہیں تاکہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد بھی پوری ہو جائے اور اللہ کا حرام کیا ہوا حلال بھی ہو جائے

اور اللہ کا حلال کیا ہوا حرام قرار دیا جاسکے۔ حج کا موسم گردش کرنا ہوا ٹھیک اس تاریخ پر آگیا ہے جو قدرتی حساب سے اس کی اصل تاریخ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ ہی ہے اور ان میں چار مہینے حرام ہیں۔ تین بے درجہ ہیں یعنی ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور ایک مدینہ علیحدہ ہے یعنی رجب جو جادوی الاثریٰ اور شعبان کے درمیان واقع ہے۔

اتابعد! اے لوگو! تمہاری غواتین پر تمہارا حق ہے اور تم پر ان کا حق ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور کسی صریح بد چلنی کا ارتکاب نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم خوابگا ہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو۔ اگر وہ اس سے باز آجائیں تو وہ معروف طریقے کے مطابق کھانے اور لباس کی حقدار ہیں۔ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو، یقیناً وہ تمہارے ماتحت ہیں وہ اپنے لیے بطور خود کچھ نہیں کر سکتیں۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو اپنی ازدواجی رفعت میں لیا ہے اور خدا کے قانون کے تحت تم نے ان کا جسم اپنے لیے حلال کیا ہے۔

اے لوگو! میری بات کو سمجھو! میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ نمایاں چیز اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

اے لوگو! میری بات سنو اور سمجھو۔ خوب جان لو کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے دوسرے شخص کی وہی چیز حلال ہے جسے وہ بہ طیب خاطر اسے عطا کرے۔ تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ اے اللہ! میں نے تیرے احکام پہنچا دئے ہیں۔“

حجۃ الوداع میں سب سے پہلی چیز جو جاذبِ نظر ہے وہ جمہور کا وہ جم غفیر ہے جو جزیرہ عرب کے مختلف اطراف سے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ سب کے سب آنحضرتؐ پر ایمان لانے والے، آپؐ کی رسالت کی تصدیق کرنے والے اور آپؐ کے فرمانبردار تھے۔ تیس سال قبل ہی لوگ بت پرستی اور شرک کے دلدادہ تھے آپؐ کے پیغام کے اصول و مبادی کا انکار کرتے تھے۔ آپؐ کی دعوتِ توحید کو مضحکہ خیز قرار دیتے تھے اور آنحضرتؐ ان کے مشرک کہاؤا اجداد کے مسلک کی تردید اور ان کی توہم پرستی کو نادانی پر مبنی کرتے تھے لیکن یہ لوگ آنحضرتؐ کے موقف کو بُرا جانتے تھے بلکہ ان میں اکثر نے آنحضرتؐ کے ساتھ عداوت کی روش اختیار کی آپؐ کو نقصان پہنچانے اور قتل کرنے کی خفیہ سازشیں کیں۔ آنحضرتؐ کے خلاف لشکر کشی کی اور تلواروں اور نیزوں سے آپؐ کا مقابلہ کیا۔ یہ ایک عجیب انقلاب ہے جو مختصر سی مدت

میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ جملہ اہل عرب نے بہت پرستی و جاہلیت سے رجوع کیا وہ تنزل اور تفرقہ سے نجات حاصل کر کے موحّد بن گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم حاصل کیا۔ وہ متحد ہو گئے اور وحدتِ فکر و عمل کے علمبردار بن گئے۔ قبل ازیں آنحضرتؐ ان ہی لوگوں کی عداوت کا شکار تھے اور یہ انتہائی کینہ توڑ اور مخالفت میں شدید تھے لیکن آنحضرتؐ نے ان کے دلوں کو جیت لیا اور ان کے محبوب بن گئے۔ ایک انسان خواہ کتنا ہی عبقری، ذہین اور شخصی قوت کا مالک ہو لیکن اس کے لیے اتنی بڑی کامیابی کا حصول صدیوں میں بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس عظیم انقلاب کی مثال ازمنہ سابقہ و متاخرہ میں نہیں ملتی۔ یہ کامیابی آسمانی تائید، اللہ کی امداد اور آپؐ کی رسالت کی سچائی کی ربینِ منت ہے اور یہ اس کامل و ہمگیر دین کا اعجاز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور اپنی رسالت کو لوگوں کے لیے ختم کیا اور یہ ارادہ فرمایا کہ اس قوم کو بد بختی سے نجات دلائے جو زندگی کی بھول جھیلوں میں بھنس کر رہی تھی اور خواہشات و تعصبات کے چکر میں ذلت و رسوائی سے دوچار تھی۔ اور یہ بھی ارادہ فرمایا کہ اسے ہدایت کا راستہ دکھلائے اور اس کی آنکھیں کھولے تاکہ وہ نبوت کے سورج کی شعاعیں دیکھ سکے نیز قدرت کو یہ بھی منظور تھا کہ اسے اقوامِ عالم کی قیادت کے منصب پر فائز کرے، اس کے ذریعے تاریخ کے دھارے کو بدلے اور انسانیت کو ذلت سے نجات دلائے اور اس قوم کو حکمتِ کتاب کا وارث بنا سکے جو عقل و دانش رکھنے والوں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔

ایک لاکھ چودہ ہزار افراد، جو آنحضرتؐ کی تکذیب کرنے والے تھے وہ آپؐ کی تصدیق کرنے والے بن گئے۔ وہ آپؐ سے برسرِ پیکار تھے پھر آپؐ کے فرمانبردار بن گئے۔ قبل ازیں وہ آپؐ سے بغض رکھتے تھے پھر آپؐ کے عیب بن گئے۔ وہ آپؐ سے کرشمی اختیار کیے ہوئے تھے لیکن اطاعت گزار بن گئے۔ یہ انقلاب تیس سال میں رونما ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقت پر مبنی ایک کھلا کرشمہ ہے۔ اللہ بہت بلند و بزرگ ہے ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں اور آنحضرتؐ کی ذاتِ محمدی کی افرا پر دازیوں سے مبرا ہے اور پاک ہے تیرا رب، عزت کا مالک، ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں، اور سلام ہے مسلمان پر، اور ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

حجۃ الوداع میں دوسری چیز جس کی طرف توجہ مبذول کیے بغیر چارہ نہیں آنحضرتؐ کا وہ جاندار اور محکم خطابِ عام ہے جس کے مخاطبِ جلیل انسان ہیں اس میں آنحضرتؐ اور اپنی قیادت کی کامیابی کے بعد ان تمام اصول و مبادی کا اعلان فرمایا جن کا بیان آپؐ نے اپنی دعوت کے ابتدائی دور میں کیا تھا جبکہ آپؐ اکیلے اور مظلوم تھے اور جب آپؐ کی جماعت قلیل اور ضعیف تھی۔ یہ ثابت شدہ اور غیر قابلِ اصول ہیں جن پر قلت و کثرت، جنگ و سلامتی، شکست و فتح، دنیا کی پذیرائی و رد و دانی اور دشمنوں کی قوت و کمزوری کا کوئی اثر نہیں پڑتا حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا پرست لیڈروں کے عقاید و اصول بدلتے رہتے ہیں۔ کمزوری کی حالت میں ان کے اصول اور ہوتے ہیں اور قوت حاصل کرنے کے بعد وہ ان اصولوں سے انحراف کر لیتے ہیں۔ ان کے ظاہر و باطن میں اختلاف ہوتا ہے وہ ایسے نعرے لگاتے ہیں جن پر ان کا اعتقاد نہیں رہتا۔ کمزوری کی حالت میں وہ درویشوں کا لباس پہن لیتے ہیں اور قوت کی حالت میں بھیلوں کا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ

اس وجہ سے ہے کہ وہ مصلحت کے پینا مبر ہیں۔ ان کے برعکس انبیاء علیہم السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو مدار پر منڈلاتا ہے اور جو نور کے سمندروں میں تیرتا ہے ان دونوں کے درمیان واضح فرق ہے۔ جو اپنی نفسانیت کے لیے کام کرتے ہیں اور جو انسانیت کی بھلائی چاہتے ہیں ان دونوں گروہوں میں بڑا فرق ہے، شیطان کے ساتھی اور رحمان کے دوست کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجهم من
الظلمات الی النور والذین کفروا
اولیاءهم الطاغوت ۱ یشخرجونهم من النور
الی الظلمات ۲ اولئک اصحاب النار هم
فیہا ۳ خلدون ۴
(البقرہ - ۲۵۷)

جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار
اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں
نکال لاتا ہے۔ اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار
کرتے ہیں، ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں
اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف
کھینچ لے جاتے ہیں، یہ آگ میں جانے والے
لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔

۵۔ حبش اُسامہ

دعوت اسلامی کی نشر و اشاعت اور حمایت کے لیے نیرنئی اسلامی مملکت پر سرکشوں کی غارتگری کو روکنے اور
گھات میں بیٹھے ہوئے دشمنوں کی سرکوبی کے لیے آنحضرتؐ نے سب سے آخری کام جو انجام دیا وہ تھا کہ اُسامہ بن زید
کی قیادت میں ایک لشکر تیار کر کے شام کی طرف روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ رومیوں کا وہ لشکر جو ارض فلسطین میں بلقاؤ اور
داروم کے مقام پر ٹھہرا ہوا ہے اسے کچل دیا جائے۔ اس لشکر میں جلد مہاجرین و انصار شامل ہوئے اور نواح مدینہ میں
جو مسلمان آباد تھے ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔ جب لشکر مدینہ سے باہر نکل کر کوچ کی تیاری کرنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کے مرض و وفات کا آغاز ہوا اس لیے لشکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شغایابی کے انتظار میں اور
آنحضرتؐ سے معلومات اور ہدایات حاصل کرنے کے خیال سے توقف کیا۔ لیکن آنحضرتؐ کچھ روز کے بعد اس دار فانی
سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ کی سپرد کردہ امانت کا حق ادا کر دیا، رسالت کی پوری
طرح تبلیغ کر دی اور ایک ایسی فوج تیار ہو گئی جو تاریخ انسانی میں اس وسیع الاثر امانت کا بار اٹھانے کے قابل ہو۔
نیز صالحین کے لیے لشکر مہیا ہو گئے جو مکرر آرائی کر سکیں اور ایسی قیادت فراہم ہو گئی جو اسلامی جگلوں کی قیادت کی اہل ہو
اور ایسے عظیم اور صالح افراد تیار ہو گئے جو اسلامی مملکت کا نظام چلا سکیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اپنے
جوار رحمت میں بلایا صلی اللہ وسلم علی رسولہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور پوری انسانیت کی طرف سے آنحضرتؐ کو
بہترین جزا عطا فرمائے۔ اگر آنحضرتؐ تشریف نہ لاتے اور آنحضرتؐ کے تربیت یافتہ و فاشعار اور امانتدار متبعین نہ ہوتے

تو ہم آج کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شرف عطا فرمایا جو آپ سے قبل کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ نے اپنی زندگی ہی میں اپنی دعوت کے ثمرات دیکھ لیے۔ آپؐ کی تحرکی سرگرمیوں نے پورے جزیرہ کو اپنی پلیٹ میں لے لیا اور اسے ہمیشہ کے لیے بت پرستی سے پاک کر دیا۔ جی لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بتوں کو توڑا وہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر خوش تھے کہ انھیں گمراہی سے نجات عطا کی گئی۔ یہی وہ لوگ تھے جو قبل ازیں بتوں کے پجاری تھے ان کے سامنے اپنی پیشانیوں زمین پر رگڑتے تھے اور ان کا قرب حاصل کرتے تھے۔ پھر ان ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا اور وہ نور ہدایت کو لے کر زمین میں پھیل گئے اور اسے پوری مستعدی کے ساتھ لوگوں تک پہنچایا۔ یہ ایک ہی نسل ہے جو ایک زمانہ میں بتوں کی پوجا کیا کرتی تھی اور انہیں خدائی کا مرتبہ دیتی تھی۔ عبد جہلیت میں یہ ٹرولیدہ فکری کا شکار رہتی اور توہم پرستی کے رسم و رواج کے تحت زندگی گزارتی تھی۔ پھر عبد اسلام میں اسی نسل نے بتوں کو پاش پاش کر دیا اور تاریخ عرب میں عربوں کی پہلی مملکت قائم کی جو رسالت کی حامل ایک نظریاتی مملکت تھی اور ارد گرد کی بڑی بڑی قوموں کی نجات دہندہ اور معلم بن گئی، دوسری قوموں کو اس نے عزت کا راستہ دکھایا کیونکہ اس کے پاس ہدایت، روشنی اور مشفقانہ بھلائی تھی اور دوسری قومیں جہالت اور ظلمت کے قعرِ مذلت میں گری ہوئی تھیں حالانکہ قبل اسلام اہل عرب دوسری قوموں کو کبیر و عظیم گردانتے تھے اور سیاسی، فکری اور اجتماعی نقطہ نظر سے اپنے آپ کو ان سے کمتر سمجھتے تھے۔ زبانہ ماضی و حال کی تاریخ میں یہ ایک منفرد انقلاب ہے اور حبشِ اسامہؓ اس انقلاب کا عنوان اور آنحضرتؐ کی سعید و مبارک رسالت کے ثمرات میں سے ہے۔

اسامہؓ بن زید کو آنحضرتؐ نے سالار لشکر مقرر فرمایا وہ اس وقت بیس سالہ نوجوان تھے اور ان کے جھنڈے کے نیچے حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ وغیرہ جیسے بزرگ مہاجرین و انصار تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو قدیم الاسلام تھے اور اسلام کی خاطر آزمائشوں سے گزرے تھے اور عمر اور مرتبہ کے لحاظ سے اسامہؓ سے بڑے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان مرتبہ، عمر اور فضیلت کے فرق کو مٹانے کے لیے آنحضرتؐ کی یہ بہترین سنت ہے نیز اس سے یہ رہنمائی بھی حاصل ہوتی ہے کہ عمر اور مرتبہ کو نظر انداز کرتے ہوئے قابل اور باصلاحیت کارکن کو آگے لانا چاہیے۔ بزرگ مہاجرین و انصار جو تاریخ کی مسئلہ عظیم شخصیتیں ہیں اور جن کی مثل و نظیر ناپید ہے۔ وہ نوجوان اسامہؓ کی امارت پر راضی ہو گئے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جلیل القدر حضرات انتہائی پاکیزہ نفوس اور مہذب اخلاق کے حامل تھے اور ان کا یہ تزکیہ آنحضرتؐ کی ہدایت، تربیت اور ارشاد کا مرہونِ منت ہے۔

حضرت اسامہؓ کو حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ جیسے اکابر پر امیر مقرر کرنا ایک عظیم واقعہ ہے، جس کی مثال اہم سابقہ میں سے کسی امت میں بھی نہیں ملتی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں عبقری اور قابل نوجوانوں کے لیے میدان کھلے ہیں اور بشرط صلاحیت ان کو امور کی قیادت سپرد کی جاسکتی ہے۔ یہ ایک

بہت بڑا سبق ہے۔ اگر بعد کے ادوار میں مسلمان اس کو یاد رکھتے تو تاریخ اسلام شہداء و آلام سے پاک ہوتی اور اس اہم سبق کو بھلا دینے کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان سلطنتوں کی تاریخ فتنوں اور المیوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اس سلطنت کو ہلاک رکھ دیا اور ان کی طاقت کو کمزور کر دیا۔

آنحضرتؐ کو وحی آسمانی کی تائید حاصل تھی، آپ کو ایسی حکمت، راستی، دُور اندیشی اور عظیم سیاسی بصیرت ملتی تھی کہ آپ سے قبل کسی نبی پر ایسی فائز نش نہیں کی گئی اور تاریخ میں آپ جیسی عظیم شخصیت نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسامہؓ نوجوان سے راضی ہوا اور یہ امر بھی اسامہؓ کو مبارک ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اہلیتِ قیادت، صدقِ عزمیت اور حسنِ اسلام پر پورا اعتماد تھا اللہ تعالیٰ اسامہؓ سے راضی ہوا اور انہیں ہمارے ایمان دار اور باعمل نوجوانوں کے لیے پیشوا بنایا۔

د۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

آنحضرتؐ کو وحی کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کی اجل قریب ہے۔ آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں لوگوں سے کلماتِ تودیع فرمائے تھے۔ یہ خبر وحشت اثر میں کر صحابہ کرامؓ کے دل مضطرب و بے قرار اور خوف زدہ تھے کہ آنحضرتؐ کا آخری وقت قریب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آجاتا ہے تو پھر ٹالا نہیں جاسکتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۱۱ بروز دوشنبہ بوقت چاشت اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ جب آنحضرتؐ کی وفات کی خبر پھیلی تو جملہ صحابہؓ اس اندوہناک سانحہ سے اضطراب و بے قراری کا شکار ہو گئے۔ مدینہ منورہ میں زلزلہ آگیا اور کھرام پج گیا۔ اکثر قدیم الاسلام اکابر صحابہؓ پر حیرانی و وارفتگی کا عالم تھا۔ ان پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کسی نے چپ سا دھلی۔ کوئی سر اسید و ششدر جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ حضرت عمرؓ پر بدہوشی طاری تھی انہوں نے اپنی تلوار سونت لی اور وہ لوگوں کو یہ کہنے سے منع کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا لگنا یہ تھا کہ آنحضرتؐ نے غیوبت اختیار کر لی ہے اور آپ دوبارہ واپس تشریف لائیں گے۔ صرف حضرت ابو بکرؓ ہی کو اپنے جذبات پر قابو تھا۔ وہ آنحضرتؐ کے جھرمچ میں داخل ہوئے، آنحضرتؐ اپنے بستر پر تھے، آپ کا چہرہ مبارک کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو بوسہ دیا اور کہا:

”میرے ماں باپ آپ پر قربان، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ! آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کس قدر پاکیزہ ہیں۔ یہی ایک موت تھی جو آپ کا مقدر تھی۔ اس کے بعد آپ پر موت وارد نہیں کی جائے گی۔ یا رسول اللہ! اپنے پروردگار کے ہاں ہمارا ذکر فرمانا۔“

پھر حضرت ابو بکرؓ عجز سے باہر نکل کر لوگوں کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد یہ خطاب فرمایا:

”اے لوگو! جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا کرتا تھا وہ جان لے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو

رحلت فرما گئے ہیں اور جو اللہ کا عبادت گزار تھا تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے اور اس کے لیے موت نہیں ہے۔
پھر حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی،

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله
الارسل ما افان مات او قتل انقلبتم
على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه
فلن يضر الله شيئا وسيجزي الله
الشاكرين ۵

محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں
ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا
اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دئے جائیں تو تم لوگ
اسلئے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو جو اللہ پھرے گا
وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے
شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس

(آل عمران - ۱۴۴)

کی جزا دے گا

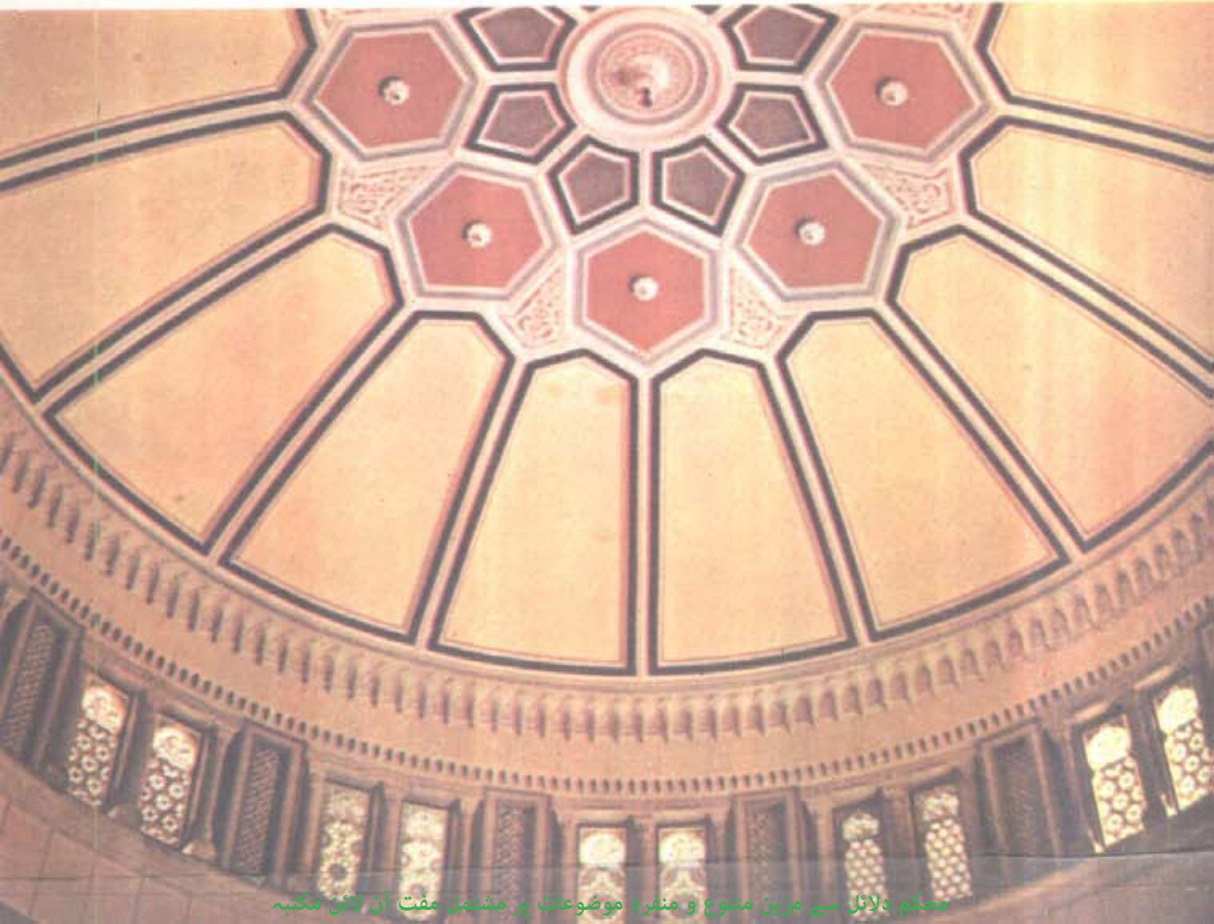
جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو صحابہؓ کو صدمہ کی دہشت سے افادہ ہو گیا۔ اس سے قبل انہوں نے
گویا یہ آیت سنی ہی نہ تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:
"اللہ کی قسم، میری یہ کیفیت تھی کہ جب میں نے یہ آیت حضرت ابوبکرؓ سے سنی تو مجھ پر کھپکھپی طاری ہو گئی۔ میرے
پاؤں مجھے سہار نہ سکے اور میں دھڑام سے زمین پر گر پڑا اور مجھے اس وقت معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فوت ہو چکے ہیں۔"

یہاں ہمارے لیے مندرجہ ذیل دو مبلغ سبق ہیں:

(۱) آنحضرتؐ کی وفات سے صحابہ کرامؓ پر دہشت طاری تھی اور انہیں یہ گمان ہوا کہ آنحضرتؐ پر موت وارو نہیں
ہو سکتی حالانکہ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ صحابہؓ کی یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے تھی
جوان کے جسم و جان میں رچی بسی ہوئی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ احباب کے فقدان کا صدمہ بقدر محبت ہوتا ہے۔
ہمارے مشاہدہ میں ایسے واقعات بھی آئے ہیں کہ کسی کا عزیز، نعت جگر یا والد فوت ہو گیا تو کئی روز تک اس کی یہ
حالت رہی کہ اسے اس عزیز کی موت کا یقین ہی نہ آیا اور دنیا میں کون سی ایسی محبت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی محبت سے بڑھ کر ہو، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو ہدایت نصیب کی۔ ان کو اندھیروں
نکال کر روشنی مہیا کی گئی۔ ان کی زندگیوں میں انقلاب رونما ہوا۔ انہیں بصیرت و بصارت عطا ہوئی اور انہیں قیادت
عظمت کے اعلیٰ مراتب پر فائز کیا گیا۔ آنحضرتؐ اپنی حیات طیبہ میں صحابہ کرامؓ کے مربی، قاضی اور مرشد تھے جن کے پاس
وہ مصائب و شدائد میں پناہ حاصل کرتے تھے اور حادثات میں آپؐ سے رہنمائی لیتے تھے اور آپؐ ہی کے ذریعے
ان تک اللہ تعالیٰ کے بنیامات، اقوال اور تعلیمات پہنچتی تھیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے باعث یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔
ظاہر ہے کہ اس صدمہ سے بڑا اور دور رس نتائج کا حامل اور کون سا صدمہ ہو سکتا ہے؟

(۲) حضرت ابوبکرؓ نے اس سانحہ کے وقت جس پامردی کا ثبوت دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ میں تکالیف و مصائب سے عمدہ برآ ہونے کی بے پناہ روحانی و جسمانی طاقت تھی اور اس صفت میں دوسرا کوئی صحابی ان کا ہم پایہ نہ تھا۔ اسی وجہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے سب سے زیادہ معتد اقرار پائے۔ نیز حضرت ابوبکرؓ نے جزیرہ عرب میں فتنہ ارتداد کی سرکوبی جس طرح کی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہی منصب خلافت کھیلے اہل ترین تھے۔

اشاریہ



اَلْاَشْرَافُ رِیَاضِ نَفِیْسِ
رَسُولِے مُبَرَّ

جلد اول تا چہارم

شمارہ نمبر ۱۳ دسمبر ۱۹۸۲ — جنوری ۱۹۸۳

مرتبہ
سیّد جمیل حسد رضوی

تعارُف

آئندہ صفحات میں نقوشِ رسولِ مہذب، جلد اول تا چہارم، شمارہ ۱۳۰ (دسمبر ۱۹۸۲ء - جنوری ۱۹۸۳ء) کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے، اس میں پانچ قسم کے اشاریے شامل ہیں۔

پہلا اشاریہ مقالہ نگاران اور مقالات کے اہم نکات پر مشتمل ہے، اس میں پہلے مقالہ نگار کا نام ہے، اس کے بعد مقالے کا عنوان درج کیا ہے۔ بعد میں قوسین میں جلد نمبر کو ظاہر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ان صفحات کی نشاندہی کر دی ہے جن پر وہ مقالہ موجود ہے۔ اس تفصیل کے بعد مقالے کے اہم نکات مع صفحات درج کر دیے ہیں۔ ان نکات کو مقالہ نگار کے الفاظ ہی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر کسی مقالے میں ذیلی سرخیوں موجود نہیں ہیں تو پھر مقالے سے اہم نکات کو اخذ کر کے درج کر دیے ہیں۔ اس طرح پورے مقالے کے اہم نکات کو ایک نظر میں دیکھا جاسکتا ہے، گویا اس کی جہتیت توضیحی اشاریہ کی ہے۔

دوسرا اشاریہ مقالات کا ہے، اس میں پہلے مقالے کا عنوان ہے۔ اس کے بعد مقالہ نگار کا نام ہے۔ بعد میں قوسین میں جلد نمبر کو لکھا گیا ہے اس کے بعد ان صفحات کو درج کر دیے ہیں جن پر وہ مقالہ مشتمل ہے۔

تیسرا اشاریہ موضوعات کا ہے، اس میں موضوعی سرخیوں کے تحت ان مقالات کو درج کیا گیا ہے جو اس موضوع سے متعلق ہیں، اگر کوئی مقالہ ایک سے زیادہ موضوعات سے بحث کرتا ہے تو اس کو ایک سے زیادہ موضوعی سرخیاں (SUBJECT HEADINGS) دی گئی ہیں۔ موضوعات کے ذیل میں مقالات کی ترتیب مقالہ نگار کے نام کے اعتبار سے لفظی ہے، پہلے مقالہ نگار کا نام، اس کے بعد مقالے کا عنوان اور اس کے بعد قوسین میں جلد نمبر ہے۔ بعد میں ان صفحات کو درج کر دیے ہیں جن پر وہ مقالہ مشتمل ہے۔

چوتھا اشاریہ مقامات سے متعلق ہے۔ اس میں پہلے مقام کا نام، پھر قوسین میں جلد نمبر اور اس کے بعد اس صفحے کا نمبر درج کیا ہے جس پر وہ نام موجود ہے۔ اگر ایک صفحے میں کسی مقام کا نام کئی بار آیا ہے تو اس کو صرف ایک بار ہی درج کیا ہے۔

آخری اشاریہ کتب کے بارے میں ہے۔ اس میں پہلے کتاب کا عنوان، پھر مصنف کا نام درج کیا ہے۔ اس کے بعد قوسین میں جلد نمبر کو ظاہر کیا گیا ہے۔ بعد میں اس صفحے کا نمبر درج کیا ہے جس پر کتاب کا ذکر آیا ہے۔ اگر کسی صفحے پر ایک سے زیادہ بار اس کتاب کا حوالہ آیا ہے، تو زیرِ نظر شمارہ میں صرف ایک مرتبہ اس کا اندراج کیا ہے، یہ اشاریہ ان آخذ و مصادر کی نشان دہی کرتا ہے جن سے مقالہ نگاروں نے استفادہ کیا ہے۔

آخر میں ان سب کاموں ہوں جنہوں نے اشاریہ سازی میں کسی قسم کی مدد کی بالخصوص اپنے اپنے رفیق کار جناب محمد حنیف کا پاس گزار ہوں جنہوں نے ایک مرحلے پر اشاریہ کے کارڈوں کو ترتیب دینے میں دستِ تعاون بڑھایا۔ خداوندِ عالم ان سب کو جزائے خیر دے۔

مقالہ نگاران

(اور مقالات کے اہم نکات)

۱

اسلام کی تین خصوصیتیں ۳۲۳، درخشاں حقائق ۳۲۴

تذکرہ و تذکیر ۳۲۵، تذکرہ تبلیغ اور پسند و قبول ۳۲۵،
خوف و حزن ۳۲۶، عقل اور ماورائے عقل ۳۲۶، مرد
عورت کی اخلاقی مساوات ۳۲۷، قرآن کریم کی شہادت ۳۲۷،
صبر اور شکر ۳۲۸، اکتساب مال اور انفاق مال ۳۲۹،
بد عملی کا بڑا مرکز ۳۲۹، فضیلت و کامرانی کے طریقے ۳۳۰،
ذات و صفات ۳۳۱، دریا زندگیوں کا ایک ہی حل ۳۳۱،
محکمات و تشابہات ۳۳۲، وفائے عہد و قرآن ۳۳۲،
قرآنی ارشادات ۳۳۳، رسول اکرم کی شانِ رافت و حرمت
۳۳۴، پیامِ موعظت کی ضرورت ۳۳۵، تاریخ انسانیت
کے نوادر ۳۳۵، تذکرہ و تبشیر ۳۳۶، سورۃ فاتحہ کی
تعلیمی روح - ۳۳۶ (۸)

آزاد، ابوالکلام؛ کارنامہ سیرت، بے رحم تاریخ کی کسوٹی پر (۳)

۲۸۹-۳۰۵

وجود مقدس کی لائسنس ۲۸۹، مطالعہ سیرت کے
طریقے ۲۸۹، قرآنی معیار ۲۸۹، رحمتہ للعالمین ۲۹۰،
بے کس اور مجبور انسان ۲۹۰، ظہور نبوی اور نبیوں ۲۹۱،
تاریخ کی شہادت ۲۹۲، دورِ شہنشاہیت ۲۹۲، پیامیت
اور عقلِ انسانی کی مجبوری ۲۹۳، محرشیدِ خلافت ۲۹۳،
مسیحی دنیا کے نامِ اسلام کا پیغام ۲۹۵، اربابِ امن و امان
کی تعمیر ۲۹۶، یورپ کا درنشاۃ ثانیہ ۲۹۶، کلیسا کا

آزاد، ابوالکلام؛ پیغام محمد (۳) ۳۰۶-۳۲۷

عالمگیر دعوت ۳۰۶، پیامِ زندگی ۳۰۶، توحید ۳۰۷،
بعض ضروری نکتے ۳۰۷، نبوت کی روشن ترین دلیل
۳۰۸، پیغمبر اسلام کی صداقت ۳۰۹، دین میں جبر
نہیں ۳۱۰، خدا پرستی اور نیک عملی ۳۱۰، ادھر دناوی
۳۱۱، فرما بزرگواروں کے نشان ۳۱۲، ایمان والوں کے
پانچ وصف ۳۱۲، راہِ حق کے پیرو ۳۱۳، طریقِ خیر
سعادت ۳۱۳، نظم و نفاذ میں اصل اصول ۳۱۳،
مسلمانوں کے لیے اصل دین ۳۱۴، قواموں بالقسط
۳۱۴، بنیادی و مستقر العمل ۳۱۴، انسانی مساوات
۳۱۵، دین کی اصل عظیم ۳۱۵-۳۱۶، راہِ ۳۱۶، عمل
کی کمائی ۳۱۶، دنیا پرستی کا غرور ۳۱۶، آخرت کی نجات
۳۱۷، حق و باطل کا معیار ۳۱۷، منکرینِ آخرت ۳۱۸،
مشکلیں اور آزمائشیں ۳۱۸، صبر و ثبات ۳۱۸، مسلمانوں
کا نصب العین ۳۱۹، وحدتِ دعوت ۳۱۹، ایمان اور
محبت ۳۱۹، قرآن مجید کے چار وصف ۳۲۰، اعلان
ہی نہیں دلیل بھی ۳۲۰، صراطِ مستقیم اور دینِ قیم ۳۲۱،
دین کے تین بنیادی اصول ۳۲۱، دکھاوے کی خیرات
۳۲۲، محبت و مہربانی کے تقاضے ۳۲۲، مومن اور
امید یقین ۳۲۲، قبولِ حق کی استعداد ۳۲۳، دعوت

مصلح ۲۹۷، ساتویں صدی عیسوی کا عہد سعادت
۲۹۸، تاریخ عالم کی مستند حقیقت ۲۹۸، قدیم ہندوستان
۲۹۹، عقیدہ تناسخ، ہندوستان کا عہد سعادت ۳۰۱
عرب کا عہد جاہلیت ۳۰۲، عرب کا عظیم الشان
انقلاب ۳۰۳

آزاد محمد اسماعیل: اسلامی معاشرہ اور نابینا افراد
(۳)، ۴۷۶-۴۹۸۔

نابینا افراد کے مسائل قرآن و سنت کی روشنی میں ۴۷۷
نابینائی اور مذاہب عالم ۴۷۹

نابینائی دربار رسالت میں ۴۸۰، عہد رسالت میں نابینا
افراد کی تعلیم و تربیت ۴۸۲، دور رسالت میں نابینا افراد
کی کارگزاریاں ۴۸۵، دور رسالت میں نابینا افراد کے
ساتھ ان کے اہل خاندان کا رویہ ۴۹۰، دور رسالت
میں نابینا افراد اور ان کی ازدواجی زندگی ۴۹۲،

دور رسالت میں نابینا افراد پر سردارِ گار ۴۹۳ اسلام
میں نابینا افراد کے حقوق ۴۹۶، خلاصہ ۴۹۷۔

ادوالاعلیٰ مودودی: سید دیکھئے مودودی، سید ابوالاعلیٰ
ابوبکر غزنوی، سید رحمت عالم کا ہمہ گیر انقلاب

(۴)، ۳۳-۳۹

محمدی انقلاب: ابتدائی مرحلوں میں ۳۳، محنت کش
اور مزدور کو عزت بخشی ۳۴، سب کچھ لٹا دیا ۳۷،
معاشرے کے منتشر اجزاء کو مرتب کیا۔ ۳۸۔

ابوالحسن علی ندوی: سید دیکھئے، ندوی سید ابوالحسن علی

ابولہٰمان شاہجہانپوری: الدفاع فی الاسلام (۴)، ۲۸۷-۲۹۷

جماد ۲۸۷، جہاد کی قسمیں ۲۸۹، حقیقت حکم دفاع

۲۸۹، نفیر کا مطلب ۲۹۱، احکام قطعہ دفاع ۲۹۲

ترتیب وجوب دفاع ۲۹۳، فضائل دفاع ۲۹۵

ابوالکلام آزاد: دیکھئے آزاد، ابوالکلام
ابو محمد شاقب کانپوری: دیکھئے شاقب کانپوری، ابو محمد
احسان عباس: ناصر الدین اسد ابن حرم الاندلسی اور جوامع اسیر
ترجمہ و اضافہ: محمد تمیم اصلاحي، ۵۹۵-۵۱۴

تقدیم و تعارف ۵۹۵، مصنف ۵۹۷، دجر تالیف
۶۰۱، ماخذ ۶۰۲، مقبولیت و اہمیت ۶۰۳، ابن حرم
کی تاریخ نویسی اور جوامع اسیرہ کی خصوصیات ۶۰۴،
سیرت ابن حرم کا نام ۶۰۷، مخطوطہ اور اس کی سند ۶۰۷
حواشی و حوالہ جات ۶۱۱

احمد شاہ، معین الدین: دعوت نبوی کے اصول و مقاصد

(۳)، ۶۷۴-۶۸۶

دعوت نبوی کی اصل عظیم علم و عمل کی ہم آہنگی ۶۷۵،
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی کارنامہ ۶۸۰، دعوت
نبوی کا اقتصاد طبعی مصالحت و امن پسندی ۶۸۲

عبد شلبي: اسلامی عہد میں تعلیم نسوان (۴)، ۱۰۶-۱۱۴

اسلام اور تعلیم نسوان ۱۰۷، دینیات ۱۰۹، ادب ۱۱۰

موسیقی و لغت ۱۱۱، طب ۱۱۳، فوجی خدمات ۱۱۳، دیگر سرگرمیاں

۱۱۴

ارشاد رشید احمد: رسول اللہ اور طرز معاشرت

(۳)، ۴۱۸-۴۲۶

سیرت نبوی کی اہمیت ۴۱۸، کامل شخصیت ۴۱۹،

عزم و استقلال ۴۱۹، نظام حکمرانی ۴۲۰، حکام کا تقرر

۴۲۰، تقرر کا معیار ۴۲۰، حکام کے فرائض ۴۲۰،

خوش اخلاقی کی ہدایت ۴۲۱، تشدد کی ممانعت ۴۲۲،

محصّلین اور غلام ۴۲۲، محصلین کو ہدایت ۴۲۲

نذرانے کی ممانعت ۴۲۳، خویش پروری کا خاتمہ ۴۲۳

درخواست کی ممانعت ۴۲۳، مزدوروں سے حسن سلوک

اسرار احمد، ڈاکٹر: نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
(۳۲۸-۳۶۵) (تقریر)

ایمان ۳۳۹، توقیر و تعظیم ۳۴۰، اطاعت ۳۴۲،
محبت ۳۴۳، اتباع ۳۴۵، نصرت رسولؐ ۳۴۸

تبلیغ کا بارگراں ۳۴۹، اتباع کا اقتضاء ۳۵۵،
متفقہ سنت رسولؐ ۳۵۶، نصرت کا قرآن میں
مقام ۳۵۷، اتباع قرآن مجید ۳۵۸، جبل اللہ
۳۵۹، حرف آخر ۳۶۴

اسرار احمد، ڈاکٹر: نبی کریمؐ کا مقصد بعثت (قرآن حکیم کی
روشنی میں) را، ۳۱۲-۳۵۰

بعثت انبیاء کی اساسی غرض و نعت ۱۱۲، بعثت
محمدؐ کی اتنامی اور تکمیلی شان ۳۲۳، انقلاب نبویؐ کا
اساسی منہاج ۳۲۸

اشرف علی تھانوی: سرور کائناتؐ کے حقوق امت پر

۴۳۴-۴۳۴

حب رسولؐ ۴۲۷، پہلی روایت ۴۲۷، دوسری

روایت ۴۲۸، تیسری روایت ۴۲۸، چوتھی روایت

۴۲۸، پانچویں روایت ۴۲۹، آنحضرتؐ کے ادب و

احترام کا واجب ہونا ۴۲۹، آپؐ کی عظمت اور احترام

کے بارے میں روایات ۴۳۲

اشرف علی تھانوی: ترجمہ شہید الحبیب از الملیٰ بخش کاندھلوی

۲۶۸-۲۶۹

اصلاحی امین احسن: نبیؐ اپنے گھر میں ۳۸۵-۳۹۵

اہل بیت کا مشغہ ۳۸۶، آزادانہ انتخاب ۳۸۸،

محبت، اعتماد و رزق داری کی فضا ۳۹۰، محاسبہ ۳۹۳

اصلاحی امین احسن: نبیؐ بحیثیت ایک مدبر اور ماہر سیاست

محنت کی فضیلت ۴۲۴، خطاب و کلام ۴۲۴،

راست گفتاری ۴۲۵، غیرت و دجا ۴۲۵، صفائی اور

پاکیزگی ۴۲۵، سادگی ۴۲۵، جود و عطا ۴۲۶،

خدمت خلق ۴۲۷

ارشاد سید رشید احمد: عہد رسولؐ میں نظام تعلیم

۱۲۸-۱۳۶

مین کا تمدن ۱۲۸، مخصوص رسم الخط ۱۲۸، دورِ عالمیت

۱۲۹، مکہ معظمہ کی مرکزیت ۱۲۹، تعلیم کا سنگ بنیاد ۱۲۹، تعلیم

تبلیغ ۱۲۹، علم کی فضیلت ۱۳۰، احادیث نبویؐ ۱۳۱،

معلم دینیہ ۱۳۱، عام اور لازمی تعلیم ۱۳۲، اتنامی

جامعہ ۱۳۲، اصحاب صفہ ۱۳۲، طلبہ کی تعداد ۱۳۲،

نصاب تعلیم ۱۳۳، تعلیم بالغان ۱۳۳، قرآنی

شہادت ۱۳۳، جنگی قیدیوں کی تعلیمی خدمات ۱۳۴،

غیر زبانوں کی تعلیم ۱۳۴، ماہر السنہ ۱۳۴، مخصوص

اساتذہ ۱۳۵، فنون سپر گری ۱۳۵، خواتین کی

تعلیم ۱۳۵، طریقہ تعلیم ۱۳۶، انقلابی نتائج ۱۳۶

ارشاد سیر: جناب رسالتؐ مآب کی شگفتہ مزاجی

۲۶۹-۲۷۳

مزاح ۲۶۹، مزاح میں مناسبت کا پہلو ۲۶۹،

شائستہ مزاح تبلیغی اور دینی ضرورت ۲۷۰، مزاح

کے واقعات ۲۷۱، آپؐ کا تبسم ۲۷۲، آپؐ کا مزاح

شگفتگی اور پاکیزگی کا حامل تھا ۲۷۳

اسحاق لبنی علوی دیکھئے، علوی، اسحاق لبنی

اسد، ناصر الدین (شریک مقالہ)، ابن حرم الاندلسی اور طابع

السیرۃ از داہلہ احسان عباس رو، ڈاکٹر ناصر الدین اسد

ترجمہ و اضافہ از محمد اجمل اصلاحی را، ۵۹۵-۶۱۴

(۳) ۶۲۳ — ۶۲۸

اسلام سے پہلے عرب قوم کی سیاسی حالت ۶۲۲ء
آپ کی سیاست کا ایک اہم پہلو ۶۲۳ء اصولوں
کے لیے جان و مال کی قربانی ۶۲۵ء پاکیزہ سیاست
۶۲۵ء اجتماعی اور سیاسی زندگی کی اخلاقیات ۶۲۵ء
امن و عدل کی حکومت ۶۲۶ء اسلامی انقلاب میں
ناموس کی حفاظت ۶۲۶ء نبوی کرد و فری بجائے غلام
الہی کا جلال ۶۲۷ء اسلامی انقلاب کو آگے بڑھانے کے
لیے ایک جماعت کی ترتیب ۶۲۷ء

اصلاحی، امین احسن و محمود حسن شیخ المنہ: حقیقت توحید اور حقیقت

دہی (۲) ۲۶۷ — ۳۲۷

مُتَدَلِّل کے اولین مخاطب ۲۶۸ء قرآن کا طرز
استدلال ۲۶۸ء قرآنی استدلال کی اساس ۲۷۰ء
توحید کے عمومی دلائل ۲۷۳ء کائنات کا حسن و جمال
۲۷۳ء کائنات کے مختلف اجزا کا باہمی توافقی ۲۷۴ء
ضد سے ضد کا وجود ۲۸۰ء مقدمات سے منفعات کا
وجود ۲۸۱ء مظاہر کائنات کی تسخیر ۲۸۲ء کائنات
کی حکمت تدبیر ۲۸۳ء نظم اجتماعی کے لیے لازم ہے
کہ حاکمیت غیر منقسم ہو ۲۸۴ء حق و باطل کی آویزش
اور حق کا غلبہ ۲۸۵ء اشارات ۲۸۷ء توحید کے دلائل
انفس میں ۲۹۰ء: عہدِ فطرت ۲۹۰ء علم و تقیین کی فطری
طلب ۲۹۵ء فطرت انسانی کا علو ۲۹۷ء انسان کا
صنعت و اقتصاد ۳۰۰ء توحید کے خصوصی دلائل - دلائل
بجائے مسلمات مخاطب ۳۰۲ء: شرکاء کے لیے کوئی دلیل
نہیں ہے ۳۰۴ء لوازم سے استدلال ۳۰۶ء دلیل
عدل ۳۱۵ء اہل کتاب اور منافقین ۳۱۶ء پچھلی فصل

کا خلاصہ ۳۱۸ء توحید کے اثرات ۳۲۰ء توحید کی ہیئت

دین میں ۳۲۴ء

اصلاحی، شرف الدین: عہدِ جدید کے مسائل اور آنحضرت کا پیغام

(۳) ۷۰۳ — ۷۱۱

عصرِ حاضر کے مسائل ۷۰۳ء عہدِ جدید کے خاص خاص
مسائل ۷۰۸ء انسان، انسان کی بقا و سلامتی کا مسئلہ
۷۰۸ء رنگِ زبان اور وطن کے امتیاز کا مسئلہ ۷۰۹ء
سیاسی کشمکش ۷۰۹ء کردار کی پستی اور اخلاقی گراؤ
۷۱۰ء معاشی مسائل ۷۱۰ء سرمایہ داری ۷۱۰ء اسلام کے
اقتصادی نظام کے نفاذ کا اثر ۷۱۱ء

اصلاحی، محمد اہمل: ابنِ ہشام اور سیرت ابنِ ہشام

(۱) ۴۵۲ — ۴۹۷

ابنِ ہشام ۴۵۲ء حالاتِ زندگی ۴۵۴ء شیوخ و اساتذہ
۴۵۹ء علمی مرتبہ ۴۶۲ء تلامذہ ۴۶۳ء تصنیفات
۴۶۴ء وفات ۴۶۵ء سیرت ابنِ ہشام: مؤلف
سیرت ۴۶۶ء راوی سیرت ۴۶۷ء ابنِ ہشام کا
کارنامہ ۴۶۸ء تلخیص و تدوینِ جدید ۴۶۹ء تنزیہ
منق ۴۷۰ء حواشی اور تعلیقات ۴۷۳ء شغری مواد کی
تحقیق و تنقید ۴۷۷ء ابنِ ہشام کے مآخذ ۴۷۸ء اسناد
میں ابنِ ہشام کا منہج ۴۷۹ء معروف مآخذ ۴۸۰ء نبول
مآخذ ۴۸۳ء مقبولیت اور اشاعت ۴۸۴ء شذوہ
۴۸۵ء تلخیصات ۴۸۶ء منظومات ۴۸۷ء تراجم
۴۸۸ء ایڈیشن ۴۸۸ء حواشی اور حوالہ جات ۴۸۹ء
اصلاحی، محمد اہمل (مترجم): پہلے سیرت نگار - حضرت عروہ بن
الزبیر از خلیل ابراہیم (۱) ۳۹۷ — ۴۰۹ء
اصلاحی، محمد اہمل (مترجم): المختار دوسے اختصار المغازی

والستیر از شوق سے ضیف

(۱) ۶۱۵ - ۶۳۶

اعجازِ لکھی قدوسی دیکھئے قدوسی اعجازِ الحق
افضل حق: ظہورِ قدوسی (۴) ۴۰۳ - ۴۰۴دعائے خلیل اور نوید مسیحا ۴۰۴، میلادِ الہی ۴۰۵،
صحرائی تربیت ۴۰۵، آئینہ کالال ۴۰۶، یتیم مکہ
۴۰۶، دینِ ضیف کا آخری شمار ۴۰۶، قدوسی کا
شاہکار ۴۰۷اقبال علامہ ڈاکٹر محمد: جناب رسالتِ آپ کا ادبی تبصرہ
(۴) ۶۴۷ - ۶۴۸امراءِ اقبیس کے بارے میں آپ کی رائے ۶۴۷،
عنترہ کے بارے میں آنحضرتؐ کی رائے ۶۴۸
اقبال علامہ ڈاکٹر محمد: محفل میلادِ الہی صلی اللہ علیہ وسلم
(۴) ۶۴۹ - ۶۵۰وردِ صلوٰۃ ۶۴۹، اسوۂ رسولؐ سے واقف ہونا
۶۴۹، یادِ رسولؐ کا قلوب پر اثر ۶۴۹، مکارمِ اخلاق
کی تکمیل ۶۵۰، اخلاقِ نبویؐ کی تعلیم ۶۵۰
اقبال احمد نوری دیکھئے نوری، اقبال احمد
الہی بخش کا ندھلوی: بشیم الحبیب ترجمہ اشرف علی تھانوی
(۴) ۶۴۹ - ۶۴۸شمالِ نبوی ۶۴۹، وصلِ دوم آپؐ کے تقسیمِ اوقات و
طرزِ معاشرت ۶۵۱، وصلِ سوم تتمہ وصلِ اول میں
۶۵۳، وصلِ چہارم آپؐ کے طیب و مطیب ہونے
میں ۶۵۵، وصلِ پنجم آپؐ کی قوتِ بصیرت میں ۶۵۶،
وصلِ ششم آپؐ کی قوتِ بذریعہ وغیرہ میں ۶۵۶، وصل
ہفتم آپؐ کے بعض جناس کے بارے میں ۶۵۶، وصلہشتم آپؐ کے کلامِ طعام و طعام و قیود و قیام میں
۶۵۷، وصلِ نهم آپؐ کی بعض صفات و مکارمِ اخلاق
شجاعت و سخاوت سمیت دجاہ و بلے نفسی و اشعار وغیرہ
میں ۶۵۷، وصلِ دهم آپؐ کی شخصیت میں ۶۵۸، وصل
یازدہم تتمہ وصلِ نهم ۶۵۸، وصلِ دوازدهم دوسرے
بعض اخلاقِ مجیدہ و طرزِ معاشرت میں ۶۵۹، وصل
سیزدہم تتمہ وصلِ ہشتم میں ۶۶۰، وصلِ چہاردهم آپؐ کے
سنگِ معیشت اختیار کرنے میں ۶۶۱، وصلِ پانزدہم آپؐ
کی خشیتِ مجاہدہ میں ۶۶۱، وصلِ شانزدہم آپؐ کے حسنِ جمال
میں ۶۶۱، وصلِ ہفتم آپؐ کے فنی و تواضع و پاکیزگی
طبیعت میں ۶۶۲، وصلِ ہشتم آپؐ کے اعتدالِ تہذیب
میں ۶۶۲، وصلِ نوزدهم تتمہ وصلِ ہشتم و سیزدہم میں ۶۶۳،
وصلِ بستم آپؐ کی وفات شریفہ میں ۶۶۵، وصلِ بستمِ دیکم
۶۶۶، وصلِ بستمِ سوم - تتمہ وصلِ ہفتم و بستمِ دومتتمہ وصلِ ہفتم میں ۶۶۵، وصلِ بستمِ دوم آپؐ کے مزاج
میں ۶۶۶، وصلِ بستمِ چہارم آپؐ کے بعض عوارض
و بشریت کے ظہور اور اس کی حکمت میں ۶۶۶، وصلِ بستمِ
پنجم آپؐ کی روح پران عوارض کے اثر نہ ہونے میں ۶۶۷،
امیر علی، سید: دینائے قبل از اسلام پر ایک نظر - ترجمہ از محمد
بادی حسن (۳) ۲۱ - ۴۰اہلِ بابل کا مذہب ۶۶۲، ہندوستان میں آریائی مذہب
۶۶۴، ہندوؤں کی حماسہ سرائی میں ان کے مذہبی عقیدے
۶۶۷، قدیم ایران پر ایک نظر ۶۶۸، یہودوں کے مظالم ۶۶۸،
حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات ۶۶۹
امین الدین، سید: طبِ نبویؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)
(۴) ۹۲ - ۱۰۰

شرعتِ اسلام اور خلیفانِ محبت ۹۲، دانتوں کی صفائی

۲۳-۵۰

سیرت نبوی کی توقیت ۴۲، نبی کریم کی ازواج مطہرات ۴۴، آپ کی صاحبزادیاں اور صاحبزادے ۴۵، آپ کا لباس ۴۶، حضور کا اسلحہ ۴۶، عبد نبوی کی مساجد ۴۶، سرورِ کونین کے قاصد ۴۷، مقرر کردہ محصلین ۴۷، مدینہ میں ناہین ۴۸، عمالِ نبوی (دورِ زمر) ۴۸، بیعت عقبہ اولیٰ کے چھ افراد ۴۸، رسول اکرم کے مدنی نقیب ۴۸، حضور کے آزاد کردہ غلام ۴۹، حضور کے کاتبانِ وحی ۴۹، حضور کے محافظ ۴۹، وہ لوگ جن کی شکل و صورت حضور سے ملتی تھی ۴۹، حضور کے خدام ۴۹، عبدِ رسول کے مفتی ۴۹، ہجرت ۵۰۔

برق، غلامِ جیلانی، مہماتِ رسول (۴)، ۳۷۲-۳۳۲۔

اسلام بزرگ شیر کا آرام ۳۷۶، مکہ میں حضور کی مشکلات ۳۷۷، بعد از ہجرت ۳۷۹، اذنِ جہاد ۳۸۰، دفاعی تدابیر ۳۸۱، مہمات کی تقسیم ۳۸۱، سر یہ حمزہ بن عبد المطلب ۳۸۲، عبید بن حارث کی مہم ۳۸۲، حضرت سعد بن ابی وقاص کی مہم ۳۸۳، غزوۃ الابرار ۳۸۳، ابرار ۳۸۳، غزوۃ بواط ۳۸۴، غزوۃ تھلج ۳۸۴، غزوۃ ذی العشیر ۳۸۴، عبد اللہ بن جحش کی مہم ۳۸۵، غزوۃ بدر ۳۸۶، حضور کی بدکردار لڑائی ۳۸۷، غزوۃ بنی قینقاع ۳۸۸، غزوۃ بنو نضیر ۳۹۱، غزوۃ قرقۃ الکدر ۳۹۲، غزوۃ غطفان ۳۹۳، غزوۃ بنو سلمہ ۳۹۳، حضرت زید بن حارثہ کی مہم ۳۹۳، غزوۃ احد ۳۹۴، مہم قتل ۳۹۷، وادیِ حُرثہ کی مہم ۳۹۷، بیئر معونہ کی مہم ۳۹۸، رجیع کی مہم ۳۹۹، غزوۃ بنو نضیر ۴۰۰، غزوۃ بدر الموحد ۴۰۰، غزوۃ ذات الرقاع ۴۰۱، غزوۃ دومۃ الجندل ۴۰۱،

۹۳، پانی پینے کے آداب ۹۴، لباس کی صفائی

۹۴، جسم کی صفائی ۹۵، آپ کی پسندیدہ غذائیں

۹۷، پرہیز ۹۸

انوارِ کبریٰ، محمدؐ اور اوصافِ رسولؐ، ۱۶۳-۲۲۷

سادہ زندگی ۱۶۳، حسن معاشرت اور خوش خلقی ۱۶۷

شجاعت ۱۷۱، ثبات و استقلال ۱۷۲، حکم اور تحمل

۱۷۸، حضورِ رحم ۱۸۱، صبر و شکر ۱۸۴، سخاوت

۱۹۰، انبیا اور حسن سلوک ۱۹۴، محبت و شفقت

۱۹۶، عدل و انصاف ۲۰۱، تواضع اور انکسار ۲۰۴

صدق ۲۰۹، حیا ۲۱۴، وقار و ثبات ۲۱۶، زندہ ولی

اور شگفتہ مزاجی ۲۱۷، اتباعِ سنت اور ہم ۲۲۰،

ب

بہی، اے جی: محمدؐ اور عیسیٰؑ، ۵۴۸-۵۴۹

اس مقالے میں حضرت عیسیٰؑ اور آپ کے عہد کے

حالات کا تقابلی پیش کیا گیا ہے۔

برق، غلامِ جیلانی: ابن الجوزی اور سوانحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۰۱-۷۰۸

حضور کی ولادت ۷۰۱، حسبِ نسب ۷۰۲، حضور

کی رضاعی مائیں ۷۰۳، حضرت آمنہ کی وفات اور البعد

۷۰۳، تجارتی سفر ۷۰۳، حضور کے کپچے ۷۰۴، حضور

کی پھر پھیاں ۷۰۴، حضور کی کنیزیں ۷۰۵، حضور کے

خدام و غلام ۷۰۵، حضور کی اولاد ۷۰۵، حضور کے

مرکب ۷۰۶، حضور کے دو حیلے جانور ۷۰۷،

حضور کی تلواریں ۷۰۷، حضور کی کمانیں ۷۰۷، حضور کے

نیزے ۷۰۸، حضور کی ڈھالیں ۷۰۷، حضور کی زریں ۷۰۸

برق، غلامِ جیلانی: رسالتِ نامہ - دریا بہ حجاب اندر

بشیر الدین بیدت، ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارات آنحضرت،

سنتی اللہ علیہ وسلم (۴)، ۵۵۵-۵۵۹

آپ نشہ ۵۵۵-سام میں آنحضرت وسلم کا ذکر ۵۵۵

تشریح ۵۵۶، افسردہ دیکھ کے کتاب سوکت میں بشارات

۵۵۶، کتاب سوکت کا پہلا منتر-اُمم مبارک آنحضرت

صلعم ۵۵۶، وضع اہم گرامی ۵۵۷، جنگِ احزاب کا

مفصل ذکر ۵۵۸۔

البصیر، محمد شرف الدین، قصیدہ بردہ شریف-فارسی ترجمہ از

ملا محمد عبد الرحمن جامی، اردو ترجمہ از محمد فیاض الدین نظامی

بہزاد دکن (۲)، ۴۰-۷۰

اس میں قصیدہ بردہ کا عربی متن شامل کیا گیا ہے۔ اس کے

ساتھ دو منظوم ترجمے فارسی اور اردو میں درج کیے گئے ہیں

ت

تحسین فراقی (مترجم): ابن اسحق اور سیرۃ الرسول اللہؐ از

الفرید گیم را، ۴۱۰-۴۵۱

تمتاعادی: کتاب اللہ-محمدؐ سرّ رسول اللہؐ والذین

مَعَهُ (۱)، ۳۵۱-۳۶۸

تعلیم رسولؐ ۳۵۵، سامانِ ہدایت ۳۵۷، وَالَّذِينَ

مَعَهُ ۳۵۹، فرائض انسانی ۳۶۰، حقوق اللہ ۳۶۰،

عبادت ۳۶۰، حقوق نفس ۳۶۲، آپس کے حقوق و

فرائض ۳۶۳، زن و شوہر کے باہمی حقوق ۳۶۳، اہل قرآن

کے حقوق ۳۶۴، اقربا پروری ۳۶۴، پڑوسیوں کے حقوق

۳۶۴، عام مسلمانوں کے حقوق ۳۶۵، ذمی کفار و مسلمانوں

کے حقوق ۳۶۶، عربی دشمن کفار کے حقوق ۳۶۶، باہمی

تعدادن ۳۶۷۔

توحیدی، محمد سالم: تاجدارِ مدینہ کی گھر بھر زندگی

(۴)، ۲۳۷-۲۴۰

غزوہ مرلیسج (یا بنی مصطلق) ۴۰۱، واقعہ انک ۴۰۲

غزوہ احزاب (یا خندق) ۴۰۲، غزوہ بنو قریظہ ۴۰۳

مہم قرطہ ۴۰۴، غزوہ بنو لحيان ۴۰۴، غزوہ غابہ ۴۰۵

عطا شکر کی مہم ۴۰۵، مہم ذوالقعدہ ۴۰۵، مہم جمع

ابا جبروم ۴۰۶، مہم عیص ۴۰۶، مہم طہ ۴۰۶، مہم

حسبی ۴۰۶، سریرہ دومۃ الجبل ۴۰۶، مہم فک ۴۰۶

مہم ابن عتیک ۴۰۶، مہم عبداللہ بن رواحہ ۴۰۶، مہم

کرز بن جابر ۴۰۶، عمر بن امیہ کی مہم ۴۰۷، غزوہ حدیبیہ

۴۰۷، غزوہ خیبر ۴۰۹، مہم فک ۴۱۰، مہم تریہ ۴۱۱،

مہم بنی کلاب ۴۱۱، مہم بشیر بن سعد ۴۱۱، مہم بیفجہ

۴۱۱، مہم الحجاب ۴۱۱، مہم ابن ابی العوجا ۴۱۲، مہم

کدینہ ۴۱۲، مہم بنو مہ ۴۱۲، مہم ستی ۴۱۲، مہم کعب

بن غیر ۴۱۳، مہم موتہ ۴۱۳، مہم ذات السلاسل

۴۱۳، مہم خطبہ ۴۱۴، مہم خضہ ۴۱۴، فتح مکہ ۴۱۴

عربی کی کتابی ۴۱۵، سواع کی کتابی ۴۱۵، مناة کی کتابی

۴۱۵، غزوہ حنین ۴۱۵، غزوہ طائف ۴۱۶، مہم بنو

تیمم ۴۱۶، مہم قطیف بن عامر ۴۱۷، مہم بنی کلاب ۴۱۷

مہم علقہ ۴۱۷، مہم انطس ۴۱۷، غزوہ تبوک ۴۱۷،

مہم یمن ۴۱۸، آخری حج ۴۱۸، مہم اسامہ ۴۱۸، غیریم

مہات ۴۱۹، عرب آخر ۴۲۰، ضمیمہ اول۔ قبائل

۴۲۲، قبائل عربین کے مغرب میں ۴۲۲

قبائل عربین کے مشرق میں ۴۲۲، شمالی قبائل ۴۲۲

جنوبی قبائل ۴۲۲، عرب کے باقیماندہ قبائل ۴۲۵

قبائل یمن ۴۲۵، ضمیمہ دوم۔ مقامات عرب ۴۲۸، ضمیمہ سوم۔

ان عمال کی فہرست جو حضورؐ نے مقرر فرمائے تھے ۴۲۹

ضمیمہ چہارم۔ اشاریہ حواشی، کتابیات ۴۳۲

www.KitaboSunnat.com

ازدواج نبیؐ ۲۳، یکساں سلوک ۲۳۸، کاشانۃ اقدس
۲۳۹، عفت و محنت ۲۴۰

ث

شماقب کانپری، ابو محمد: عرب اور علوم طیبہ (۸۹-۹۱)
علم طب اور عربوں کی خدمات ۸۹، رازی کی تصنیفات
۸۹، علی عباس (طیب) ۹۰، بوعلی سینا ۹۰، البقاس
رجح ۹۰، شفاخانے ۹۱، فنِ جراحی ۹۱

ج

جانی، محمد عبدالرحمن (مترجم)، تفسیر برہ شریف از محمد
شرف الدین البومیری (۲)، ۴۲۰-۴۶۰

جعفر شاہ پھلوری: اسلام اور جہاد (۴)، ۲۹۸-۳۱۵

مقصد کی محبت ۲۹۸، سب سے زیادہ محبوب مقصد
۲۹۹، قربانی ۲۹۹، اقسام قربانی ۲۹۹، جہاد بالانفس کا
مطلب ۲۹۹، جانی جہاد ۳۰۰، جانی قربانی ۳۰۰

دفاعی جنگ ۳۰۰، جھوٹے پردہ پگینڈے ۳۰۱، پڑ پگینڈے
کی غرض ۳۰۱، مدافعت اور جارحانہ ۳۰۲، اجزائے جہاد
۳۰۲، جہاد کی فرہیت ۳۰۳، امت مسلمہ کا دُجو دُکیوں
عمل میں آیا ۳۰۳، دُغت اور امر ۳۰۳، جہاد کا مطلب

۳۰۳، معرفت اور اسلام ۳۰۳، امر و نہی کے لیے
طاقت ۳۰۳، امر بالمعروف اور نہی منکر کا خلاصہ
۳۰۳، فقہ و فساد کا مطلب ۳۰۳، جنگ اور فطرت

۳۰۵، جنگ کے دور رخ اور جہاد فی سبیل اللہ ۳۰۵، حصول
مقصد کی تیزی ۳۰۵، دو طرح کے دشمن ۳۰۶، آزادی
کی قدر قیمت ۳۰۶، امداد و قوت کی غرض ۳۰۷، بقائے دُجو

مقدم ہے ۳۰۷، امداد و قوت کا مقصد ۳۰۸، امداد و قوت
کے شعبے ۳۰۸، پڑ پگینڈے ۳۰۸، جاسوسی ۳۰۹، ذرائع

حمل و نقل ۳۰۹، آلات حرب و ضرب ۳۰۹، طبی امداد

۳۰۹، سالانہ عمرو نوش ۳۰۹، لباس ۳۰۹، حوصلے ۳۰۹

اختہ ذر ۳۱۰، مالی جہاد ۳۱۰، جانی جہاد کا مقصد ۳۱۰

جہاد سے پہلوتی ۳۱۱، اگلوں کے نمونے ۳۱۱، بائبل ۳۱۱

لازمہ ہوں کے اعداد و شمار ۳۱۲، اسلامی و غیر اسلامی جنگوں

کا فرق ۳۱۳

اسلامی آداب جنگ ۳۱۴، دونوں کا فرق ۳۱۵

جعفر شاہ پھلوری، محمد: حضور اکرم اور تبلیغ (۳)، ۴۱۴-۴۱۷

تبلیغ - قرآنی اصطلاح ۴۱۴، تبلیغ کے لیے شرائط

۴۱۵، حضور کی تبلیغ اور اس کے اثرات ۴۱۶

جعفر شاہ پھلوری، محمد: حضور اکرم اور تعدد ازدواج

(۴)، ۶۵۴-۶۶۷

یہ مقدار کہنے کا سبب ۶۵۴، متعدد شکوک ۶۵۴، دوسرا شبہ

۶۵۴، تیسرا شبہ ۶۵۵، دیگر مصالح ۶۶۱، توسیع دین ۶۶۱

اصلاح و قیام امن ۶۶۱، آدھی دنیا کی تعلیم ۶۶۱، نصف دین

کی تکمیل ۶۶۲، حسن معاشرت کا درس ۶۶۳، دوسرے

غیر مسلم ۶۶۴، حسن معاشرت کا سبق ۶۶۴، خانگی زندگی

کی شہادت ۶۶۶

جلال حامی، سید: حیات نبویؐ میں غاروں کی اہمیت

(۴)، ۶۳۴-۶۴۰

خارجہ میں پہلی دُجی ۶۳۵، غارِ ثور میں پناہ ۶۳۹

جناح، قائد اعظم محمد علی، رحمۃ اللعالمین (۳)، ۱۷۶-۱۸۱

عمد جاہلیت ۱۷۶، اصحابِ فیل کا واقعہ ۱۷۷، صحرائی

تربیت ۱۷۸، حضرت خدیجہ رحمہا ۱۷۸، صلح دامن کا داعی

۱۷۹، ہجرت اور اخلاق کا معجزہ ۱۷۹، اولاد ۱۸۰، انقلاب

عظیم ۱۸۰

چ

چراغ علی خان محمد پیغمبرؐ پر سحر (۱۴) ۶۴۱-۶۴۶
اس میں سحر دانی روایات کو تنقیدی زاویہ نگاہ سے دیکھا
گیا ہے، مقالہ نگار کہتے ہیں کہ ”ایسے لغو اور داسی خیالات
کو تو قرآن مجید جھٹلا دیا۔ پس جو روایتیں بھی اس مضمون
کی ہوں گی وہ کب لائق انتفاع ہوں گی“ ص ۶۴۱

ح

حبیب احمد، اسلامی انقلاب کا اثر جمالی معاشرے پر
۸۶، ۹۲-۹۳

اسلام سے پہلے عربوں کی اجتماعی زندگی ۸۶، اسلام کے
اڑنے سے شرک کا خاتمہ ۸۹، اقتصادی نظام پر اسلام کے
اثرات ۸۹

حسن میاں بھلوی، کتب سابقہ کی بشارتیں ہم ۴۴۸-۴۴۶
حضرت موسیٰ کی بشارت ۴۳۸، سیدنا داؤد علیہ السلام
کا توصیف کرنا ۴۴۰، حضرت سلیمانؑ کی اپنے محبوب سے
ٹپنے کی خواہش ۴۴۲، حضرت عیسیٰ کی بشارت ۴۴۴
حفیظ اللہ بھلوی، محمد: عہد نبویؐ میں علمی ترقیاں،
۱۴۱، ۱۴۲-۱۴۴

علم کی اہمیت ۱۴۱، دارالرقم - تبلیغی مرکز ۱۴۱، شعب
ابن طاب ۱۴۱، مدینہ منورہ میں تعلیم دینے کا انتظام ۱۴۲
صفہ کی درس گاہ ۱۴۲، اقامتی درس گاہ دارالقرآن ۱۴۳
کتابت و تحریر کی ترقی ۱۴۴، اخلاقی اور حکیمانہ شاعری
کی حوصلہ افزائی ۱۴۵، تدریس کا طریقہ ۱۴۶، قرآن حکیم
کا فارسی میں ترجمہ ۱۴۷

حمید اللہ محمد: عہد نبویؐ کا نظام تعلیم ۱۱۵-۱۲۷
عرب میں زمانہ جاہلیت میں تعلیم ۱۱۵، قبل ہجرت اسلام

۱۱۸، بعد ہجرت ۱۲۰، درس گاہ صفہ ۱۲۰، تعلیم و تربیت
کے لیے معتمد بھیجا ۱۲۱، مدینہ میں شرح خواندگی ۱۲۳، عہد
رسالت میں فنی ذوق یا تخصص ۱۲۴، تعلیم نسوں کے لیے
انتہام ۱۲۵، یمن میں ناظر تعلیمات کا تقرر ۱۲۶، علماء
کی نفیست ۱۲۷

حمید اللہ محمد: عہد نبویؐ کی سیاست خارجہ کا شاہکار

۵۵۵-۵۶۱ (۳)

مدینہ میں شہری مملکت کا قیام ۵۵۴، یہودیوں کی اسلام
کے خلاف جدوجہد ۵۵۶، مکہ والوں کا صلح کے لیے آمادہ
ہونا ۵۵۷، صلح نامہ حدیبیہ اور اس کی شرائط ۵۵۹، حدیبیہ
کی صلح کو فتح مبین کہا گیا ۵۵۹، معاہدہ حدیبیہ ۵۶۰
ماخذ کے متن ۵۶۱، ماخذ کے اقتباس متن ۵۶۱، جدید
بحث و ترجمہ ۵۶۱

حمید اللہ محمد: عہد نبویؐ کے اصولِ سیاسیات

۶۴۴، ۶۴۵-۶۴۶

سیاست کاری ۶۴۴، محکمہ بہت ۶۴۵، تبلیغِ رسالت
۶۴۶، اندرونی استحکام ۶۴۶، انسانی عون کی عزت
۶۴۷، فنونِ حرب کی ترقی و استفادہ ۶۴۷، خبر رسانی
اور ناکہ بندی ۶۴۸، معاشی دباؤ ۶۴۹، غنیمت کے دستور
کو قبول لینا ۶۴۹، دشمنوں سے گھیرنا ۶۵۰، دھاک پڑی
۶۵۰، دشمن کے ایک طبقے کو مرہ لینا ۶۵۰، معزز دشمنوں
کا اسلام میں اعزاز ۶۵۱

حمید اللہ محمد: عہد نبویؐ کی عربی ایرانی تعلقات

۶۴۳-۶۴۴ (۳)

قبل اسلام ۶۴۳، ابتدائے اسلام ۶۴۴، تتمہ ۶۴۳

ضمیمہ ۶۴۳

حیدر زمان صدیقی: عہد نبوت کے عمرانی اور تمدنی مسائل

(۳) ۴۳۴ - ۴۳۸

زمانہ قبل نبوت کے اجتماعی مفاسد ۳۵۵ء بحیثیہ روح اور
فلفظ کا زمانہ مذہب پرستی ۳۵۵ء نظام تمدن کی
ہیبت ناکیاں ۴۴۱ء، زمانہ ناک توہمی تعصب اور بے قید
سیاست ۴۴۲ء، نتائج بحث و فکر ۴۴۷ء

خ

خالد کمال مبارک پوری: بڑاؤشا اور عرب (۴) ۵۵۰ - ۵۵۴
بڑاؤشا اور الفیل ۵۵۰ء، بڑاؤشا اور محمد ۵۵۱ء
بڑاؤشا اور قعدہ ازواج ۵۵۲ء، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور
بت پرستی ۵۵۳ء

خالد سعود: سیاست نبوی کا ایک اہم پہلو (۳) ۵۴۳ - ۵۴۵
تبوک جانے کا اعلان ۵۴۳ء، مسجد ضرار کا گرانما ۵۴۷ء،
لات کے ٹوٹنے کا مسئلہ ۵۴۷ء، نبی کی سیاست ۵۴۵ء

حدیث: النسا ائمہ سلج: رسول اللہ اور طبقہ نسواں

(۳) ۵۰۴ - ۵۱۷ معاشرے میں عورت کا درجہ
۵۰۷ء، اجر کے سلسلے میں مرد و عورت میں مساوات ۵۰۸ء
فرائض کے عائد ہونے میں عورتوں کے لیے بعض عادتیں
۵۰۹ء، ماں ہونے کے ناطے سے عورت کا بلند مقام ۵۰۹ء،
نکاح سنت رسول مقبول ہے ۵۰۹ء، حقوق اولاد
۵۱۰ء، حقوق نسواں ۵۱۱ء، وراثت میں عورت کا حصہ
۵۱۲ء، طلاق و طبع ۵۱۴ء، رسول اللہ نے عورت کا مرتبہ
بہت بلند کر دیا ۵۱۶ء

خلیل ابراہیم: پچیس سیرت نگار حضرت عروہ بن زبیر - ترجمہ محمد اعلیٰ صلا
را، ۳۹۷ - ۴۰۹ء، حالات زندگی، ۴۰۹ء، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روابط
۳۹۹ء، عروہ کے راوی ۴۰۰ء، عروہ کے تاریخی آثار ۴۰۰ء،
عروہ کا طرز تحریر ۴۰۳ء، حواشی اور حوالہ جات ۴۰۵ء

حمید اللہ محمد: سرور کائنات کی حکومت ۴۰۴ - ۴۲۲

آنحضرت کا ماحول ۴۰۷ء، طور قدسی ۴۰۸ء، سرور
کائنات کا مقصد رسالت ۴۰۸ء، حکمرانی کی تربیت ۴۰۸ء
حکومتیں کس طرح قائم ہوتی ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی حکومت ۴۰۹ء، ابتدائے کار ۴۱۰ء، اجنبی
استعمار چمکے ۴۱۳ء، حقوق شہریت کا منشور اعظم ۴۱۳ء،
حکومت کے ارادے ۴۱۳ء، فرائض و مقاصد حکومت کی
انجام دہی ۴۱۵ء، تبلیغ و تعلیم ۴۱۸ء، سول سروس ۴۱۹ء
فوج ۴۱۹ء، دارالانشاء ۴۱۹ء، صیغہ داخلہ ۴۱۹ء، حوالے

- ۴۱۹

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ از نذیر حق

(۲) ۵۱۳ - ۵۸۲

یہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔

اس کے سولہ ابواب ہیں۔ اہم نکات کی نشاندہی کے
لیے ان ابواب کے عنوان ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱- تعارف ۵۱۵ء؛ ۲- نبی دین کیوں؟ ۵۳۴ء

۳- پیغام اور اس کے تعلقات ۵۴۴ء؛ ۴-

تبلیغ اسلام اور اس کے نتائج ۵۵۱ء؛ ۵- یثرب -

مقیعہ البقیع ۵۶۳ء؛ ۶- مکہ سے تعلقات ۵۷۹ء؛

۷- عرب قبائل سے تعلقات ۵۹۶ء؛ ۸- یثرب سے

تعلقات ۶۰۲ء؛ ۹- خارجہ تعلقات ۶۰۵ء؛ ۱۰-

اسلامی معاشرہ کی تنظیم ۶۱۶ء؛ ۱۱- رسول اسلام کی

تعلیمات ۶۳۳ء؛ ۱۲- رسول کی عائلی زندگی ۶۴۳ء؛

۱۳- دور نبوی کا معاشرہ ۶۶۲ء؛ ۱۴- رسول اللہ

کے کام پر ایک نظر ۶۷۰ء؛ ۱۵- رسول خدا کا وصال

۶۷۰ء؛ ۱۶- تدفین اور مجاہدین ۶۷۸ء

خلیل حامدی، عہد نبوی اور عہد صحابہ رضی کی تعلیمی سرگرمیاں

(۴)، ۱۳۷-۱۴۰

درس گاہ کی تاسیس ۱۳۷، سزا دینے کا نظریہ ۱۳۷
درس گاہ کے ایک نامور طالب علم ۱۳۸، غیر ملکی زبان کی
تعلیم ۱۳۸، مسجدی مدرسہ مفتی ۱۳۹، حصول تعلیم کی غرض
۱۳۹، معلم کی شخصیت ۱۳۹، مدت تعلیم ۱۴۰، طرز تدریس
۱۴۰،

نور شید احمد، پروفیسر، بنی اکرم بحیثیت داعی الی الحق

(۲)، ۲۹۶-۳۰۱، انبیاء کے مبعوث ہونے کی غرض
غایت ۲۹۶، قرآن اور لغت نبیاء ۲۹۷، حضور
داعی الی اللہ ۲۹۸، کلی انقلاب کی جدوجہد ۲۹۹
دعوت دین کی راہیں ۳۰۰، حضور کی دعوت دین کے
لیے ثابت قدمی ۳۰۰

د

درد، رگھوناتھ راؤ، ظہور قدرت (۴)، ۳۳۳-۳۳۷
اس میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
دلالت باسعادت کے آثار کا ذکر کیا گیا ہے۔

س

رحمن، ایس اے: رسول اللہ کے عہد میں نظام عدل

(۳)، ۴۵۲-۴۵۵

قانون ۴۵۲، فتنہ آئی قانون کی خصوصیات ۴۵۳
نظریہ اجتہاد ۴۵۳، قانونی فہمیت کی احادیث ۴۵۴
معاہدوں کی پابندی ۴۵۴، ریاست کے معاملات
۴۵۶، اجتہاد کی اہمیت ۴۵۶، حاکم کی صفات
۴۵۶، کثرت شہادت ۴۵۷، سود کی ممانعت
۴۵۸، قرض کا لین دین ۴۵۹، امتحانی آزادی ۴۶۰

کوئی امتیاز نہیں ۶۶۲

رشید احمد ارشد، دیکھئے ارشد، رشید احمد

رئیس احمد جعفری: سر در کائنات کا مدیہ منافقوں سے

(۳)، ۵۱۸-۵۲۴، منافق کا کردار ۵۱۸، منافق

کی سازش ۵۱۹، منافق ساتھی ۵۱۹، منافق باپ کا

سرمون بٹیا ۵۲۰، منافقوں کا غدر رنگ ۵۲۱، منافق

کو شہر کا فائدہ ۵۲۲، مسجد ضرار ۵۲۳، منافقوں کی فتنہ انگیزی میں

۵۲۳، منافق کی سپر ۵۲۳، منافق کا اقرار سے انکار ۵۲۴

س

زبیر محمد نعیم الدین (مترجم): خطبہ حجۃ الوداع

(۲)، ۷۳۵-۷۳۹، اس مقلے میں خطبہ حجۃ الوداع

کا عربی متن اور اس کا اردو ترجمہ شامل ہے۔

س

سجاد میرٹھی، زین العابدین، پیغمبر اسلام کا پیغام امن و سلام

(۳)، ۴۶۰-۴۷۰، دنیا کے ابا بیت ۴۶۰، ادب

جائی کی شہادت ۴۶۱، مذائے مصفا ۴۶۲، شہنشاہیت

۴۶۳، سرمایہ داری ۴۶۵، وطنیت ۴۶۵، مذہبی منافرت

۴۶۶، انتقام و انتقام ۴۶۸۔

سلیم قاری محمد عبداللہ: پیغمبر انسانیت خدا کی نظر میں

(۱)، ۲۱۲-۲۲۰، انبیاء ماسلف کی شانِ مہربانیت

۲۱۲، آپ کی شانِ محبوبیت ۲۱۳، آپ کے مقامِ اخلاق

۲۱۶، آپ کے مقامِ عہدیت ۲۱۸، قرآن آنحضرت کا علمی معجزہ

۲۱۹، روزِ آخرت آپ کی شہادت ۲۱۹

سید مان ندوی، سید: حاکم حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے

(۲)، ۳۳۰-۳۳۱، یہ معنوں میں سید سلیمان ندوی کی کتاب

سیرۃ النبی جلد ساتویں سے لیا گیا ہے۔

قانون کا حاکم اور امر و نہی کا واضع صرف اللہ تعالیٰ

ہے ۳۳۱، اعانت کا حکم ۳۳۲، طاغوت کیا ہے ۳۳۵

اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ امر اور واضعِ شرع ہے ۳۴۰

سلیمان ندوی، سید: سلطنت اور دین کا تعلق (۲) ۳۴۲-۳۴۴

سلطنت اور دین کا تعلق ۳۴۳، لفظ رعیت ۳۴۹،

سلطنت و ملکیت کی حقیقت ۳۵۳، اسلام نے ملکیت

کے الفاظ ترک کر دیے ۳۵۳، لفظ ملک الملک کی ممانعت

۳۵۴

سلیمان ندوی، سید: بعد نبوی میں نظامِ حکومت

(۲) ۳۴۵-۳۹۹، عرب میں سلاطین نظامِ حکومت

کے قیام میں مشکلات ۳۹۵، اسلام کا اصولِ سلطنت

۳۹۷، نظامِ محاصل ۴۰۲، امیر کا تصور ۴۰۸، ابھی

مشورے کی ضرورت ۴۰۲، نبوی سلطنت اور اسلام

کے نظامِ سلطنت میں فرق ۴۰۹

سید قطب شمیم، دیکھئے قطب، سید

سید محمد عبدالستار گیلانی، دیکھئے گیلانی، سید محمد عبدالستار

سید محمد عبداللہ، دیکھئے عبداللہ، سید محمد

۳۲۸

شبلی نعمانی: ظہورِ توحید (۲) ۳۲۸

رسولِ خدا کے ظہورِ توحید کو شبلی نعمانی نے اپنے خاص

پرائیہ بیان میں لکھا ہے۔

شبیر احمد: اسلام کا بنیادی فلسفہ (۳) ۴۱۲-۴۲۱

قرآنِ کریم میں غلط نظریوں کی تردید ۴۱۲، اسلام کا

اصولی نظریہ ۴۱۴، نصب العینِ اندازِ فکر کے بنیادی

اجزاء ۴۱۵، اسلام کے بنیادی عقائد ۴۱۶، نصب العینیت

کی غیر اسلامی توجیہات پر ایک نظر ۴۱۶، اسلامی فکر کے

بنیادی اجزاء ۴۱۸

شبیر احمد خاں غوری: صدر اسلام میں دینی علوم کے ارتقاء کا اجمالی

جائزہ (۴) ۵۷-۶۳، سیرت مقدسہ ۵۷، غفلت

راشدہ ۵۹، امیر معاویہ اور ان کی اولاد کا عہدِ حکومت

۶۳، مروانیوں کا عروج ۶۶، مروانیوں کا زوال ۶۹

شرف قادری، محمد عبدالحکیم: علامہ یوسف بن اسماعیل نہبانی

۱، ۴۹۱-۴۰۰

علامہ نہبانی کے ابتدائی حالات ۴۹۱، ان کی تالیفات

۴۹۲، حجۃ اللہ علی العالمین کے مندرجات

۴۹۷، معجزات نبویؐ ۴۹۸، ناخذ ۴۹۹

شرف قادری، محمد عبدالحکیم: قاضی عیاض، ۴۳۷-۴۳۵

اقتسابِ علم ۴۳۷، منصبِ قضا ۴۳۷، تلانذہ و

شعر و شاعری ۴۳۷، نمونہٴ کلام ۴۳۸، تصانیف ۴۳۸

وفات ۴۳۹، شفا و شریف ۴۳۹، بارگاہِ رسالت میں شفا

شریف کی مقبولیت ۴۳۹، شفا و شریف کا مآخذ اور

جمع و تعلیل ۴۴۲، مضامین شفا ۴۴۲، شروح و تعلیقات

۴۴۳، حاشی ۴۴۳

شرف الدین اصلاحی، دیکھئے، اصلاحی، شرف الدین

شروانی، محمد حبیب الرحمن خاں: ذکر الحبيب علی اللہ علیہ وسلم

(۳) ۱۸۲-۱۹۰

معجزات نبویؐ ۱۸۶، جود و سخا ۱۸۸، شجاعت و بہادری ۱۸۸

جیا ۱۸۸، تمکین و وفاء ۱۸۹، قواعد و انکساری ۱۸۹، انیت

۱۹۰، خوفِ خدا ۱۹۰

شریفی، محمد حسام الدین: نبی اکرمؐ اور اصلاحِ معاشرہ

۲، ۴۰۹-۴۱۳، غیبت کی ممانعت ۴۱۰، ثبوت

کی مذمت ۴۱۰، سود کی حرمت ۴۱۰، پرہے کی اہمیت ۴۱۲

شمس اللہ قادریؒ سید، تجارت العرب قبل الاسلام

(۳) ۶۶ - ۸۵ تجارت عرب کی قدامت ۶۶ تجارت

عرب کی دست ۶۶ دنیا کے وہ ممالک جہاں عرب تجارت

کیا کرتے تھے ۶۶ مصریوں کے عربوں سے تعلقات ۶۶

صوریہ میں اور عربوں کے تعلقات ۶۸ بنی اسرائیل سے

عربوں کے تعلقات ۶۹ بابل والوں سے عربوں کے

تعلقات ۶۹ ایرانیوں سے عربوں کے تعلقات ۷۰ یمن

سے عربوں کے تجارتی تعلقات ۷۱ ہندوستان اور سیلان سے

عربوں کے تجارتی تعلقات ۷۱ افریقہ اور عربوں کے تجارتی تعلقات

۷۲ عربوں اور یونانیوں کے تجارتی تعلقات ۷۳

عربستان کی تجارت گاہیں ۷۳ عربوں کے تجارت

پیشہ قبائل ۷۴ قبیلہ قریش کے چند مشہور تجارتی اشیاء جن کی

تجارت اہل عرب کیا کرتے تھے ۷۹ عربوں کی وہ تجارتی اجناس جو

خاص خاص ممالک کی پیداوار ہیں ۸۰ عربستان کی پیداوار

۸۲ مدینات و جہازات ۸۴ حضرت درخت ۸۴

۸۲ مدینات و جہازات ۸۴ حضرت درخت ۸۴

شمیم احمد سید: ادب نبویؐ (۳) ۸۴ - ۸۲

احادیث ۵، مکاتیب ۵، خطبات ۵، رسولؐ اور

عربی ادب ۶، تصدیقِ برودہ ۶، صدی ۷، امیر خسرو

کافیتہ کلام ۷، لغت قدسی ۸، اردو میں سیرت نگاری

۸، اردو شعرا و مدح رسولؐ ۸۰

شرقی صنیف، الذہور فی اختصار المغازی والہیوی

ترجمہ محمد اعلیٰ اصلاحی دا، ۹۱۵ - ۹۳۶

تقدیم ۹۱۵، مصنف ۹۱۶، الدرر کے آخذہ ۹۱۸، استناد

اور تدریس ۹۲۱، سیرت ابن عبد البر کا مخطوطہ ۹۳۰

حواشی ۹۳۲

شیر محمد خاں اعوان، رسولِ اکرمؐ کا معاشی نظام

(۳) ۷۲۲ - ۷۲۸ موجودہ معاشی و اقتصادی عدم توازن

کے نظام ۷۲۲، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ۷۲۳، کمپوزم

اسلام کا حریف نہیں ۷۲۴، اسلامی اقتصادی نظام کے بنیادی

عناصر ۷۲۴، معاشی عدل ۷۲۵، اسلام کے قوانین وراثت ۷۲۶

اسلام کے اقتصادی نظام کی برکات ۷۲۸

ص

صادق، عبد الصمد: قرآن، اسلام اور رسولؐ

(غیر مسلموں کی نظر میں) (۳) ۴۴۷ - ۴۴۹

اس میں غیر مسلم دانش ورانوں کے وہ اقتباسات جمع کئے گئے

ہیں جو قرآن، اسلام اور رسولؐ خدا کے بارے میں ہیں۔ ان میں

آپ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

صلاح الدین محمد: خلقِ عظیم (۴) ۵۷۲ - ۵۷۹

خلقِ عظیم کی سند ۵۷۲، مکالم اخلاق کی تکمیل ۵۷۲

عالم انسانیت کی تعلیم کے مراحل ۵۷۴، انسانی معاشرہ کی اصل

پراستوری ۵۷۴، تعلیم اور کتاب کا اخلاق سے تعلق ۵۷۴

اسلام کا تصور اخلاق ۵۷۴

اسلام کا تصور اخلاق ۵۷۴

ظ

ظفر علی خاں: گنجِ شائگان (۴) ۳۹ - ۴۲۲

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس

احادیث جمع کرنا باعثِ فوزِ عظیم ہے۔ مولانا جامی نے اسی

خیال کو پیش نظر رکھ کر چالیس احادیث کا منظوم ترجمہ اربعین

جامی کے نام سے فارسی میں کیا تھا مولانا ظفر علی خاں نے انہی

احادیث کا ترجمہ اردو نظم میں کیا (ص - ۳۹)

ظفر علی خاں: میرِ حجاز (۴) ۶۵۱ - ۶۵۳

رحمت خداوندی کا ظہور ۶۵۱، حریت اور آزادی کا دور

۶۵۲، عید میلاد النبیؐ ۶۵۲

’نظرِ نظامی نو شہر دی: سرور کائنات (غیر مسلم مفکرین کی نظر میں)‘

(۴) ۴۸۰ - ۵۰۰

غیر مسلم مفکرین نے رسول خدا کی خدمت میں اپنی تحریروں میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں مختلف مفکرین کی تحریروں سے اقتباسات دیئے گئے ہیں۔ ہر کتاب کا ایک عنوان کے تحت درج کیا گیا ہے۔

’ظفر الدین محمد رحمت عالم کا پیش کردہ نظامِ حیات‘

(۳) ۴۸۴ - ۵۰۲

چالیس سال انہوں میں ۴۸۴ء زندگی کے تیس سال مکہ اور مدینہ میں ۴۸۴ء تعلیمات نبوی ۴۸۸ء انسانیت کا مقام ۴۸۸ء مرکز و اجتماعیت ۴۸۸ء نظام اجتماع ۴۸۹ء نظام مساوات ۴۹۱ء نظام عدل و انصاف ۴۹۲ء نظام جنگ اور انتقام ۴۹۳ء نظام معیشت ۴۹۵ء نظام عفت و عصمت ۴۹۷ء نظام امن و امان ۴۹۹ء نظام تعلیم ۵۰۰ء نظام اخلاق و اعمال ۵۰۱ء

ع

عبدالحق انصاری محمد: ابتدائے اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء (۳) ۱۲۸ - ۱۵۲، قرآن و سنت میں اخلاق

۱۲۹، متفکرین کے اخلاقی تصورات ۱۳۸، فلسفیانہ

اخلاقیات ۱۴۱، تصوف کا اخلاقی آئینہ ۱۴۷

عبدالحکیم، خلیفہ: آزادی کا علمبردار بنی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۴۷۵ - ۴۸۵، اصل و بن توحید ہے ۴۷۲ء

غلاموں کو آزادی دینے کی ترغیب ۴۷۳ء، حقوق نسواں ۴۷۳ء، غلامی کی دو قسمیں - سیاسی غلامی اور معاشی غلامی ۴۷۴ء

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام اور مذہبی واداری ۳، ۴۶۶ - ۴۷۳، دینی آزادی کا مفہوم ۴۶۶، صلح اہل بدر ۴۶۶، بیہود

نصاری سے مراعات ۴۶۶ء، عبادت گاہوں کا احترام

۴۶۸، آزادی و رواداری ۴۶۹، غیر مسلموں سے صلح

۴۷۰، تبلیغ کے طریقے ۴۷۱، بنیادی تصور ۴۷۲

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام کا سیاسی و معاشی تصور

(۳) ۵۹۷ - ۶۰۶، اخلاقی اور ذہنی نقطہ نگاہ میں تبدیلی

۵۹۸، اسلامی مساوات ۵۹۸، اخلاق کی سطح کی بلندی

۵۹۹، اسلامی مملکت ۶۰۰، مملکت نلاح و غیر ۶۰۱، سرور

کا خاتمہ ۶۰۲، حق ملکیت اور ذاتی جائیداد ۶۰۲، زکوٰۃ کا آئین

۶۰۳، نظام زکوٰۃ کی اہمیت ۶۰۵

عبدالحکیم، خلیفہ: رحمتہ للعالمین، معیشت انسان کا کل

(۳) ۶۱۸ - ۶۲۳، انسانوں کے اخلاق اچھے نمونوں سے

متاثر ہو کر عمدہ سانچوں میں ڈھلتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ

تعداد میں اچھے نمونے محمد رسول اللہ ہی کی زندگی میں مل سکتے

ہیں۔ ایسے ہی انسان کو انسان کا کل کہہ سکتے ہیں۔ ص۔

(۲۲۳)

عبدالحکیم، خلیفہ: بنی کریم کے بنیادی عناصر

(۳) ۴۵۵ - ۴۵۹، توحید - تعلیم محمدی کی اساس ۴۵۵

دیگر ادیان میں تصور توحید ۴۵۶، اسلام میں خدا کا

تصور ۴۵۶، خدا انسان پر جبر و انہیں رکھتا ۴۵۸،

اجتناب کی ضرورت ۴۵۸، آپ کا اسوہ حسنہ ۴۵۹

عبدالحمد صدیقی: عہد جاہلیت میں عربوں کے مذہبی معتقدات

(۳) ۵۶۱ - ۵۶۵، عرب میں بُت پرستی کا آغاز ۵۶۲، عرب

کے مشہور بت اور بت کدے ۵۶۷، عربوں کی توحید پرستی ۵۶۹

عبد الرحمن عزام: تاجدارِ دو عالم کی نصاحت و بلاغت

(۴) ۱۵۱ - ۱۵۸، نصاحت نبوی ۱۵۱، آپ کا انداز گفتگو

۱۵۲، آپ کی معجزاتی ۱۵۲، رسول خدا کے چہرہ کمات ۱۵۲

انسانیت کی نجات رحمتہ للعالمین کی پیروی میں ہے ۲۵۸

ختم نبوت ۲۶۰

عبدالصمد صام دیکھئے صام، عبدالصمد

عبدالقادر دہلوی: سیرت طیبہ کا مطالعہ (۲۸۲ - ۲۸۵)

سیرت کے مطالعے کی ضرورت ۲۸۲، سیرت طیبہ کی چھ

جہتی اہمیت ۲۸۴، انسانی زندگی کے مسائل اور سیرت پاک

سے راہنمائی ۲۸۴

عبدالقیوم، پرنسپس: اہی بنی کا مفہوم (۷۰۸ - ۷۱۴)

امی لقب ۷۰۸، امی کا مطلب ۷۰۹، مفسرین کے نزدیک

امی کا مفہوم ۷۰۹، دور حاضر کے مفسرین کے نزدیک امی

کا مطلب ۷۱۱

عبداللہ سید محمد: سیرت نبویؐ کا بیانیہ عصر حاضر کے نام

(۲۶۶ - ۲۷۴) آنحضرتؐ کی جامع شخصیت ۲۶۶

اسوہ حسنہ ۲۶۷، اتحاد اسلامی ۲۶۷، دعوت حق اور

آج کی زبان ۲۶۸، حضورؐ کی تعلیمات اور مغرب ۲۶۸

مغرب کی پریشانی ۲۶۹، ایمان ۲۷۱، آپؐ کی تعلیمات

اور معاشی نظام ۲۷۲

عبداللہ تدریسی: اسلام سے پہلے عرب کے تصورات

(۴۱ - ۵۵) مذہب عرب ۴۲، بت پرستی - ذکر توحید

۵۱، عرب میں یہودیت و نصرانیت ۵۲، عرب کا قانون

۵۳، عرب کا فلسفہ اخلاق ۵۴

عبداللہ یوسف علی علامہ: محمدؐ رسول اللہ (۲۰۴ - ۲۱۷)

شخصیت اور کامیابی ۲۰۴، غیر مسلموں سے استدعا

۲۰۴، مناظر قدرت کا اثر ۲۰۵، خاندانی وجاہت ۲۰۵، صحابی

تہذیب ۲۰۶، والدین ۲۰۶، بی بی حلیمہ ۲۰۶، قلب میں

انوار تجلیات ۲۰۸، ابوطالب ۲۰۸، تجارتی مرکز کا سفر ۲۰۹

میدان عرفات میں آنحضرتؐ کا خطبہ ۱۵۶

عبدالرحمن عزام بک: رحمت و رافت کی طرح رحمت (۲۴۲ - ۲۴۸)

آپؐ کی رحمت و رافت ۲۴۲، آنحضرتؐ کی جود و سخا ۲۴۲،

آپؐ مسکینوں کی محبت میں رہتے ۲۴۳، غلاموں کے ساتھ

حسن سلوک ۲۴۴، غلاموں کو آزادی ۲۴۵، جانوروں

کے ساتھ نرمی اور رحم ۲۴۵، بچوں کے ساتھ محبت

۲۴۶، جنازہ کا احترام ۲۴۷، آپؐ کی رحمت و شفقت

تمام دُنیا کو گھیرے ہوئے ہے ۲۴۸

عبدالرحمن عزام بک: بندگی کا انقلابی تصور (۴۸ - ۵۵)

آپؐ کی عبادت ۴۸، آنحضرتؐ نے دین و دنیا کو ہم آہنگ

کر دیا ۴۸، غلامِ امین غلوت گزینی ۴۹، آپؐ محبتِ اہل

اور خشیتِ ایزدی سے بریز تھے ۵۰، رہبانیت سے منع

فرمایا ۵۳، رسولؐ خدا کی دعا ۵۴

عبدالرحمن ندوی دیکھئے ندوی، عبدالرحمن

عبدالرزاق محمد: طبیب رسولؐ، ۱۰۱ - ۱۰۵، الکونین کے فوائد

چھوڑنے کا احتمال ۱۰۱، تصابیحی اور زیت سے علاج کا حکم ۱۰۲، انار

کے فوائد ۱۰۲، معدہ بدن کا حوض ہے ۱۰۳، بھوکے کاٹے

کا علاج ۱۰۳، گوشت کھانے کے فوائد ۱۰۴، ارات کا کھانا

۱۰۴، کنبی آنکھوں کے لیے شفا ہے ۱۰۴، سوتی کپڑے

پینے کے فائدہ ۱۰۵

عبدالستار خان نیازی: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم (۲۴۷ - ۲۶۰)

تمتید ۲۴۷، آغازِ کلام ۲۴۸، عقل کی حد کا تقاضا

عقل کرتی ہے ۲۴۹، انبیاء علیہم السلام کا تاریخی اور

عقلی منسوب ۲۵۰، پیغمبروں کے درمیان تفریق نہیں

لیکن نصیحت ہے ۲۵۴، پیغمبرؐ کی سنت سے اجماع

امت کا رشتہ ۲۵۵، عالمی مسائل اور پیغمبر اسلامؐ ۲۵۶

دیانت و امانت ۲۱۰ حضرت خدیجہؓ اور حضرت
فاطمہؓ از سر ۲۱۰ ہجرت کا اعلان ۲۱۲ صبر و استقامت
کی مستحکم چٹان ۲۱۲ دینا نے پیغام حق کیسے سنا ۲۱۳
عمر بن الخطابؓ ۲۱۴ ظلم و ستم کا دور ۲۱۵ مدینہ شریف
کی ہجرت ۲۱۵ رحم ۲۱۵ غزوات ۲۱۶ عالمگیر اخوت
۲۱۶ موجودہ زمانہ کا پیغام ۲۱۶

عبدالماجد دریا بادی: سیرتِ رسولِ قرآن کی روشنی میں
۲۳۲-۳۰۲ ظہور کی پیش خبریاں ۲۳۲ فضائلِ خاص
اور مشاغل ۲۳۶ رسالت و نبوت ۲۵۴ معاصروں
۲۶۱ مشرکین ۲۶۴ منافقین ۲۸۰ مومنین ۲۹۲
عبدالماجد دریا بادی: سیرتِ نبویؐ کی روشنی میں سچی باتیں

(۲) ۲۶۱-۲۶۹ بابرکت نکاح ۲۶۱ مددِ جاہلیت
کی واپسی ۲۶۱ نیتِ عمل کا فرق ۲۶۲ شالی ایفائے
عہد ۲۶۳ حبِ دنیا ۲۶۴ پابندیِ عہد ۲۶۴ مقصود
زندگی ۲۶۵ جذبہِ حبِ زر ۲۶۵ سہلِ الحصول نسخہ
۲۶۶ عینِ ولادت ۲۶۶ جنسی جبری ۲۶۶ حقیقت
دینا ۲۶۸ رنگ و نسل ۲۶۹

عبدالواحد لے پوتا دیکھیے ہمارے پوتا عبدالواحد
علوی، اسحاق البنی: سیرتِ البنی (توقیت کی روشنی میں)

(۲) ۵۲-۲۰۴ درست تاریخیں ۵۹ مہینوں

اور مہینوں میں اختلاف ۶۰ مہینہ مطابقت کی مثالیں
۶۳ تیسری قسم کی مطالباتیں ۶۴ صحیح توقیت کی مثالیں
۶۶ توقیتی تصافات کی چوتھی قسم ۶۶ واقعاتی ترتیب
میں تضاد ۷۰ اہل مکہ کا نظام سنہ ۷۰ مدنی کیلنڈر

۱۱۶ دو تقویمی نظریہ کی ابتداء ۱۲۰ توقیتی اختلافات کا
واقعاتی ترتیب پر اثر ۱۳۲ ابنِ حبیب اور ہجر کی

حیثیت ۱۳۸ ہجرت ۱۵۲ سن ۲ اور ۳ ہجری کے
واقعات ۱۵۶ مہرکہ احد اور غزوہ حمراء الاسد ۱۶۶
غزوہ بدر موعودہ ۱۶۶ غزوہ ذات الرقاع ۱۶۲ صلح حدیبیہ
۱۶۶ غزوہ خیبر ۱۸۲ فتح مکہ ۱۸۶ غزوہ تبوک ۱۹۴
حجۃ الوداع ۱۹۸ حبش اسامہ اور رحلتِ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم (۲۰۰)

علوی، سید بدر الدین: عہدِ نبوی میں قرآن مجید کی ترتیب و تدوین
(۱) ۳۶۹-۳۹۶ کتابتِ وحی ۳۶۹ سورتوں کی ترتیب
۳۷۱ عہدِ نبوی میں قرآن مجید کے چھ نسخے ۳۷۲ قرآن
مجید کی تعلیم دینے کا انتظام ۳۷۸ عہدِ نبوی کی ترتیب
اور موجودہ مصحف کی ترتیب میں مطابقت ۳۸۰

علی حافظ: مسجدِ نبوی (۴) ۵۶۰

علی شیر: آنحضرتؐ کی نسبت بعض عیسائیوں کی رائے

(۴) ۵۲۹-۵۳۸ آنحضرتؐ کی شکل و شمایل ۵۳۰
آپؐ کا اعزازِ خاندان ۵۳۰ آنحضرتؐ کی نساحت ۵۳۰
آنحضرتؐ کی معرفت اور دیگر فضائل ۵۳۰ آنحضرتؐ کا
بظہر حق ہونا ۵۳۱ تعلیمِ محمدی و اصلاحات ۵۳۲ آنحضرتؐ
کی مقرر کردہ اذان ۵۳۴ تعلیمِ محمدی کی برکتیں ۵۳۴ اسلام
بظہر شمشیر نہیں پہلا ۵۳۵ آنحضرتؐ کا سونے کا غیر
مذہب کے ساتھ ۵۳۵ آنحضرتؐ کی نسبت انتہامِ حسن
صرح ۵۳۵

عمر الدین: اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتدا

(۲) ۱۵۳-۱۶۶ اخلاق قبل اسلام ۱۵۳ قرآن مجید کا اخلاق
۱۵۳ سنت کا اخلاق ۱۵۵ اخلاقی فکر کا پس منظر ۱۵۶
کلامی اخلاقیات ۱۵۹ محشر ۱۵۹ اشاعرہ ۱۶۰ تربیت
۱۶۱ فلسفہ اخلاقیات ۱۶۱ اگندی رم ۲۵۹/۲۸۷

نقل کی گئی ہیں جو اردو میں معادرات یا ضرب الامثال کی طرح بولی جاتی ہیں اور دشوار کے اشعار بھی درج کئے گئے ہیں۔

غلام مصطفیٰ خاں: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات

(۳) ۲۳۵ — ۲۴۱

غلام مصطفیٰ خاں: ہجر قرآن در شان محمد (۱) ۸۹ — ۲۰۲

”آپ کی نیات طیبہ کا ایک ایک واقعہ قرآن کی ترجمانی کرتا ہے اور اس کے احکام کی صحیح عملی تصویر پیش کرتا ہے“ (ص ۸۹) سو اس مقالے میں سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک اس موضوع کو واضح کیا گیا ہے

ف

فاروقی، محمد طاہر: غزوات نبویؐ (۴) ۳۱۶ — ۳۲۱

جہاد کا حکم ۳۱۶ قریش کا یہود کو اکسانا ۳۱۷ غزوہ بدر ۳۱۸ غزوہ احد ۳۱۸ غزوہ خندق ۳۱۹ قریش کا یہود اور منافقین — تین بڑے گروہ ۳۱۹ فتح مکہ ۳۱۹ غزوہ تبوک ۳۱۹ نتائج جنگ ۳۲۰

فاروقی، شہار احمد: انسانیت کا مشورہ آزادی

(۴) ۲۴۳ — ۲۴۷ اس میں خطبہ حجۃ الوداع کو زیر بحث

لایا گیا ہے اس فیصیح و بالغ خطبے کے اعتقادات اور وجہ کی صورت میں دیئے گئے ہیں۔ آخر میں دس اصول بیان کئے گئے ہیں جو اس خطبے سے ماخوذ ہیں

فاروقی، شہار احمد: رسالات النبویہ، یعنی رسول اکرمؐ فخر عالم و

آدم محمد مصطفیٰ احمد، نبوتی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب مکتوبات و ذراہین

کا اردو متن، مع ترجمہ و مختصر حواشی (۲) ۲۰۵ — ۲۶۶

مقالہ نگار نے اس مقالے میں آنحضرتؐ کے مکتوبات اور دستاویزات کا انتخاب دیا ہے۔ اردو ترجمہ بھی متن کے ساتھ

۱۶۱: نوابی دم ۲۳۹/۱۶۲ (۱۹۵۰) ابن سینا دم

۲۰۰/۵۲۶ (۱۶۳) اخوان الصفا ۱۶۳، مسکو یہ

دم ۲۲۱/۵۲۶ (۱۶۴) صوفیانہ اخلاق ۱۶۶

عنایت اللہ شیخ: رسول اکرمؐ کے سیرت نگار (۱) ۷۹ — ۷۱۹

سیرت کے مطالعہ کی ضرورت ۷۹، سیرت نگاری کی

انتہا ۱۰۷، سیرت نبویؐ کے قدیم مصادر ۱۰۷، امام زہری

۱۱، موسیٰ بن عقبہ ۱۱، سیرت ابن جہشام ۱۲، متفقین

کی موافقات: کتاب المغازی مؤلفہ الواقدی ۱۴، کتاب

الطبقات البکیر لابن سعد ۱۵، انساب الاشراف مؤلفہ

ملازم بلاذری ۱۵، تاریخ الرسل والملوک مؤلفہ امام طبری

۱۶، متاخرین کی تالیفات: کتاب الشفاء بتجربہ حقوق

المصطفیٰ ۱۶، عیون الاشراف فنون المغازی و الشمائل

والسیرۃ ۱۷، زاد المعاد فی حدیث نبوی الخیر العباد ۱۷، الوکاب

اللدینیۃ بالغیۃ الحمدیۃ الممدیۃ الفیاضۃ الفسطانی ۱۷، الحمفیس فی

احوال النفس نفیس ۱۸، انسان العیون فی سیرۃ الامین

الماون ۱۸

غ

غلام جیلانی برق دیکھئے برق، غلام جیلانی

غلام البیدین، خواجه: انسان کامل (۳) ۲۲۸ — ۲۴۶

آنحضرتؐ کے ابتدائی حالات ۲۲۹، صادق اور امین کا

خطاب ۲۲۹، غار حرا میں پہلی وحی ۲۲۹، اعلان نبوت کے وقت عرب کے

حالات ۲۳۲، اخلاق نبویؐ ۲۳۴، آداب جنگ کی

تعلیم ۲۳۹، اعجاز بلاغت کی پینہ مثالیں ۲۴۱، اسلام

کی تعلیم ۲۴۲

غلام مصطفیٰ خاں: اردو احادیث کے معادریں

(۴) ۵۹۰ — ۶۲۲ اس میں حضورؐ کی ایسی احادیث

موجود ہے شہداء احمد فاروقی مقدمہ میں رقمطراز ہیں ”رسول اللہ کے (۲۵۰ سے زائد) مکاتیب اور دلائل مختلف مصادر میں ملتے ہیں اور ایک جاسب سے زیادہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی قابل قدر کتاب الوثائق ایسیہ میں دیے گئے ہیں“ (ص ۱۲۵) زیر حوالہ مقالے میں جو کتب بات اور تصدیقات شامل کئے گئے ہیں ان کی تعداد ۹۹ ہے فاروقی شہداء احمد، طبقات ابن سعد، سیرت نبوی کا تدویم ماخذ (۱۹۸۷ء - ۱۹۹۲ء) ممدین عمر الہادی ۶۹۸ھ ابن سعد کے شیوخ ۵۰۲، وفات ۵۰۵، طبقات اور ان کی تدوین ۵۰۶، ابن سعد کے دوسرے ماخذ ۵۰۷، تقسیم طبقات ۵۱۱، طبقات کی اہمیت ۵۱۲، طبقات ابن سعد میں سیرۃ کا مواد ۵۱۶، کتب بات و فرائین ۵۲۱، اہل کتاب سے تعلقات ۵۲۲، آنحضرت کے فضائل و اخلاق اور سیرۃ طیبہ ۵۲۳، طبقات ابن سعد میں متنازع اور مدنی زندگی کا بیان ۵۴۰

فخر الدین نواز: حضور نے انسانی معاشرت کو کیا دیا، ترجمہ از خلیل ماری (۲) ۱۹۹۶ء - ۱۹۹۷ء

دعوت حق کا ابلاغ ۵۰۰، تواضع اور رواداری ۵۰۱، عام مساوات ۵۰۱، اسلامی اور انسانی اخوت ۵۰۱، اعتناء علی النفس ۵۰۳

فرانک تاسر نذیر: تصویر ہجرت (۴) ۲۰۰۱ء - ۲۰۰۲ء

ہجرت کے لئے تیاری ۲۰۰۱ء، غار ثور میں قیام ۲۰۰۸ء، مدینہ کی طرف روانگی ۲۰۰۹ء، حضور کا مدینہ میں استقبال ۲۰۰۹ء

نواز فخر الدین: دیکھئے فخر الدین، نواز

ق

تدوین اعجاز الحق: رسول اکرم کی سیرۃ طیبہ دائمی نمونہ عمل ہے (۲۰۲۲ء - ۲۰۲۶ء) سنہ مطالعہ اور ایفائے عہد ۲۲۲

جوہر انصاف ۲۳۳، عنود درگزرم ۲۳۴، جوہر انصاف ۲۳۴

خبرید و فروخت کے آداب ۲۳۵

قطب، سید: ہمارا پرچم انقلاب - لا الہ الا اللہ (۴) ۷-۱۵

مکی دور کا بنیادی مسئلہ، کار رسالت کا آغاز اسی مسئلہ سے ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قومیت کے نعرے کیوں کام کا آغاز نہیں کیا، قومی نعرے کو اختیار نہ کرنے کی وجہ ۱۰، آپ نے اقتصادی انقلاب کا طریق کار کیوں نہ اختیار کیا ۱۱، ایسا طریق کار اختیار نہ کرنے کی وجہ ۱۱، آپ نے اصلاح اخلاق کی مہم سے دعوت کا آغاز کیوں نہ کیا ۱۲، اس طریقہ میں کیا کمزوری تھی ۱۳، ہمہ گیر انقلاب ۱۳، یہ انقلاب عظیم کیسے برپا ہوا ۱۴، نظام حق کی کامیابی کا واحد راستہ ۱۵

کار لائل ٹماس: سید الانبیاء (۴) ۱۹۷۹ء - ۱۹۸۰ء

حضرت محمد پیغمبر صادق ہیں ۵۳۹، سفر شام اور حبش سے ملاقات ۵۴۰، مدینہ میں دس سال کی جدوجہد ۵۴۱

آپ کی صفات ۵۴۵، اسلام نور کا ظہور تھا ۵۴۶

کوثر نیازی: پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) ۱۶ - ۳۲ اسلامی انقلاب ۱۲، اسلام سے قبل دنیا کی حالت ۱۶ - دوم ادرا بیان ۱۴، اسلام سے پہلے دنیا کی مذہبی حالت ۱۹، مذہبی رواداری کا ارتقاء ۲۱، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی تعلیمات ۲۳، سیاسی تعلیمات ۲۴، آزادی عنوان ۲۴، اقتصادی تعلیمات ۲۵، علم و مشاہیرہ کی ضرورت پر زور ۲۸

گ

گلزار احمد: خاتم النبیین کا پچپن (۴) ۵۴۱ - ۵۴۱

آپ کا خاندان ۵۶۲، علیہ سعید کی خدمات ۵۶۲

آج سے میں کسی غیر اللہ کی عبادت نہیں کروں گا۔
(ص - ۱۷۵)

ماہر القادری: محمدؐ عیدہ ورسولہ (۲) ۲۲۴ - ۲۲۷
قیصر کے ابوسفیان سے رسولؐ خدا کے بارے میں سوالات
۲۲۵ مدینے میں درود مسعود اور آپؐ کا استقبال ۲۲۶
اخلاق نبویؐ ۲۲۷

ماہر گانی: محمد مجہد: سرمد کوٹہ اور سماجی انصاف - ترجمہ از وحید
عثمانی (۳) ۲۰۵ - ۲۰۸

مکہ والوں کا خطا لمانہ رویہ ۲۰۶، ہجرت نبویؐ ۲۰۶ مدینے
میں درود مسعود ۲۰۷ اسوۂ رسولؐ پر عمل کی اہمیت ۲۰۷
محمد اجمل اصلاحی دیکھئے اصلاحی، محمد اجمل
محمد اسلم ملک: مدینہ کی قدیم تاریخ (۲) ۲۲۲ - ۲۶۸

شہر کرب آباد ہوا ۲۲۳، مدینہ کا قدیم نام ۲۲۴، یہودی

آمد ۲۲۵، یہود کا بلیا ہوا شہر شریب ۲۲۷، شریب کہاں

واقع تھا؟ ۲۲۸، یہود نے شریب کی سکونت کیوں ترک

کی؟ ۲۲۹، اس اور خورج کی آمد ۲۳۰، بکاث ۲۳۱،

قبائلی تقسیم ۲۳۲، شریب کی تعمیرات اور مکانات ۲۳۳،

ہجرت کی نوعیت ۲۳۸، دار الخلافہ کے لئے جگہ کا انتخاب

۲۳۹، حرم مدینہ ۲۴۳، حرم مدینہ کی حدود ۲۴۴، اسلام

میں اولین مسجد کی تعمیر ۲۴۵، مسجد نبویؐ کی تعمیر ۲۴۶،

ازواج مطہراتؓ کے حجے ۲۴۶، دار الخلافہ کی تعمیر کا مقصد

۲۵۱، مہاجرین کی آباد کاری ۲۵۳، شہر کی توسیع ۲۵۵،

گلی: کوچے ۲۵۶، حمام اور طہارت خانے ۲۵۷،

بیت الخلاء ۲۵۸، قبرستان اور عید گاہ ۲۵۹، باغات

۲۵۹، خندق ۲۶۰، سرکاری صحائف خانہ ۲۶۰، مدینہ

کی مساجد ۲۶۲، مدینہ کی فوجی چھاننی ۲۶۵، مدینہ کا بازار

جناب آزمہ کا شریب کا سفر ۲۶۴، حضرت عبد المطلب

کی کفالت ۲۶۶، حضرت ابوطالب اور آپؐ کی گم ہدشت

۲۶۶، حضرت ابوطالب کے ہمراہ سفر شام ۲۶۷

گلزار احمد: غزواتِ ناقم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) ۲۲۲ - ۲۷۰ غزواتِ نبویؐ پر تحقیق کی ضرورت

۲۲۲، یشاق مدینہ ۲۲۵، غزوہ بدر ۲۲۶، غزوہ احد

۲۲۵، غزوہ خندق ۲۵۳، صلح حدیبیہ ۲۶۲، فتح خیبر

۲۶۴، موت کی لڑائی ۲۶۷، فتح مکہ ۲۶۹

گلزار حسین: دور نبویؐ میں عرب قوم (۴) ۱۵۹ - ۱۶۱

جاہلیت ۱۶۱، عائلی زندگی ۱۶۱، معاشرتی برائیاں ۱۶۱،

سادہ زندگی ۱۶۰، ایٹائے عہد ۱۶۲، مہمان نوازی ۱۶۳،

اسماء برتری ۱۶۰، راست گوئی ۱۶۱

گیلانی: سید محمد عبدالنار: علوم عرب (۴) ۸۳ - ۸۸

علم متن اللغۃ ۸۴، علم الصرف ۸۴، علم النحو ۸۴،

علم المعانی ۸۶، علم البیان ۸۶، علم البدیع ۸۶، علم

القوانی ۸۶، علم الفقہ ۸۷، علم الحساب ۸۷

نیدوم الفرہ: ابن السلیی المدیرۃ الرسول اللہ: ترجمہ حسین ذراق

(۱) ۴۱۰ - ۴۵۱، ابن السلیی: تعارف ۴۱۰، سیرت: سیرت

کے پیش رو ۴۱۲، خصوصیات ۴۱۸، شاعری ۴۲۱،

گم شدہ اصل نسخے کی تفویض ۴۲۶، ابن السلیی کی شہرت

۴۳۰، ترجمہ و متن ۴۳۸، مدیر ابن ہشام ۴۳۹، موسیٰ

بن عقبہ کی گمشدہ کتاب کا کچھ حصہ ۴۴۱، حواشی ۴۴۷

ماک رام: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ط

(۳) ۱۷۳ - ۱۷۵، کلمہ میں آنحضرتؐ کا اسم گرامی قید

خالص کا اعلان ہے اس کا پڑھنے والا سہید کرتا ہے کہ

محمد اسلم ملک، مکہ کی قدیم تاریخ (۲)، ۲۰۰۲-۲۰۲۱
مکہ مکرمہ کی بنیاد ۲۰۰۲، حضرت اسمعیلؑ کی نبی جبریم
میں شادی ۲۰۰۶، خاندان اسمعیلؑ خانہ خدا کا ستون
۲۰۰۸، مکہ کے حکمران ۲۰۰۹، قطعہ کلمے پر قبضہ کرنا ۲۰۱۲
شہر مکہ کی آبادی اور تعمیری منصوبہ اور وقت گزرنے کے
ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں ۲۰۱۴

محمد اسماعیل آزاد دیکھیے آزاد محمد اسماعیل
محمد اشرف: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (۳)، ۱۹۱-۲۰۳
رحمۃ للعالمین ۱۹۱، اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت
۱۹۴، دین اسلام کی رحمت و رافت ۱۹۷، رحمت
محمدیہ اور نظام اقتصاد و معاشیات ۱۹۹
محمد اشرف خان، رسول اللہ کے عہد کا اقتصادی اور معاشی نظام

(۴)، ۲۳۰-۲۳۸

دین توحید ۲۳۰، نظام حیات ۳۱، بنیادی حقوق
۲۳۲، عادلانہ نظام ۳۲، سرمایہ دارانہ نظام ۲۳۴
اشتراکی نظام ۳۵، طبقاتی کشاکش ۳۶، مدد
الہی ۲۳۷

محمد انوار الحق دیکھیے انوار الحق، محمد
محمد جعفر شاہ چیلواری دیکھیے جعفر شاہ چیلواری، محمد
محمد جمبر، مارگانی دیکھیے مارگانی، محمد جمبر
محمد چراغ علی خاں دیکھیے چراغ علی خاں محمد
محمد حبیب الرحمن خاں شردانی دیکھیے، شردانی، محمد حبیب الرحمن خاں
محمد حسام الدین شریفی دیکھیے، شریفی، محمد حسام الدین
محمد الحسنی، سید مرتجم، بانگاہ نبوی میں از سید ابوالحسن ندوی
(۴)، ۲۲۳-۲۱۵
محمد حنیف اللہ چیلواری دیکھیے حنیف اللہ چیلواری، محمد۔

محمد حمید اللہ دیکھیے حمید اللہ، محمد
محمد حنیف ندوی دیکھیے ندوی، محمد حنیف
محمد زاہد: دربار رسالت کا بنیامین بطریق (۴)، ۴۲۳-۴۲۶
تعیین اوقات ۴۲۳، بحث و گفتگو کے مسائل، مرسوعات
۴۲۴، عملیات کی پائے شناسی ۴۲۴، شگفتہ مزاجی ۴۲۴
عورتوں کے لیے انتظام ۴۲۵، صحبت نبوی کے فیوض ۴۲۶

محمد اسلم توحیدی دیکھیے، توحیدی، محمد اسلم
محمد سلیمان منصور پوری: وما آمن سذکک الا رحمة للعالمین
(۴)، ۵۸۰-۵۸۹، قرآن مجید میں للعالمین کا لفظ کن کن
اشیاء یا اشخاص کے متعلق آیا ہے ۵۸۰، آپ عالمین کے
پے رحمت ہیں ۵۸۱، آپ کا یہودیوں کے ساتھ معاملہ
۵۸۴، رحمت کے مختلف پہلو ۵۸۵

محمد صالح: آداب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام (۴)، ۴۸۳-۵۰۲
صدیق اکبرؓ کا طریق ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۴۸۴،
حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اپنے باپ کو آنحضرتؐ کی گستاخی کرنے
کے سبب طمانچہ مارنا ۴۸۵، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر بیٹھنا خلاف ادب
سمجھا ۴۸۶، حضرت عمر خطابؓ کا طریق ادب رسول صلی اللہ
علیہ وسلم ۴۸۷، حضرت عثمانؓ کا طریق ادب رسول صلی اللہ علیہ
وسلم ۴۸۷، حضرت علیؓ کا طریق ادب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ۴۸۹- حضرت علیؓ کا نماز عصر کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نفا کرنا ۴۹۰، حضرت
قبات عثمان و عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کا ادب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ۴۹۱، حضرت بلعین عازب کا طریق
ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۹۲، حضرت ابوبکرؓ
کا ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۴۹۳، حضرت اسلم بن
شریکہؓ کا ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۴۹۳، امام

جعفر صادق کا طریق ادب رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم ۶۹۴ھ
 امام بن انس رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم
 ۶۹۴ھ حضرت ابو محمد ورنہ کا طریق ادب رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم ۶۹۵ھ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسولِ مصلی
 علیہ وسلم ۶۹۵ھ امیر معاویہ کا ادب رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم
 ۶۹۵ھ عبداللہ بن عمر کا ادب رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم
 ۶۹۶ھ حضرت محمد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تعظیم و تکریم کا زندگی اور بعد وصال یکساں واجب
 ہونا ۶۹۷ھ درود مبارک کے قریب بیخ کارٹنے پر عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تنبیہی حکم ۶۹۷ھ مسجد نبوی میں
 چلا کر لوٹنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تحریری حکم ۶۹۸ھ
 امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا جلیفہ ابو جعفر کو مسجد نبوی میں چلا
 کر لوٹنے پر ڈانٹنا ۶۹۸ھ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے نام مبارک کے ساتھ باری کہتے ۷۰۰ھ آپ کے نام مبارک
 کا ادب کا فر بھی کرتے تھے ۷۰۰ھ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
 کا طریق ادب رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۱ھ امام
 بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادب رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم ۷۰۱ھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادب
 رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۱ھ سلطان محمود غزنوی کا طریق ادب
 رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۲ھ

محمد صغیر حسن مصوی دیکھیے مصوی محمد صغیر حسن

محمد صلاح الدین دیکھیے صلاح الدین محمد

محمد طہر فاروقی دیکھیے فاروقی محمد طہر

محمد طیب قاری: سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول

(۱) ۳۸-۵۱، آپ کا خلق (سیرت) اور قرآن

۳۸، حدیث قرآن کی شرعی تفسیر ۳۹، قرآن اور دعوت

تکریم ۴۲، عصری مسائل کے حل کے لیے سیرت نبوی کی

ضرورت و اہمیت ۴۷

محمد فیضان الدین دیکھیے فیضان الدین محمد

محمد عبدالحکیم شرف قادری دیکھیے شرف قادری محمد عبدالحکیم

محمد عبدالرزاق دیکھیے عبدالرزاق محمد

محمد کرم شاہ: نبی کریمؐ بحیثیت معلم اخلاق (۴) ۲۴۱-۲۴۸

معاشرے میں حقوق و ذرائع ۲۴۱، لفظ خلق کی تشریح

۲۴۲، مکارم اخلاق کی تکمیل ۲۴۲، آغاز تعلیم ۲۴۵

جن چیزوں کو حسن اخلاق کہا گیا ہے وہ کیا ہیں ۲۴۶

محمد مبارک: دینِ رسول اور دیگر مذاہب و فکر ۵۰۱-۵۲۵

اسلام اور دوسرے مذاہب ۵۰۱، یورپ جس سے ہم دوچار ہیں

۵۰۲، شخصیتوں کا اختلاط ۵۰۵، اسلامی مصنوعات

میں رنگ آمیزی ۵۰۶، اسلامی نظام میں نسبتوں کی تعیین

۵۰۹، سلام اور جدید مشکلات کا مقابلہ ۵۱۲، نصوص

کو سمجھنے میں دقت ۵۱۲، جدید حالات میں شریعت کے

قوانین کی تطبیق ۵۱۳، اصطلاحات اور جدید تصنیفات

۵۱۶، نئی تقسیم ۵۱۸، جمہوریت اور اشتراکیت ۵۲۰

جمہوریت ۵۲۰، اشتراکیت ۵۲۱، اسلام کی اشتراکیت

۵۲۴، مفہومات کی تشریح ۵۲۴-

محمد منظر الدین صدیقی دیکھیے منظر الدین صدیقی محمد

محمد نعیم الدین زبیری دیکھیے زبیری محمد نعیم الدین

محمد اوی حسن دیکھیے اوی حسن محمد

محمد سلیم منظر صدیقی دیکھیے منظر صدیقی محمد سلیم

محمد حسن: وحی (۲) ۶۸۳-۷۲۴

وحی کا مفہوم ۶۸۳، حامل وحی کی صداقت ۶۸۴

وحی کی کذب اور تحریف ۶۹۱، آلاءِ امانت ۶۹۱

آمانت کہ ۶۹۸، کارِ خلافت کے لیے علی و جبرانی قوت

کی ضرورت ۷۰۲، فطرتِ سلیم کو فاسد کرنے والے اسباب

قبل اسلام عرب معاشرے میں عورت کی حیثیت ۵۰۰
اسلام کی تعلیم میں عورت کے حقوق ۵۰۲، ماں کا ہند مقام
۵۰۳، عورتوں اور مردوں کے فرائض ۵۰۶
منظر الدین صدیقی، محمد: انسانیت اسلام سے پہلے

(۳) ۲۰-۷، بعثت نبویؐ کے وقت دنیا کی سیاسی
اور اقتصادی حالت، زن و مرد کی عدم مساوات ۱۱،
ترک دنیا اور رہبانیت کا زور ۱۴، انسانی تکر و نظر کا
انحطاط ۱۶

منظر صدیقی، محمد لیلین: تاریخ یعقوبی - سیرت نبویؐ کا ایک
قدیم ماخذ (۱) ۵۶۳-۵۹۴، تاریخی پس منظر ۵۶۳،
مصنف: حیات و رجحانات ۵۶۵، تاریخی یعقوبی
سیرت نبویؐ کا مواد ۵۷۳، تعلیقات و حوالہ جات ۵۸۷

معصومی، محمد صغیر حسن: نقوش پیمبرؐ سماجی انصاف (۳) ۲۹-۴۳،
سماجی انصاف ۲۹، اسلامی معاشرہ کو امت و وسط،
کالقب ملا ۳۰، اسلامی مساوات ۳۲، معاملات
کے بارے میں ہدایات ۳۲، سماجی انصاف اور جہاد ۳۳،
معین الحق: سیرت نگاری کے چند پہلو (۱) ۷۰-۸۰

سیرت کے متعلق ہمعصر آخذ کی کثرت ۷۱، تدوین حدیث
۷۲، اسلام میں فن تاریخ نویسی ۷۳، عروہ بن زبیر
پر پردہ زبیر واث کی تنقید ۷۷، تاریخ اسلام پر مستشرقین
کے اعتراضات ۷۹،

معین الدین احمد شاہ دیکھئے احمد شاہ معین الدین
مفتاحی، محمد فخر الدین: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظام
حیات (۳) ۶۶۸-۶۸۲

اسلامی آئینی حکومت ۶۶۸، انسانی عظمت کا اعلان ۶۶۸،
دعوت توحید ۶۶۹، مساوات اور اخوت انسانی ۶۷۰

۱۱، عصمت انبیاء ۱۹، بار امانت کو سہل و
آسان بنانے کے لیے انبیاء کی ضرورت ۲۲، علم و وحی
اور مصفت امانت کے حصول کی اہمیت ۳۳،
محمود حسن شیخ الہند (شریک مقالہ)، حقیقت توحید و حقیقت
وحی از امین احسن اصلاہی، شیخ الہند محمود حسن
(۲) ۲۶۷-۲۷۷

محمود علیہ السلام (شیخ الانسار) جوہر خلق رسول (صلی اللہ علیہ
وسلم) ترجمہ از ڈاکٹر سید طلحہ حسین (۳) ۲۲۸-۲۳۱
آپ کا اخلاق قرآن تھا ۲۲۸، آپؐ کا اخلاق عالیہ اور
اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے فائز کیا گیا تھا، ۲۳۰
نہایت حسین فاضل، سید: آنحضرتؐ کی پہلی سیاسی فتح (ہجرت
محبشہ) (۳) ۵۷۶-۵۹۶

بصیرت نبوتؐ کا اعجاز ۵۷۶، ابرہہ کا کعبہ پر حملہ
۵۷۸، جناب عبدالمطلبؐ کی ابرہہ سے ملاقات ۵۷۹،
حبشہ کی جانب پہلی ہجرت ۵۸۱، پہلا مہاجر گروہ ۵۸۲،
مدائگی ۵۸۲، جعفر بن ابی طالبؓ کی سربراہی ۵۸۷، قریش
کا وفد ۵۸۸، حضور شاہ میں اہل سخن کی آزمائش ۵۸۹،
جعفر بن ابی طالبؓ کا خطبہ ۵۸۹، حضرت ابوطالبؓ
اور اہل اسلام ۵۹۳، حبشہ کے عیسائیوں کے وفد
کی روانگی ۵۹۴، ایک عجیب واقعہ ۵۹۵، خلاصہ
نتیجہ ۵۹۵، مصادر در مراجع ۵۹۶

مسعود الرحمن خاں ندوی دیکھئے ندوی، مسعود الرحمن خاں
مطلوب حسین سید و مترجم، جوہر خلق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم
از شیخ الانسار عبدالحکیم مسعود (۳) ۲۲۸-۲۳۱
منظر الدین صدیقی، محمد: اسلام اور جنسی مساوات
(۳) ۴۹۹-۵۰۶، جنسی مساوات سے مراد ۴۹۹

نے دی تھی، بیان کی گئی ہے۔

مروویٰ سید ابوالاعلیٰ، نبوت محمدیؐ پر قرآن میں استدلال (چند اہم نکات) (۱) ۲۰۳ - ۲۱۱ امی جوئے سے نبوت پر استدلال
۲۰۳ نبوت سے پہلے کی زندگی سے استشہاد ۲۰۴ قرآن

ایک معجزانہ کلام اور نبوت کی دلیل ہے ۲۱۰

مہرِ غلامِ رسولؐ: حجتہ الوداع (۴) ۷۷ - ۷۵۲

مفسرِ صلعم کا عدم حج ۷۷ء تبلیہ کی معنوی حیثیت ۷۸ء
مکہ مکرمہ میں داخلہ ۷۸ء ایک ارشاد کی توضیح ۷۸ء کیفیت
حج ۷۹ء حضور صلعم کے خطبات ۷۹ء عالمگیر مسادات
۷۹ء اسلامی اخوت ۵۰ء امن و سلامتی کی راہ ۵۱ء گلری
سے بچنے کا طریقہ ۵۱ء تکمیل دین ۵۲ء

ل

نامعلوم: جغرافیہ اسلامی عہد میں (۴) ۱۳۸ - ۱۵۰

معروف مسلمان جغرافیہ دان ۱۴۹ جغرافیہ کی تائید کی طرز پر

ترتیب ۱۴۹ مباحث ۱۴۹

نامعلوم: معلم انسانیت کی پندریہ خدائیں (۴) ۲۷ - ۲۸۱

شہد ۲۷۷ کھجور ۲۷۷ گوشت ۲۷۷ مکہ ۲۷۷ شریہ

طوبہ ۲۷۹ سالن مدنی ۲۷۹ دودھ ۲۸۰

ناصر، نصیر احمد: رسول اللہ کے اسوہ حسنہ کے سترہ نکات

(۳) ۲۷۰ - ۲۸۷ معرفت میرا اس المال ہے ۲۷۷ عقل

میرے دین کی اساس ہے ۲۷۷ محبت میری بنیاد ہے ۲۷۸

شوق میرا مرکب (سواری) ہے ۲۷۸ ذکر الہی میرا انیس ہے

۲۷۹ اعتماد میرا خزانہ ہے ۲۸۰ غم میرا زین ہے ۲۸۰

علم میرا ہتھیار ہے ۲۸۱ صبر میرا لباس ہے ۲۸۲ رضا میرا

مال غنیمت ہے ۲۸۳ عجز میرا نعرہ ہے ۲۸۳ زہد میرا پیشہ

ہے ۲۸۴ یقین میری قوت ہے ۲۸۴ صدق میرا حامی و

شراف کا سیارہ ۷۷۰ اسلامی عبادت میں مساوات کا منہا ہر

۷۷۱ نیکو کار کا درجہ ۷۷۱ انعام اور عدل ۷۷۱ انصاف

۷۷۱ کوئی جذبہ حائل نہ ہونے پائے ۷۷۱ مشورہ کی اہمیت ۷۷۲

صحابہ کرام کا عمل ۷۷۲ امیر جماعت کی اطاعت ۷۷۲

حکمران کے فرائض ۷۷۲ ایک صحابی کی تقریر ۷۷۲ جنگ

انتقام ۷۷۲ جذبہ صلح و آشتی ۷۷۲ درگزر کا درجہ ۷۷۲

انسانیت کا لحاظ ۷۷۲ دین کے سلسلہ میں زبردستی نہیں

۷۷۲ آنحضرت کا عمل ۷۷۲ قتلہ ختم ہونے کے بعد امن

۷۷۲ دوسری حکومتوں سے تعلقات ۷۷۲ رواداری

۷۷۲ محتاجوں اور مفردوں کے لئے انتظام ۷۷۲ تانوں

امن و سلامتی ۷۷۲ عفت و عصمت کا لحاظ ۷۸۰ تعلیم

تربیت ۷۸۱ اخلاق و اعمال کی پاکیزگی ۷۸۲

مقبول احمد نظامی سیو بارہوی: ہجرت رسولؐ

(۴) ۷۲۷ - ۷۳۳ ہجرت کا مطلب ۷۲۷ ہجرت کا

بائٹ ۷۲۸ حبشہ کی جانب ہجرت ۷۲۹ مدینہ کی

جانب ہجرت ۷۳۰ سفر ہجرت کے واقعات ۷۳۲

ملا واحدی: سرور کائناتؐ کا دربار (۲) ۷۲۹ - ۷۳۳

مسجد نبویؐ کے اجلاس ۷۲۹ دربار کی سادگی ۷۲۹ دربار

نبویؐ میں مساوات ۷۳۰ حاضرین کے ساتھ بے تکلفی ۷۳۱

آپ کا طریق تعلیم ۷۳۱ حضورؐ کی مجالس میں اثر آفرینی ۷۳۲

مناظر احسن گیلانی: سید، مدنی زندگی (۲) ۴۹۱ - ۵۱۲

مسجد نبویؐ کی تعمیر اور صفہؐ کے مدرسہ کا قیام ۴۹۲ تحویل

تبد ۴۹۲ داخلی نظم و نسق ۴۹۳ خارجی تعلقات ۴۹۴

عورت کا مقام ۵۰۲ تخلیق انسان کی غرض و فائیت ۵۰۹

منہاج، عبدالرحیم: شانِ محمدؐ زبانِ بائبل (۴) ۵۲۶ - ۵۲۸

اس میں آنحضرتؐ کی بخت کی پیشگوئی، جو حضرت عیسیٰ

سفر شمش ہے ۲۸۵ طاعت میری کفایت کرنے والی ہے

۲۸۶ جہاد میرا خلق ہے ۲۸۶ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک

ہے ۲۸۷

ناہر نذیر فراق دیکھئے فراق ناہر نذیر

ناہر احمد فاروق دیکھئے فاروقی، نثار احمد

ندوی، ابوالجمال، مغرب موجودات (آنحضرت کی کی زندگی)

(۲) ۷۶۹-۷۹۰ ایام قبل نبوت ۷۷۰ آغاز نبوت

۷۷۶ ایام دہی والہام ۷۷۸ آغاز دعوت ۷۷۸ سابقین

اولین ۷۸۱ انداز عشرہ ۷۸۱ دارالارقم ۷۸۴ اسلام

حمرہ ۷۸۵ اسلام مکرث ۷۸۶ حصار شعب ۷۸۷

اشفاق ۷۸۸

ندوی، سید ابوالحسن علی، بیدگاہ نبوی میں ترجمہ از سید محمد الحسنی

(۴) ۷۱۵-۷۲۳ علماء دارالائمہ کا درود و سلام ۷۱۶ صوفیہ

کا درود و سلام ۷۱۷ صالح، عبادت گزار اور عقیقت خواتین

کے جذبات لشکر و عقیدت کا اظہار ۷۱۷ ائمہ خود لغت و

بلاغت کا سلام ۷۱۸ سلاطین کا دریہ درود و سلام

۷۲۰ شہداء کے جذبات عقیدت ۷۲۱

ندوی، سید ابوالحسن علی، بشت محمدی سے پہلے

(۳) ۹۳-۱۷۷ چھٹی صدی مسیحی کی دنیا ۹۳ اقوام و مذاہب

پر ایک نظر ۹۴ مسیحیت چھٹی صدی عیسوی میں ۹۴

رومی سلطنت میں مذہبی خانہ جنگی ۹۵ اجتماعی بد نظمی اور

مناشی بے چینی ۹۶ یورپ کی شمالی و مغربی قومیں ۹۶

۹۸ ایران اور دہان کی تخریبی تحریکات ۹۹ ایران کی شاہ

پرستی ۱۰۰ ایرانیوں کی قوم پرستی ۱۰۲ آتش پرستی اور انسانی

زندگی پر اس کے اثرات ۱۰۲ بودھ مت اور اس کے

تغییرات ۱۰۲ اوسط ایشیا کی قومیں ۱۰۴ ہندوستان مذہبی

اجتماعی اور اخلاقی نقطہ نظر سے ۱۰۴ منت نئے دینا ۱۰۴

جنسی بحران ۱۰۴ طبقہ داریت ۱۰۴ بڑھت شہر ۱۰۹

ہندوستانی سماج میں عورت کی حیثیت ۱۰۹ عرب ۱۱۰

دور جاہلیت کے بُت ۱۱۰ معبود کی کثرت ۱۱۱ اخلاقی و

اجتماعی امراض ۱۱۲ عورت کا درجہ ۱۱۲ قبائلی و خاندانی

عصبیت ۱۱۳ جنگ و فطرت ۱۱۴ دنیا کا عمومی جائزہ ۱۱۴

زمانہ جاہلیت کا سیاسی و معاشی نظام ۱۱۴ مطلق انصاف

بادشاہت ۱۱۴ مصر و شام کی رومی حکومت ۱۱۷ ایران میں

خراج اور ٹیکس وصول کرنے کا انتظام ۱۱۸ شاہی خزانے

اور ذاتی دولت ۱۱۹ طبقاتی تفاوت ۱۱۹ ایران کے

کسان ۱۲۰ احکام کار و تہ ۱۲۱ مصنوعی معاشرت اور

پر عیشت زندگی ۱۲۱ حکومت کی دولت ستانی ۱۲۲

عوام کی خستہ حالی ۱۲۵ سرکش دولت مند اور غور فراموش

مفسس ۱۲۵

ندوی، سید ابوالحسن علی، پندرہویں صدی ہجری - ماضی و حال

کے آئینہ میں راہ ۹-۳۷

ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں کی یلغار ۲۲ دسویں صدی

ہجری میں ہندوستان میں دین الہی کی تخریب ۲۰ شیخ

احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (دم ۹۷۱ھ) کا

اس کے خلاف جہاد ۲۱ ہندوستان میں اصلاحی اور تجدیدی

تحریکیں ۲۲

بیرون ہند کی اسلامی تحریکیں ۲۳ چودھویں صدی ہجری میں

اسلامی حکومتوں کا قائم ہونا ۲۰ پندرہویں صدی ہجری

میں عالم اسلام کے لیے دکن نکالی پر درگراں ۳۰

ندوی، سید ابوالحسن علی، سیرت نگاری کی دستہ واریاں ۸۱-۸۸

سیرت نگار کے لیے حسن بیان، حسن ترتیب اور حسن

انتخاب کی ضرورت ۸۲ عقل و جذبات دونوں کی فرائی

(۱) ۲۲۱ — ۲۳۱

نبوت کے بارے میں سسرود کا نقطہ نظر ۲۲۲، مظهر
نبوت کی تشریح ۲۲۲، نصیر نبوت کے بارے میں ڈاکٹر
حبیبی صاحب کی معرفت پسندی ۲۲۵، وحی کا مفہوم
۲۲۷، نبوت کی اس روایت سے کلمہ کا اعتراف ۲۲۹
ندوی، مسعود الرحمن خاں: ابن کثیر (سیرت نگار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم)، ۱، ۶۴۶ — ۶۹۰

خلافت سیرت: سیرت یا حیات طیبہ ۶۵۱، اقبل ہجرت
واقعات ۶۵۱، مابعد ہجرت واقعات ۶۵۲، شمالی یا
صفات اخلاق مبارکہ ۶۵۷، دلائل یا آپ کی زندگی کے اچھائی گشتے
۶۵۷، معادرو آخذ (سیرت) سیر معاذی اور تاریخ کی کتابیں شمالی
کی کتابیں ۶۷۲، دلائل کی کتابیں ۶۷۴، قرآن شریف کی تفسیر ۶۷۴
آسمانی کتابیں ۶۸۰، حدیث کے مجموعے ۶۸۱، تراجم اور
نقد رجال کی کتابیں ۶۸۵، حاصل بحث: طریقہ کار ۶۸۷
علمی دیانت ۶۸۸، تنقیدی غیر جانب داری ۶۸۸،
ترتیب کتاب ۶۸۹، اسلوب بیان ۶۸۹، مقبولیت
۶۸۹، خاتمہ ۶۹۰

نور الہادی: سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو، ۵۲ — ۶۹

سیرت کیا ہے؟ ۵۲، حدیث اور سیرت میں فرق ۵۲، سیرت اور تاریخ
میں فرق ۵۷، سیرت نگاری کی ابتداء ۶۰، سیرت کی چند کتابوں کا تذکرہ
۶۳، سیرت کے آخذ ۶۵، سیرت کی ضرورت کیا ہے؟ ۶۸
نصیر احمد ناصر دیکھئے ناصر، نصیر احمد
نظامی، محمد فاضل الدین مترجم: قصہ بدہ شریف از محمد ثرف
الدین ابو صیری (۲) ۷۴۰ — ۷۶۰

نعم صدیقی: رسول اللہؐ — ایک نظر میں (۲) ۷۴ — ۷۶
ایک جامع لفظی تصویر ۱۳، لباس ۱۳، وضع قطع اور آرائش

۸۲، چھٹی صدی عیسوی کی عالمگیر جاہلیت سے

سیرت نگار کی واقفیت ۸۳، متاثر نگار کی سیرت
نبوی کے متعلق تالیف ۸۸

ندوی، سید ابوالحسن علی: عالم عربی کی قیادت (۳) ۵۶۲ — ۵۶۴
عالم عربی کی اہمیت ۵۶۲، محمد رسول اللہ عالم عربی
کی روح ہیں ۵۶۲، ایمان عالم عربی کی طاقت ہے
۵۶۴، شمسواری اور فوجی زندگی کی اہمیت ۵۶۴
طبقاتی تفاوت اور اسراف کا مقابلہ ۵۶۶، تجارت
اور مالی نظام میں خود مختاری ۵۶۶، انسانیت کی سعادت
کے لیے عربوں کی ذاتی قربانی ۵۶۷

ندوی، سید ابوالحسن علی: نبوت کا عطیہ (۳) ۳۷۵ — ۳۸۷
خدمت انسانیت اور حکماء و فلاسفہ ۳۷۵، ادباء و شعراء
کی جماعت ۳۷۶، فاضلین کی جماعت ۳۷۶، سائنسدانوں
کا گروہ ۳۷۷، انبیاء کا گروہ ۳۷۷، تعلیمات محمدیہ
کے معاشرے پر اثرات ۳۸۰

ندوی، عبدالرحمن: اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۱۶۷ — ۱۷۷
اس میں سرکار رسالت مآب کے نام مبارک محمد کے
چند خصائص بیان کیے گئے ہیں۔

ندوی، محمد حنیف: آنحضرتؐ کا اسلوب دعوت و ارشاد
(۴) ۴۴ — ۴۷، آپ کے انداز و غلط نصیحت

کی خصوصیات ۴۴، تبلیغ دین کی مثالیں ۴۵

ندوی، محمد حنیف: قرآن حکیم اور اطاعت رسول

(۱) ۳۰۳ — ۳۱۱

آنحضرتؐ کی اطاعت ۳۰۱، آپ کا منصب و فرائض

۳۰۶، قرآن میں تصور رسالت و نبوت ۳۰۹

ندوی، محمد حنیف: قرآن سے منظر نبوت کی تشریح

۱۷ رفتار ۱۸ تکلم ۱۹ خطابت ۲۰ عام سماجی رابطہ
۲۱ خالص سخی زندگی ۳۰ اکل : شرب ۳۱ نشست
برخواست ۳۵ بشری حاجات ۳۵ سفر ۳۵ جذبات
۳۶ ذوق مزاج ۳۷ تفریحات ۳۹ چند متفرق
ذوقیات ۴۱ اخلاق ۴۲

نوری، اقبال احمد: رسول اللہ کی بین الاقوامیت ۲، ۵۲۵، ۵۵۴

عرب ۲۵، عرب کی دھڑ تسمیہ ۲۵، مختلف تفصیلات
۲۵، عرب کی تہذیب اخلاق اور معاشرتی حالت
۲۶، بین الاقوامی رسول ۲۷، سوانح رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷، سلسلہ نسب ۲۷، حضرت
ہاشم کی تولیت کعبہ ۲۸، عبد المطلب ۲۹، چاہ زمزم
کی دوبارہ کھدائی ۲۹، ذبیح اللہ حضرت عبد اللہ
۲۹، حضرت عبد اللہ کی شادی ۲۹، حضرت عبد اللہ

کا انتقال ۳۰، ولادت رسول عالم ۳۰، ولادت
اور چند خصوصیات ۳۲، حضور کے اسماء مبارک

۳۳، آیات رضاعت ۳۳، میلاد کی خوشی منانے
والا ابولہب ۳۳، علیمہ سعیدہ رضی ۳۴، میکا پناہ
اور علیمہ کا گھر ۳۶، علیمہ کے گھر خیر و برکت کی بارش
۳۶، مفت کا دارالشفاء ۳۸، دُرّ یتیم کہولے
۳۸، نور خدا کا نوری کھلونا ۳۸، قوت گوئی

۳۸، سات ماہ کی عمر میں چلنا ۳۹، بچپن کے کھیل
۳۹، بکریاں چرانا ۴۰، بے مثل بشر کا شوق صدقہ
مکرمین و پسپی ۴۱، والدہ ماجدہ کی آخری شفقت
سے جدائی ۴۲، عبد المطلب کی کفالت ۴۲

عبد المطلب بھی رخصت ہوتے ہیں
۴۵، ابوطالب کی سرپرستی ۴۷، حضور کے اشائے

پر پانی برسا ۴۷، ملک شام کا سفر ۴۸، حزب فجار
میں شرکت ۴۸، مبارک عہد ۴۸، قافلہ تجارت کے
ساتھ ملک شام کا دوسرا سفر ۴۹، حضرت بی بی خدیجہ
کے مختصر حالات زندگی ۴۹، ایک حسین خواب ۵۱،
حضور کی بی بی خدیجہ کے قافلے میں شمولیت ۵۱، مکہ
سے روانگی ۵۲، دوست و دشمن ۵۲، دو تھکے
اونٹوں کا دستِ شفا سے کھڑا ہو جانا ۵۲، انہماک
۵۳، بصری کا بازار ۵۴، قدم مبارک کی برکت ۵۴

و

وحید عثمانی (مترجم) سرورِ زمین اور سماجی انصاف از محمد حیدر یارگانی

(۳) ۴۰۵ — ۴۰۸

۵

ہاشمی فریادادی، سید: عطیات محمدی (۳) ۴۰۲ — ۴۰۴

توحید الہی ۴۰۳، مساوات انسانی ۴۰۳، ربا و سود کی
قطعی حرمت ۴۰۳، قمار و سکر کی ممانعت ۴۰۴، جہاد

۴۰۴، تعداد از دواج ۴۰۴

ہالے پوتا، عبدالواحد: انقلاب محمدی (۳) ۴۰ — ۴۳

انبیاء اور انقلاب ۴۰، انقلاب محمدی آپ کی تعلیمات کا
انقلاب آفرین اثر ۴۱، آپ کی جامع کمالات اور بے مثال
شخصیت ۴۲

ہور و قس، جوزف: سیرت نبوی کی اولین کتابیں ایران کے مؤلفین
ترجمہ ڈاکٹر شاہد احمد رفوی (۱) ۲۱ — ۸۱۶

معاوی کی ابتداء ۲۱، ابان بن عثمان ۲۲، عروہ بن الزبیر

۲۶، شرح جیل بن سعد ۳۴، وہب بن منبہ ۳۵، ابن

اسحق کے شیوخ: عبد اللہ بن ابی نعیم ۳۵، عاصم بن عمر ۳۷، ابن شہاب

الزہری ۵۵، الزہری کے تلامذہ: موسیٰ بن عقبہ ۵۳، عمر

بن راشد ۵۶، محمد بن یحییٰ ۵۷، ابن اسحاق کے بعد ابومعشر

السدی ۶۸، الواقدی ۷۰، الواقدی کی کتب ۷۰، محمد

بن سعد ۸۳، حوالہ جات ۸۹

مقالات

ر

آدابِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام : محمد صالح

(۴) ۶۸۳-۷۰۳

آزادی کا علمبردار بنی صلی اللہ علیہ وسلم : خلیفہ عبدالحکیم

(۲) ۴۷۱-۴۷۵

آنحضرتؐ کا اسلوبِ دعوت وارشاد : محمد حنیف ندوی

(۴) ۴۴-۴۷

آنحضرتؐ کی پہلی سیاسی فتح (ہجرتِ حبشہ) : سید مرتضیٰ حسین خاں

(۳) ۵۷۶-۵۹۶

آنحضرتؐ کی نسبت بعض عیسائیوں کی رائے - علی شبیر

(۴) ۵۲۹-۵۳۸

ابتداءِ اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء : محمد عبدالحق

انصاری (۳) ۱۲۸-۱۵۲

ابن الجوزی اور سوانحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

غلام جیلانی برقی (۱) ۷۰۱-۷۰۸

ابن حزم الاندلسی اور جراحِ امیرہ : ڈاکٹر احسان عباس (د)

ڈاکٹر ناصر الدین اسد ترجمہ و اضافہ

از محمد اجمل اصلائی (۱) ۵۹۵-۶۱۴

ابن اسحاق اور سیرۃ الرسول اللہ : الفرید حکیم

ترجمہ از تحسین فراقی (۱) ۴۱۰-۴۵۱

ابن کثیر دسیرت نگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

مسعود الرحمن خاں ندوی (۱) ۴۴۶-۴۹۰

ابن ہشام اور سیرت ابن ہشام : محمد اجمل اصلائی

(۱) ۴۵۲-۴۹۷

ادب نبوی : سید شمیم احمد (۴) ۷۲-۸۲

اُردو احادیث کے محاورے : ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں

(۴) ۵۹۰-۶۲۲

اسلام اور جنسی مساوات : محمد نظار الدین صدیقی

(۳) ۴۹۹-۵۰۶

اسلام اور جہاد : محمد جعفر شاہ پھلواری

(۴) ۲۹۸-۳۱۵

اسلام اور مذہبی رواداری : خلیفہ عبدالحکیم (۲) ۶۶۶-۶۷۳

اسلام سے پہلے عرب کے تصورات : عبد اللہ قدسی

(۳) ۴۱-۵۵

اسلام کا بنیادی فلسفہ : شبیر احمد (۳) ۷۱۲-۷۲۱

اسلام کا سیاسی و معاشی تصور : خلیفہ عبدالحکیم

(۲) ۵۹۷-۶۰۶

اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتدا : عمر الدین

(۲) ۱۵۳-۱۶۶

اسلامی انقلاب کا اثر جاہلی معاش پر : حبیب احمد

(۳) ۶۶-۸۵

اسلامی عہد میں تعلیم نسواں : احمد شبلی

(۴) ۱۰۶-۱۱۴

پیغمبر اسلام کا پیغام امن و سلام : زین العابدین سجاد میرٹھی

(۳) ۴۶۰-۴۷۰

پیغمبر انسانیت خدا کی نظم میں : قاری محمد عبداللہ سلیم

(۱) ۲۱۲-۲۲۰

پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم : کوثر نیازی

(۴) ۱۶-۳۲

پیغمبر مہرِ پھر : محمد چراغ علی خاں (۴) ۶۴۱-۶۴۶

ت

تاجدارِ دو عالم کی فصاحت و بلاغت : عبدالرحمن عزام

(۴) ۱۵۱-۱۵۸

تاجدارِ دینہ کی گھر یوں زندگی : محمد سالم توحیدی

(۴) ۲۳۷-۲۴۰

تاریخ یعقوبی - سیرت نبوی کا ایک قدیم ماخذ محمد حسین

منظر صدیقی را، ۵۶۳-۵۹۴

تصویرِ ہجرت : ناصر نذیر فراق (۴) ۷۲۴-۷۲۹

ج

جناب رسالت مآب کا ادبی تبصرہ : علامہ ڈاکٹر محمد انبال

(۴) ۶۷۷-۶۸۱

جناب رسالت مآب کی شگفتہ مزاحی : ارشد میر

(۴) ۲۶۹-۲۷۳

جنرالیہ اسلامی حدیث : نامعلوم (۴) ۱۴۸-۱۵۰

جوہرِ خلقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) : عبدالحلیم محمود

ترجمہ سید مطلوب حسین (۴) ۲۲۸-۲۳۱

ح

حاکم حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے : سید سلیمان ندوی

(۲) ۳۳۰-۳۴۱

اسلامی معاشرہ اور نابینا افراد : محمد اسماعیل آزاد

(۳) ۴۷۶-۴۹۸

اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم : عبدالرحمن ندوی (۳) ۱۶۷-۱۷۱

امی نبی کا مفہوم : پروفیسر عبد القیوم (۴) ۷۰۸-۷۱۷

انسان کامل : خواجہ غلام السیدین (۳) ۲۲۸-۲۴۶

انسانیتِ اسلام سے پہلے : محمد ظہیر الدین صدیقی

(۳) ۷-۲۰

انسانیت کا منشور آزادی : شاعر احمد فاروقی (۴) ۷۷۲-۷۷۶

انقلابِ محمدی : عبدالواحد اے پوتا (۴) ۴۰-۴۳

اوصافِ رسول : مفتی محمد الازہر (۴) ۱۶۳-۲۲۷

ب

بانگِ نوبی میں : سید ابوالحسن علی ندوی (۴) ۷۱۵-۷۲۳

بناؤ شا اور عرب : خالد کمال مبارک پوری

(۴) ۵۵۰-۵۵۴

بہشتِ محمدی سے پہلے : سید ابوالحسن ندوی

(۳) ۹۳-۱۲۷

بہشتی کا انقلابی تصور : عبدالرحمن عزام بک

(۴) ۷۸-۵۵

پ

پندرہویں صدی ہجری - ماضی و حال کے آئینہ میں :

سید ابوالحسن علی ندوی را، ۹-۳۷

پہلے میرت نگار - حضرت عمرہ بن الزبیر : غلیل ابراہیم

ترجمہ از محمد اجمیل اصلاحي را، ۳۹۷-۴۰۹

پیغامِ محمد : ابوالکلام آزاد (۳) ۳۰۶-۳۲۷

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم : عبدالستار خاں نیازی

(۳) ۲۴۷-۲۶۰

دنیا کے قبل از اسلام پر ایک نظر: سید امیر علی
ترجمہ محمد ہادی حسن (۳)، ۲۱-۴۰
دور نبویؐ میں عرب قوم: نگار حسین (۴)، ۱۵۹-۱۶۱
دینِ رسولؐ اور دیگر مذاہبِ فکر: محمد مبارک (۴)، ۵۰۱-۵۲۵

ذ

ذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم: محمد حبیب الرحمن خاں شرفانی
(۳)، ۱۸۲-۱۹۰

رحم

رحمتِ عالم کا پیش کردہ نظامِ حیات: محمد ظفر الدین
(۳)، ۶۸۷-۷۰۲
رحمتِ عالم کا سرگیر انقلاب: سید ابوبکر غزالی (۴)، ۳۳۱-۳۹
رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظامِ حیات:
محمد ظفر الدین مصفاوی (۴)، ۶۸۸-۶۸۲
رحمتِ درافت کی روح: عبدالرحمن عزام بک

(۳)، ۴۴۲-۴۴۸

رحمة للعالمین: قائد اعظم محمد علی جناح (۳)، ۱۷۶-۱۷۱
رحمة للعالمین بحیثیت انسانِ کامل: خلیفہ عبدالحکیم
(۳)، ۶۱۸-۶۲۳

الرسالات النبویہ، یعنی رسول اکرمؐ فخرِ عالم آدمؑ محمد مصطفیٰؐ احمد
مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب مکتوبات و فرامین کا اردو متن مع
ترجمہ و مختصر حواشی: نثار احمد فاروقی (۲)، ۲۰۵-۲۶۶
رسالت نامہ - دیباچہ حباب اندر: غلام جیلانی برق
(۲)، ۴۳-۵۰

رسول اکرمؐ کا معاشی نظام: شیر محمد خاں احوان
(۳)، ۷۲۲-۸۲۸

رسول اکرمؐ کی سیرۃ طیبہ دائمی نمونہ عمل ہے: اعجاز الحق قدوسی

(۴)، ۲۳۲-۲۳۶

حجۃ الوداع: غلام رسول تہر (۴)، ۷۴۷-۷۵۲

حضور اکرمؐ اور تبلیغ: محمد جعفر شاہ پھلوری
(۳)، ۴۱۷-۴۱۷

حضور اکرمؐ اور تعددِ ازدواج: محمد جعفر شاہ پھلوری
(۴)، ۶۵۴-۶۶۷

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی متنازعہ خصوصیات: غلام مصطفیٰ خاں
(۳)، ۴۳۵-۴۴۱

حضورؐ نے انسانی معاشرت کو کیا دیا: فراد فخر الدین -
ترجمہ از خلیل حامدی (۳)، ۴۴۹-۴۵۴

حقیقتِ توحید اور حقیقتِ وحی: امین احسن اصلاحی (د)
شیخ الہند محمود حسن (۲)، ۲۶۷-۲۶۷

حیاتِ نبویؐ میں خادوں کی اہمیت: سید جلال حامدی
(۴)، ۶۳۴-۶۴۰

خ

خاتم النبیین کا بچپن: نگار احمد (۴)، ۵۶۱-۵۷۱
خطبہ حجۃ الوداع: ترجمہ از حکیم محمد نعیم الدین زبیری
(۲)، ۷۳۵-۷۳۹

خلقِ عظیم: محمد صلاح الدین (۴)، ۵۷۲-۵۷۹

د

دربارِ رسالت کا پیغمبرِ اندام طہراق: محمد زاہد (۴)، ۶۲۳-۶۲۶
الدُّعَاءُ فِي اخْتِصَارِ الْمَعَانِي وَاللِّسَانِ شَوْقِ صَنِيف
ترجمہ از محمد اجمل اصلاحی (۱)، ۶۱۵-۶۲۶
دعوتِ نبویؐ کے اصول و مقاصد: معین الدین احمد شاہ
(۳)، ۶۷۴-۶۸۶

الدفاع فی الاسلام: ابوسلیمان شاہ بھانپوری
(۴)، ۲۸۷-۲۹۷

تفویض، رسول ممبر ————— ۵۲۴

سلطنت اور دین کا تعلق : سید سلیمان ندوی
(۳) ۳۶۲-۳۶۴

بیاست نبوی کا ایک اہم پہلو : خالد سعید (۳) ۵۷۳-۵۷۵

سید الانبیاء : ٹاس کارلائل (۴) ۵۳۹-۵۴۷

سیرت رسول قرآن کی روشنی میں : عبد الماجد دریابادی

(۱) ۲۳۲-۳۰۲

سیرت طیبہ کا مطالعہ : عبد القدوس ہاشمی (۴) ۲۸۲-۲۸۵

سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول : قاری محمد طیب

(۱) ۳۸-۵۱

سیرت نبوی (توقیت کی روشنی میں) : اسحق ابنی علوی

(۲) ۵۲-۲۰۴

سیرت نبوی کا پیغام عصر حاضر کے نام : ڈاکٹر سید

محمد عبداللہ (۳) ۳۶۶-۳۷۴

سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین :

جزوف ہور ووس - ترجمہ ڈاکٹر شام احمد ناروقی

(۱) ۷۲۱-۸۱۶

سیرت نبوی کی روشنی میں سچی باتیں : عبد الماجد دریابادی

(۳) ۲۶۱-۲۶۹

سیرت نگاری کی ذریعہ داریاں : سید ابوالحسن علی ندوی

(۱) ۸۱-۸۸

سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو : ندیم الراحیدی (۱) ۵۲-۶۹

سیرت نگاری کے چند پہلو : سعیدین الحق (۱) ۷۰-۸۰

س

شان محمد بزبان بائبل : عبد الرحیم نہاج (۴) ۵۲۶-۵۲۸

شیم الجیب : الکی بخش کاندھلوی - ترجمہ

اشرف علی تھانوی (۴) ۲۴۹-۲۶۸

رسول اکرم کے سیرت نگار : ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ

(۱) ۷۰۹-۷۱۹

رسول اللہ اور طبقہ نسواں : بیگم خدیجہ النساء ایم سراج

(۳) ۵۰۷-۵۱۷

رسول اللہ اور طرز معاشرت : سید رشید احمد ارشد

(۳) ۴۱۸-۴۲۶

رسول اللہ - ایک نظریں : نعیم صدیقی (۲) ۷-۴۲

رسول اللہ کی بین الاقوامیت : اقبال احمد نوری

(۳) ۵۲۵-۵۵۴

رسول اللہ کے اسوہ حسنہ کے ستر نکات : نصیر احمد ناصر

(۳) ۲۷۰-۲۸۷

رسول اللہ کے عہد کا اقتصادی اور معاشی نظام : محمد اشرف شاہ

(۲) ۷۳۰-۷۳۸

رسول اللہ کے عہد میں نظام عدل : ایس اے رحمن

(۳) ۶۵۲-۶۶۵

س

سرور کائنات (غیر مسلم مفکرین کی نظر میں) : طفر نظامی نوشہری

(۴) ۷۸۰-۷۹۰

سرور کائنات کا دربار : ملا واحدی (۳) ۶۲۹-۶۳۳

سرور کائنات کا رویہ من حقوق سے : رئیس احمد حفیظی

(۳) ۵۱۸-۵۲۳

سرور کائنات کی حکومت : ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۳) ۶۰۷-۶۲۲

سرور کائنات کے حقوق امت پر : اشرف علی تھانوی

(۳) ۴۲۷-۴۳۴

سرور کونین اور سماجی انصاف : محمد مجاہد مازگانی - ترجمہ

وحید عثمانی (۳) ۴۰۵-۴۰۸

ص

عہدِ نبویؐ اور عہدِ صحابہؓ کی تعلیمی سرگرمیاں: غلیل حامدی

(۴) ۱۳۰-۱۳۰

عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم: محمد حمید اللہ (۴) ۱۱۵-۱۲۷

عہدِ نبویؐ کی سیاست خارجہ کا شاہکار: ڈاکٹر محمد حمید اللہ

(۳) ۵۵۵-۵۶۱

عہدِ نبویؐ کے اصولِ سیاسیات: ڈاکٹر محمد حمید اللہ

(۳) ۶۴۳-۶۵۱

عہدِ نبویؐ کے عربی ایرانی تعلقات: ڈاکٹر محمد حمید اللہ

(۳) ۶۳۲-۶۴۳

عہدِ نبویؐ میں علمی ترقیاں: محمد حفیظ اللہ پھلپوری

(۴) ۱۴۱-۱۴۷

عہدِ نبویؐ میں قرآن مجید کی ترتیب و تدوین: سید بدر الدین

علوی را، ۳۶۹-۳۹۶

عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکومت: سلیمان ندوی

(۲) ۳۶۵-۳۹۹

غ

غزواتِ خاتمِ الرسل صلی اللہ علیہ وسلم: گلزار احمد

(۴) ۳۲۲-۳۷۲

غزواتِ نبویؐ: محمد ہارون قادری (۴) ۳۱۶-۳۲۱

ف

فہرستِ موجودات (آنحضرتؐ کی مکی زندگی، الجلال ندوی

(۲) ۴۶۹-۴۹۰

ق

قاضی عیاض: محمد عبد الحکیم شرف قادری را، ۶۳۷-۶۴۵

قرآن، اسلام اور رسولؐ (غیر مسلموں کی نظر میں):

عبد الصمد صارم (۴) ۴۴۷-۴۷۹

صدرِ اسلام میں دینی علوم کے ارتقا کا اجمالی جائزہ: شبیر احمد خاں

غزوی (۴) ۵۷-۷۳

ط

طبِ رسولؐ: محمد عبدالرزاق (۴) ۱۰۱-۱۰۵

طبِ نبویؐ (صلی اللہ علیہ وسلم): تیدامین الدین (۴) ۹۲-۱۰۰

طبقات ابن سعد (سیرتِ نبویؐ کا قدیم ماخذ):

نشار احمد فاروقی را، ۴۹۸-۵۶۲

ظ

ظہورِ قدرت: رگھوناتھ راؤ ورد (۴) ۴۳۳-۴۳۷

ظہورِ قدسی: افضل حق (۴) ۷۰۴-۷۰۷

ظہورِ قدسی: شبلی نعمانی (۲) ۲۳۸

ع

عالمِ عربی کی قیادت: سید ابوالحسن علی ندوی (۳) ۵۶۲-۵۷۲

عرب اور علومِ طبیہ: ابو محمد شاقب کانپوری (۴) ۸۹-۹۱

عطیاتِ محمدیؐ: سید ہاشمی فرید آبادی (۳) ۴۰۲-۴۰۴

علامہ یوسف بن اسماعیل جہانی، محمد عبد الحکیم شرف قادری

(۱) ۴۹۱-۷۰۰

علومِ عرب: سید محمد عبدالستار گیلانی (۴) ۸۳-۸۸

عہدِ جدید کے مسائل اور آنحضرتؐ کا پیغام: شرف الدین

اصلاحی (۳) ۷۰۳-۷۱۱

عہدِ رسولؐ میں نظامِ تعلیم: سید رشید احمد ارشد

(۴) ۱۲۸-۱۳۶

عہدِ جاہلیت میں عربوں کے مذہبی معتقدات: عبدالحکیم صدیقی

(۳) ۵۶-۷۵

عہدِ نبوتؐ کے عمرانی اور تمدنی مسائل: حیدر زمان صدیقی (۳) ۷۳۴-۷۳۸

قرآن حکیم اور اطاعت رسولؐ: محمد حنیف ندوی را، ۳۰۳-۳۱۱
 قرآن سے منظر نبوت کی تشریح: محمد حنیف ندوی
 را، ۲۲۱-۲۳۱
 قصیدہ بردہ شریف: محمد شرف الدین ابو صیری: فارسی ترجمہ
 از ملا محمد عبدالرحمن جامی، اردو ترجمہ از محمد نایض نظامی
 بہزاد دکن (۲)، ۴۴۰-۴۶۰

ک

کارنامہ سیرت تاریخی کی بے رحم کسوٹی پر: ابوالکلام آزاد
 (۳)، ۲۸۹-۳۰۵
 کتاب اللہ- مختار ترسول اللہ والذینے معہ:
 تنہامی را، ۳۵۱-۳۶۸
 کتب سابقہ کی بشرتیں: حسن میاں چیلواری (۲)، ۴۳۸-۴۶۶

گ

گنج شنگل: ظفر علی خاں (۲)، ۴۳۹-۴۴۲

ل

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ: ماکرام
 (۳)، ۱۴۲-۱۴۵

م

مخلیل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم: علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
 (۲)، ۶۴۹-۶۵۰

محمد و عیسیٰ: اے۔ جی۔ جی۔ جی (۲)، ۵۴۸-۵۴۹

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علامہ عبداللہ یوسف علی (۲)، ۲۰۴-۲۱۴
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: محمد حمید اللہ: ترجمہ از مندرجہ
 (۲)، ۵۱۳-۶۸۲

محمد عبیدہ و رسولہ: ماہر نقادری (۳)، ۲۲۲-۲۲۴
 مدنی زندگی: سیدناظر احسن گیلانی (۲)، ۴۹۱-۵۱۲

مدینہ کی قدیم تاریخ: محمد اسلم ملک (۲)، ۴۲۲-۴۶۸
 معقلم انسانیت کی پسندیدہ غذائیں: نامعلوم (۴)، ۲۴۴-۲۸۱
 مکہ کی قدیم تاریخ: محمد اسلم ملک (۲)، ۴۰۲-۴۲۱
 مہمات رسولؐ: غلام جیلانی برق (۴)، ۳۴۳-۴۳۲
 میر حجاز: ظفر علی خاں (۴)، ۶۵۱-۶۵۳

ن

نبوت محمدیؐ پر قرآن میں استدلال (چند نکات):

سید ابوالاعلیٰ مودودی را، ۲۰۳-۲۱۱
 نبوت کا عطیہ: سید ابوالحسن علی ندوی (۳)، ۳۴۵-۳۸۴
 نبی اپنے گھر میں: امین احسن اصلاحی (۳)، ۳۸۵-۳۹۵
 نبی اکرمؐ اور اصلاح معاشرہ: محمد حسام الدین شریفی
 (۲)، ۴۰۹-۴۱۳

نبی اکرمؐ بحیثیت داعی الی الخیر: پروفیسر خورشید احمد

(۳)، ۲۹۶-۴۰۱

نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں: ڈاکٹر اسرار احمد

(۳)، ۳۳۸-۳۶۵

نبیؐ بحیثیت ایک مدبر اور ماہر سیاست: امین احسن اصلاحی
 (۲)، ۶۲۳-۶۲۸

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم: محمد اشرف (۳)، ۱۹۱-۲۰۳
 نبی کریمؐ بحیثیت معلم اخلاق: محمد کرم شاہ

(۴)، ۲۴۱-۲۴۸

نبی کریمؐ کا مقصد بعثت (شکران حکیم کی روشنی میں):
 ڈاکٹر اسرار احمد را، ۳۱۲-۳۵۰

نبی کریمؐ کے بنیادی عناصر: خلیفہ عبدالحکیم

(۳)، ۴۵۵-۴۵۹

نفقش پیغمبر سماجی انصاف: محمد صغیر حسن مصدومی

(۲)، ۴۲۹-۴۳۳

ہمارا پریم انقلاب - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ :

سید قطب شہید (۴)، ۷-۱۵

ہمہ قرآن در شان محمد: غلام مصطفیٰ اعجاز

(۱)، ۸۹-۲۰۳

ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بشیر الدین پنڈت (۴)، ۵۵۵-۵۵۹

و

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ :

محمد سلیمان منصور پوری (۴)، ۵۸۰-۵۸۹

رحمی: محمد حسن (۲)، ۶۸۳-۷۳۴

۵

ہجرت رسول: مقبول احمد مظہری سیوہاری

(۴)، ۶۲۷-۶۳۳

موضوعات

نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر؛ طبقات ابن سعد (سیرت نبوی کا قدیم

ماخذ را، ۳۹۸-۵۹۲

ہرودوتس، جوزف؛ سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین

ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی را، ۴۲۱-۸۱۶

ابن عبد البر (م ۵۴۳ھ)

شوق صنیف؛ المدد فی اختصار المغازی والمسیب

ترجمہ از محمد اجل اصلاہ را، ۶۱۵-۶۳۶

ابن کثیر (م ۷۴۴ھ)

ندوی مسعود الرحمن خان؛ ابن کثیر (سیرت نگار رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ۶۳۶-۶۹۰

ابن ہشام (م ۲۱۸ھ)

اصلاحی محمد، محمد اجل؛ ابن ہشام اور سیرت ابن ہشام

را، ۳۵۳-۳۹۷

ابو معشر السدی (م ۱۷۰ھ)

ہرودوتس، جوزف؛ سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین

ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی را، ۴۲۱-۸۱۶

اخلاق نبویؐ

ارشاد میر؛ جناب رسالت آب کی شگفتہ مزاجی

۲۶۹-۲۷۳

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، محفل میلاد انبی صلی اللہ علیہ وسلم

۶۲۹-۶۵۰

۱

آزادی

عبد الحکیم خلیفہ؛ آزادی کا علمبردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) ۳۷۱-۳۷۵

ابن بن عثمان (م ۱۰۵ھ)

ہرودوتس، جوزف؛ سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے

مؤلفین۔ ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی

را، ۴۲۱-۸۱۶

ابن اسحق (م ۱۵۱ھ-۱۵۸ھ)

گیدم، الفریڈ؛ ابن اسحق اور سیرۃ الرسول اللہ۔ ترجمہ از تحفین فراقی

را، ۴۱۰-۴۱۵

ہرودوتس، جوزف؛ سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین

ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی را، ۴۲۱-۸۱۶

ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ-۵۹۷ھ)

برق، غلام جیلانی؛ ابن الجوزی اور سوانح رسول صلی اللہ علیہ وسلم

را، ۷۰۱-۷۰۸

ابن حزم الاندلسی (م ۳۸۴ھ-۳۹۶ھ)

احسان عباس؛ ڈاکٹر ناصر الدین، ڈاکٹر؛ ابن حزم الاندلسی اور

جوانح لمیقہ۔ ترجمہ و اضافہ از محمد اجل اصلاہ

را، ۵۹۵-۶۱۳

ابن سعد (م ۱۶۸ھ-۲۳۰ھ)

محمد کرم شاہ: نبی کریمؐ بحیثیت معلم اخلاق (۴)، ۲۳۱-۲۳۸
 محمود عبدالحکیم (شیخ الازہر) جوہر خلق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)،
 ترجمہ از ڈاکٹر سید مطلوب حسین (۴)، ۲۲۸-۲۳۱

مفتاحی، محمد ظفر الدین: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظام
 حیات (۴)، ۴۶۸-۴۸۸

ملاوادی، سرور کائنات کا دربار (۳)، ۶۲۹-۶۳۳

ادبِ نبویؐ

شبیم احمد، سید: ادبِ نبویؐ (۴)، ۷۴-۸۲

اسلام - ستیا و حکومت

اصلاحی، امین احسن: نبی بحیثیت ایک مدبر اور ماہر سیاسیات

(۳)، ۶۲۳-۶۲۸

حمید اللہ، محمد: سرور کائنات کی حکومت (۳)، ۹۰۷-۹۲۲

حمید اللہ، محمد: عہد نبویؐ کی سیاست خارجہ کا شاہکار

(۳)، ۵۵۵-۵۶۱

حمید اللہ، محمد: عہد نبویؐ کے اصول سیاسیات

(۳)، ۶۴۴-۶۵۱

حمید اللہ، محمد: عہد نبویؐ کے عربی ایرانی تعلقات

(۳)، ۹۳۴-۹۴۳

خالد مسعود: سیاست نبویؐ کا ایک اہم پہلو

(۳)، ۵۷۳-۵۷۵

رحمن، ایس اے: رسول اللہ کے عہد میں نظام عدل

(۳)، ۶۵۲-۶۶۵

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام کا سیاسی و معاشی دستور

(۳)، ۵۹۷-۶۰۶

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام اور نبویؐ رواداری

(۳)، ۶۶۶-۶۷۳

انوار الحق، محمد: اوصاف رسولؐ (۴)، ۱۶۳-۲۲۷
 الی بخش کاہلوی: شمیم الجیب - ترجمہ از اشرف علی تھانوی

(۴)، ۲۶۹-۲۶۸

ترجیدی، محمد سالم: قائدِ مہینہ کی گھریلو زندگی (۴)، ۲۳۷-۲۴۰
 سلیم، قادی محمد عبداللہ: پیغمبرِ انسانیت خدا کی نظر میں

(۱)، ۲۱۲-۲۲۰

صلاح الدین، محمد: خلقِ عظیم (۴)، ۵۷۲-۵۷۹

عبدالحکیم، خلیفہ: رحمتِ للعالمین بحیثیت انسانِ کامل

(۳)، ۲۱۸-۲۲۳

عبدالرحمن، عزام بک: رحمت و رافت کی روح رواں

(۳)، ۴۴۲-۴۴۸

قدوسی، اعجاز الحق: رسولِ اکرمؐ کی سیرۃ طیبہ دائمی نمونہ عمل ہے

(۴)، ۲۳۲-۲۳۶

محمد کرم شاہ: نبی کریمؐ بحیثیت معلم اخلاق (۴)، ۲۳۱-۲۳۸

محمود عبدالحکیم (شیخ الازہر) جوہر خلق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)،
 ترجمہ از ڈاکٹر سید مطلوب حسین

(۴)، ۲۲۸-۲۳۱

ملاوادی، سرور کائنات کا دربار (۳)، ۶۲۹-۶۳۳

نامعلوم، معلم انسانیت کی پسندیدہ غذائیں (۴)، ۲۷۴-۲۸۱

احداثیات

انوار الحق، محمد: اوصاف رسولؐ (۴)، ۱۶۳-۲۲۷

سلیم، قادی محمد عبداللہ: پیغمبرِ انسانیت خدا کی نظر میں

(۱)، ۲۱۲-۲۲۰

صلاح الدین، محمد: خلقِ عظیم (۴)، ۵۷۲-۵۷۹

قدوسی، اعجاز الحق: رسولِ اکرمؐ کی سیرۃ طیبہ دائمی نمونہ عمل ہے

(۴)، ۲۳۲-۲۳۶

اسلام اور عصرِ حاضر

محمد مبارک: دینِ رسولؐ اور دیگر مذاہبِ فکر (۴) ۵۰۱-۵۲۵

اسلامی انقلاب

آزاد، ابوالکلام: کارنامہ سیرت، بے رحم تاریخ کی کسوٹی پر

(۳) ۲۸۹-۳۰۵

ابوبکر غزنوی، سید: رحمتِ عالم کا ہمگیر انقلاب (۴) ۳۳-۳۹
حبیب احمد: اسلامی انقلاب کا اثر جاہلی معاشرے پر

(۳) ۸۶-۹۲

عبدالحکیم خلیفہ: آزادی کا علمبردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) ۴۷۱-۴۷۵

قطب، سید: ہمارا چم انقلاب - لَقَائِلَہ (۱) اللہ

(۴) ۷-۱۵

کوثر نیازی: پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم (۴) ۱۶-۳۲

مفتاحی، محمد ظفر الدین: رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظامِ حیات

(۴) ۶۷۸-۶۸۲

ندوی، محمد حنیف: آنحضرتؐ کا اسلوبِ دعوت و ارشاد

(۴) ۴۴-۴۷

ہلے پوتا، عبدالواحد: انقلابِ محمدی (۴) ۴۰-۴۳

اسلامی تحریکیں

ندوی، سید ابوالحسن علی: پندرہویں صدی ہجری - ماضی و حال کے

آئینہ میں (۱) ۹-۳۷

اسلامی ریاست

اصلاحی، امین احسن: بنی یحیثیت ایک مدبر اور ماہر سیاسیات

(۳) ۶۲۳-۶۲۸

عبدالحکیم خلیفہ: اسلام اور مذہبی رواداری (۳) ۶۶۶-۶۷۳

عبدالحکیم خلیفہ: اسلام کا سیاسی و معاشی تصور (۳) ۵۹۷-۶۰۶

حمید اللہ احمد: سرورِ کائناتؐ کی حکومت (۳) ۹۰۷-۹۲۲

حمید اللہ احمد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ از ندیری

(۲) ۶۱۳-۶۸۲

سلیمان ندوی، سید: حاکمِ حقیق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲) ۳۳۰-۳۴۱

سلیمان ندوی، سید: سلطنت اور دین کا تعلق (۲) ۳۴۲-۳۶۴

سلیمان ندوی، سید: محمد نبویؐ میں نظامِ حکومت (۲) ۳۶۵-۳۹۹

ندوی، سید ابوالحسن علی: عالمِ عربی کی قیادت (۳) ۵۶۲-۵۷۷

اسلامی معاشرہ

آزاد، ابوالکلام: پیغامِ محمدؐ (۳) ۳۰۶-۳۳۷

آزاد، محمد اسماعیل: اسلامی معاشرہ اور نابینا افراد (۳) ۴۷۶-۴۹۸

اسرار احمد ڈاکٹر: نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (۳) ۳۲۸-۳۶۵

ارشاد، رشید احمد: رسول اللہ اور طرزِ معاشرت (۳) ۴۱۸-۴۲۶

خدیجہ النساء ایم سرساج: رسول اللہ اور طبقہ نسواں (۳) ۵۰۷-۵۱۷

سجاد میرٹھی، زین العابدین: پیغمبرِ اسلام کا پیغامِ امن و سلام

(۳) ۴۶۰-۴۷۰

شریفی، محمد حسام الدین: نبی کریمؐ اور اصلاحِ معاشرہ (۳) ۴۰۹-۴۱۳

ظفر الدین، محمد: رحمتِ عالم کا پیش کردہ نظامِ عیثی (۲) ۶۸۷-۷۰۲

فخر الدین، فواد: حضورؐ نے انسانی معاشرت کو کیا دیا - ترجمہ از حلیل عابدی

(۳) ۴۴۹-۴۵۴

مارگانی، محمد جمیعہ: سرورِ کونینؐ اور سماجی انصاف (۳) ۴۰۵-۴۰۸

منظر الدین صدیقی، محمد: اسلام اور جنسی مساوات

(۳) ۴۹۹-۵۰۶

ندوی، سید ابوالحسن علی: نبوت کا عطیہ (۳) ۳۷۵-۳۸۴

باشفی، فرید آبادی: حلیاتِ محمدی (۳) ۴۰۲-۴۰۴

اقتصادیاد

نقوش، رسول نمبر ————— ۵۳۱

اصلاحی، شریعت الدین: محمد جدید کے مسائل اور آنحضرت کا پیغام

(۳) ۴۰۳-۴۱۱

حبیب احمد: اسلامی انقلاب کا اثر عالمی معاشرے پر

(۳) ۸۶-۹۲

شیر محمد خاں اعوان: رسول اکرم کا معاشی نظام

(۳) ۴۲۳-۴۲۸

لطیف الدین محمد: رحمت عالم کا پیش کردہ نظام حیات

(۳) ۴۸۴-۴۰۲

عبد الحکیم خلیفہ: اسلام کا سیاسی و معاشی تصور

(۳) ۵۹۷-۶۰۶

محمد اشرف خاں: رسول اللہ کے عہد کا اقتصادی اور معاشی

نظام (۳) ۴۳۰-۴۳۸

معصومی محمد صغیر حسن: نقش پیغمبر - سماجی انصاف

(۲) ۴۲۹-۴۳۳

امراء القیسر

اقبال علامہ ڈاکٹر محمد: جناب رسالت مآب کا ادبی تبصرو

(۴) ۶۴۷-۶۴۸

امہات المؤمنینؓ

جعفر شاہ بھٹلوی، محمد: حضور اکرم اور تعدد ازواج

(۴) ۶۵۴-۶۶۷

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ترجمہ از

نذیر حق (۲) ۶۱۳-۶۸۲

ب

بعثت نبویؐ اور بائبل

منہاج عبد الرحیم: شان محمدؐ نربان بائبل (۴) ۵۲۶-۵۲۸

بہارِ محمد

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ترجمہ نذیر حق

(۲) ۵۱۳-۶۸۲

بشریت رسولؐ

عبد الماجد دریا بادی: سیرت رسولؐ قرآن کی روشنی میں

(۱) ۲۳۲-۳۰۲

بلاغتِ نبویؐ

نذیری محمد نعیم الدین مترجم خطبہ حجۃ الوداع (۲) ۴۳۵-۴۳۹

ظفر علی خاں: کتب شنگار (۴) ۴۳۹-۴۴۲

عزائم عبدالرحمن: تاجدارِ دو عالم کی فصاحت و بلاغت

(۴) ۱۵۱-۱۵۸

غلام مصطفیٰ خاں: اردو احادیث کے محاورے (۴) ۵۹۰-۶۲۲

فاروقی، شاعر احمد: انسانیت کا منشور آزادی (۴) ۴۴۳-۴۴۶

مہر غلام رسول: حجۃ الوداع (۴) ۴۴۷-۴۵۲

ناصر نصیر احمد: رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کے سرفراز لکات

(۳) ۲۸۷-۲۹۰

پ

پندرہویں صدی ہجری

ندوی، سید ابوالحسن علی: پندرہویں صدی ہجری - ماضی و حال کے آئینہ

میں (۱) ۹-۳۷

ت

تبلیغِ اسلام

احمد شاہ معین الدین: دھرتِ نبوی کے اصول و مقاصد

(۳) ۶۷۴-۶۸۶

جعفر شاہ بھٹلوی، محمد: حضور اکرم اور تبلیغ (۲) ۴۱۴-۴۱۷

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ از نذیر حق

(۲) ۶۱۳-۶۸۲

تبلیغ و دعوت

ندوی، محمد حنیف، انحضرت کا اسلوب دعوت و ارشاد

(۴)، ۴۴-۴۵

تجارت

شمس القدقادی، سید: تجارت العرب قبل الاسلام، ۶۶-۸۵

تصاویر

خانہ کعبہ اور زمزم (تصویر)، ۲۰۰ کے بعد

خانہ کعبہ کا ایک اور منظر (تصویر)، ۲۹۶ کے بعد

خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر)، ۴۰۶ کے بعد

خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر)، ۲۳۲ کے بعد

نماز و اچھائی پہلی وحی نازل ہونے (تصویر)، ۶۱۶ کے بعد

فلاں کعبہ پر چند آیات قرآنی (تصویر)، ۱۵۲ کے بعد

غنیہ خضریٰ (تصویر)، ۸۸ کے بعد

مسجد نبویؐ کا اندرونی منظر (تصویر)، ۴۴ کے بعد

مسجد نبویؐ کا بیرونی منظر (تصویر)، ۳۱۲ کے بعد

مسجد نبویؐ کا ایک منظر (تصویر)، ۱۲۰ کے بعد

مسجد نبویؐ کا ایک دروازہ (تصویر)، ۶۰۰ کے بعد

انبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم (تصویر)، ۳۶۰ کے بعد

پہلی کا پڑے جبل رحمت کا منظر (تصویر)، ۶۱۶ کے بعد

تصرف

عبدالحق انصاری محمد: ابتداء اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء

(۳)، ۱۲۸-۱۵۲

عمرالدین: اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتدا، ۱۵۳-۱۶۶

تعلیم

علوی، اسحاق النبی، سیرت نبویؐ (ترقیت کی روشنی میں

(۲)، ۵۲-۲۰۴

تعلیم نسواں

ارشاد، سید رشید احمد: عہد رسول میں نظام تعلیم، ۱۲۸-۱۳۶

احمد شہن: اسلامی عہد میں تعلیم نسواں، ۱۰۶-۱۱۳

تعلیمات

احمد شہن: اسلامی عہد میں تعلیم نسواں، ۱۰۶-۱۱۳

ارشاد، سید رشید احمد: عہد رسول میں نظام تعلیم، ۱۲۸-۱۳۶

حفیظ اللہ چیلداری، محمد: عہد نبوی میں علمی ترقیاں، ۱۳۱-۱۴۷

حمید اللہ، محمد: عہد نبوی کا نظام تعلیم، ۱۱۵-۱۲۷

خلیل حامدی، احمد نبوی اور عہد صحابہ کی تعلیمی سرگرمیاں

(۴)، ۱۳۷-۱۴۰

شبیر احمد خاں غوری: عہد اسلام میں دینی علوم کے ارتقاء کا اجمالی

جائزہ، ۵۷-۷۳

تعدد ازواج

جعفر شاہ پھلواری، محمد: حضور اکرم اور تعدد ازواج

(۵)، ۶۵۴-۶۶۷

توحید

اصلاحی، امین احسن و محمود حسن، شیخ الہند: حقیقت توحید اور حقیقت

وحی، ۲۶۷-۲۷۷

عبدالحکیم، خلیفہ: آزادی کا علمبردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۳)، ۴۷۱-۴۷۵

عبدالحکیم، خلیفہ: نبی کریم کے بنیادی عناصر، ۴۵۵-۴۵۹

ملک رام: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، ۱۷۲-۱۷۵

ج

جبل رحمت (تصویر)

پہلی کا پڑے جبل رحمت کا منظر (تصویر)، ۶۱۶ کے بعد

جغرافیہ

نامعلوم: جغرافیہ اسلامی جدید (۴)، ۱۴۸-۱۵۰

جہاد

ابوسلمان شاہجہانپوری: الدفاع فی الاسلام (۴)، ۲۸۴-۲۹۴

برق غلام جیلانی: سمات رسول (۴)، ۳۴۳-۳۳۲

جعفر شاد پھلپوری: اسلام اور جہاد (۴)، ۲۹۸-۳۱۵

فاروقی، محمد طاهر: غزوات نبوی (۴)، ۳۱۶، ۳۲۱

گلزار احمد: غزوات خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم (۴)، ۳۲۲-۳۲۷

ح

حلیہ مبارک

نثار احمد فاروقی: طبقات ابن سعد (سیرت نبوی کا قدیم ناخذ)

(۱)، ۴۹۸-۵۶۲

نعیم صدیقی: رسول اللہ - ایک نظریں (۱)، ۴-۴۲

حقوق العباد

آزاد محمد اسماعیل: اسلامی معاشرہ اور نابینا افراد (۳)، ۴۷۶-۴۹۸

تمنا حمادی: کتاب اللہ - محمد ﷺ رسول اللہ والذین

مَعہ (۱)، ۳۵۱-۳۶۸

حقوق اللہ

تمنا حمادی: کتاب اللہ - محمد ﷺ رسول اللہ والذین مَعہ

(۱)، ۳۵۱-۳۶۸

حقوق نسوان

خدیجۃ النساء ایم سراج: رسول اللہ اور طبقہ نسوان (۳)، ۵۰۴-۵۱۴

منظر الدین صدیقی، محمد: اسلام اور جنسی مساوات (۳)، ۴۹۹-۵۰۶

خ

خانہ کعبہ (تصویر)

خانہ کعبہ اور زمزم (تصویر) (۱)، ۲۰۰ کے بعد

خانہ کعبہ کا ایک اور منظر (تصویر) (۱)، ۲۹۶ کے بعد

خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر) (۴)، ۴۰ کے بعد

خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر) (۴)، ۲۳۲ کے بعد

خدا

عبدالحکیم، خلیفہ: نبی کریم کے بنیادی عناصر (۳)، ۴۵۵-۴۵۹

خطبات نبوی

نعیم صدیقی: رسول اللہ - ایک نظریں (۲)، ۴-۴۲

خطبات نبوی

زہیری، محمد نعیم الدین (مترجم): خطبہ حجتہ الوداع (۲)، ۴۳۵-۴۳۹

فاروقی، نثار احمد: انسانیت کا منشور آزادی (۴)، ۴۴۳-۴۴۶

مہر غلام رسول: حجتہ الوداع (۴)، ۴۴۷-۴۵۲

د

درود و سلام

ندوی، سید ابوالحسن علی: بارگاہ نبوی میں (۴)، ۴۱۵-۴۳۳

دفع

ابوسلمان شاہجہانپوری: الدفاع فی الاسلام (۴)، ۲۸۴-۲۹۴

ر

رسالت نامہ

برق غلام جیلانی: رسالت نامہ - دریابہ حجاب اندر

(۲)، ۴۳-۵۰

نعیم صدیقی: رسول اللہ - ایک نظریں (۲)، ۴-۴۲

ز

زرتشتی مذہب

حمید اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ نذیر حق

(۲)، ۵۱۳-۵۸۲

الزمری، ابنے شہاب

ہرودوتس جوزف: سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین -

ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱)، ۴۲۱-۸۱۶

س

س

پہنچ علی خاں: پیغمبر پر سحر (۳) ۶۴۶-۶۴۱

سیاسات

حمید اللہ محمد: عدوی نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار

(۳) ۵۵۵-۵۶۱

حمید اللہ محمد: عدوی نبوی کے اصول سیاسیات

(۳) ۶۴۴-۶۵۱

حمید اللہ محمد: عدوی نبوی کے عربی ایرانی تعلقات

(۳) ۶۴۳-۶۴۴

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ از نذیر حق

(۲) ۶۱۳-۶۸۲

غلام مسعود: سیاست نبوی کا ایک اہم پہلو (۳) ۵۷۳-۵۷۵

ایمن، اس اے، رسول اللہ کے عہد میں نظام عدل

(۳) ۶۵۲-۶۶۵

سلیمان ندوی، سید: حاکم حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے (۲) ۳۳۰-۳۴۱

سلیمان ندوی، سید: سلطنت اور دین کا تعلق (۲) ۳۴۲-۳۴۶

سلیمان ندوی، سید: عہد نبوی میں نظام حکومت (۲) ۳۶۵-۳۹۹

عبدالحکیم، خلیفہ: اسلام اور مذہبی رواداری (۳) ۶۶۶-۶۷۳

مترقنی حسین فاضل، سید: آنحضرت کی پہلی سیاسی فتح و ہجرت حبشہ

(۳) ۵۷۶-۵۹۶

ندوی، سید ابوالحسن صلی: عالم عربی کی قیادت (۳) ۵۶۲-۵۷۲

سیرت نبوی

اصلاحی، امین احسن: نبی اپنے گھر میں (۳) ۳۸۵-۳۹۵

جنح، محمد علی: رحمت للعالمین (۳) ۱۷۶-۱۸۱

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ از نذیر حق

(۲) ۶۱۳-۶۸۲

غور شنید احمد، پروفیسر: نبی اکرم بحیثیت (۲) ۳۹۶-۴۰۱

رئیس احمد جعفری: سرور کائنات کا رویہ منافقوں سے

(۳) ۵۱۸-۵۲۴

شروانی، محمد حبیب الرحمن خاں: ذکر انجیب صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) ۱۸۲-۱۹۰

عبد الستار خاں: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) ۲۴۷-۲۶۰

عبد القدوس ہاشمی: سیرت طیبہ کا مطالعہ (۴) ۲۸۲-۲۸۵

عبد القیوم، پروفیسر: امی نبی کا مہموم (۲) ۷۰۸-۷۱۴

عبد الماجد دریا بادی: سیرت نبوی کی روشنی میں سچی باتیں

(۳) ۲۶۱-۲۶۹

عبد اللہ یوسف علی: علامہ: محمد رسول اللہ (۳) ۲۰۴-۲۱۷

حکمران احمد: خاتم النبیین کا بچپن (۴) ۵۶۱-۵۷۱

ابراہیم قادری: محمد عہدہ در رسولہ (۲) ۲۲۴-۲۲۷

محمد سلیمان منصور پوری: وَمَا آتٰنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَلَئِنْ كُنْتَ

(۳) ۵۸۰-۵۸۹

محمد طیب قاری: سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول

(۱) ۳۸-۵۱

منظر احسن گیلانی، سید: مدنی زندگی (۲) ۴۹۱-۵۱۲

ندوی، ابوالکمال: فقر موجودات (آنحضرت کی کچی زندگی)

(۲) ۴۶۹-۴۹۰

ندوی، سید ابوالحسن علی: سیرت نگاری کی ذمہ داریاں (۱) ۸۱-۸۸

فری، اقبال احمد: رسول اللہ کی بین الاقوامیت (۳) ۵۲۵-۵۵۴

سیرت نبوی اور عصر حاضر

اصلاحی، شرف الدین: عہد جدید کے مسائل اور آنحضرت کا پیغام

(۳) ۷۰۳-۷۱۱

عبدالمجید دریا بادی : سیرت رسول قرآن کی روشنی میں
(۲۳۲ — ۳۰۲)

غلام مصطفیٰ خاں : ڈاکٹر، بہار قرآن در شان محمد رام، ۸۹-۲۰۲
مودودی، سید ابوالاعلیٰ : نبوت محمدی پر قرآن میں استدلال
(چند نکات) (۲۰۳ — ۲۱۱)

ندوی، محمد ضیاف : قرآن حکیم اور اطاعت رسول رام، ۳۱۱-۳۱۱
سیرت نبویؐ — آداب

محمد زاہد : دربار رسالت کا پیغمبر طہراق، ۴۲۳-۴۲۶
سیرت نبویؐ — توقیت

علوی اسحاق البنی : سیرت البنیؑ (توقیت کی روشنی میں)
(۵۲ — ۲۰۴)

سیرت نگارائے رسولؐ

احسان عباس، ڈاکٹر و اسد ناصر الدین، ڈاکٹر : ابن حزم اللندسی
اور جوامع السیرۃ - ترجمہ و اضافہ از اہل اصلاحی
(۵۹۵ — ۶۱۴)

اصلاحی محمد اہل : ابن ہشام اور سیرت ابن ہشام

(۴۵۲ — ۴۶۴)

برق، غلام جیلانی : ابن الجوزی اور سوانح رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۴۰۸ — ۴۰۱)

خلیل ابراہیم : پہلے سیرت نگار - حضرت عروہ بن الزبیر -

ترجمہ از محمد اہل اصلاحی رام، ۳۹۴ — ۴۰۹

شرف قادری : محمد عبدالحکیم، علامہ یوسف بن اسماعیل بنیانی
رام، ۶۹۱ — ۷۰۰

اصلاحی رام، ۶۱۵ — ۶۳۶

سجاد میرحی، زین العابدین : پیغمبر اسلام کا پیغام ابن دسلام
(۴۶۰ — ۴۷۰)

عبد القدوس ہاشمی : سیرت طیبہ کا مطالعہ (۲۸۲ — ۲۸۵)
عبد اللہ سید : سیرت نبوی کا پیغام عصر حاضر کے نام (۳۶۶-۳۶۴)
محمد طیب قاری : سیرت کی جامعیت کے چند بنیادی اصول
(۲۸ — ۵۱)

ندوی سید ابوالحسن علی : پندرہویں صدی ہجری، ماضی و حال کے آئینہ
میں رام، ۹ — ۲۷

ندوی سید ابوالحسن علی : نبوت کا عطیہ (۳۷۵ — ۳۸۴)
سیرت نبویؐ اور غیر مسلم دانشور

بٹی اے۔ جی : محمد ادرعیسیؑ (۵۴۸ — ۵۴۹)
بشیر الدین پنڈت : ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم (۵۵۵ — ۵۵۹)

خالد کمال مبارک پوری : ریاضاؤں اور عرب (۵۵۰ — ۵۵۴)
صادق، عبد الصمد : قرآن اسلام اور رسولؐ (غیر مسلموں کی نظر میں)
(۴۴۴ — ۴۴۹)

ظفر نظامی نوشہروی : سرور کائناتؐ (غیر مسلم مفکرین کی نظر
میں) (۴۸۰ — ۵۰۰)

علی بشیر : آنحضرتؐ کی نسبت بعض عیسائیوں کی رٹے
(۵۲۹ — ۵۳۸)

کارلائل، ٹامس : سید الانبیاءؑ (۵۳۹ — ۵۴۷)

سیرت نبویؐ اور قرآن

اسرار احمد، ڈاکٹر : نبی کریمؐ کا مقصد بعثت (قرآن حکیم کی روشنی
میں) رام، ۳۱۲ — ۳۵۰

سلیم، قاری محمد عبد اللہ : پیغمبر انسانیت خدا کی نظر میں
(۲۰۰ — ۲۱۲)

نقوش، رسول ممبر ————— ۵۳۶

عبدالرزاق، محمد: طب رسول، ۱۰۱-۱۰۵

ظ

ظہور قدسی

افضل حق: ظہور قدسی، ۴۰۴-۴۰۷

درد، رگھوناتھ راؤ: ظہور قدرت، ۴۳۳-۴۳۷

ظہور قدسی - بشارتیں

حسن میاں پھلوری: کتب سابقہ کی بشارتیں، ۴۳۸-۴۴۶

ع

عالم انسانیت (قبل از اسلام)

امیر علی، سید: دنیا کے قبل از اسلام پر ایک نظر - ترجمہ از محمد نادی

حسن (۳)، ۲۱-۴۰

منظر الدین صدیقی: انسانیت اسلام سے پہلے، ۷-۲۱

ندوی سید ابوالحسن علی: بعثت محمدی سے پہلے، ۹۳-۱۲۷

عالم عرب (قبل از اسلام)

حبیب احمد: اسلامی انقلاب کا اثر عالمی معاشرے پر

(۳)، ۸۶-۹۲

شمس اللہ قادری، سید: تجارت العرب قبل الاسلام، ۶۶-۸۵

عبدالحجید صدیقی: عبدحالیہ میں عربوں کے مذہبی عقائد، ۵۶-۶۵

عبدلہ قدسی: اسلام سے پہلے عرب کے تصورات، ۴۱-۵۵

عالم عرب - عہد نبوت

حیدر زمان صدیقی: عہد نبوت کے عمرانی اور تمدنی مسائل

(۳)، ۲۴۷-۲۴۸

عبادت نبوی

عبدالرحمن عزام، یک: بندگی کا انقلابی تصور، ۴۸-۵۵

عبادات

عبدالرحمن عزام، یک: بندگی کا انقلابی تصور، ۴۸-۵۵

عنایت اللہ شیخ: رسول اکرم کے سیرت نگار، ۷۰۹-۷۱۹

نکیم، الطریط: ابن اسحق اور سیرۃ الرسول اللہ - ترجمہ

از تحفین فزاقی، ۴۱۰-۴۵۱

منظر صدیقی، محمد لیلین: تاریخ یعقوبی - سیرت نبوی کا ایک

اہم قدیم ماخذ، ۵۶۳-۵۹۴

نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر: طبقات ابن سعد (سیرت نبوی کا قدیم

ماخذ)، ۴۹۸-۵۶۲

ندوی، مسعود الرحمن خان: ابن کثیر (سیرت نگار رسول صلی اللہ

علیہ وسلم)، ۶۴۶-۶۹۰

ہور دوس، جوزف: سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے

مؤلفین - ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، ۷۱۱-۸۱۶

سیرت نگاری

نہیم الواجی: سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو، ۵۲-۶۹

معین الحق، سید ڈاکٹر: سیرت نگاری کے چند پہلو، ۷۰-۸۰

ندوی، سید ابوالحسن علی: سیرت نگاری کی ذمہ داریاں، ۸۱-۸۸

سیرت نگاری اور منتر قیاس

معین الحق، سید سیرت نگاری کے چند پہلو، ۷۰-۸۰

مش

شرحبیل بنہ سعد (م ۱۲۳ھ)

ہور دوس، جوزف: سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے

مؤلفین - ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، ۷۱۱-۸۱۶

ط

طب

ثاقب کانپوری، ابو محمد: عرب اور علوم طبیہ، ۸۹-۹۱

طب نبوی

امین الدین، سید: طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ۹۲-۱۰۰

عدل

رحمن، ایسا ہے: رسول اللہ کے عہد میں نظام عدل

(۳) ۶۵۲-۶۶۵

عرب محاشہ (قبل از اسلام)

گلزار حسین: دہریہ نبوی میں عرب قوم (۴) ۱۵۹-۱۶۱

عربی شاعر سے - نقد و نظر

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد: جناب رسالت مآب کا ادبی تبصرہ

(۴) ۶۴۷-۶۴۸

عروہ بن الزبیر (م ۹۴ھ)

خلیل ابراہیم: پہلے سیرت نگار - حضرت عروہ بن الزبیر

ترجمہ از محمد اجمل اصلاوی (۱) ۳۹۷-۴۰۹

ہمدرد توس، جوزف: سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین

ترجمہ از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (۱) ۷۲۱-۸۱۶

علوم

نیکانی، سید محمد عبدالستار: علوم عرب (۴) ۸۳-۸۸

عنبرہ

اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد: جناب رسالت مآب کا ادبی تبصرہ

(۴) ۶۴۷-۶۴۸

عباسی، قاضی ابوالفضل (م ۷۷۶ھ)

شرف قادری، محمد عبدالکحیم: قاضی عیاض (۱) ۶۳۷-۶۴۵

عیسائیت

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ مذہبی حق

(۲) ۵۱۳-۶۸۲

غغبارِ ثور

جلال حامدی، سید: حیات نبوی میں غاروں کی اہمیت

(۴) ۶۳۴-۶۴۰

غارِ حرا

جلال حامدی، سید: حیات نبوی میں غاروں کی اہمیت

(۴) ۶۳۴-۶۴۰

غارِ حرا (تصویر)

غارِ حرا جہاں پہلی وحی نازل ہوئی (تصویر، ۳) ۱۱۶ کے بعد

غلاف کعبہ (تصویر)

غلاف کعبہ پر چند آیات قرآنی (تصویر، ۲) ۱۵۲ کے بعد

غزوات

برق، غلام جیلانی: جہات رسول (۴) ۳۴۳-۴۳۲

فاروقی، محمد طاہر: غزوات نبوی (۴) ۳۱۶-۳۲۱

گلزار احمد: غزوات خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم (۴) ۳۲۲-۳۷۲

ففضائل نبوی

اشرف علی تھانوی: سرور کائنات کے حقوق امت پر

(۲) ۴۲۷-۴۳۲

عبدالحکیم، خلیفہ: حرمت للعلمین بحیثیت انسان کامل

(۳) ۲۱۸-۲۲۳

عبدالرحمن عزیم بک: رحمت و رافت کی لوح کا (۳) ۴۴۲-۴۸۸

غلام السیدین، خواجہ: انسان کامل (۳) ۲۲۸-۲۴۶

غلام مصطفیٰ خان: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی

خصوصیات (۳) ۴۳۵-۴۴۱

محمد اشرف: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۱۹۱-۲۰۳

ندوی، عبدالرحمن: اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۳) ۱۴۷-۱۶۱

فکرِ اسلامی

شبیر احمد: اسلام کا بنیادی فلسفہ (۳) ۷۱۲-۷۲۱

عبدالحق انصاری، محمد: ابتدائے اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقاء

(۳) ۱۲۸-۱۵۲

نعتیہ، رسولی نمبر ————— ۵۳۸

عمر الدین : اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتدا (۳) ۱۵۳-۱۶۶

فلسفہ

شبیر احمد : اسلام کا بنیادی فلسفہ (۳) ۷۱۲-۷۲۱
عبدالحق انصاری : محمدؐ، ابتدائے اسلام میں اخلاقی فکر کا ارتقا

(۲) ۱۲۸-۱۵۲

عمر الدین : اسلام میں اخلاقی فکر کی ابتداء (۳) ۱۵۳-۱۶۶

قرآن

قرآن - جمع و ترتیب

علوی، سید عبدالدین : عبد بنی میں قرآن مجید کی ترتیب تدوین

(۱) ۳۹۶-۳۹۹

تفسیر و ترجمہ

البوصیری، محمد شرف الدین : تفسیر بردہ شریف - فارسی ترجمہ

از ملا عبدالرحمن جامی، اردو ترجمہ از محمد فیاض الدین

نظامی بہزاد دکن (۲) ۷۴۰-۷۶۰

گ

گنبد خضریٰ (تصویر)

گنبد خضریٰ (تصویر) ۸۸ کے بعد

م

مدح صحابہ کرامؓ

عبد الماجد دریابادی : سیرت رسول قرآن کی روشنی میں

(۱) ۲۳۲-۳۰۲

مدفن تقویم

علوی، اسحاق ابنی : سیرت نبویؐ (توقیت کی روشنی میں)

(۲) ۵۲-۲۰۲

مدینہ - تاریخ

حمید اللہ محمد : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ از ندیری

(۲) ۹۱۳-۹۸۲

محمد اسلم ملک : مدینہ کی قدیم تاریخ (۲) ۳۲۲-۳۶۸

مزاج

ارشاد میر : جناب رسالت مآبؐ کی شگفتہ مزاجی

(۴) ۲۶۹-۲۷۳

مستشرقین

معین الحق، سید : سیرت نگاری کے چند پہلو (۱) (۷۰-۸۰)

مسجد نبویؐ

علی حافظ : مسجد نبوی (۴) ۵۶۰

مسجد نبویؐ (تصویر)

مسجد نبویؐ کا ایک دروازہ (تصویر) (۲) ۷۰۰ کے بعد

مسجد نبویؐ کا اندرونی منظر (تصویر) (۳) ۴۴۰ کے بعد

مسجد نبویؐ کا ایک منظر (تصویر) (۴) ۱۲۰ کے بعد

معجزات

مسجد نبویؐ کا برفی منظر (۳) ۳۱۳ کے بعد

شرف قادری، محمد عبد الحکیم : علامہ یوسف بن اسماعیل نہانی

(۱) ۷۹۱-۷۰۰

ندوی، مسعود الرحمن خان : ابن کثیر سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) ۶۴۶-۶۹۰

معاشرہ اسلامی

اسرار احمد : ڈاکٹر، نبی کریمؐ کا مقصد بعثت (قرآن کی روشنی میں)

(۱) ۳۱۲-۲۵۰

حمید اللہ محمد : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ از ندیری

(۲) ۹۱۳-۹۸۲

مصر بنے راشد (م ۱۵۴)

ہرودوتس جوزف : سیرت نبویؐ کی اولین کتابیں اور ان کے تفسیر

(۱) ۷۲۱-۸۱۶

مکتوبات نبویؐ

ندوی محمد حنیف: قرآن سے منظر نبوت کی تشریح (۲۲۱-۲۳۱)
 ندوی محمد حنیف: قرآن حکیم اور اطاعتِ رسول (۳۰۳-۳۱۱)
 بنہائی، یوسف بنے اسماعیل (۱۲۶۵-۱۳۵۰ء)

شرف قادری، محمد عبدالکلیم: علامہ یوسف بن اسماعیل بنہائی

را، ۹۹۱-۷۰۰

نقوش

عبدالماجد دریا بادی: سیرت رسول قرآن کی روشنی میں

را، ۲۳۲-۳۰۲

نعت

شمیم احمد سید: ادبِ نبوی (۴۴-۸۲)

و

الواقف، محمد بنے عمر (م ۲۰۴ء)

ہرودتس، جوزف: سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین

ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد نازقی (۷۲۱-۸۱۶)

وجہ

محمد حسن: وجہ (۲) ۷۸۳-۷۴۴

ندوی محمد حنیف: قرآن حکیم اور اطاعتِ رسول (۳۰۳-۳۱۱)

ندوی محمد حنیف: قرآن حکیم سے منظر نبوت کی تشریح

را، ۲۲۱-۲۳۱

دوبے بنے منبہ (م ۱۱۰ء)

ہرودتس، جوزف: سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین

ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد نازقی (۷۲۱-۸۱۶)

ھ

ہندوست

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ نذیر حق

را، ۵۱۳-۹۸۲

نثار احمد نازقی: الرسالات النبویہ یعنی رسول اکرم فخر عالم و آدم
 محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتخب مکتوبات
 و فرامین کا اردو متن مع ترجمہ و مختصر حواشی (۲۰۵-۲۶۶)

مکہ-تاریخ

محمد اسلم ملک: مکہ کی قدیم تاریخ (۲) ۴۰۲-۴۲۱

مکے تقویم

علوی اسحاق انبی: سیرت نبوی (توقیت کی روشنی میں)

(۲) ۵۲-۲۰۴

ممبر رسول (تصویر)

ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم (تصویر) (۲) ۳۶۰ کے بعد

موسے بنے عقبہ

ہرودتس، جوزف: سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور ان کے مؤلفین

ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد نازقی (۷۲۱-۸۱۶)

یثاقے مین

حمید اللہ محمد: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ از نذیر حق

(۲) ۹۱۳-۹۸۲

سید الدنمی

اقبال علامہ ڈاکٹر محمد: مجمل سید الدنمی صلی اللہ علیہ وسلم (۴۹۹-۶۵۰)

ظفر علی خاں: میر عجاز (۴) ۶۵۱-۶۵۲

ن

نبوت و رسالت

اسرار احمد: دینی کریم کا مقصد بعثت (قرآن کریم کی روشنی میں)

را، ۳۱۲-۳۵۰

نثار احمد: کتاب اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

را، ۳۵۱-۳۶۸

عبدالماجد دریا بادی: سیرت رسول قرآن کی روشنی میں

را، ۲۳۲-۳۰۲

تقوش، رسولؐ نمبر ————— ۵۴۰

ہجرت

فراق، ناصر نذیر: تصویر، ہجرت (۴) ۴۲۳-۴۲۹
مرتضیٰ حسین، فاضل، مید: آنحضرتؐ کی پسلی سیاسی فتح (ہجرت مشاء)
۵۹۶-۵۷۶ (۳)

مقبول احمد نظامی سید ہاروی: ہجرت رسولؐ (۴) ۶۲۴-۶۲۲

ہدیت

علوی، اسماعیل، سیرت نبویؐ (توقیت کی روشنی میں)
۲۰۴-۵۲ (۲)

ی

یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب اسماعیل بن جعفر بن دھب بن داغ
(م ۲۹۲ھ)

منظر صدیق، ڈاکٹر محمد یسین، تاریخ یعقوبی۔ سیرت نبویؐ کا ایک
اہم قدیم ماخذ را، ۵۹۳-۵۹۴

یہودیت

حمید اللہ، محمد، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ تدریجی
(۲) ۵۱۳-۶۸۲

مقات

3

آذربائیجان (۳)، ۲۲-۶۷۰

آرام (۳)، ۷۸

آرمینیہ (۱)، ۳۹۴

آریانا (افغانستان) (۱)، ۱۴۸

آسٹریا (۱)، ۳۱۳

آکسفورڈ (۱)، ۱۰، ۵۸۷، ۵۹۴، ۷۰۹، ۷۱۳-۷۱۷

(۳)، ۱۳۸، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷

آگرہ (۱)، ۴۵۹

اباکورد (۱)، ۴۸۸

ابرمہ (۲)، ۶۰۷

ابلیہ (۳)، ۷۵

ابنوسکس (۳)، ۹۸

ابراہیم (دینیہ کے جنوب میں اسی میل دور ایک مقام)

(۱)، ۱۳، ۵۱۷، ۵۱۷، ۵۱۷، ۵۱۷، ۵۱۷، ۵۱۷

۱۶۰-۱۶۱، ۵۱۹

(۳)، ۵۴۴، ۵۴۴، ۵۴۴، ۵۴۴، ۵۴۴، ۵۴۴

۷۶، ۵۶۶

ابولہدلیسہ (۲)، ۵۲۳

ایسالہ (۱)، ۵۱۵

اٹلی (۳)، ۹۷، ۱۴۸، ۱۴۸، ۱۴۸

اجزم (فلسطین کا ایک قصبہ) (۱)، ۶۹۱

اجمیر (۱)، ۸۰، ۵۵۸

اجیاد (۲)، ۴۳۷

احد (۱)، ۱۰۰-۱۰۰، ۱۰۰، ۱۰۰، ۱۰۰، ۱۰۰، ۱۰۰

۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶

۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵

۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵

۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵

۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶

۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶

۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶

۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹

۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷

۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴

۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱

۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷

۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲

۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱

۵۶۱، ۵۶۲

احسا (۳)، ۷۴

ادرنہ (۱)، ۲۵

ادیس بابا (۲)، ۲۰۹

(ش) کے لئے

'228'223'2.4'2.8'42.643'442

— 441, 455, 475, 495, 515, 535

٢٢٢ (٢٠٢) ٢٩٩ ٢٩٠ ٢٨٣

43 4. 58-54 5. 58

130' 131' 132' 133' 134' 135' 136' 137' 138' 139' 140'

135, 139, 140, 141, 142, 143, 144, 145

୧୫୪୧, ୧୫୪୨, ୧୫୪୩, ୧୫୪୪, ୧୫୪୫, ୧୫୪୬, ୧୫୪୭

‘८१५’ ८८० ‘८५५’ ८५१ ‘८१८’ ८१०

‘८१८’ ‘८१८’ ‘८१८’ ‘८१८’ ‘८१८’ ‘८१८’

٢٤٢ '١٩٥ '١٨. (٣) ٤٥٩ '٤٥٢

'51A '72. '72. '80. '85

120, 11, 20, 51, 2, 41, 5, 54

٢٩٠٠٢٤١٨٥-١٨٣١٤٣١٣٨-١٣٤

— ۳۳۴ ' ۳۳۲ ' ۳۲۹ ' ۳۲۰ — ۳۱۸ ' ۲۹۴

ፖሊስ ፖሊስ ፖሊስ ፖሊስ - ፖሊስ ፖሊስ

३८८-३८५ ३८४ ३५१ ३०५ ३०२

۲۹۸'۲۹۱'۲۸۹'۲۸۷-۲۸۴'۲۸۲

٢٩٤ ٢٩٥ - ٢٩٦ ٢٩٧

100-101, 102, 103

برطانیہ (۳)، ۱۱۶، ۲۶۶، ۳۸۱، ۴۲۴، ۴۳۲، ۵۸۹

نیمہ ۲۳، ۴۴

پری انضمام ۲، ۳۹۹

پیش را ۱۵، ۴۵، ۴۸، ۵۱، ۶۱، ۷۱، ۸۱

414 (2) 4A2' 440

پیشین را، ۴۹۱

پہرہ (۳)، ۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جبل تھامہ (۲)، ۲۰۷

جبل ثور (۲)، ۲۶۶، ۳۹۸

جبل القبلہ (۲)، ۲۳۱

جبل قیس (۲)، ۴۴۴

جبلین (۲)، ۲۱۳، ۲۵۲

جحفہ (۲)، ۶۵۶، ۴۲۲، ۳۸۳

الجدر (۲)، ۴۳۵

جبہ (۲)، ۵۳۰، ۴۷، ۴۳، ۳۲۹، ۳۶۲، ۴۱۷

۴۲۸، ۴۲۳

جربا (۲)، ۴۰۸، ۲۶۶، ۲۶۴، ۶۰۶، ۶۸۵، ۷۴۶

جربان (۲)، ۶۷۰

جریس (۲)، ۴۶۰

جرش (۲)، ۴۳۶

جرف (۲)، ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۳۵، ۴۶۷

جربنی (۲)، ۶۷۱، ۶۲۶، ۶۸۸، ۴۶۵، ۴۱۳

جری (۲)، ۲۳۵

الجندار (۲)، ۲۷، ۲۵۸

جزائر الهند (۳)، ۸۱

الجزیرہ (۲)، ۱۱، ۴۶۶، ۷۶۰

جزیرۃ العرب (۲)، ۲۵، ۴۴۵، ۴۶۸، ۴۸۸، ۴۸۹

۴۳۳، ۴۱۱، ۴۴۸، ۴۵۵-۴۵۶، ۴۵۹

۴۶۸، ۴۷۱، ۴۷۳

جزیرہ قبرص (۲)، ۲۵

جزائر (۲)، ۱۸۷، ۲۲۹

الجفر (۲)، ۲۴۳

جفلات (۲)، ۲۴

جلعاد (۳)، ۸۳

۱۹۳-۱۹۶، ۱۹۸، ۲۰۱، ۲۵۳، ۳۶۷، ۴۶۶

۵۷۵، ۶۰۶، ۶۱۵، ۶۲۱، ۶۳۱، ۶۵۹، ۷۴۳

۵۷۳، ۶۱۳، ۶۸۵، ۶۸۹، ۶۸۵، ۶۸۵، ۶۸۵

۳۷۱، ۳۹۱، ۳۹۵، ۴۰۵، ۴۱۷، ۴۱۷

۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۳، ۴۶۶

تدمور (۳)، ۷۵-۷۶

ترب (۲)، ۴۱۱

ترکستان (۲)، ۲۲، ۲۷، ۲۹، ۴۰، ۷۶، ۷۶، ۷۶، ۷۶

(۲)، ۶۹

ترکی (۲)، ۲۴-۲۸، ۲۸، ۲۸، ۲۸، ۲۸، ۲۸، ۲۸

۵۸۱، ۴۲۸

تونس (۲)، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۲۸، ۲۸، ۲۸

تھامہ (۲)، ۳۶۶، ۳۶۶، ۳۶۶

تیماہ (۲)، ۵۸، ۵۸، ۵۸، ۵۸، ۵۸، ۵۸، ۵۸

۴۲۸، ۴۲۳، ۴۲۳، ۴۲۳، ۴۲۳

ٹ

ٹکی (۲)، ۴۱۳

ٹکلا (۲)، ۷۰۲

ٹونس (۲)، ۷۲

ٹ

ٹعلہ (۲)، ۶۹

ٹمالہ (۲)، ۲۶۰

ٹنیات الوداع (۲)، ۵۷۰

ٹور (۲)، ۴۴۵، ۴۹۱

ج

جبان (۲)، ۵۰۷، ۵۰۷، ۵۰۷، ۵۰۷، ۵۰۷، ۵۰۷

جبارستہ (۲)، ۴۳۵

جامع کردی (۲)، ۶۳۱

جبل بنی ویدید (۲)، ۴۳۵

[illegible]

دینے والا ۴۹۱

درمته (۲) ۲۱۳ ۲۶۳

دورته الجندل (۲) - ۴ - ۵ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵

५००५.५०१५८२०८५८—८५८१९३१५.

(P) 404 400 400 604 712 28 24 (R)

194 195 196 197 198 199

دومته البحر (۲) ۴۴۷

دھلیک (۱) ۷۴۷

[illegible]

१५२ '१५.—१७९ '१५२ '१. (१) १५ '२ (२)

১৭৮ '৭৭৮ '৭৭৮ '৭৭৮

روز یکشنبه ۱۳۲۲

پونہ (۱) ۲۲، ۵۸، ۶۳، ۶۵، ۷۱

٦٢

ڈنلاپ (۲) - ۲۱۰

2

ذات اطلاق (م) ۴۱۳، ۴۱۹

>

ذات الحناظی (۲) ۲۵۸

ذات الرقاع (٢) ٨٦ ٩٩ ١٢٤ ١٣٠ ١٣٥ ١٤١ ١٤٣ ١٤٧

ሥራ 'ፃፋ' ፊል (ሥ)

ذات العشره (٢) ١٣٣ ١٤١

زیاب (۲) ۴۳۵

زدامر (۲) ۵۹۸

20 '78 (P) 4-16 4-4 2941-1

صین (۳)، ۴۰، ۵۹

صین یسین (۳)، ۴۰-۴۱

صین اکبیر (۳)، ۴۰

ط

طائف (۱)، ۵۵، ۱۸۹، ۳۲۹، ۴۰۲، ۵۱۲، ۵۱۹، ۵۴۲

۵۴۹، ۵۸۱، ۵۸۴، ۶۵۵، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲، ۶۶۲

۴۲۸ -

طرابلس (۲)، ۲۵، ۲۳

طبرستان (۲)، ۴۱، ۴۲

طفیل (مکہ کی ایک پہاڑی یا چشمہ) (۲)، ۴۰، ۴۱

طور (۲)، ۴۲، ۴۳

طهران (۲)، ۹۶، ۹۷

طیسیقون (مذہب کا قدیم نام) (۳)، ۴۰، ۴۱، ۴۲

ظ

ظفار (۳)، ۴۳، ۴۴

ع

عبدالاشہل (۲)، ۴۳، ۴۴

۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲

شامہ (مکہ کی پہاڑی یا چشمہ) (۲)، ۴۰، ۴۱

شجران (۲)، ۴۲، ۴۳

شرق اردن (۲)، ۲۵، ۲۶

شرق اوسط (۲)، ۱۲۲، ۱۲۳

شعبۃ (۳)، ۵۸۲، ۵۸۳

شعب (۲)، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳

شق (رقعہ) (۲)، ۵۸۳، ۵۸۴

شقران (۲)، ۶۳۵، ۶۳۶

شنترین (۲)، ۶۱۶، ۶۱۷

شواق (۲)، ۲۴۳، ۲۴۴

الشوط (۲)، ۳۴۴، ۳۴۵

شہر زرد (۲)، ۲۳، ۲۴

شیراز (۳)، ۶۹، ۷۰

ص

صحرار (۲)، ۴۶، ۴۷

صحارہ (۲)، ۴۹۱، ۴۹۲

صحارہ (۲)، ۴۰۴، ۴۰۵

صفا (۲)، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴

۲۱۱-۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۳

صغیر (۳)، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲

صغیر (۲)، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹

۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴

۴۲۹

صوم (۳)، ۴۸، ۴۹

صیدا (۳)، ۶۸، ۶۹

[illegible]

عدد (٢) ٩٨، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤

عدنان، ۲، ۴۰۸

[illegible]

$\angle A' \ll \angle C' \ll \angle B' \ll \angle D' \ll \angle E' \ll \angle F'$

(1) 419 '4-9 '519 '524 '527

122' 29' 40 - 44' 20' 41' 51' 52

‘04. ‘004-000 ‘001 ‘002 ‘003 ‘004

44-45 (N) 4N4 4N5 4N9 5A 54P

[illegible]

८१५५१

عراق قدیم (بابل) (۲) ۱۷۳

عرب (۱) ۲۵ ۲۲۵ ۲۲۴ ۲۲۳ ۲۲۲ ۲۲۱ ۲۲۰ ۲۱۹ ۲۱۸ ۲۱۷ ۲۱۶ ۲۱۵ ۲۱۴ ۲۱۳ ۲۱۲ ۲۱۱ ۲۱۰ ۲۰۹ ۲۰۸ ۲۰۷ ۲۰۶ ۲۰۵ ۲۰۴ ۲۰۳ ۲۰۲ ۲۰۱ ۲۰۰ ۱۹۹ ۱۹۸ ۱۹۷ ۱۹۶ ۱۹۵ ۱۹۴ ۱۹۳ ۱۹۲ ۱۹۱ ۱۹۰ ۱۸۹ ۱۸۸ ۱۸۷ ۱۸۶ ۱۸۵ ۱۸۴ ۱۸۳ ۱۸۲ ۱۸۱ ۱۸۰ ۱۷۹ ۱۷۸ ۱۷۷ ۱۷۶ ۱۷۵ ۱۷۴ ۱۷۳ ۱۷۲ ۱۷۱ ۱۷۰ ۱۶۹ ۱۶۸ ۱۶۷ ۱۶۶ ۱۶۵ ۱۶۴ ۱۶۳ ۱۶۲ ۱۶۱ ۱۶۰ ۱۵۹ ۱۵۸ ۱۵۷ ۱۵۶ ۱۵۵ ۱۵۴ ۱۵۳ ۱۵۲ ۱۵۱ ۱۵۰ ۱۴۹ ۱۴۸ ۱۴۷ ۱۴۶ ۱۴۵ ۱۴۴ ۱۴۳ ۱۴۲ ۱۴۱ ۱۴۰ ۱۳۹ ۱۳۸ ۱۳۷ ۱۳۶ ۱۳۵ ۱۳۴ ۱۳۳ ۱۳۲ ۱۳۱ ۱۳۰ ۱۲۹ ۱۲۸ ۱۲۷ ۱۲۶ ۱۲۵ ۱۲۴ ۱۲۳ ۱۲۲ ۱۲۱ ۱۲۰ ۱۱۹ ۱۱۸ ۱۱۷ ۱۱۶ ۱۱۵ ۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ۰

[illegible]

491'44r'450'45r-45r'4r.'4.r

240'242-242'202'202'202'202'202'

AN 29-2420 4102-02(2) 242

1871.5 - 1871.27.94 '95 '96. - 1871

— ۳۰۵ ۳۰۴ ۳۸۸ ۳۰۰ ۱۹۸ ۱۹۵ — ۱۹۴ ۱۸۱

— ۳۶۵ — ۳۲۸ — ۳۲۵ — ۳۱۵ — ۳۱۲ — ۳۱۱ — ۳۰۴

‘f9^‘f^<—f^4‘f^<‘f^<‘f^49‘f^4

१५. १०० १०५ १०९ ११३ ११७ १२१ १२५

१११-११५ ११७-११८ ११९ १२० १२१ १२२

05'010'0.9'0.4'0.3'0.1' 0.0

‘000’000’000—000’000’000—

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

٦٢٩ ، ٦١٥ ، ٦١٣ - ٦١٢ ، ٦٠٠ ، ٥٩٦ - ٥٩٥
 ، ٦٩٠ ، ٦٨٣ ، ٦٤٩ ، ٦٤٣ ، ٦٥٢ ، ٦٣٦ ، ٦٣٢
 ، ٦٣٤ ، ٦٩٢ ، ٢ ، ٨٠٤ ، ٤١٩ - ٤١٥ ، ٤١٣
 ٥٥٥ ، ١٥٠ ، ٣ ،
 قنار را ، ١٢٠ ، ٥٨٩ ، ٤٣٥ ، ٢ ، ٢٤ ، ٥٠ ، ٥٦ ، ١٥٣
 ١٥٤ ، ٢٣٥ ، ٢٣٩ ، ٢٢٢ ، ٢٢٥ ، ٢٢٦ - ٢٢٧ ، ٢٢٠
 ، ٢٤٢ ، ٢٤٣ ، ٢٩١ ، ٥٤٠ - ٥٤١ ، ٥٤٩ ، ٢
 ٢٢٨ ، ٢٩٠
 قبط ، ٢ ، ٢٣٤
 قبرس ، ٣ ، ٢٥
 قدير ، ٢ ، ١٩٠ ، ٥٩
 قرقة ، ٢ ، ٦٣
 قرطاجنة ، ٣ ، ٤٣٥
 قرطاء ، ٥ ، ٤٣٢
 قرطبة را ، ٥٩٤ ، ٦٠٨ ، ٦١٦ ، ٦٣٤ - ٦٣٨ ، ٢ ، ١١٢
 قرقره الكدر ، ٢ ، ١٢٩ ، ٥٩٨ ، ٣٩٢
 قرن اشلب ، ٢ ، ١٩١ ، ٢٩٣
 قرية اهنل ، ٢ ، ٢١٩
 قزوين ، ٢ ، ٢٣٥
 قسطنطينية را ، ٤٦١ ، ٢ ، ٢٢١ ، ٢٣٢ ، ٢٤٥ ، ٢ ، ١٢
 ٣٥ ، ١١٥ ، ١٩٠ ، ٢٠١ ، ٢٤٠ ، ٥٨١
 قصاره را ، ٥٨٣ ، ٢ ، ٢١٠
 قضيه ، ٢ ، ٢٢٩
 قطر ، ٢ ، ٢٦٤ ، ٢ ، ٢٢٨
 قطن ، ٢ ، ٢٤٣
 قطيع ، ٢ ، ٤٣

فلس (۱۵)، ۴۴۴
فبا (۳)، ۷۹
فنگ (۱)، ۴۸۵، ۴۹۴، ۱۷۷، ۳۷۴-۳۷۵
۴۹۴، ۴۰۴-۴۰۵، ۴۱۹، ۴۲۰-۴۲۱، ۴۲۳، ۴۲۴
فرانس (۱)، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹
۱۷۷، ۹۰، ۱۴۸، ۱۴۹، ۴۲۰، ۵۸۹
فران (۲)، ۲۵
فسطاط (۱)، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹

فن لینڈ (۲)، ۳۱۳
 فنیشیا (۲)، ۴۰۳
 فیلیپین (۳)، ۴۲
 فنیکینیا (۳)، ۶۷

۱۱

قدسية، ۲۰۲ (۲)، ۲۱۹ (۳)، ۲۹۰ (۴)، ۳۸۴
 قاسم، ۵۲، ۱۰، ۳۹، ۱۵، ۸۵، ۸۹، ۸۹

FD-129 (Rev. 1-25-60) 44-43-42

'פ.י' י"ח 'פ"א' י"ז. 'פ"ב' י"ט. 'פ"ג' י"ח.

(N) 200' 200' 200' 200' 200' 200'

• ३७६१८० • ३३८६५ • ४११०९११८६८

'५८५'५८३' ८५५—८५८'८५८'८५३'८५३

4.4

۸۰ (۴) ۵۰۰ (۲) کلکتہ

کندہ ۴۸، ۴۹، ۵۱۶

کونسل: ۱۱، ۲۰، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ - ۲۸

4924-443'554'524'512'5-5'5-

'991'874'75^'757'75. '775, 7, 44

413' 4.9

کوفہ (۳) ۵۲ (۴) ۴۴۸۷

کوه مرا (۲)، ۵۴۱

کوہ طور (۲) ۵۶۳

کھلاں، ۴، ۴۲۶

کدیگ (۴)، ۴۹۶

کویت (ا)، - ۱، ۶۳۲، ۶۴۴، ۶۴۴ (۴)، ۶۴۳، ۶۴۸

کیسہ و شیا (۳)، ۱۱۵

کیمبرج (۱)، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹

کنیٹن (۳) ۷۰

5

گوات (۳) ۶۹

گورنمنٹن (۱) ۲۸۸، ۷۱۲

گلان ۲۲، ۲۳

J

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[illegible][illegible]

مصطلق (۴) ۳۵۹

مصنف (۲) ۲۴۱

مسألة (2) 14

معائن (۲) ۲۰۱

مقد (۱) ۷۴۲

معطشہ (۲) ۴۱۹

مغربی ایشیا (۱) ۲۵، ۲۳، ۳۱، ۳۷، ۱۱۵

مقنا (۲) ۱۷۲ ۲۰۷ ۲۴۸ ۲۶۶ ۲۰۶ (۲) ۵۵۶

مکریا (۲) ۱۴

سکران (۷) ۱۵۹۰

[illegible]

لیثیا (۱) ۲۷

مگولیا (۲) ۷۰

منی (۱) ۲۱۵۵ (۲) ۵۴۸-۵۴۷-۵۴۶-۵۴۵

۷۹۲-۷۹۱ (۳) ۷۹۲-۷۹۱

(۱) ۱۸۵-۱۸۴-۱۸۳-۱۸۲-۱۸۱-۱۸۰

۱۸۵-۱۸۴-۱۸۳-۱۸۲-۱۸۱-۱۸۰

(۳) ۲۲۲-۲۲۱-۲۲۰-۲۱۹-۲۱۸-۲۱۷

موصل (۳) ۲۲۸-۲۲۷-۲۲۶

میرہ (۳) ۷۲۵

میدغاشغار دیمیدگاسکر (۳) ۸۱

میدوڈ (۱) ۷۱۱

میفہ (۳) ۱۱۱

میرتہ (۱) ۵۹۸

ن

ناعم (۴) ۴۱۰

ناندری (۴) ۹۸۸

نجد (۲) ۷۸-۷۷-۷۶-۷۵-۷۴-۷۳-۷۲-۷۱-۷۰

۳۹۵-۳۹۴-۳۹۳-۳۹۲-۳۹۱-۳۹۰-۳۸۹-۳۸۸

۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۴۰۷-۴۰۶-۴۰۵-۴۰۴-۴۰۳-۴۰۲-۴۰۱-۴۰۰

نجدیہ (۱) ۴۰۱

نجران (۱) ۹۸-۹۷-۹۶-۹۵-۹۴-۹۳-۹۲-۹۱-۹۰

(۲) ۱۶۴-۱۶۳-۱۶۲-۱۶۱-۱۶۰-۱۵۹-۱۵۸-۱۵۷-۱۵۶-۱۵۵

۱۵۴-۱۵۳-۱۵۲-۱۵۱-۱۵۰-۱۴۹-۱۴۸-۱۴۷-۱۴۶-۱۴۵

۱۴۴-۱۴۳-۱۴۲-۱۴۱-۱۴۰-۱۳۹-۱۳۸-۱۳۷-۱۳۶-۱۳۵

۴۰۷-۴۰۶-۴۰۵-۴۰۴-۴۰۳-۴۰۲-۴۰۱-۴۰۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰

نشان (۳) ۷۹ (۴) ۸۰-۷۹

نیل (۲) ۱۶۶

نیبار (۳) ۸۱-۸۰-۷۹-۷۸

نیب (۲) ۴۱۹

ہیلیو پوس (۳۵)

5

شیرب را، ۵۷۱، ۴۸۰، ۴۴۱ - ۴۵، ۴۸، ۴۰۴،

ሥራ-ሥራ, ሥራ-ሥራ, ሥራ, ሥራ

२८.६ २५० २५१ - २५० २२२ २२०

$\frac{1}{\sqrt{2}} \begin{pmatrix} 1 & i \\ 0 & 1 \end{pmatrix}$

430545-545641

پیموک (۱، ۴-۴) (۲، ۱۱۳)، ۸۰۸

یہ دہشلم (۴) ۵۸۳

پنزداد را، ۴۹۱

پيامبر (ص) ۳۸۴-۳۹۱-۳۹۲-۵۱۲-۷۴۸

ՆԱԿԱԷ (3) ԲԳԳ ԲԲԷ ԲԵԿ (2) Ա)։

१५.५१३(१) ५०-५१९' ०००-००८

מ.ז.מ.מ.

۲۳، ۲۵، ۴۰، ۴۴، ۲۰۰، ۲۸۹-۳۸۷

ጥፋፋ ጥፋፋ ጥፋፋ ጥፋፋ ጥፋፋ ጥፋፋ ጥፋፋ

‘५००’५५’०८०’००५’०५. ‘०१५’०१५

'204'229'224-225'428'442

(F) 1.9' 2.91' 2.42' 2.45' 2.43' 2.52

۲۲۲۶۰۴۱۹۸-۱۹۷۷۷۷۸-۸۷۷۱۵

‘१५५-१५७’ १५८ ‘१५९’ १६० ‘१६१’ १६२

‘१५२’ १०८ ‘१०५—१०६’ १५९ ‘१५९

'022-022'014'890'040'022'02.

৯৭৭' ৯৮৭' ৯৭৮' ৯৯৮' ৯৯৮' ৯৮৭'

41.2-41.3, 41.1-41.0, 40.8-40.4, 40.2

44' 04' 00" (E) 44' 04' 00" 44' 04' 00"

122, 123-124, 125, 126-127, 128

020'022-02.012'044'0.9'1.9

‘५१५’०१०’०८८-०८८’००८’१५१

425' 424-422' 421-420' 419

(१८) ८१५' ८१८' ८२१' ४००' ४११' ४१५'

٢١ '٢٨ '١٢٣ '٢٣٩ '٢٥٤ '٣٤٥ - ٣٤٩

၁-၂၊ ၃၊ ၄၊ ၅၊ ၆၊ ၇၊ ၈၊ ၉၊ ၁၀

تبع (۲، ۵۷، ۱۶۲، ۵۷، ۴، ۵۷، ۴) ۳۸۴

٢٣٩، ٢٠٥٤، ٢٣٩، ٢٠٥٤

پروگولایو (۴)، ۳۱۳

یورپ، ۹، ۲۳، ۲۵، ۷۵، ۴، ۸، ۵۲، ۳۴۲، ۳۸۶

'५११'५४२'६८९'७॥'८.९-९.८'९९३

96'28'24'42-44'32'34'9, 13,

‘५५’ ५५ ‘५५’ ५५ ‘५५’ ५५

[illegible]

— ۵۰۲۳۲۳۱۴۹۹۰۴۰ (۴) ۴۴۵

६६२ '६६२ '६६२ '६६२ - ६६२ '६६२

435' 222

یونان را، ۹۶۳۷ (۲) ۸۲۰۸۸۷۷ (۳)

-22'44-44'53'38'44'12

৯৯৯' ৩৮৯' ২৫২' ১৭২' ১১৫' ৮৩

کتب

۱

الآثار الباقية عن القرون الخالية : البیرونی (۱، ۵۱۵، ۲، ۵۶)

۴۲ - ۴۵، ۴۸ - ۴۹، ۸۱ - ۸۳، ۸۵ -

۸۶، ۹۲ - ۹۵، ۹۷، ۹۹، ۱۰۱ - ۱۰۲، ۱۰۸ -

۱۱۶، ۱۲۳، ۱۳۸، ۱۵۵

آداب المعلمین (۳)، ۱۰۸

آراء اهل المدينة الفاضلة : فارابی (۳)، ۱۴۲

آفتاب : صادق حسین صادق (۴)، ۷۹

آمنہ کالال : علامہ راشد الخیری (۴)، ۸۰

آؤٹ لائن آف ہسٹری : ایچ۔ جی۔ ویلز (۴)، ۴۹۰

آئین اکبری : ابوالفضل (۳)، ۸۱

ابن حزم : الوذھرہ (۱)، ۶۱۲

ابن رشد : محمد یونس فرنگی مکی (۳)، ۱۶

ابن کثیر، دراستہ تحلیلیہ کتاب البدایہ والنہایہ :

مسعود الرحمن خاں ندوی (۱)، ۴۴۸

ابن الوقت : نذیر احمد (۴)، ۶۱۸

الواب التوارخ : کلینی (۲)، ۴۰، ۱۵۵، ۲۰۳

اپالوجی : گاڈفری ہیگننز (۴)، ۵۳۲

اپالوجی فارمڈ اینڈ قرآنی : جان ڈیون پوٹ

(۴)، ۴۸۱، ۵۳۰

اتحاد المسلم جعلہ خاصا بما ذکرہ صاحب الترغیب والترہیب

من احادیث البخاری وسلم : نہانی (۱)، ۶۹۵

اتقان : جلال الدین سیوطی (۱)، ۳۸۲ - ۳۸۵

اتقروید (۴)، ۵۵۵

اثبات امامت ابی بکر الصدیق : ابوبکر محمد بن حاتم بن بکریہ

البخاری (۱)، ۶۷۸

اثبات المفارقات : فارابی (۳)، ۱۴۲

الاجوبۃ الخیرۃ عن أسئلة الجوه : قاضی عیاض (۱)، ۶۳۹

الاحادیث الاربعین فی اشال الفصحی علین : نہانی (۱)، ۶۹۴

الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین : نہانی (۱)، ۶۹۴

الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعة امیر المؤمنین : نہانی (۱)، ۶۹۴

الاحاطہ فی اخبار غرناطہ : ابن الخطیب (۱)، ۶۱۲ - ۶۱۴

الاحتفال فی بیان احوال الرجال : ابن حجر عسقلانی (۱)، ۶۶

الاحکام فی اصول الاحکام : ابن حزم (۱)، ۶۰۰

الاحکام الکبیر : ضیاء الدین محمد المقدسی (۱)، ۶۵۴، ۶۷۲

الاحوذی : ابوبکر ابن العربی (م ۵۴۳ھ)، ۶۷۲

احیاء العلوم : امام غزالی (۳)، ۱۳۲، ۲۴۲

اخبار الحکم : نقضی (۱)، ۶۱۱

اخبار حمید بن شریح البحر صی (۱)، ۴۹۴

اخبار القبطین : قاضی حیا من (۱)، ۶۳۹

اخبار المصنفین : حمید بن شریح (۱)، ۶۰

اخبار مکہ - الازرقی (۱)، ۴۱۶

- انبارِ سند : مخزنِ عمر لائق دی، ۱۹۹۹ء، ۷۷۸
- اخبار النبی : ابن سعد، ۲۲۰ھ، ۱، ۴۲۸، ۵۰۲
- اختلاف الائمہ : محمد زکریا، ۵۵
- انحوائی الصفاء : عمر فروخ، ۲، ۱۳۵، ۱۳۶
- الادب الجاہلی : طر حسین، ۳، ۴۴، ۵۲
- ادب العرب، ۴، ۴۷۰-۴۷۱
- الادب العربي المعاصر فی مصر : شوقی صیف، ۱۱۵
- الادب الکبیر : ابن المقفع، ۶۳۳
- ادب المفرد : امام بخاری، ۲، ۴۵۱، ۴۵۳، ۴۵۷
- الادب و مذاہب فی الشعر العربي : شوقی صیف، ۱۱۵
- الاربعین : اربعین من احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱، ۶۹۵
- اردو انسائیکلو پیڈیا، ۱، ۴۹۳، ۴۹۵، ۴۹۷، ۴۷۷
- اردو دائرہ معارف اسلامیہ پاکستان، ۱۱۳
- ارشاد الارباب : یاقوت، ۱، ۵۱۰، ۱۱۱
- ارشاد الباری الی شرح البخاری : قسطلانی، ۱، ۴۴
- ارشاد الحیاری فی تمذیب المسلمین عن مدارس الفزاری الی ہکت
- دین السیخ : بنہانی، ۱، ۶۹۴
- ارشاد الساری : شرح بخاری : القسطلانی، ۱، ۷۱۷، ۶۳۵
- ارض القرآن : سلیمان ندوی، ۲، ۲۰۹۳، ۲۰۳-۲۰۴، ۲۰۸، ۲۰۹
- ۱، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۲۰، ۴۲۵، ۴۲۷، ۴۲۸-۴۲۹
- ۴۳۰، ۴۳۱
- ارشاد البقر : شوالی، ۲، ۳۳۹
- ازالۃ الخفا عن خلافتہ الخلفاء : شاہ ولی اللہ دہلوی
- ۱، ۳۲۲، ۳۹۱
- الازمنہ والامکنہ : مرزوقی، ۲، ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۷
- ازہار الرایض فی اخبار قاضی عیاض : ابو العباس المفردی
- ۱، ۷۱۷
- ازدواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم : داقدی، ۱، ۷۷۸
- الاساطیر العربیۃ قبل الاسلام، ۲، ۴۵
- الاسالیب البدیعیۃ فی فضل الصحابۃ و اقتلح الشیعۃ : بنہانی
- ۱، ۶۹۵
- اسپرٹ آف اسلام : سید امیر علی، ۱، ۸۰
- الاستغاثۃ الکبریٰ باسماء اللہ الحسنیٰ : بنہانی، ۱، ۶۹۵
- الاستذکار فی شرح مذاہب علماء الاسعار مامر اسمہ الامام، ۱، ۶۱۷
- فی الموطا من الرای و الآثار : ابن عبد البر، ۱، ۶۱۷
- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب : ابن عبد البر، ۲، ۴۶۳
- ۱، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰

اسلام کا نظام حکومت، (۲)، ۱۴۴

اسلام کی اقدار: رپورٹ لبر سوسائٹی سمٹھ، (۲)، ۳۱

اسلام کی مذہبی فکر کی تشکیل جدید: ڈاکٹر محمد اقبال، (۳)، ۵۱۳

اسلامک سولریشن: خدا بخش، (۲)، ۱۱۴

اسلامیت اور مریض بیت کی کش مکش: سید ابوالحسن علی ندوی

را، ۲۹، ۳۴-۳۶

اسماء اخصاف مالولاء و ذکر مہم: ابن حزم، را، ۵۹۶

اسماء العیالہ لرواء و ماکل واحد من العدد: ابن حزم

را، ۵۹۶

الاسماء و الصفات: بیہقی (م ۵۸۵)، را، ۶۸۳

اسوة الرسول: اولاد حیدر رفیق بگرامی، (۳)، ۵۹۶

الاشباہ و النظائر: ابن نجیم، (۲)، ۵۲۳

اشتقاق: ابن درید، (۳)، ۶۳۶

الاصاہب فی تہذیب الصحابہ: ابن حجر العسقلانی، (۱)، ۵۱۴، ۵۸۹،

۶۶۴، (۲)، ۶۱۵، (۳)، ۴۸۷، ۴۷۷، (۴)، ۱۱۳، ۱۰۹

۳۸۶

اصح المسیر: عبدالرؤف دانا پوری، (۱)، ۵۳، ۵۵، ۵۶-۵۹

۶۰، (۴)، ۷۸-۷۹

اصحاب النبی من الصحابہ و من بعدهم: ابن حزم، را، ۵۹۶

الاصطفاہ لبيان معانی الشفاء شمس الدین محمد بن محمد الدکرجی الشافعی

العشانی م ۹۴۷ھ، را، ۶۳۳

اصول قانون: سائنڈ (۳)، ۶۱۵، ۶۱۶

الاصبیاع فی ضبط الروایہ و تفتید السماع: قاضی عیاض، را، ۶۳۹

الاعلام: خیر الدین الزرکلی، (۱)، ۴۹۲-۴۹۵، ۴۹۷-۴۹۸

۴۹۸-۵۰۲، ۵۱۰، ۵۱۵، ۵۶۶، ۵۸۸، ۵۹۰

۵۹۱، ۶۱۲، ۶۶۹، ۶۸۴

اعلام مجدد و قواعد الاسلام: قاضی عیاض، را، ۶۳۹

اعلام السائین عن کتب سید المرسلین: ابن طولون، (۲)، ۲۱۵

(۳)، ۶۳۸

اعلام فلسفۃ العربیہ: کمال الیازجی و النطون عطاس کرم

(۳)، ۱۴۷

اعلام الیقین: ابن قیم، (۳)، ۶۶۵

اعلام النبوة: ابو جعفر احمد بن قتیبة، را، ۶۰۳

اعلام النبوة: ابوداؤد سجستانی، را، ۶۰۳

الاعلان بالتاریخ لمن ذم اهل التاریخ: سخاوی، م ۹۰۲ھ

را، ۷، ۵، ۴۶۸، ۴۹۶، ۵۰۳، ۶۶۰، ۶۶۴

اعیان الشیخ: عالمی، را، ۵۸۸، ۸۱۴

اعیان العصر: صفدی، را، ۶۱۴

افضل الصلوات علی سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم:

بنہانی، را، ۶۹۳

الاقتصاد فی الاعتقاد: الغزالی، (۳)، ۱۳۸

اتحاف، (۲)، ۲۸۷

اتشفاء فی شرح الفاظ الشفاء: امام ابوالحسن عبداللہ

یمانی، را، ۶۴۳

استفادہ فی قرآنہ نافع دینی عمرو بن العلاء بترجیہ باختلافہ

ابن عبدالبر، را، ۶۱۷-۶۱۸

الاکلیل: ہمدانی، را، ۴۵۴، ۴۹۱، ۴۹۴، (۳)، ۴۱

اکمال العلم فی شرح مسلم: قاضی عیاض، را، ۶۳۸

اکمال فی اسماء الرجال: محمد بن عبداللہ خطیب، (۲)، ۳۷۷

۳۷۸، ۳۸۳، ۴۳۲

اکنکس آف اسلام، (۲)، ۷۶

الفیہ ابن معط الزواوی، را، ۵۱۵

البدیع والتاریخ: مقدسی (۲) ۵۴، ۱۵۵
بر الاظم، رازی (۴) ۸۹
البرهان فی توجیه تشابہ القرآن: برهان الدین البزاق عمودہ
بن حمزہ ابن نصر کوفی المقرئ الشافعی (م بعد ۵۰۰)

(۱) ۳۸۳

البرهان المسدود فی اثبات نبوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم: باني
۴۹۴ (۱)

بستان المحدثين: شاه عبدالعزیز محدث دہلوی (۱) ۴۳۹،
۶۴۴، ۶۴۵

بطلان الجزية عن يهود خيبر: ابن كثير (۱) ۶۴۳

البعث والنشور: امام بهيقي (۱) ۶۴۴

بغية الراية لما تضمنه حديث ام زرع: قاضي عياض ديكبي

حديث ام زرع: قاضي عياض (۱) ۶۳۸

بغية العلماء والرداة: السخاوي (۱) ۵۰۴

بغية المستمس: الضبي (۱) ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۳۳-۶۳۳

بغية الرحاة: سيوطي (۱) ۵۵، ۴۸۵، ۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۴

۵۱۰، ۶۱۴

بلاغ بين: محمد حفظ الرحمن سيد لودي (۲) ۲۱۵

البلاغة: تطور وتاريخ: شوقي ضيف (۱) ۶۱۵

بلوغ الارب: آكوسي (۲) ۱۱۰ (۳) ۴۸، ۴۷، ۴۸-۴۸، ۸۴-

۸۵، ۱۱۳

بلوغ المرام: تقي الدين البكري بن علي بن عبد الله قادري سنن (۷۷۷-)

۸۸۳۷ (۱) ۴۸۶

بورسان: سعدی (۴) ۷۷

بجسة المباس والناس المباس: ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد ابن

عبد البر القرطبي (۱) ۴۱۸، ۴۳۳، ۴۳۴ (۴) ۳۹۲

ابن حزم را، ۵۹۹
البيان المكنون في الذيل على كشف الظنون: اسماعيل باشا بغدادی
را، ۵۰۴، ۶۴۵-۶۴۶

ب

باطل شكك (۴) ۴۷۴، ۴۷۸
البعث المبعثت الى معرفة علوم الحديث شرح مختصر علوم الحديث
لابن كثير: عبد الرزاق حمزة را، ۶۴۷

بال جبريل: اقبال (۴) ۶۰۶

بأسل را، ۵۱۶، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱

تحدن عرب : مرکبیرینان (۹)، ۵۱، ۵۳
تحدن ہند : گستاوی بان (۲)، ۵۵، ۴۲، ۴۰، ۴۰ - ۱۰۲
۱۰۵ - ۱۰۴ - ۱۰۷ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۶ - ۱۲۰ (۴)
۴۶۴، ۴۷۴

التہمید : باقلانی (۳)، ۱۴۰
التہمید لما فی الموطا من المعانی والاسانید : ابن عبد البر، ۶۱۷
التہمید والبيان فی مقتل الشہید عثمان : ابن ابی بکر، ۷۷
۵۱۴، ۵۱۴

تنبیہ الافکار حکمتہ اقبال الدین علی الکفار بنہانی (۱)، ۶۹۴
التنبیہ علی سبیل السعادة : فارابی (۳)، ۱۴۲، ۱۴۳
التنبیہ والاشراف : مسعودی (۲)، ۵۶ - ۶۶ - ۶۷ - ۷۷
۷۹، ۸۶، ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۶ - ۱۲۳ (۳)، ۶۳۴
تنبیہات : ابن القوش، ۴۸۹، ۴۸۹، ۴۸۵ - ۴۸۶
التنبیہات المستنبطہ فی شرح مشکلات المروئۃ والمختلطہ :

قاضی عیاض (۱)، ۶۳۸
تنزیہ الانبیاء عن تشبیہ الاشیاء : سیرطی (۲)، ۷۰۱
تنزیہ القرآن : مولوی سید محمد مجتہد (۱)، ۳۸۷
توبۃ النصوح : ڈپٹی نذیر احمد (۲)، ۵۹۲، ۵۹۵
توجیہ النظر : طاہر صالح الجزائی (۱)، ۶۷، ۶۸
قوریت (۱)، ۱۱، ۱۲، ۲۳۳ - ۲۳۵، ۳۰۲، ۳۸۱
۵۱۶، ۵۲۳، ۵۵۰، ۷۴۲، ۷۴۵ (۲)، ۳۵۵
۴۰۲، ۴۰۵، ۴۱۴، ۴۲۴، ۵۳۳، ۵۳۹ -
۵۴۱، ۵۴۹، ۵۸۸، ۶۹۰، ۶۹۰ (۳)، ۶۹، ۷۷ - ۷۷
۷۹، ۸۲ - ۸۳، ۱۷۶، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۸، ۲۲۳
۲۹۹، ۳۳۹، ۵۹۴ (۲)، ۳۱۹، ۴۰۴، ۴۳۹
۵۷۳ - ۵۷۸، ۵۵۰، ۵۵۴، ۵۶۲، ۵۸۳

تفسیر قرۃ العین عن البیضاوی والجلالین : بنہانی (۱)، ۶۴۵
تفسیر کبیر : امام رازی (۲)، ۸۵، ۴۹، ۴۹ (۲)، ۶۴۲
تفسیر کشاف : زمخشری (۲)، ۳۶۰، ۴۰ (۲)، ۷۱۰
تفسیر الراعی : مراغی (۲)، ۷۱۲
تفسیر المنار : محمد عبده (۳)، ۶۳، ۷۱، ۷۱
تفسیر الواضح (۳)، ۳۸۹
تفہیم القرآن : سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱)، ۲۱۰، ۲۱۷، ۳۱۷
۴۲۳، ۴۲۴، ۴۳۰، ۴۴۳
تقریب التذیب : ابن حجر (۱)، ۶۷
التفصی لما فی الموطا من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابن عبد البر (۱)، ۶۱۷

تقریم النکح (۲)، ۱۸۲
تقدیم و شفیقہ (۲)، ۱۷۱، ۱۷۵ - ۱۷۸ - ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۵
۱۹۸ - ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۰۳

تقدیم البلدان : ابوالفضل (۳)، ۷۰، ۷۶، ۸۰
تکلمہ (۱)، ۶۱۲
التکمیل فی معرفۃ اشقات والضعفاء والمجاہیل :
ابن کثیر (۱)، ۶۸۱

تلخیص ہند : جابر بن عبد اللہ (۳)، ۱۰۳
تلخیص ابن کثیر (۱)، ۴۹۰

تلخیص طبقات القراء : السخاوی (۱)، ۵۰
تلخیص : ابوالفرج عبد الرحمن بن علی القرطبی البغدادی (۱)، ۵۶۷
۲، ۴۹، ۴۹ (۲)، ۳۸۲ - ۳۸۵، ۳۸۸
۳۹۱ - ۳۹۴، ۴۱۳ - ۴۱۵، ۴۱۹

۴۳۲

تحدن عرب : محمد امان الحق سلیمانی (۲)، ۱۴۲

جامع الاحكام القرآن: قرطبی (۴) ۷۱۰

سابع بيان العلم وفضله وما ينبغي في رواية وجملة : ابن عبد البر

م ۳۶۳ و ۵۹، ۶۰-۶۱

جامع تاریخ، قاضی عیاض (۱)، ۶۳۸

جانب ترمذی : ترمذی (۳۵۹م - ۳۷۰ - ۳۷۲ - ۳۷۷ - ۳۷۸م)

[illegible]

‘ሶረፈ’ ‘ሶረሃ’ ‘ሶረረ’ ‘ሶለረ’ ‘ሶለ’ ‘ሶዕ’.

८५२'८०५'८०२'८०१-८००'८८८'८८९

ᐅᑦᓴᐅᑦ ᐅᑦᓴᐅᑦ ᐅᑦᓴᐅᑦ ᐅᑦᓴᐅᑦ ᐅᑦᓴᐅᑦ

[illegible]

11A' 1.2-99' 98' 25' 79 (N) 2.2' 4A1

19' 10' 145-148' 131' 124-128' 122

523'512'511'42'445'459'432

بجامع الثناء على الله وهو يشمل على محبة من اعز اب اكابر الاديان

بہنہانی را، ۶۹۴

جامع اصولات علی سید السادات : بنہانی را، ۶۹۵

الجامع البکیر: امام ترمذی (م ۲۷۹ھ)، ۱۰۴، ۹۸۲، ۱۰۴، ۱۰۴

سجام كرامات الاولياء ومعهم رسالته في اسباب القليفت : بهناني

490 (1)

جامع المسانيد والسنن: ابن کثیر (۱)، ۶۸۱

جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ: حافظ نذر احمد (۴)، ۱۴۴۴

عزب القلوب : عبدالحق محدث دہلوی (۱۴، ۷۰۱)

مذمة المقتبس: حمیدی را، ۹۱۱، ۹۱۳، ۹۳۲، ۹۳۳

المخرج والمعدل: ابن أبي حاتم (٥٢٠، ٩٩٢)

المجمع : أبو زيد الفصاري م ٢١٥ هـ ، را ، ٤٦١

جمع الجوامع : السیوطی، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵-۱۲۶

- مذہب منبع الاصول الی اصطلاح احادیث الرسول :
 صدیق حسن بھوپالی (دم ۱۳۰۷ھ، ۱، ۶۷)
 مدلیقہ آخرت : شفیق عہاد پوری (۱، ۸۰)
 حرب الادوس والخزرج : وادی (۱، ۷۷۸)
 حزب الاستغاثات : بہانی (۱، ۶۹۳)
 حسن الشریعہ فی مشرعیۃ صلاۃ النفل بعد الجمعہ : بہانی (۱، ۶۹۴)
 حسن المحاضرۃ : سیوطی (۱، ۳۸۹)
 حضرات الاسلام فی دار السلام : جمیل نخلہ (۱، ۱۱۳)
 حقانیت اسلام (۱، ۳۸۳)
 الحقوق والفرایض (۱، ۱۹۶)
 حکمت : وہب بن منبہ (۱، ۷۳۸)
 حلیۃ الاولیاء : ابو نعیم (۱، ۵۱۳)
 حماسہ : ابوتام (۲، ۴۵، ۴۹، ۱۱۲، ۱۱۳)
 حوایات اسلام : بکتانی (۱، ۷۷۹، ۸۱۳، ۸۱۵، ۲، ۲۱۲)
 حیات الصحابہ : محمد یوسف کاندھلوی (۳، ۲۰۲)
 حیات القلوب : محمد باقر مجلسی (۳، ۵۹۳، ۵۹۵-۵۹۶)
 حیات محمد : حسین ہیکل (۲، ۴۰۲، ۴۰۱، ۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۶)
 حیات محمد (اردو ترجمہ) : محمد حسین ہیکل (۳، ۳۶۸، ۵۹۶)
خ
 خاتم المرسلین : عبد الحکیم شدر (۴، ۷۸)
 خریۃ القصر : عہاد الدین مصنفانی الکاتب (۱، ۵۹۵)
 خضائص علی : امام شافعی (۲، ۳۰۳، ۱، ۶۷۰، ۶۷۸)
 خضائص کبریٰ : السیوطی (۴، ۲۰۹)
 خصائص نبوی : محمد زکریا سہارنپوری (مترجم) (۱، ۶۵)
 خطبات احمدیہ : سر سید احمد خاں (۲، ۵۴، ۱، ۷۸، ۷۱۵)
 خطبات مدراس : سید سلیمان ندوی (۱، ۷۸، ۸۰، ۷۱، ۷۲، ۷۹، ۷۸، ۷۹)
 جمع الفوائد (۳، ۱۹۷، ۱۹۹، ۴، ۶۷۳-۶۷۴)
 جبل فتوح الاسلام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ابن حزم
 (۱، ۵۹۶)
 جہرۃ انساب العرب (۱، ۵۰۶، ۵۹۱، ۶۰۰، ۶۰۲، ۶۰۳)
 ۶۱۰
 جہرۃ الخطب : احمد زکی صنفوت (۲، ۲۵)
 الجواب الصمیم لمن یسئل دین المسیح : ابن تیمیہ (۱، ۶۵۸، ۶۷۷)
 جوامع السیرۃ : ابن حزم (۱، ۵۹۵-۶۱۰، ۶۱۳-۶۱۴)
 ۶۲۵-۶۲۸ (۳، ۳۸۶، ۴۱۳)
 جواہر البحار فی فضائل النبی اتمحار صلی اللہ علیہ وسلم : بہانی
 (۱، ۶۹۵)
 جواہر الحکماء (۱، ۶۳۳)
 الجواہر المجمعہ : السخاوی (۱، ۵۰۳)
 الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی السخاوی
 (۱، ۵۰۳، ۶۹۰)
 جولینے حق : عبد الحکیم شدر (۴، ۷۹)
ج
 جبرین الشاکلویڈیا (۴، ۴۷۷)
 چنگیز خان : ہیر لٹمب (۱، ۱۳)
ح
 حاضر العالم الاسلامی : امیر شکیب ارسلان (۱، ۲۷۲۳)
 حجتہ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 بہانی (۱، ۶۹۳، ۶۹۷)
 حجتہ اللہ البالغہ : شاہ ولی اللہ دہلوی (۱، ۳۷۷-۳۷۸، ۲)
 ۴۱۶ (۲، ۱۲۶-۱۲۷، ۶۵۳، ۴، ۱۹)
 حدیث دناخ : اکبر خاں (۲، ۴۲۹، ۴۳۸، ۴۴۲)

- دراسات فی الشعر العربی المعاصر: شوقی ضیف، را، ۶۱۵
 الدرة المکلة فی فتح مکة المشرقة المجلد: کبری - (۲)، ۴۰۲،
 ۴۱۴، ۴۱۹
 الدرر فی اختصار المعانی والیسر: ابن عبد البر، ۴۳۴ هـ
 را، ۴۰۶ - ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۰۳، ۶۱۵ - ۶۳۶
 الدرر الکامنة فی اعیان المنة الثامنة: ابن حجر، ۴۹۷،
 ۶۱۳، ۶۹۰
 الدرة الفاحشه: حمزة الاصمغانی (۳)، ۴۷
 دعوت اسلام: آرنلڈ، را، ۱۵ (۴)، ۵۳۵
 دفع الاحزان: کندي (۳)، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۶۱
 الدلالات الواضحات: منبانی، را، ۶۹۵، ۶۹۹
 دلائل النبوة: ابن سبین، م ۳۸۵ هـ، را، ۶۷۵
 دلائل النبوة: ابن قتیبة، م ۲۷۷ هـ، را، ۶۷۴
 دلائل النبوة: الباسم ابن ابراهیم بن اسحق العربی، م ۲۵۸ هـ
 را، ۶۷۴
 دلائل النبوة: البوداود، را، ۶۷۴
 دلائل النبوة: البوزرع الرازی، م ۲۶۴ هـ، را، ۶۷۵
 دلائل النبوة: ابو محمد عبد اللہ بن حامد الفقید
 را، ۶۷۴، ۶۷۶
 دلائل النبوة: ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الصبہانی، م ۴۳۰ هـ، را
 ۶۷۴ - ۶۷۵، ۶۸۴، ۶۸۷، ۶۸۹، ۶۹۱، ۶۹۲، ۵۳۲
 ۵۳۸، ۶۳۸ - ۶۴۰، ۶۴۲
 دلائل النبوة: بیہقی، را، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۳ -
 ۶۸۴، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۹۱، ۶۹۲
 دلائل النبوة: عبد اللہ بن عبد الجبار الرازی، م ۴۶۴ هـ، را، ۶۷۴
 ۶۷۵، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸،

دلیل التجار الی اخلاق الاجیار : نہانی را، ۶۹۴

دول الاسلام : السخادی را، ۵۰۴

دیوان المدائح المسمی العقود الکولوبیہ فی المدائح النبویہ :

نہانی را، ۶۹۵

الدیلاج الذہیب : برہان الدین ابن فرحون ماکلی

را، ۶۳۲-۶۴۵

دیوان : احمد محمد یس صقلی را، ۵۹۵

ذ

الذخیرہ را، ۶۱۱

الذخیرہ فی مختصر السیرہ : برہان الدین البرہیم بن محمد بن المرسل

(م ۷۳۸ھ) را، ۴۸۶

الذریعۃ الی تصانیف الشیخ : آغا بزگ را، ۸۱۴

الذریعۃ الطاحرۃ : ابوبشر محمد بن احمد الدلالی

م ۳۱۰ھ را، ۶۷۸

ذکر النبیین : اشرف علی تھانوی را، ۸۰

ذیل طبقات الحنفیہ الذہبی : السیوطی را، ۶۹۰

الذیل علی طبقات القراء الابرار : السخادی را، ۵۰۴

ذیل تاریخ المقرئین : السخادی را، ۵۰۴

ذیل مرآة الزمان را، ۶۹۷

ر

الرواۃ العربیۃ : حقیقی را، ۱۱۳

راہبان را، ۳۳۳

الرأیۃ البصیرۃ فی ذم البدعۃ و مدح السنۃ الغراء :

نہانی را، ۶۹۵

رحمۃ للعالمین : سلیمان منصور پوری را، ۸۱، ۱۹۰، ۷۰۱

را، ۳۱۵، ۳۶۹، ۷۰۱، ۷۲۸، ۱۵۵-۱۳۲، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳

الرحلۃ المحلیۃ : السخادی را، ۵۰۴

الرحلۃ اسکندریۃ : السخادی را، ۵۰۴

الرحلۃ المملکیۃ : السخادی را، ۵۰۴

الرحمۃ المہدۃ فی فضل الصلوات : نہانی را، ۶۹۴

الرد علی ابن تغریۃ الیہودی و رسائل افری : ابن حرم

را، ۶۰۰

رد المحتار : مسنف را، ۲۹۰، ۲۹۴

الردۃ والدار : داقدی را، ۷۷۸، ۷۷۹

ردگ دیدار، ۳۱۲، ۵۵۵

رسالات نبویہ : جہد النعم خان را، ۲۱۵

رسالات نبویہ : عبد النعم خان را، ۶۳۸

رسالۃ : نہانی را، ۶۹۴

رسالۃ الخلفاء : ابن حرم را، ۶۱۴

الرسالۃ فی التصوف : القشیری را، ۱۵۰

رسالہ فی ما ینبغی ان یقدم قبل تعلم الفلسفہ : فارابی

را، ۱۴۳، ۱۴۴

رسائل : ابن حرم را، ۵۹۵

رسائل اخوان الصفا (۳) ۱۴۵-۱۴۷

رسائل الکندی الغسقیۃ : کندی را، ۱۴۱، ۱۴۲

رسول اکرم کی سیاسی زندگی : محمد حمید اللہ را، ۲۰۹، ۲۱۵

۲۱۸، ۲۲۰-۲۲۱، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۱

۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹

رسول رحمت : ابوالکلام آزاد و غلام رسول تہرانی را، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱

سبیل النجاة فی الحب فی اللہ و الغض فی اللہ : نہانی را، ۶۹۳

اسپرٹ آف اسلام : امیر علی (۳)، ۱۱

سحرالبیان : میر حسن (۳)، ۶۰۴

سراجیہ (۳)، ۲۹۰

سرورالمخزون : شاہ ولی اللہ محدث دہلوی م ۱۱۷۶ھ

را، ۶۴۸، ۶۵

سرورالعباد (۳)، ۵۳۷

سرورالقلوب (۳)، ۵۳۷، ۵۳۷، ۵۴۰-۵۴۱

سعادت الدین فی الصلوة علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم :

نہانی را، ۶۹۴

سفر السعادة : محمد الدین فیروز آبادی م ۱۱۷۷ھ را، ۶۴۴

سفرنامہ : ابن بطوطہ (۳)، ۸۱

سفرنامہ : مارکوپولو (۳)، ۸۰

سفرنامہ : ہنری سیانگ (۳)، ۱۰۵

الستقینة و بیعة الی کبر : داندی را، ۷۷۸

المساعة الغربی فی توضیح شرح النخبة : عبدالحی را، ۶۷

سنن : ابن ماجہ، م ۲۷۳۳ را، ۳۴۳، ۶۸۳ (۲)، ۶۴۲

۴۵۳، ۴۵۳، ۴۵۳، ۴۵۳، ۴۵۳، ۴۵۳، ۴۵۳، ۴۵۳، ۴۵۳، ۴۵۳

(۲)، ۶۵۸-۶۵۹ (۲)، ۶۵۸-۶۵۹، ۹۹-۱۰۲

۱۲۶-۱۲۷

سنن : ابو داؤد را، ۵۹، ۳۷۱، ۳۷۱، ۳۷۱، ۳۷۱، ۳۷۱، ۳۷۱، ۳۷۱، ۳۷۱، ۳۷۱

۴۵۸-۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹

۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹

۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹، ۴۵۹

سنن : البیہقی، م ۵۵۸۵ را، ۶۸۳ (۲)، ۱۱، ۱۸۱، ۱۸۹

۸۸۲، ۱۳۴، ۲۱

روح المعانی : آکوسی زادہ (۲)، ۳۵۹

روزگار فقیر : فقیر وحید الدین (۲)، ۴۵۶

الروض اللانف : القاسم عبدالرحمن سبیل، م ۵۱۸

را، ۶۱، ۴۵۸، ۴۶۶، ۴۸۵، ۴۸۵، ۴۸۵، ۴۸۵، ۴۸۵، ۴۸۵

۴۹۵-۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵، ۴۹۵

سنن دارقطنی، م ۳۸۵، ج ۵۹

سنن : دارمی (۱)، ۳۷۰ - ۳۷۱ (۳)، ۶۶۰ (۴)، ۱۱۹ (۵)، ۱۲۶

124

سنن: نسائی، م ۳۰۳، ج ۱، ۶۷۰ (۲، ۱۴، ۱۶) ۴۳۸

[illegible]

(८) २५०, (९) ५१३, १५० — १५८, १५१

۴۸۰۶۳۷۷۵

سقوط و زوال روما : ایڈورڈ گین (۱۳)

سوانح و تعلیمات محمدی (جرمن) ایسیرنگر (۳) ۵۶۱

لاسوزیشن دی عربس : لی بان (۳) ۶۶-۶۷، ۷۱،

44 '48-49

سياحة المعارف (٣، ١٨، ٤٢٦)

السياسة المدنية : فارابي (٣)، ١٤٢، ١٤٣

السياسات المدنية: كندی (۳)، ۱۴۴

سیاسی دثیقہ جات : محمد حمید اللہ (۲)، ۲۱۵

سیر اعلام النبلاء: ذمی (۱)، ۵۴، ۶۴، ۷۹، ۱۱۵ (۲)

79.6744

السيرة الكبرى: امام محمد شيباني (۲)، ۴۲۱

سیرت : ابن السخنی [اس کتاب کے دیگر نام : کتاب المغازی ،

كتاب المغازی والسير كتاب البیروت والابتداء والمغازی

५०२' ०१२' ०८८' ०५४' ४१०(१)

५५९'५२०-५२९'५१९-५१९'५१०'५०२

'213 '214 '4A8 '422 '449 '442 '446

'49'42' 02 (Y) 490' 489' 448-444

150' 124-124' 122-122' 120-124

-142'121 -142'148 -142'14.615.

۳۹۱-۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۷، ۳۹۸-۴۰۰،

۴۰۴، ۴۰۹-۴۱۰، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۹، ۴۲۲

سیرت النبوی: سیاب اکبر آبادی (۴)، ۷۸

سیرت النبی: شہاب الدین احمد بن اسماعیل الاشعری، م ۵۸۳ھ

(۱)، ۶۹۰

سیرۃ النبی: محب الدین احمد بن عبد اللہ الطبری، ۶۳

السبغ السلول علی من سبت اصحاب الرسول: قاضی عیاض

(۱)، ۶۳۹

سینٹ ہیلنا کی یادداشتیں (فرانسیسی)، (۴)، ۱۱۵

مش

شارطہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (۲)، ۴۲۲

اشافی من الالم و فیات الامم فی القرنین الثامن والتاسع:

السنادی (۱)، ۵۰۴

شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات: خلیق احمد نظامی

(۱)، ۲۲

شذرات الذہب: ابن العماذی، م ۸۹۰ھ، (۱)، ۴۹۰، ۴۹۳

۵۰۴، ۶۱۲، ۶۱۴، ۶۳۲، ۶۴۶، ۶۶۹، ۶۸۹،

۷۱۸ (۳)، ۴۹۳

شرح الاحوذی: ابوبکر ابن العربی، (۱)، ۶۸۳

شرح الغیہ: العراقی، (۱)، ۵۰۳، ۵۲۰

شرح انساب حمیر و ملوکھا: ابن ہشام و دیگرے

کتاب التیجان فی ملوک حمیر: ابن ہشام

شرح بخاری: قسطلانی، (۴)، ۶۴۴

شرح البخاری: سلب بن ابی صفر، م ۳۳۵ھ، (۱)، ۶۸۲

شرح حدیث ام زرع: قاضی عیاض، (۱)، ۶۳۸

شرح تحریر الشیخ الاسلام ذکریا الفزاری، (۱)، ۶۹۱

سیرت خیر البشر: محمد علی لاہوری (۴)، ۷۸

سیرت رسول عربی (۳)، ۵۴۰

سیرت سرور د عالم: ابوالاعلیٰ مودودی (۳)، ۵۹۳، ۵۹۶

سیرت شامی (۳)، ۵۳۳

سیرۃ صغیرۃ: ابن کثیر، (۱)، ۶۴۶

سیرۃ عمر بن عبدالعزیز: ابن الجوزی، (۱)، ۷۰۱

سیرۃ محمد: حسنین ہیکل، (۱)، ۶۴

سیرت محمدی: ولیم میور، (۴)، ۵۲۳

سیرت محمدی: اے اسپرنگ، (۵)، ۵۳۰

سیرت محمدی و عاون کے آئینہ میں: سید ابوالحسن علی ندوی

(۱)، ۸۶

سیرت محمدیہ: مرزا حیرت دہلوی، (۴)، ۷۸

سیرۃ المصطفیٰ: محمد ادریس کاندھلوی، (۲)، ۸

السیرۃ النبویہ: ابن کثیر، (۱)، ۶۴۶-۶۵۱، ۶۵۷، ۶۵۹

۶۶۲، ۶۶۴، ۶۶۵-۶۹۰

السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (تخصیص)، عمر عبدالعزیز بن (۱)، ۸۸۷

سیرۃ النبی: ابوالعزیز صالح بن اسحاق الجرمی الخوی، م ۲۲۵ھ

(۱)، ۶۳

سیرۃ النبی: سید سلیمان ندوی، (۱)، ۶۵، ۸۰، ۴۶۰، (۳)،

۷۴۰

سیرۃ النبی: شبلی نعمانی، (۱)، ۸، ۵۳، ۶۳، ۶۵، ۷۴، ۸۰

(۲)، ۵۶، ۵۶، ۱۲۶، ۱۵۵-۱۵۶، ۱۹۲، ۱۹۵

۴۲۶، ۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۹، (۳)

۶۱۳، ۵۹۶،

۶۱۹، ۶۹۵، ۶۲۰، (۴)، ۷۸، ۷۹، ۸۲، ۱۲۴،

۳۷۹-۳۸۰، ۳۸۳، ۳۸۶، ۳۸۸-۳۸۹،

۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰.

مجمع الاعشى: تلغی (۲) ۲۰۹ - ۲۱۰، ۲۱۸، ۲۲۸ (۲)
 ۴۲، ۴۲
 صحاح: جوہری (۲) ۴۸۵
 صحیح: ابن خزيمة، ۲۱۱ھ (۱) ۴۸۲
 صحیح بخاری: محمد بن اسماعیل بخاری، ۲۵۴ھ (۱) ۵۲
 ۵۵ - ۵۴، ۵۸ - ۴۲، ۹۱ - ۲۰۳ - ۲۰۲

شرح سفر السعادت : عبدالحق دہلوی (۴)، ۶۴۱
شرح السیر الکبیر (۲)، ۶۴۵ (۳)، ۵۵۷
شرح صحیح البخاری : ابن کثیر (۱)، ۶۸۱
شرح صحیح بخاری : عینی (۴)، ۱۲۱
شرح السیرۃ : خوشن، م ۶۰۴ ھ، ۴۸۹
شرح شرح الخبئة : طاعی قاری، م ۱۰۱۴ ھ، ۶۷۷
شرح شفاء : شهاب خفاجی (۲)، ۳۸۰
شرح شفاء : طاعی قاری (۱)، ۶۴۴، ۶۴۵
شرح غریب سیرۃ ابن اسحق : البوز مصعب بن مسعود خوشن،
م ۶۰۶ ھ، ۴۸۵
شرح العنینه : ابو عبد اللہ بن حسن مخلوف الراشدی المعروف
بابرکان (۱)، ۶۴۳
شرح ما وقع اشار السیرن الغریب : ابن هشام (۱)، ۴۶۵
شرح مسلم و قاضی عیاض، م ۴۴۴، ۵۴۲
شرح سلم : ندوی (۱)، ۵۶، ۵۸، ۶۳۹، ۶۸۲ (۲)، ۳۸۳
(۳)، ۴۸۷ (۴)، ۶۴۵
شرح مسلم الثبوت : علاء الدین علی بحر العلوم (۱)، ۳۸۷
(۲)، ۳۳۹
شرح منہج : وکریا انصاری (۱)، ۶۹۱
شرح المراحب اللاتیه : زرقاتی (۱)، ۵، ۱۸، ۷۰ (۲)، ۱۶۰
(۳)، ۴۸۲
الشرف المود لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم : بنہانی (۱)، ۶۹۵، ۶۹۹
شعب الایمان : بیہقی (۴)، ۱۰۳
شعر المسلم : عبد السلام ندوی (۴)، ۶۲۱
شعار : ابن اسبغ (۱)، ۶۴۲
انشاء تعرفت حقوق الصلطي، قاضی عیاض (۱)، ۶۳۷ —

[illegible]

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري، م ٢٤١ هـ، ٥٢٤
٢٠٥٣ ٣٤٠ - ٣٤٢ ٣٤٥ ٣٤٨ ٣٤٤
٣٤١ ٣٤٢ ٣٤٣ ٣٤٤ ٣٤٥ ٣٤٦ ٣٤٧ ٣٤٨ ٣٤٩ ٣٥٠ ٣٥١ ٣٥٢ ٣٥٣ ٣٥٤ ٣٥٥ ٣٥٦ ٣٥٧ ٣٥٨ ٣٥٩ ٣٦٠ ٣٦١ ٣٦٢ ٣٦٣ ٣٦٤ ٣٦٥ ٣٦٦ ٣٦٧ ٣٦٨ ٣٦٩ ٣٧٠ ٣٧١ ٣٧٢ ٣٧٣ ٣٧٤ ٣٧٥ ٣٧٦ ٣٧٧ ٣٧٨ ٣٧٩ ٣٨٠ ٣٨١ ٣٨٢ ٣٨٣ ٣٨٤ ٣٨٥ ٣٨٦ ٣٨٧ ٣٨٨ ٣٨٩ ٣٩٠ ٣٩١ ٣٩٢ ٣٩٣ ٣٩٤ ٣٩٥ ٣٩٦ ٣٩٧ ٣٩٨ ٣٩٩ ٤٠٠ ٤٠١ ٤٠٢ ٤٠٣ ٤٠٤ ٤٠٥ ٤٠٦ ٤٠٧ ٤٠٨ ٤٠٩ ٤١٠ ٤١١ ٤١٢ ٤١٣ ٤١٤ ٤١٥ ٤١٦ ٤١٧ ٤١٨ ٤١٩ ٤٢٠ ٤٢١ ٤٢٢ ٤٢٣ ٤٢٤ ٤٢٥ ٤٢٦ ٤٢٧ ٤٢٨ ٤٢٩ ٤٣٠ ٤٣١ ٤٣٢ ٤٣٣ ٤٣٤ ٤٣٥ ٤٣٦ ٤٣٧ ٤٣٨ ٤٣٩ ٤٤٠ ٤٤١ ٤٤٢ ٤٤٣ ٤٤٤ ٤٤٥ ٤٤٦ ٤٤٧ ٤٤٨ ٤٤٩ ٤٥٠ ٤٥١ ٤٥٢ ٤٥٣ ٤٥٤ ٤٥٥ ٤٥٦ ٤٥٧ ٤٥٨ ٤٥٩ ٤٦٠ ٤٦١ ٤٦٢ ٤٦٣ ٤٦٤ ٤٦٥ ٤٦٦ ٤٦٧ ٤٦٨ ٤٦٩ ٤٧٠ ٤٧١ ٤٧٢ ٤٧٣ ٤٧٤ ٤٧٥ ٤٧٦ ٤٧٧ ٤٧٨ ٤٧٩ ٤٨٠ ٤٨١ ٤٨٢ ٤٨٣ ٤٨٤ ٤٨٥ ٤٨٦ ٤٨٧ ٤٨٨ ٤٨٩ ٤٩٠ ٤٩١ ٤٩٢ ٤٩٣ ٤٩٤ ٤٩٥ ٤٩٦ ٤٩٧ ٤٩٨ ٤٩٩ ٥٠٠ ٥٠١ ٥٠٢ ٥٠٣ ٥٠٤ ٥٠٥ ٥٠٦ ٥٠٧ ٥٠٨ ٥٠٩ ٥١٠ ٥١١ ٥١٢ ٥١٣ ٥١٤ ٥١٥ ٥١٦ ٥١٧ ٥١٨ ٥١٩ ٥٢٠ ٥٢١ ٥٢٢ ٥٢٣ ٥٢٤ ٥٢٥ ٥٢٦ ٥٢٧ ٥٢٨ ٥٢٩ ٥٣٠ ٥٣١ ٥٣٢ ٥٣٣ ٥٣٤ ٥٣٥ ٥٣٦ ٥٣٧ ٥٣٨ ٥٣٩ ٥٤٠ ٥٤١ ٥٤٢ ٥٤٣ ٥٤٤ ٥٤٥ ٥٤٦ ٥٤٧ ٥٤٨ ٥٤٩ ٥٥٠ ٥٥١ ٥٥٢ ٥٥٣ ٥٥٤ ٥٥٥ ٥٥٦ ٥٥٧ ٥٥٨ ٥٥٩ ٥٦٠ ٥٦١ ٥٦٢ ٥٦٣ ٥٦٤ ٥٦٥ ٥٦٦ ٥٦٧ ٥٦٨ ٥٦٩ ٥٧٠ ٥٧١ ٥٧٢ ٥٧٣ ٥٧٤ ٥٧٥ ٥٧٦ ٥٧٧ ٥٧٨ ٥٧٩ ٥٨٠ ٥٨١ ٥٨٢ ٥٨٣ ٥٨٤ ٥٨٥ ٥٨٦ ٥٨٧ ٥٨٨ ٥٨٩ ٥٩٠ ٥٩١ ٥٩٢ ٥٩٣ ٥٩٤ ٥٩٥ ٥٩٦ ٥٩٧ ٥٩٨ ٥٩٩ ٦٠٠ ٦٠١ ٦٠٢ ٦٠٣ ٦٠٤ ٦٠٥ ٦٠٦ ٦٠٧ ٦٠٨ ٦٠٩ ٦١٠ ٦١١ ٦١٢ ٦١٣ ٦١٤ ٦١٥ ٦١٦ ٦١٧ ٦١٨ ٦١٩ ٦٢٠ ٦٢١ ٦٢٢ ٦٢٣ ٦٢٤ ٦٢٥ ٦٢٦ ٦٢٧ ٦٢٨ ٦٢٩ ٦٣٠ ٦٣١ ٦٣٢ ٦٣٣ ٦٣٤ ٦٣٥ ٦٣٦ ٦٣٧ ٦٣٨ ٦٣٩ ٦٤٠ ٦٤١ ٦٤٢ ٦٤٣ ٦٤٤ ٦٤٥ ٦٤٦ ٦٤٧ ٦٤٨ ٦٤٩ ٦٥٠ ٦٥١ ٦٥٢ ٦٥٣ ٦٥٤ ٦٥٥ ٦٥٦ ٦٥٧ ٦٥٨ ٦٥٩ ٦٦٠ ٦٦١ ٦٦٢ ٦٦٣ ٦٦٤ ٦٦٥ ٦٦٦ ٦٦٧ ٦٦٨ ٦٦٩ ٦٧٠ ٦٧١ ٦٧٢ ٦٧٣ ٦٧٤ ٦٧٥ ٦٧٦ ٦٧٧ ٦٧٨ ٦٧٩ ٦٨٠ ٦٨١ ٦٨٢ ٦٨٣ ٦٨٤ ٦٨٥ ٦٨٦ ٦٨٧ ٦٨٨ ٦٨٩ ٦٩٠ ٦٩١ ٦٩٢ ٦٩٣ ٦٩٤ ٦٩٥ ٦٩٦ ٦٩٧ ٦٩٨ ٦٩٩ ٧٠٠ ٧٠١ ٧٠٢ ٧٠٣ ٧٠٤ ٧٠٥ ٧٠٦ ٧٠٧ ٧٠٨ ٧٠٩ ٧١٠ ٧١١ ٧١٢ ٧١٣ ٧١٤ ٧١٥ ٧١٦ ٧١٧ ٧١٨ ٧١٩ ٧٢٠ ٧٢١ ٧٢٢ ٧٢٣ ٧٢٤ ٧٢٥ ٧٢٦ ٧٢٧ ٧٢٨ ٧٢٩ ٧٣٠ ٧٣١ ٧٣٢ ٧٣٣ ٧٣٤ ٧٣٥ ٧٣٦ ٧٣٧ ٧٣٨ ٧٣٩ ٧٤٠ ٧٤١ ٧٤٢ ٧٤٣ ٧٤٤ ٧٤٥ ٧٤٦ ٧٤٧ ٧٤٨ ٧٤٩ ٧٥٠ ٧٥١ ٧٥٢ ٧٥٣ ٧٥٤ ٧٥٥ ٧٥٦ ٧٥٧ ٧٥٨ ٧٥٩ ٧٦٠ ٧٦١ ٧٦٢ ٧٦٣ ٧٦٤ ٧٦٥ ٧٦٦ ٧٦٧ ٧٦٨ ٧٦٩ ٧٧٠ ٧٧١ ٧٧٢ ٧٧٣ ٧٧٤ ٧٧٥ ٧٧٦ ٧٧٧ ٧٧٨ ٧٧٩ ٧٨٠ ٧٨١ ٧٨٢ ٧٨٣ ٧٨٤ ٧٨٥ ٧٨٦ ٧٨٧ ٧٨٨ ٧٨٩ ٧٩٠ ٧٩١ ٧٩٢ ٧٩٣ ٧٩٤ ٧٩٥ ٧٩٦ ٧٩٧ ٧٩٨ ٧٩٩ ٨٠٠ ٨٠١ ٨٠٢ ٨٠٣ ٨٠٤ ٨٠٥ ٨٠٦ ٨٠٧ ٨٠٨ ٨٠٩ ٨١٠ ٨١١ ٨١٢ ٨١٣ ٨١٤ ٨١٥ ٨١٦ ٨١٧ ٨١٨ ٨١٩ ٨٢٠ ٨٢١ ٨٢٢ ٨٢٣ ٨٢٤ ٨٢٥ ٨٢٦ ٨٢٧ ٨٢٨ ٨٢٩ ٨٣٠ ٨٣١ ٨٣٢ ٨٣٣ ٨٣٤ ٨٣٥ ٨٣٦ ٨٣٧ ٨٣٨ ٨٣٩ ٨٤٠ ٨٤١ ٨٤٢ ٨٤٣ ٨٤٤ ٨٤٥ ٨٤٦ ٨٤٧ ٨٤٨ ٨٤٩ ٨٥٠ ٨٥١ ٨٥٢ ٨٥٣ ٨٥٤ ٨٥٥ ٨٥٦ ٨٥٧ ٨٥٨ ٨٥٩ ٨٦٠ ٨٦١ ٨٦٢ ٨٦٣ ٨٦٤ ٨٦٥ ٨٦٦ ٨٦٧ ٨٦٨ ٨٦٩ ٨٧٠ ٨٧١ ٨٧٢ ٨٧٣ ٨٧٤ ٨٧٥ ٨٧٦ ٨٧٧ ٨٧٨ ٨٧٩ ٨٨٠ ٨٨١ ٨٨٢ ٨٨٣ ٨٨٤ ٨٨٥ ٨٨٦ ٨٨٧ ٨٨٨ ٨٨٩ ٨٩٠ ٨٩١ ٨٩٢ ٨٩٣ ٨٩٤ ٨٩٥ ٨٩٦ ٨٩٧ ٨٩٨ ٨٩٩ ٩٠٠ ٩٠١ ٩٠٢ ٩٠٣ ٩٠٤ ٩٠٥ ٩٠٦ ٩٠٧ ٩٠٨ ٩٠٩ ٩١٠ ٩١١ ٩١٢ ٩١٣ ٩

صفة جزيرة العرب: (١) ٢٩١

صفتہ الصفوة : ابن المجدزی (۱) ۷۰۱

صفین: داقدی (۱) ۷۷۸

المجلد: ابن بكوال (۱) ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۲۲-۴۳۳

مسألة العلة : ابن الزبير (١٤٢)

صلوات الانبياء على النبي المختار صلى الله عليه وسلم: بنهائي (۱) ۴۹۵

الصلوات الالغية في الكمالات المحمدية: بنهاني (١) ٤٩٥

صلوات الشاہ علی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بہمانی (۱)، ۶۹۵

صواعق المحرقة: ابن حجر (٤) ٤٩١

صورة الاتفاقية: البوذية لمجنى (١٢٩)

ضف

ضرب الدنانیر والدرہم : محمد بن عمر الواقعی (۱) ۴۹۹ھ

44A'D..

ضرب كلیم: علامہ محمد اقبال (۱۳) ۷۴۰ (۴) ۵۹۳
الضوء المانع فی اعیان القرن التاسع: السخاوی (۱) ۵۰۳-۵۰۴

1-965 421

ضمیمہ 1 بہرہ کمان د ۴۹ (۴۹۸)

1

طبقات ابن سعد را: ۵۸-۵۲-۵۱-۵۰-۴۹-۴۸-۴۷-۴۶-۴۵-۴۴-۴۳-۴۲-۴۱-۴۰-۳۹-۳۸-۳۷-۳۶-۳۵-۳۴-۳۳-۳۲-۳۱-۳۰-۲۹-۲۸-۲۷-۲۶-۲۵-۲۴-۲۳-۲۲-۲۱-۲۰-۱۹-۱۸-۱۷-۱۶-۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱

[illegible]

طبقات: ابن سلام را، ۴۶۲، ۴۹۳

طبقات : الراشدی را، ۵۱۴، ۵۵۹، ۵۸۶

طبقات الأطباء : ابن أبي أصيبعة (۴)، ۱۱۳

طبقات الأمم : صاعد الاندلسي (د)، ۹۱۱ (۳)، ۱۱۲

طبقات الحفاظ : ابن حجر عسقلانی (۱، ۵۹، ۶۷)

طبقات الشافعية : ابن قاضي شہبہ را ، ۴۹۷ھ - ۶۴۶ھ - ۶۸۹ھ

طبقات الشعراء: الجعي (١)، ٢٩٤، ٢٨٨، ٨٠٩،

طبقات فحول الشعراء: ١، ٥١٠

طبقات القراء : ذمى را ، ۳۷۹

طبقات اللغويين والنحاة : ابن قاضي ، شعبة م ١٥١ هـ ، ٢٩٠

الطبقات المالكية لمختص تاريخ اليمن : السخاوى (١)، ٥٠٣.

طبقات المخربين : (ا)، ٥١٠

الطریق الی المدینۃ : سید ابوالحسن علی ندوی (د، ۳۲، ۸۱)

طرفۃ الاصحاب : اشرف الرسولی (ا)، ۵۱۵

طوق الحمامه : ابن حزم را، ۴۰۰

ظ

ظفری مختصر البحر جانی، خلیفہ محمد عاقل، مترجم، (۱)، ۶۴

فہر الاسلام: احمد امین (۳)، ۱۴۵، ۱۴۶،

ظهور المحزون: خليفة محمد فائق (مترجم)، (١)، ٧٣

ع

العاقبة : عبدالحق الاشيشي (ا)، ١٤٣٥

عبدالوہاب البیاتی : ڈاکٹر احسان عباس را، ۵۹۵

العبرنی غیر من غبر: ذہبی، ۴۸۹، ۴۳۲، ۴۳۷، ۴۴۴

٤٢٥

عبقریۃ محمد: محمود عقاد (۱۹۴۲)

عبدالنافع : شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

4A-44'52 (1)

الحجائب الغريبه (= الحجائب والفرائب)؛ محمد بن المنذر بن سعيد

القردي، م ٣٠٣ هـ (١)، ٧٤٤

۶۳، ۶۸-۶۹، ۶۸، ۱۷۱

عیون التواریخ: مصنف (۱) ۴۹۰

العیون السنۃ فی اخبار البقیۃ: قاضی عیاض (۱) ۶۳۹

ع

انغایہ فی شرح الھدایۃ: السخاوی (۱) ۵۰۴

غازیان ہند (۴) ۴۶۱، ۴۶۴

غایۃ النبیۃ: مصنف (۱) ۵۰۵

غریب الحدیث: قاسم بن ثابت العوفی، م ۲۰۲ھ (۱) ۶۸۶

غریب الشہاب: قاضی عیاض (۱) ۶۳۹

غریب القرآن: ابن سلام الجعفی، م ۲۳۲ھ (۱) ۵۱۰

الغنیۃ الوسطی: ابو عبد اللہ بن سن مخلوف الراشدی المعروف بابراکان

(۱) ۶۴۳

ف

الفاروق: شبلی نعمانی (۱) ۸۰ (۲) ۴۵۲، ۷۹ (۳) ۶۱۵

فادی: امام الخاوازی (۱) ۶۵۰

فادی مالکیہ (۲) ۴۹۵، ۴۹۷

فتح ازلیقیہ: محمد بن عطاء اللہ (۱) ۴۹۹

فتح الباری: ابن حجر (۱) ۵۲، ۵۴ - ۵۵، ۲۰۴، ۲۹۰، ۴۹۰

(۲) ۳۸۲ (۳) ۵۲۱، ۷۲۸ (۴) ۲۹۱

فتح العجم: محمد بن عطاء اللہ (۱) ۴۹۹

فتح القدر (شرح ہدایہ): امام ابن العمام، م ۸۶۱ھ (۱)

۵۲ (۴) ۲۹۳

فتح القدر (تفسیر): امام شوکانی (۴) ۷۱۱

فتح القرب فی سیرۃ النبی: ابن الشیخ، م ۷۹۳ھ (۱) ۴۸۷

الفتح الکبیر فی ضم الروایات الی جامع الصغیر: نہدلی (۱) ۶۹۳

فتح مصر والا سکندریہ: محمد بن عطاء اللہ (۱) ۴۹۹

عجائب الخواص: مصنف (۳) ۴۸

العجائب والخواص: محمد بن المنذر بن سعید الھروی، م ۳۰۳ھ

(۱) ۶۷۷

العقد الفریح: ابن عبد ربہ (۱) ۶۷۳، ۷۲۸، ۷۳۶، ۷۳۹

عراس المجالس فی قصص الانبیاء: الثعلبی (۱) ۷۹۱

العرب فی صقلیہ: ڈاکٹر احسان عباس (۱) ۵۹۵

(۳) ۱۱۲، ۶۳۶

عظمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم: سرفیل گبز (۴) ۳۲

عقد جوہر فی مولد غیر البشر: جعفر بن حسین بردبجی (۴) ۸۰

ابن عبد ربہ (۴) ۱۱۳

علم التاریخ عبد الملین: فراز مددز نقالی (۱) ۶۴۷

عمدة الادب: مصنف (۳) ۴۸

عمدة التفسیر: ابن کثیر (۱) ۶۴۶

عمدة القاری والناصح: السخاوی (۱) ۵۰۴

علوم الحدیث: ابن الصلاح (۱) ۳۸۸

عن سیرۃ النبی محمد: محمد توفیق حسین (۱) ۶۴۹، ۶۶۰، ۶۶۴

۶۶۷

علی ہاشم البیہ: طر حسین (۱) ۶۴۱

عبد اللہ (۲) ۱۹۲

عبد نبوی کے میدان جنگ: محمد حمید اللہ (۲) ۲۲۸، ۲۲۹

۳۳۵ - ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹ - ۳۴۰

(۴) ۲۸۸، ۳۰۰، ۳۰۴

عبد نبوی میں نظام حکمرانی: ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۴) ۱۳۲، ۱۳۳

عیون الاثر فی فنون الفنا فی الشام والیسر: ابن سید الناس، م ۷۲۴ھ

(۱) ۲۹۹، ۳۴۳، ۳۹۵، ۴۹۸، ۶۰۷، ۶۱۳، ۶۲۸

۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۵، ۷۱۷ - ۷۱۸، ۸۰۷ (۲) ۵۸

الفهرس التمهیدی (۱) ۵۰۴

فهرس الغمارس: عبد الحمى الكتاني (١) ٧٣

الفهرست: ابن النديم م ۲۳۵ هـ (۱) ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴

52.51.3.2-5.1'99-992'993'944

20. 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1041 1042 1043 1044 1045 1046 1047 1048 1049 1050 1

'229 '222 '242 '240 '209 '202 '242

71271. — 1.96.46 9A2AF — 4AF

112 '44 (2) 132 '44 (2) 'A15 - A17

نہرست: البکر محمد بن خیر الاشبلی، م ۵۷۵ھ (۱۴۹۶ء، ۶۱۳،

449, 45A

في ظلال السيرة: محمد لبيب البوصي (١) ٢٨٤

فی مفردات القرآن: ابن الجوزی (۱) ۷۱، ۷۲

في النقد الادبي: شوقي صنيف (١) ٥١٥

ق

لقاموس: فیروز آبادی (۱)، ۴۹۱

ناموس الكتب (۱) ۴۹۷

قانون: یو علی سینا (۴) ۹۰

مدیر ہندوستان کی تہذیب: آر۔ سی۔ دت (۴) ۲۱۲

٢٨-٣٠-٣٢-٣٩-٤١-٤٤-٤٥-٤٨-٤٩-٥٠-٥١-٥٢-٥٣-٥٤-٥٥-٥٦-٥٧-٥٨-٥٩-٦٠-٦١-٦٢-٦٣-٦٤-٦٥-٦٦-٦٧-٦٨-٦٩-٧٠-٧١-٧٢-٧٣-٧٤-٧٥-٧٦-٧٧-٧٨-٧٩-٨٠-٨١-٨٢-٨٣-٨٤-٨٥-٨٦-٨٧-٨٨-٨٩-٩٠-٩١-٩٢-٩٣-٩٤-٩٥-٩٦-٩٧-٩٨-٩٩-١٠٠-١٠١-١٠٢-١٠٣-١٠٤-١٠٥-١٠٦-١٠٧-١٠٨-١٠٩-١١٠-١١١-١١٢-١١٣-١١٤-١١٥-١١٦-١١٧-١١٨-١١٩-١٢٠-١٢١-١٢٢-١٢٣-١٢٤-١٢٥-١٢٦-١٢٧-١٢٨-١٢٩-١٣٠-١٣١-١٣٢-١٣٣-١٣٤-١٣٥-١٣٦-١٣٧-١٣٨-١٣٩-١٤٠-١٤١-١٤٢-١٤٣-١٤٤-١٤٥-١٤٦-١٤٧-١٤٨-١٤٩-١٥٠-١٥١-١٥٢-١٥٣-١٥٤-١٥٥-١٥٦-١٥٧-١٥٨-١٥٩-١٦٠-١٦١-١٦٢-١٦٣-١٦٤-١٦٥-١٦٦-١٦٧-١٦٨-١٦٩-١٧٠-١٧١-١٧٢-١٧٣-١٧٤-١٧٥-١٧٦-١٧٧-١٧٨-١٧٩-١٨٠-١٨١-١٨٢-١٨٣-١٨٤-١٨٥-١٨٦-١٨٧-١٨٨-١٨٩-١٩٠-١٩١-١٩٢-١٩٣-١٩٤-١٩٥-١٩٦-١٩٧-١٩٨-١٩٩-٢٠٠-٢٠١-٢٠٢-٢٠٣-٢٠٤-٢٠٥-٢٠٦-٢٠٧-٢٠٨-٢٠٩-٢١٠-٢١١-٢١٢-٢١٣-٢١٤-٢١٥-٢١٦-٢١٧-٢١٨-٢١٩-٢٢٠-٢٢١-٢٢٢-٢٢٣-٢٢٤-٢٢٥-٢٢٦-٢٢٧-٢٢٨-٢٢٩-٢٣٠-٢٣١-٢٣٢-٢٣٣-٢٣٤-٢٣٥-٢٣٦-٢٣٧-٢٣٨-٢٣٩-٢٤٠-٢٤١-٢٤٢-٢٤٣-٢٤٤-٢٤٥-٢٤٦-٢٤٧-٢٤٨-٢٤٩-٢٥٠-٢٥١-٢٥٢-٢٥٣-٢٥٤-٢٥٥-٢٥٦-٢٥٧-٢٥٨-٢٥٩-٢٦٠-٢٦١-٢٦٢-٢٦٣-٢٦٤-٢٦٥-٢٦٦-٢٦٧-٢٦٨-٢٦٩-٢٧٠-٢٧١-٢٧٢-٢٧٣-٢٧٤-٢٧٥-٢٧٦-٢٧٧-٢٧٨-٢٧٩-٢٨٠-٢٨١-٢٨٢-٢٨٣-٢٨٤-٢٨٥-٢٨٦-٢٨٧-٢٨٨-٢٨٩-٢٩٠-٢٩١-٢٩٢-٢٩٣-٢٩٤-٢٩٥-٢٩٦-٢٩٧-٢٩٨-٢٩٩-٣٠٠-٣٠١-٣٠٢-٣٠٣-٣٠٤-٣٠٥-٣٠٦-٣٠٧-٣٠٨-٣٠٩-٣١٠-٣١١-٣١٢-٣١٣-٣١٤-٣١٥-٣١٦-٣١٧-٣١٨-٣١٩-٣٢٠-٣٢١-٣٢٢-٣٢٣-٣٢٤-٣٢٥-٣٢٦-٣٢٧-٣٢٨-٣٢٩-٣٣٠-٣٣١-٣٣٢-٣٣٣-٣٣٤-٣٣٥-٣٣٦-٣٣٧-٣٣٨-٣٣٩-٣٤٠-٣٤١-٣٤٢-٣٤٣-٣٤٤-٣٤٥-٣٤٦-٣٤٧-٣٤٨-٣٤٩-٣٥٠-٣٥١-٣٥٢-٣٥٣-٣٥٤-٣٥٥-٣٥٦-٣٥٧-٣٥٨-٣٥٩-٣٦٠-٣٦١-٣٦٢-٣٦٣-٣٦٤-٣٦٥-٣٦٦-٣٦٧-٣٦٨-٣٦٩-٣٧٠-٣٧١-٣٧٢-٣٧٣-٣٧٤-٣٧٥-٣٧٦-٣٧٧-٣٧٨-٣٧٩-٣٨٠-٣٨١-٣٨٢-٣٨٣-٣٨٤-٣٨٥-٣٨٦-٣٨٧-٣٨٨-٣٨٩-٣٩٠-٣٩١-٣٩٢-٣٩٣-٣٩٤-٣٩٥-٣٩٦-٣٩٧-٣٩٨-٣٩٩-٤٠٠-٤٠١-٤٠٢-٤٠٣-٤٠٤-٤٠٥-٤٠٦-٤٠٧-٤٠٨-٤٠٩-٤١٠-٤١١-٤١٢-٤١٣-٤١٤-٤١٥-٤١٦-٤١٧-٤١٨-٤١٩-٤٢٠-٤٢١-٤٢٢-٤٢٣-٤٢٤-٤٢٥-٤٢٦-٤٢٧-٤٢٨-٤٢٩-٤٣٠-٤٣١-٤٣٢-٤٣٣-٤٣٤-٤٣٥-٤٣٦-٤٣٧-٤٣٨-٤٣٩-٤٤٠-٤٤١-٤٤٢-٤٤٣-٤٤٤-٤٤٥-٤٤٦-٤٤٧-٤٤٨-٤٤٩-٤٥٠-٤٥١-٤٥٢-٤٥٣-٤٥٤-٤٥٥-٤٥٦-٤٥٧-٤٥٨-٤٥٩-٤٦٠-٤٦١-٤٦٢-٤٦٣-٤٦٤-٤٦٥-٤٦٦-٤٦٧-٤٦٨-٤٦٩-٤٧٠-٤٧١-٤٧٢-٤٧٣-٤٧٤-٤٧٥-٤٧٦-٤٧٧-٤٧٨-٤٧٩-٤٨٠-٤٨١-٤٨٢-٤٨٣-٤٨٤-٤٨٥-٤٨٦-٤٨٧-٤٨٨-٤٨٩-٤٩٠-٤٩١-٤٩٢-٤٩٣-٤٩٤-٤٩٥-٤٩٦-٤٩٧-٤٩٨-٤٩٩-٥٠٠-٥٠١-٥٠٢-٥٠٣-٥٠٤-٥٠٥-٥٠٦-٥٠٧-٥٠٨-٥٠٩-٥١٠-٥١١-٥١٢-٥١٣-٥١٤-٥١٥-٥١٦-٥١٧-٥١٨-٥١٩-٥٢٠-٥٢١-٥٢٢-٥٢٣-٥٢٤-٥٢٥-٥٢٦-٥٢٧-٥٢٨-٥٢٩-٥٣٠-٥٣١-٥٣٢-٥٣٣-٥٣٤-٥٣٥-٥٣٦-٥٣٧-٥٣٨-٥٣٩-٥٤٠-٥٤١-٥٤٢-٥٤٣-٥٤٤-٥٤٥-٥٤٦-٥٤٧-٥٤٨-٥٤٩-٥٥٠-٥٥١-٥٥٢-٥٥٣-٥٥٤-٥٥٥-٥٥٦-٥٥٧-٥٥٨-٥٥٩-٥٦٠-٥٦١-٥٦٢-٥٦٣-٥٦٤-٥٦٥-٥٦٦-٥٦٧-٥٦٨-٥٦٩-٥٧٠-٥٧١-٥٧٢-٥٧٣-٥٧٤-٥٧٥-٥٧٦-٥٧٧-٥٧٨-٥٧٩-٥٨٠-٥٨١-٥٨٢-٥٨٣-٥٨٤-٥٨٥-٥٨٦-٥٨٧-٥٨٨-٥٨٩-٥٩٠-٥٩١-٥٩٢-٥٩٣-٥٩٤-٥٩٥-٥٩٦-٥٩٧-٥٩٨-٥٩٩-٦٠٠-٦٠١-٦٠٢-٦٠٣-٦٠٤-٦٠٥-٦٠٦-٦٠٧-٦٠٨-٦٠٩-٦١٠-٦١١-٦١٢-٦١٣-٦١٤-٦١٥-٦١٦-٦١٧-٦١٨-٦١٩-٦٢٠-٦٢١-٦٢٢-٦٢٣-٦٢٤-٦٢٥-٦٢٦-٦٢٧-٦٢٨-٦٢٩-٦٣٠-٦٣١-٦٣٢-٦٣٣-٦٣٤-٦٣٥-٦٣٦-٦٣٧-٦٣٨-٦٣٩-٦٤٠-٦٤١-٦٤

11011-1010 9994-95 95-9129

—14—144'128'127—14—144'128'127—14—

‘५३-५५’५३’५०’५२’५५-५७’५३

'129 '124 '123 '121

۲۰۵۲۰۳-۲۰۲-۱۹۸-۱۹۸-۱۹۳ '۱۹۰

1956-1961-1962-1963-1964

[illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[illegible][illegible]

نقوش، رسولی نمبر ۵۸۶

القعدة الرأية الكبرى في مجموعة من سعادة الانام في اتباع دين

الاسلام: تبهاني (۱) ۴۹۲، ۴۹۳

قعدة سعادة المعاد في موازنة بابت سعاد: تبهاني (۱) ۴۹۴

قوت القلوب: البوطايب كى (۳) ۱۶۶

القول المبدع في احكام الصلوة عن الجعيب الشيعي: السعادي

(۱) ۵۰۳

القول اتمام في فضل الرمي بالسهم: السعادي (۱) ۵۰۴

القول الحق في مدح سيد المخلوق صلى الله عليه وسلم: تبهاني (۱) ۴۹۵

البيان والفتاوى في الشرايع الجاهلية: ذاكرنا صراطين (۱) ۵۹۶

قيصر قل كى جگى مہین (دیرمن) گرانڈ (۳) ۵۵۸

ک

الكشاف في اسماء الرجال: ذهبي (۱) ۶۶

الكامل: ابن عدي (۴) ۱۲۷

كامل: المبرد (۱) ۷۸۸ (۳) ۵۹۵ (۴) ۱۱۱

الكامل في التاريخ: ابن الاثير (۱) ۱۲، ۴۲۹، ۶۰۷ (۳) ۵۶۱، ۶۲۷

(۴) ۷۷، ۱۱۴، ۵۵۷

الكافي في الفقه على منسب اهل مدينة ابن عبد البر (۱) ۶۱۷

كتاب الادب: محمد بن عمر الواقدي (۱) ۴۹۹

كتاب الادب: محمد بن عمر الواقدي (۱) ۷۷۸

كتاب الاحكام في اصول الاحكام: آدمي م ۴۳۱ هـ (۲) ۳۳۷

كتاب اخبار مكة: محمد بن عمر الواقدي (۱) ۴۹۹-۵۰۷

كتاب اخبار النبي: ابن سعد (۱) ۷۸۳

كتاب الاختلاف: محمد بن عمر الواقدي (۱) ۴۹۹، ۷۷۷

كتاب الازمنة والاكمنة: ازوقي (۲) ۹۲-۹۵، ۱۹۸، ۱۰۷، ۱۱۱

كتاب ازواج النبي صلى الله عليه وسلم: الواقدي (۱) ۴۹۹، ۵۰۷

كتاب الاستذكار: ابن عبد البر (۱) ۶۳۱-۶۳۲

كتاب الاسرائيليات: ذهب بن نمير (۱) ۷۳۷

كتاب اسماء البلدان: يعقوبي (۱) ۵۶۵

۴۵۸، ۴۶۰، ۶۶۶، ۶۶۸-۶۶۹، ۷۷۱-۷۷۲

۶۷۳، ۶۷۴، ۶۸۱، ۶۸۳، ۶۹۲، ۶۹۶، ۷۰۱

۷۰۵، ۷۱۰، ۷۱۲-۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱

۷۲۷، ۷۲۹، ۷۳۸، ۷۴۳، ۷۴۶-۷۴۷ (۴)

۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۳-۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷-۷۸۸

۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲-۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶

۷۹۷-۷۹۸، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳-۸۰۴، ۸۰۵

۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳-۸۱۴

۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱

۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷-۸۲۸

۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲-۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵

۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴-۸۴۵، ۸۴۶

۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲-۸۵۳

۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲

۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶-۸۶۷، ۸۶۸

۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲-۸۷۳، ۸۷۴

۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸-۸۷۹، ۸۸۰

قران السعديين: (۴) ۴۸۳

قرة العينين على منتخب الصحابين: تبهاني (۱) ۶۹۳-

قرة العينين (شرح سرور المحررون از شاه دلي الله

۶۵، ۶۶

قطنطين عظم: جان بي فرقا سكوار (۲) ۹، ۱۵

قصص الانبياء: ابن الجوزي (۱) ۷۰۱

قصص الانبياء: وريب بن نمير (۱) ۷۳۷

قصيدة برود: البوصيري (۲) ۷۶، ۷۷

قصيدة الرأية الصغرى: تبهاني (۱) ۴۹۲، ۴۹۷

نقوش، رسولی مختصر ————— ۵۸۷

کتاب الاسماء فیما سیدنا محمد من الاسماء: نیمانی (۱) ۶۹۴

کتاب الاسماء والصفات: امام بیہقی (۱) ۶۷۳

کتاب الاصنام: ہشام بن محمد بن السائب الکلبی (۱) ۶۲۷، ۵۲۳

(۲) ۸۱ (۲) ۴۹ - ۵۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲

کتاب الاصنام تکمیلہ: احمد زکی پاشا (۲) ۸۷، ۹۷

کتاب الافلام: سخاوی (۴) ۷۱۳

کتاب الاغانی: البراء الفرخ الاصغفانی (۱) ۵۸، ۲۹۹، ۴۰۵ - ۴۰۶

۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴

۴۸۸، ۴۹۰، ۴۹۸، ۸۰۰ - ۸۰۱، ۸۰۳، ۸۰۵

۸۱۱ (۲) ۸۱، ۵۱ - ۵۲، ۱۱۳، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱

(۴) ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵

کتاب الافراد: دارقطنی، م ۲۸۵ھ (۱) ۶۸۳، ۶۸۴

کتاب الاكتفاء: الکلاعی البغسی (۱) ۵۱۴

کتاب الاکلیل: حمدانی (۱) ۴۶۵

کتاب امتاع الاسماع: مقرئہ فی (۴) ۱۳۸

کتاب الاشغال: یونس بن حبیب نحوی، م ۱۸۲ھ (۱) ۴۶۱

کتاب امر الجیش والفضل: محمد بن عمر الوائدی (۱) ۴۹۹

کتاب الاموال: ابو عبیدہ القاسم بن سلام (۱) ۶۵۰، (۲) ۴۳۵، ۴۳۶

۴۳۸، ۵۶۱ - ۵۶۲ (۳) ۴۶۱

کتاب الانتما: القرطبی، م ۴۳۳ھ (۴) ۳۹۲

کتاب الانساب: سماعی (۱) ۸۱۲، ۴۹۱

کتاب الانوار (۲) ۸۹، ۹۲ - ۹۳، ۹۸

کتاب ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف المنظون عن اسمی الکلب

والمنظون: اسماعیل پاشا بغدادی (۱) ۵۸۸

کتاب البر والاثم: ابن سینا (۳) ۱۶۳

کتاب التاريخ: یعقوبی (۱) ۵۶۵

کتاب التاريخ علی السین: هشیم بن عدی، م ۲۰۷ھ (۱) ۶۶۸

کتاب التاريخ والمغازی والمبعث: محمد بن عمر الوائدی (۱) ۴۹۹

کتاب التاريخ الکبیر: محمد بن عمر الوائدی (۱) ۴۹۹

کتاب تاریخ الفقہاء: محمد بن عمر الوائدی (۱) ۴۹۹

کتاب الترغیب فی علم القرآن: محمد بن عمر الوائدی (۱) ۴۹۹، ۷۷

کتاب التعرف لمذهب اہل التصوف، کلاباذی (انگریزی ترجمہ)

از آری (۳) ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۲

کتاب التکمیلہ: ابن بنگوال (۱) ۶۰۹

کتاب التمهید فی الوطامن المعانی والاسانید ابن عبد البر (۱)

۶۲۲، ۶۲۳ - ۶۲۴

کتاب التنبیہ: ابن ہشام (۱) ۴۱۳، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷،

- کتاب طعم النبی: محمد بن عمر الواقدي را، ۵۰۷، ۷۷۹
- کتاب العلم: ابن عبد البر (۱۲۱، ۱۲۲-۱۲۴، ۱۲۷، ۱۲۸-۱۲۹)
- کتاب فلفظ الحديث: محمد بن عمر الواقدي را، ۴۹۹-۷۷۷
- کتاب فتوح الشام: محمد بن عمر الواقدي را، ۴۹۹، ۵۰۰
- کتاب فتوح العراق: محمد بن عمر الواقدي را، ۴۹۹
- کتاب في جزيرة العرب: أبو سعيد السيرافي (۴، ۳۲۲)
- کتاب في قبائل العرب والناسيم: القرطبي م ۴۶۳، ۳۹۲، (۴)
- کتاب القصص: ابن الجوزي را، ۷۰۱
- کتاب غزوات: ابن حبش م ۵۸۴، ۷۷۹
- کتاب الفتن والملاحم: الخليل بن احمد بن ميسرة بن ابي شيخ البصالح (۱، ۶۷۶)
- کتاب الفتن والملاحم: نسيم بن حماد الخزاعي (دم ۲۲۸ هـ)
- کتاب في اخياد الامم اسلف: يميني را، ۵۹۵
- کتاب الکامل: ابن عدی م ۳۹۵ هـ، ۶۸۹
- کتاب الکامل: المبرد را، ۵۴۲
- کتاب المبتداء: ابن اسحق را، ۵۰۸
- کتاب المبتداء: ابو عبد الله وهب بن منبه را، ۴۱۶، ۷۳۷
- کتاب الملباب را، ۵۱۰
- کتاب اللغات: يونس بن جبيب نخعي م ۱۸۲ هـ، ۴۶۱
- کتاب المبعث: هشام بن عمار م ۲۴۵ هـ، ۶۵۹، ۶۷۶
- کتاب المعجز: ابن جبيب را، ۴۰۷، ۴۰۸، ۵۷۹-۷۸۰، ۷۸۱
- کتاب المصنفين را، محمد بن عمر الواقدي را، ۵۰۰
- کتاب المصلحة: ابن بشكوال را، ۶۳۷
- کتاب المناهاتين: ابو لؤلؤ العسکري (۳، ۶۳۷)
- کتاب الضعفاء: محمد بن عبد الله م ۲۴۹ هـ، ۴۶۳
- کتاب الطب: ابو نعیم (۴، ۱۰۴)
- کتاب الطبقات: محمد بن عمر الواقدي را، ۴۹۹
- کتاب الطبقات اکبر: محمد بن عمر الواقدي را، ۵۰۰
- کتاب السنة: ابن ابی عاصم م ۲۸۹ هـ، ۶۸۴
- کتاب السنة والجماعة وزم الهدي ودرک الخوارج في الفتن:
- محمد بن عمر الواقدي را، ۴۹۹، ۷۷۸
- کتاب السیاسة: ابن سينا (۳، ۱۶۳)
- کتاب السيرة: امام نسائي م ۳۰۳ هـ، ۶۷۰
- کتاب السيرة: سعيد بن يحيى المدي را، ۶۰۳، ۶۲۱
- کتاب السيرة: ابو محمد علي بن حزم الاندلسي را، ۶۷۱
- کتاب السيرة: محمد بن عمر الواقدي را، ۴۹۹، ۵۰۷
- کتاب سيرة ابی بکر ووفاته: محمد بن عمر الواقدي را، ۴۹۹
- کتاب الشعر: ارسطوارا، ۵۹۵
- کتاب الشعر والشعراء: ابن قتيبة را، ۷۸۷
- کتاب الشفاء في حقوق المصطفى: قاضي عياض م ۴۴۴ هـ
- کتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: قاضي عياض را، ۶۴۷، ۷۷۶-۷۷۷
- کتاب الشکوا (۴، ۱۱۰)
- کتاب الشمل: امام ترمذی م ۲۷۹ هـ، ۶۴۷-۶۵۰
- کتاب الصحابة (الاستيعاب في معرفة الاصحاب): ابن عبد البر را، ۶۱۹
- کتاب صفين را، محمد بن عمر الواقدي را، ۵۰۰
- کتاب الصلوة: ابن بشكوال را، ۶۳۷
- کتاب الصناعتين: ابو لؤلؤ العسکري (۳، ۶۳۷)
- کتاب الضعفاء: محمد بن عبد الله م ۲۴۹ هـ، ۴۶۳
- کتاب الطب: ابو نعیم (۴، ۱۰۴)
- کتاب الطبقات: محمد بن عمر الواقدي را، ۴۹۹
- کتاب الطبقات اکبر: محمد بن عمر الواقدي را، ۵۰۰

دی لائف آف محمد: سرودیم سید (۱) ۷۹ (۲) ۲۲، ۴۴۹، ۴۷۱

۶۲۷

لائف آف محمد: امیدورنگم (۴) ۴۹۰

لائف آف محمد: دانشگلن اردنگ (۴) ۵۳۱

لائف آف دی ہولی پرنٹ: ٹامس کارلائل (۴) ۱۴۷

لائف آف دی ہولی محمد: فیض (۴) ۴۹۳

الطامات: الجزیدہ انصاری م ۲۱۵ھ (۱) ۴۶۱

العیاب فی تنذیب الانساب: ابن اثیر (۱) ۴۹۰

لسان العرب: ابن منظور (۱) ۴۰۸، ۴۹۱، ۸۰۳ (۲) ۸۹، ۹۹، ۱۰۲

(۴) ۴۴۲-۲-۷۹

لسان المیزان: ابن حجر (۱) ۴۶۱، ۴۹۷، ۴۹۷

لسانی و تہذیبی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق: سید ابوالحسن علی ندوی

(۱) ۴۳۲

لغة المغرب فی مصطلح آثار الحمیب: مرتضیٰ ابن محمد حسین بگلرامی (۱) ۴۷۱

لغات القرآن (رسالہ): سعید بن ادس بن ثابت الجزیدہ انصاری م

۲۱۵ھ (۱) ۴۶۱

لکچرز آن ہیرنز: ٹامس کارلائل (۴) ۵۳۲، ۵۳۴

م

مارگریٹ (۴) ۴۰۷

ماذخر العالم بانحطاط المسلیین: سید ابوالحسن علی ندوی (۱) ۸۳

مارٹس ان ابراہیمشن: باب ٹاور (۲) ۴۲۱

الدامون: شبلی نعمانی (۱) ۸۰

مباحث فی علوم القرآن: ڈاکٹر جمعی صالح (۱) ۲۲۵

مبادی تدبر قرآن: امین حسن اصلاحی (۱) ۳۴۸

مبایعات: امام مسلم (۱) ۴۶۶

مبسوط: سرخسی (۲) ۴۴۵ (۳) ۵۵۶-۵۵۷، ۴۵۶ (۴) ۱۴۷

المبشرات المناسیة: بنہانی (۱) ۴۹۵

المعتفی فی حل الفاظ الشعار: برہان الدین ابراہیم ابن محمد کلبی، م ۸۴۱ھ

(۱) ۴۴۳

مثاب العرب: مصنف (۴) ۴۷۱

مشیر العزم: ابن جزری (۲) ۸۸

مثال نعلہ الشریف: بنہانی، م ۱۳۵ھ (۱) ۴۹۴

مجاز القرآن: ابوعبیدہ معمر بن المنشی، م ۲۰۹ھ (۱) ۴۹۳

المجرو: محمد بن سلطان (۱) ۵۰۵

مجمع البیان: طبری (۴) ۴۴۱

مجمع الزوائد: ابن حجر الشیخی (۱) ۴۷۰ (۳) ۱۹۷

المجموعۃ البنہانیۃ فی الدلائل النبویۃ و اسماء و جاہا: بنہانی (۱) ۴۹۴

محسن انسانیت: نعیم صدیقی (۲) ۴۲۳، ۴۳۹ (۴) ۷۸-۷۹

المحلی: ابن حزم (۱) ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۱۴ (۳) ۴۹۷

مفضل میلاد: ضیاء المصطفیٰ (۳) ۵۲۹

محمد صلی اللہ علیہ وسلم: میر یحییٰ خان و نسف (۴) ۲۴

محمد اور آپ کے جانشین: دانشگلن اردنگ (۴) ۴۹۰

محمد اور ظہور اسلام: مارگولیت (۱) ۷۰۹

محمد اور محمد از م: باسورمچہ (۴) ۴۷۹، ۴۸۹

محمد ایٹ مدینہ (محمد مدینہ میں): منگمری واٹ (۲) ۴۲۷، ۴۲۹ (۴)

۲۸۲، ۲۹۸، ۴۰۱-۴۰۳، ۴۰۵، ۴۱۵، ۴۱۹، ۴۲۲

۴۴۷، ۴۴۷

محمد ایٹ کد (محمد کد میں): منگمری واٹ (۴) ۳۹۴

محمد مدینہ میں: بیس دیل ٹاؤن (۱) ۷۸۰

محمد رسول اللہ: شیخ رضا (۲) ۴۲۲، ۴۳۱، ۴۳۴

محمد کا جیون پرتہ: شاندارام (۴) ۴۸۹

محمد بن الحنفیہ: میک (۱) ۷۵۷، ۷۹۹، ۸۰۳، ۸۰۶-۸۰۸

مراعی قریش والانصار فی القطائع ووضح عمر الدواوین: داندی (۱) ۷۷۸ھ

مردود کی سیاحتی: عبدالمجید دیابادی (۴) ۷۸ھ

مروج الذهب: المسعودی (۱) ۷۹۱ھ، ۸۱۲ھ (۲) ۹۱۵ھ (۳)

۷۹ھ (۴) ۷۹ھ

المزہر: الیصولی (۱) ۸۹۶ھ

المزودجۃ الغرافی الاستثنائیۃ باسماء اللہ المحسنی: بنانی (۱) ۹۹۴ھ

مزیل انخلاء عن الفاظ الشفاء: تقی الدین ابوالعباس احمد بن محمد

اشعنی (۱) ۹۴۳ھ

مسالك والممالك: ابن خوقل (۴) ۱۴۹ھ

مسالك الابصار: ابن فضل اللہ العمري (۱) ۹۱۴ھ (۲) ۲۰۶ھ

المسائل: ابن الصباغ (۱) ۹۷۳ھ

مستدرک: حاکم نیشاپوری (۱) ۴۵۰ھ، ۴۸۲ھ، ۴۹۴ھ (۲) ۵۷۷ھ

۹۱-۹۲، ۱۹۱-۱۹۲، ۳۴۴ھ، ۳۸۴ھ (۲) ۴۸۳ھ

۴۹۴ھ (۴) ۴۹۴ھ

مدرس: حالی (۴) ۸۱، ۹۰۱ھ

المستشرقون: بنییب العقیق (۱) ۹۱۲ھ

المستقنی: الغزال (۲) ۱۳۹-۱۴۱ھ

مسلم الثبوت: محب اللہ بہاری، م ۱۱۱۹ھ (۲) ۳۳۹ھ (۲) ۴۲۱ھ

مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت: سیدنا غفر احسن گیلانی (۱) ۳۱

مسلمانوں میں تفسیر کے رجحانات: گوڈا تیسر (۱) ۸۰۸ھ

مسلم کنڈکٹ آف ٹیٹھ: محمد حمید اللہ (۲) ۲۲۵ھ، ۲۴۲ھ، ۲۶۰ھ-۲۶۲ھ

مسند: البرکبہ البرزازی (۱) ۹۸۴ھ

مسند: البرکبہ السیاسی، م ۲۰۴ھ (۱) ۹۸۴ھ

مسند: البرزازی (۲) ۲۷۱-۲۷۲ھ، ۲۷۳ھ، ۲۷۴ھ (۲) ۹۴ھ

مسند: البرشیدہ (۱) ۴۴۰ھ

مسند: البرہیل الموصلی (۱) ۹۸۴ھ

مختصر: شریف جرجانی، م ۸۱۴ھ (۱) ۹۷ھ

مختصر ابن عاصب: مختصر بیچ الاحادیث، ابن کثیر (۱) ۹۸۱ھ

مختصر شاد الیحدادی: بنانی (۱) ۹۹۵ھ

مختصر تاریخ شہد: ڈبلیو۔ ایچ۔ مولینڈ و لے۔ سی۔ پیرچی (۱) ۲۰

مختصر جامع بیان العلم: ابن عبدالبر (۲) ۱۱۶، ۱۱۹ھ

مختصر الزاہر: زباجی (۱) ۸۸۴ھ

مختصر سیرۃ ابن اسحاق: ابن ہشام (۱) ۸۸۴ھ

مختصر سیرۃ ابن ہشام: عماد الدین احمد بن ابراہیم واسطی، م ۱۱ھ

۸۸۶ھ (۱)

مختصر النین: زبیدی (۱) ۸۸۴ھ

المختصر فی علم التاريخ: کافعی، م ۸۷۹ھ (۱) ۵۷ھ

مختصر الراشدة: فضل بن سلمہ (۱) ۸۸۴ھ

مخزن الادبیہ (۲) ۸۰

مختصر: ابن سیدہ (۲) ۷۸-۷۹، ۹۲، ۹۷، ۹۹ھ

مدارج النبوة: عبدالحق محدث دہلوی، م ۱۰۵۲ھ (۱) ۹۴۲ھ (۲)

۴۵۵ھ (۳) ۴۴۴ھ، ۴۴۵ھ، ۴۴۶ھ، ۴۴۷ھ

مدارک التنزیل: عبداللہ بن احمد بن محمد نسفی (۳) ۹۱۱ھ

مدارۃ النفوس: ابن حزم (۱) ۴۰۰ھ

المدد الفیاض: الشیخ حسن العدوی النحرادی (۱) ۹۴۴ھ

المدونۃ فی فروغ الممالکیہ: ابو عبداللہ عبدالرحمن القاسم (م ۹۱ھ)

(۱) ۴۳۸-۴۳۹ھ

المدنیۃ الفاضلۃ: فارابی (۲) ۱۴۳، ۱۴۴ھ

مذاق العارفين ترجمہ احیاء العلوم: غزالی (۲) ۴۷۸ھ

مراۃ الجنان وعبرة البیتکان: یافعی، م ۷۹۸ھ (۱) ۷۸۹ھ

۹۱۱، ۹۳۲، ۹۴۵ھ

المراسل: البرزازی (۱) ۹۸۳ھ

المعجم في شرح ابن سكرة : قاضي عياض (١١٧٩)

معیر کیاں العرب: کماہ (۱) ۴۹۱-۴۹۲

المجموع الكبير: طبرانی: م. ۳۹۰ (۱) ۶۸۵ (۴) ۵۱۱ ۶۷۲

معبر المطبوعات العربیة: سرکیں (۱) ۲۹۷، ۵۱۵

معبر الموفین : عمر رضا کمالہ (۱) ۴۶۶، ۴۹۰، ۴۹۳، ۴۹۴ -

4-2-44-405412 500 344794 742

مبہم مطبوعات العربیۃ : یوسف ایان سہ کس (۱۵۱۰)۔

المعرب عن الكلام الاممي : انجوا بقى (ال) ٥١٥

معانی: ہدایت: ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق منہدم ۳۵۵ ہجری ۴۱۵

معرفة الصحابة : أبو نعيم الإصبهاني ، ١ ، ٢٨٥

مغازی الرسول : ابن اسحق (۶۲-۶۳)

معركة نديب وسافس : فرير (۲) ، ۱۲

منهزی : ابن عائذ الدمشقی م ۲۳۳ هـ را ، ۶۶۹

مغازی : سعید بن یحییٰ الاموی م ۲۴۹ ھ (۸۶۳-۸۶۴)

مغازی الرسول: موسیٰ بن عقبہ، م ۱۴۱ھ (۱)، ۶۲

مغازی الرسول: محمد بن عمر الواقفی، م ۲۰۷ھ (۱۶۲-۱۶۳)

6 8729-8726 8.8-8.2 8.2 42

'ḥq - ḥq 'ḥq 'ḥq 'ḥq 'ḥq

28. '255' 21 '215' 442' 4.5' 592

41-29*24 (P) A15 A13 A22 A1

6135-13. 6138-135 20-42 43

—152, 154, 156—158, 159—161

148'14-144'148-143'14. 155

119 130 141 152 163 174 185 196 207 218 229 240 251 262 273 284 295 306 317 328 339 350 361 372 383 394 405 416 427 438 449 460 471 482 493 504 515 526 537 548 559 570 581 592 603 614 625 636 647 658 669 680 691 702 713 724 735 746 757 768 779 790 801 812 823 834 845 856 867 878 889 900 911 922 933 944 955 966 977 988 999

$$192 = 191 \cdot 19 + 183 \quad 191 = 183 \cdot 1 + 8 \quad 183 = 8 \cdot 22 + 7$$

442

- مواقف، علم والعقلی، والعالم من رب العالمین :
ڈاکٹر مصطفیٰ صبری، ۶۱
مولد الحسن والحسين : وادی، ۷۷، ۸۱۵
مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ابن الزمکانی، م ۷۷۷
۷۷۷، ۷۷۷
مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ابن الجوزی، ۷۷
مولود طیش : مصنف، ۸۰
مہاجرت، ۳۳۳، ۳۲۰
مہاجرین : بعین الدین ندوی، ۷۷
المیرۃ فی حل مشکل السیرۃ : یوسف بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۹۰۹
۸۱۶، ۸۱۶
میزان الاعتدال فی نقد اسماء الرجال : شمس الدین ذہبی، م
۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷
۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷
میزان التحقیق : آزاد، ۷۷
میزان العمل : الغزالی، ۷۷
میلا داکبر : ۸۰، ۸۰
میلا داکبر : خواجہ حسن نظامی، ۷۷
۷۷
النبی الخاتم : مناظر حسن گیلانی، ۷۷
نتائج الافہام : احمد زکی آفندی، ۷۷
نحو الترمذیۃ الاسلامیۃ المحدثۃ : سید ابوالحسن علی ندوی، ۷۷
نخبۃ الدعوی فی عجائب البر والنجس، ۷۷
نذاء الحیاض فی شرح الشفاء للفاضل عیاض : محمد بن عبدالسلام
البیہقی، ۷۷
النجوم الزاہرہ : ابن تہری بردی، ۷۷، ۷۷
نجوم المستنیر فی معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم والرد علی اعداء
انوان الشیاطین : نہانی، ۷۷
نخبۃ فکر : ابن حجر، ۷۷
نزهتہ الالباء : ۷۷، ۷۷، ۷۷
نزهتہ الخلفاء فی الاخبار الفسار السیوطی، ۷۷
نزهتہ المشتاق : اولیسی، ۷۷
نسیم الریاض فی شرح شفاء للفاضل عیاض : احمد شہاب الدین
خفاجی، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷
۷۷
۷۷
نشأۃ علم التاريخ عند العرب : عبدالعزیز الدردی، ۷۷
۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷
نصب الرایۃ الاحادیث المدنیۃ : زبیری
۷۷، ۷۷
النظم البدیع فی مولد الشیخ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : نہانی
۷۷
نظم البرزخ علی صحیحہ جزم الافان : فاضل عیاض، ۷۷
نظم الحکومت النبویۃ : کتانی، ۷۷
نفع الطیب : مقری، ۷۷، ۷۷، ۷۷
۷۷، ۷۷
نقائص جریر و فرزدق : ابو عبیدہ معمر بن النضی، م ۷۷
۷۷
النقائص (تحقیق : بیون)، ۷۷
نقطۃ العروس فی تواریخ الخلفاء : ابن حزم
۷۷، ۷۷
نکرة الصیوان : الصفدی، ۷۷، ۷۷
التوادر : القالی، ۷۷
نوادرات : اسلم جیرا جوری، ۷۷، ۷۷

النور الاصلی فی اختصار المحلی: ابن حزم را، ۴۰۸
النور المسافر: عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ العیدری
را، ۵۰۴

نہایت الارب: نویسی را، ۴۵۴، ۵۰۱، ۱۱۲
نہایت الاقلام: شہرستانی (۳)، ۱۳۸، ۱۳۹
نہایت غریب الحدیث (۲)، ۱۰۲
نیل الاوطار: محمد بن علی بن محمد شوقانی (۴)، ۳۰
الوفائی بالوفیات: مصنف را، ۵۱۰
الوفائی فی السیاسة: محمد سعید اللہ (۲)، ۱۴۳، ۲۰۹، ۴۴۴، ۴۴۱
(۳)، ۵۵۵، ۵۶۰، ۴۳۴، ۴۵۴، ۱۲۳
وجیز الکلام فی الزیل علی کتاب الزہبی: السخاوی را، ۵۰۳
الورد الشافی فی شغل علی الادعیہ والاذکار البیویہ: نہائی را، ۴۹۴
رسائل الوصول الی شامل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
نہائی را، ۴۹۳ -

وسیلہ التجیدین: عمر الموصلی (۳)، ۴۳۸

الوفاء فی فضائل المصطفیٰ: ابن الجوزی را، ۷۰۱، ۲، ۲۱۴، ۲۱۸
۲۲۱-۲۲۴، ۲۲۴-۲۲۶، ۲۲۶-۲۲۸، ۲۲۸-۲۳۲،
۲۵۳

وفاء الوفا: سہوی را، ۵۰۴، ۲، ۴۳۱-۴۳۲

وفاء الوفا: باخبار دار المصطفیٰ (۳)، ۴۹۴

وفات النبی: داندی را، ۷۸۵

وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: داندی را، ۷۸۵، ۷۸۸، ۷۸۹

وفیات الاحیاء: ابن خلکان را، ۳۹۸، ۴۰۵، ۴۰۶

۴۸۹-۴۹۲، ۴۹۵، ۴۹۸، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۱۲

۴۳۲-۴۳۳، ۴۳۸، ۴۴۵، ۴۴۹، ۴۵۱

۷۸۸، ۷۹۹، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۱۳

۸۱۳، ۸۱۴

۵

ہادی المرید الی طرق الاسانید شجرة المجامع النافع نہائی را، ۴۹۴
ہادی النساء: سید احمد دہلوی (۴)، ۴۱۹
ہسٹری آف دی اسلامک سیکل: دائل (۴)، ۴۴۴
دی ہسٹری آف دی لازا آف فیشنس وکر (۳)، ۴۸۰
ہسٹری آف دی مورش ایمپائر: لین پول (۴)، ۴۴۹
ہسٹری آف دی ورلڈ (۴)، ۴۴۹
ہسٹری لائبرک: الفریڈ ڈی لمراٹن (۴)، ۴۸۵
ہندوستان کی پہلی سیکلای تحریک: مسعود عالم ندوی
را، ۲۲

ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم: منظر حسن گیلانی (۴)، ۱۴۲
ہندوستانی تمدن: ایشوراپورا (۳)، ۱۰۲
ہندوستانی مسلمان ایک تاریخی جائزہ: سید ابوالحسن علی ندوی
را، ۲۲

ہدی الرسول: محمد ابو زید را، ۷۱۷

ہدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین: اسماعیل پاشا

بغدادی را، ۴۹۰، ۴۹۷، ۵۴۴، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۴، ۶۴۴
الحریۃ اللغویہ (طبیۃ الفراء) فی مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:
نہائی را، ۴۹۴

ہوائف الجان و حجاب یاسکی من الکھان: ابوبکر محمد بن جعفر بن

سہل الخراطی م ۳۲۷ھ را، ۴۷۲

ہیر و اینڈ ہیر وڈ و شپ ایزلے پرافٹ: طاس کارلاک

(۴)، ۴۸۹، ۵۳۹

یحودیہ (۴)، ۵۵۵

یوم الجمل: داندی را، ۷۸۸

A

Ancient Monarchies : Rawlinson
(3) 23

The Arab Woman
(4) 113

**The Arabs Conquest of Egypt and
the Last Thirty Years of the
Roman Dominion : Alfred J.
Butler (3) 96,98,118**

B

Babylonian Literature
(3) 149

**Beitrage Far Kritik and Zur
Sprachichlichen
: D. H. Brenth (1) 813**

Bibliotheca Arabo-Hispana
(1) 812

Bibliotheca Geographoram
(1) 806

**Biographien Muhammads Seiner
Gefahiten Und Der Ibn Sad**
(1) 815

Biographien : Fischer
(1) 709

The Blind in India
(3) 476

Book III : Herodotus
(3) 42

C

**The Challenge of Islam : Altaf
Gohar (3) 366, 370**

The Caliphate : T. W. Arnold
(1) 588

Das Classenbuch des Ibn Sad :
Otto Loth (1) 450, 815 - 816

A Concise History of the World:
H. G. Wells (1) 333.

**Conquest of Egypt and the Last
Thirty Years of the Roman
Dominion : Alfred J. Butler**
(3) 96

Cultural Contradictions of Capita-
list : T. W. Bell (3) 371

Chalida : Ragozin (2) 80

Chambers' Encyclopaedia
(2) 77, 80, 83

**The Chronology of Ancient
Nations : C. E. Sachan**
(2) 65

D

Dictionary of the Bible : W. Smith
(2) 77, 78 - 79, 81 - 83

**Development of Metaphysics in
Persia : Allamah Dr. Muhammad
Iqbal (3) 35**

E

Early Muslim Architecture :
(2) 437-38, 447 - 449

**Early Muslim Historiography : N.
A. Faruqi (1) 523-24,587(2)210**

Ecclesiastical History : Moshim
(3) 36

Encyclopaedia Britannica
(2) 96

Encyclopaedia of Islam
(2) 77, 79, 83-84, 86-88 102, 125
(3) 43, 50, 54

Encyclopaedia of Religion and
Ethics (1) 590 (2) 402, 419
(2) 79 (3) 49

English Life and Manners in the
Middle Ages : (4) 107

F

Foreign Vocabulary : Arthur
Jeffery (2) 79

G

The Gentile and the Jew : Dollinger
(3) 33

Geschichte des Qorans :
(1) 450

H

A Handbook of Early Muhamma-
dan Tradition: Wensinch (1) 722

Historians of the Middle East
(1) 587

A History of Historical Writings
(2) 154

History of the Arab: P. K. Hitti
(1) 30-31, (3) 52, 142

History of the Church of Christ:
Milner (3) 37

History of Decline and Fall of
the Roman Empire : Gibbon
(2) 180 (3) 96

The Historians History of the
World (3) 52-53, 97-98

History of the Mongols : Howorth
(1) 15

I

Introduction to Philosophy : W.
Windelband (3) 718

Islam and Introduction of Society
M. Watt (2) 434, 442

J

Jurisprudence : Simond
(3) 620

L

Legacy of Islam : Arnold
(4) 111

De Legendis Quae Dicuntur Pro-
pheticis: Lidzbatskia (1) 791,

The Letter of Prophecy to Mar-
cella : Alice Zimmeru
(3) 137

The Life of Muhammad: A Guil-
lume (1) 408, 472, 488, 587, 713

Life of Muhammad : W. Muir
(2) 56, 61, 66, 70, 72-73, 82, 84,
86, 87, 108, 122, 123, 155, 165,
167, 185, 190-192, 195

M

The Making of the Humanity
Robert Briffault (3) 97, 117,
120

Mohammed at Mecca: Montgo-
mery Walt (1) 73, 76; 77

Mohammed and the Rise of Islam:
D.S. Margoliouth (1) 709(2)
56, 66, 74, 84, 101-102, 104, 153,
155, 203.

Mohammed en de Joden to
Medina : Wensinck (1) 807

Muhammdanische Studien : Gold-
zieher (1) 447, 786

Muslim Historiography:
(1) 503

Q

Organisation of Government
Under the Prophet : N.A. Faruqi
(1) 594

P

Persian Literature :
(1) 490

Preaching of Islam : Arnold
(1) 14, 17

Principles of Psychology : Wil-
liam James (3) 47

Die-Persische Feldzuge Des Kaisers
Heraklius Gerland (3) 640

Political Thought in Medieval
Islam : Rosen Thal (3) 144

Q

Quran (translated by Palmer)
(2) 84

R

Religion of Palestine
(3) 42

The Religion of the Ancient World:
G. Rowlinson (2) 79

Religion of Semites : W. R.
Smith (2) 79, 87-88, 102(3) 48

Roman Society from Nero to
Marcus Aurelivs (3) 38, 40

Rulers of Mecca : Gevalde Gaury
(2) 408, 409

S

A Short History of the World:
G. H. Wells (3) 97

Short History of the Saracens
(4) 113

Short History of Women : Jonn
Lang Don Davis (4) 106

A Shorkhif of Soraccu
(4) 110

Studien Fur Altesten Geschicht-
suberlieferungber Araber

Sachau (1) 813

Studies in Muslim Ethics : Donald-
son (3) 135

Studies on the Civilisation of Islam:

H. A. R. Gibb (1) 588

T

Talmud Tract Samliedzin

(2) 83

U

Unification of Mankind

(3) 373

W

Waqidis' History of Mohammads'
campaigns' Alfred Von Kremer

(1) 813

اشاریہ نقوش

رسولِ منبر

جلد پنجم تا دہم

شمارہ ۱۳۰ (دسمبر ۱۹۸۳ء تا جنوری ۱۹۸۴ء)

مفت الہ نگاران

(اور مقالات کے اہم نکات)

تکمیل رسالت و نبوت ۶۶۱، انبیاء کے معجزات ۶۶۲،
الحجاز قرآن ۶۶۲، آپ کے پیغام کی صداقت پر قرآن کی
شہادت ۶۶۴، اچھائی اور بُرائی کا حسن و قبح ۶۶۷، قرآن
میں علم والوں کی فضیلت اور ان کی گواہی ۶۶۹، حصولِ علم
کی تاکید ۶۷۰، تدبیر نے القرآن کی دعوت ۶۷۲، تخلیق میں
عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں ۶۷۴، تسبیح کا ثناء ایک
فرین ہے ۶۷۷، حضورؐ کی حیاتِ مبارکہ میں سال و احسان
۶۸۱، حیدر اور تسلیمِ علوی کی اہمیت اور افادیت ۶۸۵
آفتاب حسین، شیخ: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
(۹) ۲۹۱-۲۹۵

اصلاح فرد ۲۹۱، ان قوانین کا نفاذ جو معاشرے کو
راہِ راست پر رکھنے میں مدد ہوں ۲۹۱، آپؐ کا اسوۂ حسنہ
۲۹۱، حضورؐ کی کمی زندگی کے اثرات ۲۹۲، حدود و تعزیر
کی ضرورت ۲۹۲، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت و
ضرورت ۲۹۳، اصلاحِ معاشرہ ۲۹۳، پاکستان میں نظامِ
اسلام کے نفاذ کا مطالبہ ۲۹۴، اصلاحِ معاشرہ کس طرح
ممکن ہے ۲۹۵
آل احمد رضوی، سید: ادب قبل از اسلام میں ذکرِ رسول
(۲۶-۵۰)

ہندومت کے دیدوں میں آپؐ کی لُبشت کے اشارے

آزاد، ابوالکلام: حضرت عمرؓ کے آخری لمحات ۶۹۶-۶۹۹
فیروز نے قتل کی دھمکی دی ۶۹۷، حضرت عمرؓ پر فیر دز کا
قائلہ حملہ ۶۹۷، خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ ۶۹۸
آخری وقت میں وصیتیں ۶۹۹
آزاد، ابوالکلام: سیرت اور مطالعہ سیرت ۱۰۹-۱۲۸

حافظ ابن کثیر ۱۰۹، امام ابن تیمیہ کی ایک صحبت درس
۱۰۹، ناسف و تکلیفیں کی محرمی ۱۰۹، ایک نصیحت ۱۱۰، امام مودودی
کا متبہ تجدید و مقامِ فائزیت ۱۱۰، موجود دور کا فتنہ عقائد
اور اس کا علاج ۱۱۱، حیاتِ طیبہ نبوت، علم و سیرت کا اہل
مہر چشمہ ۱۱۲، آثار و سیرت صحابہؓ ۱۱۲، جوامع الکلم - نبویہ
۱۱۳، عدم یقین و بصیرت اور عوارضِ قلب و روح ۱۱۴
دارالشفائے حق و حکمت نبوت ۱۱۵، حقائق و معارف
کتاب و سنت ۱۱۷، تسبیح شفاء کے شک و ریب ۱۱۹، دقائق
داعمال حیات نبوت - حجتہ اللہ البالغہ ۱۲۰، منہلے مرتبہ
سیادت ۱۲۱، جامعیتِ کبریٰ ۱۲۲، خصائص قرآن
کا ایک عظیم الشان پہلو ۱۲۳، فتنانِ حکیم اور سیرت
طیبہ ۱۲۴، قرآنِ حکیم اور حالات و خصائص صحابہؓ کرامؓ
۱۲۴، قرآنی سیرت نبویؐ ۱۲۵، دائرہ حقیقت
محمدیہ ۱۲۶

آفتاب حسین، شیخ: رسولِ اکرمؐ بہ حیثیتِ مظهرِ نعم نبوت
(۴۸۵-۴۹۱)

ہلاکت ۶۶۹، وفد سعد بن بکر ۶۶۹، وفد عبد القیس ۶۷۰، دور آریا
 میں ثابت قدمی ۶۷۰، وفد بنو خنیفہ اور میلہ کذاب کی آمد ۶۷۲،
 وفد بنو ۶۷۳، قیادت: زید ابجیل ۶۷۳، عدی بن حاتم
 ۶۷۳، عدی کا فرار ۶۷۴، بہن کی گرفتاری ۶۷۴، الطاف کریم
 ۶۷۵، عدی بارگاہ رسالت میں ۶۷۵، شان نبوت ۶۷۵،
 پیش گوئی کی صداقت ۶۷۶، فروہ ابن میکہ مرادی کی آمد
 ۶۷۶، فروہ کی خوش بختی ۶۷۶، وفد بنو زبید ۶۷۷، قیادت:
 عمر بن مدیکرب ۶۷۷، وفد کندہ ۶۷۸، قیادت: اشعث ابن
 قیس ۶۷۸، آکل المار کی طرف انتساب کی نفی ۶۷۸، آکل المار
 کی دیر تسبیہ ۶۷۹، وفد ازد ۶۷۹، قیادت: صرد ابن عبد اللہ
 ۶۷۹، غیبی خبر ۶۷۹، اہل جرش آغوش اسلام میں ۶۸۰، بادشاہ
 حیر کا قاصد ۶۸۰، احکام اسلام ۶۸۰، حضرت نماز بن جبل
 کو نصیحت ۶۸۱، شوہر کا بیوی پر حق ۶۸۲، فروہ ابن عمر غزالی
 کا اسلام ۶۸۲، حضرت فروہ کی مظلومانہ شہادت ۶۸۳، وفد
 بنو الحارث ابن کعب ۶۸۳، بنو الحارث کا حضرت خالد ابن
 ولید کے ہاتھ پر اسلام ۶۸۳، حضرت خالد بن ولید کا عربیہ
 ۶۸۳، بارگاہ رسالت کا جواب ۶۸۴، رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی بیانات ۶۸۵، رفاعہ ابن خدیج کی حاضری ۶۸۶،
 وفد ہمدان ۶۸۶، نفط وفد کی تحقیق ۶۸۹، بیعت انصار ۶۹۰،
 انصار کا دسر اوند ۶۹۰، تعلیمات ۶۹۰، وفد عبد القیس ۶۹۱،
 مشکوٰۃ وفد ۶۹۱، بارگاہ رسالت میں ۶۹۲، وفد مزینہ ۶۹۳،
 طعام میں برکت ۶۹۴، دند اسد ۶۹۴، وفد غش ۶۹۵، وفد
 خزاعہ ۶۹۶، دعا کی قبولیت ۶۹۷، وفد مرد ۶۹۷، وفد ثعلبہ
 ۶۹۸، وفد مہارب ۶۹۸، چودھویں کے چاند الیسا پہرہ ۶۹۹،
 وفد کلاب ۷۰۰، وفد عقیل ابن کعب ۷۰۰، وفد جدد ۷۰۰،
 وفد تیشیر ابن کعب ۷۰۱، وفد بنو البکاء ۷۰۱، وفد کثانہ ۷۰۱،

۶۶، جھگڑت گیت میں حضور کے متعلق اشارات ۶۷،
 مہاجرت میں آپ کا تذکرہ ۶۸، گوتم بھد نے آپ
 کے متعلق اشارہ کیا ۶۰، پارسی مذہب کے بانی زرتشت
 کی تعلیمات میں آپ کے بارے میں پیش گوئی ۶۱،
 حضرت آدم میں حضور کے متعلق بشارت ۶۲، حضرت
 ادریس کی پیش گوئی ۶۳، حضرت نوح کی بشارت ۶۵،
 حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی دعائیں آپ کا
 تذکرہ ۶۵، حضرت اسعیاء کی پیش گوئی ۶۷، حضرت
 شعیب کی پیش گوئی ۶۹، حضرت یسعیاہ علیہ السلام
 کی پیش گوئی ۶۹، حضرت موسیٰ کی پیش گوئی ۷۱، حضرت
 سلیمان نے آپ کا تذکرہ کیا ۷۳، حضرت یحییٰ کی پیش گوئی
 ۷۴، حضرت عیسیٰ کی بشارت ۷۶

ابن حکیم غلام مصطفیٰ: رحمت للعالمین کی قائم کردہ چراگاہیں (۹)
 ۱۸۳-۱۸۶، محلی انقیع ۱۸۴، ہلی الریدہ ۱۸۴، چراگاہوں
 کا انتظام ۱۸۴، چراگاہوں کے بارے میں حکم ۱۸۵، چراگاہ،
 ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۸۵، چراگاہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ۱۸۵، چراگاہ اشرف ۱۸۵، چراگاہ ریدہ ۱۸۵، چراگاہ ضرہ
 ۱۸۵، چراگاہ فیدہ ۱۸۵، چراگاہ خمیمہ اور دوسری چراگاہیں ۱۸۵،
 این ہشام المعافری - بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والے وفود -

ترجمہ از محمد عبد الحکیم شرف قادری (۷) ۴۶۰-۴۷۰ وفد
 بنو تميم ۴۶۰، بنو تميم کا خطاب ۴۶۱، حضرت ثابت بن
 قیس کا خطاب ۴۶۱، زبیر کان کے اشارہ ۴۶۲، حضرت
 حسان کا جواب ۴۶۳، زبیر کان کے مزید اشارہ ۴۶۴،
 حضرت حسان کا جواب ۴۶۴، وفد کا مشرف باسلام
 ہونا ۴۶۷، وفد بنو عامر ۴۶۸، اللہ تعالیٰ کی حفاظت
 ۴۶۸، عامر کی حسرت ناک موت ۴۶۹، اربد کی ہولناکی

۱) ابو الیوب انصاریؓ ۴۰۲، خرم بن فاکم ۴۰۳، خرم بن
 اوس ۴۰۴، حبیب بن سیاف ۴۰۵، وکین بن سعید ۴۰۶،
 ذوالجہادین (عبداللہ) ۴۰۷، زناعد ابولبابہ ۴۰۸، ابوزین
 ۴۰۹، زید بن خطاب ۴۱۰، سلمان فارسیؓ ۴۱۱، سعد بن ابی
 وقاص ۴۱۲، سعید بن عامر ۴۱۳، سفینہ ابوعبدالرحمن ۴۱۴،
 سعد بن مالک (ابوسعید الخدری) ۴۱۵، سالم موطیٰ ابی حذافہ
 ۴۱۶، سالم بن عبد اللہ الشعمی ۴۱۷، سالم بن عیمر ۴۱۸، سائب
 بن خلاد ۴۱۹، شقران موطیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ۴۲۰، شداد بن اسید ۴۲۱، صہیب بن سنان بن مالک
 ۴۲۲، صفوان بن بیضاء ۴۲۳، صفیہ بن تیس ۴۲۴، طلحہ
 بن عمرو ۴۲۵، الطفادی الدوسی ۴۲۶، عبداللہ بن مسعود
 ۴۲۷، ابوسریہ ۴۲۸، عبداللہ بن عبد اللہ السد المخرومی ۴۲۹،
 عبداللہ بن حوالة الازدی ۴۳۰، عبداللہ بن ام مکتوم ۴۳۱،
 عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری ۴۳۲، عبداللہ بن انیس
 ۴۳۳، عبداللہ بن الحارث بن جزماء البیدی ۴۳۴، عبداللہ
 بن عمر بن الخطاب ۴۳۵، عبدالرحمن بن قرظ ۴۳۶، عبد الرحمن
 بن جبر بن عمرو ۴۳۷، عتبہ بن غزوہ ۴۳۸، عمار بن یاسر
 ۴۳۹، عثمان بن مظعون ۴۴۰، عامر بن عبید اللہ ابوعبیدہ
 بن الجراح ۴۴۱، عامر ابوالدرداء ۴۴۲، عقیقہ بن عامر الجعفی
 ۴۴۳، عباد بن خالد الغفاری ۴۴۴، عمر بن حوف (المرزوقی)
 ۴۴۵، عمر بن تغلب ۴۴۶، عویم بن ساعدہ الانصاری ۴۴۷،
 عبید موطیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۴۸، عکاشہ بن محسن
 الاسدی ۴۴۹، عبد اللہ بن حبشی الشعمی ۴۵۰، عتبہ بن عبد المطلبی
 ۴۵۱، عتبہ بن النضر السلمی ۴۵۲، عمر بن عبد السلمی ۴۵۳،
 عبادہ بن قرص ۴۵۴، عیاض بن حمار المباشی ۴۵۵، ذنابہ
 بن عبید اللہ انصاری ۴۵۶، فزات بن حیان البعلی ۴۵۷، ابو ذر

غفاری ۴۵۸، فند الشعمی ۴۵۹، فند بایہ
 ۴۶۰، فند سلیم ۴۶۱، فند ابن عامر ۴۶۲، فند شقیف ۴۶۳،
 فند کبر ابن داکل ۴۶۴، فند تغلب ۴۶۵، فند شیبان ۴۶۶،
 فند نجیب ۴۶۷، فند خولان ۴۶۸، فند جعفی ۴۶۹، فند
 صداد ۴۷۰، فند صدق ۴۷۱، فند شحین ۴۷۲، فند سعد ہذیم
 فند بی ۴۷۳، فند بہرہ ۴۷۴، فند عذرہ ۴۷۵، فند لمان
 ۴۷۶، فند حبیبہ ۴۷۷، فند کلب ۴۷۸، فند جرم ۴۷۹، فند عثمان
 ۴۸۰، فند سعد البشیرۃ ۴۸۱، فند عنس ۴۸۲، فند الدارین
 ۴۸۳، فند ربیعہ بن ۴۸۴، فند غادر ۴۸۵، فند خنح ۴۸۶،
 فند بکیدہ ۴۸۷، فند خشم ۴۸۸، فند اشقرین ۴۸۹، فند
 حضرموت ۴۹۰، فند ازہمان ۴۹۱، فند غائق ۴۹۲،
 فند بارتق ۴۹۳، فند دوس ۴۹۴، فند ثمالہ وھلک ۴۹۵،
 فند سلم ۴۹۶، فند بہرہ ۴۹۷، فند نجران ۴۹۸، فند عیثان ۴۹۹

ابوالکلام آزاد دیکھئے آزاد ابوالکلام

ابولیم احمد صہبانی: اصحاب صفہ - ترجمہ از حافظ محمد سعد اللہ (۸)

۴۵۱ - ۵۱ اصحاب صفہ ۵۱۵، اوس بن اوس الشعمی
 ۴۵۹، اسماء بن حارثہ ۴۵۹، الاغر المرزوقی ۴۶۰، بلالؓ
 بن رباح، البرک بن مالک ۴۶۳، ثوبان موطیٰ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ۴۶۸، ثابت بن نضاک ۴۶۵، ثابت بن
 ودیعہ ۴۶۶، ثقیف بن عمرو ۴۶۷، ابوزر غفاریؓ ۴۶۸،
 جبرعد بن خزیلہ ۴۶۹، جمیل بن سرائہ ۴۷۰، جاریہ بن
 جمیل ۴۷۱، خذیفہ بن بیانؓ ۴۷۲، خذیفہ بن اسیدہ ۴۷۳،
 حبیب بن زیدہ ۴۷۴، حارثہ بن نعمان ۴۷۵، حازم بن
 حرہ ۴۷۶، خطلہ بن ابی عامر ۴۷۷، حجاج بن عمرو
 ۴۷۸، حکیم بن عیمر ۴۷۹، حرہ بن ایاس ۴۸۰، جناب
 بن الارث ۴۸۱، غیس بن حذافہ ۴۸۲، خالد بن یزید

اسد اللہ (مترجم) : ابو الحسن علی بن حسین علی السعدی از فاضل

خورشید (۹) ۴۱-۸۲

مقالے کے اہم نکات مقالہ نگار کے اندراج میں کیسے
اسد گیلانی، سید : رسول اکرم کی حکمت سیاست

(۹) ۴۱۱-۶۵۹

اسلامی انقلاب کے لیے اتحاد اور امن کا اہتمام ۶۱۲،

عرب کردار پر اسلام کا اصلاحی غازہ ۶۱۳، معاشرتی

مرتبے کی بجائے قربیت حق، معاشرتی فیصلہ ۶۱۳، غلام

کی آزادی اور مظلوموں کی داد دینی کی تحریک ۶۱۴،

تجربہ سود کی نفی نزاع کا متوازن قابل قبول فیصلہ ۶۱۶،

کلمہ طیبہ اسلامی تحریک کے لیے ایک جامع انقلابی نعرہ ۶۱۶،

محکم سے باہر دور کے علاقوں میں اسلامی تحریک کے اثرات

پہنچانے کی کوشش ۶۱۷، اصولوں کے بارے میں ناقابل

مصاحبت رویتہ ۶۱۸، جدید تقریر کا قیام ۶۲۰، آپ نے

اسلامی تحریک کا منشور پیش فرمایا ۶۲۱، معاشرہ مدینہ اور

ایک نظر ثانی، اسلامی ریاست کے قیام کا سنگ بنیاد (۶۲۳)

مواخاۃ - نظر ثانی، اسلامی برادری کا قیام ۶۲۴، دعوت اسلامی

کے مرکز کی تعمیر ۶۲۵، قرین کی دھکی پرانہ زنی نئے کا علاج

۶۲۶، تجارتی تافلہ کی بجائے سب سے پہلے شکر اور کا فیصلہ

۶۲۷، کفر کے مقابلے میں ڈٹ کر رہنے کا پرعزیمیت راستہ ۶۲۸،

دشمن کی درخواست صلح پر بے حجاب جرات مندانہ پیرائی ۶۲۹،

دشمنوں کو محزون احسان کرنا ۶۳۰، خبر سنانی اور دشمنوں کی صفوں

میں اپنے آدمی بھیجنا ۶۳۱، دشمنوں سے باری باری پیٹنے کی حکمت

۶۳۱، عرب کا افغانوں کے قتل و قوت محفوظ رکھنے کا اہتمام ۶۳۲،

صلح حدیبیہ - وقفہ دعوت و تبلیغ ۶۳۵، صلاحیت اور جوہر

قابل کا اعتراف اور استعمال ۶۳۷، جانسن کے مسئلہ کا پیشگی

حل ۶۳۹، نسلی ملوکیت اور خاندانی بادشاہت کا نثر ۶۴۰،

الاسلمی ۵۰۹، مہربن ایس المنزی ۵۱۰، کنز الدین المحصین

۵۱۰، معصوب بن عمرو ۵۱۰، ابوبکرہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ۵۱۱، معصوب بن عیاد الداری ۵۱۱،

المقداد بن الاسود ۵۱۲، صلح بن اثارہ ابو عبیدہ ۵۱۴، مسود

بن ربیع القاری ۵۱۴، معاذ ابو حلیمہ القاری ۵۱۴،

والد بن الاسقع ۵۱۴، والید بن عبدالمحسن ۵۱۶، ہلال

مولی المیزہ بن شیبہ ۵۱۶، یسار ابو حلیمہ ۵۱۷

انظر، ظہور احمد: فصاحت نبوی (۸) ۳۳۷-۳۹۲، فصاحت

بلاغت اور نبوت ۳۳۷، فصاحت نبوی کے عناصر ترکیبی

۳۳۸، قریشیت ۳۴۲، بنو مسعود اور دیگر قبائل کا ماحول

۳۴۳، قرآن کریم ۳۴۴، فطرت محمدی کا عطیہ ربانی

۳۴۵، فصاحت و بلاغت کا نظریہ نبوی ۳۴۶، منشور فصیح

العرب کی فطرت ۳۵۰، خطابت کا اسلوب نبوی اور اس

کے خصائص ۳۵۷، فصاحت نبوی سلف اور خلف کی نظر

میں ۳۶۲، خطابت نبوی کے اثرات ۳۷۰، کلام اللہ اور

کلام نبوی میں فرق ۳۷۳، انواع کلام نبوی ۳۹۱

احمد رضا (مترجم) : صدر اسلام میں حدیث کی کتاب و تدوین

از محمد عیوب الخطیب (۶) ۲۲۶-۲۳۰

مقالے کے اہم نکات مقالہ نگار کے اندراج میں کیسے

ارشاد القادری : رسالت محمدی کا عقلی ثبوت (۸) ۶۳۷-۶۳۵

رسول کی شناخت کا پہلا عقلی ذریعہ ۶۲۸، زندگی کا پہلا

رُخ ۶۲۸، زندگی کا دوسرا رُخ ۶۳۰، رسول کی شہادت

کا دوسرا عقلی ذریعہ ۶۳۱، زندگی کا تیسرا رُخ ۶۳۲،

ایک شبہ اور اس کا ازالہ ۶۳۲، رسول کی شناخت کا تیسرا

عقلی ذریعہ ۶۳۳، ان امور کی نشاندہی جن کا کسی بھی الہامی

کتاب میں ہونا ضروری ہے ۶۳۳، آپ کے ساتھ

الہامی کتاب - قرآن ۶۳۳

فتوش رسولؐ نمبر ۶۰۶

تلاور اور قوت کا استعمال ۱۸۱، کعب بن اشرف کا قتل اور گریلا
تدابیر ۱۸۲، خطرے کا بد وقت ٹوٹس لینا ۱۸۳، عبادت صبح
کے ذریعے قبائل کو حلیف اور غیر بائبلر بنانا ۱۸۴، چیلنج کو
جرات دے کر اسے قبول کرنا ۱۸۵، دعوت قوت اور سیاسی دباؤ
کا استعمال ۱۸۶، ساتھیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک ۱۸۷،
فتح مکہ پر دشمنوں کے ساتھ آپ کا بلند پایہ اخلاقی سلوک
۱۸۸، انصار کا گلہ اُڑانے کی دھمکی ۱۸۹، مردم شناسی
اور قیادت کے لئے ایک موثر گروہ کی تیاری ۱۹۰،
عصیتوں کو بھڑکانے سے اجتناب ۱۹۱، زندگی کے ہر
پہلو میں سادگی کا خصوصی اہتمام ۱۹۲، عزم مصمم کے حامل
اور متوکل ۱۹۳، عالمگیر دعوت کا منشور انسانیت ۱۹۴،
سیاست عبادت کی مانند ہر آلودگی سے پاک ۱۹۵

اسد گیلانی، سید: ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۸۶-۲۰۶)۔
۳۲۰۔ ہجرت کی تاریخ ۲۰۶، ہجرت کا پس منظر ۲۰۷،
قریش کی دعوت ۲۰۸، ہر شے سے بالاتر ایمان
۲۰۹، ہجرت مدینہ کی دلیل ۲۱۰، ہجرت - تقسیم
اسلامی کی بنیاد ۲۱۱، مکہ کی تربیت گاہ ۲۱۲، قریش کے
خونخاک مقبوعے ۲۱۳، اہل مدینہ کی دعوت ۲۱۴، غزوہ
ہجرت ۲۱۵، انقلابی سیرت سازی کا ذریعہ ۲۱۶، ہجرت
نفاق شکن علاج ۲۱۷، باطل کے مقابل مرجع بندی ۲۱۸،
ہجرت، جماعت قوت کا ذریعہ ۲۱۹، ہجرت اپنے پرائے
کی شناخت کا ذریعہ ۲۲۰، ہجرت جہاد کا دروازہ ۲۲۱،
کی شناخت کا ذریعہ ۲۲۲، ہجرت ۲۲۳، ہجرت
جہاد کا دروازہ، ہجرت، انقلاب اسلامی
کا نقطہ آغاز ۲۲۴، طاغوت سے برابر کی لڑائی ۲۲۵،
ہجرت کی سیاسی کارزینہ ۲۲۶، ہجرت طریق کار میں تبدیلی
کا اعلان ۲۲۷، ہجرت، معیار وفاداری ۲۲۸، احکام
ہجرت ۲۲۹، قرآن کا اشارہ ہجرت ۲۳۰، ہجرت کے

احکام قرآنی ۲۳۱، ارشاد نبویؐ ۲۳۲، رسول اکرمؐ کو ہجرت
کا حکم ۲۳۳، رد واد ہجرت بزبانی حضرت عائشہ صدیقہؓ
۲۳۴، واقعات ہجرت ۲۳۵، کمزور مفہوم مسلمانوں کو
علاقہ امن میں جانے کی ہدایت ۲۳۶، ہجرت کے لئے
مدینہ کا انتخاب ۲۳۷، ہجرت کی تیاری ۲۳۸، اہل مدینہ

کا ایمان ۲۳۹، مسلمان مہاجرین ۲۴۰، ہجرت کا سفر ۲۴۱،
ہجرت کے پوائنٹس ۲۴۲، اثرات ہجرت ۲۴۳، غم مند و اور نور فر
۲۴۴، حضرت عمرؓ کا پہلا تاثر ۲۴۵، خاندان ابوسلمہ کے مصائب
۲۴۶، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور تبلیغی خارہ کا سردار ۲۴۷، مقام
ہجرت ۲۴۸، تاریخی پس منظر ۲۴۹، مدینہ - ہجرت سے پہلے اور
بعد ۲۵۰، مرکز اسلام اور دینی اسلام ۲۵۱، پہلی اسلامی ریاست
کا صدر مقام ۲۵۲، مدینہ محبوبیستی ۲۵۳، فائدہ ہجرت ۲۵۴،
ہجرت کے تبلیغی فائدے ۲۵۵، ہجرت اور حکمت تبلیغ ۲۵۶،
ہجرت کا مافیہ کا باب ۲۵۷، ہجرت کے سیاسی فائدے ۲۵۸،
نتائج ہجرت ۲۵۹، ایمان کا امتحان ۲۶۰، ہجرت خدا
کی بادشاہت کی طرف سفر ۲۶۱، بے دینی کا علاج، اصول
موانع ۲۶۲، معاشی نئے کام ۲۶۳، قانونی نعمت اور
تربیت ۲۶۴، باہر مرکز وفاداری ۲۶۵، جیسے کا حق ۲۶۶،
ہجرت، آباد اور غلبہ ۲۶۷، ہجرت تشکیل اجتماعیت کا ذریعہ
۲۶۸، ہجرت اور اسلامی انقلاب ۲۶۹

اسلامی، شرف الدین: حضورؐ کے جوامع الکلم (۵۳۹-۵۴۸)۔
جوامع الکلم کی نثری تشریح ۵۳۹، تاریخی جائزہ ۵۴۰، جوامع
الکلم کا سب سے بڑا خوان قرآن مجید ہے ۵۴۱، ایجاز اور
اختصار جوامع الکلم کی بنیادی خصوصیت ۵۴۲، جوامع الکلم
کی دوسری خصوصیت جامعیت ہے ۵۴۳، جوامع الکلم کے
چند نمونے ۵۴۴

اسلامی، شیخ الدین: حدیثوں کی جمع و تدوین (۶) ۲۱۵ - ۲۲۵
حدیث کے نقل و روایت میں اہتمام ۲۱۵، حدیث کی زبرد

اشاعت ۲۱۶ عربوں کا قوی حافظہ اور اس کے نتائج ۲۱۶

روایت حدیث میں صحابہ کرام کی احتیاط پسندی ۲۱۸ مہدی

صحابہ میں راویوں پر نقد و جرح ۲۱۹ فن سیرت نگاری ۲۲۱

کتاب حدیث کے مجموعے مرتب کرنے میں احتیاط ۲۲۴

انظر: نغور احمد: ارشادات نبوی (جوامع الکلم) (۸) ۵۹۹ -

۵۶۵ جوامع الکلم سے مراد ۵۹۹ جوامع الکلم کے

بارے میں اقتباسات ۵۵۰ فیضان نبوت کے کچھ جوامع

الکلم ۵۵۲

ت

تاریخ حقیقت: اردو نعت (۱۰) ۱۶۹ - ۱۹۲

فخر الدین نظامی کے نعتیہ اشعار ۱۶۹ سلطان محمد غلی قطب

شاہ ۹۷۳ تا ۱۰۲۰ ۱۰۷ مشنویں میں نعتیہ اشعار

۱۰۷ مولود نامے ۱۰۷ دفات نامے ۱۰۷ معراج نامے

۱۰۷ نور نامہ ۱۰۷ منظوم سیرت ۱۰۷ بارہویں صدی

بھری میں دلی دکنی کے نعتیہ اشعار ۱۰۷ تاجنی محمود بکری

۱۰۷ (۱۱۳۰ھ) ۱۰۷ سید محمد فراقی بیجا پوری (م ۱۱۳۴ھ)

۱۰۷ شیخ محمد ناصر الدین بٹالوی (م ۱۱۵۱ھ) ۱۰۷ مرزا

مہر نغیر سودا (م ۱۱۹۵ھ) ۱۰۷ نور نامے ۱۰۷ معراج نامے

۱۰۷ تیرہویں صدی بھری میں اردو نعت ۱۰۷ کرامت

علی شہیدی (م ۱۲۵۶ھ) ۱۰۷ انیس (م ۱۲۹۱ھ) ۱۰۷

دبیر (م ۱۲۹۲ھ) کے مرثیوں میں نعتیہ عنصر ۱۰۷ کفایت

علی کافی ۱۰۷ غلام امام شہید (م ۱۲۹۶ھ) کی نعت گوئی

۱۰۷ لطف علی خاں لطف بریلوی (م ۱۲۹۸ھ) کی نعت

نگاری ۱۰۷ مفتی غلام سرور لاہوری (م ۱۳۰۷ھ) کی

اردو نعت ۱۰۷ میر اعظم علی خاں شائق حیدر آبادی (م

۱۳۱۵ھ) ۱۸۰ غلام مصطفیٰ الشافعی کی نعت نگاری ۱۸۰

سید احمد علی حیدر سوہی (م ۱۳۱۶ھ) کی نعت ۱۸۰ امروہی

محمد حسین تمنا مراد آبادی (م ۱۳۱۷ھ) کا نعتیہ دیوان ۱۸۰

سید محمد رفیع بیان دزدانی (م ۱۳۱۷ھ) ۱۸۰ مسکنانی

(م ۱۳۱۸ھ) ۱۸۱ محسن کاکردی (م ۱۳۲۲ھ) کی نعت

نگاری ۱۸۱ حالی (م ۱۹۱۴) ۱۸۲ شبلی نعمانی (م ۱۹۱۹)

۱۸۳ نظم طباطبائی (۱۹۳۳) ۱۸۳ ظفر علی خاں (م ۱۹۵۹)

۱۸۳ علامہ اقبال (۱۹۳۸) ۱۸۳ شاد عظیم آبادی (م ۱۳۴۵ھ)

۱۸۴ احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) کی نعت نگاری ۱۸۴

صن رضا خاں بریلوی (۱۳۲۶ھ) ۱۸۴ اس عہد کے اہم

نگار شعراء ۱۸۵ پاکستانی نعت نگار ۱۸۹ ماخذ ۱۹۲

ج

جعفر شاہ پھلواڑی: احادیث میں تمثیلات (۶) ۲۵۵ - ۲۵۶

مقام نبوت کی تمثیل ۲۵۵ خاتم النبیین کا صحیح مقام ۲۵۶

ذکار حق کی تمثیل ۲۵۶ صراط مستقیم ۲۵۶ (الف)

واعظ بے عمل ۲۵۶ (ب) نماز اور مغفرت گناہ ۲۵۶ (ب)

مجمع کو چیزنا ۲۵۶ (ب) جان و مال کا احترام ۲۵۶ (ج)

اتامت حدود اللہ ۲۵۶ (ج) تلاوت قرآن اور رحمت

۲۵۶ (د) حب جاہ و مال ۲۵۶ (د)

جمیل احمد رضوی: سید (مترجم) : علم باب العلم کے الفاظ میں (۹)

۲۲۳ - ۲۲۸ اس میں حضرت علیؑ کے ان کلمات تصار کو

مع ترجمہ جمع کیا گیا ہے جو علم کے بارے میں ہیں یہ کتاب:

"ارشادات حضرت علیؑ کے صفحات ۱۴ تا ۲۵ سے ماخوذ ہیں

علم کے متعلق کلمات کی تعداد ۶۲ ہے۔ نوٹس کے طور پر چند

کو یہاں پر درج کیا جاتا ہے: العلم کفر علم ایک خواندہ ہے

۲۱، العلم حیاۃ، الامان نجات، علم زندگی ہے اور ایمان

نجات ۲۳، العلم قاتل الجھل۔ علم جہالت کو مٹا دیتا ہے

۲۵، العلم لاشیء۔ علم کی انتہا نہیں ۲۵، العلم حاکم

والمال محکوم، علیہ۔ علم حاکم ہے اور مال اس کا محکوم ہے ۷۷

ح

حامد علی سید: موجودہ مشکلات اور سیرت رسولؐ (۹) ۳۸۲ - ۳۹۴

معاشرتی برائیاں ۳۸۳، حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے، ۳۸۴،
اس حاکمیت پر سب انسان اکٹھے ہو گئے ہیں ۳۸۴،
وحدت انسانی کی بنیاد ۳۸۵، انسانی مساوات کا تصور
۳۸۵، انسان کی زندگی کا نصب العین خالق کی اطاعت
ہے ۳۸۶، مرد و عورت اور اس کی اہمیت ۳۸۷،
اسلامی نظام کی انسانیت کے لیے اہمیت ۳۹، معاشرے
میں اخلاقیات کی ضرورت و اہمیت ۲۹۰، آپ نے تعمیر
سیرت کا بزرگ انتظام کیا ۳۱۰، خدا کے ساتھ محبت کی
اہمیت ۳۹۱، عبادات کی ضرورت ۳۹۲، آپ کا
اسوۂ حسنہ سب کے لیے عملی نمونہ ہے ۳۹۴

عجازی، عبد الوہاب: سرورِ عالم، نازک لمحات کی میزان پر

۶۰۸، ۶۲۶

زندگانیِ شب ابی طالب ۶۰۰، طائف کا تبلیغی سفر ۶۰۲،
واقعہ ہجرت ۶۰۳، غزوہ بدر ۶۰۶، غزوہ احزاب
۶۰۹، غزوہ نبی کریم ۶۱۱، حادثہ انکسار ۶۱۲، صلح
حدیسیہ ۶۱۵، صلح کے شرائط ۶۱۷، فتح مکہ ۶۱۹،
غزوہ تبوک ۶۲۲،

حریری، غلام احمد: رسولِ کریم اور تعمیرِ انسانیت، ۲۹۵-۴۰۲،
شرفِ انسانیت ۳۹۵، اسلام اور انسان ۲۹۵، نبوت
کا کارنامہ ۳۹۶، سیرت سازی کے درمیان نمونے ۱۹۷،
خلفائے راشدین کا زہد اور ان کی سادگی ۳۹۸، پہلا
اسلامی معاشرہ ۴۰۰، مسعودی کی سیرت سازی کا اثر
بعد کی نسلیں پر ۴۰۰

حسان بن ثابت: شانِ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت حسان بن ثابت کی نظمیں، ۵۴۳

اس میں مسعودی حسان بن ثابت کے پانچ اشعار مع ترجمہ اور شرح

نالی میں: یہ دیوان حسان کی شرح از عبدالرحمن برتوق
مطبوعہ مصر ۱۹۲۹، صفحہ ۲۹۹ سے ماخوذ ہیں۔

سن، عبادات: حدیث کے فنی ہونے کا ثبوت (۲۴۶-۲۴۷)
ظن کی اصل حقیقت ۲۴۷، ظن کے مراتب و اقسام ۲۴۷، مراتب
یقین ۲۴۹، خبر واحد کا یقینی پہلو ۲۵۱، چند شبہات ۲۵۳،
ایک لاکھ روایات ۲۵۳، روایت! یعنی ۲۵۴

حمید یزدانی، خواجہ: غازی نعت - سرسری جائزہ (۱۰-۱۱۴-۱۱۸)

نعت کے لغوی معنی ۱۱۴، فخر الدین اسد گدگانی کی لغت

۱۱۷، سنائی کی نعتیں ۱۱۸، انوری (دم ۵۸۷ھ) ۱۱۸، خاقانی

(دم ۵۹۵ھ) کے نعتیہ تصانیف ۱۱۹، نظامی (دم ۶۱۴ھ) ۱۵۰،

فرید الدین عطار (دم ۶۲۷ھ) کے نعتیہ اشعار ۱۵۱، قطب الدین

بختیار کاکی (دم ۶۲۳ھ) ۱۵۲، کمال اسماعیل (مستوف ۶۲۵ھ)

کی نعتیں ۱۵۲، جلال الدین رومی (دم ۶۷۲ھ) ۱۵۳، عراقی

(دم ۶۸۸ھ) کے نعتیہ تصانیف ۱۵۴، صابری کیری (دم ۶۹۹ھ)

۱۵۴، سعدی (دم ۶۹۰ھ) ۱۵۴، خواجہ بہام الدین تبریزی

(دم ۷۱۴ھ) ۱۵۵، امیر خسرو (دم ۷۲۵ھ) ۱۵۶، حسن بھڑی

دہلوی (دم ۷۳۸ھ) ۱۵۶، ابو علی قلندر پانی پتی کی نعتیہ غزلیں

۱۵۷، بدایین فخر الدین عرف بدیع چاچ (دم ۷۴۷ھ) کی

نعت ۱۵۷، خواجہ کرمانی (دم ۷۵۰ھ) ۱۵۷، سلمان یادوجی

(دم ۷۷۸ھ) ۱۵۷، حافظ شیرازی ۱۵۸، جامی ۱۵۸، مختتم

کاشانی (دم ۷۹۶ھ) ۱۶۰، عرفی (دم ۷۹۹ھ) ۱۶۱، فیضی (دم ۸۰۰ھ)

کے نعتیہ اسرار ۱۶۱، نظیری (دم ۸۰۲ھ) ۱۶۲، جان محمد دسی

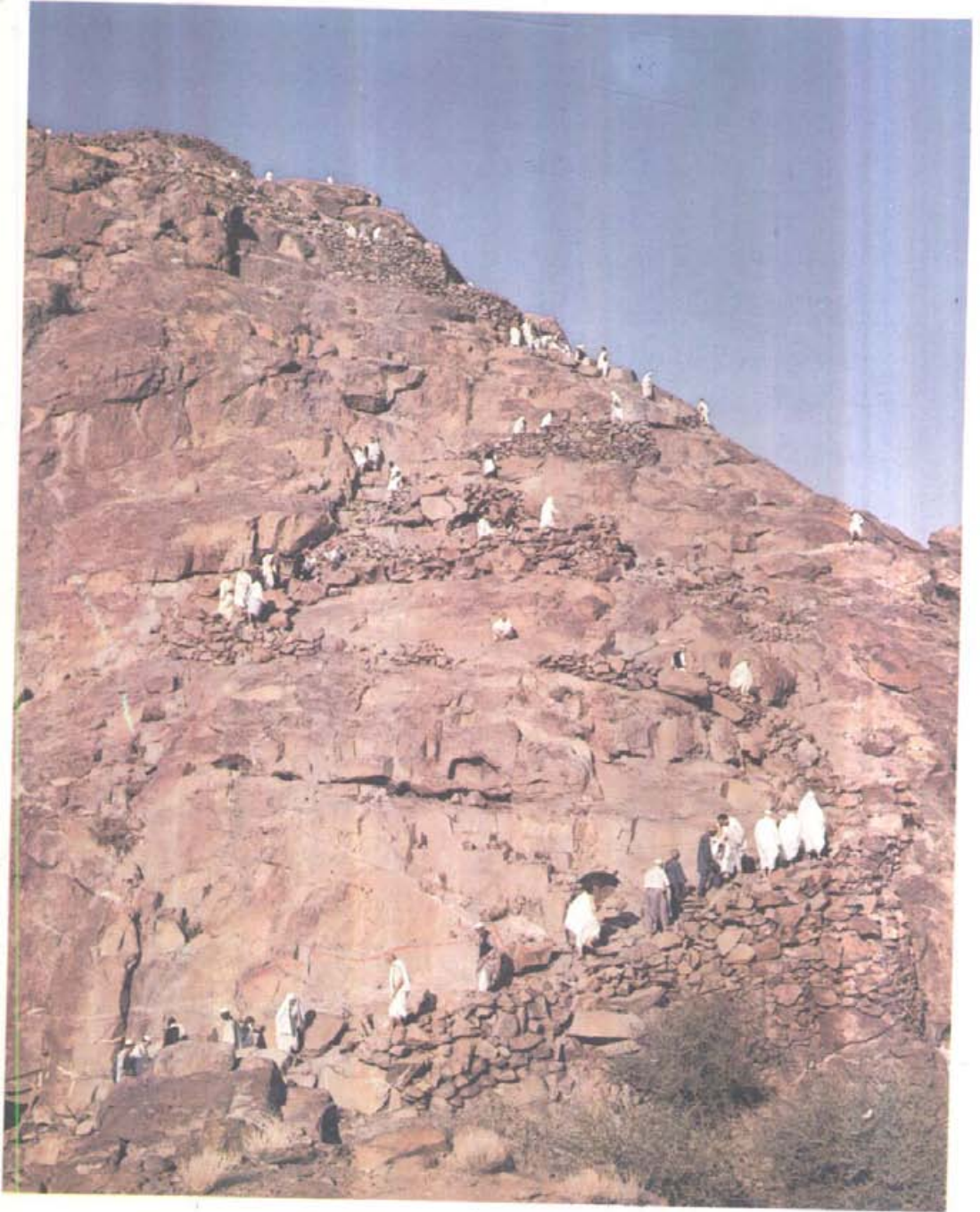
(دم ۸۵۶ھ) ۱۶۲، مصباحیانی پتی ۱۶۲، غنیمت کنہی (دم ۸۱۱ھ)

۱۶۳، میرزا داراب بیگ جوہا ۱۶۳، عبدالقادر بیدل

(۸۱۳ھ) ۱۶۳، میر سید علی شائق اصفہانی (م ۱۱۷۱ھ) ۱۶۳، خواجہ

(دم ۸۰۰ھ) ۱۶۴، قاضی (دم ۸۲۷ھ) ۱۶۴، اسد اللہ خان

غالب دہلوی (دم ۸۶۹ھ) کے نعتیہ اشعار ۱۶۵، گرامی جالندھری



جبل نور

(۱۹۲۴ء) کی نقیصہ ۱۶۵ اقبال (۱۹۳۸ء) ۱۶۶

خ

غازن مجددی، محمد نصر اللہ خاں: رسول اکرم کے کلام کی فصاحت و

بلاغت (۸) ۴۴۱ - ۴۴۹

حکیمانہ ادب پارے ۴۴۱، پر حکمت تمثیلات ۴۴۲

جواہر حکمت ۴۴۵

الغنیب، محمد عیاض: صد اسلام میں حدیث کی کتابت و تدوین - ترجمہ

از احمد خاں (۶) ۲۲۶ - ۲۳۸

حدیث کی کتابت ۲۲۶، حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۵۹ء)

کے پاس محفوظ تحریریں ۲۲۸، عبداللہ بن عمر بن العاص

(م ۴۵۵ء) کا صحیفہ صادقہ ۲۲۸، ابن عباسؓ کی تحریریں

۲۲۹، صحیفہ جابر بن عبداللہ انصاری (م ۵۷۸ء) ۲۲۹

صحیفہ عمام بن منبہ (۴۰ - ۱۳۱ھ) ۲۳۰، حوالہ جات و

حواشی ۲۳۲

خلیق نقوی (مترجم): کتابت احادیث، مہذب نویسی میں از محمد زبیر

صدیقی (۶) ۲۲۹ - ۲۳۵

مقائے کے اہم نکات مقالہ نگار کے اندراج میں دیکھیں

خلیق دہلوی: معجزانہ قوت انقلاب کا داعی (۹) ۲۸۶ - ۲۹۰

عربی بادشاہ ہدایت کا ظہور ۲۸۶، معجزانہ قوت انقلاب

۲۸۷، روحانی انقلاب کی ارتقائی منزلیں آسان نہیں ۲۸۹

انقلاب لانے کی توفیق تدبیر و حکیم کے دست قدرت میں ہے ۲۹۱

خلیل احمد: دنیا کا آخری پیغمبرؐ (۹) ۳۳۲ - ۳۵۲

محمد قرآن میں ۳۳۲، مخلوق خدا کی خدمت ۳۳۲، دشمنوں

کی نظر میں ۳۳۳، آپؐ کی زندگی کا مقصد ۳۳۳، آزادی

۳۳۴، پست اور کم درجہ انسانوں اور قوموں کے ساتھ

اسلام کا سلوک ۳۳۵، اچھوت اسلام سے پہلے ۳۳۵

آنحضرتؐ اور پسماندہ قومیں ۳۳۵، فریبوں کا ہمہ گیر محمدؐ

۳۳۶، انسانیت ۳۳۷، آنحضرتؐ نے انسان کو انسان بنایا ۳۳۷

آنحضرتؐ نے انسان کو بلند مرتبے پر پہنچایا یا ۳۳۸، شرافت

اور عہدوں کی پابندی ۳۳۸، آنحضرتؐ بحیثیت انسان ۳۳۹

اسلامی تمدن ۳۴۰، آنحضرتؐ کی تعلیم اور تمدن ۳۴۱

آنحضرتؐ کی بعثت اور مذہبیت ۳۴۲، عورت

اسلام سے پہلے ۳۴۲، عورتوں پر احسانات ۳۴۳، اسلام

میں عورت کا مرتبہ ۳۴۳، عورت کے لیے تحصیل علم ۳۴۴

عورت کا حق وراثت میں ۳۴۴، بیوہ کا نکاح ۳۴۵

بچوں کے ساتھ آپؐ کا برتاؤ، غلامی ۳۴۶، بحیثیت انسان

صوبہ برابر میں ۳۴۶، حضرت نے غلامی کو رد کیا ہے ۳۴۷

آنحضرتؐ اپنے غلاموں اور غلاموں کے ساتھ ۳۴۸، آنحضرتؐ

کا سلوک ہمسایہ قوموں سے ۳۴۹، خانہ ۳۵۱

نذر شہید احمد گیلانی، سید (مترجم)، معمولات رسولؐ

(۹) ۴۲۳ - ۵۰۷

رسول اکرمؐ کا اپنے اصحاب سے مشورہ ۴۲۳، رسول اکرمؐ

کی مجلس اور اس کے آداب اور متعلقات کا ذکر ۴۲۴

بیٹھنے کا مقام ۴۲۵، اہل مجلس کا خیال رکھنا ۴۲۶، صحابہؓ

کی مجلس میں تربیت ۴۲۶، چھینک مارنے والے کو جواب

دینا اور چھینکنے والا لپکا کے ۴۲۸، رسول اللہؐ کا بازارِ انجمن

اور معاملہ فرمانا ۴۲۹، آپؐ کا معاملہ کرنا ۴۳۰، رسول اللہؐ

کے کہیں جانے اور واپس آنے کے معمولات ۴۳۱، یہ بھی آپؐ

کا معمول تھا کہ جب گھر میں داخل ہوتے، تو جو بھی گھر میں ہوتا

اُسے سلام کرتے ۴۳۲، گھر سے نکلنے وقت تیار کی کا معمول

۴۳۳، اجازت اور سلام و مصافحہ کا ذکر ۴۳۴، دربان

بٹھانے اور اس کا کسی کو روکنے کا ذکر ۴۳۵، سلام اور مصافحہ

۴۳۵، بچوں اور عورتوں کو سلام کرنا ۴۳۵

مشرکوں اور اہل کتاب کا سلام کرنا ۴۳۶، کسی

کلامِ سلام رکورد دینا ۳۶، آپ کا یہ کہنا کہ تم کیسے ہو کیسے
صبح کی؟ اور کچھ ایسی ہی باتیں ۳۷، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شخص کو سلام کا جواب نہ دیتے اور جسے اشارے سے جواب
دیتے ۳۸، مصافحہ کرنا ۳۹، رسول اللہ فرمایا کرتے
پورا سلام تو اچھا لانا ہی ہے ۴۰، اٹھ کر استقبال
اور معاف کرنا ۴۱، رسول اللہ کے ہاتھ پاؤں اور چہرہ
چومنا ۴۲، رسول اللہ کے کھانے کی خصوصیات ۴۳،
آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے لیے دنیوی زندگی
کی چمک دمک کی طرف توجہ کرنا ممنوع تھا ۴۴ کہ آپ کے لئے
کن انکھیرل سے دیکھنا اور اشارہ کرنا ممنوع تھا ۴۵، بعض
وہ باتیں جو امت کے بعض افراد کے لیے مخصوص ہیں ۴۶
رسول کرم کے لیے کچھ اوقات کی خصوصیت ۴۷،
صدقات میں خصوصیات ۴۸، جہاد اور ملل غنیمت
میں آپ کی فضیلت ۴۹، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
نماز، شرائط نماز ۵۰، خاص مقامات کی خصوصیت اور
فضیلت ۵۱، حرم کے مقدس فضائل کا بیان ۵۲، کعبہ
کا فضل و شرف ۵۳، مقام عرفات کی فضیلت ۵۴، منی
اور مسجد خیف کے فضائل ۵۵، مدینہ منورہ کے فضائل ۵۶،
مسجد قبا کی خصوصیت کا ذکر ۵۷، کوہ احد کی فضیلت کا
ذکر ۵۸، یمن کی برکت کی خصوصیت کا ذکر ۵۹، شام کی
فضیلت اور برکت کا ذکر اور بیت المقدس ۶۰، بیت
المقدس اور دیگر شہروں کی فضیلت ۶۱، ساجد کے مجموعی
فضائل ۶۲، مشہور رسالت گاب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصایا
۶۳، حضرت علی ابن ابی طالب کے لئے ۶۴، وفات
کے وقت وصیت ۶۵، مواظظ اور وصایا ۶۶، ایک
اور غلط جہاں میں وجاہ کا ذکر ہے ۶۷، حضرتوں کے لئے ایک
وعظ اور ان سے حدیثات کی وصولی ۶۸، آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے خصائص کبریٰ ۶۹، مہربنوت اور آپ پر بادلوں کے
سایہ کرنے کا ذکر ۷۰، آپ کے چہرہ اندس کی نورانیت کا ذکر
۷۱، اللہ تعالیٰ کے ان آپ کی عزت اور کتاب اللہ میں آپ
کی قدر و منزلت کی خصوصیت کا بیان ۷۲، آپ کے مختلف
اعضاء و شریعت کی خصوصیت ۷۳، آپ کی نیند کی خصوصیت کا
ذکر ۷۴، رسول اللہ کی تمام انبیاء پر فضیلت ۷۵، امت
محمّدیہ کی تمام امتوں پر فضیلت ۷۶، حضور کی حاضر جوابی
۷۷، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تعبیر خواب ۷۸، خواب
کی تعبیر ۷۹

ر

رفیع الدین ہاشمی محمد (مرتب): خطبات رسول

(۸، ۱۱ - ۱۱۲، ابتداء ۱۲، خطبہ کے لغوی معنی ۱۳، آپ کی
خطبات کا انداز ۱۴، آپ کی فصاحت و بلاغت ۱۵، کوہِ صفا
کا خطبہ ۱۶، صفات باری تعالیٰ ۱۸، اسلام کیلئے ۱۹،
صراطِ مستقیم ۲۰، کلام الہی ۲۱، نماز ۲۲، اللہ کا ذکر اور نماز
جموعہ ۲۳، تاکید جموعہ ۲۵، برکات جمعہ ۲۶، اتفاق فی میل ۲۷،
۳۰، اسلام اور ربانیت ۳۱، خطبہ بدر ۳۲، الجماعت ۳۳،
ضابطہ حیات ۳۵، امر بالمعروف و نہی عن المنکر ۳۶، سنت
اور بدعت ۳۷، تصورات ۳۸، خیانت اور طمع ۳۹، خیانت
سے اجتناب ۴۰، دنیا کا فتنہ ۴۱، دنیا اور نیک ۴۲، اللہ سے
عامیت طلب کرنا ۴۳، قرابت داروں کے لئے مدد ۴۴،
ایک مبارک خواب ۴۵، دوزخ سے بچو ۴۶، نیکی اور بدی کے
راتے ۴۷، جہاد کی فضیلت ۴۹، جہاد ۵۰، کبار سے اجتناب
۵۱، خطبہ تبرک ۵۲، بہتر اور بدتر انسان ۵۳، سورج اور
چاند گہن ۵۵، خطبہ نکاح ۵۶، ضابطہ حیات ۵۹، اسلام
اور جاہلیت ۶۱، پانچ برائیاں ۶۲، نفع کم کے موقع پر ۶۳،
جنگ کے اصول ۶۴، یمن اہم باتیں ۶۹، آخری دور کے

نقشے، دنیا کی مہلتِ حقیقت ہے ۱، رسول خدا کی حکمت
 ۲، انصار سے خطاب ۳، نقشہ و مجال ۴، پھر دجال
 کا ذکر ۵، آخرت یقینی ہے ۶، فکر آخرت ۸، آخرت
 کی تیاری ۹، شرعی حدود ۱۰، موت کی یاد ۱۱، جنگ
 موتہ ۱۲، آخری وصیتیں ۱۳، حکمرانوں کی اطاعت ۱۴،
 آخری نصیحتیں ۱۵، موت کی دعوت قبول ۱۶، حوض کوثر ۱۷،
 آخرت ۱۸، موت کا وقت ۱۹، موت کے بعد قبر میں ۲۰،
 عذابِ قبر ۲۱، قبر کی آزمائش ۲۲، حشر میں احتساب ۲۳،
 حشر میں شفاعت رسولؐ ۲۴، شفاعت رسولؐ ۲۵، شفاعت
 رسولؐ ۲۶، حوض کوثر پر ۲۷، کتاب اللہ ۱۱۲

ریاست علی خاندانی محمد: سرورِ عالم نازک ترین لمحات کی میزان پر

(۸) ۵۴۷-۵۹۹: انسان کی آزمائش ۵۴۷، آپؐ
 کی زندگی کا ہر لمحہ تاریخ ساز تھا ۵۴۹، جبراسود کی تنصیب ۵۸۱،
 شعب ابوطالب ۵۸۲، غم کا سال ۵۸۳، حضرت ابوطالب
 اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کی وفات ۵۸۴، سفر طائف
 ۵۸۵، صلح حدیبیہ ۵۸۸، فتح مکہ اور عامِ مغانی ۵۹۵
 ریاضِ جمید: نعت (نوی مفہوم) (۱۰) ۹-۶۳

نعت کا لغوی مفہوم ۹، نعت اور وصف کا فرق ۱۱، نازی
 زبان میں نعت ۱۲، اردو زبان میں نعت ۱۵، اصطلاحی
 مفہوم ۱۶، وصفِ رسولؐ میں نعت کا ادب استعمال
 ۱۷، نعت کا مؤرخ ۱۹، نعت کا فن ۲۰، عشقِ رسولؐ ۲۵،
 حفظ مراتب کا خیال ۲۶، ادب و احترام ۲۸، مضامین
 ۲۹، طرزِ اظہار ۳۰، انتخابِ الفاظ ۳۱، تشبیہ و استعارات
 ۳۲، اندازِ خطاب ۳۳، حقیقت نگاری ۳۴، متفرق لوازمات
 ۳۶، ہفتی تنوع ۳۷، نعت کی قسمیں ۳۸، یہی نعت ۳۹، حقیقی
 نعت ۴۰، نعت کے مختلف انداز اور اسباب ۴۱، توصیفی
 اندازِ نعت ۴۲، عشقیہ اندازِ نعت ۴۳، غزلیہ اندازِ نعت ۴۴،
 مقصدی اندازِ نعت ۴۵، اہلِ مقاصد ۴۶، مہاشی و مفرد موضوعات پر مشتمل نعتیں ان کی تفصیل

۴۷، اہلِ مقاصد ۴۸، اہلِ مقاصد ۴۹، تاریخی اندازِ نعت ۵۰، نعت میں استعارہ
 و استعارہ کا انداز ۵۱، نعت میں صلوٰۃ و سلام کا انداز ۵۲، زمانی
 اعتبار سے نعت کے اسباب ۵۳، قدیم اسلوبِ نعت ۵۴،
 جدید اسلوبِ نعت ۵۵، اردو نعت کے مضامین اور فن پر
 ہندوستانی اثرات ۵۶، نعت کے فن پر ہندی اثرات ۵۷



سابق، علم الدین: مساوات کا علمبردار (۹) ۲۹۶-۳۰۵

حقیقی مساوات اسلام اور عالمی اسلام کی تعلیمات میں ہے ۲۹۶
 مذہبی نقطہ نظر ۲۹۷، تمدنی پہلو ۲۹۸، مہرِ قدیم تمدن میں
 صورت حال ۲۹۹، میزان میں ایجنڈہ والوں کے حالات ۲۹۸،
 کے جدید تمدن میں نظریہ مساوات ۲۹۸، امریکی حالات ۲۹۸
 اسلام کا تصور مساوات ۲۹۹، خطبہِ حجتہ الوداع میں پیغامِ مساوات
 ۳۰۰، غلامی کا خاتمہ ۳۰۱، اسلام میں عہدوں کے متعلق ۳۰۲، آپؐ
 کے معمولات میں مساوات کی مثالیں ۳۰۳

سیدنا حافظ محمد: (مترجم) کاتبانِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم (۷) ۱۳۴-

۱۸۹ حضرت ابان بن سید بن العاصؓ ۱۳۴، سیدنا حضرت ابوالوفاء
 الانصاریؓ ۱۳۵، سیدنا ابوبکر الصدیقؓ ۱۳۶، حضرت ابوسفیان
 حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد اللہؓ ۱۳۷، حضرت ابی بن کعبؓ
 ۱۳۸، حضرت ارقم بن ابی الارقم عبد مناف بن اسد المخزومیؓ ۱۳۹
 حضرت بریدہ بن الحبیبؓ، حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت
 جعفرؓ ۱۴۰، حضرت جہم بن سعدؓ ۱۴۱، حضرت جہیم بن الصلتؓ
 ۱۴۵، حضرت حاطب بن عمرو بن عبد الشمسؓ ۱۴۶، حضرت
 خذیفہ بن ایمان المہمیؓ ۱۴۷، حضرت حصین بن نمیرؓ
 ۱۴۸، حضرت سفیانیؓ ۱۴۹، حضرت حویطب
 بن عبد العزیؓ ۱۵۰، حضرت خالد بن سید بن العاصؓ ۱۵۱
 بنو سید کا وفات رسول اللہ کے بعد عہدوں اور وظیفوں
 کو چھوڑ دینا ۱۵۲، حضرت خالد بن ولیدؓ ۱۵۳،
 حضرت زبیرؓ ۱۵۴، حضرت زید بن ثابتؓ ۱۵۵



فہرست اسماء مبارکہ ۱۲۲، شہدائے قرۃ ۵، ۱۲۲، بیچ
بن صالح ۱۲۲، عبید بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف
بن قصی ۱۲۲، عیمر بن ابی وقاص (ناک) بن اُرب بن عبد
مناف ۱۲۲، حاکم بن بکیر بن عبد اللیل، عیمر بن عبد عزیز
نعتہ ۱۲۲، حوث یا حوذ بن حضرۃ ۱۲۲، حارث (یا
حارثہ بن سراقہ بن حارث) ۱۲۲، زید بن حارث یا حارث
بن فیس بن مالک ۱۲۳، رافع بن معیط بن لؤذان ۱۲۳، عیمر
بن حمام بن مرجم بن زید بن حرام ۱۲۳، عمار بن زیاد بن سکن بن
رافع ۱۲۳، سعد بن خثیمہ الانصاری الاولیٰ ۱۲۳، بشر بن
عبد الغزیز بن زبیر بن زید ۱۲۳

مہاجر بن ۱۲۳، سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ۱۲۴، حفصہؓ کا مختصر نسب نامہ ۱۲۵، ابو بکر صدیقؓ
۱۲۶، امیر المؤمنین عمر فاروقؓ ۱۲۸، ولادت ۱۲۸، قوی حد
۱۲۸، حکیمہ ۱۲۸، اسلام ۱۲۸، ہجرت مدینہ ۱۲۹، فضائل ۱۲۹
خلافت ۱۳۱، ان صحابہ کے نام جنہوں نے فاروقؓ اعظم سے
روایت حدیث کی ۱۳۵، ان تابعین کے نام جنہوں نے فاروقؓ اعظم
سے روایت حدیث کی ۱۳۶، اولیات عمرؓ ۱۳۶، حکومت پر عام
رائے ۱۳۷، اسم عمرؓ کی اہمیت میں قبولیت اور نفاذ ۱۳۷
مشاعر و ذات ۱۳۷، امیر المؤمنین عثمان ذوالنورینؓ ۱۳۷
امیر المؤمنین علیؓ ۱۳۸، حکیمہ مبارک ۱۳۹، ارقم بن ابی اللہ ارقم
۱۴۰، ایمن بن بکرؓ ۱۴۰، بلال حبشیؓ ۱۴۱، عاتب بن ابی
مظنہؓ ۱۴۱، امیر المؤمنین حمزہ بن عبد المطلبؓ ۱۴۱
حنیس بن حذافہؓ ۱۴۲، ربیع بن اکثم بن بقرۃ الاسدی
۱۴۲، ناسر بن حرام الاشجیؓ ۱۴۲، زبیر بن العوامؓ
۱۴۲، زید بن خطاب القرشی البدویؓ ۱۴۳، زیاد بن کعبہ
بن عمروؓ ۱۴۳، سالم بن معقلؓ ۱۴۳، سائب بن مظعون
القرشی الحمیریؓ ۱۴۳، سائب بن عثمان بن مظعون القرشی
الحمیریؓ ۱۴۳، سائب بن مالک الاسدیؓ ۱۴۳، سعد بن ابی

اسجیلؓ ۱۵۸، معیین سعید بن العاصؓ ۱۶۰، بشر حبیل بن حسنہؓ ۱۶۱
طلحہ بن عبید اللہ بن عثمانؓ ۱۶۱، عمار بن نفیرہؓ ۱۶۳، العباسؓ
۱۶۵، عبد اللہ بن الارقمؓ ۱۶۵، عبد اللہ بن ابی بکر الصدیقؓ
۱۶۷، عبد اللہ بن خطل یا عبد العزی بن خطل (قتل مرتد) ۱۶۷
۱۶۸، عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہؓ ۱۶۹، عبد اللہ بن زید بن
عبد ربیعؓ ۱۷۰، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرحؓ ۱۷۰، عبد اللہ
بن عبد اللہ بن ابی بن سلولؓ ۱۷۱، عثمان بن عفانؓ ۱۷۷
عقبہؓ ۱۷۸، عطلہ بن الحضرؓ ۱۷۸، عطلہ بن عقبہؓ ۱۷۹
علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلبؓ، الهاشمیؓ، عربیؓ، الخطابؓ
سحر بن العاص القرشی السہمیؓ ۱۸۲، محمد بن مسلمہ بن سلمہؓ ۱۸۳
معاذ بن جبلؓ، انحر جیؓ ۱۸۴، معاذ بن ابی سفیانؓ، معیق
بن ابی فاطمہ الدوسیؓ ۱۸۷، الخیرہ بن شعبہؓ بن ابی عامر الثقفیؓ
نصرانی من انصار ۱۸۸، یزید بن ابی سفیان الامویؓ ۱۸۹

سعد اللہ محمد (مترجم) : اصحاب صفہ از ابو نعیم احمد اصبہانی (۸)
۲۵۱-۵۱۷ اہم نکات مقالہ نگار کے اندراج میں دیکھیں
سلیس سلطنت : حفصہؓ کی دعائیں (۹) ۵۰۸-۵۲۰

دعا اور اُس کے آداب ۵۰۸، قبولیت دعا کے شرائط
۵۰۹، دعا کے یا طنی اور ظاہری آداب ۵۰۹، ادفات
دعا ۵۱۱، دعا کے مقامات ۵۱۱، مستجاب الدعوات ۵۱۲
فلسفہ دعا ۵۱۲، دعائیں ۵۱۵

سلیمان منصور پوریؒ، محمدؐ، اصحابؓ (۸) ۱۱۳-۲۰۸
مقام بدر ۱۱۳، مجلس شوریٰ ۱۱۵، میدان جنگ ۱۱۶، بنی مصلیٰ اللہ
علیہ وسلم کا عیش ۱۱۶، ملاحظہ میدان جنگ ۱۱۶، جنگ کے لیے
صف بندی ۱۱۶، حریش اور دعا ۱۱۷، قتل اور ابو جہل
بعثہ اللہ ۱۱۸، جذبات جاں نثاری و جوش صداقت
دین ۱۱۸، قیدیوں سے حسن سلوک ۱۱۹، مشرکین
کی مردہ لاشوں سے سلوک ۱۱۹، اسیرانِ بدر اور فدیہ ۱۲۰
فدیر اور غنیمت کے لیے غنیمت سے منکر ہونا ۱۲۱، فضول سے اجتناب ۱۲۱،

مکہ مکرمہ کی اہمیت اور فضول سے اجتناب ۱۲۱، فضول سے اجتناب ۱۲۱،

ربيع بن ايكس ١٤٢ رفاع بن حارث بن رفاع بن رفاع ١٤٣
 رفاع بن رافع ١٤٤ ابولبابه رفاع بن عبد المنذر الانصاري
 ١٤٥ رفاع بن عمرو بن زيد الخزرجي ١٤٦ زيد بن سلم بن
 بن عدى الجعاني ١٤٧ زيد بن وثنه الانصاري البياضي رفاع
 ١٤٨ زيد بن سلم الانصاري ١٤٩ زيد بن عاصم المازني
 الانصاري ١٥٠ زيد بن المزني الانصاري البياضي ١٥١
 زيد بن دليع الانصاري ١٥٢ زياد بن لبيد بن ثعلبة انصاري
 البياضي ١٥٣ سالم بن عمير الانصاري ١٥٤ سبيع بن قيس
 بن عيث الانصاري الخزرجي ١٥٥ سراقه بن عمرو بن طيبة الانصاري
 ١٥٦ سفيان بن بشر بن حارث المانصاري الخزرجي ١٥٧
 سراقه بن كعب الانصاري ١٥٨ سعد بن خولي الانصاري
 رضي الله عنه سعد بن خثيمه الانصاري
 الادوي ١٥٩ سعد بن ربيع الانصاري الخزرجي ١٦٠ سعد
 بن زيد رتي الانصاري ١٦١ سعد بن سهل الانصاري
 ١٦٢ سعد بن عبيد الانصاري الادوي ١٦٣ سعد بن قتيبة
 بن غزوان رفاع ١٦٤ سعد بن عثمان بن خلد الانصاري الزبدي
 ١٦٥ سعد بن معاذ الانصاري سيد الاكوش ١٦٦ سعيد بن سبل
 الانصاري الاشجلى رفاع ١٦٧ سفيان بن بشير ١٦٨ سلمه بن
 سلم الانصاري الحارثي رفاع ١٦٩ سلمه بن ثابت بن قحس الانصاري
 الاشجلى ١٧٠ سلمه بن حاطب انصاري ١٧١ سلمه بن سلامت
 بن قحس ١٧٢ سليمان بن قيس الانصاري ١٧٣ سليم بن حارث
 الانصاري ١٧٤ سليمان بن قيس بن نمدا الانصاري رفاع ١٧٥ سليم
 بن عمرو الانصاري اسلمي رفاع ١٧٦ سليمان بن عثمان الانصاري ١٧٧
 سماك بن خرشة الانصاري ١٧٨ سماك بن سعد الانصاري رفاع ١٧٩
 سان بن ابى سان رفاع ١٨٠ سان بن صبيح رفاع ١٨١ اسلم بن جعيت
 الانصاري الادوي رفاع ١٨٢ سهل بن قتيك الانصاري ١٨٣ سهل
 بن قيس الانصاري اسلمي رفاع ١٨٤ سهل بن عمرو بن ابى عمرو القاعد
 ١٨٥ سهل بن رافع الانصاري رفاع ١٨٦ سواد بن غزويه الانصاري

اسلمی ۱۸۰، ضحاک بن حارث الانصاری اسلمی ۱۸۰، ضحاک بن عبد
عمر والانصاری ۱۸۰، حمزة بن عمرو الانصاری
۱۸۰، طیل بن مالک الانصاری اسلمی ۱۸۰، عاصم
بن بکر الانصاری ۱۸۱، عاصم بن ثابت الانصاری الادبی ۱۸۱
عاصم بن قیس بن ثابت ۱۸۱، عامر بن امیرغ ۱۸۱، عامر بن ثابت
انصاری ۱۸۱، عامر بن سلمه بن عامر ابوی ۱۸۲، عامر بن عبد
عمر الانصاری ۱۸۲، عامر بن مخلد بن الحارث الانصاری ۱۸۲
حاتم بن ماض انصاری ۱۸۲، عبداللہ بن ثعلبہ البلیوی الانصاری
۱۸۲، عبداللہ بن جریز النعمان انصاری ۱۸۲، عبداللہ بن یحییٰ
۱۸۲، عبداللہ بن الجحر السجسی ۱۸۲، عبداللہ بن ریح بن تیس انصاری
الخرجی ۱۸۲، عبداللہ بن رواحه الانصاری الخرجی ۱۸۳، عبید اللہ
بن زید بن ثعلبہ بن عبد اللہ الانصاری الحارثی ۱۸۴، عبداللہ بن
سعد بن فضیل الانصاری الادبی ۱۸۴، عبداللہ بن سلطه العبدا فی
البلیوی الانصاری ۱۸۴، عبداللہ بن سهل الانصاری ۱۸۴،
عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک البلیوی الانصاری ۱۸۵، عبید
بن عامر البلیوی الانصاری ۱۸۵، عبداللہ بن عبد مناف الانصاری
۱۸۵، عبداللہ بن عیسی الانصاری ۱۸۵، عبداللہ بن عیسی
الانصاری ۱۸۵، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول الانصاری
الخرجی ۱۸۵، عبداللہ بن فرقة الانصاری ۱۸۶، یونس
بن عمرو بن حرام انصاری ۱۸۶، عبداللہ بن سعید بن عدی
انصاری الخرجی ۱۸۶، عبداللہ بن تیس الانصاری ۱۸۷
عبداللہ بن کعب انصاری المازنی ۱۸۷، عبداللہ بن نعالی
بن ہذام الانصاری ۱۸۷، عبدالرحمن بن جبر الانصاری ۱۸۷
عبدالرحمن بن عبداللہ البلیوی انصاری ۱۸۷، عبدالرحمن بن
کعب المازنی انصاری ۱۸۷، عبداللہ بن حق الانصاری
السادی ۱۸۸، عباد بن بشر بن وقش الانصاری الشملی ۱۸۸
عباد بن المشخاش بن عمر انصاری ۱۸۸، عباد بن عبید بن
استمان ۱۸۹، عباد بن قیس ۱۸۹، عباد بن قیس الانصاری
پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بن عمر الانصاریؒ ۱۹۵، ماکہ بن بشیر الانصاری الزرقیؒ
 قتادہ بن نعمان بن زید الانصاری المظفریؒ ۱۹۵، قطیب بن عامر
 بن حدیدہ الانصاری الخزرجیؒ ۱۹۶، قیس بن اسکن الانصاری
 الخزرجیؒ ۱۹۶، قیس بن عمرو بن سہل الانصاری المدنیؒ ۱۹۶،
 قیس بن حصن بن خالد بن علفہ الانصاری الزرقیؒ ۱۹۶، قیس
 بن علفہ الانصاری المازنیؒ ۱۹۶، قیس بن ابی صعصعہ الانصاری
 المازنیؒ ۱۹۶، کعب بن حجاز الانصاریؒ ۱۹۶، کعب بن
 زید الانصاریؒ ۱۹۶، کعب بن عمرو بن عباد الانصاری سلمیؒ
 ۱۹۷، ماکہ بن سحان ۱۹۷، ماکہ بن دشتم الانصاریؒ ۱۹۷،
 ماکہ بن رافع بن ماکہ الانصاری ۱۹۸، ماکہ بن ربیعہ الانصاری
 السامعیؒ ۱۹۸، ماکہ بن قدامہ الانصاری الاسدیؒ ۱۹۸،
 ماکہ بن مسعود بن البلدان الانصاری السامعیؒ ۱۹۸، ماکہ
 بن نسیم بن الانصاریؒ ۱۹۸، بشر بن عبد اللہ الانصاریؒ ۱۹۸،
 الجند بن زیاد البلیوی الانصاری ۱۹۸، عرو بن عامر بن ماکہ
 الانصاری ۱۹۹، محمد بن سلمہ الانصاری الحارثی ۱۹۹، مراد بن
 ربیعہ الخمری الانصاریؒ ۱۹۹، مسعود بن ادس بن زید الانصاریؒ
 ۱۹۹، مسعود بن خلہ بن عامر بن ندیق الانصاری الزرقیؒ
 ۱۹۹، مسعود بن ریح القاریؒ ۲۰۰، مسعود بن سعدؒ ۲۰۰، مسعود بن
 عبد سود الانصاری ۲۰۰، امام المسلم معاذ بن جبل الانصاری
 الخزرجیؒ ۲۰۰، معاذ بن طعفاء الانصاری ۲۰۱، معاذ بن عمرو بن
 الجحرج الانصاری سلمیؒ ۲۰۲، معاذ بن اعصم الانصاری الزرقیؒ
 ۲۰۲، معبد بن حبادہ الانصاری سلمیؒ ۲۰۲، معبد بن قیس
 بن صخر الانصاریؒ ۲۰۲، معبد بن دھب الجعفی بن عبد القیسؒ ۲۰۲،
 مقتب بن بشیر بن طیل الانصاریؒ ۲۰۲، مقتب بن عبد البلیوی الانصاریؒ
 ۲۰۲، معتل بن منشد بن سرح الانصاری ۲۰۲، معمر بن عارث
 البصری الجعفی ۲۰۳، معن بن عدی بن جلد بن عجلان بن عقیقہ
 البلیوی الانصاریؒ ۲۰۳، معن بن یزید بن انص بن حباب

۱۸۹، عبادہ بن الصامت الانصاری السامیؒ ۱۸۹، عبادہ
 بن قیس الانصاریؒ ۱۸۹، عبید بن ابو عبیدہ الانصاریؒ ۱۸۹،
 عبید بن ادس الانصاری المظفریؒ ۱۸۹، عبید بن تھان
 الانصاریؒ ۱۹۰، عبید بن زید الانصاری الزرقیؒ ۱۹۰، عبس بن عامر
 الانصاریؒ ۱۹۰، عقبہ بن ربیعہ الہمرانی الانصاری ۱۹۰، عقبہ
 بن عبد اللہ بن صخر بن غسان الانصاریؒ ۱۹۰، عقبہ بن غزوان
 بن جابر المازنیؒ عتبان بن ماکہ الانصاری سلمیؒ ۱۹۰،
 عدی بن الزغباء الجعفی الانصاری ۱۹۰، عصمت الانصاریؒ
 ۱۹۱، عصمت بن الحصین الانصاریؒ ۱۹۱، عصیمۃ الاسدیؒ
 ۱۹۱، عصیمۃ الاصبیؒ ۱۹۱، علی بن لویسہؒ ۱۹۱، عقبہ بن
 عامر الانصاری الخزرجی سلمیؒ ۱۹۱، عقبہ بن ربیعہ الانصاریؒ
 ۱۹۱، عقبہ بن عثمان بن خلہ بن ماکہ بن عامر بن زرق الانصاریؒ
 ۱۹۱، عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ البوسعد الانصاریؒ ۱۹۲، عقبہ
 بن دھب بن کلثمہ الغطفانیؒ ۱۹۲، علی بن عدی بن عمرو
 الانصاری البیاضیؒ ۱۹۲، عمرو بن ایاس بن زید الجعفی الانصاریؒ
 ۱۹۲، عمرو بن ثعلبہ بن دھب الانصاری ۱۹۲، عمرو بن الجحرج الانصاری
 سلمیؒ ۱۹۰، عمرو بن عبد بن عدی الانصاری الخزرجیؒ ۱۹۳،
 عمرو بن عوف الانصاریؒ ۱۹۳، عمرو بن غزوہ بن عمرو الانصاری
 المازنیؒ ۱۹۳، عمرو بن قیس بن زید الانصاری البخاری ۱۹۳،
 عمرو بن معاذ بن نعمان الانصاری الاشہلیؒ ۱۹۳، عمارہ بن حرم
 الانصاری الخزرجیؒ ۱۹۳، عمرو بن عبید ۱۹۳، حمیر بن عامر بن ماکہ
 الانصاری المازنیؒ ۱۹۴، حمیر بن حدث بن ثعلبہ الانصاری ۱۹۴،
 حمیر بن حزام بن عمرو بن الجحرج الانصاری سلمیؒ ۱۹۴، حمیر بن
 معبد بن اضرع الانصاریؒ ۱۹۴، حمیر الانصاریؒ ۱۹۴، حمیر بن
 زیاد بن اسکن الانصاریؒ ۱۹۴، حنترہ سلمیؒ شم ذکوانیؒ ۱۹۵، حنترہ
 بن عفرہ الانصاریؒ ۱۹۵، حویم بن ساعدہ بن عائشہؒ ۱۹۵،
 حویم بن اشقر بن عوف الانصاری ۱۹۵، حنتمؒ ۱۹۵، فزہ

ایران میں صفویوں کے تعصب کا اثر ۱۲، ہندوستان میں علمِ حدیث کا آغاز ۱۲، حافظ سخاوی کے تلامذہ ۱۲، دہلی کے مرکز میں پہلا محدث ۱۳، پہلا شارح بخاری ۱۴، حافظ ابن حجر کے تلامذہ ۱۴، عہدِ اکبری ۱۴، محدثِ سرسندی ۱۵، ابوالحسن بکری کے تلامذہ ۱۵، شیخ علی متقی ۱۵، عبدالباق متقی ۱۶، محمد ہاشم متقی ۱۶، متقی کے تلامذہ ۱۶، شیخ بہلول دہلوی ۱۸، ملا قاری اور ان کے تلامذہ ۱۹، درس بخاری لاہور میں ۱۹، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۹، جوہر تاجہ کشمیری ۲۰، شیخ محمد قاسم ۲۰، شیخ عبدالحق دہلوی کا سلسلہ ۲۰، مستدرک و اضافہ ۲۳، شیخ بہادر الدین زکریا ملتانی مہروردی ۲۳، مولانا بریلان الدین محمود ۲۴، دلائل کمال الدین زاہد دہلوی ۲۴، حضرت نظام الدین سلطان الاولیاء ۲۴، مولانا شمس الدین بکلی دہوی ۲۵، مولانا فخر الدین نزاری ۲۵، شرف الدین عینی کشمیری بہاری ۲۵، شیخ بھکساری کاکردی ۲۵، کشمیری سلسلہ متقی ۲۶، سہو بہاریں علمِ حدیث اور سلسلہ متقی ۲۶، شیخ محمد سرسندی مجدد الف ثانی ۲۷، سلسلہ مجددیہ ۲۷، عبداللہ جوری ۳۰، حاجی عبدالباقی طرخانی کشمیری ۳۰، شیخ محمد بیات سندی ۳۰، علامہ خادم علی آزاد گازی ۳۰، مدارس میں علمِ حدیث ۳۱، شیخ نور الدین احمد آبادی گجراتی ۳۱، شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ۳۲، شاہ صاحب کی ولادت و انبیا و ۳۴، شاہ عبدالعزیز صاحب ۳۴، شاہ رفیع الدین ۳۴، شاہ عبدالغفار ۳۴، شاہ ولی اللہ صاحب کے تلامذہ ۳۴، شاہ عبدالغفر کے تلامذہ ۳۵، شاہ رفیع الدین کے تلامذہ ۳۶، ولی کے دو پر شاخ ۳۶، مرزا حسن علی محدث کشمیری ۳۶، مولانا حسین احمد علی گازی ۳۶، شاہ محمد اسحاق ۳۷، شاہ عبدالغنی صاحب مجددی ۳۷، شاہ عبدالغنی صاحب کے تلامذہ ۳۷، مولانا عبدالحق پٹانوی اور مولانا اسماعیل شہید کے تلامذہ ۳۷، مولانا سخاوی علی سب ۳۷، جوہوری ۳۷، فرنگی محل اور علمِ حدیث ۳۸، ملا نظام الدین

اسلمی ۳۸، معین بن عطاء الانصاری ۳۸، معوذ بن عطار بن الجوح الانصاری ۳۸، بیل بن وبراہ بن خالد بن عبد اللہ بن عبد اللہ الانصاری ۳۸، منذر بن قدامہ الانصاری الادبی ۳۸، منذر بن عمر بن جبرہ الانصاری ۳۸، منذر بن محمد بن عقبہ الانصاری ۳۸، نجات بن شعبہ بن حزمہ البلوئی ۳۸، نسریں حارث بن سید بن زراح بن کعب الانصاری النظری ۳۸، نعمان بن ابی حزمہ الانصاری الادبی ۳۸، نعمان بن شان الانصاری ۳۸، نعمان بن عبدالمکرّم بخاری الانصاری ۳۸، نعمان بن مقرّم بن الزبیر البلوئی الانصاری ۳۸، نعمان بن مقرّم بن زناحہ الانصاری ۳۸، نعمان بن قطل (بن شعبہ) ۳۸، نعمان بن ماکب بن شعبہ الانصاری ۳۸، نعمان بن مقرّم بن زناحہ الانصاری ۳۸، فاضل بن شعبہ الانصاری السامی الخزرجی ۳۵، یحییٰ بن یزید ۳۵، جہیل بن دبرہ الانصاری ۳۵، بلال بن امیہ الانصاری الزنقی ۳۵، بلال بن علی الانصاری الخزرجی ۳۵، جہام بن حارث بن صفرة ۳۵، دو قرین ابی الانصاری ۳۵، دوید بن عمر بن جبرہ بن یزید ۳۵، یزید بن انس السلمی ۳۵، یزید بن ثابت بن السخاک الانصاری ۳۵، یزید بن شعبہ بن خزیمہ ۳۵، یزید بن عامر بن حدیدہ انصاری ۳۵، یزید بن منذر الانصاری ۳۵، ابوہریرہ الانصاری المزنی ۳۵، ابو الغیاض الانصاری الادبی ۳۵، ابی اسیب الحارثی الانصاری ۳۵، ابو خصالہ انصاری ۳۵، ابو قتادہ انصاری السلمی ۳۵، ابو یعلیٰ انصاری الضبی ۳۸

سلیمان ہمدانی، سید: برصغیر میں علمِ حدیث (۶) ۷-۳۳

صحابہ اور ہندوستان ۷، ہندوستان میں پہلا محدث ۷، ہندوستان میں ایک تابعی ۸، ہندوستان کے ایک تاجر تبع تابعی ۸، دو مسلم محدث ۸، درہ خیبر کے راستے سے پہلا محدث ۸، دوسرا محدث صنعانی ۹، علمِ دانائی اور دانشمندی اور حدیث سے بے تعلقی ۹، بھیمینہ اور علمِ حدیث ۱۱، سلاطین گجرات اور علمِ حدیث ۱۱

۳۸ مولانا بحر العلوم ۳۸، طبع ۱۳۴۴ھ، مولانا عبدالحق
۳۹ مولانا عبدالحق ۳۹، مولانا محمد نعیم صاحب ۴۱، مولانا عبدالحق
۴۰ مولانا عبدالحق الباری صاحب مرحوم ۴۳

سیدان ندوی سید برصغیر میں علم حدیث کی تاریخ (۶)
۴۱-۴۲ قاضی ابوسعید الکفریم سمعانی (م ۵۶۲ھ) ۴۴
ربا نندھی ۴۵، مقصودی ۴۵، دہل ۴۶، لاہور ۴۷، ہندو
سیدان ندوی سید برصغیر میں کتب حدیث کی نیابتی (۶) ۴۹ - ۵۲
عبدالحق المتوفی ۵۵ھ میں مشارق الانوار کا وجود ۴۹
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی خدمات ۴۹، سلاطین تیموریہ کے
کتب خانے ۵۰، بنگال میں کتب حدیث کی صورت حال ۵۰
ہندوستان میں شمالی ترمذی کائنات ۵۰، عرب سے ہندوستان
میں کتب احادیث کی آمد ۵۱

منہ

شاکر علی: اردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات (۱۰)
۶۳-۹۲ نعتیہ شاعری کی ابتدا ۶۴، حضرت حسان بن
ثابتؓ اور کعب بن زہیرؓ کے چند اشعار ۶۵، فارسی شاعری
پر قرآن و حدیث کے اثرات ۶۸، اردو کی نعتیہ شاعری پر
قرآن و حدیث کے اثرات ۶۹، غلام امام شہید کی نعت گوئی
۷۱، محمد علی قطب شاہ سماعی ۷۲، مولانا نصری ۷۳، عاصی
۷۳، دکنی ۷۴، مفتی غلام سرور لاہوری ۷۶، موکن خاں
۷۷، نظیر اکبر آبادی ۷۸، محسن کاکوروی ۷۹، امیر مینائی
۸۲، مولانا حالی ۸۴، امجد حیدر آبادی ۸۶، مولانا احمد رضا خاں
۸۸، مولانا ظفر علی خاں ۹۰

اشان، محمد سلیم: سیرت کی چھاپیس مطبوعہ ادنیٰ کتابیں ترجمہ
از اجمن اصلاحی (۹) ۸۴-۱۰۸، کتاب الفاری مولفہ و اتدی ۸۴
فتوح الشام کے ترجمے ۸۵، سیرت ابن ہشام کا ترجمہ ۸۶
مختصر سیرۃ رسولؐ مولفہ ابوالحسین احمد فارسی بن فکر یا تودینی

م ۳۹۵ھ ۸۴، وسیلۃ المتعبدين فی سیرۃ سید المرسلین مولفہ عمر
بن محمد بن خضر اردبیل (م ۵۷۰ھ) ۸۷، سیرۃ النبیؐ مولفہ ابوالکلام
سعد اللہ بن الحسین بن ابی تمام التکریتی ۸۷، کتاب اللوامت
الغنیۃ فی جوامع السیرۃ مولفہ عمر بن عیسیٰ بن درباس الہمدانی
المازانی (م ۶۰۲ھ) ۸۸، کتاب ثبوت المیرۃ فی اختصار السیرۃ
مولفہ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن حسن بن الفرات (م بند
۶۸۳ھ) ۸۸، الرسالة الکاملیۃ فی السیرۃ النبویۃ مولفہ
علاء الدین علی بن ابی الحزم القرطبی المعروف بابن المغیر (م
۶۸۷ھ) ۸۹، السیرۃ النبویۃ مولفہ ابوالحسن احمد بن عبد اللہ
ابیکری البصری الراعی (م بند ۶۹۴ھ) ۸۹، مختصر السیرۃ
النبویۃ مولفہ احمد بن عبد اللہ محمد محب الدین طبری (م ۶۹۴ھ)
۹۰، الذرۃ العلیا فی سیرۃ المصطفیٰ
مولفہ ظہیر الدین علی بن محمد کازرونی (م ۶۹۷ھ)
۹۰، کتاب الشجرۃ فی ذکر نسب النبیؐ واصحاب العشرۃ
مولفہ عمر الدین عبدالعزیز بن احمد بن سعید الدہری اندلسی
(م ۶۹۷ھ) ۹۱، مختصر سیرۃ ابن ہشام مولفہ احمد بن ابی نعیم
بن عبد الرحمن واسطی (م ۷۱۱ھ) ۹۱، المورد العذب الہی فی
شرح السیرۃ لمحمد بن عبد اللہ بن محمد عبد الکریم بن عبد اللہ بن
میزبلی (م ۷۳۵ھ) ۹۲، المجموع الثمینی من منتخب سیرۃ ابن
مولفہ شہاب الدین احمد بن بلیک الحمصی (م ۷۵۳ھ) ۹۲
المتقی فی مولد المصطفیٰ مولفہ سعد الدین محمد بن مسعود کازرونی
(م ۷۵۸ھ) ۹۲، مختصر سیرۃ النبیؐ یا المختصر الصغیر فی سیرۃ
ابن شہر آشوب مولفہ ابوالحسن عبدالعزیز بن محمد بن ابی نعیم
بن جماعہ کنانی (م ۷۶۷ھ) ۹۳، المفصل فی اختصار سیرۃ
الرسولؐ مولفہ ابوالفضل اسماعیل بن عمر بن کثیر (م ۷۷۴ھ)
۹۳، منتخب البیہ فی سیرۃ النبیؐ مولفہ شمس الدین
محمد بن احمد بن محمد بن احمد باعونی (م ۷۷۴ھ) ۹۳، المستقل

من سيرة المصطفى مؤلفه بدر الدين بن الحسن بن عمر بن حبيب
 حلي (م ۴۷۹ھ) ۹۴، فتح القريب في سيرة الحبيب مؤلفه فتح
 الدين محمد بن ابراهيم بن محمد الشيد انابلي (م ۵۹۳ھ)
 ۹۴، الدرر السنية في السيرة الزكية مؤلفه زين الدين عبد الرحيم
 بن الحسين بن عبد الرحمن عراقي (م ۸۰۶ھ) ۹۴، شرح نظم
 ايسرة النبوية / ياشرح العذر في هجرة سيد البشر / يا العذر
 الضروي في الهجرة النبوية مؤلفه شهاب الدين اعد بن عماد
 الدين اقصي (م ۸۰۸ھ) ۹۵، المنظومة الحبيبية
 في سيرة مؤلفه ابو الوليد محمد بن محمد بن محمود بن
 اسحق بن الدين حلي (م ۸۱۵ھ) ۹۵، نور المنير في سيرة ابن
 سيد الناس مؤلفه برهان الدين ابراهيم بن محمد بن حليل حلي
 ابن الجعي (م ۸۴۱ھ) ۹۵، جوامع الاخبار النبوية واداء
 الوفاء لمصطفى مؤلفه محمد بن ابراهيم (م ۸۴۳ھ) ۹۵، الاخبار المروية
 في سيرة خير البرية، مصنف نامعلوم ۹۶، طيب الانفاس بتفسير سيرة
 ابن سيد الناس مؤلفه محمد بن عبد اللطيف بن احمد اقصري حلي (م ۸۷۲ھ)
 ۹۷، مختصر سيرة الرسول وثلاثة من الخلفاء الراشدين مؤلفه
 برهان الدين ابراهيم بن عمر بن محمد بن الرباط باطاعلي (م ۸۸۵ھ) ۹۸،
 هجته المحافل ولبقته الامثال في تبيين ايسرة المعجزات والشمائل مؤلفه
 ابو زكريا عماد الدين يحيى بن ابى بكر عامري (م ۸۹۲ھ) ۹۸، غاية
 الرسول في سيرة الرسول مؤلفه عبد الباسط بن خليل بن شاين الملاط
 بن الزبير (م ۹۲۰ھ) ۹۸، الامام بالروض وسيرة ابن هشام
 الملقب بمجلاء الانكار لسيرة افتخار مؤلفه ابو الفتح محمد بن ابراهيم
 بن محمد بن مقبل (م ۹۳۷ھ) ۹۸، افتوحات السجانية في
 شرح نظم الدرر السنية للعراقي مؤلفه عبد الرؤف منادي (م
 ۱۰۳۱ھ) ۹۹، غلامته الاخبار في احوال النبي المختار مؤلفه عزيز محمود
 الاسكندري المعروف بهادي (م ۱۰۳۸ھ) ۹۹، ايسرة الحليبية
 انسان اليون في سيرة الامين المامون مؤلفه ابو الفرج علي بن ابراهيم بن
 احمد بن علي بن عمر بن قنبر بن محمد بن علي (م ۱۰۴۴ھ) ۱۰۰، الدررة

المليحة في سيرة النبوية الشريفة ۱۰۱، ايسرة النبوية مؤلفه محمد بن
 بسطام بن رستم بن قنبر الحسيني الخرمي (م ۱۰۹۶ھ) ۱۰۲، اتان
 البرية بمختصر ايسرة الحليبية مؤلفه تاج الدين موققي تالبي شافعي
 (م بعد ۱۱۵۵ھ) ۱۰۲، الاخبار المرضية في سيرة خير البرية مؤلفه
 احمد بن احمد حامي فيومي ۱۰۳، اسراف الراغبين في سيرة المصطفى
 وفضائل اهل بيت الطاهر مؤلفه ابو الوفاء محمد بن علي الصبان
 (م ۱۲۰۶ھ) ۱۰۳، تحفة النظر في بيان ايسرة الشريفة مؤلفه
 علاء الدين ابوالحسن علي بن سيفي (م ۱۰۳۲ھ) ۱۰۳، كشف الحجاب في سيرة
 النبي المبعوث والاوصياء مؤلفه احمد بن سليمان بن عثمان خالدي
 نقش بندي اردادي (م تقريباً ۱۲۷۵ھ) ۱۰۴، تحفة العالم في اخبار
 سيد ولد آدم مؤلفه عبد القادر بن مصطفى بن سعيد الحسن (م ۱۲۸۹ھ)
 ۱۰۴، سيرت پر ایک منظوم کتاب (م ۱۰۵۱ھ) ۱۰۵، سيرت پر ایک
 کتاب (م ۱۰۵۱ھ) ۱۰۵، حواشي وتعليقات ۱۰۵
 شاه ولي الله دہلوی دیکھتے ولی اللہ دہلوی شاہ

شہلی نعمانی: عبد فاروق ضیاء میں ترقی (۱۹۷۸-۷۹) ۹۹-۱۰۰
 ملک کی تقسیم، صوبجات اور اضلاع ۱۰۱، حضرت عمرؓ کے متذکرہ
 صوبے ۱۰۲، نویر دانی عہد کے صوبے ۱۰۳، صوبوں کے متذکرہ
 حضرت عمرؓ کی جوہر شناسی ۱۰۴، عامل ۱۰۵، عمالان فاروقی
 کی فہرست ۱۰۶، میخہ محاصل ۱۰۷، خراج کا طریقہ عرب
 میں حضرت عمرؓ کے لیے ایجاد کیا ۱۰۸، حضرت عمرؓ کا استدلال
 ۱۰۹، عراق کا بندوبست ۱۱۰، افسران بندوبست ۱۱۱،
 عراق کا کل رقبہ ۱۱۲، عراق کا خراج ۱۱۳، زمیندار اور
 تعلقدار ۱۱۴، پیداوار اور آمدنی میں ترقی ۱۱۵، ہر سال
 مالگزاری کی نسبت رعایا کا اظہار لیا جانا ۱۱۶، خراج کا
 دفتر فارسی اور رومی زبان میں تھا ۱۱۷، مصر میں زرعون کے
 زمانے کے قواعد مالگزاری ۱۱۸، رویوں کا اضافہ، حضرت
 عمرؓ نے قدیم زمانے کی اصلاح کی ۱۱۹، مصر میں وصول مالگزاری
 کا طریقہ ۱۲۰، مصر کا کل خراج ۱۲۱، مصر کا خراج بزمایہ

معجزات انبیاء ۵۶۶، آپ کو جوامع الکلم دیئے گئے ۵۶۷
 اہواز قرآن کی وجہ ۵۶۷، دعاؤں میں جوامع الکلم ۵۶۹
 جوامع الکلم بصورت امثال حکم ۵۷۱
 شرف قادری، محمد عبدالحکیم (مترجم): بارگاہ رسالت میں حاضر
 ہونے والے دغدغہ از ابن ہشام المعافری (۴)۔ ۵۶۶-۵۷۰

شرف الدین اصلاحی دیکھیے اصلاحی شرف الدین
 شیروانی، محمد عیوب الرحمن خاں: سیرۃ الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۹) ۵۴۴ - ۶۴۱، باب اول ۵۴۴ تا ۵۴۵، نسب، لقب،
 والدین ۵۴۴، ولادت ۵۴۴، ایام جاہلیت ۵۴۴،
 اسلام ۵۴۵، ہجرت ۵۴۸، ہجرت سے وفات آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم تک ۵۵۱، غزوہ بدر ۵۵۲، غزوہ
 احد ۵۵۳، رمضان ۵۵۳، بروز شنبہ ۵۵۳، غزوہ خندق شمال
 ۵۵۵، حدیبیہ ۵۵۶، فتح مکہ ۵۵۶، خیبر محرم ۵۵۷
 ۵۵۸، فتح مکہ رمضان ۵۵۸، حنین ۵۵۹، تبرک
 رجب ۵۶۰، بیچ ۵۶۰، وفات رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ۵۶۱

باب دوم ۵۶۶، سقیفہ بنی ساعدہ ۵۶۶، بیعت عہد
 ۵۷۰، حبشہ ۵۷۲، اسلام ۵۷۲، ارتداد ۵۷۷، مہم قبلہ طے
 (نمونہ آشتی) ۵۸۰، میلہ کتاب (محکمہ دزم) ۵۸۱، مہم
 عراق ۵۸۵، حج (ذی الحجہ ۱۲) ۵۹۲، شام (۱۳)
 ۵۹۲، ذاتی حالات ۶۰۳، حلیہ شریف ۶۰۵، اصول حکومت
 ۶۰۵، عمال و کاتب ۶۰۷، عمال ۶۰۷، علمی کمالات
 علمی خدمات ۶۰۷، قرآن ۶۰۷، حدیث ۶۰۸، فقہ ۶۰۹،
 تعبیر ۶۰۹، تصرف ۶۰۹، عقائد ۶۱۰، علم انساب
 ۶۱۰، بلاغت خطبہ ۶۱۰، محبت رسول ۶۱۱، انزاج و اولاد ۶۱۱
 باب سوم: فضائل ۶۱۲، آیات کلام مجید ۶۱۳، احادیث
 نبوی ۶۱۷، اشعار ۶۲۱، اقوال صحابہ کرام و اہل بیت

الطہار رضی اللہ عنہم اجمعین ۶۲۳، خطبہ ۶۲۵

ادریاس کے زمانے میں ۶۷۷، شام ۶۷۷، قانون مالگزاری
 میں حضرت عمرؓ کی اصلاحات ۶۷۸، بندوبست مالگزاری میں
 ذہول سے رائے نیشا ۶۷۹، ترقی زراعت ۶۷۹، حکمہ آب
 پاشی ۶۸۰، خراجی اور عشری ۶۸۰، اندھیر قسم کی آمدنی ۶۸۱
 گھوڑوں پر زکوٰۃ ۶۸۱، عشور ۶۸۱، ہیثمہ عدالت ۶۸۱، حکمہ
 قصا ۶۸۱، قواعد عدل کے متعلق حضرت عمرؓ کی تحریر
 ۶۸۳، قضا کا امتحان کے بعد تقریر ۶۸۴، رشوت سے
 محفوظ رکھنے کے وسائل ۶۸۴، انصاف میں مساوات ۶۸۵
 آبادی کے لحاظ سے قضا کے تعداد کا کافی ہونا ۶۸۵، ماہرین فن
 کی شہادت ۶۸۵، حکمہ افتادہ ۶۸۶، فرج داری اور پولیس ۶۸۶
 جیل خانے کی ایجاد ۶۸۷، جلاوطنی کی سزا ۶۸۷، بیت المال
 (یا خزانہ) ۱۸۷، بیت المال پہلے نہ تھا ۶۸۷، بیت المال کس
 سند میں قائم ہو ۶۸۸، بیت المال کے انصر ۶۸۸، بیت المال
 کی عمارتیں ۶۸۸، پبلک ورکس یا نظارت نافذہ ۶۸۹، حضرت
 عمرؓ نے جو نہریں تیار کروائیں ۶۸۹، نہر ابی موسیٰ ۶۸۹، نہر
 معقل ۶۸۹، نہر سعد ۶۸۹، نہر امیر المؤمنین ۶۹۰، جو عمارتیں
 تیار کرائیں ۶۹۰، دفن ۶۹۱، خزانہ ۶۹۱، قید خانے ۶۹۱، بہان
 خانے ۶۹۱، سڑکوں اور پلوں کا انتظام ۶۹۲، مکہ معظمہ سے
 ۷۰۰، منورہ تک چوکیاں اور سرائیں ۶۹۲، شہر حوں کا آباد کرنا ۶۹۲
 بصرہ ۶۹۲، کوفہ ۶۹۳، قضا ۶۹۴، موصل ۶۹۵، جیزہ ۶۹۵
 شبیر احمد خان غوری و رضوان اللہ تعالیٰ عنہما: علم و تہذیب کی ترقی میں سوانح
 محمدی کا حصہ (۸) ۵۱۸ - ۵۳۸ - اسلام کا عقلیت پسند
 مزاج ۵۱۹، اسلام کی آئیڈیالوجی ۵۱۹، اسلام کی اجتماعی تنظیم
 ۵۱۹، اسلام کا نظام اندازہ ۵۲۰، تسمیر کائنات کی ترغیب و تشبیہ
 ۵۲۰، سائنسی علوم کے بارے میں اسلام کا رجحان ۵۲۲، مختلف
 سائنسی علوم کا سنگ بنیاد ۵۲۲، اسلامی ثقافت کے ترقی پذیر
 تقاضے ۵۲۸، علمی سوال کا جواب ۵۳۶

شجاعت علی قادری: حید: جوامع الکلم (۸) ۵۶۶ - ۵۷۰

باب چہارم :- ادبیات سہلیقی ۶۳۱، خاتمہ ۶۳۲

زبان رسالت ہوا ۶۳۵، علمی خدمات ۶۳۹

شفا، محمد کیل خان: تقابلی تقریبیں (۱۹) ۲۶۹ - ۲۸۵

شخصی اور قریبی نظام ۶۶۹، ملکیت کی اساس ۶۷۰

بارہ مہینوں کا مقرر کرنا، ۶۷۱، قمری نظام مراقبت ۶۷۱

بروج و دوازده ۶۷۲، جدول شہور سنین شمسی، قمری متبادلہ

۶۷۲، رسمت دالے جیسے ۶۷۳، مہینوں کی تقدیم و تاخیر

کا جدول ۶۷۴، اسلامی سن کی تعیین اور ہجری سال کی تقدیم

اختیار کرنے کا موجب ۶۷۵، اودار سیزہ کی جدول ۶۷۶

عربی مہینے اور ان کے ایام کی جدول، تقریبی رموز کے ساتھ

۶۷۷، آپ کی ولادت باسعادت کے سال مہینے اور دن کی

تطبیقات کا عالی تقریبی نقشہ ۶۷۸، اہم واقعات کی معرفت

مروج تقریبوں سے تطبیق ۶۷۸، اسلامی تقویم کا مدار علیہ قمری

نظام مراقبت ہے ۶۸۰، سات ستارے ۶۸۳، شب و روز

کی مقررہ ساعتوں کی جدول ۶۸۲، جدول ماہانہ طلوع و غروب

آنتاب ۶۸۳، کتابیات ۶۸۵

شفا، محمد کیل خان: عربی زبان میں تعقیبہ کلام (۱۰/۱۱) ۱۵۵ -

عرب قبل از اسلام اور مدیہ ادب ۱۶۱، اسلام میں شعروشاعری

کا قام ۱۶۲، جوامع، حکم و باریح، حکم ۱۶۳، شاعر رسالت ۱۶۳

نعت گوئی کا آغاز ۱۶۳، اسلامی شاعری میں حقیقت افروزی ۱۶۴

فخر رسل کا ذوق سخن ۱۶۴، مدحت ختم ابرسل کا درجہ ۱۶۵، نعت

گوئی کے مباحات ۱۶۵، خاموشی از شنائے توحید شائے نعت ۱۶۷

صاحب القرآن ۱۶۷، مدیہ ادب کی وحدت و مقبولیت ۱۶۸

طرحہ تکمیل ۱۶۹، نعت گوئی کا ارتقاء ۱۶۹، انداز نعت میں تحول کی

کارفرمائی ۱۶۹، انتخاب المذایح ۱۶۹، جناب ابوطالب کے تعقیبہ

اور مدیہ طغعات ۱۶۹، حضرت عمرہ بن عبدالمطلب کے اشعار

۱۶۲، حضرت علی اکرم اللہ وجہہ کے اشعار ۱۶۳، حضرت مسکن

بن ثابتؓ کے اشعار ۱۶۳، حضرت عبداللہ بن رواحہ کے شعر

۱۶۴، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شعر ۱۶۴، حضرت کعب بن

زہیر کا تعقیبہ ۱۶۵، خلفائے راشدین کے اشعار ۱۶۶، سیدہ

فاطمہ الزہراءؓ کے شعر ۱۶۷، حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ

حضرت حسان بن ثابتؓ کا شعر ۱۶۸، امیر زبان الاعراب

علی بن اُمیہ کے اشعار ۱۶۹، امام عظیم ابوہشیرؓ کے اشعار

نعتیہ اشعار ۱۶۹، سعدی شیرازی کے شعر ۱۷۰، شاعر شیرازی

کے اشعار ۱۷۰، شیخ شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن یونس

کا سلام ۱۷۰، تعقیبہ لامیہ ۱۷۱، اشعار محمودی نعت

۱۷۱، حافظانِ حجر العسقلانی کی نعت ۱۷۲، شیخ تقی الدین

محمد بن دقیق العید کا شعر ۱۷۲، اشعار ابی العزیز

الاندلسی کے شعر ۱۷۳، شفاء ولی اللہؒ کے اشعار ۱۷۴

شہداء عبدالمعز و ولوی کے نعتیہ اشعار ۱۷۴، علامہ نظام علی

آزاد گیلانی کے چند شعر ۱۷۵، انوار مدیہ حسن خان

ابناری، تقریبی شعر ۱۷۵

شفا، محمد کیل خان: مدینہ النبیؐ، مدنی انداز علیہ وسلم کی ادبیات اسلامی

علوم ۱۷۱ - ۱۷۲

خداوند کی پی آسانی بادشاہت ۱۷۱، اسلام کا انجیر

ہیبت ۱۷۱، وہ شمع کیا بجھے جسے روشن نہ آگ ۱۷۱، اے

مسلمان آنے والے دور کی تصویر دیکھ ۱۷۲، اسلامی حکومت

کے شہر، پشت جمالیین ۱۷۳، سرور دنیا ظلم نبی طرز ستم ۱۷۳

و قعود بر معرکہ، حاضرین طغیل کی سازش ۱۷۳، نبی اکرم

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی دور اندیشی ۱۷۳، عزت رب العزیز

۱۷۴، سریرہ ربیع ۱۷۵، حضرت زید کی شہادت ۱۷۶

حضرت نبیؐ کا واقعہ شہادت ۱۷۶، کبریاں کا کافراں

۱۷۸، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم ہرجم ۱۷۹، یہ نبوت

نبوت کا برہان ہے ۱۷۹، منافقین کی کوسیدہ کاراں ۱۸۰

ض

ضیاء الدین اصلاحی : دیکھئے اصلاحی ضیاء الدین

ظ

ظفر الاسلام مترجم ، اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصہ از

عبدالعزیز دوری (۹)، ۵۱-۷۰

منقلے کے اہم نکات متفاد نگار کا اندراج میں دیکھیں۔

ظہور احمد اظہر دیکھئے اظہر، ظہور احمد

ع

عاصم، عبد الوہاب عل : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعر

(۹)، ۳۱۱-۳۲۲

کاہن اور شاعر ۳۱۱، شعر و شاعری کا اسلامی تصور ۳۱۲،

شعری حقیقت ۳۱۳، شعری تعریف ۳۱۵، ذوق شعرا

جزو لایفکس ہے ۳۱۶، شعرا کا ماضی و مستقبل ہے ۳۱۶،

رفع اشتباہ ۳۱۷، شعر اور عادت ۳۱۸، قرآن اور شہرت

۳۱۸، آپؐ کا ذوق سخن ۳۱۹

عبدالحی : رسول اکرمؐ کا انتباہ (۹)، ۳۷۳-۳۸۲

علامات قیامت ۳۷۳، معاشرتی برائیاں ۳۷۶، ایک شخص

کا خواب اور اس کی تعبیر ۳۷۷، معاشرتی اصلاح ۳۷۹، جامع

دعائیں ۳۸۰، توبہ کی اہمیت ۳۸۱

عبدالعزیز دوری : اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصہ۔ ترجمہ از ظفر

الاسلام (۹)، ۵۱-۷۰

زہری کے ابتدائی حالات ۵۱، زہری کی کتاب کے

متفرق اجزاء ۵۳، زمانہ تامل از اسلام ۵۳، ہمدردانہ کی

دور ۵۳، ہجرت حبشہ ۵۴، مدنی دور ۵۴، سفر ہجرت ۵۴،

غزوہ بدر ۵۴، غزوہ سویق ۵۵، غزوہ

بنی قنیقاع ۵۵، غزوہ احد ۵۵، مدینہ سے منوفیر کا

ابو عامر کی ایک نئی فتنہ انگیزی ۵۰، غزوہ تبوک حبشہ العشر

۱۵۱، جنگی امور کے ماہرین حیران ہیں ۱۵۲، ابن کباب کی

زہری تیار ہیں ۱۵۲، حبشہ شہرت کا اہتمام ۱۵۳، ایک

عظیم الشان ہجرت (معبر تبوک) ۱۵۴، چہ خوش بود کہ برآید

بریکہ کرشمہ دو کار ۱۵۴، مجاہدین اسلام کی دیرانہ پیش قدمی

۱۵۵، نتائج و فزائت ۱۵۶، غام ابو ذؤبہ ۱۵۶، تاریخ عالم میں

بے مثال سیاسی فتح ۱۵۷، نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

عظیم الشان اخلاقی قوت ۱۵۸، رحمت للعالمین کی پہلی ہند ۱۵۹،

دعا امیرید الاصلاح ما استطعت ۱۶۰، عمرہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی انسان دوستی ۱۶۱، باطل کی نگرانی ۱۶۲، الحق

ایم پر سرور نام علیہ السلوۃ والسلام کا کنٹرول ۱۶۲۔

نفس بریلوی : رسول اللہؐ کے کلام کی فصاحت و بلاغت

(۹)، ۳۹۳-۴۰۰

تاریخ عرب کے آخذ ۳۹۳، عرب باندہ، عرب فاربہ اور

عربیت عرب ۳۹۴، آل اسماعیل ۳۹۶، عربی زبان سامی الاصل

ہے ۳۹۶، جبر و مفقعات ۴۰۰، عرب میں شاعر کا مقام ۴۰۳،

اعجاز قرآن ۴۰۵، کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و

بلاغت ۴۰۹، آپؐ کے چند ارشادات گرامی ۴۱۳، حضور سرور

کونین کے گرامی مکتوبات ۴۲۵، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

کے مکتوبات گرامی و دعوت اسلام کے سلسلے میں ۴۲۷، قصیر دم

بر نقل عظیم کے نام ۴۲۷، مکتوب گرامی اسامی بنام حضور پرورد

(کسری) ۴۲۸، سنجاشی شاہ حبشہ کے نام حضور سرور کونین

صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی ۴۲۹، حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کے خطبات گرامی کی فصاحت و بلاغت ۴۳۱، خطبہ

حجۃ الوداع اور کمال فصاحت و بلاغت ۴۳۲، ادعیہ ثلوث

اور ان کی فصاحت و بلاغت ۴۳۶

پورے ہوئے ۲۵۳ میں نے اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا
 ۳۵۴ ہجرت پر ہجرت ۳۵۴، امیر باذان مسلمان ہو گیا ۳۵۴
 فاتح ایران کی بیماری اور حضور کا ارشاد ۳۵۵ کسری ہلاک ہو گیا
 اس کے بعد کسری ہو گا اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا
 اس کے بعد قیصر نہ ہو گا ۳۵۵، تم قسطنطنیہ کو دروغ کر لو گے
 ۳۵۶ کسری کے خزانے جو خدا کی راہ میں آتے ہیں ۳۵۶
 تو دیکھ لے گا کہ ایک شخص زکوٰۃ کا سونا اور چاندی نے ہونے
 پھرے گا اور اُسے کوئی نہ لے گا جو زکوٰۃ کا پیسہ لینے والا ہو
 ۳۵۸ ابوہریرہ پانچ لاکھ درہم لے کر مدینہ میں آئے یہ ۳۵۸
 اطفاف مسلسل ۳۵۹، آج بھی مسلمان دنیا میں ہر اعتبار سے
 بلند ہیں ۳۶۱ اسلام کی نمایاں باتیں ۳۶۲، چند معجزات ۳۶۲
 ستونِ خلافت ۳۶۲، ابوہریرہ کی مٹی میں کنکریاں ۳۶۲، شقِ باقر
 ۳۶۳ کیا یہ نظر بندی تھی ۳۶۴، ایک تازہ نظیر ۳۶۴، ہم
 اقدس آسمان پر ۳۶۵، فتنہ تاتار اور اہلِ فرنگ کے موجودہ
 تفوق کی خبر ۳۶۵، فتنہ تاتار ۳۶۵، اہلِ فرنگ کا موجودہ تفرق
 ۳۶۶، مدینہ منورہ کے متعلق ۳۶۶، نفی معجزہ بھی اسلام کا
 معجزہ ہے ۳۶۷، کفارِ معجزے طلب کیا کرتے تھے ۳۶۷
 اس مطالبہ کا جواب ۳۶۷، اللہ تعالیٰ کی بے نیازی ۳۶۸
 و درجید کا رنگ ۳۶۹، آیاتِ مندرجہ بالا کو نفی معجزہ کا
 ثبوت سمجھا گیا ۳۶۹، جاہل سے جاہل اقوام میں مسلمانوں کا
 خالص توحید کی روح پھونک، دنیا نہایت حیرت انگیز ہے
 ۳۶۹، مسیحیت اور تائیدِ ربانی ۳۷۰، مسیحیت اور اسلام کے
 حالات کا مقابلہ ۳۷۰، اسلام کا سب سے بڑا معجزہ قرآن

ہے ۳۷۰

عبداللہ السلین حسنی دیکھئے سلین حسنی، عبداللہ

عبداللہ لک، محمد: نبوت در سالت دلائل عقلیہ سے (۸) ۴۵۳-۴۶۰

معرفت کے لئے عقل کی ضرورت ۴۵۳، بنی اور رسول کی

اخراج ۵۵، غزوہ خندق ۵۵، صلح حدیبیہ ۵۵، فتح خیبر

۵۶، فتح مکہ ۵۶، فتح مکہ کے بعد کے غزوات ۵۶، خلافت

راشدہ کے بارے میں بحث ۵۹، تعلیقات و حاشی ۶۳

عبدالغفار حسن: تمدنِ سنت (۶) ۱۹۲-۲۱۴

حدیث کی روایت کا حکم ۱۹۲، سنت اسلامی شریعت کا دوسرا

اخذ ہے ۱۹۳، کتابتِ حدیث کے بارے میں دو رائیں ۱۹۴، شریعت

شروع میں سنت کے ذخائر سینوں میں محفوظ رہے ۱۹۵، مشہد

حافظینِ حدیث ۱۹۶، در اول کا تحریری سرمایہ ۱۹۷، جامعین

حدیث ۱۹۹، علومِ حدیث ۲۰۱، علمِ اسلام الرجال ۲۰۱، علمِ مصطلح

الحدیث ۲۰۱، علمِ غریب الحدیث ۲۰۲، علمِ تصحیح الاحادیث ۲۰۲

علم الاحادیث الموضوعہ ۲۰۲، علم النسخ والمسنوخ ۲۰۲، علم التوفیق

الاحادیث ۲۰۲، علم مختلف والمختلف ۲۰۲، علم اطراف الحدیث

۲۰۲، فقہ الحدیث ۲۰۲، تیسرے دور کے جامعین ۲۰۲، طبقات

کتب حدیث ۲۰۴، سنت نبوی اور خلفائے راشدین ۲۰۶

عبدالقدوس انصاری: ہجرتِ نبوی، (قیام، رابین، منزلیں) ترجمہ و تفسیر

از محمد محمود مشہدی (۸) ۳۲۱-۳۲۶

ابتدائین الہامی اشاروں سے ۳۲۱، دوسرا الہامی اشارہ ۳۲۱

تیسرا الہامی اشارہ ۳۲۲، آخر وہ عظیم شب آج ہی ۳۲۲، دستک

۳۲۳، ہجرت کی پہلی منزل جیل ۳۲۴، صبحِ اسلام شامِ کفر

۳۲۴، ہجرت کا دوسرا مرحلہ ۳۲۸، سورج ڈھلنے کے بعد رداگی

سے قبل کی مختصر تفصیل ۳۲۹، انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں ۳۳۲

فہرستِ مراجع ۳۳۵

عبداللہ سید محمد: سیرتِ طیبہ حضورؐ کے اہماء و انقباع کے آئینہ میں (۹)

۷-۲۵ حضورؐ کے اہماء مبارکہ (۸) اسمائے قرآنیہ باعتبار

حروفِ تہجی ۱۲، اسمائے مبارکہ مذکورہ کتب احادیث دسیہ ۱۶

عبداللہ محمد نیاز: سرور کائنات کی پیش گوئیاں (۹) ۳۵۳-۳۷۲

خندق میں مسلمانوں کی کنبیاں عطا ہوئیں ۳۵۳، آپؐ کے وعدے

پر ملتا ہے۔ ۱۰۵
فیض اللہ منصور دیکھئے منصور، فیض اللہ

ق

قدیر الدین احمد: حضورؐ بہ حیثیت منظر تکمیل نبوت درسات (۸)
۷۳۲-۷۵۱ عنوان کا تجزیہ ۷۳۲، تعلیم کے لوازمات
۷۳۳، بنی نوع انسان کی تعلیم کا انتظام ۷۳۴، بنی نوع
انسان کی تعلیم میں ارتقاء کا تصور ۷۳۶، آخری پیغام ہونے
کا دعویٰ اور اس کی نوعیت ۷۳۹، آخری پیغام کی چند خصوصیات
۷۴۱، اختتام تدریس ۷۴۴، ختم نبوت کی ضرورت اور اثرات
۷۴۹، ختم نبوت کا تاریخی ثبوت ۷۵۰، آزادی عمل ۷۵۱
تقطب شہید، سید: محمد رسول اللہ کی فتح (۹) ۲۲۸-۳۳۱

فتح کی جدیتی جاگتی دلیل ۳۲۸، اس پر فتح کے اسباب ۳۲۸،
قرآن میں منطقیت ۳۲۸، تین بنیادی مراحل ۳۲۹، تبلیغ
دین میں عزم مصمم ۳۲۹، صحابہ کرام ایمان کی زندہ تصویریں
۳۲۹ اسلامی حکومت کا قیام ۳۳۰

ل

لعل شاہ بخاری، سید: نبوت درسات و دلائل عقلیہ سے -

۶۲۲-۶۵۲ (۸)

قرآن مجید میں دعوتِ غور و فکر ۶۳۲، سلسلہ نبوت ۶۳۹
نبوت محمدیؐ کے دلائل عقلیہ ۶۴۰، صداقتِ رسولؐ ۶۴۰،
استقامتِ رسولؐ ۶۴۱، صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ جماعت بھی
نبوت محمدیؐ کی دلیل ہے ۶۴۲، صحابیؓ کی استقامت
۶۴۳، اسلام کے بارے میں فیصلہ دار اہل سفیان کا مکالمہ
۶۴۵، آنحضرتؐ کا اُمی ہونا ۶۴۷، معجزات کا وقوع ۶۵۲

م

محمد ایوب قادری: اسلام کا نظام اقتصاد (۹) ۲۲۹-۲۵۹
زراعت ۲۲۹، مدینہ میں لگان ادا کرنے کا طریقہ ۲۲۹

ضرورت ۶۵۳، نبی کے اوصاف ۶۵۵، انبیاء و رسل اور
تبلیغ احکام ۶۵۶، معجزات اور خوارق ۶۵۶، نظام شمسی
۶۵۷، خاتمِ پینین کا سہرا ۶۵۸، آپؐ کے اخلاق معاشرت
اور تمدن کا ایک نمونہ ۶۵۹، آپؐ کے فضائل ۶۶۰

عبدالوہاب حجازی دیکھئے حجازی، عبدالوہاب
علم الدین سائب دیکھئے سائب، علم الدین
علی بکوری، شیخ: عثمانؓ امامِ صوفیہ (۹) ۷۰۰-۷۰۲

حضرت حسن ابن علیؓ کا آپؐ کی خدمت میں آنا ۷۰۰، حضرت
ابراہیمؓ اور آتشِ نمرود ۷۰۱، حضرت عثمانؓ نے انیصن کا گٹھا
اُٹھا رکھا تھا ۷۰۲

ع

غلام احمد حریری دیکھئے حریری، غلام احمد

ف

فاروق خورشید: البرہان علی بن حسین علی السعوی۔ ترجمہ از اسد اللہ (۹)

۷۱-۸۳ مسودی کے ابتدائی حالات ۷۱، مسودی کی کتب ۷۱،
مروج الذهب، علماء اسلامی محدثین کے بارے میں ابن خلدون کا قول
۷۷، مسودی نے پہلے محدثین کی تالیفات سے استفادہ کیا ۷۸،
مسودی نے مغربی اجنبی کتب سے بھی استفادہ کیا ۸۰، ڈاکٹر سید
اسماعیل کاشف کی مسودی کے طرزِ تالیف کے بارے میں رائے
۸۱، مسودی کی دوسری اہم کتاب "اجنبیہ دلائل شراف" ہے ۸۲

فضل حق خورشید: اُردو کے نقیہ گلدے سے (۱۰) ۹۳-۱۲۰

اُردو شاعری کے گلدے سے ۹۳، اہمیت ۹۳، لغتیت گلدے سے ۹۳،
مشہور شاعرات ۹۴، سفینہٴ نبیات دہلی ۹۵، گلزارِ خلد ۹۵،
اشہارات ۹۶، گلدے متوں اور اخبارِ درجہ کے اشہارات ۹۶، تصانیف
کے اشہارات ۹۷، مذہبی منظومات ۹۷، دعاویں میں ۹۸، ناول
میں ۹۸، دیگر کتب میں ۹۸، سفینہٴ نبیات ۱۰۰، ادبی منظومات ۱۰۰،
طرحی مصرعے ۱۰۳، بعض شعراء کے نام جن کا کلام ایک ہی طرح

محمد ذی، مقامِ رسول (۹) ۳۰۶-۳۲۷

آپ کی سیرت پر تحقیقی کام کی صحت ۳۰۶، آپ کی سیرت کے مستند ماخذ موجود ہیں ۳۰۷، حضور کی سیرت کا ادین ماخذ قرآن حکیم ہے ۳۰۷، دو سرا اہم ماخذ احادیث کا مجموعہ ہے ۳۰۸، اس مجموعہ کی خصوصیات ۳۰۹، سیرت اور تاریخ کی کتابیں ۳۱۰، سیرت کے مختلف پہلو اور ان پر تحقیقی کام ۳۱۰، اصلاحی کوششوں کی مشترک خصوصیات ۳۱۱، انقلابات ۳۱۲، اسلام کا انقلاب ۳۱۳، اس کی خصوصیات ۳۱۳، انقلاب اللہ کی طرف سے اور اسی کے نام سے رونما ہوا ۳۱۵، دنیا کے رہنماؤں کی نسبتاً ۳۱۶، زندگی کے ہر شعبے میں آپ کا اسوہ حسنہ رہنمائی کے لئے موجود ہے ۳۱۷

محمد رفیع الدین ہاشمی دیکھئے رفیع الدین ہاشمی محمد

محمد زبیر صدیقی: کتابت احادیث، عبد نبوی میں ترجمہ از نلیق نقوی (۶) ۲۳۹-۲۴۵

جمع و تدوین حدیث کے متعلق مقالات ۲۳۹، پیرنگر اور گولڈسمیر کی رائے ۲۴۰، صحابہ کرامؓ کے صحیفے ۲۴۱، حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے صحیفے ۲۴۲، رسول اللہؐ کی عربوں میں نکتے پڑھنے کے فن کے فروغ کی کوشش ۲۴۳، تحریر حدیث کی تدریس ۲۴۵

محمد سلیمان منصور پوری دیکھئے سلیمان منصور پوری محمد

محمد سعد اللہ دیکھئے سعد اللہ محمد

محمد شریف ماجہ: حضرت البرصیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

(۷) ۲۳۶-۲۴۵

نام و نسب ۲۳۶، قبول اسلام ۲۳۶، ہجرت ۲۳۶، غزوات ۲۳۶، متفرق خدمات ۲۳۸، شام کی سپہ سالاری ۲۳۹، فتح دمشق ۲۳۹، اردن کی فتح ۲۳۹، حصص کی فتح ۲۴۰، یرموک کا فیصلہ کن معرکہ ۲۴۰، رومیوں کی آخری کوشش ۲۴۲، امارت

عہد اسلام میں زراعت ۲۳۰، ایک شبیر اور اس کا ازالہ ۲۳۱، نگان اور مانگواری ۲۳۲، نگان بصورت زور ۲۳۲، کاشت کار کی نشیت ۲۳۳، عسری و خربی زمین ۲۳۳، زمین کے اقسام ۲۳۳، نگان اور مانگواری کا کم سے کم ہونا ۲۳۶، خصوصی حقوق و مراعات ۲۳۷، بعض بنیادی اصول ۲۳۹، بنجر زمین کو مزور درجہ بنانا ۲۳۹، وسائل آبپاشی کی بہم رسانی اور سہولت ۲۴۰، تجارت ۲۴۱، قبل از اسلام ۲۴۲، بعد از اسلام ۲۴۲، بنیادی اصول ۲۴۳، فاسد اصول ۲۴۳، دکات و کفالت ۲۴۵، اختیارات اور ذمہ داریاں ۲۴۵، شرکت العنان ۲۴۵، شرائط ۲۴۵، ذمہ داریاں اور اختیارات ۲۴۶، شرکت الوجود ۲۴۶، شرکت الفانغ ۲۴۶، مضاربت یا قراض ۲۴۸، وضاحت ۲۴۹، صنعت ۲۴۹، اسلام سے قبل عرب کی صنعتی حالت ۲۴۹، طائف ۲۴۹، مکہ ۲۴۹، صنعت اور قرآن کریم ۲۵۰، صنعت اور احادیث ۲۵۰، عمل صحابہ کرامؓ ۲۵۰، مسلمانوں کا مختلف صنعتوں سے اعتناء ۲۵۱، دست کاروں اور مزدوروں کے چند بنیادی اصول ۲۵۱، صنعت کی ترقی کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا ۲۵۱، عیسیٰ اور کارخانے ۲۵۲، اجرت ۲۵۲، مزدوروں کی زیروں حالی ۲۵۲، قریش کا مسئلہ اجرو مزدور ۲۵۳، محنت اور قرآن ۲۵۳، اجیر اور اجر کی خصوصیت ۲۵۴، نبی کریمؐ کا اسوہ حسنہ ۲۵۴، عمل صحابہ کرامؓ ۲۵۵، حکمت مزدور ۲۵۵، مسئلہ اجرت کی اہمیت ۲۵۶، تعین اجرت ۲۵۶، چند مفروضہ ہدایات ۲۵۷، شرکت منافع ۲۵۸، حکومت کی بنیادی ۲۵۸

محمد حبیب الرحمن خاں مشردانی دیکھئے مشردانی، محمد حبیب الرحمن خاں محمد حسین ہیکل دیکھئے ہیکل محمد حسین

۲۴۲ طاعون عواس ۲۴۲، اخلاق و عادات ۲۴۳،

علیہ ۲۴۵، اولاد و ازواج ۲۴۵

محمد شریف، راجہ: حضرت اسامہ بن زید (۷) ۴۷۳-۴۸۰

نام و نسب ۴۷۳، پیدائش، اسلام اور ہجرت ۴۷۳، غزوات

۴۷۳، فتح مکہ ۴۷۴، سریرہ اسامہ بن زید ۴۷۴، دورِ فتنہ

۴۷۴، عہد عثمانی ۴۷۴، عہد معاویہؓ و علیؓ ۴۷۴، وفات

۴۷۴، اہل و عیال ۴۷۴، ذریعہ معاش ۴۷۴، فضائل و اخلاق

۴۷۴، فضل و کمال ۴۷۴، اخلاق و عادات ۴۷۴، رسولؐ

خدا کی خدمت ۴۷۴، شہادت کی پابندی ۴۷۴، اطاعت

والدین ۴۸۰

محمد شریف، راجہ: حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۲۳-۲۲۸

پیدائش ۲۲۳، قبول اسلام ۲۲۳، شہادت ۲۲۳، نام و

نسب ۲۲۳، مواغات ۲۲۴، ہجرت ۲۲۴، غزوات:

غزوہ ودان ۲۲۵، غزوہ ذوالعشہ ۲۲۵، غزوہ بدر ۲۲۵،

غزوہ بنونقیع ۲۲۵، غزوہ احد، شہادت، شہیدیت، تکفیر

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن و ملال ۲۲۷، اخلاق

۲۲۸، ازواج و اولاد ۲۲۸

محمد شریف، راجہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (۷) ۴۷۴-۴۷۵

نام و نسب ۴۷۴، خانہ کی حالات ۴۷۴، قبول اسلام سے

پہلے ۴۷۵، قبول اسلام ۴۷۴، غزوات ۴۷۴، سریرہ موتہ ۴۷۴،

فتح مکہ ۴۷۵، سریرہ خالد بن ولید، اسلام غزوی ۴۷۵،

سریرہ خالد بن ولید، اہل بنو جمدہ ۴۷۵، غزوہ حنین ۴۷۵،

غزوہ طائف ۴۷۵، تبرک ۴۷۵، سریرہ خالد بن ولید (سریرہ)

بخران ۴۷۵، حضرت خالد بن ولید ۴۷۵، دورِ صدیقی

کی مشکلات ۴۷۵، کاذب مدعی نبوت طلیحہ کی سرکوبی ۴۷۵

ام زہل کی سرکوبی ۴۷۵، مالک بن نویرہ کا قتل ۴۷۵، مسلمہ

کذاب کی پامالی جنگ ۴۷۵، مرتدین کی سرکوبی

۴۷۵، عراق پر فوج کشی کے اسباب ۴۷۵، جنگ ابد ۴۷۴،

جنگ نزار ۴۷۴، جنگ دلمجہ ۴۷۴، جنگ الیس ۴۷۴، فتح

امنیثیا ۴۷۴، حیرہ کی فتح ۴۷۴، نماز فتح ۴۷۴، جنگ انبار

۴۷۸، معرکہ عین امر ۴۷۹، معرکہ دومتہ الجمل ۴۷۹، حید

کی تسخیر ۴۷۹، فتح مہیغ ۴۷۹، جنگ ثنی اور بشر ۴۷۹، جنگ

فراض ۴۷۹، حضرت خالد کا تغیب ۴۷۹، فتوحات شام

۴۷۹، جنگ بصری ۴۷۹، ہجرت دین ۴۷۹، فتح دمشق ۴۷۹،

معرکہ فحل ۴۷۹، دمشق کا دوسرا معرکہ ۴۷۹، محس ۴۷۹،

فتح حاضر ۴۷۹، فتح قفسرین ۴۷۹، بیت المقدس

۴۷۹، محس کی بنیاد ۴۷۹، حضرت خالد کی معرکہ ۴۷۹،

گورنی ۴۷۹، وفات ۴۷۹، اولاد ۴۷۹، فضل و کمال ۴۷۹،

رضائے نبوی ۴۷۹، احرام نبوی ۴۷۹، آثار نبوی سے

تبریک ۴۷۹، جہاد فی سبیل اللہ ۴۷۹، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدح

کرنا۔ ۴۷۹، خلیفہ رسولؐ کا مدح کرنا۔ ۴۷۹، حضرت خالد کی

جنگی قابلیت ۴۷۹، حق پرستی ۴۷۹، اشاعت اسلام ۴۷۹

محمد شریف، راجہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) ۲۲۵-۲۲۹

نام و نسب ۲۲۹، ابتدائی حالات ۲۲۹، اسلام ۲۳۱، شادی

۲۳۱، ہجرت ۲۳۱، غزوات ۲۳۲، متفرق کا زمانہ ۲۳۲، سر

موتہ اور شہادت ۲۳۳، اخلاق ۲۳۳، اسلام سے محبت ۲۳۵

علیہ اور عمر ۲۳۵، ازواج و اولاد ۲۳۵

محمد شریف، راجہ: حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ (۷) ۴۱۵-۴۱۶

نام و نسب ۴۱۵، قبل از اسلام ۴۱۵، اسلام کی طرف میلان ۴۱۵،

قبول اسلام ۴۱۵، ہجرت ۴۱۸، غزوات و صلح ۴۱۸، سریرہ

ذات السلاسل ۴۱۸، سریرہ عمرو بن العاص، الہدام مولع ۴۱۹

سفارت ۴۱۹، عقد ارتداد ۴۲۰، فتوحات شام ۴۲۱، اخبارین
۴۲۱، دمشق ۴۲۲، نخل اور بیان ۴۲۳، یرموک ۴۲۴، بیتہ نعین
۴۲۳، بیت المقدس ۴۲۳، طاحون حملاں ۴۲۴، فتوحات
مصر ۴۲۴، فرما کی فتح ۴۲۵، بلخ اور ام ذہن کی فتح ۴۲۵،
حین شمس یا نسطاط ۴۲۵، اسکندریہ کی طرف پیش قدمی ۴۲۶
نقیوس ۴۲۶، کریون ۴۲۶، اسکندریہ کی فتح ۴۲۶، فتوحات
مغرب برہ ۴۲۹، ندایہ ۴۲۹، طرابلس ۴۲۹، صبراتہ (سیرت)
۴۲۹، مصر کی گورنری اور اسکندریہ کی بغاوت ۴۳۰، معزولی
۴۳۰، فلسطین کی سکونت ۴۳۲، عبد ملکی دسویں ۴۳۲، مصر
پر حملہ ۴۳۴، فتوحات میں اختلاف، قاتلہ حملہ ۴۳۶، وفات
۴۳۶، اولاد ۴۳۸، علیہ ۴۳۸، عادات و فضائل ۴۳۸، قوت
ایمان ۴۳۹، حق پسندی ۴۴۰، تدبیر دیاست ۴۴۰، جہاد فی
سبیل اللہ ۴۴۱، صدقہ و خیرات ۴۴۱، فضل و کمال ۴۴۱، تعلیم
حلقین ۴۴۲، علم اجتہاد ۴۴۲، فصاحت و بلاغت ۴۴۲

محمد شریف راجہ: سیدنا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۹۷ - ۳۳۹

نام و نسب، خاندان ۲۹۷، قبول اسلام تک ۲۹۸، رسول اللہ
سے تعلق ۲۹۹، قبول اسلام ۲۹۹، اشاعت اسلام ۳۰۰، مکہ کی
زندگی ۳۰۱، مسلسل وفات ۳۰۱، ہجرت حبشہ کا ارادہ ۳۰۲،
رشتہ مصاہرت ۳۰۳، صدیق کا لقب ۳۰۳، ہجرت مدینہ اور
وفات نماز ۳۰۳، مدینہ میں درد و مصودہ ۳۰۷، مواخات ۳۰۷
تغیر مسجد ۳۰۷، غزوات ۳۰۷، غزوہ بدر ۳۰۸، غزوہ احد
۳۰۸، آل ابوبکر کی برکات ۳۰۸، قاعدہ احکام - ایک گڑھی
آزمائش ۳۰۹، سریرہ ام قریظہ ۳۱۰، قاعدہ حدیبیہ ۳۱۰، سریرہ بنو
کلاب ۳۱۱، فتح مکہ ۳۱۲، غزوہ حنین و طائف ۳۱۲، غزوہ
تبوک اور اتفاق فی سبیل اللہ ۳۱۲، امارت حج ۳۱۲، مصاہرہ کی

امامت، ایک عظیم شرف ۳۱۳، پیکر صبر و استقامت ۳۱۴، سقیہ بنی
ساعده اور بیت خلافت ۳۱۴، حضرت علی کی بیعت میں تاخیر کا
سبب ۳۱۶، قضیہ فک ۳۱۶، اسلام بن زید و ابی امام ۳۱۷،
حیثان نبوت کا استیصال ۳۱۸، مرتدین کا استیصال ۳۱۹، ممکن
ذکرہ کی تالیف ۳۱۹، تدوین قرآن ۳۱۹، یہ نسخہ کب تک محفوظ
رہا ۳۲۰، فتوحات - ایران و روم کی مخالف حکومتیں ۳۲۰، عراق
کی مہم ۳۲۱، شام پر فوج کشی ۳۲۲، مرض الموت اور حضرت عمرؓ
کا استیصال ۳۲۳، آخری وصیتیں اور وفات ۳۲۳، ازدواج و
اولاد ۳۲۴، علیہ ۳۲۴، لباس و غذا ۳۲۴، ذریعہ معاش
۳۲۴، وظیفہ خلافت ۳۲۵، اتفاق فی سبیل اللہ ۳۲۵، اخلاق و
عادات ۳۲۵، ایثار ۳۲۵، شجاعت ۳۲۶

تواضع ۳۲۶، مذہبی زندگی ۳۲۶، خانگی زندگی ۳۲۷، ایمان نوازی
۳۲۷، نیکل سے نفرت ۳۲۷، شکوہ ۳۲۸، رازداری ۳۲۸،
رقیق بنی ۳۲۸، حب رسول ۳۲۹، حب اہل بیت ۳۲۹،
عبد صمدی بنی پر منحصر تبصرہ ۳۳۰، نظام خلافت ۳۳۱، حکام کے
انتخاب میں احتیاط ۳۳۱، حکام کی نگرانی ۳۳۲، مالی انتظام ۳۳۲
فوجی نظام ۳۳۳، ذمیوں کے حقوق کی نگہداشت ۳۳۴، تحفظ
دین ۳۳۴، خدمت حدیث ۳۳۴، حکمرانہ آفتاب ۳۳۵، تین چیزوں
کی تناسل ۳۳۵، تین چیزیں، حضرت صلعم سے پوچھنے کی آرزو ۳۳۵
علی کلمات، خطابت ۳۳۵، طرز ادا ۳۳۶، تعبیر ۳۳۶، نسب بنی
۳۳۶، شاعری ۳۳۷، امامت و اجتہاد، فقہیت ۳۳۷، علم تفسیر
۳۳۸، خلافت صدیق راشدات نبوی ۳۳۸، جامع المساقب ۳۳۹

محمد شریف راجہ: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

(۷) ۲۹۶ - ۲۹۹

نام و نسب ۲۹۶، اسلام ۲۹۷، مکہ کی زندگی ۲۹۷، انتظام
دعوت ۲۹۷، ہجرت ۲۹۸، جان نثاری کا حدیث الشل کا راز ۲۹۸،

کی حفاظت ۲۸۵ ۲۸۵ خراج کی آمدنی کا احتساب ۲۸۶ ذمیوں کے ساتھ سلوک ۲۸۶ عدل و مساوات ۲۸۷ بانا کی نگرانی ۲۸۷ مذہبی خدمات ۲۸۷ فضل و کمال ۲۸۷ تفسیر اور علوم القرآن ۲۸۸ علم حدیث ۲۸۸ فقہ و اجتہاد ۲۸۸ قضا اور فیصلے ۲۸۹ تقریر و خطابت ۲۹۰ شاعری ۲۹۲ علم نحو کی ایجاد ۲۹۲ اخلاق و عادات ۲۹۲ عبادت و ریاضت ۲۹۳ اتفاق فی سبیل اللہ ۲۹۳ امانت و دیانت ۲۹۴ شجاعت ۲۹۴ احسانیت ۲۹۵ تواضع ۲۹۵ غذا اور لباس ۲۹۶ میرۃ المریضیٰ پر ایک جامع تبصرہ ۲۹۶

محمد شریف راجہ : میدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۳۴۰ - ۴۱۴

نام دلب اور خاندان ۳۴۰ ولادت اور ابتدائی حالات ۳۴۰ قبول اسلام ۳۴۱ ہجرت ۳۴۳ اذان - دیباچہ نماز ۳۴۴ غزوات و مشاہد ۳۴۴ غزوہ احد ۳۴۵ نکاح حضرت حفصہ ۳۴۶ غزوہ مریضہ ۳۴۶ غزوہ خندق ۳۴۷ غزوہ حدیبیہ ۳۴۷ غزوہ خیبر ۳۴۸ سریرہ تریہ ۳۴۹ فتح مکہ ۳۴۹ غزوہ خنین ۳۴۹ غزوہ تبوک ۳۵۰ وفات ابن ابی ۳۵۰ ذوالحجہ ۳۵۱ حجۃ الوداع ۳۵۱ نبی صلعم ۳۵۱ بیعت عقبہ ۳۵۲ خلافت صدیقی ۳۵۲ جمع قرآن کا مشورہ ۳۵۲ حضرت عمرؓ کا استخلاف ۳۵۲ امیر المومنین کے اعمالِ عظیمہ ۳۵۳ خلافت اور فتوحات ۳۵۴ فتوحات عراق ۳۵۴ واقعہ کربلا ۳۵۵ ایرانوں کا جویش ۳۵۶ حضرت عمرؓ کی تیاریاں ۳۵۶ اسلامی سفارت ۳۵۶ جنگِ قادسیہ ۳۵۷ ایران کے پایۂ تختِ مدائن پر قبضہ ۳۵۹ حبلا کا سرکہ ۳۶۰ حوان پر قبضہ ۳۶۰ جزیرہ ۳۶۰ حکوت پر قبضہ ۳۶۰ خوزستان ۳۶۱ عراق

تعمیر مسجد ۳۶۹ غزوہ بدر ۳۶۹ حضرت فاطمہ سے نکاح ۳۷۰ دعوتِ علیمہ ۳۷۰ غزوہ احد ۳۷۰ غزوہ خندق ۳۷۱ غزوہ بنو قریظہ ۳۷۱ سریرہ نکاح ۳۷۱ صلح حدیبیہ ۳۷۱ غزوہ خیبر ۳۷۲ مکہ کی سرک ۳۷۲ ایک خطی کا انا ۳۷۳ غزوہ خنین ۳۷۴ سریرہ بنو ۳۷۴ ابن بیت کی حفاظت ۳۷۴ تبلیغِ زمانِ رسولؐ ۳۷۴ سریرہ علیؓ کے لیے ۳۷۵ حج الوداع میں شرکت ۳۷۵ صدرۃ عظیمہ ۳۷۵ حلیفہ آدل کی بیعت ۳۷۵ توقف کی وجہ ۳۷۵ عہدِ نازقی و در عثمانیہ بیعتِ خلافت ۳۷۵ تالانِ عثمانؓ کی تلاش ۳۷۵ امیرِ مدائن کی معزولی ۳۷۵ حضرت معاویہؓ کے مقابلہ کی تیاریاں ۳۷۹ حضرت عائشہؓ کی قصاص پر آمادگی ۳۷۹ حضرت علیؓ کی تیاریاں ۳۷۹ مصالحت کی کوششیں اور بائیسوں کی فتنہ نگیری ۳۷۹ جنگِ جمل ۳۷۹ مرکزِ خلافت کی تبدیلی ۳۷۹ صلح کی دولت ۳۷۹ پھر مصالحت کی کوشش ۳۷۹ مکرر صفین ۳۷۹ پانی کے لئے کشمکش ۳۷۹ میدانِ جنگ میں مصالحت کی کوشش ۳۷۹ مصالحت کی آخری کوشش اور ناکامی ۳۷۹ لیلۃ الہدیٰ کی فیصلہ کن جنگ ۳۷۹ حکیم کی تجویز اور حکم کا انتخاب ۳۷۹ حکیم کا بیعت ۳۷۹ فیصلہ کا اعلان ۳۷۹ خوارج کی سرکشی ۳۷۹ مکرر نہروان ۳۷۹ شام کا قصد اور حیدری لشکر کی کمزوری ۳۷۹ ابنِ حنفیہ کی بصرہ میں آمد ۳۷۹ خربت بن راشد کی بغاوت ۳۷۹ امیر معاویہؓ کا طرہِ عمل ۳۷۹ حجاز اور عرب کے لئے کشمکش ۳۷۹ قرطین میں مصالحت ۳۷۹ فتوحات ۳۷۹ بنی ادون کا استیصال ۳۸۰ حضرت علیؓ پر قتلانہ حملہ ۳۸۰ ازواج و اولاد ۳۸۱ حلیہ ۳۸۲ عہدِ مرضی پر ایک نظر ۳۸۲ نظامِ خلافت میں اصلاح ۳۸۲ فوجی انتظامات ۳۸۲ میثاقِ مال ۳۸۴ عمال کی اخلاقی نگرانی ۳۸۴ بیت المال

عجم پر فوج کشی ۳۶۲، ایران پر عام لشکر کشی ۳۶۲، اصفہان ۳۶۳، ہمدان کی بغاوت ۳۶۳، رے وغیرہ کی فتح ۳۶۳، طبرستان ۳۶۳، آذربائیجان ۳۶۴، آرمینیا ۳۶۴، فارس ۳۶۴، ہکمان ۳۶۵، سیستان ۳۶۵، ہکمان ۳۶۵، خوارزم کی فتح اور بزرگ درو کا آخری مقابلہ ۳۶۶، فتوحات شام ۳۶۶، فتح دمشق ۳۶۶، اردن کی فتح۔ معرکہ نخل ۳۶۸، حصص وغیرہ کی فتح ۳۶۸، میدان بربوک اور شام کی قسمت کا فیصلہ ۳۶۸، مسلمانوں کی تیاریاں ۳۶۹، معرکہ بربوک ۳۶۹، بیت المقدس ۳۷۰، بیت المقدس کا سفر ۳۷۰، حصص میں بغاوت ۳۷۰، حضرت خالد بن ولید کی معزول ۳۷۰، طبرستان ۳۷۲، قیصر ریم کی فتح ۳۷۲، مصر کی فتوحات ۳۷۲، فسطاط کا محاصرہ اور فتح ۳۷۳، اسکندریہ کی فتح ۳۷۴، متفرق فتوحات ۳۷۴، طرابلس الغرب کی تسخیر ۳۷۴، حضرت عمرؓ کی شہادت ۳۷۴، جانشین ۳۷۵، آخری وصیتیں ۳۷۶، وفات ۳۷۶، علیہ ۳۷۷، مسکن ۳۷۷، ازدواج و اولاد ۳۷۷، مالی ۳۷۸، فاروقی کارنامے ۳۷۸، حضرت عمرؓ کا حقیقی کارنامہ ۳۷۹، جمہوری حکومت ۳۷۹، نظام حکومت ۳۸۱، عہد و اردن کا انتخاب ۳۸۱، تنخواہ ۳۸۱، عاملوں کی تحقیقات ۳۸۱، صیغہ حاصل ۳۸۳، حکمران ۳۸۳، آب پاشی ۳۸۳، اور قسم کی آمدنیاں ۳۸۴، بیت المال ۳۸۴، بیت المال کی حفاظت ۳۸۵، صیغہ عدالت ۳۸۵، حکمران ۳۸۵، ۳۸۷، فوجداری اور پولیس ۳۸۷، جیل خانہ کی ایجاد ۳۸۷، تعمیرات ۳۸۷، مستعمرات ۳۸۸، فوجی انتظامات ۳۹۰، مذہبی خدمات ۳۹۲، تشبیہ تعلیم۔ خدمت قرآن ۳۹۳، حدیث کی خدمات ۳۹۳، فقہ کی خدمات ۳۹۵، تعمیر مسجد ۳۹۵، اجراء اور احکام ۳۹۵، نماز کی امت ۳۹۶، امارت حج

۳۹۶، متفرق انتظامات ۳۹۷، ذمیوں کے حقوق ۳۹۸، غلامی کا رواج کم کرنا ۳۹۸، یاسر و تدبیر، امن دامن ۳۹۹، امن دامن کی حالت ۴۰۰، انصاف میں مساوات ۴۰۱، علم و فضل ۴۰۳، علم فقہ ۴۰۴، اخلاق و عادات ۴۰۴، نعیت الہی ۴۰۴، آیات قرآنی سے تاثر ۴۰۵، حب رسولؐ اور اتباع سنت ۴۰۵، حب اہل بیت، حب متعلقین رسالت ۴۰۷، حب مدینہ ۴۰۸، زیور و صناعت ۴۰۸، سادگی ۴۰۹، مزاج کی شدت ۴۰۹، شفقت ۴۰۹، غذا و لباس ۴۱۰، جو دوست ۴۱۰، بخل سے اجتناب ۴۱۱، نظافت ۴۱۱، صلہ رحمی ۴۱۱، محارم سے اجتناب ۴۱۲، عصمت ۴۱۲، شہادت ۴۱۲، حضرت عمرؓ کی جامعیت ۴۱۲، حضرت عمرؓ کی ادبیات ۴۱۳

محمد عبدالکیم شرف قادری دیکھئے شرف قادری، محمد عبدالکیم

محمد عبدالمالک دیکھئے عبدالمالک، محمد

محمد عبداللہ سید دیکھئے عبداللہ، سید محمد

محمد عیسیٰ الخلیف، دیکھئے محمد عیسیٰ

محمد مسعود عہدہ: جنات بارگاہ نبویؐ میں (۹) ۱۴۹-۱۸۲

قرآن مجید میں جنات کا ذکر ۱۴۹، شیاطین پر آگ کے شعلے

۱۷۰، جنات کی ایک جماعت کا مکہ معظمہ میں پہنچنا ۱۷۱، بارگاہ

رسالت میں جنات کی تعلیم ۱۷۱، آپؐ نے جنات کی ایک جماعت

میں قتل کا فیصلہ فرمایا ۱۷۲، جن میں عبادت کے لئے تکلف میں

۱۷۲، جنوں کو تبلیغ دین کے لئے بھیجا ۱۷۴، جنوں کی پیدائش

۱۷۷، سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی میں جنات کا ذکر ۱۷۷، عرب

شعراء کے کلام میں جنوں کا ذکر ۱۷۷

محمد مسعود عہدہ: مدنیۃ الرسولؐ، زبان محمد رسول اللہ۔ ترجمہ از مسعود

مشہدی (۹) ۱۲۹-۱۸۰

ارشادات ۱۲۹، مدینہ منورہ کے لئے صفائیت تحفظ ۱۳۱، مدینہ

منورہ کی فضیلت ۱۳۱، مدینہ منورہ کے دوسرے نام ۱۳۲،
حدودِ حرمِ مدینہ ۱۳۵، مدینہ منورہ کی عجوبہ کھجور ۱۳۶، مسجد
نبویؐ میں عبادت کا ثواب ۱۳۷، آدابِ مسجدِ نبویؐ ۱۳۸

محمدؐ تین ہاشمی، سید دیکھئے ہاشمی، سید محمد متین

محمد نصر اللہ خان خازنِ مجددی دیکھئے خازنِ مجددی، محمد نصر اللہ خان
محمد نیاز عبد اللہ دیکھئے عبد اللہ، محمد نیاز

محمد یلین منظر صدیقی، ڈاکٹر دیکھئے منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یلین

محمد یحییٰ خان شفا دیکھئے شفا، محمد یحییٰ خان

محمد یوسف فاروقی: عبد نبویؐ میں سفارتی افادہ ۴۰۱ (۷) - ۴۱۰

اسلام سے قبل عربوں کی سفارتی سرگرمیاں ۴۰۱، اسلام کے

بعد رابطوں کی تنظیم ۴۰۲، مدینہ میں پہلا مسلمان سفیر ۴۰۲

اسلامی مملکت کے بعد سفارتی رابطے ۴۰۳، حضرت وحید

کلین اور تبصرہ ۴۰۳، حکومتِ فارس کی طرف سفارت

۴۰۴، سفیرِ رسولِ نباشی کے دربار میں ۴۰۵، مملکتِ مصر

سے سفارتی رابطہ ۴۰۵، بحرن کے لئے سفارت ۴۰۶

سلطنتِ عمان کے لئے سفارت ۴۰۶، پیامہ کی طرف ترسیل

سفیر ۴۰۶، دمشق سے سفارتی رابطہ ۴۰۷، دوسری مغزق

سفارتیں ۴۰۷، سفارتی رابطوں کے اثرات ۴۰۷، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیروں کے ساتھ طرزِ عمل ۴۰۸

مرتضیٰ المطہریؒ: شہید: البنی الاثنی - ترجمہ از نورانی (۷) ۷۳۱ - ۷۵۲

غیر مسلموں کے اعتراضات ۷۲۲، بعثت سے قبل کا دوسرا

۷۲۴، بعثت سے بعد کا دور ۷۲۴، محمد رسالتؐ بالحدود

قیامِ مدینہ کے دوران ۷۲۶، بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خط و کتابت

۷۲۷، صلح حدیبیہ ۷۳۰، ڈاکٹر سید عبداللطیف کا عجیب و

غریب دعویٰ ۷۳۳، لفظ اُمی کا مفہوم ۷۳۶، پہلی تفسیر

۷۳۶، دوسری تفسیر ۷۳۷، تیسری تفسیر ۷۳۸، کلامِ ناپرنا نازلہ

نظر ۷۳۹، آخری قرآنی مقطع ۷۴۶، دوسرا واقعہ (یعنی صلح حدیبیہ
کے واقعہ سے استدلال ۷۴۶، آخری نتیجہ ۷۵۰

مسعود سلیم اشامان دیکھئے اشامان، مسعود سلیم

مسعود مشہدیؒ: سید: شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جنہوں نے حضورؐ

کے پیغام پر لبیک کہا) (۹) ۲۰۶ - ۲۲۸

سید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت ۲۰۶، حضرت یاسر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی شہادت ۲۰۶، حضرت حارث بن ابی مالہ کی شہادت

۲۰۷، حضرت زیدؓ کی شہادت ۲۰۸، بنو غنایہ کا قتل ۲۰۸، نفع کا

کے دن کے شہید ۲۰۹، شہید کے معنی ۲۰۹، میدانِ بدر ۲۱۰، بدر کے

شہید ۲۱۲، جبلِ احد کا قاتل ۲۱۵، غزوہٗ احد کے شہداء ۲۱۷،

عربوں کے شہید ۲۲۱، یومِ ریح کے شہید ۲۲۲، بئر معونہ کے شہداء

۲۲۲، شہیدِ مرتد ۲۲۲، شہدائے بنو قریظہ ۲۲۲، غزوہٗ غابہ کے

شہید ۲۲۲، ذی القعدة کے شہید ۲۲۳، سریرہ داؤد القریٰ کا شہید

عروین کا شہید ۲۲۳، خیبر کے شہید ۲۲۳، شہید سریرہ حبشہ ۲۲۳،

ابن ابی العرجاء ۲۲۳، شہید الطلح ۲۲۳، شہدائے موتہ ۲۲۴، زید

بن حارث بن شرمیل البکلی ۲۲۴، جعفر طیار بن ابی طالب بن

عبد المطلب رضی اللہ عنہ ۲۲۴، عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ الخزرجی

۲۲۴، شہدائے حنین ۲۲۵، شہدائے طائف ۲۲۵

مسعود مشہدیؒ: سید جنت البقیع (۹) ۱۶۴ - ۱۶۸

جنت البقیع کا محل وقوع ۱۶۴، اب آئیے اندر چلیں ۱۶۵، جن

بیتوں کے اجسام کو پہلے اس کے سپرد کیا گیا ۱۶۵، ازواجِ مطہرات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶۶، نباتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۷، اہل بیت ۱۶۷

مسعود مشہدیؒ (مترجم): عظیم یادیں (جنہیں حضورؐ سے نسبت ہے)

(۹) ۱۸۷ - ۲۰۵

مقاماتِ محمود (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۸۷، خیمہ گاہ ۱۸۸

۲۰۰ مسجدِ ثنّیہ المکروبہ ۲۰۰ مسجد النبیۃ ۲۰۱ مسجد العرنج ۲۰۱
مسجد المنجس ۲۰۱ مسجد الحی جمل ۲۰۱ مسجد النقیۃ ۲۰۱ مسجد مدینۃ
تھمن ۲۰۱ مسجد الرماۃ ۲۰۱ مسجد الابراء ۲۰۱ مسجد البیضۃ ۲۰۱
مسجد عقبہ ہرشی ۲۰۱ مسجد الجندہ ۲۰۱ مسجد خدیجہ رحمہ ۲۰۱ مسجد طرف
کندیدہ ۲۰۲ مسجد عند حسدۃ خلیص ۲۰۲

مسجد یطن مرانظران ۲۰۲ مسجد سرف ۲۰۲
۲۰۲ مسجد تنیم ۲۰۲ مسجد عکرات الرسول ۲۰۲ مسجد ذی طوق ۲۰۲
موجودہ مجوزہ ۲۰۲ ہاویں پر مساجد ۲۰۳ ونبۃ المستقبلۃ ۲۰۳ شنب
سیر ۲۰۳ شند مساجد ۲۰۳ مسجد الصفراء ۲۰۳ مسجد ثنّیہ البرک
۲۰۳ مسجد بدو ۲۰۳ مسجد العیشہ ۲۰۳ مساجد الفرج ۲۰۳
مسجد الاعلیٰ ۲۰۳ مسجد الفیقہ ۲۰۴ مسجد مقمل ۲۰۴ مسجد العصر ۲۰۴
مسجد النقیۃ ۲۰۴ خیبر کے قریب مساجد ۲۰۴ مسجد الشق اور
نظام ۲۰۴ مسجد شمران ۲۰۴ مساجد تبوک ۲۰۴ مسجد مدینہ ۲۰۴
مسجد شجرۃ بالحدیبیہ ۲۰۴ مسجد ذات عراق ۲۰۵ مسجد الجوزانہ
۲۰۵ مسجد لیلیۃ ۲۰۵ مسجد الطائف ۲۰۵

مسعود شہیدی (مترجم) : مدینۃ الرسول، زبان محمد رسول اللہ - ترجمہ

از مسعود شہیدی (۹) ۱۲۹ - ۱۳۰

مسعود شہیدی، محمد (مترجم) : ہجرت نبوی (قیام، راہیں، منزلیں) از

عبد القدوس الفصاری (۸) ۳۲۱ - ۳۲۶

مطلوب حسین، سید : کائنات، انسان، ضرورت نبوت اور ختم نبوت کی

اہمیت۔ (۸) ۴۸۶ - ۴۹۱

علم کلام کی ایجاد ۴۸۶، مسلمان مفکرین کا تصور ارتقاء ۴۸۷،

ڈارون کا نظریہ ارتقاء ۴۸۸، جوہر روح ۴۹۱، انسان شاہکار

تخلیق ہے ۴۹۱، پروردگار عالم سنی کا وجود ۴۹۳، منتخب کردہ

انبیاء کا ہے ۴۹۵، توحید پرستی یا خدا پرستی کا تصور ۴۹۶، تیزی

کا نظریہ نور محمد ۴۹۸، بعثت سے قبل کا دور اور بعثت کے بعد

کا دور ۴۹۳، تصور الہ ۴۹۴، مختلف مذہب میں تصور الہ ۴۹۵،

تصور نبوت ۴۹۹، تصور جزاء و سزا ۵۱۲، صلوة ۵۱۸، الزکوٰۃ

بڑھیا کا گھر ۱۸۸، طویل سجدہ ۱۸۸، یطن الوادی یا دادی ذی
صلب ۱۸۹، مشریت نام ۱۸۹، مسجد بنی ظفر ۱۸۹، مسجد
الاجابہ ۱۸۹، مسجد احزاب، مسجد اعلیٰ اور مسجد فتح ۱۹۰، بنی حارم
۱۹۲، کھف بنی حارم ۱۹۲، مسجد قلیتین ۱۹۲، مسجد سقیّا ۱۹۲
قینۃ الوداع کے قریب ۱۹۲، مسجد البقیع ۱۹۳، رکن جبل العین
۱۹۳، مصرع عمرہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یا مسجد
السر ۱۹۱، مسجد ابی ذر غفاری ۱۹۱، مسجد ابی بن کعب، بنی
جدیلہ البقیع ۱۹۴، مسجد مصلیٰ یا مسجد غمامہ ۱۹۴، مسجد ابی بن
کعب ۱۹۴، عدد مدینہ منورہ ۱۹۴، مسجد ابی ابن کعب ۱۹۴
مسجد بنی حارم ۱۹۴، مسجد الخربہ ۱۹۵، مسجد بنی غفار ۱۹۵، مسجد
بنی زریق ۱۹۵، مسجد بنی ساعدہ ۱۹۵، مسجد بنی حرارہ ۱۹۵، مسجد
بنی راجی ۱۹۵، مسجد قائم، مسجد القرمصہ ۱۹۵، مسجد عارثہ ۱۹۵،
مسجد شہین یا مسجد البلاء ۱۹۶، مسجد بنی دینار ۱۹۶، مسجد بنی عدی
اور مسجد دار الناجہ ۱۹۶، مسجد بنی نازن ۱۹۶، مسجد بنی عمرو ۱۹۶
مسجد البقیع الزمیر ۱۹۶، مسجد صدقہ الزمیر ۱۹۶، مسجد بنی خذہ
۱۹۶، مسجد بنی عارثہ و مسجد الشخ ۱۹۷، مسجد بنی اخیلی ۱۹۷، مسجد
بنی بیاضہ ۱۹۷، مسجد بنی ظفر ۱۹۷، مسجد بنی امیہ المدنی ۱۹۷
مسجد بنی واقف ۱۹۷، مسجد بنی انیف ۱۹۷، مسجد دار سعد ابن
خنیسہ ۱۹۸، مسجد النور ۱۹۸، مسجد عثمان بن مالک ۱۹۸، مسجد
منارتین ۱۹۸، مسجد فیفا و الجمار ۱۹۸، مسجد بنی الجبائہ و میسر
شداد ۱۹۸، مسجد التوبہ ۱۹۸، انبیاء کرام اور حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی اختیار کردہ راہیں اور قرب و جوار کی مساجد ۱۹۸
مدینہ منورہ ۱۹۸، مکہ منقرہ ۱۹۸، سابقہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی
راہوں سے گزرے تھے ۱۹۸، مسجد شجرہ ۱۹۹، ذی الحلیفہ
۱۹۹، مسجد آخر نبوی الحلیفہ ۱۹۹، مسجد المقرن ۱۹۹، مسجد شرف
المرحومہ ۱۹۹، مسجد المنصرف، الغزالہ ۲۰۰، مسجد الزوئیہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسلامی ریاست کی آمدنی کے ذرائع اور وسائل ۶۳۵۔
 اہل عطیات ۶۳۵ (ج) اموالِ غنیمت: نقد و جنس
 ۶۳۸ (ج) اموالِ غنیمت: جائیدادیں و اثاثہ جات
 (۵) جزیہ (س) صدقات ۶۶۶، نصابِ زکوٰۃ۔
 بھیڑ، بکری ۶۶۷، اونٹ ۶۶۷، گائے ۶۶۷، مالِ اہل
 (افرانِ محصول) ۶۷۰، مرکزی عاملین صدقات ۶۷۲،
 (افرانِ محصول) ۶۷۰، مرکزی عاملین
 صدقات ۶۷۲، مقامی عاملین صدقات ۶۸۱
 صدقات کے کاتبین ۶۸۶، خراج و غرائب (پیداوار کا تحفہ
 اور اس کے افسر) ۶۸۷، جمعی (چراغہ) کا نظام اور اس
 کے افسر ۶۹۰، عہدِ نبوی میں نظامِ قلعے ۶۹۳، طوقہ، طعم
 ۶۹۷، بابِ شتم، عہدِ نبوی کا مذہبی نظام ۷۰۲، دعوت
 اور دعا ۷۰۳، عاملین ۷۰۸، آفتِ سادہ و نفی ۷۱۳، ائمہ ساجد
 ۷۱۶، عہدِ نبوی رسول ۷۲۰، امورِ حج کی تنظیم ۷۲۲
 مقصود احمد جہاںپالی، سیرِ لطیفات [سرور کائنات کی بیٹیوں کا ذکر]

۱۹۰۷ء - ۲۲۰

حضرت زینبؓ ۱۹۰ء نام ۱۹۰ء ولادت ۱۹۰ء نکاح ۱۹۰ء اسلام
 ۱۹۱ء عام حالات ۱۹۱ء اولاد ۱۹۳ء وفات ۱۹۵ء حضرت زینبہؓ
 ۱۹۶ء نام ۱۹۶ء ولادت ۱۹۶ء نکاح ۱۹۶ء اسلام ۱۹۶ء حضرت
 عثمانؓ کا قبلِ اسلام اور حضرت زینبہؓ سے عقد کا عجیب واقعہ
 ۱۹۷ء ہجرت ۱۹۸ء حالات و وفات ۱۹۹ء اولاد ۱۹۹ء عام
 حالات ۲۰۰ء حسن و جمال ۲۰۰ء حضرت ام کلثومؓ کا نام
 ۲۰۱ء ولادت ۲۰۱ء نکاح ۲۰۱ء ہجرت ۲۰۲ء حضرت فاطمہؓ کا نام
 ۲۰۳ء لقب ۲۰۳ء ولادت ۲۰۳ء نکاح ۲۰۳ء شادی کا حال
 حضرت ملی کی زبانِ قلم سے ۲۰۵ء مہر ۲۰۶ء سامانِ حمیرہ ۲۰۷ء
 فضائل و مناقب ۲۰۷ء حضرت صلح کی سرگوشی و حادثہ جاگداز
 ۲۱۵ء وفات ۲۱۷ء دفن ۲۲۰ء شرفِ فضیلت ۲۲۰

نبرہ ۱۵۱ء، تیم ۱۶۱ء، دائل ۱۷۱ء، یحییٰ بن دائل ۱۸۱ء
 خلاصہ بحث ۱۹۱ء، باب سوم: فوجی تنظیم و جدت
 میں ۲۰۳ء، امراء و سلاطین (فوجی معینوں کے فائزین) ۲۱۵ء
 غزواتِ نبوی ۲۳۸ء، عام نتائج ۲۴۰ء، اسلامی فوج کی
 ساخت اور طریقِ جنگ ۲۴۱ء، انحراف (محافظ فوج)
 ۲۴۲ء، معسکر سلاطین ۲۴۶ء، عرض ۲۴۶ء، اسلامی فوج کے
 ڈویژن ۲۴۷ء، شہسوار فوج (انجیل) کا ارتقاء ۲۴۷ء
 سربانی فوجی تنظیم ۲۴۹ء، افسرانِ افواجِ اسلامی کی قبائلی نمائندگی
 ۲۵۰ء، علمبردار (اصحابِ الامویۃ و الرايات) ۲۵۲ء، طلید
 (گشتی دستے) ۲۵۶ء، جاسوس (مخبرین) ۲۵۸ء، راہبر
 (دلیل) ۲۶۱ء، اموالِ غنیمت اور قیدیوں کے نگرانِ افسر
 (اصحابِ المغنم) ۲۶۳ء، اسلحہ اور گھوڑوں کے افسر
 (اصحابِ السلاح و الفرس) ۲۶۶ء، اسلامی ریاست
 کا رد و افزون و زین و حربی ۲۶۷ء، محافظہ جسم و جادستے
 ۲۷۱ء، خلاصہ بحث ۲۷۲ء، باب چہارم: اسلامی ریاست کا
 شہری نظم و نسق ۲۷۸ء، مرکزی شہری نظم و نسق ۲۷۹ء، بینہ
 مندرجہ میں خلاصہ و ناہین، رسول ۲۷۹ء، مینانِ نبوی (النبیون)
 ۲۸۲ء، سیکرٹری (کاتبین) ۲۸۸ء، حضرت بلال حبشیؓ کا
 مقام ۲۹۳ء، سفیرانِ نبوی (رسل) ۲۹۶ء، مخصوص افسرانِ
 نبوی (کشتی) ۲۹۷ء، شعراء و خطباء و شاعر اور خطیب ۳۰۱ء
 متفرقِ تحت اور چھٹے کارکن ۳۰۶ء، صوبائی انتظامیہ،
 شہری نظم و نسق ۳۰۸ء، مالی، دلاۃ گورنر ۳۰۹ء، دالین،
 گورنروں کے اختیارات ۳۱۰ء، مقامی تنظیمیں ۳۲۲ء، نقیب
 ۳۲۷ء، قضاۃ (قاضی) ۳۳۱ء، باز اور انتظام اور اس کے
 افسر ۳۳۲ء، خلاصہ بحث ۳۳۳ء، باب پنجم: اسلامی
 ریاست کا مالی نظام ۳۴۰ء، مسلمانوں کی اقتصادی حالت ۳۴۰ء

مناظر احسن گیلانی: سید: تدوین حدیث (۶) ۵۲-۱۹۱

موسوع بحث کی تشریح ۵۳ حدیث کی حقیقت ۵۲ عام تاریخ اور فن حدیث ۵۴ حدیث کی مدنی تفریق ۵۴ عام تاریخی ذخیروں سے حدیث کے امتیازات ۵۵ تدوین حدیث کے قدرتی عوامل ۵۶ حدیث کے ابتدائی مادیوں کی تعداد ۵۷ کثرت تعداد کا روایتوں کی دقت پر اثر ۵۷ صحابہ کرام حدیث کے زندہ نفع تھے ۵۸ حدیث کا بہت بڑا حصہ متواتر ہے ۵۹ قرآن کی طرح حدیث کے بھی حفظ کا اہتمام تھا ۶۰ تقریباً سارے محدثین بے موجد خدمت حدیث میں مشغول رہے ۶۱ احتیاط کا حال ۶۲ محدثین کے زہد و تقویٰ کی چند مثالیں ۶۳ حفظ اور کتابت ۱۰۱ کتابت حدیث کی روایات و دلائل ۱۰۸ حکم تحریر حدیث اور مصمت نبوی ۱۱۳ جمیت حدیث کے چند قرآنی دلائل ۱۱۷ تاریخ تدوین حدیث ۱۱۸ آنحضرتؐ کے دور میں تدوین حدیث ۱۱۸ آنحضرتؐ سے روایت کر کے والوں

کی تعداد ۱۲ مہد صدیقی اور تدوین حدیث ۱۲۵ حضرت ابوبکرؓ نے پانسون حدیثیں قلمبند کیں ۱۲۵ تحقیق حدیث کے لئے اصول شہادت کی بنیاد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھی ۱۲۷ تدوین حدیث کی تاریخ میں حضرت ابوبکرؓ کی ایک اور اہم خدمت ۱۳۲ حدیث سے متعلق مہد صدیقی کا ایک اہم ذبیقہ اور اس پر موطا بکشا ۱۴۵ مہد فاروقی اور تدوین حدیث ۱۶۲ حضرت عمرؓ کی روایات کی تعداد ۱۶۳ تدوین حدیث کا خیال، لیکن پھر بدلتے مصلحت تامل ۱۶۶ مہد مرتضوی اور تدوین حدیث ۱۸۱

منصور فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۲-۵۹۹

باب الدیات و انقصام ۴۸۲ حضور سید الکونینؐ کے فیصلے ۴۸۷ حدود ۴۹۶ (۹) زنا سے متعلق فیصلے ۴۹۶ تہذیب

لعان اور ظہار ۵۰۷ جناب سید الکونینؐ کے فیصلے ۵۰۸-۵۰۹ (۹) تہذیب ۵۰۸ (۷) لعان ۵۱۰ (۷) ظہار ۵۱۶ باب الحمد و (جاری): شراب پینے، بنانے سے متعلق فیصلے (چندی (سرتر) ۵۱۸ شراب کے لئے حدود ۵۱۸ باب السرقة (چندی) ۵۲۲ باب الجہاد ۵۲۷ جناب سید الکونینؐ اور یہود مدینہ ۵۲۸ بنو قینقاع ۵۲۹ بنو نغیر ۵۳۰ غزوہ خندق (۹) بنی مطلقان (۷) بنو قریظہ ۵۳۲ غزوہ خیبر ۵۳۷ فتح مکہ ۵۳۹ جاسوس کی سزا کا فیصلہ ۵۴۲ سفار ۵۴۲ اہل کتاب اور جزیرہ ۵۴۳ ابواب الشکاح و الطلاق ۵۴۴ باب الشکاح ۵۴۴ نکاح شکار ۵۵۲ باب الطلاق ۵۵۵ ایلا ۵۵۸ ابواب الفرائض والا حکام و متفرقات و میراث ۵۶۱ ارشاد باری تعالیٰ ۵۶۱ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۵۶۲ متفرقات ۵۷۳ عقد (گری پری پیر) ۵۷۹ احکام ۵۸۰ مزاجت ۵۸۳ باب البیوع ۵۸۶ بیع نامہ ۵۸۶ کتابیات ۵۹۹

منصور فیض اللہ: مکالمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷) ۷-۱۳۳

عالمی ادب میں مکالمات ۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالمات کی خوبیاں ۸ آپ کے کلام کی خوبیاں ۹ آپ کے مکالمات کی مخالفت ۱۰ رسول خدا کا انداز گفتگو ۱۱ مکالمات نبویؐ کی تاثیر ۱۵ حقیقت دہی ۱۷ پشت نبویؐ ۱۷ تخلیق آدل ۱۹ اچھے خاندان کے لوگوں کو دعوت ۲۰ قابل تفریق کو دعوت ۲۰ عربوں جبر ۲۱ تفریق کا رد عمل ۲۱ ترغیب و ترہیب کے ہتھیار ۲۱ ۲۴ مکالمہ ابو جہل ۲۷ ضحاک اسلام ۲۸ عبداللہ بن سلام کا اسلام ۲۹ سفر طائف ۳۰ ہجرت مدینہ ۳۲ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان مکالمات ۳۳ غزوہ بدر البکری ۳۴ ایران بدر ۳۹ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھرمیں ۴۰

مکالمات بسلسلہ صلح حدیبیہ (فتح مبین) ۴۱، البصیرہ ص ۴۱
 حبس (بلسلسہ حدیبیہ ۷۷) مکالمات بسلسلہ غزوہ فتح
 (فتح مکہ) ۴۹، حاطب بن ابی بلتعہ ۲۹، ابوسفیان
 (دسے مکالمہ) ۵۱، عثمان بن طلحہ ۵۳، حکمر کا معاملہ ۵۶
 غزوہ خنین و طائف ۵۷، وفد بنی ہوازن ۶۰، بنی نضیر
 ۶۲، عام الوفود ۶۳، منام بن ثعلبہ ۶۳، وفد عبدالقیس ۶۵
 عدی بن حاتم طائی ۶۷، ثمامہ بن اثال ۶۹، ابوہریرہ عقیلی ۷۰
 ابن ابی اسحق ۷۲، معاویہ بن حنفیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی بات چیت ۷۲، سیدہ زینب کا وفد ۷۳، وفد کندہ ۷۵
 وفد اشعریین ۷۵، وفد بنو حارث ۷۶، وفد بنو ثقیف ۷۶
 مکالمہ جبریل علیہ السلام ۷۹، نقوش کا نظم و نثر ان سے پہلے
 کی تدبیر ۸۱، قصاص ۸۲، بیعت آخر ۸۳، مصحف بن ابراہیم
 ۸۳، اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت ۸۳، ایک فیصلہ
 ۸۴، بغیر عمل کے علم بے معنی چیز ہے ۸۵، آسان احتساب
 ۸۶، بیعت عمرو بن العاص ۸۶، پند و نصائح ۸۶، کبیرہ گناہ ۸۷
 اسلام و ایمان ۸۸، حضرت معاویہ بن جبریل سے ایک گفتگو
 ۸۹، قابل تعجب ایمان ۹۰، ایمان کی حقیقت ۹۱، شرم و
 ۹۱، پند و نصائح ۹۱، رسالت آج کا مقام تشریح میں ۹۲
 گناہ عظیم ۹۲، اللہ کا حق ۹۳، قیامت کی علامات ۹۴
 افضل عمل ۹۴، جہاد فی سبیل اللہ ۹۵، بہترین اسلام ۹۵
 مسلم اور یمن ۹۵، مقامات انبیاء کی نشاندہی ۹۶، اعمال
 حسنہ ۹۷، حقیقت صدقہ ۹۷، پسندیدہ صفات ۹۸، اعمال
 جنت ۹۸، محبوب و مردود بندے ۹۹، ایک وصیت
 (حضرت ابوذر غفاری) ۱۰۰، ایک جلیں مکالمہ ۱۰۱، اوجھنہ
 ۱۰۲، ایک خاص واقعہ ۱۰۲، خیرات ۱۰۳، حکومت کے طلبگار
 ۱۰۳، قیامت میں رفیق ۱۰۴، طوالت مارا ۱۰۴، حضرت علی

حیدر اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مکالمہ ۱۰۴
 میوے گفتگو ۱۰۵، تعلیمات ۱۰۶، صدقات، نعمت کی کمی
 ۱۰۶، اتفاق اور توکل ۱۰۷، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر اور
 نہ کرنے کا خسارہ ۱۰۷، بہتر صدقہ ۱۰۸، مکالمہ ۱۰۸، اہل قرابت
 اور صدقہ ۱۰۸، مرنے والوں کی طرف سے صدقہ ۱۰۹، رمضان
 کا چاند و شہادت ۱۰۹، روزے کا کفارہ ۱۱۰، نفلی روزے
 ۱۱۰، یوم عاشورہ کا روزہ ۱۱۲، حضرت عائشہ صدیقہ اور سرور
 کائنات کے درمیان گفتگو ۱۱۳، احرام ۱۱۳، یوم النحر کی گفتگو
 ۱۱۳، قربانی ۱۱۴، حرم پاک کی حرمت ۱۱۵، طہارت سے خشک
 ۱۱۵، حضرت ابوالقربان انصاری، حضرت جابرؓ اور حضرت
 انسؓ بیان فرماتے ہیں ۱۱۶، وضو، ایک مکالمہ ۱۱۷، ایک اعرابی
 (کے ساتھ مکالمہ) ۱۱۷، حضرت بلالؓ اور حمزہؓ معامین صلی اللہ
 علیہ وسلم کے درمیان مکالمہ اور سرور عالمؐ کا عمل جنابت
 ۱۱۹، نماز ۱۱۹، عورتوں کی نماز کا حکم ۱۲۰، نماز باجماعت ۱۲۰
 صحیح نماز ۱۲۱، نماز میں مناسب قرأت ۱۲۲، دور و شریف
 کعب بن عجرہؓ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مکالمہ
 ۱۲۲، حمد کے دن کا خصوصی وظیفہ درود اور انبیاء کے جبروں
 کی حفاظت ۱۲۳، احمید ۱۲۳، حمید قرآن ۱۲۳، میت پر گریزاری
 ۱۲۴، رحمت و شفقت ۱۲۴، تعزیت کا ایک خط ۱۲۵
 حضورؐ پر ایمان لانا۔ نجات کے لیے ضروری ہے ۱۲۵
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ۱۲۶، لا الہ الا اللہ ۱۲۶
 دسویں ۱۲۷، مذاب قبر، ایک تعلیمی مکالمہ ۱۲۸، حیات
 بعد الموت ۱۲۹، روئے باری تعالیٰ عز اسمہ ۱۲۹، زبدا ترک
 دنیا ۱۳۰، دنیاوی لذات کی حقیقت ۱۳۱، ایک اور موقع پر ۱۳۲
 جامع نصیحت ۱۳۳، کتابیات ۱۳۳۔

نامعلوم: انتخاب لعیتہ شامی (اردو) ۱۰، ۳۸۹-۷۵۵
 جن شعرا کا کلام اس میں شامل ہے ان کے نام یہ ہیں:
 امیر مینائی کھنوی دم ۱۹۰۰ء (۳۸۹)، اسماعیل میرٹھی
 (م ۱۹۱۷ء) ۳۹۰، عبدالباری آسی (الذنی) کھنوی
 (م ۱۹۳۹ء) ۳۹۱، بیدم شاہ وارثی (م ۱۹۴۴ء)
 ۳۹۲، حسرت مرانی (م ۱۹۵۱ء) ۳۹۳، ہزار کھنوی
 (م ۱۹۵۵ء) ۳۹۴، اقبال سیل (م ۱۹۵۵ء) ۳۹۵
 مولانا طراز حسن گیلانی (م ۱۹۵۶ء) ۳۹۶، مولانا حامد
 حسن قادری (م ۱۹۶۴ء) ۳۹۷، مولانا احمد ضاخان
 بریلوی (م ۱۹۳۱ء) ۳۹۸، یحییٰ مغلطی (م ۱۹۷۲ء)
 ۳۹۹، یوسف ظفر (م ۱۹۷۲ء) ۴۰۰، آغا شورش
 کاشمیری (م ۱۹۷۵ء) ۴۰۱، نصر اللہ خاں جھینڈیز
 (م ۱۹۷۶ء) ۴۰۲، امیر قادری (م ۱۹۷۸ء) ۴۰۳، حفیظ
 جالندھری (م ۱۹۸۲ء) ۴۰۴، مرزا محمد رفیع سودا (م ۱۱۷۸)
 ۴۰۵، میکم مومن خاں مومن دہلوی (م ۱۸۵۱ء) ۴۰۶، میر تقی
 دہلوی (م ۱۸۷۸ء) ۴۰۷، لایح عظیم آبادی (م ۱۸۳۳ء) ۴۰۸
 نایح کھنوی (م ۱۸۲۸ء) ۴۰۹، کرامت علی شہید (م ۱۸۲۸ء)
 ۴۱۰، بہادر شاہ ظفر (م ۱۸۷۲ء) ۴۱۱، خواجہ الطاف حسین
 حالی (م ۱۹۱۴ء) ۴۱۲، امیر مینائی (م ۱۳۱۸ھ) ۴۱۳، مولانا
 احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۹۲۱ء) ۴۱۴، محمد ابدی عزیز کھنوی
 (م ۱۹۳۶ء) ۴۱۵، مولانا محمد قاسم نانوتوی (م ۱۸۸۰ء) ۴۱۶
 مولانا نسیم الدین مراد آبادی (م ۱۹۴۸ء) ۴۱۷، محسن کاکردی
 (م ۱۹۰۵ء) ۴۱۸، مہاراجہ سرکش پرشاد شاہ (م ۱۹۴۰ء)
 ۴۱۹، اقبال سیل (م ۱۹۵۵ء) ۴۲۰، جوش ملیح آبادی
 (م ۱۹۸۲ء) ۴۲۱، حافظ مظہر الدین (م ۱۹۸۰ء) ۴۲۲
 ملا دجی (م ۱۸۳۶ء) ۴۲۳، طاهر نقی (م ۱۹۷۴ء) ۴۲۴

محمد رفعتی نقاشی (م دور انداز ۱۸۰۸ء) ۴۲۵، امام دکنی (م ۱۸۲۸ء)
 ۴۲۶، مختار (م ۱۸۵۹ء) ۴۲۷، میر شاہ سراج الدین سراج (م ۱۸۴۴ء)
 ۴۲۸، مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی (م ۱۸۳۱ء) ۴۲۹، سادات
 یار خان دگین (م ۱۸۳۵ء) ۴۳۰، صبا کھنوی (م ۱۸۵۵ء)
 ۴۳۱، عید الغفور نساخ عظیم آبادی (م ۱۸۸۸ء) ۴۳۲، شمس
 العلماء ڈوٹی نذیر احمد (م ۱۹۱۳ء) ۴۳۳، شوق قدوائی (م ۱۹۲۵ء)
 ۴۳۴، سلیم احمد (م ۱۹۸۳ء) ۴۳۵، نیکر اکبر آبادی (م ۱۸۳۰ء)
 ۴۳۶، مولانا حالی (م ۱۹۱۴ء) ۴۳۷، شاہ عظیم آبادی (م ۱۸۴۴ء)
 ۴۳۸، اکبر الہ آبادی (م ۱۹۲۱ء) ۴۳۹، میر انیس (م ۱۸۷۴ء)
 ۴۴۰، سراج کھنوی (م ۱۹۶۸ء) ۴۴۱، جگر مراد آبادی (م ۱۹۴۰ء)
 ۴۴۲، نیاز فتح پوری (م ۱۹۶۶ء) ۴۴۳، جوش ملیح آبادی
 (م ۱۹۸۲ء) ۴۴۴، احسان دانش (م ۱۹۸۲ء) ۴۴۵، تہید
 آل رضا (م ۱۹۷۸ء) ۴۴۶، مولانا الطاف حسین حالی (م ۱۹۱۴ء)
 ۴۴۷، مولانا شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) ۴۴۸، وحید الدین سلیم
 (م ۱۹۲۸ء) ۴۴۹، علامہ اقبال (م ۱۹۳۸ء) ۴۵۰، خوشی محمد
 ناظم (م ۱۹۴۰ء) ۴۵۱، آغا حشر کاشمیری (م ۱۹۳۵ء) ۴۵۲
 مولانا عبدالباری مفتی اجیری ۴۵۳، علامہ تاجو رحیب آبادی
 (م ۱۹۵۱ء) ۴۵۴، میکم احمد شجاع ساحر (م ۱۹۶۶ء) ۴۵۵
 مجید امجد ۴۵۶، حفیظ جالندھری (م ۱۹۸۲ء) ۴۵۷، آفتاب
 صحرا (نظم نعیتہ) از قاضی نذیر الاسلام ترجمہ از یونس احمد ۴۵۸
 ظہور نظر ۴۵۹، اظہر نفیس ۴۶۰، مومن خاں مومن دہلوی
 (م ۱۸۵۱ء) ۴۶۱، علی اسد مرثک کھنوی (م ۱۸۷۴ء)
 ۴۶۲، منشی درگاہ سہیلے سرد جہاں آبادی سرگبشی (م ۱۹۱۰ء)
 ۴۶۳، عبدالحمید سانک (م ۱۹۵۹ء) ۴۶۴، بیان دیز دانی
 (م ۱۹۰۰ء) ۴۶۵، عظیم قریشی ۴۶۶، میکم احمد شجاع ساحر
 (م ۱۹۶۶ء) ۴۶۷، ناصر کاظمی (م ۱۹۷۲ء) ۴۶۸، آغا شورش

کاشمیری دم ۵۶۱ (۱۹۷۵ء) رباعیات و قطعات: خواجہ
 میر درد ۵۶۳، عسکن کاکوردی ۵۶۳، امیر مینائی ۵۶۳،
 حسن بریلوی ۵۶۴، مولانا رضا بریلوی ۵۶۴، مزار سلطانی
 دبیر کھنوی ۵۶۴، مولانا حالی ۵۶۵، بیان میرٹھی ۵۶۵،
 قمر جلالوی ۵۶۵، فراق گورکھپوری ۵۶۶، ترک چنڈھوڑم
 ۵۶۶، جوشن عظیم آبادی (دم ۱۷۷۲ء) ۵۶۷، نوازش
 علی شیدا (دم ۱۷۷۲ء) ۵۶۸، مولانا محمد باقر آگاہ
 (دم ۱۸۰۵ء) ۵۶۹، میرضی الدین عبرت (دم اندازاً
 ۱۸۱۶ء) ۵۷۰، آفتاب اللہ تلمک کھنوی (دم ۱۸۱۶ء)
 ۵۷۱، مولانا کنایت علی کافی (دم ۱۸۵۸ء) ۵۷۲، غلام نام
 شہید (دم ۱۸۷۹ء) ۵۷۳، غلام امام شہید (دم ۱۸۷۹ء)
 ۵۷۴، میرزا دبیر کھنوی (دم ۱۸۷۵ء) ۵۷۵، علی القادر
 دنا (دم ۱۸۸۵ء) ۵۷۷، واجد علی شاہ اختر (دم ۱۸۸۷ء)
 ۵۷۸، مولانا الطاف حسین حالی پانی پتی (دم ۱۹۱۳ء) ۵۸۰،
 سید محمد فخر الدین حسین سخن دہلوی ۵۸۲، عسکن کاکوردی
 (دم ۱۳۲۳ھ) ۵۸۴، صنی کھنوی (دم ۱۹۵۰ء)
 ۵۹۳، میر محبوب علی لائق (دم اندازاً ۱۹۸۱ء) ۵۹۵،
 مولانا حسن رضا خان بریلوی (دم ۱۹۰۸ء) ۵۹۶، آغا
 حشر کاشمیری (دم ۱۹۳۵ء) ۵۹۹، نسیم خلیلی ۶۰۱،
 عبدالعزیز فطرت (دم ۱۹۶۷ء) ۶۰۲، تاج الدین تاج عرفانی
 ۶۰۵، سید حیدر آبادی (دم ۱۹۶۱ء) ۶۰۹، م حسن طبعین
 ۶۱۱، وزیر الحسن ملہدی (دم ۱۹۷۹ء) ۶۱۶، ڈاکٹر
 صفدر حسین صفدر (دم ۱۹۸۰ء) ۶۱۹، عبداللہ خادرا ۶۲۱،
 راجہ محمد عبداللہ نیاز ۶۲۳، محمد قلی قطب شاہ (دم ۱۹۱۱ء)
 ۶۲۵، انعام اللہ خان نقین (دم ۱۷۵۶ء) ۶۲۶،
 سراج اورنگ آبادی (دم ۱۷۶۴ء) ۶۲۷، شاہ جاتم

(۱۹۳۶ء) ۷۰۳، جلیل نمک پوری (م ۱۹۳۶ء)
 ۷۰۴، نظامی بدایونی (م ۱۹۳۷ء) ۷۰۵، اختر شیرانی
 (م ۱۹۳۸ء) ۷۰۶، عزیز یار جنگ (م ۱۹۳۸ء) ۷۰۷، صفی
 کھنوی (م ۱۹۵۰ء) ۷۰۸، سیاب اکبر آبادی (م ۱۹۵۱ء)
 ۷۰۹، آرزو کھنوی (م ۱۹۵۱ء) ۷۱۰، صفوی محمد اکبر خان کبر
 میسٹری (م ۱۹۵۲ء) ۷۱۱، پنڈت کیفی داتریہ (م ۱۹۵۵ء)
 ۷۱۲، بے خود پوری (م ۱۹۵۵ء) ۷۱۳، دشت گلکھنوی (م ۱۹۵۶ء)
 ۷۱۴، مولانا ظفر علی خاں (م ۱۹۵۶ء) ۷۱۵، سردار عبدالرب
 نقشر (م ۱۹۵۸ء) ۷۱۶، سید علی اختر حیدر آبادی (م ۱۹۵۸ء)
 ۷۱۷، ہری چند اختر (م ۱۹۵۸ء) ۷۱۸، محی الدین صاحب ابوالکلام
 آزاد (م ۱۹۵۸ء) ۷۱۹، دل شہ جہان پوری (م ۱۹۵۹ء)
 ۷۲۰، مولانا غلام محمد ترم (م ۱۹۵۹ء) ۷۲۱، نوح ناردی
 (م ۱۹۶۲ء) ۷۲۲، ہادی بھیل شری (م ۱۹۶۳ء) ۷۲۳،
 شوکت تھانوی (م ۱۹۶۳ء) ۷۲۴، حاجی مصطفیٰ خاں مصطفیٰ
 کھنوی (م ۱۹۶۳ء) ۷۲۵، مانی جاسی (م ۱۹۶۳ء)
 ۷۲۶، انور صہبائی (م ۱۹۶۳ء) ۷۲۷، زائر حسین
 حمید صدیقی کھنوی (م ۱۹۶۵ء) ۷۲۸، بیگی تنہا (م ۱۹۶۶ء)
 ۷۲۹، میر عثمان علی خان نظام دکن (م ۱۹۶۶ء) ۷۳۰،
 عبدالعزیز فطرت (م ۱۹۶۶ء) ۷۳۱، میرزا جعفر علی آخر
 کھنوی (م ۱۹۶۶ء) ۷۳۲، امت دید محمد حسین قمر جلالوی
 (م ۱۹۶۸ء) ۷۳۳، شکیل بدایونی (م ۱۹۷۰ء) ۷۳۴،
 اختر علی تہری (م ۱۹۷۱ء) ۷۳۵، فقر مرانی (م ۱۹۷۱ء)
 ۷۳۶، روشن صدیقی (م ۱۹۷۱ء) ۷۳۷، علامہ محی الدین تنہا
 عادی (م ۱۹۷۲ء) ۷۳۸، سراج الدین نظر (م ۱۹۷۲ء)
 ۷۳۹، ابراہیم گزری (م ۱۹۷۳ء) ۷۴۰، مصطفیٰ پوریا پوری
 (م ۱۹۷۳ء) ۷۴۱، بیزاد کھنوی (م ۱۹۷۴ء) ۷۴۲،
 یوسف جمال انصاری (م ۱۹۷۵ء) ۷۴۳، محوی صدیقی

۷۴۵، حسن بریلوی (م ۱۹۰۸ء) ۷۴۶، مولانا حسن
 رضا خان حسن بریلوی (م ۱۹۰۸ء) ۷۴۷، نسیم بھرت پوری
 (م ۱۹۰۹ء) ۷۴۸، جلال کھنوی (م ۱۹۰۹ء) ۷۴۹،
 نسیم کھنوی (م ۱۹۱۱ء) ۷۵۰، مولوی محمد عمر جمیل (م ۱۹۱۱ء)
 ۷۵۱، دونا رام پوری (م ۱۹۱۵ء) ۷۵۲، پیارے لال مدنی
 (م ۱۹۱۵ء) ۷۵۳، آسی غازی پوری (م ۱۹۱۶ء)
 ۷۵۴، محمد مظفر الدین محلی (م ۱۹۱۷ء) ۷۵۵، رعب انصاری
 (م ۱۹۱۸ء) ۷۵۶، منشی شمس الدین امیر حمزہ (م ۱۹۱۹ء)
 ۷۵۷، مولانا احمد رضا خان بریلوی (م ۱۹۲۱ء) ۷۵۸،
 مولانا احمد خاں بریلوی (م ۱۹۲۱ء) ۷۵۹، ممتاز جہاں
 گنگوہی (م ۱۹۲۷ء) ۷۶۰، عزیز صفی پوری (م ۱۹۲۷ء)
 ۷۶۱، مولانا محمد جوسر (م ۱۹۳۰ء) ۷۶۲، فصاحت کھنوی
 (م ۱۹۳۰ء) ۷۶۳، تاضی محمد شوکت شوکت مراد آبادی
 (م ۱۹۳۰ء) ۷۶۴، فیروز مظفرانی (م ۱۹۳۱ء) ۷۶۵،
 چوہدری دیوارام کوثری (م ۱۹۳۱ء) ۷۶۶، بے نظیر شاہ
 (م ۱۹۳۲ء) ۷۶۸، نظم طباطبائی (م ۱۹۳۳ء) ۷۶۹،
 محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت (م ۱۹۳۳ء) ۷۷۰،
 ریاض خیر آبادی (م ۱۹۳۴ء) ۷۷۱، محمد صغیر الحق نقیس
 آردی (م ۱۹۳۵ء) ۷۷۲، میرزا عزیز کھنوی (م ۱۹۳۵ء)
 ۷۷۳، اصغر گوندی (م ۱۹۳۶ء) ۷۷۴، آغا شاعر
 قزلباش (م ۱۹۴۰ء) ۷۷۵، سرکش پرشاد شاہ (م ۱۹۴۰ء)
 ۷۷۶، احسن مار پوری (م ۱۹۴۰ء) ۷۷۷، بیدم شاہ دارثی
 (م ۱۹۴۴ء) ۷۷۸، مجذوب سہارنپوری (م ۱۹۴۴ء)
 ۷۷۹، مولانا سید حسن نعمانی اشفاق عماد پوری (م ۱۹۴۴ء)
 ۷۸۰، نواب بہادر یار جنگ غلق (م ۱۹۴۴ء) ۷۸۱،
 سائل دلپوری (م ۱۹۴۵ء) ۷۸۲، جلیل نمک پوری

لکھنؤی (دم ۱۹۷۵ء) ۷۴۴، نجم آنندی (دم ۱۹۷۵ء) ۷۴۵

شقیق مگوٹی (دم ۱۹۷۶ء) ۷۴۶، امیر القادی (دم ۱۹۷۸ء)

۷۴۷، صدیقی غلام مصطفیٰ تبسم (دم ۱۹۷۸ء) ۷۴۸، پرنسپل

محمد طاہر ناردی (دم ۱۹۷۸ء) ۷۴۹، عرش مسیانی (دم ۱۹۷۹ء)

۷۵۰، جمیل نظیری (دم ۱۹۸۰ء) ۷۵۱، حافظ مظہر الدین (دم ۱۹۸۰ء)

۷۵۲، فضل احمد کریم فضل (دم ۱۹۸۱ء) ۷۵۳، نیر واسلی

دم ۱۹۸۲ء) ۷۵۴، احسان دانش (دم ۱۹۸۲ء) ۷۵۵

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰) ۲۹۴ - ۳۸۸

جن شعرا کا کلام اس انتخاب میں شامل ہے ان کے نام یہ ہیں

غفر الدین گرگانی (دم ۱۹۵۴ء) ۲۹۴، حکیم ابو الجود

مجدد دین آدم شانی (دم ۱۹۵۳ء) ۲۹۶، انوری

دم ۱۹۵۸ء) ۲۹۹، استاد جمال الدین امجدانی (دم ۱۹۵۸ء)

۱۹۶۲ء) ۳۰۰، حکیم خانانی شردانی (دم ۱۹۶۵ء) ۳۰۱

نظامی گنجوی (دم ۱۹۶۱ء) ۳۰۲، فرید الدین عطار نیشاپوری

(۱۹۶۲ء) ۳۰۸، قطب الدین بختیار کاکی (۱۹۶۲ء)

(۱۹۶۳ء) ۳۱۰، ادھی کرانی (۱۹۶۳ء) ۳۱۲

غلامی المعانی کمال الدین امجدانی (۱۹۶۳ء) ۳۱۴

مولانا جلال الدین محمد ددی (۱۹۶۳ء) ۳۱۷، شیخ فخر الدین

ابراہیم عراقی (۱۹۶۸ء) ۳۱۹، شیخ صدیقی شیرازی (۱۹۶۹ء)

(۱۹۶۹ء) ۳۲۱، مخدوم علاء الدین علی احمد صابر لکھری (۱۹۶۹ء)

(۱۹۶۹ء) ۳۲۴، خواجہ بہرام تبریزی (۱۹۶۹ء) ۳۲۵

امیر خسرو دہلوی (۱۹۶۹ء) ۳۲۶، خواجہ کرانی (۱۹۶۹ء)

۳۲۹، منیا نوشی بدایونی (دم ۱۹۷۰ء) ۳۳۱، عماد

نعتیہ کرانی (دم ۱۹۷۳ء) ۳۳۲، خواجہ جمال الدین

سلطان باجوہ (دم ۱۹۷۸ء) ۳۳۳، ابن عماد شیرازی

(۱۹۸۰ء) ۳۳۶، مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی

دم ۱۸۹۸ء) ۳۳۷، مولانا معین الدین معینی (دم دسویں

صدی ہجری/سویس صدی صدیقی) ۳۴۰، ثنائی شیرانی

دم ۱۹۲۵ء) ۳۴۲، جمال دہلوی (دم ۱۹۲۵ء)

۳۴۵، مولانا وحشی بافقی (۱۹۹۱ء) ۳۴۸

۳۴۵، مولانا لکھنؤی مختتم کاشانی (دم ۱۹۹۶ء) ۳۴۸

۳۴۶، محمد جمال الدین عرفی شیرازی (دم ۱۹۹۹ء) ۳۴۸

حکیم ابو الغنیض فیضی (دم ۱۹۹۹ء) ۳۵۱، خراجہ

باقی باشند (دم ۱۹۱۲ء) ۳۵۳، محمد حسین نظیری

دم ۱۹۲۳ء) ۳۵۴، بکیتی شیرازی (دم ۱۹۳۳ء)

میرزا جلال اسیر (دم ۱۹۳۹ء) ۳۵۸، حاجی جان

محمد ددی (دم ۱۹۵۶ء) ۳۶۱، سعد اللہ سیالستانی

دم گیارہویں صدی ہجری/۱۱ویں صدی صدیقی) ۳۶۱، نور الدین

کعبی (دم ۱۱۱۱ء) ۳۶۲، میرزا غلام باب بیگ جویا

تبریزی (دم ۱۱۱۸ء) ۳۶۴، میرزا عبدالقادر بیل

(دم ۱۱۳۳ء) ۳۶۵، میر سید علی شاکر امجدانی (۱۱۸۱ء)

۱۱۸۵ء) ۳۶۷، شیخ محمد علی حنین (دم ۱۱۸۰ء) ۳۶۹

حکیم قاضی (دم ۱۲۷۰ء) ۳۷۱، اسد اللہ خان غالب

دہلوی (دم ۱۸۶۹ء) ۳۷۴، غلام مصطفیٰ خان حسینی

(دم ۱۲۸۶ء) ۳۷۹، محمد حسن شری (۱۲۹۸ء)

(۱۸۸۱ء) ۳۸۱، غلام مصطفیٰ احمد خان نیر رشتاں (رئیس لارڈ)

(۱۸۸۳ء) ۳۸۰، خواجہ رستم شاہ کاکلی (دم ۱۳۲۱ء) ۳۸۰

۳۸۱، علامہ شبلی نعمانی (دم ۱۹۱۳ء) ۳۸۳، غلام قادر گرامی

جاندھری (دم ۱۹۲۷ء) ۳۸۴، علامہ اقبال (دم ۱۹۳۸ء)

۳۸۵، سید منظور احمد مجبور مکان شریفی (م ۱۹۶۹ء)

۳۸۶، جگر مراد آبادی (م ۱۹۶۰ء) ۳۸۷

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (عربی) (۱۰) ۱۹۳ - ۲۹۳

(م ۸۲۱) ۲۶۹، شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۰۹۲ھ) حضرت
محمد بن حنفیہ (م ۲۷۹) حضرت عباس بن عبد المطلب (م ۶۷۳)
۲۸۲، حضرت علی المرتضیٰ (م ۶۶۱ھ) ۲۸۳، مولانا
محمد فضل بن خیر آبادی (م ۱۸۹۱ھ) ۲۸۶، ابو محمد طوسی (م ۱۸۹۱ھ)
(م ۱۹۹۵ھ) ۲۸۸، مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی (م ۱۸۹۱ھ) ۲۸۹،
(م ۱۸۱۸ھ) ۲۹۰، امام زین العابدین، علی السجادین (م ۱۸۱۸ھ)
(م ۱۲۷۷ھ) ۲۹۱، امام اعظم ابو حنیفہ کوفی، نعمان بن ثابت (م ۲۹۲)۔

نامعلوم۔ حضرت علی اور رسول خدا (۹) ۱۳۳ — ۷۲۲

اس میں ان احادیث کو جمع کیا ہے، جو آپ کے فضائل و مناقب
کے بارے میں ہیں۔ یہاں پر چند کے متعلق مختصراً اشارہ کیا جاتا
ہے، آپ نے حضرت علی سے فرمایا: ”تم میرے بھائی و دنیا میں
بھی اور آخرت میں بھی ہو“ ۷۱۷، آپ نے خدیجہ غم کے مقام پر
فرمایا: جس شخص کا میں مرلا ہوں، علی اس کا مولا ہے۔ ۷۱۹
”علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں“ اند ۷۱۷ میرے بعد ہر مومن
کے حاکم ہیں۔ ۷۲۱، خیر کے دن سرور کائنات نے فرمایا:
”میں ایسے مرد کو علم دوں گا، جو خدا اور رسول کو دوست
رکھتا ہے اور جسے خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں“ ۷۲۲۔
نثار احمد ڈاکٹر: شعب ابی طالب (۹) ۲۶۰ — ۲۹۸

شعب ابی طالب کا مطالعہ کیوں کیا گیا؟ اس کے شرائط ۲۶۱
ترک مولات کا معاملہ صرف بنو ہاشم کے ساتھ ہی کیوں مخصوص رکھا
۲۶۲، شعب ابی طالب کا محل وقوع ۲۶۳، پانچویں کی تفصیل
۲۶۴، معاشرتی اور معاشی انقطاع ۲۶۵، مطالعہ کیے ختم
ہر ۲۶۷۔

نثار احمد ڈاکٹر: حیدر بنی میں ریاست کاشفہ و ارتقاء (۵) ۱۱ — ۳۲
اقتباس ۱۲، باب اول: بعثت بنوی کے وقت دنیا کا سیاسی
نظام ۱۷، فارس ۲۲، ہندوستان ۲۶، چین ۲۹، دوسرے

روضہ رسالت، آب صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجد شریفی
جالیوں پر کندہ نقیہ اشعار ۱۹، تخصیص ابو عبید
(م ۱۲۹۹ھ) ۱۹۳، ابن حجر المزی (م ۸۳۹ھ) ۱۹۵
شیخ عبد الرحیم البیہقی (م ۱۸۹۰ھ) ۱۹۷، ابن نباتہ مصری (م ۱۸۹۸ھ)
۲۰۲، شہاب الدین محمود کلبی ۲۰۳، شیخ جمال الدین العمری
(م ۱۳۵۸ھ) ۲۰۲، عبد الرحمن بن خالد بن ولید (م ۱۸۹۰ھ)
علامہ ابن حجر (م ۸۳۸ھ) ۲۱۵، شیخ عبد اللہ شبراوی
(م ۱۸۹۵ھ) ۲۱۹، شیخ حسین دجانی (م ۱۸۵۲ھ) ۲۲۲
شیخ عبد الغنی ناعسی (م ۱۸۳۰ھ) ۲۲۳، شیخ احمد حائری
(م ۱۸۷۱ھ) ۲۲۵، حضرت ابو طالب بن عبد المطلب
(م ۶۲۰ھ) ۲۲۶، حضرت عثمان غنی (م ۶۵۰ھ)
حضرت عمر فاروق (م ۶۴۴ھ) ۲۳۰، حضرت ابو بکر
صلی اللہ علیہ وسلم (م ۶۳۴ھ) ۲۳۱، حضرت حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم
(م ۶۲۵ھ) ۲۳۲، حضرت فاطمہ الزہراء (م ۶۳۲ھ)
۲۳۳، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (م ۶۷۷ھ)
۲۳۴، ابن العربی ابو بکر بن الدین (م ۱۲۴۰ھ)
۲۳۵، حضرت کعب بن زہیر (م ۶۲۲ھ) ۲۳۶، عیسیٰ
۲۳۷، محمد بن عبد اللہ مسعودی (تفسیر و تفسیر) ۲۳۹، حضرت
ابو سفیان بن عمار بن عبد المطلب (م ۶۴۱ھ) ۲۴۱
حضرت عباس بن مہدی (م ۶۴۳ھ) ۲۴۳، حضرت عبد اللہ بن رواحہ
(م ۶۲۹ھ) ۲۴۴، ابو القاسم (م ۶۴۴ھ) ۲۴۵
حضرت عبد اللہ بن زہیر (م ۶۴۹ھ) ۲۴۶، حضرت کعب بن لکھ
۲۵۱، حضرت حسان بن ثابت انصاری (م ۶۴۰ھ) ۲۵۱
شاہ عبد العزیز دہلوی ابن شاہ ولی اللہ (م ۱۸۲۴ھ)
۲۵۸، علامہ آزاد بلگرامی (م ۱۸۸۶ھ) ۲۵۹، (م ۱۸۸۶ھ)
(م ۱۹۳۲ھ) ۲۶۳، ابو علی محمد بن السبکی بن احمد قطرب

ملک ۳۰، عرب ۲۱، باب دوم: تاسیس ریاست ۴۴، ریاست کی نگرانی بنیادی ۴۴ - (الف) ایمان باللہ ۴، (ب) ایمان بالملائکہ ۴، (ج) ایمان بالرسالت (د) ایمان بالکتاب ۲، (ه) ایمان بالآخرت ۲، تشکیل معاشرہ ۴، تنظیم معاشرہ ۴، (الف) پہلا مرحلہ ۴، آغاز ریاست ۹، باب سوم: توسیع ریاست ۱۱۲، در اول (۱ھ تا ۵ھ) ۱۱۳، در دوم (۶ھ تا ۱۱ھ) ۱۱۳، چہارم: استحکام ریاست ۱۶۱، در اول ۱۶۱، در دوم (وصال نبوی تک) ۱۶۴، باب پنجم: انتظام ریاست ۱۸۴، مقتدر اعلیٰ ۱۸۴، رئیس مملکت ۱۹۱، صیغہ خاص ۲۰۱، صیغہ توقیعات و فرامین ۲۰۲، صیغہ استصباح ۲۰۲، صیغہ حاجات امداد و اخلہ ۲۰۲، صیغہ تعلقات خارجہ ۲۰۴، صیغہ لئے مالیات ۲۰۸ - (الف) غنیمت ۲۱۰، (ب) فے ۲۱۲، (ج) خراج ۲۱۲، (د) جزیرہ ۱۱۳، (ه) زکوٰۃ ۲۱۳، (د) صدقات ۲۱۵، صیغہ لئے عسکری ۲۱۶، صیغہ عدالت ۲۲۰، صیغہ لئے تعلیم و تربیت ۲۲۵، صوبائی نظام ۲۲۷، حراشی باب اول: بعثت نبوی کے وقت دنیا کا سیاسی نظام ۲۳۱، حراشی باب دوم: تاسیس ریاست ۲۴۴ - تشکیل معاشرہ ۲۴۶، تنظیم معاشرہ ۲۵۳، حراشی - باب سوم: توسیع ریاست ۲۸۱، حراشی باب چہارم: استحکام ریاست ۳۰۵ - در اول ۳۰۵، در دوم ۳۰۸، حراشی - باب پنجم: انتظام ریاست ۳۱۳، اختتامہ ۳۲۳، کتابیات ۳۳۵ - (۱) قرآن اور علوم قرآن ۳۳۵، (ب) احادیث و تراجم ۳۳۵، (ج) فقہ اور اصول فقہ ۳۳۶، (د) دیگر کتب ۳۳۶، (ه) نجات اور معجم وغیرہ ۳۳۸، (د) کتب اُردو ۳۳۹

نثار احمد ڈاکٹر: مواخاۃ صحابہ (۹) ۵۲۳ - ۵۲۲

مواخاۃ کے معنی ۵۲۲، مواخاۃ کا زمانہ ۵۲۴، اس کے فوائد ۵۲۴، مواخاۃ کے تین پہلو ۵۲۸، پہلی مواخاۃ میں شامل

لوگ ۵۲۹، مواخاۃ مدینہ ۵۳۰، مواخاۃ کا دوسرا پہلو ۵۳۰، اس کا تیسرا پہلو ۵۳۰، انصار و مہاجرین کی تعداد جن کے درمیان عقیدہ مواخاۃ قائم کیا گیا ۵۳۱، انچاس مہاجرین اور انچاس انصار کے نام ۵۳۳، چودہ مہاجرین صحابہ ۵۳۴

نثار احمد ڈاکٹر: ہجرت مدینہ کے اسباب و محرکات (۸) ۲۳۴ - ۲۵۵، ہجرت کے لغوی معنی ۲۳۵، مہاجرین کے لئے قرآن میں اجر و ثواب کا ذکر ۲۳۷، ہجرت سے سرفرازی، رحمت اور سر بلندی کا حصول ۲۳۹، راہ ہجرت کی رکاوٹوں کا دور بڑھانا ۲۴۱، ہجرت کس لئے ترغیب دیا؟ تحریک ۲۴۳، ہجرت کے لئے مکمل رہنمائی ۲۵۴، بخارہ غلام تادار (مترجم) عثمان پر کچے گئے حراثی کا ذکر (۹) ۷۰۸ - ۷۱۲

ان لوگوں کے نام جنہوں نے آپ کی شہادت پر ریشے کئے ۷۰۸، کعب بن مالک انصاری ۷۰۹، ولید بن عقبہ ۷۰۹، نعز بن حارث ۷۱۰، حنظلہ بن ربیعہ قحی ۷۱۰، مغیرہ بن انفس ۷۱۱، عثمان کی شہادت پر بیانات کا فرقہ ۷۱۱، جنوں کے لئے ۷۱۲، ندائی (مترجم) ابنی الامی از شہید مرتضیٰ المظہری (۷) ۷۲۱ - ۷۵۲

نیا زنجبوری: ہمارے بچے کی قوت عمل (۹) ۴۰۳ - ۴۱۰، ترقی کی دو قسمیں ۴۰۴، عالم کے ارتقاء کے مراحل ۴۰۵، بعثت نبوی کے وقت عالم کی حالت ۴۰۶، تبلیغ و اصلاح میں مشکلات ۴۰۷، اسوہ محمدی میں استقامت ۴۰۸، اسوہ رسول میں قوت عمل کی تعلیم ۴۰۹



دل اللہ دلوی شاہ: آثار و اصناف عثمان (۹) ۷۰۲ - ۷۰۷

قدانورین ۷۰۲، حضرت عثمان کے لئے رسول خدا کی دعا ۷۰۳، بے نفسی ۷۰۴، تواضع ۷۰۴، مہربان ۷۰۴، حیاء ۷۰۴، رفیق بنی صلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۴، مشابہت بنی صلی اللہ علیہ وسلم ۷۰۴

حضرت عثمانؓ کے حکیمانہ اقوال ۷۰۵، اشاعتِ قرآن کے لئے
اتمام ۷۰۵، آخری نکتہ ۷۰۷

ھ

ماہنامہ سید محمد حسین: اقوالِ رسولِ مکی اللہ علیہ وسلم

(۶) ۲۵۷ — ۷۹۵

سنت و حدیث اور ان کی تشریحی حیثیت ۲۵۸ —
اصطلاحی معنی ۲۵۸، سنت اصطلاح فقہاء میں ۲۵۸، سنت
اصطلاح محدثین میں ۲۵۹، سنت اور حدیث ۲۵۹،
علوم الحدیث ۲۵۹، اقسام حدیث ۲۶۰، مختصر تاریخ حدیث
۲۶۱، دورِ تابعین ۲۶۳، حدیث کی چند مستند اور مشہور کتابیں
۲۶۳، نامقبول روایہ ۲۶۳، راوی کے امتیازات و خصائص
۲۶۳، مشتبہ احادیث ۲۶۳، سنت کی تشریحی حیثیت ۲۶۳،
ارشادات ربانی ۲۶۳،

اعتقادات ۲۶۷، نیت ۲۶۷، ایمان، اسلام،
اعتماد (مضبوط کپڑا)، اقتصاد (میانہ روی)، ۲۶۷،
خدا اور بندے کا ایک دوسرے پر کیا حق ہے ۲۶۸، شفقت
کا سب سے زیادہ حق ۲۶۸، کلماتِ زبان کا انجام ۲۶۹،
جنمی اور جہنمی فرقہ ۲۷۰، بد مذہب ۲۷۱، ایمان کی حقیقتیں
۲۷۴، ایمان کا سب سے اعلیٰ اور سب سے اعلیٰ عمل ۲۷۴،
تین چاقبہ کا بیان ۲۷۷، عبادتِ ایمان کن کو حاصل ہوتی
ہے ۲۷۷، تکمیلِ ایمان کے ذریعے ۲۷۷، مسلم اور مومن کی
صحیح تعریف ۲۷۷، ایمان کی تین بنیادیں ۲۷۷، اقرارِ توحید کا
اثروں میں ۲۷۷، مغزِ اسلام دستِ سوالوں کا جواب ۲۷۹،
تفسیر اور تفریق ۲۷۹، سنت اور بدعت ۲۷۸، احکامِ ایمان
اور بدعتِ ایمان ۲۷۹، عورتوں کے اسلام کا امتحان ۲۷۹،
انسانِ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے ۲۸۰، ایمان اور عمل کا گہرا

تعلق ۲۸۰، دین صحیح کیلئے ۲۸۰، عجیب و لطیف تخیل ۲۸۱، پانچ
باتیں ۲۸۱، جنت کی کیفیت ۲۸۲، وعظ ۲۸۲، علم اور علمائے کرام
۲۸۵، کتاب و سنت سے وابستگی ۲۸۸، چند وصایائے نبویؐ ۲۸۸،
ہرگز خیر کا رشتہ زبانِ رسالت ہے ۲۸۹، بہترین کام اور بہترین
سیرت ۲۸۹، اقتدائے قرآن کا صلہ ۲۸۹، احیائے سنت نبویؐ کا
انعام ۲۹۰، قرآن اور دیگر صحفِ انبیاء پر ایمان ۲۹۰، تھوڑی سی
نئی بدی سے بہتر ہے ۲۹۰، بدعت پر وعید ۲۹۰، فرقے بندی کی
لغنت اور اقبابہ ۲۹۱، تقدیر کا بیان ۲۹۱، آخری بازگشتِ رحمت
الہی ہے نہ کہ عمل ۲۹۲، دینِ اسلام میں سیدئیں میں نہ کہ تختیاں
۲۹۲، قرآن کا مذاہب حق ہے ۲۹۲، مصائب میں رحمت کا پہلو ۲۹۵،
استقاط شدہ بچہ شفیق ہوگا ۲۹۶، رقبہ اور عزم کا صحیح مفہوم
۲۹۶، مدینے کے لیے ہمارا انتخاب ۲۹۶، تقدیر و تدبیر
۲۹۷، تقدیر کی صحیح حقیقت ۲۹۷، گریہ و غم ۲۹۸، چننا اور رسومِ
جاہلیت اور ان کی مزا ۲۹۸، حوضِ کوثر اور شفاعت
۲۹۸، جنت کا بیان ۲۹۹، دوزخ کا بیان ۲۹۹، کتاب
الزکوٰۃ ۳۰۰، تبلیغ میں حکمتِ تدریج اور زکوٰۃ کا مصرف ۳۰۰،
قسم ۳۰۱، تصاویر کا خاص نوعیت ۳۰۱، کتاب التفسیر ۳۰۱،
رائے کو پابند قرآن ہونا چاہیے نہ کہ قرآن کو پابند رائے ۳۰۲، حقیقت
قرآن زبانِ رسالت ۳۰۲، انبیائے کرام نہ وہ ہیں ۳۰۲، برائت ۳۰۲،
حجرہ فراتِ مومن سے ہوتا ہے رسولِ فرقان، رحمتِ الہی اور تکفیر
سیات ۳۰۵، تقدیر، نفع و نقصان اور مشیتِ الہی ۳۰۵، تقدیر
تدبیر کا لاپ ۳۰۶، قضاء و قدر پر بے اطمینانی ۳۰۶، توفیقِ الہی
۳۰۷، اگر مگر کا غلط استعمال ۳۰۷، تقدیر کی جزئیات میں پڑنے
کی ضرورت ہی نہیں ۳۰۷، سعادت و شقاوتِ انسانی ۳۰۹،
جنتِ النعم ۳۰۹، تقدیرات پر بحث نہ رو ۳۰۹، توحید کی نزاکت
۳۱۰، جنت میں نیند نہیں ۳۱۰، دیدارِ الہی ۳۱۰

عبادات ۳۱۱ وضو ۳۱۱ ج ۳۱۲ دعا ۳۱۲
 اعمال میں میاں روی ۳۱۴ سنت نبوی کی ترویج اور عبادت
 کے غلط تصور کی اصلاح ۳۱۴ سنت کے معنی لغت کے نہیں
 ۳۱۸ صالح الدھر بنو کرئی روزہ نہیں ۳۱۸ تھوڑے عمل میں
 عبادت ۳۱۹ اسلام میں تفتت نہیں ۳۱۹ پتے کی بات ۳۱۹
 ہر شے میں اعتدال ۳۱۹ استیفاء ۳۲۰ غسل ۳۲۱ ذکر ۳۲۱
 کتاب ہدایت دپاکیزگی ۳۲۳ کھڑے پانی کے اندر پیشاب کرنا
 ۳۲۳ کتے کا جھوٹا برتن ۳۲۳ تین جگہوں پر رنج حاجت ۳۲۳
 رنج حاجت کے بعد ذکر الہی ۳۲۳ سیدھے اور اٹھے ہاتھ میں
 تعظیم کا رم ۳۲۴ نماز ۳۲۴ زکوٰۃ ۳۲۴ وضو اور اس کے
 تعلقات ۳۲۴ گندگی بھی گناہ ۳۲۴ وضو اور صواب ۳۲۸
 سوکر اٹھنے کے بعد صواب ۳۲۸ صواب کی تفصیل ۳۲۸
 سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونا ۳۲۸ وضو میں پانی کا اسراف
 ۳۲۹ وضو کے بعد اعضاء کا پونچھنا ۳۲۹ مسح ۳۲۹ دونوں
 نیوکا میں ۳۲۹ جماعت ۳۳۰ صلوٰۃ ۳۳۱ کتاب الصلوٰۃ
 ۳۳۲ نماز سے گناہ دھلنے کی تمثیل ۳۳۲ دُودت کی نماز بھی
 دوزخ سے بچا لیتی ہے ۳۳۲ نماز میں پابندی وقت ۳۳۲
 نماز وقت پر ادا ہونی چاہیے ۳۳۲ تین قسم کی تاخیر سے بچنا ۳۳۲
 مسجد ۳۳۴ مقام سرکار پر دھڑکنا ۳۳۵ نماز کے مقام ۳۳۵
 نماز میں صالح کا لحاظ ۳۳۶ ایک رکعت سے چار رکعات
 تک ۳۳۶ اوقات نماز میں موسمی لحاظ رکھنا چاہیے ۳۳۶
 ادنیٰ ظلم بعد کلام ۳۳۶ سحر خیزی اور قرب الہی ۳۳۷
 امام اور مؤذن کا مقام ۳۳۷ جمعہ ۳۳۸ نماز میں بات نہیں
 کرنی چاہیے ۳۳۹ مسجد ۳۳۹ حلال کمائی سے تعمیر مسجد کا
 انعام ۳۳۹ مسجدوں کو صاف اور منظر رکھو ۳۴۰ عورت
 کے لئے سب سے بہتر مقام نماز ۳۴۰ بدبودار چیز کھا کر مسجد

میں نہ آؤ۔ ۳۴۰ استقبال قبلہ ۳۴۱ سمت قبلہ کی وسعت ۳۴۱ کشتی
 نماز کی طرح ادا کی جائے ۳۴۱ یعنی مسجد ۳۴۱ ایک کپڑے میں
 نماز ۳۴۱ عید اور بقر عید ۳۴۲ امام کے اوصاف ۳۴۳ ربیع
 کی نماز ۳۴۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نمازیں ۳۴۵ نماز کے
 اندر عید و مہم کے حصے ۳۴۵ نماز میں جائز و منوع افعال ۳۴۶
 نماز میں سترہ ۳۴۶ ادرنگھے ہونے نماز اور کرم ۳۴۶
 اجتماعت کی اجابت ۳۴۶ غسل و کفن ۳۴۷ صفوں کی ترتیب
 ۳۴۷ جماعت کے بعض احکام ۳۴۸ دوسری جگہوں میں جا کر آت
 کا شوق نہ کرو ۳۴۸ کس قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ۳۴۸
 مقتدی اکتانہ جائیں (انتقال کے بعد امامت) ۳۴۹ مقتدیوں کی
 رعایت ضروری ہے ۳۴۹ عورت کی رعایت سے نماز میں نقصان
 ۳۴۹ تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے ۳۵۰ ہر عمل میں مغفوری
 طلب ضروری ہے رسول اللہ کو لقمہ دینا ۳۵۰ جنازہ ۳۵۱ جمعہ
 کی نماز ۳۵۲ نماز جمعہ ۳۵۴ قربانی چھوٹی سی چھوٹی چیز کی بھی
 ہر قسم کی ہے ۳۵۴ مسجد کو حاضر ہونے کا طریقہ ۳۵۴ مسجد میں کسی
 کو "چپ رہو" کہنا بھی بدلتی ہے ۳۵۵ نہایت لطیف تشبیہ
 (جمع کو چپنے والوں کے لیے) ۳۵۵ دوران خطبہ میں نماز یا
 گفتگو نہ ہونی چاہیے ۳۵۵ نماز سفر ۳۵۵ تین نسخ پر قصر نماز
 ۳۵۵ مسافرت میں نوافل نہ ادا کیے جائیں ۳۵۶ شہید ۳۵۶
 قبول کی زیارت ۳۵۷ نماز میں کسی کرنا ۳۵۷ رات کی نماز ۳۵۷
 نماز نوحہ ۳۵۸ صلوٰۃ الخوف کا ایک طریقہ ۳۵۸ صلوٰۃ الخوف
 کا دوسرا طریقہ ۳۵۹ نماز عید ۳۵۹ عورتوں میں خطبہ عید
 ۳۵۹ اگر جمعہ کے دن عید ہو تو جمعہ ضروری نہیں ۳۶۰ ہتھار بند
 ہو کر عید کے لیے نکلنا ۳۶۰ نماز کسوف ۳۶۰ پھر رکعتوں میں
 صرف چار رکبے ۳۶۰ کتاب الزکوٰۃ ۳۶۱ روزہ ۳۶۲
 نماز استسقاء ۳۶۵ توسل ۳۶۵ حاجت و استخارہ ۳۶۶
 صدقے کا وسیع مقدمہ ۳۶۶ تین عمل کے خوشگوار مقدمہ ۳۶۶

قیام لیل ۲۶۶، شب زندہ داری کی برکتیں ۲۶۶، نمازِ شب کی تاکید ۲۶۶، مومن کا عزم و شرف کس بات میں ہے ۲۶۷، طاعت و معصیت کا مقابلہ ۲۶۷، صدقہ فطر ۲۶۸، اہل و عیال کا خرچ، صدقہ کی فضیلت ۲۶۹، تراویح ۲۷۰، نفل گھر یا دکان یا فضل ہے ۲۷۰، نمازِ عشاء کے بعد بے ضرورت گفتگو ۲۷۰، نمازِ عشاء کے بعد غیباتیں ۲۷۰، فانی اللہ بہرے کا مطلب اور ذریعہ ۲۷۰، چنانچہ فضل عبادات ۲۷۰، روزہ ۲۷۰، صلوٰۃ ۲۷۰، نمازِ جنازہ ۲۷۰، غائبانہ نمازِ جنازہ ۲۷۰، خود کشی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے ۲۷۰، غیر مسلم کا جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا ۲۷۰، خون شیدائے ارباب الیٰ ترست ۲۸۰، ایک گھن میں کئی مہرے ۲۸۰، کتاب الزکوٰۃ ۲۸۰، جس کا سب کچھ اللہ کے لیے وقف ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ۲۸۰، دقت سے پہلے بھی زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے ۲۸۱، زکوٰۃ وصول کرنے میں آسانی کا حکم ۲۸۱، رویت ہلال ۲۸۲، نجاست رفع کرنا اور پاک کرنا ۲۸۲، زکوٰۃ کہاں فرض ہے ۲۸۳، ذبیروں پر زکوٰۃ ۲۸۳، مالی یتیم کو تجارت میں لگانے کا حکم اور اس کی مصلحت ۲۸۳، ہر مال تجارت پر زکوٰۃ ہے ۲۸۳، حدیث فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے ۲۸۳، زکوٰۃ کس کو دینا جائز نہیں ۲۸۳، ابتلائے ہاشم کے لیے صدقہ جائز نہیں ۲۸۴، شب قدر ۲۸۵، موت ۲۸۵، صدقے کا وسیع مفہوم ۲۸۸، رومی کھجروں کا صدقہ ۲۸۸، اعکافات ۲۸۸، فضائل نمازِ روزہ ۲۸۸، وغیرہ ۲۸۹، متعلقات صدقہ ۲۹۰، تناسخ عزیر و شعل ۲۹۰، شوہر اور سوتیلے یتیم فزیر زکوٰۃ صدقہ دینا ۲۹۱، شوہر کے مال میں سے صدقہ کرنا ۲۹۱، اعمال اور اقوال کے فضائل ۲۹۲، متفرق حدیثیں ۲۹۲، فقہ و اختلافات وغیرہ ۲۹۳

تلاوت قرآن مجید ۳۹۳، کتاب الصوم ۳۹۴، فضائل صوم ۳۹۴، صوم کا استہاجرا و اس کی فرقتیں ۳۹۴، صوم پیر بھی ہے، بشرطیکہ شگاف نہ ڈالا جائے ۳۹۴، باب الزمان ۳۹۷، روزہ کھولنے کا اجر ۳۹۷، روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے اور نصف صبر ۳۹۷، طاعم شاکر اور صائم صابر یکساں ہیں ۳۹۷، مساجد ۳۹۷، ہمد و صیت ۳۹۸، کتاب الحج ۳۹۸، روزہ کے متعلق چند خاص باتیں ۴۰۰، ایک ہی فتویٰ سب کے لیے نہیں ہوتا۔ احوال و فطرت کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے ۴۰۰، صبر و انظار کی مگر روح صوم کی ہو سکتی ہے ۴۰۱، معنی افطار اور صرۃ صوم ۴۰۱، دوسرے کو تکلیف دے کر روزہ نہ رکھا جائے ۴۰۱، یوم عاشورا کا روزہ ۴۰۱، ظہر، افطار اور حکم روزہ (روزہ داروں کا احترام) ۴۰۲، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے عینے کے روزے صرف رمضان میں رکھے ۴۰۲، حاکم الدھر ہونے سے بچو ۴۰۲، جنگ کے مرتبہ پر روزہ رمضان نہ رکھنا چاہیے ۴۰۲، خدمتِ خلق، روزہ رکھنے سے زیادہ ثواب ہے ۴۰۲، سفر میں روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے ۴۰۳، کسی جان کا خیال رونے سے زیادہ ضروری ہے ۴۰۴، رونے میں قوت برداشت کا سناظ ضروری ہے ۴۰۴، میت کی طرف سے دل بھی رونے رکھ سکتا ہے ۴۰۴، دلی صوم تذکرہ میت کی طرف سے ادا کرے ۴۰۴، مدینہ طیبہ کی حاضری ۴۰۵، کتاب الحج ۴۰۵، پاکیزہ حج کب ہوتا ہے ۴۰۵، آغاز کار کے بعد صوم مانع امر نہیں ۴۰۶، حائض کی حج کس طرح ۴۰۶، خطبہ حج ۴۰۶، دوسروں کو دھکا دے کر حرمِ اسود کو چرنا ۴۰۶، طواف بھی نمازی کی ایک شکل ہے ۴۰۷، کنکریاں پھینے میں بھی غلو سے بچو ۴۰۷، رسم حج کی اصلی روح ۴۰۷، قربانی ۴۰۷، صلاۃ جمعی عید الاضحیٰ کی قربانی سے زیادہ افضل ہے ۴۰۷، حلال و حرام جانور ۴۰۸، قربانی ۴۰۸، قسم ۴۰۹، منفرتم

کو توڑ کر کفارہ ادا کرنا چاہیے ۴۰۹، منت ۱۰، منت ماننے کے دو پہلو ۴۱۰، لایقِ منت کو چھڑا کرنا چاہیے ۴۱۰، ناقابلِ برداشتِ منت میں ترمیم ۴۱۰، قسم و زندگیاں کہاں قطع ہے ۴۱۱، کسی کا دل رکھنے کے لئے ایسا نئے نذر کی اجازت ۴۱۱، عقیدہ ۴۱۲، کتاب الجہاد ۴۱۲، سرحد کی حفاظت ۴۱۲، حفاظتِ سرحد کی فضیلت ۴۱۲، سندی سرحد کا پہرہ ۴۱۳، جہاد سے واپسی ۴۱۳، تساہل ۴۱۴، غزوے میں تساہل کرنے کا اثر ۴۱۴، مرنے یا زخمی ہونا ۴۱۴، راہِ خدا میں مرنے اور زخمی ہونے کی قیمت ۴۱۴، جہاد کی بنیاد اور مقاصد نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ۴۱۵، دو قسم کی آنکھیں آگ سے محفوظ رہیں گی ۴۱۵، درجاتِ جنت اور جہاد ۴۱۶، جنت کہاں ہے ۴۱۶، راہِ خدا میں تیر چلانا ۴۱۶، جہاد صرف قتال نہیں ۴۱۶، مجاہد کی تیاری ۴۱۷، صحیح مجاہد کی شان ۴۱۷، خدا کی چار پند یہ چیزیں ۴۱۷، شہید کی فضیلتیں ۴۱۸، شہید کی تائید ۴۱۸، شہید کا قرض معاف نہیں ہوتا ۴۱۸، راہِ خدا میں قتل ہونے سے بندل کا حق معاف نہیں ہوتا ۴۱۸، ایک بے عمل مگر خوش نصیب مجاہد شہید ۴۱۹، صدقِ نیت کا اثر ۴۱۹، شہادت کی اقسام میں دست ۴۱۹، جہاد کے آداب و وجوب ۴۲۰، جہاد و نماز کا غیر معیاری امام اور اجتماعیت کی اہمیت ۴۲۰، جہاد میں ہر صلاحیت سے کام لینا چاہیے ۴۲۰، تنہا جنگ کی ممانعت اور ثابتِ تدی کا حکم ۴۲۰، ترکِ جہاد کا نتیجہ ۴۲۰، جہاد صرف اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے ہونا چاہیے ۴۲۱، ایک مخلص خوش نصیب کی داستانِ شہادت ۴۲۱، جنگی احتیاط ضروری چیز ہے ۴۲۲، مجاہد کا بھروسہ اسباب پر نہیں بلکہ خدا پر ہوتا ہے ۴۲۲، جنگ میں قرآنی اخلاق ۴۲۳، جہاد کے ضروری احکام ۴۲۳، عورتوں کی شرکتِ جہاد اور دوسرے چند مسائل ۴۲۴، مجاہد عورتوں کی خدمات ۴۲۵

اخلاصِ نیت اور قدر ۴۲۵، شہسوری و تیر اندازی ۴۲۶، کتاب التفسیر ۴۲۶، تلاوتِ قرآن حکیم کی برکات ۴۲۶، قرآن میں سفر و اقامت کا اجتماع ۴۲۷، اہمکِ قرأت کا اجر ۴۲۷، قرأتِ قرآن تیری وجہی ۴۲۷، روانی کے ساتھ اور اہمکِ اہمک کر پڑھنے والے ۴۲۷، قرأت سے تعلق عورتِ شہیدیں ۴۲۸، تادیِ قرآن غلام کو امیر بنانا گیا ۴۲۸، خانہ خراب کون ہے ۴۲۹، قرآن پڑھ کر کس سے سوال کیا جائے ۴۲۹، ایمان بالقرآن کس کا نہیں ہوتا ۴۲۹، کرامتِ قرآنی اور استماع ۴۲۹، کٹھنکو ۴۲۹، برکاتِ قرآنی ۴۳۰، بیعِ شانی کی چار چیزیں ۴۳۰، قرآن کیسے دالے کی اعلیٰ مثالیں ۴۳۰، فضیلتِ سورۃ بقرہ ۴۳۰، بعض اور سورتوں کے فضائل ۴۳۱، سورہ بقرہ ۴۳۱، آیتِ طواف صفا و مروہ کی تفسیر ۴۳۱، آیتِ اطاعت صوم کی صحیح تفسیر ۴۳۲، آیتِ نزود کی تفسیر ۴۳۲، فضلِ الہی کی جستجو کوئی نہیں ۴۳۲، سورہ آل عمران ۴۳۳، ایک سال کا طیفِ جہاد ۴۳۳، سورۃ النساء ۴۳۴، بحالتِ امن سفر میں قہر نماز کیوں ہے ۴۳۴، چراغے عمل کی ایک ناسِ رعیت ۴۳۴، طہ ۴۳۵، دین کا مقصد ریاضتِ شاد نہیں ۴۳۵، روم ۴۳۵، قرآن حکیم میں نمازِ پنجگانہ ۴۳۵، تحریم ۴۳۵، تدبیرِ قرآن کا مطلب محض لغوی تحقیق نہیں ۴۳۵، آدابِ تلاوتِ قرآن وغیرہ ۴۳۶، گرتو قرآن برینِ خط خوانی ۴۳۶، قرأت سے دوسروں کو دوق کرنا ۴۳۶، دورِ قرآنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۳۶، اذکار اور ادعیہ ۴۳۷، سورات کی ایک بات ۴۳۷، حسین بدست ۴۳۷، دنیا کی جنت ۴۳۷، قابلِ رشک اہلِ محبت ۴۳۸، اولیاء اللہ کی پہچان ۴۳۸، بہترین دُکار اور بہترین روزی ۴۳۸، غافلوں میں یادِ الہی کرنے والے کا درجہ ۴۳۸، ذکرِ الہی کس حد تک ۴۳۹، ذکرِ الہی اور نجات ۴۳۹، دعا میں عبادت ہے ۴۳۹، دعا مغرِ عبادت ہے ۴۳۹

۴۵۹ ہر صرف اسلام کا مہر سونا، ام سلمہ کی جرأت ایمانی
 ۴۵۹ ام المؤمنین ام سلمہ کا مہر صرف دس درہم تھا ۴۵۹
 تین آسانوں کا شمار عورت کی برکات میں ہے ۴۶۰ ہر ہضم
 کرنے والوں کا شمار انہیں میں ہو گا ۴۶۰ تفسیر اور تفرق ۴۶۰
 زمین پر: ۱۔ قبضہ ۴۶۰ ویرہ ۴۶۱ برزخین طعام و لیسہ ۴۶۱
 دعوت و کفر میں شرکت نہ کرنے والا ۴۶۱ حدیث ۴۶۱
 حلالہ ۴۶۱ دین یعنی قرین کی ادائیگی ۴۶۲ کتاب الطلاق
 ۴۶۲ مسئلہ طلاق میں قوی حالات کی رعایت ۴۶۲ دماغ
 قابو سے باہر ہر جگہ (تو طلاق ہے) ۴۶۲ سخت غصے
 کی حالت میں طلاق بے اثر ہے ۴۶۲ عورت کسی کے ساتھ
 نکاح پر مجبور نہیں کی جا سکتی ۴۶۲ اللہ کی نگاہ میں طلاق
 سب سے زیادہ قابلِ نفرت مباح ہے ۴۶۵ طلاق ایک ہی سبب
 سے ہو سکتی ہے ۴۶۵ بلا وجہ عورت کا خود طالبہ طلاق
 کرنا ۴۶۵ تین باتوں میں سنجیدگی اور مزاح کا اثر کیا ہے
 ۴۶۵ صرف ناپسندیدگی کی وجہ سے عورت طالبہ خلع
 کر سکتی ہے ۴۶۵ الولیٰ لفرش ۴۶۶ خلع کی عہدیت میں ضرب
 ایک حیض کی مثال ۴۶۶ مطلقہ کے فرزند کے متعلق حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ۴۶۶ طلاق ۴۶۶ فرید و خیرت
 کتب معاش ۴۶۸ علم کے باوجود مال مسروقہ لھانا چڑی کہنے کے
 برابر ہے ۴۶۸ غذائے حرام سے پرورش پائے ہوئے
 جسم کا انجام ۴۶۸ مشتبہات سے بچنا ہی عقائد سے احتیاط
 ہے، دل کا مقام ۴۶۹ نیکی اور بدی کا فتنی اپنے دل سے
 دور ۴۶۹ جسے اللہ نے دافع کیا اور جس سے سکوت اختیار
 فرمایا ۴۷۰ سب سے زیادہ پاکیزہ کمائی ۴۷۰ حرام خور
 کی دعا قبول نہیں ہوتی ۴۷۰ اولاد بھی والدین کی کمائی ہے
 ۴۷۱ حکومت اسلامیہ کے اعمال کے لیے معیار زندگی ۴۷۱
 خلیفہ کا حق بیت المال میں ۴۷۱ جاگیروں سے زکوٰۃ ۴۷۲

سب سے بہتر دعا کس چیز کی ہوتی ہے ۴۷۰ دعا کی
 قبولیت کے کئی انداز ہیں ۴۷۰ دعا مومن کا ہتھیار ہے
 ۴۷۰ دعا کے اوقات اور کیفیات وغیرہ ۴۷۱ رحمت کی پکار
 ۴۷۱ اوقات قبولیت ۴۷۱ سجدے میں دعا ۴۷۱ آسائش
 میں دعا کی برکات ۴۷۱ زور دار التوحید پر دباؤ ڈالنا نہیں
 ۴۷۲ حاجت دلائے دیکھی ۴۷۲ عدم قبول کا کلمہ ۴۷۲
 کلمات بد و عیسیٰ اجتناب کرو ۴۷۲ جو مانگا ہو اللہ ہی
 سے مانگو ۴۷۲ ترک دعا کی عادت قابلِ ترک ہے ۴۷۲
 قبول دعا کا انتظار بھی بہترین عبادت ہے ۴۷۲ اُمّی
 پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صلوٰۃ ۴۷۲ زائد قی کرنے
 والے کے لیے بد دعا ۴۷۲ اولاد کی دعا کیا اثر رکھتی
 ہے ۴۷۲ تمکین نہ دعا ۴۷۲ اسلئے حسد ۴۷۲
 اسلئے الہیہ ۴۷۲

معاملات ۴۷۳ جاہلیت کے اقسام
 نکاح ۴۷۳ تجرد کی زندگی کوئی تقویٰ نہیں ۴۷۳ نکاح
 البیوع ۴۷۳ حلال روزی ۴۷۳ ایمان اسلام عقیم
 (مضبوط کرنا) اقتصاد (سیانہ روی) امانت ام معروف
 (نیک کام کا حکم) امید اجل وغیرہ ۴۷۳ کتاب النکاح
 ۴۷۰ نکاح عاقل نگاہ و عصمت ہے، مجبور کھلے ذرہ
 محافط ہے ۴۷۰ نکاح کا مقصد نسل انسانی کی بقا بھی
 ہے ۴۷۰ زن صالحہ کی قدر و قیمت ۴۷۰ اچھا تاجر
 ۴۷۱ سود کا بیان ۴۷۱ بیع راستی، امانت، سہولت
 زن، حرام چیز کا بیعنا، دھوکا وغیرہ ۴۷۲ رہن اور
 بیع سلم ۴۷۴ شاہد و اذن ۴۷۴ بغیر گواہوں کے عورت کو
 نکاح کرنا ۴۷۴ بانہ کا اذن ضروری ہے ۴۷۵ نکاح
 بلا رہن کا عورت توڑ سکتی ہے، خواہ باپ ہی کیوں نہ کرے
 ۴۷۵ دخت کا چھل ۴۷۵ قرضدار کو مہلت دینا ۴۷۵

پانی اور دخت مفاد عامہ کے لیے جس ۴۷۲ م سب سے زیادہ پاکیزہ کمائی ۴۷۲ م اجرت فوراً ادا کرنے کا حکم ۴۷۲ م دستکاری کی فضیلت ۴۷۲ م سیدنا زکریاؑ بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ سونا چاندی اصل دولت نہیں ۴۷۳ م بغیانی باعث برکت ہے ۴۷۳ م بد بگیس بنانا کوئی ٹیکہ نہیں ۴۷۳ م ضرورت سے زیادہ مکان بنانا جائز نہیں ۴۷۴ م امانت دار تاجر کی فضیلت ۴۷۴ م تاجر اگر ٹیکو کار نہ ہو؟ ۴۷۴ م تاجرانہ مبالغوں کی تلافی ۴۷۴ م تجارت میں جمبوٹی قسم ۴۷۴ م فراخ دل خریدار و فروشنده ۴۷۵ م ناپ تول میں بے اعتدالی کا نتیجہ ۴۷۵ م تاجر کے لیے اسلامی اصول تجارت کا علم ضروری ہے ۴۷۵ م وراثت ۴۷۵ م جائز و ناجائز بیع ۴۷۶ م حرام اشیاء کی تجارت ۴۷۶ م پھل تیار ہونے سے پہلے بیع کا معاملہ ۴۷۶ م اس سے کیوں روکا گیا ۴۷۷ م بعد کے جھگڑاؤں سے بچنے کے لیے ۴۷۷ م چند اقسام بیع کی ممانعت ۴۷۷ م حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حکم ۴۷۸ م پانی کی بیع کی ممانعت ۴۷۸ م پانی ٹنگ اور ایندھن کو روک رکھنا ۴۷۸ م اٹکل تجارت ۴۷۹ م سون کی بلا ضرورت تبدیلی ۴۷۹ م چند ناجائز اقسام بیع ۴۷۹ م مال کا نقص ضروریان کو دیا جائے ۴۷۹ م دھوکے کے لیے اچھے برے مال کا اختلاط ۴۸۰ م بعض ناجائز اقسام بیع ڈاک بڑھانا ۴۸۰ م دھوکے کے لیے ڈاک کی بولی زیادہ دینا ۴۸۰ م بعض دیگر اقسام ۴۸۱ م خرید و فروخت میں قیمتیں لگانے میں اعتدال ۴۸۱ م کمائی ۴۸۲ م ربوا (سود اور اس کی قسمیں) ۴۸۳ م آیت الربوا ۴۸۳ م بچہ، شکم، شیرستان، غلام، آبق، حقیقت کی بیع ۴۸۳ م منڈی میں مال بیچنے سے پہلے

سودا کر لینا ۴۸۳ م ایک بیع میں دو رنگ کی بات ۴۸۴ م حیوان اور بچے کی جلا گانہ بیع ۴۸۴ م اولاد کی مشابہت اور نسب کا دعوے ۴۸۴ م ناپ تول اور حیوانات میں ربوا ۴۸۴ م لعنت سود کی ہر گیری ۴۸۵ م دو مختلف جنہوں کا مبادلہ بھی دست پرست ہونا چاہیے ۴۸۵ م سود لینے والا اور دینے والا دونوں یکساں ہیں ۴۸۶ م ربوا مرض ادھاک کی صورت میں ہوتا ہے ۴۸۶ م کوالمی محقات ہر نوعاً فاضل ربوا نہیں بشرطیکہ نقد نقد ہو ۴۸۶ م دیلی کی بجائے ہم قیمت درہم لینے میں اور بے بکس میں مضائقہ نہیں ۴۸۶ م ربوا کی بدترین قسم ۴۸۷ م نکاح ۴۸۷ م بعض احکام بیع ۴۹۰ م لین دین کرنے والوں میں اگر اختلاف ہو ۴۹۰ م دو خریداریوں میں سے زیادہ حق کس کا ہے ۴۹۰ م اگر خریدار کے مال پر آفت آجائے ۴۹۰ م مت کا بیان ۴۹۰ م شفعہ ۴۹۱ م حق شفعہ ثلاث میں ہر قسم سے شریک کا اذن مابین تدار بھی ضروری ہے ۴۹۱ م پڑوسی کا حق ۴۹۲ م بیع میں دونوں فرق کا فائدہ و فخر ہو پھل تیار ہونے سے پہلے دخت کی بیع ۴۹۲ م احادیث مشترکہ ۴۹۲ م ذخیرہ اندوزی ۴۹۳ م استکار و ذخیرہ اندوزی ۴۹۳ م استکار کرنے والے کی نفس کی غیبت ۴۹۳ م جرم استکار کی کوئی تلافی نہیں ۴۹۳ م استکار اور عباد کی تیزی ۴۹۴ م لعنت استکار کی ہر گیری ۴۹۴ م حکومت کی طرف سے عباد کا تین ۴۹۴ م جب عباد کی کمی سے دوسروں پر اثر ہو ۴۹۴ م قرض اور اس کے آداب ۴۹۵ م ادا کے قرض کا سامان نہ کرنے کا گناہ ۴۹۵ م بدیت قرضدار کا شرف ۴۹۵ م نیک نیت قرض دار فیصل ۴۹۵ م قرض لینے والوں کے ساتھ اللہ ہے (عبداللہ بن جعفر کی کہانی) ۴۹۶ م ادا کے قرض میں مال مثول ۴۹۶ م تین قابِل نہ ملے شخص ۴۹۶ م تقاضے میں نرمی و شرافت کرنے والے کی عاقبت ۴۹۶ م سنگت و

دیا جائے ۵۱۰، فریقین میں بر لحاظ سے برابری قائم رکھی جائے
 ۵۱۰، قاضی بلائے تو حبانہ ضروری ہے ۵۱۰، فیصلے کے بعد اپنی
 منطوقیت کا اظہار غلط ہے ۵۱۱، فیصلے کی تین بنیادیں کتاب
 سنت اور اجتہاد ۵۱۱، فیصلہ بیان فریقین کی بنیاد پر ہونا
 چاہیے اور ”ذکر“ بھی ہو تو بہتر ہے ۵۱۲، دعویٰ ثبوت اور
 گواہی کے احکام ۵۱۳، ثبوت اور قسم کس کے ذمے ہے ۵۱۳،
 ایک قسم اور ایک گواہی پر بھی فیصلہ ہو سکتا ہے ۵۱۳، کن لوگوں
 کی گواہیاں نامقبول ہیں ۵۱۳، کسی کے خلاف گواہی دینے والا
 اسی کی سطح کا ہونا چاہیے ۵۱۴، جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے
 ۵۱۴، بہترین گواہ کون ہے ۵۱۴، ضربِ بیکر ایک عجیب
 ادا (ان کی ایک گواہی دہ کے برابر ہے) ۵۱۴، گنہگار شہادت
 جھوٹی گواہی کے برابر ہے ۵۱۵، ایک مرد یا ایک عورت کی گواہی
 کا موقع ۵۱۵، ایک ہی عورت کی گواہی کا موقع ۵۱۶، اہل کتاب
 کی گواہی جبکہ کوئی مسلمان نہ ہے ۵۱۶، مجرم، مجسب رکھنا ۵۱۶
 صحیح غلط جاننے بغیر گواہی دینا اور گواہ ہونے کا منافع دینا
 ۵۱۷، ظالم کی اعانت گویا ترکِ اسلام ہے ۵۱۷، کار خیر میں
 زمین وغیرہ کا وقت ۵۱۷، کسی میت کی طرف سے کار خیر ۵۱۷
 زمین کو تقسیم نہ کرنا بہتر ہے ۵۱۸، صلح جائز ۵۱۸، ناجائز
 شرطیں پر صلح غلط ہے ۵۱۸، امانت داری کے احکام ۵۱۸،
 امانت داری ہر ایک سے ۵۱۸، امانت دار خراجی کی تعریف
 اور اس کا درجہ ۵۱۹، لغت غلامی کو ختم کرنے کے طریقے ۵۱۹
 غلام کا مقام ۵۱۹، قیدی و غلام کو آزاد کرنے کا اجر ۵۲۰،
 غلام کو رہا کرنے کا اجر ۵۲۰، قتل کی تلافی غلام کی رہائی سے
 ۵۲۰، حسن سلوک ۵۲۱، احکام وصیت ۵۲۱، وصیت کی تاکید
 ۵۲۱، سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو تندرستی کی حالت میں
 دیا جائے ۵۲۲، زندگی میں ایک درہم دینا مرتے وقت کے سوا

کو ہمت دینے والے کا انعام ۵۹۷، فسخِ نکاح سے پہلے
 اور بعدِ قرضدار کی نمازِ جنازہ ۵۹۷، قرض دینے کا اجر
 ۵۹۸، قرض دینے سے خوف نہ کھاؤ ۵۹۸، قرض کا دخل
 جنت میں رکاوٹ بننا ۵۹۹، فکوحق ۵۹۹، تنگدست
 قرض دار کے لیے کشادگی پیدا کرنا ۵۹۹، ادائے قرض کا اجر
 ۵۹۹، حکومت کی طرف سے دیا لیے کا حکم ۵۹۹، دیوالیہ
 کا حکم ۵۹۹، عاریت، ہبہ وغیرہ ۵۰۰، کچھنے کے روپ لینا
 ۵۰۰، جائز و ناجائز دیا ۵۰۰، مبادلہ دیا یا کی برکت ۵۰۰،
 سفارش کی قیمت لینا ہمارے ۵۰۰، تعلیم دین کی اجر
 حرام ہے ۵۰۱، العداۃِ مشترک ۵۰۱، قرض خواہ کی خاطر
 مارات ۵۰۱، شرکت ۵۰۲، معیت خداوندی عدم
 خیانت سے مشروط ہے ۵۰۲، رہن ۵۰۲، مال مرہونہ
 ہر حال میں واپس کیا جائے ۵۰۲، زمین پر قبضہ ناحق ۵۰۲،
 زمین کو بٹائی یا کرائے پر دینا ۵۰۳، اجرت پر زمین دینے
 کا جواز ۵۰۳، ملکیت زمین اور افتادہ زمین کی کاشت ۵۰۴،
 اخیائے زمین زمین میں کاشت کرنا ۵۰۶، ملکیت زمین
 کی حقیقت (زمین خدا کی اور بندے بھی اسی کے) ۵۰۶،
 اخیائے زمین کرنے والے کا حق تصرف ۵۰۶، سامان
 آبپاشی کرنے والے کا اجر ۵۰۷، بلا اجازت کسی کی زمین
 میں کاشت کرنا ۵۰۷، عہدہ تقاضا اور اس کے احکام ۵۰۷،
 قاضی کی جگہ کسی ۵۰۷، جنیتی اور جہنمی قاضی ۵۰۷، عہدہ
 تقاضا کی خواہش اور اس سے گریز ۵۰۸، عہدہ تقاضا کی خواہش
 کے بعد ۵۰۸، قاضی کے ساتھ رحمان یا شیطان کی معیت ۵۰۸،
 اجتہاد کا اجر ۵۰۸، قاضی ایک طبیب ہوتا ہے ۵۰۹،
 رشوت دینے والا اور لینے والا ۵۰۹، قاضی دونوں فریقوں
 کا بیان سن کر فیصلہ دے ۵۰۹، غصے کی حالت میں فیصلہ نہ

دوبوں سے بہتر ہے ۵۲۲، اہل عیال کو محتاج نہیں چھوڑنا
چاہیے دیہی کے شہر میں بقعہ ڈالنا بھی باعث اجر ہے)
۵۲۲، جن کا کوئی آگے پیچھے وارث نہ ہو ۵۲۳، اسحضرت
وصی اللہ علیہ وسلم نے مال کی وصیت نہیں فرمائی (وصیت
قرآن) ۵۲۳، وصیت کا اثر نجات پر ۵۲۳، حد و اللہ
۵۲۴، حد و اللہ کی ضرورت ۵۲۴، حدود سے بچانے
کے لیے ہاتھ تلاش کرو ۵۲۴، جرم کی ترویجی بہتر ہے
۵۲۵، سفارش مجرم عدالت میں آنے سے پہلے تک ۵۲۵
تقریریں کوڑے سے زیادہ نہ ہو ۵۲۵، حدود اور رحمت
الہی ۵۲۶، جائز و ناجائز قتل کے احکام ۵۲۶، غاصب
سے کب قتال کیا جائے ۵۲۶، ساحر کی سزا ۵۲۶،
قصاص ۵۲۷، نقصان جان و عضو کے معاوضے کی تین
فصلیں ۵۲۷، قتل خطا کرنے والے غلطی کو معاف کیا
جاسکتا ہے ۵۲۷، اگر ایک بیکس کو کوئی آدمی مل کر مار ڈالیں
۵۲۸، قصائی میں آزاد و غلام یکساں ہیں ۵۲۹، قاتل
اگر مجنوں ہو ۵۲۹، قصاص سے پہلے کی سزا ۵۲۹، رسم
جاہلیت جو رمج اسلام کے خلاف نہ ہو باقی رہ سکتی ہے ۵۲۹
دیت بخوبی ۵۳۰، جان اور مختلف اعضاء کی دیت (دعوت بہا)
۵۳۰، قیمت شتر کے تعاقب سے رقم میں فرق ہو جاتا ہے
۵۳۱، دیت کا بعض فرق ۵۳۲، بچہ شکم کی دیت ۵۳۲،
ادلے دیت میں اعانت کا درجہ ۵۳۳، نرند کے ساتھ سکو
۵۳۳، نرند کے ساتھ کیا زیادہ ہونا چاہیے ۵۳۳، سزائے
زانی ۵۳۳، کنوارے زانی کی حد ۵۳۴، بیلے زانی کی
حد اور ایک سونہ کی حد اسی ۵۳۴، حضرت عثمان غنی
اجتہاد فی مطلق ۵۳۵، کن لوگوں پر قانونی گرفت نہیں ۵۳۵،
سزا بقدر برداشت ہونی چاہیے ۵۳۶، مد لگاتے وقت

چہرے کو بھانا چاہیے ۵۳۶، چوری کی سزا ۵۳۷، چور موقوف
ہو تو قاضی کو ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے کہ وہ انکار جرم کرے
۵۳۷، قانون کی نظر میں سب برابر ہیں ۵۳۷، ہر چوری کی سزا
قطعید نہیں ۵۳۸، صرف مال لینا چوری میں داخل نہیں ۵۳۹،
بعض چوروں پر سزا کی بجائے انعام بھی ہے ۵۳۹، بعض چوری
قابل معافی ہے ۵۳۹، غلام اگر چوری کرے ۵۴۰، فیصلے پر قانون
تشریف دو سکے قطع علم پر مقدم ہے ۵۴۰، غلام کی چوری پر
آفتابے دو گنا دंड (۵۴۰)، خدا کا مال اگر چھپ لے ۵۴۰،
محض شہ سرور پر مارنا ذلیل ہے ۵۴۱، اجرائے حدود اور ادا
دونوں ایک ساتھ نہیں ۵۴۲، اگر کسی نیک نام کے پاس سے مال
مصدقہ برآمد ہو ۵۴۲، سفر میں چوری کی حد نہیں بے خواری کی
سزائیں ۵۴۳، بے خواری کی سزا اسی دترے ۵۴۳، سزائیں
سے گریز چاہیے ۵۴۳، اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)،
سے محبت رکھنے والا سزا یافتہ شرابی ۵۴۳، سزایافتہ شرابی
کے لیے دعائے نیر ۵۴۴، نشہ ۵۴۵، برگشت گیر الخ ۵۴۵،
نشہ وہ ہے جو صلوٰۃ سے غافل کر دے ۵۴۵، ہر نشہ والی
چیز حرام ہے ۵۴۵، نشہ پینے کے لیے ۵۴۶، نشہ ام الکبیر
ہے ۵۴۶، دائم الخمر شرک جیسا ہے ۵۴۶، نشہ کی پستی میں
کیا ہوتا ہے ۵۴۶، دس ملعون ۵۴۶، خمر کی تعریف اور تشنہ
مسائل ۵۴۷، نام دوسرا، کام وہی ۵۴۷، شراب پینے والے
میں حکمت نبوی ۵۴۷، مصالحت چوری ہونے کے بعد حکم کی دہائی
۵۴۸، مشرک کے تبرؤں کا استعمال ۵۴۹، لباس و زینت
۵۴۹، تولیے میں فراخ دل چاہیے ۵۴۹، غنیمت اور غلول
۵۴۹، مالی غنیمت کا ناجائز استعمال ۵۴۹، دشمن سے بھی
عد کی پابندی کی تعلیم ۵۵۰،
اخلاقیات سے ۵۵۱، حسن نیت اور صدق و کذب ۵۵۱،

ایمان کی خصلتیں ۵۵۱، تین خصالِ ایمان ۵۵۱، تکمیلِ ایمان کا سب سے بڑا ذریعہ ۵۵۲، بہترین اسلام ۵۵۲، احکامِ ایمان اور دعوتِ ایمان ۵۵۲، ایمان کے بعض تقاضے ۵۵۲، گناہ کرتے وقت ایمانِ خدا بر جاتلے ۵۵۳، بدکاری کے وقت ایمان متعلق رہنے ۵۵۳، اعمال میں میاں رومی ۵۵۳، اچھی سیرت اور میاں رومی ۵۵۳، کتاب العلم ۵۵۳، عالم اور عابد کی فضیلتوں میں کیا تناسب ۵۵۳، فقیہ اور عابد کا فرق ۵۵۴، علم کے طفیل روزی ۵۵۴، جہانِ علم کا درجہ اور انبیا کی میراث ۵۵۴، اہل علم کی انتِ منافقت ہے ۵۵۵، اہل علم نجومِ ہدایت ہیں ۵۵۵، تعلیم کے اجر میں عمل کا اجر بھی شامل ہو جاتا ہے ۵۵۵، حصولِ علم میں کے رہنا فرض ہے، الہی ارادۃ فیترفعہ فی الدین کی شکل میں ۵۵۶، حکمتِ مومن کی گمشدہ دوات ہے ۵۵۶، علم کے ساتھ حکمت بھی ضروری ہے (نقان حکیم کی نصیحت ۵۵۶، علم کی کنجوسی اور اس کی سزا ۵۵۶، ہدایت کی قدر قیمت ۵۵۶، علمی سوال و جواب کے آداب ۵۵۷، مواعظ میں سامعین کی آگاہی کا خیال رکھنا ۵۵۷، فقیہ کے اوصاف، غور و فکر کی غیر معمولی اہمیت ۵۵۷، گفتگو میں موقع و محل کی ضروری رعایت اور علم کا حق ۵۵۷، کلامِ بے عمل ۵۵۸، دو قسم کے مصلحین ۵۵۸، حقوقِ علم کی ادائیگی کی نصیحت کرنا ۵۵۸، تعلیم کا غلط ترین مصرف ۵۵۸، معلم بے عمل کی لطیف مثال ۵۵۹، نحو مسائل کی تحقیق ۵۵۹، سنہ اور سیدھی بات ۵۵۹، روایت و کتابت حدیث ۵۵۹، جیسا بنا جائے ویسا ہی بیان کیا جائے ۵۵۹، تعلیمِ دین عام نہ کرنے پر تنبیہ ۵۶۰، علم کس طرح اکٹھا جاتلے ۵۶۰، اہل علم کی موت ۵۶۰، جھوٹی روایت سے احتراز اور سچی کو

جھٹلانا ۵۶۱، جھوٹی حدیثیں بیان کرنا ۵۶۱، کتاب طہارت و پاکیزگی ۵۶۱، نجاست ۵۶۱، ایک نازیبا حرکت کی اصلاح ۵۶۱، وضو اور اس کے متعلقات ۵۶۲، اکل و شرب سے پہلے ہاتھ دھو لینا ۵۶۲، مسجد ۵۶۲، تفرقہ و تفرق کا انجام کیا ہوتا ہے ۵۶۲، استقبالِ قبلہ ۵۶۲، علم کئی کے کپڑوں میں نماز لباس اور امانت کی اہمیت ۵۶۲، کتاب الجنائز، امراض میں رحمت ۵۶۳، مومن کی ہر تکلیف کفارہ گناہ ہے ۵۶۳، ہمارے فائدے ۵۶۳، سرخ رو ہوتا ہے انسان آفتیں پانے کے بعد ۵۶۴، ترازو ۵۶۴، آزمائش میں اللہ کا ایک خاص مقصد ۵۶۴، جھوٹی سے چھٹی تکلیف بھی باعثِ اجر ہے ۵۶۴، اہل آزمائش کا فیصلہ درجہ ۵۶۵، تقدیر و تدبیر ۵۶۵، اولاد کے مرنے پر حمد و ارجاء کا اجر ۵۶۵، دختر کے مرنے پر صبر کا اجر و انعام ۵۶۶، گدہ شستہ آسمان کی بعض سخت آزمائشیں اور اہل اسلام کے لیے خوشخبری ۵۶۶، صبر کا ایک خاص انداز اور اس کا اجر ۵۶۶، حدیث کی زندگیِ خلوت کی زندگی سے بہتر ہے ۵۶۶، موت کی تمنا کرنا ۵۶۶، عیادت مریض ۵۶۸، عیادت مریض کا اجر ۵۶۸، معمولی امراض میں عیادت ضروری نہیں ۵۶۸، مریض کو تسکین دہانی دینا چاہیے ۵۶۸، مریض پر بار بار ہرنا چاہیے ۵۶۹، بندوں کا اتصالِ خدا سے ۵۶۹، مریض کی نوازشِ طعام کی اپیل ۵۷۰، موت ۵۷۰، خدا سے اچھی ہی امیدیں رکھنی چاہئیں ۵۷۰، گریہ و غم ۵۷۱، زبان کا مقام کیا ہے؟ ۵۷۱، جاہلیت کا ماتم ۵۷۱، تین مرتبوں پر خاموشی ۵۷۲، نمازِ جنازہ ۵۷۲، حالات کے بدلنے سے احکامِ جنازہ میں تبدیلی ۵۷۲، جنازے کا حق کس طرف ادا ہوتا ہے ۵۷۳، مشاییتِ جنازہ ۵۷۳، شہادت علی الناس کا آغاز اسی دنیا سے ہوتا ہے ۵۷۳، سبائیوں کی گواہی کی اہمیت ۵۷۳، تعزیت ۵۷۴، حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا جامع تعویذ نامہ ۵۷۴، زیارت قبر کا مقصد آخرت کی یاد ہے ۵۷۴، کتاب الزکوٰۃ ۵۷۵، منع زکوٰۃ ہلاکت مال کا سبب بن جانتے ۵۷۵، عامل صدقہ کے ہدایت ۵۷۵، مصل صدقہ کے ضروری بنیہ ۵۷۵، دیانت دار مصل کی فضیلت ۵۷۶، ادائے زکوٰۃ میں خوش دلی کی حکمت ۵۷۶، زکوٰۃ کس کو دینا جائز نہیں ۵۷۷، غنی اور غریب کے لئے بھی زکوٰۃ لینا جائز نہیں ۵۷۷، صدقہ کے استعمال میں حضرت عمرؓ کی احتیاط ۵۷۷، صدقات یا کار خیر ۵۷۷، مال طیب کی زکوٰۃ کا فضل ۵۷۷، پکڑا پہنانے کا اجر ۵۷۸، چند نیکیوں کی برکات ۵۷۸، سنی اور بغیل کا فرق ۵۷۸، چند مستحقین زکوٰۃ ۵۷۹، بال بچوں پر خرچ کرنا سب سے بہتر خرچ ہے ۵۷۹، اپنے آپ کو کھانا بھی صدقہ ہے ۵۷۹، صدقہ کے ادنیٰ مستحق تراث مندین ۵۷۹، صدقہ کا وسیع مفہوم ۵۸۰، کلمہ خیر بھی صدقہ ہے ۵۸۰، نیکیں کی جرم دہش کے کرد ۵۸۰، بہترین صدقہ اداس کا ادنیٰ حق دار ۵۸۰، اہم معاملات کے لئے ابھی اذان و نماز ہوتی تھی ۵۸۱، متعلقات صدقہ ۵۸۲، صدقہ کے کئی قابل لحاظ پہلو ۵۸۲، یہ نکلیا اور یہ سفلے کی شرح ۵۸۲، ایسا صدقہ نہیں چاہیے جو خود کو مخلص کر دے ۵۸۲، دینا ہے تو بے حساب دے ۵۸۲، نیک کا ثواب کا فرق کبھی ملتا ہے ۵۸۴، پیچ رہنے کا صحیح مطلب ۵۸۴، ہر کار خیر صدقہ ہے اور باعث اجر ۵۸۴، سات اہل فضل ۵۸۴، سوال اور تناعت ۵۸۶، پیشہ درجہ کاری کا انجام ۵۸۶، سوال سے لکڑی کا بوجھ ڈھو (اٹھا) لینا بہتر ہے ۵۸۶، سوال سے فقر کا دروازہ کھلتا ہے ۵۸۶، سوال کس کے لئے جائز ہے (ایک قابل اقتدا اسوہ) ۵۸۷، سوال پس خدا ہی سے ہونا چاہیے ۵۸۸، کامیاب آدمی کون ہے ۵۸۸، انسان کا دنیا میں اصلی حق کیا ہے ۵۸۸

سب سے زیادہ قابل رشک کون سے ۵۸۸، غنا کا تعلق دلی سے ہے نہ کہ مال سے ۵۸۹، دلی سکین کی صحیح تعریف ۵۸۹، نعمت الہی کی مختصر سے پہچنے کا علاج ۵۸۹، بلا سوال اگر کچھ چل جائے تو اُسے قبول کر لینا چاہیے ۵۹۰، شیطان خون کے ساتھ دوڑتا ہے ۵۹۰، کتاب الحج ۵۹۱، ادائے قرض ادائے حق پر مقدم ہے ۵۹۱، ردائے جہاد میں جہالت نہ کرنے کا نتیجہ ۵۹۱، جانور دلی پر رحم کی تعلیم ۵۹۲، متطہر حج ۵۹۲، پھر اس کو زبردستی دینے وقت حضرت عمرؓ کا ایک ضروری احتیاء ۵۹۲، مفاد عامہ کے لیے کسی کو حج سے روکا ۵۹۳، اطاعت امیر کی نادر مثال ۵۹۳، ذخیرہ اندوزی مومنین میں حرام ہے ۵۹۳، قسم ۵۹۳، بھولی قسم کا عند اللہ انجام ۵۹۳، شاذ و اذان ۵۹۴، خدا کی نگاہ میں سب بندے یکساں بن نصیب صرف تقویٰ سے ہے ۵۹۴، ولیمہ ۵۹۴، بزرگ طعام ولیمہ دعوت ولیمہ میں شرکت نہ کرنے والا ۵۹۴، غیرت الہی کا تقاضا ہے تحريم فواحش ۵۹۵، اگر پرانی عورت پر دفعۃً نظر پڑ جائے ۵۹۵، دوسری بار نظر ڈالنا ۵۹۵، نہ نلنے مرد اور مردانی عورت ۵۹۵، پردے میں کمال احتیاط ۵۹۶، کتاب الطلاق ۵۹۶، غلط انتساب کی ممانعت ۵۹۶، خرید و فروخت و کسب معاش ۵۹۶، دخت لگانا بھی کار خیر ہے ۵۹۶، رزق الہی کو کوئی روک نہیں سکتا ۵۹۷، روزی موت سے بھی زیادہ رسا ہے ۵۹۷، خادموں اور ماتحتوں سے سلوک ۵۹۷، خادموں سے درگزر ۵۹۷، خادموں کی دل داری اور سادیا نہ سلوک ۵۹۸، آداب طعام ۵۹۸، اسلامی لیڈر کے معیار زندگی کا واجب الاتباع نمونہ ۵۹۸، دوسروں کی خاطر اپنے عیش میں کمی کر دے ۵۹۸، جنتی ہونے کے لیے ۵۹۹، لباس و زینت ۵۹۹، چڑا چھی اور بری باتیں ۵۹۹، ریشم کی جائز مقدار ۶۰۰، ریشم کی اجازت ضرورتاً ۶۰۱، اعمال کی شکل اور نیت ۶۰۱، سادگی لباس تو اصنافِ لبثہ ہونا ۶۰۱

محبوب کے ساتھ ۶۱۵، ارواح کی مختلف ٹولیاں ۶۱۵، اللہ اور اس کے بندوں کے فیصلے کی کسان ۶۱۵، نماز روزے سے بھی افضل عمل ۶۱۶، حسن خلق کی وصیت ۶۱۶، غرضِ بخت نبوی ۶۱۶، حسن خلق کا عجیب درجہ ۶۱۶، مقیاسِ ایمان ۶۱۷، خلقِ جن کا وزن ۶۱۷، (رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم) کا سب سے زیادہ پیارا اور سب سے زیادہ قابلِ نفرت ۶۱۷، اتم دگناہ کی قابلِ غور تعریف ۶۱۷، حیا اور بے حیائی کا انجام ۶۱۷، حیا اور بے حیائی کا اثر دوسری چیزوں پر ۶۱۸، دین اسلام کا قوام ۶۱۸، دوست کا انتخاب ۶۱۸، ملحقہ احباب مقیاس ہے ۶۱۸، عفو و درگزر کی تاثیر ۶۱۸، سوچِ جن سے بچو ۶۱۸، دو دشمن کا حشر ۶۱۹، اطمینان و سکون کی فضیلت ۶۱۹، کسی کی تعریف کرنے کا طریقہ ۶۱۹، زہی سے جو محرم ہو ۶۱۹، امر دینی اور خیر خواہی ۶۲۰، درجاتِ ایمان اور اس کے تھانے و بارگاہ کو دیکھنے کے بعد ۶۲۰، ظلم سے نہ روکنے کی سزا ۶۲۰، امر دینی ایک دائمی فریضہ ہے ۶۲۰، سب سے بڑا جہاد ۶۲۱، حافظ بے عمل کا حشر ۶۲۱، اگر ایسی اپنی اتھا کو کس طرح تبدیل کرنا چاہیے ۶۲۱، تزیلِ مومن کے وقت ترکِ مومن ۶۲۲، آٹھ کے ساتھ گھن کیوں رہتا ہے ۶۲۲، امر دینی کے لیے سو فیصد عمل پر حاضر و رہی نہیں ۶۲۲، دین بہ ایک کی خیر خواہی کا دوسرا نام ہے ۶۲۳، بیعت اسلام کی شرط خاص ۶۲۳، حسن نیت اور صدق و کذب ۶۲۳، جہاد کا مقصد ہدایت ہے نہ کہ غنیمت و قتل ۶۲۳، غلط فہمی اور غلط مشیر ۶۲۴، مشورہ امانت ہے ۶۲۴، اللہ تعالیٰ کی نظرِ ظاہر نہیں ہوتی ۶۲۴، شک سے اطمینان کی طرف ۶۲۵، جھوٹ کا اثر ۶۲۵، کسی کو خوش کرنے کیلئے ٹھوٹ بولنا ۶۲۵، دروغ گوئی کا بدترین انداز ۶۲۵، سخاوت و سخی ۶۲۶، سخی و بخیل کا فرق ۶۲۶، شفق پر خدا کا انفاق ۶۲۶، دولت مند خدا

صفائی و نظافت ۶۰۱، خوشبو کو رو نہ کرنا ۶۰۱، مرنا یا زخمی ہونا ۶۰۲، دوسم کے مجاہد ۶۰۲، دوست و دشمن کا اجتماع ۶۰۲، جنگ میں قوانینِ اخلاق ۶۰۳، غنیمت اور غول ۶۰۳، غول کرنے والے کے مجرم کو چھپانا ۶۰۳، غول کرنے والے کا انجام ۶۰۳، لوٹ کا مالی حرام ہے ۶۰۴، سورہ آل عمران ۶۰۴، راسخ فی علم کی تفسیر ۶۰۴، سورہ النساء ۶۰۵، کفار و کفارہ کی ایک اور شکل ۶۰۵، سورۃ الانعام ۶۰۵، فرستے بندی کی بھت ۶۰۵، رحمت الہی کی وسعت ۶۰۶، مومن ۶۰۶، دفع بالاحسن کی تفسیر ۶۰۶، شوریٰ ۶۰۷، حلم کی تفسیر ۶۰۷، چھوٹے کتا بول سے کوئی بندہ نہیں بچ سکتا ۶۰۷، رحمان ۶۰۸، خدا زہی تمام گناہوں کا کفارہ ہے ۶۰۸، حدید ۶۰۸، دل کی زندگی علم و حکمت سے ہوتی ہے ۶۰۸، تقویٰ ۶۰۹، تقویٰ اور رزق کا تعلق ۶۰۹، نصرتِ داغوت و بخارش و تقسب ۶۰۹، ظالم و مظلوم کی اعاد ۶۰۹، مسلمان کی بے عزتی کے وقت مدد کرنا ۶۱۰، کسی بھائی کی آبرو کا تحفظ ۶۱۰، عصبیت کی صحیح تعریف ۶۱۰، خیر خواہی کی جزا اللہ کی طرف سے ہے ۶۱۰، دین اور خیر خواہی کا ربط ۶۱۱، جماعتِ مومنین کی مثال ۶۱۱، ہنس کچھ ہونا اور پڑوسی کا خیال رکھنا ۶۱۲، مرجعِ خلائق خادمِ قوم ۶۱۲، ہدایت یا ضلالت کی طرف بلانے والا ۶۱۲، ایمان و اخلاق کے تقاضے ۶۱۲، اہل ایمان کے بھی ربط کی مثال ۶۱۲، محبت کی اطلاع دینا ۶۱۳، محبت و عداوت میں میانہ روی ۶۱۳، محض اللہ تعالیٰ کے لیے باہمی محبت رکھنا ۶۱۳، محبت و عداوت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ۶۱۳، صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھنے والوں کا مقام ۶۱۴، محبت و بغض کا فیصلہ پہلے آسمان پر ہوتا ہے ۶۱۴، محب کا حشر

کی بادشاہت میں کس طرح جاسکتا ہے ۶۲۶، شیخ بدترین
 خصلت ہے ۶۲۷، جاہل و بدلتے سے بچو ۶۲۷، اُمت
 کے لیے سب سے بڑا فتنہ ۶۲۷، مال میں الدار کا اصلی حصہ
 کتنا ہے ۶۲۷، انسان کا اپنا مال کونسا ہے ۶۲۸، دنیا کو
 دکا فرکے لیے ۶۲۸، جب دنیا انسان کو کیا بنا دیتی ہے ؟
 ۶۲۸، انسان کی مثال اس دنیا میں ۶۲۸، آخرت کے مقابلے
 میں دنیا کی جستی کی مثال ۶۲۸، اخلاق ردیلہ ۶۲۹، بہادر
 کون ہے ۶۲۹، غصے کی حقیقت اور اس کا علاج ۶۲۹،
 ترک غصہ کی نصیحت کی تکرار ۶۳۰، غصے کا ایک اور علاج
 ۶۳۰، حکام کے لیے قابلِ غور ۶۳۰، حیثیت کی تعریف اور
 بہتان سے فرق ۶۳۰، شبہ حیثیت پر نوٹس ۶۳۱، مسلمان
 کی بے حرمتی بھی سود خوار ہے ۶۳۱، چھل خور کا انجاسم
 ۶۳۱، بلیغ تنبیہ کو دلب ۶۳۲، کمبوڑ بازی ۶۳۲،
 نشانے بازی کی مشق ذی روح پر ۶۳۲، اظہارِ دستر کا
 ایک طریقہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ۶۳۲، معن
 طعن ۶۳۲، مومن کی زبان کا معنی پہلو ۶۳۲، مومن کو گالی
 دینے اور قتل کرنے کا فرق ۶۳۲، کسی کو فاسق دکا فرکے کا
 نتیجہ ۶۳۲، کسی چیز پر لعنت کرنے کے بعد ۶۳۳، گالی کا
 آغاز کرنے والا ۶۳۳، زمانے کو بڑا بھلا کرنا ۶۳۳، ہوا پر
 طاقت کرنا ۶۳۳، مردود کی بُرائی کرنا ۶۳۳، مردوں کی
 خوبیاں بیان کیا کرو ۶۳۳، اذنی پر لعنت ۶۳۳، حدود
 بدگمانی و پردہ دری ۶۳۵، حدود و رشک کے دو جائز موقع
 ۶۳۵، حد کا انجام ۶۳۵، بدگمانی، ایک مسلمان دوسرے
 کے لیے کیا ہو؟ ۶۳۶، تین دن سے زیادہ ترک کلام کیے رہنا ۶۳۶،
 مومن کی محبت کا قیام ۶۳۷، کسی کی محبت پر خوش ہونے کا
 انجام ۶۳۷، بلیغ انداز تنبیہ ۶۳۷، تجربہ دریا کاری وغیرہ
 ۶۳۸، تجربہ اور جمال پسندی کا فرق ۶۳۸، ریاکار قاری

کا ٹھکانہ ۶۳۸، پوشیدہ نکی کے ظاہر ہو جانے پر خوشی ۶۳۸،
 اگر بڑا گناہ ۶۳۹، نوکارتا ۶۳۹، علامات نفاق ۶۳۹، جھگڑنا
 ۶۴۰، مناظرہ قوموں کی بربادی ہے ۶۴۰، اللہ کے نزدیک
 سب سے زیادہ قابلِ نفرت ۶۴۰، نام اور کنیت ۶۴۰، ناموں
 میں جمالیاتی رعایت ۶۴۰، شامشاہ کا لقب ذیل ترین نام
 ہے ۶۴۱، ناموں میں ذوق نبوی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق
 بُرے ناموں کے ساتھ ۶۴۱، حُسن بیان اور اچھے شعر کی قدر و قدر
 ۶۴۱، شعر کہنا اور سننا ۶۴۲، لبید کا حقیقت آگاہ مصرعہ
 ۶۴۲، مضمون کے لحاظ سے نظم و نثر میں کوئی فرق نہیں ۶۴۲،
 زبرد فقر وغیرہ ۶۴۲، حب جاہ و مال کی قابلِ غور مثال ۶۴۲،
 میانہ روی ۶۴۳، بڑھاپے میں کیا چیز جوان رہنا ہے ۶۴۳،
 رقائق و مواظظ وغیرہ ۶۴۳، امید و بیم والے کو خوش خبری ۶۴۳،
 مرکز فکر کے فرق کے نتائج ۶۴۳، محتاجی کیسے ختم ہوتی ہے ۶۴۳،
 فقیر کون ہے ۶۴۵، نصیحتِ سید علیہ السلام ۶۴۵، نصیحت
 لقمان حکیم ۶۴۵، زمین پر گناہ اور آسمان پر نام آور ۶۴۶،
 کام کی باتیں ۶۴۶، ذکر الہی کی قدر و قیمت (عجیب اسوہ)
 ۶۴۶، حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا ۶۴۷، چار بد بختیاں
 ۶۴۷، پنج نصیحتیں ۶۴۷، نوا احکام ۶۴۸، بدی کا علاج
 کس طرح ہو؟ ۶۴۸، شاکر و صابر عند اللہ کون ہوتا ہے ۶۴۸،
 نجات کی روح کیسے ۶۴۹، مومن آپ اپنی ذلیل کب کرتا
 ہے؟ ۶۴۹، ایک جامع نصیحت ۶۴۹، مومن کون ہے اور
 ناجز کون ۶۵۰، مومن ایک ہی بار دھوکا کھاتا ہے ۶۵۰،
 رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین طرح کے آدمیوں کے خلاف
 ہوں گے ۶۵۰، بہشت کی ضمانت ۶۵۰، بدترین خصلتیں ۶۵۱،
 محروم جنت اشخاص ۶۵۱، زیادتی اور فقر کی ممانعت ۶۵۱،
 فنِ خطابت کا غلط مقصد ۶۵۱، قوم کا بہت زیادہ ماتم

کرنے والے ۶۵۱، غلط اور صحیح تکلف ۶۵۱، اُلفت و
اُنس باہمی مومن کی صفت ہے ۶۵۲، گناہ کا ثابت ہونا
۶۵۲، توبہ و مغفرت ۶۵۲، بے پایاں مغفرت الہی ۶۵۲
بجلیب و صیت اور اس کا صلہ ۶۵۳، کتاب الفتن ۶۵۳
ماتول کا اثر اعمال پر ۶۵۳، قاتل و مقتول دونوں جہنم میں
۶۵۴، متکبر کا حشر ۶۵، نفس کون ہے ۶۵۴، بدی
کی روک تھام نہ کرنے کا نتیجہ ۶۵۵، آخری نبات یا نہ شخص
۶۵۵، راہ خدا میں تھوڑا دقت اور بہشت کی تھوڑی جگہ کا
مرتبہ ۶۵۵، سخی اور بخیل ۶۵۶

نظامات ۶۵۷، بیمار کی مزاج پر سی ۶۵۷، صحیح معاشی
نظام کا اثر کیا ہونا چاہیے ۶۵۷، کتاب النکاح ۶۵۸
عورت کا اصلی وصف کیسے ہے؟ ۶۵۸، تزوج نصف ایمان
ہے ۶۵۸، تین باتوں میں احانت کرنا اللہ پر حق ہوتا ہے
۶۵۸، نکاح سے پہلے عورت کو چھپ کر دیکھنا راجح ہے
۶۵۹، نکاح خفیہ نہ ہونا چاہیے مسجد میں نکاح، دف اور
کھیل ۶۵۹، رخصتی کے وقت دف بجانا اور گانا بہتر ہے
۶۶۰، نکاح سنت رسول ہے ۶۶۰، فرائض زوجین
۶۶۰، اپنے شوہر سے کسی عورت کا ذکر کرنے میں احتیاط
چاہیے ۶۶۰، زوجین کو بھیا رہنا چاہیے ۶۶۰، اولاد کی
پردہ ش عورت کا جہاد ہے ۶۶۱، زوجین ایک دوسرے کے
لئے ۶۶۱، عورت کے لئے شوہر کا مقام ۶۶۱، رخصتہ شوہر
کا صلہ جنت ہے ۶۶۱، بہترین بیوی کے خصائل ۶۶۱، تعوی
اللہ کے بعد سب سے بڑی نعمت الہی ۶۶۲، اختلاف زوجین
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عجیب فیصلہ ۶۶۲، ایک جفاکش
اور خدمت گزار عورت (اسماء بنت ابی بکرؓ) ۶۶۳، عورت
کے چند فرائض اور ان کی تکمیل کا صلہ ۶۶۴، عام عدت لکھ کی

مزاجی کیفیت کی تمیز اور حسن سلوک کی تاکید ۶۶۴، عورتوں کے
حقوق مردوں پر ۶۶۵، مردوں کے لئے سب سے بڑی آزمائش
عورتیں ہیں ۶۶۵، اہل ایمان کے لئے ایک غیرت آزمائش
۶۶۵، اجازت شوہر کے بغیر عورت سے ملنا ۶۶۶، خرید و فروخت
و کسب معاش ۶۶۶، زناہ عام کے لئے مکان اور باغ تیار کرنا
بڑا کار خیر ہے ۶۶۶، آداب طعام ۶۶۶، اٹھا کھانے اور بسم اللہ
کی برکات ۶۶۷، شیطان نے اپنا کھانا ہڈا اگل دیا ۶۶۷، کھانا
بھی ذریعہ مغفرت ہو سکتا ہے ۶۶۷، اجتماع کی برکت ۶۶۸
کم خوری ۶۶۸، صحیح مقدار طعام کیسے ۶۶۸، دھت میں آخر
کب تک بیٹھنا چاہیے ۶۶۸، لباس و زینت ۶۶۹، پردے
کی حد ۶۶۹، چھٹیچ رہنا کوئی بزرگی نہیں ۶۶۹، سولے کا دانت
۶۷۰، بال اور ڈاڑھی کو سلجھا کر رکھو ۶۷۰، خلاف و امارت ۶۷۰
تفریق پیدا کرنے والے کی سزا قتل ۶۷۰، حکومت اسلامیہ کا نظام
۶۷۱، داعی اور رعایا کی قسمیں ۶۷۱، عادل کا انعام ۶۷۲، خائن اسی
کا انجام ۶۷۲، اللہ کے قرب و بعد کا تعلق امام کے عمل و جوہر
سے ۶۷۲، عہدوں کا نہ ملنا بڑی رحمت ہے ۶۷۲، عہدوں کی
طلب چھوڑ دو ۶۷۳، عہدوں کی حرص ۶۷۳، عہدوں کا مطالبہ
۶۷۳، امارت و وزارت کا باہمی تعلق ۶۷۳، خوشامد و غلام سے
امراہ کی احانت نہ کرو ۶۷۴، مشقت میں ڈالنے والا حاکم ۶۷۴
اولی الامر سے قصاص ظلم لیا جائے گا ۶۷۴، امارت کی تخت
ذمے داری ۶۷۵، است مسد کے قیام کی غرض و غایت ۶۷۵
کسی بے کس کی حاجت روائی امر سے کر دینا ۶۷۵، اولی الامر
کی اولیٰ فی ذلہ اولی الامر کی غیر خواہی اور اس کا طریقہ ۶۷۶
اولی الامر کے سلسلے جاگہ ۶۷۶، امیر کا بیت المال میں کتنا حق ہے
۶۷۶، حضرت ابو بکر کا عجیب اسوہ ۶۷۷، اطاعت امام اور
جماعت سے وابستگی ۶۷۷، اطاعت امیر کی حد ۶۷۷، امیر

طاعت میں خدا و رسول کی اطاعت ہے ۶۷۷، اہم کمر
 ہوتا ہے ۶۷۸، ترکِ اطاعت کب ہے ۶۷۹، معصیت
 الٰہی میں کسی کی اطاعت نہیں ۶۷۸، ادلی الامر کی مجال میں اطاعت
 ۶۷۹، بہترین اور بدترین امر ۶۷۹، دنیہ و دُعا غرض
 سے بیعت ۶۷۹، ادلی الامر کو کوسنا ۶۸۰
 نظامِ اجتماع سے وابستگی ۶۸۰، ضلالت پر
 اجتماع نہیں ہوتا ۶۸۰، اجتماع سے انقطاع ۶۸۰، کتاب اللہ
 حکومت کے اقتدار کے تحت کیا کرنا چاہیے ۶۸۱، ادلی الامر
 کے سامنے بے خوفت حق گوئی ۶۸۱، گمراہِ اندر میں کیا طرزِ عمل ہو؟
 ۶۸۲، ظالمِ اہم اور سرکشِ نفعی ۶۸۲، معاہدے کے استحکام
 ۶۸۲، معاہدے کے ساتھ عدل و رحم کی تاکید ۶۸۲، پابندی
 وعدہ معاہدہ ۶۸۲، اصول کی محافظت ۶۸۳، عورت کا
 درجہ ۶۸۳، بدعہدی کی سرکھیا ہوتی ہے ۶۸۳، مجوس
 اہل کتاب کی صف ۶۸۳، بدعہدی کی شہرت ۶۸۴، غنیمت
 اور فحشاء ۶۸۴، مرد و عورت کے مساوی حصے ۶۸۴، مال
 غنیمت میں خیر مسلمانوں کے حصے ۶۸۵، حضرت عثمان غنی
 کا حصہ غنیمت بلا شرکتِ جہاد ۶۸۵، بغیرِ خواب وغیرہ ۶۸۵
 خواب کی قسمیں اور بڑے خواب کا علاج ۶۸۵، خواب پریشان
 کے اثرات سے بچنے کا طریقہ ۶۸۶، بشارت ۶۸۶، اہم المؤمنین
 عائشہ صدیقہ رحمہا کا ایک خواب اور اس کی تفسیر ۶۸۶، کتاب الطب
 ۶۸۷، دوا ہر مرض کی موجود ہے مگر حرام دوا نہ ہو ۶۸۷،
 بڑھاپے کی دوائیں ۶۸۷، معدے کی لطیف مثال ۶۸۷،
 جہادِ چھینکِ مال وغیرہ ۶۸۸، جبر و قہر کا امتزاج ۶۸۸،
 بعض لغوا اعتقادات ۶۸۸، سحر و نجوم وغیرہ ۶۸۸، نجوم کی
 لغویت ۶۸۸، پیرویِ علم نجوم کی گمراہی ۶۸۹، گمانت کی
 حقیقت ۶۸۹، سلام و مصافحہ وغیرہ ۶۸۹، سلام اور انداز
 آنے کی اجازت ۶۸۹، اپنے گھر کے اندر داخل ہونے کے
 آداب ۶۹۰، گفتگو سے پہلے سلام ہوتا ہے ۶۹۰، بچوں

کو سلام کرنا ۶۹۰۔

سلام میں جماعت کی نمائندگی ۶۹۰، سلام میں بیعت ۶۹۱،
 ریکرٹنگ کی عجیب تعلیم ۶۹۱، من نہ دیدم کہ گئے پیش کے سرخ کدو
 ۶۹۱، لفظ سلام کا مصدر ۶۹۱، سب سے بڑا جہنم ۶۹۲،
 مصافحے کے مجدد ۶۹۲، اجڑا مصافحہ ۶۹۲، مصافحے اور ہار یا کی
 برکات ۶۹۲، صحابہ رضہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑے نہ ہوتے
 تھے ۶۹۲، خواہشِ منہدیم جہنم ہے ۶۹۳، دانگلے کی مہارت
 ۶۹۳، پہلے سلام پھر اندر آنے کی اجازت ۶۹۳، سعدی کی
 ایک عجیب ادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مساویانہ برتاؤ ۶۹۳،
 اپنے گھر میں اجازت دانا لینا ۶۹۴، عین کی ایک عادت
 ۶۹۵، بلا اجازت اندر گھسنا ۶۹۵، مختلف آداب ۶۹۵،
 چھٹک اور جہائی کے آداب ۶۹۵، راستے کے حقوق ۶۹۶،
 اپنے لیے کسی کو اٹھانا ۶۹۶، میٹھک کا زیادہ مقدار ۶۹۷،
 سب سے زیادہ ضروری ادب محفل ۶۹۷، دوا آدمیوں کے
 بیچ میں میٹھا ۶۹۷، صدر نشینی کے شائق پر لعنت ۶۹۷،
 نصرت و اخوت و سفارش و تعصب ۶۹۷، مومن پر مومن کے
 حقوق ۶۹۷، ایمان و اخلاق کے تقاضے ۶۹۸، گفتگو انا
 ہوتی ہے ۶۹۸، کن بندوں کی تعظیم میں تعظیم الٰہی ہے ۶۹۸،
 بوڑھے کی تعظیم کا اجر ۶۹۸، بڑوں کی تعظیم ۶۹۹، خواہجہ کی
 بندہ نوازی ۶۹۹، حسن سلوک کا زبانی جواب ۶۹۹، عطایا کا
 جواب ۶۹۹، محسن کی شکر گزاری ۷۰۰، حق نیت و بدعت
 کذب ۷۰۰، ہر مٹی ہوئی بات کو بیان کیے پھرنا ۷۰۰، بچوں
 سے غلط گوئی میں احتیاط ۷۰۰، صرف تین جہدِ شکر کی اجازت
 ۷۰۰، حسن سلوک ۷۰۱، والدین ۷۰۱، خدمت و محبت کا سب سے
 زیادہ حق دار ۷۰۱، حسن سلوک کے ترتیب دار حق دار ۷۰۱، اولاد
 مع اپنے مال کے باپ کی ہے ۷۰۲، سب سے زیادہ نصیب
 ۷۰۲، جہاد اور ہجرت سے پہلے والدین کی خوشنودی ۷۰۲،

رحمتِ الہی - رحمت و غضب کا توازن ۱۴، داغے کی اجازت
۱۴، حدیثِ سلام میں حضرت عمرؓ کی احتیاط ۱۴،
موت ۱۵،

مسیحت و مناقب ۱۶، دفنِ مسیت ۱۶، برہمنی نیکی -
ان بآپ، اولاد، اقارب اور یتیموں کے ساتھ نیک سلوک و
متفرق ۱۶، سرپائے حبیب ۱۷، سرپائے حبیب ایک بڑی
عورت (امِ جعد) کی زبان سے ۱۷، روایت و کتابت حدیث
۱۸، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن خود کھولتے تھے ۱۸،
کتابت حدیث کی اجازت ۱۸، ابنِ عمرؓ حدیث کھلیا کرتے
تھے ۱۹، دوسری زبان سیکھنے کا حکم ۱۹، وضو اور اس کے متعلقات
۱۹، گندگی سے پرہیز ۱۹، تیآن ۲۰، مسجد ۲۰، حضورؐ کی
شرکت عام کاموں میں اور دفن کی حوصلہ افزائی ۲۰، فنِ سپہ گری کا
معائنہ عورت کے لیے ۲۱، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں
کیوں دفن کیے گئے ۲۱، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک
خاص دعا ۲۱، استقبالِ قبلہ ۲۱، مسلمان لباس میں نماز
۲۱، مریض کی نماز ۲۲، نماز میں ایک ہی آیت کی تکرار ۲۲،
نماز میں جائز و ممنوع افعال ۲۲، تعلیم و تعظیم کا جواب طریقہ
نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۲، نماز جمعہ ۲۴، عمل ...
میں میاں زدی ہونی چاہیے ۲۴، خطبہ چھوڑ کر حاجت روائی کرنا
۲۴، قیامِ بیل ۲۵، قیامِ بیل تقاضائے شکر بھی ہے ۲۵،
بیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آخری اور جامع بات
۲۵، شبینہ، کوئی سنت نہیں ۲۵، کتاب الخبائز ۲۶،
امراض میں رحمت ۲۶، آرائش بمقتدار دین ہوتی ہے ۲۶،
موت ۲۶، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس مرض میں ہوئی
۲۶، روزے کے متعلق چند باتیں ۲۷، کتاب الحج ۲۷،
قائد مجاہدین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ۲۷، شیطان

جنت مان کے قدموں کے پاس ۲۰، مشرک مان کی خدمت و
امداد ۲۰، مان کی قائم مقام ۲۰، والدین کی موت کے
بعد بھی حسن سلوک ہو سکتا ہے ۲۰، رشتہ دارین
اور بھائی کے ساتھ حسن سلوک ۲۰، مان یا باپ کی طرف
سے حج ۲۰، باپ کے ساتھ حسن سلوک اور رحمت کا اثر
۲۰، اولاد ۲۰، اولاد کی نافرمانی کو دور کرنے کا طریقہ
۲۰، راکہ ۲۰، بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کا نتیجہ
۲۰، سب سے افضل کا خیر ۲۰، جوانی تک بڑکیوں
کی کفالت کا صلہ ۲۰، سب سے اعلیٰ عطیہ کیا ہے ۲۰،
بہترین انسان کون ہے ۲۰، یتیم ۲۰، کفالت یتیم کا
اجر ۲۰، سخت دلی کا علاج ۲۰، سب سے بہتر اور
سب سے بزرگ گھر ۲۰، مسکین ۲۰، شادی کا مقصد کثرت
اولاد نہیں، محتاج و مسکین کی پرورش کا درجہ ۲۰، صدقہ
(کار خیر) ۲۰، صدقہ کے اقسام ۲۰، ایامِ کفر کی نیکیوں
کا اثر ۲۰، کافر کی نیکیاں کب نفع بخش ہو سکتی ہیں ۲۰،
صلہ رحمی ۲۰، رحم کا اشتقاق اور صلہ رحمی ۲۰،
کشائشِ رزق اور وراثی عمر کا ذلیعہ ۲۰، قطع رحم و جنت
۲۰، دیوبند سزا جلدی دلانے والا جرم ۲۰، بدی کے جواز
میں نیکی کرنے کا انعام ۲۰، ذی کرم کو صدقہ دینا ۲۰،
پڑوسی ۲۰، پڑوسی کے حق پر زور ۲۰، بڑے پڑوسی کا خیر
مشددانہ اور دلچسپ علاج ۲۱، شرانگیز پڑوسی مومن
نہیں ۲۱، وعیدِ شدید ۲۱، پڑوسی کی حدود و اربعہ ۲۱،
تین شدید عیبتیں ۲۱، زبان اور جنت و دوزخ کا فرق
۲۱، رحم و کرم ۲۱، زمین کا رحم آسمان کا مرحوم ۲۱،
بے رحم ستمی جہنم ہوتا ۲۱، بچوں کا پیار علامتِ رحم ۲۱،
سنتِ خداوندی غضبِ الہی پر غالب ہے ۲۱، بے پایاں

بھی مسلمان ہو سکتا ہے ۲۷ خطبہ حج ۲۸،
 حجتہ الوداع کا ایک خطبہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۸،
 حجتہ الوداع کا ایک اور خطبہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)،
 ۲۹، قومی جذبات کے احترام کی ایک عجیب مثال ۲۹،
 جو قربانی نہ دے سکا ہر اس کی طرف سے بھی قربانی ادا ہو
 چکی ہے ۲۹، نکاح سنت رسول ہے ۳۰، زوجین
 ایک دوسرے کے لیے ۳۰، ایک بہترین جوڑے کی
 گھریلو زندگی کا نقشہ ۳۰، احکام وصیت ۳۲، اسلامی
 ریاست کے بعض فرائض دربارہ قرع و درانت ۳۲،
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت ۳۲، نبی کا ذریعہ معاش
 نبی کے بعد ۳۳، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ترکہ چھوڑا
 ۳۳، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل ترکہ ۳۳، قصاص ۳۳،
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قصاص کا معاملہ ۳۳، آداب
 طعام ۳۴، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا کیسی تھی
 ۳۴، نشان امتیاز و کبر کے اظہار سے نفرت (قابل غور)
 عبرت نمونہ ۳۴، کچھ کھانے کی برائی نہ کرنی چاہیے
 ۳۴، ذوق نبویؐ دکھانے کی بعض چیزوں میں ۳۴،
 شائبہ کا فیرانہ لباس ۳۵، سیرت رسول صلی اللہ علیہ
 وسلم ۳۶، آغاز وحی ۳۶، آغاز وحی اور اس کی
 کیفیات، بیوی کی شہادت دہر کی ۳۶، تبلیغ اور مصائب
 پر مبرہ ۳۶، دشمنان دین کی ایذا رسانی ۳۸، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی آزمائش دہر ۳۹، شقاوت ابوجہل ۴۰،
 ہجرت حبشہ ۴۰، کوالف حبشہ، خطبہ معجعہ طیارہ اور
 شہادتِ نبی شامی ۴۰، ظالموں سے رسولِ رحمت کی توقعات
 ۴۳، اللہ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فریاد کا
 عجیب انداز ۴۴، ہجرت مدینہ ۴۴، ابو بکرؓ اور فضیلت

نے رسول کا مقام ۴۵، پیغمبرؐ اور مشقین کے حوصلوں کا فرق
 ۴۵، رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعائے ناز و نیاز
 بموتِ بدر ۴۶، غزوات ۴۷، بدر ۴۷، صدیق و
 خادق بھیگی تیشیل بہ زبان رسالت ۴۷، بنت رسولؐ کے شوہر
 کا فدیہ اور عدل رسالت ۴۷، اہل بدر کی فضیلت ۴۸،
 آمد ۴۹، غزوات میں عورتوں کا حصہ ۴۹، شہادت کے
 لیے بے عینی ۴۹، ایک شہید کا آخری پیغام ۴۹، ایک
 مومن کا حوصلہ ایمانی ۵۰، رجیع ۵۱، غیبیہ کا انداز شہاد
 اور پاس انسانیت ۵۱، خندق ۵۲، مجاہدین کا رجز اور
 مصائب کی برداشت ۵۲، پیغمبرؐ کی درویشی ہے نہ کراشتناہی
 ۵۳، حدیبیہ ۵۳، خورنی میں عورت کا مقام، عبد کی
 پابندی ۵۳، موتہ ۵۴، کلمہ گو کی جان لینے پر حضور صلی اللہ
 کی ناراضی ۵۴، فتح مکہ ۵۵، فتح مکہ کے دن رحمت نبویؐ
 کی بارش ۵۵، تہذیب وادب شہادت سے بالکل الگ چیز ہے
 ۵۵، خین ۵۶، انصار کا نصیب ۵۶، مجاہد عورت
 (ام سلمہ) ۵۷، بنی جذیمہ ۵۷، اطاعت صرف معرفت
 میں ہونی چاہیے ۵۷، تبوک ۵۸، شرکت جہاد کی بیع غرض
 کیا ہونی چاہیے ۵۸، براعت ۵۹، رسول اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کا تقاضائے رحمت ۵۹، ہمدرد واقعہ و مرسلات وغیرہ
 ۵۹، بعض سورتوں کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت پر ۵۹،
 شعر ۶۰، مقام نبوت کی عجیب تشکیل اور سورۃ لبک نزول
 ۶۰، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتے داری کوئی کام نہ
 آئے گی ۶۱، زمر ۶۱، رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف
 مبشر نہیں منذر بھی ہیں ۶۱، متعہ ۶۲، رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا تقویٰ ۶۲، کتاب الطب ۶۲، نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی زندہ دلی آخری لمحات میں ۶۲، رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے مزاج کی باتیں گناہ ۶۲، ایمان و اخلاق کے
تقدیر ۶۳، جیسے نبویؐ کی فراوانی ۶۳، حیا و داری کی انتہا
۶۳، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح پوزیشن ۶۴،
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بالغہ ۶۴،
سفارت و جنگل ۶۴، کوئی سائل آپؐ کے در سے کبھی غلط نہ
گیا ۶۴، آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ۶۴،
کلی کھیلے ذخیرہ ۶۶، جمع شدہ مال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی بے چینی ۶۶، سحر و جادو ۶۸، قابلِ عبرت تأسفت
۶۸، اخلاق و ذلیلہ ۶۹، صحابہؓ کی برائی کرنے پر تنبیہ
۶۸، گناہ گار ۶۹، حور و قو کا گناہ گار ۶۹، حور و قو کے
کرتب دیکھنا ۶۹، گناہ گاروں کی اصلاح ۷۰، سحر و جادو
۷۰، گریبا کھیلنا ۷۰، لعن و لعن ۷۰، نبوت کا قیاس و زبان پر
۷۱، بشریت رسولؐ کے تعاقب کی عجیب تلافی ۷۱، مزاج
۷۱، مزاج نبویؐ کا انداز ۷۱، مزاج نبویؐ ایک سائل ۷۲،
شکر کہنا اور سننا ۷۲، حسان بن ثابت کی عزت افزائی
۷۲، رحم و کرم ۷۲، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی
نظر رحمت ایک انوٹ پر ۷۲، چڑیا پر رحم ۷۲، مناقب
۷۲، ابراہیمؑ ۷۲، بہترین مخلوقات کون ہیں ۷۲،
اسحاقؑ ۷۲، ذبیح اللہ کون ہے؟ ۷۲، خاتم الانبیاء
۷۲، خاتم النبیینؑ کا صحیح مقام ۷۲، حضور صلی اللہ علیہ
وسلمؐ کی گفتگو ۷۵، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت
۷۵، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیاں تھے ۷۵،
قابلِ اقتداء اسوۂ نبویؐ ۷۶، کاشانہ نبوتؐ کے اندر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ۷۶، جسٹ فوجی کا جواب ۷۶، سیرت
رسول اللہؐ کی سب سے قوی شہادت ۷۷، نبویؐ پیشگوئیاں
۷۸، کس کی دیکھ کر غضب ہونے کی پیش گوئی ۷۸،

توکل علی اللہ کی عجیب مثال ۷۸، عبداللہ بن سلام کا اسلام اور یہود
کا متنازعہ تبصرہ ۷۹، فتح ایران و دم کی خوش خبری ۷۹، حضرت
ابوبکر صدیقؓ کی ۸۱، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ۸۱، حضرت ابوبکر
صدیقؓ کا ۸۱، حضرت عمر فاروقؓ کا ۸۲، حضرت عمر فاروقؓ
سے شیطان بھاگتا ہے ۸۲، حضرت عثمانؓ کا ۸۳، حضرت
علیؓ کا ۸۴، حضرت علیؓ کا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۸۴، اسامہؓ اور
زیدؓ کا ۸۴، اسامہؓ اور زیدؓ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر
میں ۸۴، اسامہؓ کا رسول اللہؐ کی نظر میں ۸۵، ابوذر غفاریؓ کا
۸۵، است محمدیہ کا واحد درویش ابوذر غفاریؓ کا ۸۵،
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عبدالمطلب ۸۷، سید الشہداء کون ہے
(حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) ۸۷، حضرت درت بن نوفلؓ کا ۸۷،
درویش نوفلؓ کا اسلام ۸۷، خدیجہ بنت خویلدؓ کا ۸۷، حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجہؓ سے تعلقی تعلق ۸۷، مریمؓ، خدیجہؓ
ناظرہؓ اور آسیہؓ کا ۸۸، چار ممتاز ترین عورتیں ۸۸، ناظرہ
علیؓ، ناظرہؓ اور علیؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہؓ کی نگاہ میں
۸۸، حضرت عائشہؓ کا ۸۹، عائشہؓ کی فضیلت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ۸۹، زینبؓ، بنت جحشؓ کا ۸۹، زینب بنت
جحشؓ (دام المومنین) ۸۹، است محمدی ۹۰، یسود و
نصاری اور مسلمانوں کے اجر کی تشریح ۹۰، شفاعت محمدیؐ ۹۱،
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اہل کبار کے لیے ہے،
شفیع دوسرے بھی ہوں گے ۹۱، بنی دوس ۹۱، بنی دوس
کے لیے دعا و بجات کفر ۹۱، لباس نبویؐ، رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلمؐ کی زینتیں اور غذا ۹۲، صحابہؓ کی غذائی حالت ۹۲، حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی حالت ۹۲، پوشاک رسول اللہؐ کی وقت ۹۳،
تنگی میں صبر اور فراخی میں بے صبری ۹۳، فقر و غنا میں سب سے
بادل سے ۹۳، مال کی موجودگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بے مینی ۹۴، رسول خدا کی غذائی پسند ۹۴، ابن عمرؓ
کو نصیحت نبویؐ ۹۵، خاتم النبیینؐ ۹۶،
بیکل، حمیدین، عمر فاروقؓ کے عہد میں نظام حکومت

(۹) ۶۴۲-۶۶۷

فترت ۶۴۲، سلسلہ نظام حکومت ۶۴۲،
میرود نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالنا ۶۴۲، رسول اللہؐ
کی ہجرت تاریخ دشمن کا لفظ آغاز ۶۴۵، نظام دشوری ۶۴۷،
سمجھ نبویؐ کی توسیع ۶۴۹، عدل فاروقی ۶۵۱، عمال کو ہدایات
۶۵۶، عمل کا محاسبہ ۶۵۷، حضرت معاویہؓ سے جواب
طلبی ۶۵۸، حضرت حمیر بن سعد کا خراج کے بارے میں جواب
۶۵۹، ابوالدرداءؓ کو مدینہ کا قاضی مقرر کرنا ۶۶۰، شریعہ
کو کہہ کر قاضی مقرر کرنا ۶۶۱، آداب قضا ۶۶۱، رجسٹر کو ترمیم
کرنے کا نظام ۶۶۴، وظیفوں کا سفر کرنا ۶۶۴، مراست
کا رجسٹر ۶۶۷۔

ع

یسین سنی، عبداللہ: اقتباساتِ نبیؐ (جلد ۱، ۲، ۳) ۴۲۹-۴۵۲
تعارف کتاب ۴۲۹، مد ولعت ۴۲۹، زمانہ بعثت ۴۳۰
خدا سید ہونے کے کام ۴۳۰، ایمان ۴۳۰، ایمان اصل و مائی
۴۳۰، ایمان کے تین رکن ۴۳۰، اوصاف ایمان ۴۳۱، یقین
کی چار شاخیں ۴۳۱، عدل کے چار شعبے ۴۳۱، جہاد کی چار
قسمیں ۴۳۱، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۴۳۲، دنیا میں ہر طرف
شاد و بپا تھا ۴۳۲، قرآن ۴۳۲، مجروحہ عجائب و غرائب
۴۳۲، افضل ترین حدیث ۴۳۳، بولنے والی کتاب ۴۳۳،
قرآن سراپا حکمت ہے اور اس کی آیتیں ایک دوسرے کی
تفسیر و تفسیل ہیں ۴۳۳، اُن کی تعلیم قرآن میں دیکھو ۴۳۳،
راہِ نجات جنت کی کئی ۴۳۳، قرآن میں سب ہے ۴۳۳،

کتاب ناطق اور شیخ ازلی ۴۳۴، ناصح صادق، امانی کامل ۴۳۴،
ہر مرد کی دعا، ہر مرض کی شفا ۴۳۴، شافع برحق ۴۳۴، ایمان
عمل صبر نہد ۴۳۴، کتاب ناطق کی تشریح ۴۳۵، دین میں راز
شین اسلام ظاہر ہے ۴۳۵، فضائل اوصاف بشیر
۴۳۵، جماعت کی تعریف، تفریق کی مذمت ۴۳۶، قرآن میں ہے ۴۳۶،
قرآن کو مضبوطی سے پکڑو ۴۳۶، ایک ایک لفظ سند ہے
۴۳۶، اسلام ۴۳۶، اسلام ظاہر ہے ۴۳۶، ایدہ امول
۴۳۷، خدا کا دین ۴۳۷، ہمہ صفت دین ۴۳۷، اصحاب رسولؐ
۴۳۷، یاد و فرنگان ۴۳۷، اصحاب رسولؐ ۴۳۹، علی اور عثمانؓ
۴۳۹، اگلی امتوں سے عبرت و نصیحت ۴۳۹، رازِ عمل ۴۳۹،
خوبیاں ۴۳۹، حضرت علیؓ کا خط معاویہؓ کے نام ۴۴۰،
حضرت عمرؓ کے حق میں دعائے خیر ۴۴۰، مشورہ حضرت علیؓ
حضرت عمرؓ کو وقت جنگ فارس ۴۴۰، حضرت عمرؓ کے ساتھ
خیر خواہی اور مشورہ وقت جنگ روم ۴۴۱، امام کی نیت
۴۴۱، تسلیم خلافت عثمانؓ ۴۴۱، امام کے دل میں اجماع کا
احترام ۴۴۱، احترام کثرتِ رائے ۴۴۲، اختلاف کی
جڑ ۴۴۲، خیر خدا کی نشان ۴۴۲، نامراد اور خود غرض ماضی
۴۴۲، متفرق ساتھی ۴۴۲، نافرمان ساتھی ۴۴۲، ایک اور
دس ۴۴۲، قسم، کلمہ، سحری، ساتھی ۴۴۳، یا اے امام ۴۴۳،
جھلے جان چرانے والے ۴۴۳، لفظ ائمہ فضلات ۴۴۳، امام
کے ساتھیوں کی تصویر ۴۴۳، فریقین میں تفاوت ۴۴۳،
امام کے رتھوں کا نقشہ ۴۴۳، حسب و نسب پر فخر
بے جا ہے ۴۴۵، حسب و نسب کام نہ آئے گا، عمل کام
آئے گا ۴۴۵، فرقہ بندی کی مذمت ۴۴۵، محب مفرط
مبغض مفرط ۴۴۵، فرقہ پرستی گردن زدنی ہے ۴۴۶،
اسلام میں فرقہ بندی نہیں ۴۴۶، ارشادات ۴۴۶، اگلوں

کو گالیاں دینے والے اپنا عیب تو دیکھ ۷۴۶ء، لاکھ کی
ایک بات ۷۴۶ء، توحید و اخلاص اور احترام مسلمان
۷۴۶ء، دوسروں کو چھوڑ پیٹے اپنا عیب دیکھ ۷۴۶ء،
اسلامی شرافت اور گالیاں ۷۴۶ء، نزدیک دنیا کی مذمت
۷۴۶ء، نماز کی کسوٹی اعمال میں ۷۴۶ء، زندگی برائے
بندگی ۷۴۶ء، احادیث کی نسبت رائے ۷۴۶ء، جھوٹی
مددیں ۷۴۶ء، اقسام محدثین ۷۴۶ء، وقتی احکام ۷۴۶ء،
صبر کی تلقین، جزع فزع کی ممانعت ۷۴۶ء، امام کی آخری
وصیت ۷۴۸ء، اس امت کے اگلے لوگ ۷۴۹ء، کراڑی
۷۴۹ء، شیعہ سنی ملاپ ۷۴۹ء

مقالات

ل

ابراہیم علی بن حسین علی السعدی : فاروق خورشید

ترجمہ از اسد اللہ (۹)، ۴۱-۸۳

احادیث میں تمثیلات : جعفر شاہ پھلواڑی (۶)، ۲۵۵-۲۵۶^(۲)

ادب قبل از اسلام میں ذکرِ رسولؐ : سید آل احمد رضوی

(۹)، ۲۶-۵۰

اردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات :

ڈاکٹر شاکر طبعی (۱۰)، ۶۳-۹۲

اردو کے نعتیہ گلے : ڈاکٹر فضل جی خورشید

(۱۰)، ۹۳-۱۲۰

اردو نعت : حفیظ نائب (۱۰)، ۱۶۹-۱۹۲

ارشادات نبویؐ (جوامع الکلم) : ڈاکٹر ظہور احمد ظہر

(۸)، ۵۴۹-۵۶۵

اسلام کا نظام اقتصاد : محمد ایوب قادری (۹)، ۲۲۹-۲۵۹

اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصہ : عبدالعزیز دودی -

ترجمہ از ظفر الاسلام (۹)، ۵۱-۷۰

اصحاب بدر : قاضی محمد سلیمان منصور پوری (۸)، ۱۱۳-۲۰۸

اصحاب صفہ : حافظ ابو نعیم احمد اصبہانی : ترجمہ از حافظ محمد سعید اللہ

(۸)، ۴۵۱-۵۱۷

اقتباسات نبی البلاغ : سید عبداللہ حسین حسنی (۹)، ۷۲۹-۷۵۲

اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم : سید محمد متین (۱۰)، (مترجم)

(۶)، ۲۵۷-۷۹۶

انتخاب نعتیہ شاعری (اردو) : حفیظ نائب (۱۰)، ۳۸۹-۷۵۵

انتخاب نعتیہ اشعار عربی : حکیم محمد یحییٰ خان شفا (۱۰)، ۱۹۳-۲۹۳

انتخاب نعتیہ شاعری (فارسی) : ڈاکٹر عبدالحمید زبانی (۱۰)، ۲۹۴-۳۸۸

ب

بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والے وفد : ابن بشام المعافری

ترجمہ از محمد عبدالحکیم شرف قادری (۶)، ۴۶۰-۷۲۰

برصغیر میں علم حدیث : سید سلیمان ندوی (۶)، ۷۷-۸۳

برصغیر میں علم حدیث کی تاریخ : سید سلیمان ندوی

(۶)، ۴۴-۷۸

برصغیر میں کتب حدیث کی نمائندگی : سید سلیمان ندوی

(۶)، ۴۹-۵۲

ت

تقابل تقویمیں : محمد یحییٰ خان شفا (۹)، ۲۶۹-۲۸۵

تدوین حدیث : سید مناظر حسن گیلانی (۶)، ۵۳-۱۹۱

تدوین سنت : عبدالغفار حسن (۶)، ۱۹۲-۲۱۴

ج

جنات بارگاہ نبویؐ میں : محمد سعید عبد (۹)، ۱۶۹-۱۸۲

جنت البقیع : سید سعید حسینی (۹)، ۱۶۳-۱۶۸

جوامع الکلم : مفتی سید شجاعت علی قادری (۸)، ۷۶-۷۷

ح

حدیث کے قطعی ہونے کا ثبوت : عبدالغفار حسن (۶)، ۲۳۶-۲۵۴

حدیثوں کی جمع و تدوین : ضیاء الدین اسلامی (۶)، ۲۱۵-۲۲۵

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ : راجع محمد شریف

(۴) ۲۳۵-۲۳۰

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ : راجع محمد شریف

(۴) ۳۸۰-۳۷۲

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ : راجع محمد شریف

(۴) ۲۲۳-۲۲۸

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ : راجع محمد شریف

(۴) ۴۷۲-۴۴۴

حضرت زبیر بن مارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : راجع محمد شریف

(۴) ۲۳۵-۲۲۹

حضرت علیؑ اور رسول خدا : نامعلوم (۹) ۷۱۳-۷۲۲

حضرت عمرؓ کے آخری لمحات : ابوالکلام آزاد

(۹) ۶۹۶-۶۹۹

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ : راجع محمد شریف

(۴) ۴۴۳-۴۱۵

حضرتؓ بہ حیثیت منظر تکمیل نبوت و رسالت : تقدیر الدین احمد

(۸) ۷۵۱-۷۳۲

حضرتؓ کی دعائیں : سلیس سلطانہ (۹) ۵۰۸-۵۲۰

حضرتؓ کے جوامع الکلم : شرف الدین اصلاحی

(۸) ۵۳۹-۵۲۸

خ

خطبات رسولؐ : ڈاکٹر محمد رفیع الدین ہاشمی و مرتب،

(۸) ۱۱۲-۱۱

>

دنیا کا آخری پیغمبرؐ : قادی علیل احمد (۹) ۳۳۲-۳۵۲

ر

رحمت عالمینؐ کی قائم کردہ چار کابین : ابن حکیم غلام مصطفیٰ

(۹) ۱۸۳-۱۸۶

رسالت محمدیؐ کا عقلی ثبوت : ارشد انقادی

(۸) ۶۲۷-۶۳۵

رسول اکرمؐ اور تعمیر انسانیت : غلام احمد حریری -

(۹) ۳۹۵-۴۰۲

رسول اکرمؐ بہ حیثیت منظر ختم نبوت : شیخ آفتاب حسین

(۸) ۶۶۱-۶۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعر : عبدالباقی مہتمم

(۹) ۴۲۲-۴۱۱

رسول اکرمؐ کا انتخاب : ڈاکٹر عبدالحی (۹) ۳۷۳-۳۸۲

رسول اکرمؐ کی حکمت سیاست : سید اسعد گیلانی

(۴) ۶۱۱-۶۵۹

رسول اللہ کے فیصلے : پروفیسر فیض اللہ منصور

(۴) ۴۸۱-۵۹۹

رسول اللہ کے کلام کی فصاحت و بلاغت : شمس بریلوی

(۸) ۳۹۳-۴۴۰

رسول اکرمؐ کے کلام کی فصاحت و بلاغت : محمد نصر اللہ خان

خان محمد دی (۸) ۴۴۱-۴۴۹

س

سرور عالمؐ نازک ترین لمحات کی میزان پر : سید محمد ریاست علی قادری

(۸) ۵۷۷-۵۹۹

سرور عالمؐ نازک لمحات کی میزان پر عبدالباقی مجازی

(۸) ۶۰۰-۶۲۶

سیرت اور مطالعہ سیرت : ابوالکلام آزاد (۹) ۱۰۹-۱۳۸

سرور کائناتؐ کی سپیش گریاں : محمد نیاز عبداللہ

(۹) ۳۵۲-۳۷۲

عثمان بن مہر پر سکھ کے سوانح کا ذکر، غلام قادر بخار (مرتب و مترجم)؛

(۹، ۷۸-۷۹)

عربی زبان میں فقہیہ کلام: محمد یحییٰ خاں شفا

(۱۰، ۱۲۱-۱۲۵)

عظیم یادیں (جنسین حضور کے نسبت سے): مسعود شہیدی

(مرتب)، (۹، ۱۸۷-۲۰۵)

علم، باب العلم کے الفاظ میں: [مرتب و مترجم: سید حمیل احمد

ضوی] (۹، ۷۲۳-۷۲۸)

علم و تہذیب کی ترقی میں معارف محمدی کا حصہ: شہیر احمد غوری ر

رضا واللہ انصاری (۸، ۵۱۸-۵۳۸)

عمر فاروقی کے عہد میں نظام حکومت: محمد حسین بیگل

(۹، ۶۳۲-۶۶۷)

عہد فاروقی میں تمدنی ترقی: شبلی نعمانی (۹، ۶۶۸-۶۹۵)

عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت: ڈاکٹر محمد حسین نذیر صدیقی

(۵، ۳۴۱-۷۲۳)

عہد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء: ڈاکٹر نثار احمد

(۵، ۱۱-۳۷۰)

عہد نبوی میں سفارتی ادارہ: محمد یوسف فاروقی

(۷، ۶۰۱-۶۱۰)

ف

فارسی لغت - ایک سرسری جائزہ: ڈاکٹر خواجہ حمید زیدانی

(۱۰، ۱۴۶-۱۶۸)

فصاحت نبوی، ڈاکٹر ظہور احمد ظہور (۸، ۳۳۷-۳۹۲)

ک

کاتبانِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم: حافظ محمد سعد اللہ (مرتب و مترجم)

(۷، ۱۳۴-۱۸۹)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ: راجہ محمد شریف

(۷، ۲۹۷-۳۳۹)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ: راجہ محمد شریف

(۷، ۲۴۶-۲۹۶)

سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ: راجہ محمد شریف

(۷، ۳۴۰-۴۱۴)

سیر الطیبات [سرور کائنات کی بیٹیوں کا ذکر]: مسعود احمد

بھوپالی (۷، ۱۹۰-۲۲۰)

سیرۃ الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ: محمد حبیب الرحمن خان شروانی

(۹، ۵۴۴-۶۴۱)

سیرت طیبہ حضور کے آسمان و آفتاب کے آئینہ میں:

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ (۹، ۷-۲۵)

سیرت کی تجزیاتی مطبوعہ اور قلمی کتابیں: مسعود سلیم الشامان -

ترجمہ از اجل اصلاحی (۹، ۸۴-۱۰۸)

ش

شان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: حضرت حسان بن علی کی نظر میں:

سنان بن ثابت رضی اللہ عنہ (۹، ۵۴۳)

شعب ابی طالب: ڈاکٹر نثار احمد (۹، ۲۶۰-۲۶۸)

شہداء کے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و جنہوں نے حضور کے پیغام

پر لبیک کہا: سید مسعود شہیدی (۹، ۲۰۶-۲۲۸)

ص

صدر اسلام میں حدیث کی کتابت و تدوین: محمد عجاج الخطیب

ترجمہ از احمد خاں (۶، ۲۲۶-۲۳۸)

ع

عثمان بن امیہ صوفیہ: شیخ علی بھیری ثم لاہوری رحمہ

(۹، ۷۰۰-۷۰۲)

کائنات انسان ضرورت نبوت اور ختم نبوت کی اہمیت :

ڈاکٹر سید مطلوب حسین (۸) ۶۸۶-۷۳۱

مکتب احادیث عبد نبوی میں : خلیق نقوی (۶) ۲۳۹-۲۴۵

م

آثار و احادیث عثمان غنی : شاہ ولی اللہ دہلوی (۹) ۷۰۳-۷۰۷

محمد رسول اللہ کی فتح : سید قطب شہید

(۹) ۲۲۸-۲۳۱

مدینۃ الرسول م : بزبان محمد رسول اللہ (۹) ۱۲۹-۱۳۰

مدینۃ انبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولین اسلامی مملکت :

محمد یحییٰ خان شفا (۹) ۱۴۱-۱۶۳

مسادات کا علمبردار : علم الدین سالک (۹) ۲۹۶-۳۰۵

معجزات قوت انقلاب کا داعی : خلیق دہلوی

(۹) ۲۸۶-۲۹۰

معمولات رسول م : سید نور شہید محمد گیلانی (۹) ۴۲۳-۵۰۷

مقامِ رسول م : ڈاکٹر محمد ذکی (۹) ۳۰۶-۳۲۷

مکالمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم : پروفیسر فیض اللہ منصور

(۷) ۷-۱۳۳

موجودہ مشغلات اور سیرت رسول م : سید حامد علی

(۹) ۲۸۲-۲۹۴

مواخاۃ صحابہ م : ڈاکٹر نثار احمد (۹) ۵۲۱-۵۴۲

ن

نبوت و رسالت و دلائل عقلیہ : سید علی بادشاہ بخاری

(۸) ۶۳۶-۶۵۲

نبوت و رسالت دلائل عقلیہ : محمد عبدالمک

(۸) ۶۵۳-۶۶۰

النبی الامی م : علامہ شبید رضی المظہری - ترجمہ

ان نور الہی اید و کیٹ (۷) ۷۲۱-۷۵۲

نعت (لغوی مفہوم) : ڈاکٹر ریاض مجیب (۱۰) ۹-۶۳

و

واقعہ ہجرت کی عالمگیر اہمیت : ڈاکٹر سید مطلوب حسین

(۸) ۲۰۹-۲۳۳

وما امرسلک الا رحمة للعالمین : شیخ آفتاب حسین

(۹) ۲۹۱-۲۹۵

۵

ہجرت نبوی (درائیں قیام، منزلیں، عبد القدوس انصاری

ترجمہ و تفسیر از محمد مسعود مشدی (۸) ۳۲۱-۳۲۶

ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم : سید سعد گیلانی

(۸) ۲۴۶-۳۲۰

ہجرت مدینہ کے اسباب و محرکات : ڈاکٹر نثار احمد

ہمارے نبی کی قوتِ عمل : نیاز فتح پوری (۹) ۴۰۳-۴۱۰

موضوعات

احساب

نثار احمد، ڈاکٹر: عمد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء
(۵) ۲۰۲-۲۰۳

اخلاقیات

حریری، غلام احمد، رسول اکرمؐ اور تعمیر انسانیت
(۹) ۳۹۵-۲۰۲

ہاشمی، سید محمد متین، اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۵۵۱-۴۵۶

یسین حسنی، عبد اللہ: اقتباسات نبی البلاغہ
(۹) ۴۲۹-۴۵۲

ارتقاء دیکھئے نظریہ ارتقاء

اُردو نعت

تائب، حفیظ: اردو نعت (۱۰) ۱۶۹-۱۹۲
نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (اردو)
(۱۰) ۳۸۹-۴۵۵

اُردو نعت - انتخاب

شاکر علی: اُردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات
(۱۰) ۶۴-۹۲

فضل حق خورشید: اُردو کے نعتیہ گلے (۱۰) ۹۳-۱۲۰
نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰) ۳۸۹-۴۵۵
نیز دیکھئے: فارسی نعت - عربی نعت

آخرت

رفیع الدین ہاشمی محمد مرتب، خطبات رسول
(۸) ۸۰-۹۵، ۸۳

نثار احمد، ڈاکٹر: عمد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء
(۵) ۵۳-۵۲

ائمہ مساجد

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین: عمد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت
(۵) ۴۱۶-۴۲۰

حضرت ابو بکر صدیق

حسان بن ثابت: شان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ - حضرت حسان کی نظر میں
(۹) ۵۴۳

شہدائی، محمد حبیب الرحمن خاں:
سیرۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۹) ۵۴۴-۶۴۱

محمد شریف راجہ: سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۴) ۲۹۴-۳۳۹

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح

محمد شریف راجہ: حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۴) ۲۳۶-۲۴۵

(حضرت) اسامہ بن زید

محمد شریف، راجہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۴۷۳-۴۸۰

اسلام

رفیع الدین ہاشمی، محمد، (مرتب) خطباتِ رسول

(۸) ۳۱، ۳۱-۳۴

اسلام - سیاست و حکومت

شفاء محمدی خان، مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آدین اسلام

ملکت (۹) ۱۳۱-۱۴۳

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہد نبوی میں تنظیم ریاست و

حکومت (۵) ۳۴۱-۴۲۴

نثار احمد، ڈاکٹر: عہد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء

(۵) ۱۱-۳۴۰

اسلامی انقلاب

خلیق دہلوی: معجزانہ قوت انقلاب کا داعی

(۹) ۲۸۶-۲۹۰

محمد ذکی: مقامِ رسول (۹) ۳۰۶-۳۲۷

نیا ذبیح پوری: ہمارے نبی کی قوتِ عمل (۹) ۴۰۳-۴۱۰

اسلامی ریاست

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہد نبوی میں تنظیم ریاست

حکومت (۵) ۳۴۱-۴۲۴

نثار احمد، ڈاکٹر: عہد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء

(۵) ۱۱-۳۴۰

اسلامی مساوات

خلیل احمد: دنیا کا آخری پیغمبر (۹) ۳۳۲-۳۵۲

ساکل، علم الدین: مساوات کے علمبردار (۹) ۲۹۶-۲۰۵

اسلامی معاشرہ دیکھیے معاشرہ اسلامی

اسماء بنی

عبداللہ، سید محمد: سیرت طیبہ حضورؐ کے اسماء و القاب کے

آئینہ میں (۹) ۷-۲۵

اصحابِ بدر

اصحابِ صفہ

ابو نعیم احمد اصبہانی: اصحابِ صفہ - ترجمہ از حافظ محمد سعد اللہ

(۸) ۳۵۱-۵۱۷

سلیمان منظور پوری، محمد: اصحابِ بدر (۸) ۱۱۳-۲۰۸

اعجازِ قرآن

شمس بریلوی: رسول اللہ کے کلام کی فصاحت و بلاغت

(۸) ۳۹۳-۴۴۰

اقتصادیات

محمد ایوب قادری: اسلام کا نظام اقتصاد (۹) ۲۲۹-۲۵۹

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہد نبوی میں تنظیم ریاست و

حکومت (۵) ۶۴۰-۷۰۱

نثار احمد، ڈاکٹر: عہد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء

(۵) ۲۰۸-۲۱۶

القابِ نبوی

عبداللہ، سید محمد: سیرت طیبہ حضورؐ کے اسماء و القاب کے آئینہ میں

(۹) ۷-۲۵

(حضرت) اُمّ کلثوم رضی

مقصود احمد بھوپالی: سیر الطیبات (سرور کائنات کی بیٹیوں

کا ذکر) (۷) ۱۹۰-۲۲۰

ب

بدعت

ت

تبلیغ اسلام

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست حکومت

(۵) ۴۰۴ — ۴۱۴

تبلیغ و دعوت

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست حکومت

(۵) ۴۰۴ — ۴۱۴

تجارت

محمد ایوب قادری اسلام کا نظام اقتصاد

(۹) ۲۲۹ — ۲۵۹

تقویٰ

شنا، محمد یحییٰ خاں: تقابل تقویٰ میں (۹) ۲۶۶ — ۲۸۵

تصادف

اجتماع میدان عرفات (تصویر) (۱۰) ۲۷۲ کے بعد

جائے ولادت نبی پاک، جہاں ان دنوں لائبریری ہے (تصویر)

(۷) ۱۳۸ کے بعد

خانہ کعبہ کا ایک منظر (تصویر) (۹) ۱۰۴ کے بعد

خانہ کعبہ رات کا منظر (تصویر) (۹) ۳۸ کے بعد

خانہ کعبہ کا منظر (دوسری منزل سے) (تصویر) (۵) ۶۵۶ کے بعد

خانہ کعبہ کا منظر، مسجد حرام کی چھت سے (تصویر)

(۱۰) ۱۲۰ کے بعد

ردۃ رسولؐ کی جالی پر قرآنی آیات کی مینا، ری (تصویر)

(۶) ۲۲ کے بعد

تافلہ حج، منیٰ سے عرفات کی جانب، (تصویر) (۵) ۶۰۸ کے بعد

گنبد خضریٰ (تصویر) (۹) ۸ کے بعد

مزدلفہ میں واقع مسجد (تصویر) (۵) ۴۰۰ کے بعد

رفیع الدین اشقی، محمد (مرتب)، خطبات رسولؐ (۸) ۳۷

بعثت نبویؐ — بشارتیں

آل احمد رضوی، سید: ادب قبل از اسلام میں ذکر رسولؐ

(۹) ۲۶ — ۵۰

بلاغت علی ابن ابی طالب

[جلیل احمد رضوی، سید (ترجمہ)]، علم، باب العلم کے الفاظ میں

(۹) ۲۳ — ۷۲۸

حسین حسنی، عبداللہ: اقتباسات پنج البلاغہ (۹) ۲۹ — ۷۵۲

بلاغت نبویؐ

اصلاحی شرف الدین، حضورؐ کے جوامع الکلم (۸) ۵۳۹ — ۵۴۸

انظر بطور احمد: ارشادات نبویؐ (جوامع الکلم)

(۸) ۵۴۹ — ۵۶۵

انظر بطور احمد: فصاحت نبویؐ (۸) ۳۳۷ — ۳۹۲

جعفر شاہ پھلواری: احادیث میں تشبیہات (۶) ۲۵۵ — ۲۵۶

خازن مجذبی، محمد رضا نقی خاں: رسول اکرمؐ کے کلام کی فصاحت و بلاغت

(۸) ۲۴۱ — ۲۴۹

شجاعت علی قادری، سید: جوامع الکلم (۸) ۵۶۶ — ۵۷۶

شمس بریلوی: رسولؐ اللہ کے کلام کی فصاحت و بلاغت

(۸) ۳۹۳ — ۴۴۰

منصور فیض اللہ: مکالمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۷) ۱۳۳ — ۷

حضرت، بلال رضی

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست حکومت

(۵) ۵۹۴ — ۵۹۵

بیچ نامہ

منصور فیض اللہ: رسولؐ اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۱ — ۵۹۹

جہاد

رفیع الدین ہاشمی، محمد مرتب: خطبات رسولؐ

(۸) ۴۹-۵۰، ۶۷-۶۸

منصور، فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے

(۷) ۴۸۲-۵۹۹

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۶) ۳۱۶-۳۲۶

چاگاہیں

ابن حکیم غلام مصطفیٰ: رحمتہ للعالمینؐ کی قائم کردہ چراگاہیں

(۹) ۱۸۳-۱۸۶

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و

حکومت (۵) ۶۹۰-۶۹۳

ححج

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست حکومت

(۵) ۷۲۲-۷۲۳

حدود

منصور، فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے

(۷) ۴۸۱-۵۹۹

حدیث اصول

حسن عبد الغفار: حدیث کے طئی ہونے کا ثبوت

(۶) ۲۵۴-۲۵۶

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۶) ۲۵۷-۲۶۶

حدیث - تاریخ

سکیمان ندوی، سید: برصغیر میں علم حدیث (۶) ۷-۴۳

مسجد نبویؐ میں داخلے کا دروازہ تصویر (۵) کے بعد

مسجد نبویؐ (اندرونی حصہ) تصویر (۶) ۱۶۰ کے بعد

مسجد نبویؐ کا اندرونی منظر اور گنبدِ رسولؐ تصویر

(۵) ۲۳۰ کے بعد

مسجد نبویؐ کا بیرونی حصہ اور دروازہ رسولؐ کا منظر (تصویر)

(۸) ۲۷۲ کے بعد

مسجد الحرام کا بیرونی حصہ (تصویر) (۸) ۶۴ کے بعد

مسجد الخیف رمی، ایام حج میں (تصویر) (۷) ۳۲۰ کے بعد

میدانِ عرفات اور پاکستانی پرچم (تصویر)

(۷) ۵۴۴ کے بعد

تعبیر خواب

نور شید احمد گیلانی، سید (مترجم) معولات رسولؐ

(۹) ۴۲۳-۵۰۷

توحید

مطلوب حسین، سید: کائنات انسان ضرورتِ نبوت اور ختم

نبوت کی اہمیت (۸) ۶۸۶-۷۳۱

نثار احمد، ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں ریاست کا نشو و ارتقاء

(۵) ۴۸-۴۹

ججزیہ

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و

حکومت (۵) ۶۶۲-۶۶۶

جنات

محمد سعید عابد: جناتِ بارگاہِ نبویؐ میں (۹) ۱۶۹-۱۸۲

جنت البقیع

سعید شہیدی، سید: جنت البقیع (۹) ۱۶۴-۱۶۸

فتوش، رسول نمبر ۶۶۸

سیمان ندوی، سید: برصغیر میں علم حدیث کی تاریخ
(۶) ۴۴-۴۸

سیمان ندوی، سید: برصغیر میں کتب حدیث کی نمایاں
(۶) ۵۲-۴۹

عبد الغفار حسن: تدوین سنت (۶) ۱۹۲-۲۱۴

سناظر احسن گیلانی، سید: تدوین حدیث (۶) ۵۲-۱۹۱
حدیث - تدوین

اصلاحی، ضیاء الدین: حدیثوں کی جمع و تدوین (۶) ۲۱۵-۲۲۵
انخطیب، محمد عجائب: صدہ اسلام میں حدیث کی کتابت و تدوین
(۶) ۲۲۶-۲۳۸

عبد الغفار حسن: تدوین سنت (۶) ۱۹۲-۲۱۴
محمد زبیر صدیقی: کتابت احادیث، عہد نبوی میں ترجمہ از خلیفہ نقوی
(۶) ۲۳۹-۲۴۵

سناظر احسن گیلانی، سید: تدوین حدیث (۶) ۵۳-۱۹۱
سیمان ندوی، سید: برصغیر میں علم حدیث (۶) ۴-۴۳

حشر

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب) خطبات رسول
(۸) ۱۰۵-۱۱۰

حقوق اولاد

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۶۵۴-۴۱۴

حقوق العباد

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۶۵۴-۴۱۴

حقوق نسواں

خلیل احمد: دنیا کا آخری پیغمبر (۹) ۳۳۲-۳۵۲

حقوق والدین

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۶۵۴-۴۱۴

حضرت حمزہ بن عبد المطلب

محمد شریف، راجہ: حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۴) ۲۲۳-۲۲۸

حوضہ ککڑ

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب) خطبات رسول
(۸) ۹۲-۹۴، ۱۱۱

خ

حضرت خالد بن ولید

محمد شریف، راجہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
(۴) ۴۴۴-۴۴۲

خانہ کعبہ (تصویر)

خانہ کعبہ (رات کا منظر) (۶) ۳۸۴ کے بعد
خانہ کعبہ کا منظر دوسری منزل سے (۵) ۶۵۶ کے بعد
خانہ کعبہ کا ایک منظر (۹) ۱۰۳ کے بعد

خانہ کعبہ کا منظر، مسجد الحرام کی چھت سے (۱۰) ۱۲۰ کے بعد
خطبات منبوعہ

شمس بریلوی: رسول اللہ کے کلام کی فضاحت و بلاغت
(۸) ۳۹۳-۴۴۰

خلافت راشدہ

شبلی نعمانی: عہد فاطمی میں تمدنی ترقی (۹) ۶۶۸-۶۹۵
شروانی، محمد حبیب الرحمن خاں: سیرۃ الصدیق رضی اللہ عنہ
(۹) ۵۴۴-۶۴۱

ہیکل، محمد حسین: عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں نظام حکومت

محمد شریف، راجہ: حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۴۱۵-۴۲۳

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۹۷-۳۳۹

روضہ رسول کی جالی پر قرآنی آیات کی مینا کاری (تصویر)

(۶) ۳۲ کے بعد

مسجد نبوی کا بیرونی حصہ اور روضہ رسول کا منظر

(۸) ۲۷۲ کے بعد

ذہری کے ابنے شہاب (م ۱۲۴ ھ

عبد العزیز الذری، اسلامی تاریخ نگاری میں زہری کا حصہ -

ترجمہ از ظفر الاسلام (۹) ۵۱-۷۰

حضرت زید بن حارثہ

محمد شریف، راجہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۲۹-۲۳۵

(حضرت) زینب رضی

مقصود احمد محبوبالی: سیر الطیبات [سرور کائنات کی بیٹیوں

کا ذکر] (۷) ۱۹۰-۲۲۰

س

سپہ سالار اے اسلام

محمد شریف، راجہ: حضرت ابوجہید بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۳۶-۲۴۵

محمد شریف، راجہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۴۷۳-۴۸۰

محمد شریف، راجہ: حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۲۳-۲۲۸

محمد شریف، راجہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۴۷۲-۴۷۳

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۷) ۲۳۶-۲۹۶

خمر (نشدہ)

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

(۶) ۴۴۷-۵۵۰

خیانت

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطبات رسول

(۸) ۳۹-۴۰

دجال

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطبات رسول

(۸) ۷۷-۷۹

درد و سلام

نامعلوم، انتخاب نعتیہ شاعری (اردو)، (۱) ۲۸۹-۴۱۹

دعا

سلیس سلطانہ: حصہ ترکی دعائیں (۹) ۵۰۸-۵۲۰

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۶) ۳۱۱-۴۴۶

دنیا

رفیع الدین ہاشمی، محمد (مرتب): خطبات رسول

(۸) ۴۲-۷۱

(حضرت) رقیہ

مقصود احمد محبوبالی: سیر الطیبات [سرور کائنات کی بیٹیوں کا ذکر]

(۷) ۱۹۰-۲۲۰

روزہ

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۶) ۳۱۱-۴۴۶

روضہ رسول (تصویر) (۹) ۸ کے بعد

محمد شریف، راجہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ۲۲۹-۲۳۵

محمد شریف، ترجمہ: سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۴) ۳۴۰ — ۳۴۲

سفارت

محمد یوسف فاروقی: عمدہ نبوی میں سفارتی ادارہ -
(۴) ۶۱۰ — ۶۱۰

سفیرانہ نبوی

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین، عمدہ نبوی میں تنظیم ریاست و
حکومت (۵) ۵۹۶ — ۶۰۲

سرفتہ (چودری)

مفتویٰ فیض اللہ، رسول اللہ کے فیصلے
(۴) ۳۸۲ — ۵۹۹

سنت

رفیع الدین ہاشمی، محمد: (مرتب) خطبات رسول
(۸) ۳۷

سیرت نبوی

ارشاد القادری: رسالت محمدی کا عقلی ثبوت
(۸) ۶۲۷ — ۶۳۵

آزاد، ابوالکلام: سیرت اور مطالعہ سیرت
(۹) ۱۰۹ — ۱۲۸

خلیل احمد: دنیا کا آخری پیغمبر (۹) ۳۳۲ — ۳۵۲
مجازی، عبدالوہاب: سرورِ عالم نازک لمحات کی میزان پر
(۸) ۶۰۰ — ۶۲۶

نور شید احمد گیلانی، سید (مترجم): معجزات رسول
(۹) ۴۲۳ — ۵۰۷

ریاست علی فاروقی، محمد: سرورِ عالم نازک ترین لمحات کی میزان
پر (۸) ۵۷۷ — ۵۹۹

عبدالغزیز الدوری: اسلامی تاریخ نگاری میں زمہری کا حصہ
ترجمہ از ظفر الاسلام (۹) ۵۱ — ۷۰

قطب شہید، سید محمد رسول اللہ کی فتح (۹) ۳۲۸ — ۳۳۸
محمد ذکی، مقام رسول (۹) ۳۰۶ — ۳۲۷
ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۷۱۶ — ۷۹۶

سیرت نبوی — کتابیات

اشنان، سعد سلیم، اسیرت کی چھائیں مطبوعہ اور قلمی کتابیں -
ترجمہ از اجمل اصلاحی (۹) ۸۴۲ — ۱۰۸
سیرت نبوی اور عصر حاضر
حامد علی سید: موجودہ مشکلات اور سیرت رسول
(۹) ۳۸۳ — ۳۹۴

سیرت نبوی اور تورات

مرتضیٰ المظہری، شہید: انبی الہی - ترجمہ از نورانی
(۴) ۷۲۱ — ۷۵۲

سیرت نگاران مہول

عبدالغزیز الدوری: اسلامی تاریخ نگاری میں زمہری کا حصہ -
ترجمہ از ظفر الاسلام (۹) ۵۱ — ۷۰

سیاسیات

اسعد گیلانی، سید: رسول اکرم کی حکمت سیاست -
(۴) ۶۱۱ — ۶۵۹

مجازی، عبدالوہاب: سرورِ عالم نازک لمحات کی میزان پر
(۸) ۶۰۰ — ۶۲۶

ریاست علی فاروقی، محمد: سرورِ عالم نازک ترین لمحات کی میزان
پر (۸) ۵۷۷ — ۵۹۹

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین، عمدہ نبوی میں تنظیم ریاست و
حکومت (۵) ۳۴۱ — ۷۲۴

نثار احمد، ڈاکٹر، عہد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء
(۵)، ۱۱-۳۴۶

سود

ہاشمی، سید محمد متین، اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۲۴۷-۵۵۰

س

شعب ابی طالب

نثار احمد، ڈاکٹر، شعب ابی طالب (۹)، ۲۴۰-۲۶۸

شفاعتِ رسول

رفیع الدین ہاشمی، محمد، مرتب، خطباتِ رسول
(۸)، ۱۰۶-۱۱۰

شومری

نثار احمد، ڈاکٹر، عہد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء
(۵)، ۱۹۵-۱۹۸

سیکل، محمد حسین، عرفانِ حق رضی اللہ عنہ کے عہد میں نظامِ حکومت
(۹)، ۶۴۲-۶۶۷

شہدائے اسلام

مسعود مشدئی، سید، شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
جنہوں نے حضورؐ کے پیغام پر لبیک کہا،

(۹)، ۲۰۶-۲۲۸

ص

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ابو نعیم احمد اصبہانی، اصحابِ صفہ - ترجمہ از حافظ محمد سعد اللہ
(۸)، ۴۵۱-۵۱۷

سیدان منصور پوری، محمد، اصحابِ بدر (۸)، ۱۱۳-۲۰۸

مسعود مشدئی، سید، شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہوں نے

حضورؐ کے پیغام پر لبیک کہا،
(۹)، ۲۰۶-۲۲۸

صدقات

منہر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین، عہد نبوی میں تنظیمِ ریاست و حکومت
(۵)، ۶۶۶-۶۸۷

صراطِ مستقیم

رفیع الدین ہاشمی، محمد، مرتب، خطباتِ رسول (۸)، ۲۰

صنعت و حرفت

محمد اویب قادری، اسلام کا نظامِ اقتصاد
(۹)، ۲۲۹-۲۵۹

ط

طلاوت

منصور فیض اللہ، رسول اللہ کے فیصلے
(۷)، ۳۸۲-۵۹۹

ہاشمی، سید محمد متین، اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۴۴۷-۵۵۰

ظ

ظہار

منصور فیض اللہ، رسول اللہ کے فیصلے (۷)، ۳۸۲-۵۹۹

ع

عبادات

ہاشمی، سید محمد متین، اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶)، ۳۱۱-۴۴۶

عدل

شبلی نعمانی، عہدِ فاروقی میں تمدنی ترقی (۹)، ۶۶۸-۶۹۵
منصور فیض اللہ، رسول اللہ کے فیصلے
(۷)، ۳۸۲-۵۹۹

نقوش، رسول مبر ————— ۶۴۲

نشا احمد ڈاکٹر: حمد نبوی میں ریاست کا نشود ارتقا
(۵) ۲۲۰-۲۲۵

عربی شاعری

حاجم، عبدالوہاب خاں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شعر
(۹) ۴۱۱-۴۲۲

عربی نعت

ریاض مجید: نعت (نقوی مفہوم) (۱۰) ۹-۶۳
شاکر علی: اردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات
(۱۰) ۶۴-۹۲

شفا، محمد یحییٰ خاں: عربی زبان میں نعتیہ کلام (۱۰) ۱۲۱-۱۴۵
نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (عربی)، (۱۰) ۱۹۳-۲۴۲

عربی نعت — انتخاب

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (عربی)، (۱۰) ۱۹۴-۲۴۲

نیز دیکھیے، نعت

حضرت عثمان بن عفان

بخاری، غلام قادر (مترجم): عثمان پر کہے گئے مرثیہ کا ذکر

(۹) ۴۰۸-۴۱۲

علی ہجویری، شیخ: عثمان امام صرفیہ (۹) ۴۰۰-۴۰۲

دلی اللہ دعویٰ شاہ: آثار و اوصاف عثمان غفر (۹) ۴۰۳-۴۰۴

عقائد

نشا احمد ڈاکٹر: حمد نبوی میں ریاست کا نشود ارتقا (۵) ۲۲۰-۲۲۵

اشقی، سید محمد متین: اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۹) ۲۶۴-۳۱۰

علم

[جلیل احمد رضوی، سید (مترجم): علم، باب العلم کے الفاظ

میں (۹) ۴۲۳-۴۲۸

حضرت، علی ابن ابی طالب

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
(۹) ۲۴۶-۲۹۶

نامعلوم، حضرت علیؑ اور رسول خدا (۹) ۴۱۳-۴۲۲
(حضرت، عمر فاروقؓ)

آزاد، ابوالکلام: حضرت عمرؓ کے آخری لمحات

(۹) ۴۹۶-۴۹۹

شبلی نعمانی: عبداللہؓ میں تمدنی ترقی

(۹) ۶۶۸-۶۹۵

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ

عنه (۹) ۳۴۰-۳۴۳

بیکل، محمد حسین: عمر فاروقؓ کے عہد میں نظام حکومت

(۹) ۴۶۲-۴۶۴

(حضرت) عمرو بن العاص

محمد شریف، راجہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنه

(۹) ۴۱۵-۴۴۳

علامات قیامت

عبدالحی: رسول اکرمؐ کا انتباہ (۹) ۳۴۳-۳۸۲

علوم

آفتاب حسین، شیخ: رسول اکرمؐ بہ حیثیت منظر ختم نبوت

(۸) ۶۶۱-۶۸۵

شبیر احمد خان غوری و رضا اللہ انصاری: علم و تہذیب کی

ترقی میں صدارت محمدیؐ کا حصہ (۸) ۵۱۸-۵۳۸

عیسوی تقویم

شفا، محمد یحییٰ خاں: تقابلی تقویمیں (۹) ۲۶۹-۲۸۵

غ

غزوات

ف

فارسی نعت

حمید یزدانی: فارسی نعت - سرسری جائزہ

(۱۰) ۱۴۶ - ۱۶۸

ریاض مجید: نعت (دفعی مفہوم) (۱۰) ۹ - ۴۳
شاکر علی: اردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات

(۱۱) ۶۴ - ۹۲

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰) ۲۹۴ - ۳۸۸

فارسی نعت - انتخاب

نامعلوم: انتخاب نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰) ۲۹۴ - ۳۸۸

نیز دیکھئے نعت اردو نعت، عربی نعت

(حضرت، فاطمہ)

مقصود احمد بھوپالی: سیر الطیبات [سردار کائنات کی بیٹیوں کا ذکر]

(۴) ۱۹۰ - ۲۲۰

فضائلِ نبوی

آل احمد رضوی: سید ادب، قبل از اسلام میں ذکرِ رسولؐ

(۹) ۲۶ - ۵۰

فوجِ تنظیم

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت

(۵) ۵۲۳ - ۵۷۷

ق

قبائلِ عرب

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت

(۵) ۳۹۸ - ۵۲۲

ک

رفیع الدین ہاشمی: محمد (رتب): خطباتِ رسولؐ

(۸) ۹۹ - ۱۰۴

جہازی، عبدالوہاب: سرورِ عالم نازک لمحات کی میزان پر

(۸) ۹۰ - ۶۲۶

سلیمان منصور لہوری: محمد: اصحاب بدر (۸) ۱۱۳ - ۲۰۸
شفاء، محمد یحییٰ خاں: مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولین

اسلامی مملکت (۹) ۱۴۱ - ۱۶۳

محمد شریف، راجہ: حضرت ابو جہلیہ بن ابی جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) ۲۲۶ - ۲۷۵

محمد شریف، راجہ: حضرت انس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) ۴۷۳ - ۴۸۰

محمد شریف، راجہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

(۴) ۴۴۴ - ۴۷۲

محمد شریف، راجہ: حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) ۲۲۳ - ۲۲۸

محمد شریف، راجہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) ۲۲۹ - ۲۳۵

محمد شریف، راجہ: حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ

(۴) ۴۱۵ - ۴۲۳

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) ۳۴۰ - ۴۴۳

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) ۲۹۷ - ۳۲۹

محمد شریف، راجہ: سیدنا حضرت علی الرضی اکرم اللہ

(۴) ۲۴۶ - ۲۹۶

غزوۂ بدر

سلیمان منصور لہوری: محمد: اصحاب بدر

(۸) ۱۱۳ - ۲۰۸

تقوٰن، رسول مبرز ————— ۶۷۴

تَذَن

منصور فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۹-۵۹۹

تَرَائے

یلین حسنی، عبداللہ: اقتباسات پنج ابلاغہ

(۹) ۷۲۹-۷۵۲

تصاوی

منصور فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۲-۵۹۹

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۶) ۴۴۷-۵۵۰

قضا

ہاشمی، سید محمد متین: اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۶) ۴۴۷-۵۵۰

قضاۃ (قاضی)

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت

(۵) ۶۳۱-۶۳۲

ک

کتابانہ و حو

سعد اللہ، حافظ محمد (مترجم): کتابان وحی صلی اللہ علیہ وسلم

(۷) ۱۳۴-۱۸۹

کاتبین نبوی

منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت

(۵) ۵۸۸-۵۹۴

گ

گنبد خضریٰ (تصویر)

گنبد خضریٰ (۹) ۸ کے بعد

ل

لعائن

منصور فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے

(۷) ۴۸۲-۵۹۹

لقطہ

منصور فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے

(۷) ۴۸۱-۵۹۹

مدینہ منورہ

محمد مسعود مشہدی: مدینۃ الرسول، زبان محمد رسول اللہ ترجمہ از

مسعود مشہدی (۹) ۱۲۹-۱۴۰

مزارعت

منصور فیض اللہ: رسول اللہ کے فیصلے (۷) ۴۸۱-۵۹۹

مساجد

مسعود مشہدی (مترجم): عظیم یادیں جنہیں حضورؐ نے نسبت

(۷) ۱۸۷-۲۰۵

مسجد المحرار (تصویر)

مسجد الحرام کا بیسٹنی حصہ (۸) ۷۴ کے بعد

مسجد الخیف (تصویر)

مسجد الخیف (مئی) ایام حج میں (۷) ۳۲۰ کے بعد

مسجد نبویؐ (تصویر)

مسجد نبویؐ (اندرونی حصہ) تصویر (۶) ۱۶۰ کے بعد

مسجد نبویؐ

نادر احمد، ڈاکٹر: عہد نبوی میں ریاست کا نشور و ارتقاء

(۵) ۱۶۳-۱۶۴

مسجد نبویؐ کا اندرونی منظر اور گنبدِ رفیعہ رسولؐ (تصویر)

(۵) ۳۴۰ کے بعد

مکتوباتِ نبویؐ
شش بریلوی: رسول اللہؐ کے کلام کی فصاحت و بلاغت

(۸) ۳۹۳-۳۹۰

مکتبہ مکہ المکرمہ (تصویر)
جلنے ولادت نبیؐ پاک جہاں ان دنوں لاٹبریری ہے۔
(۷) ۱۲۸ کے بعد

مشیراتِ نبویؐ
منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و
حکومت (۵) ۵۸۲-۵۸۸

مناقب صحابہؓ
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۷۱۶-۷۹۶

مواخاۃ
نثار احمد، ڈاکٹر: مواخاۃ صحابہؓ (۹) ۵۲۳-۵۴۲

مواضع
خورشید احمد گیلانی، سید (مترجم) معمولاتِ رسولؐ
(۹) ۴۲۳-۵۰۷

موت
رفیع الدین ہاشمی (مترجم): خطباتِ رسولؐ
(۸) ۸۵-۸۶، ۹۶-۹۹

مؤذنینِ رسولؐ
منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و
حکومت (۵) ۷۲۰-۷۲۲

میثاقِ مدینہ
منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت
(۵) ۳۵۲-۳۶۴

مسجدِ نبویؐ کا پسیدہ فی حقہ اور روضہ رسولؐ کا منظر
(۸) ۲۷۲ کے بعد

مسجدِ نبویؐ میں داخلے کا دروازہ تصویر (۵) ۸۰ کے بعد
محمد سعودی، مدنیۃ الرسولؐ، زبان محمد رسول اللہؐ، ترجمہ
مسعود شہدی (۹) ۱۲۹-۱۴۰

المسعودی، ابوالحسن علی بن حسین بن علی
فاردن خورشید، ابوالحسن علی بن حسین بن علی السعودی - ترجمہ از
اسد اللہ (۹) ۷۱-۸۳

معاشرہ اسلامی
آفتاب حسین شیخ: وما اذ سنک الا رجۃ للعالمین (۹) ۲۹۱-۲۹۴
حویری، غلام احمد: رسول اکرمؐ اور تعمیر انسانیت
(۹) ۳۹۵-۴۰۲

عبدالحی، رسول اکرمؐ کا انبیاء (۹) ۳۷۳-۳۸۲
منظر صدیقی، ڈاکٹر محمد حسین: عہدِ نبویؐ میں تنظیم ریاست و
حکومت (۵) ۳۴۱-۴۲۴
نثار احمد، ڈاکٹر: عہدِ نبویؐ میں ریاست کا فنشوار ارتقاء
(۵) ۱۱-۳۴۰

معاملات
ہاشمی، سید محمد متین: اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۶) ۴۴۷-۵۵۰

معجزات
عبد اللہ، محمد نیاز: سرور کائنات کی پیش گوئیاں
(۹) ۳۵۳-۳۷۲

مکالماتِ نبویؐ
منصور، فیض اللہ: مکالماتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۷) ۷-۱۳۳

نقوش، رسول نمبر ۶۷۶

نثار احمد، ڈاکٹر، عبد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء (۹۰-۱۱)

میدانِ عرفات (تصویر)

اجتماعِ میدانِ عرفات (۱۰) ۲۷۲ کے بعد

میدانِ عرفات اور پاکستانی چرم (۷) ۵۴۷ کے بعد

میراث

منصور، فیض اللہ، رسول اللہ کے فیصلے

(۷) ۴۸۲-۵۹۹

ن

نبوت و رسالت

آفتاب حسین، شیخ: رسول اکرمؐ بحیثیت منظرِ حتمِ نبوت

(۸) ۶۹۱-۱۸۵

ارشد القادری: رسالتِ محمدی کا عقلی ثبوت (۸) ۶۲۷-۶۳۰

عبدالحکیم، محمد: نبوت و رسالت دلائل عقلیہ سے

(۸) ۶۵۳-۶۶۰

قدیر الدین احمد: حضور ربہ حیثیت منظرِ تکمیلِ نبوت و رسالت

(۸) ۷۳۲-۷۵۱

مل شاہ بخاری، سید: نبوت و رسالت دلائل عقلیہ سے

(۸) ۶۳۲-۶۵۲

مطلوب حسین، سید: کائنات، انسان، ضرورتِ نبوت اور حتمِ

نبوت کی اہمیت (۸) ۶۸۶-۷۳۱

نثار احمد، ڈاکٹر: عبد نبوی میں ریاست کا نشو و ارتقاء

(۵) ۵۰-۵۲

النبی اللاحی

مرقضی المطهری، شہید: انبی اللاحی - ترجمہ از نور الدینی

(۷) ۷۱-۷۵۲

نظریۃ ارتقاء

مطلوب حسین، سید: کائنات، انسان، ضرورتِ نبوت اور حتمِ نبوت

کی اہمیت (۸) ۶۸۶-۷۳۱

نعت

نائب، حفیظ (۱۰) ۱۶۹-۱۹۲

حمید زوانی: فارسی نعت - سرسری جائزہ

(۱۰) ۱۵۶-۱۶۸

ریاض مجید: نعت (نغمی مفہوم) (۱۰) ۹-۶۳

شاکر علی: اردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے

اثرات (۱۰) ۶۳-۹۲

شفا، محمد یحییٰ خاں: عربی زبان میں نعتیہ کلام

(۱۰) ۱۲۱-۱۴۵

فضل حق خورشید: اردو کے نعتیہ گلدستے

(۱۰) ۹۳-۱۲۰

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰) ۳۸۹-۷۵۵

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری، عربی (۱۰) ۱۹۳-۲۷۲

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (فارسی) (۱۰) ۲۹۴-۳۸۸

نعت گو شعراء

نائب، حفیظ: اردو نعت (۱۰) ۱۶۹-۱۹۲

حمید زوانی، خواجہ: فارسی نعت - سرسری جائزہ

(۱۰) ۱۵۶-۱۶۸

شاکر علی: اردو کی نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات

(۱۰) ۶۳-۹۲

شفا، محمد یحییٰ خاں: عربی زبان میں نعتیہ کلام (۱۰) ۱۲۱-۱۴۵

فضل حق خورشید: اردو کے نعتیہ گلدستے (۱۰) ۹۳-۱۲۰

نعت گو شعراء (اردو)

نامعلوم: انتخابِ نعتیہ شاعری (اردو) (۱۰) ۳۸۹-۷۵۵

مقامات

اٹلی (۹) ۳۴۳	آبی (۹) ۵۹۳
اٹلیہ (۹) ۲۰۱	آذربائیجان (۷) ۲۴۴، ۲۴۳—۲۴۴، ۳۸۱ (۹) ۷۱
الاجرد (۸) ۳۳۶، ۳۳۸	۴۹۹، ۷۵
اجنہ دین (۷) ۱۸۹، ۲۳۹، ۳۳۳، ۴۲۱	آرمینیہ (۵) ۳۴، ۷، ۲۸۷، ۳۴۴ (۸) ۲۱۵
اجیاد (۷) ۱۵۱	۴۷۸ (۹)
اجین (۶) ۱۷	آسام (۵) ۲۸
احمد (۵) ۱۳، ۱۱۹—۱۲۱، ۱۲۳، ۱۵۷، ۱۶۶، ۱۷۰، ۱۹۷	آسٹریلیا (۵) ۱۷ (۸) ۷۳۲
۲۱۹، ۲۴۳، ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۷، ۲۸۹، ۳۰۷	آشوریہ (۸) ۳۹۳
۳۰۸، ۳۱۱، ۳۲۳، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	آطام (۵) ۴۵۵
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	آکسفورڈ (۵) ۲۳۶ (۹) ۱۰۰ (۱۰) ۱۰۰
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	آگرہ (۶) ۱۳—۱۴، ۱۸، ۵۵ (۱۰) ۹۳
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	آد (۷) ۳۶۷
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	اباصوفیہ (۹) ۸۵
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	ابرق (۹) ۵۸۰، ۵۷۸
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	ابنہ (۷) ۳۲۱، ۳۸۸، ۳۵۶ (۸) ۱۹۰ (۹) ۱۹۰
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	۴۹۲، ۵۹۰، ۵۸۷، ۵۹۲
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	ابراء (۵) ۳۶۷، ۳۸۸، ۵۷۰ (۷) ۲۲۵
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	۱۲۵ (۸)
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	ابی سینیا (۶) ۶۴
۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	ابادہ (۵) ۵۲ (۱۰) ۱۰۱

ہجری تقویم

شفا، محمدؐ کی خال: تقابل تقویمین (۹)، ۲۶۹-۲۸۵

ہیئت

شفا، محمدؐ کی خال: تقابل تقویمین (۹)، ۲۶۹-۲۸۵

عبدالقدوس انصاری: ہجرت نبویؐ (قیام، راہیں، منزلیں) ترجمہ و

تخصیص از محمد مسعود مشدی (۸)، ۳۲۱-۳۳۶

مطلوب حسین، سید: واقعہ ہجرت کی عالمگیر اہمیت (۸)، ۲۰۹-۲۳۲

نثار احمد، ڈاکٹر: ہجرت مدینہ کے اسباب محرکات (۸)، ۲۳۴-۲۴۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴۹۵—۴۹۴	۹، ۵۵، ۵۷، ۱۳۳، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۹۳—
اسیبا (۵)، ۲۱	۱۹۴، ۱۹۶، ۲۱۳—۲۱۴، ۲۲۰—
اشبیلیہ (۸)، ۲۳۱	۲۲۱، ۲۲۲—۲۲۴، ۵۰۰، ۵۴۱، ۵۵۳—
اشعہ (۵)، ۴۱۴، ۴۸۴	۵۵۵، ۵۶۲—
اشربا (دایربا) (۵)، ۲۳۸	اصدا آباد (۶)، ۱۶—۱۷، ۵۰
اصطخر (۷)، ۲۸۵—۲۸۶، ۳۶۵ (۸)، ۱۴۳ (۹)، ۷۶	اخصر (۹)، ۲۰۳
اصطخر شیراز (۹)، ۶۶۹	اخمیم (۷)، ۴۲۹
اصفہان (۶)، ۵۱، ۵۸، ۲۹۴، ۳۶۳	ادرج (۹)، ۱۵۶
(۹)، ۶۶۹، ۶۷۲، ۶۹۶	ادرج (۵)، ۱۵۶، ۳۹۵، ۴۱۳، ۶۴۴—۶۶۵
اطالیہ (۵)، ۱۷، ۲۰	ادزرع (۹)، ۱۵۶
اعظم گڑھ (۵)، ۲۳۴—۲۳۵، ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۵۸، ۲۶۱	اندھات (۵)، ۲۳۹
۲۷۲، ۳۱۱، ۳۳۳، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۷۶ (۶)، ۳۷۷ (۹)	اران (۵)، ۶۹۶
۵۲۳، ۵۲۵، ۵۲۷، ۵۲۸، ۱۱۰، ۱۱۲	ارد شیرخوہ (۹)، ۶۶۹
افریقہ (۵)، ۱۷، ۳۱، ۱۱۰، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ (۸)	اردن (۷)، ۱۸۴، ۲۳۹—۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۶۷
۱۳۸، ۲۱۵، ۲۷۲، ۲۷۳ (۹)، ۲۶۲	۳۶۹، ۳۹۱، ۴۶۳
افعی (دھراگاہ کا نام) (۹)، ۱۸۵	ارکات (۱۱)، ۱۱۸
افغانستان (۹)، ۱۱، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴	ارم (۷)، ۱۹۳
افشایہ (۹)، ۸۲	اروپا (۱۰)، ۶۱۲
اکالہ السبلان (دینی) (۹)، ۱۳۲	ازہر (۹)، ۵۲۳
اکالہ القرنی (دینی) (۹)، ۱۳۲	اسپارٹا (۵)، ۲۴۲
اکسوم (۵)، ۳۰	اسپین (۵)، ۱۷، ۳۰، ۱۲۷، ۱۳۶، ۲۷۹
الآباد (۵)، ۲۲۶، ۲۶۷ (۶)، ۳۰	استنبول (۹)، ۱۰۵، ۱۰۸
ایس (۷)، ۵۸۸	اسفرائن (۶)، ۴۷
ام العیال (۵)، ۲۷۳، ۲۷۴	اسکندریہ (۵)، ۳۰، ۱۵۲، ۱۵۴، ۲۳۴ (۷)
ام القرنی (۶)، ۲۶۶، ۲۷۷، ۲۷۸—۲۸۰، ۴۵۶ (۹)، ۱۰	۳۷۳—۳۷۴، ۳۸۹، ۴۲۶، ۴۲۸
۶۱۱، ۶۲۴	۴۲۹—۴۳۰ (۸)، ۱۴۱، ۴۳۰ (۹)، ۶۴۹

۳۵۴، ۳۲۱-۳۲۰، ۲۸۷، ۲۸۰، ۲۵۴	ام دین (۷)، ۳۷۳، ۳۲۵
۳۷۷، ۳۶۶-۳۶۵، ۳۶۳-۳۶۲، ۳۵۷	امریکہ (۵)، ۳۱۶، ۱۷۷، ۲۲۷، ۶۷۹، ۷۳۹، ۷۴۰
۳۸۸، ۳۰۰، ۳۰۷، ۳۰۸-۳۰۹، ۲۵۶، ۷۷۷	۳۶۴، ۳۳۵، ۱۷۰
۷۳۳، ۷۳۲، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۲۱۴، ۲۵۷	انیشیا (۷)، ۳۲۲، ۳۵۷
۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۶، ۳۹۴، ۳۹۸، ۳۹۸، ۳۹۸، ۳۹۸	اناطولیس (۹)، ۶۴۲
۷۳۷، ۷۳۷، ۷۳۷، ۷۳۷، ۷۳۷، ۷۳۷، ۷۳۷	انبار (۷)، ۲۷۷، ۳۲۲، ۵۸۸، ۵۸۸
۳۵۴-۳۵۳، ۳۵۳، ۳۵۳، ۳۵۳، ۳۵۳، ۳۵۳	انباط (۸)، ۲۱۵
۷۵۵، ۷۵۵، ۷۵۵، ۷۵۵، ۷۵۵، ۷۵۵، ۷۵۵	انڈس (۷)، ۲۰۰، ۲۴۰
ایشیا (۵)، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷	انطکیہ (۵)، ۲۳۴، ۱۸۳، ۱۷۰، ۳۶۸، ۳۷۰
۲۸۹ (۱۰)، ۵۴۲ -	۴۶۲ (۹)، ۷۷۷
ایشیائے کوچک (۵)، ۳۳	انقرہ (۹)، ۷۸۷، ۷۸۷، ۷۸۷ - ۷۸۷، ۷۸۷
ایر (۵)، ۳۸، ۲۰۵، ۲۵۸، ۲۶۰، ۳۹۵، ۷۱۲-۷۱۳	انگلستان (۵)، ۳۳۸، ۷۴، ۷۴، ۷۴، ۷۴، ۷۴
۷۱۹، ۷۶۴، ۷۶۴، ۷۶۴، ۷۶۴	انگلیڈ (۵)، ۳۲۳
ایلیچ پور (۹)، ۱۳	اوتبہ (۹)، ۵۸۷
ایلیب (۷)، ۳۲۱، ۷۶۹، ۷۶۹	ادطس (۵)، ۳۴۳، ۵۸۷، ۷۱۳، ۷۲۳، ۷۲۳
ب	ادریج آباد (۷)، ۳۱
باب العنبر (۷)، ۷۱۳	ایہواز (۷)، ۷۸۷، ۷۸۷، ۷۸۷، ۷۸۷، ۷۸۷
بابل (۵)، ۳۲-۳۱، ۳۶، ۷۶۹، ۷۶۹، ۷۶۹-۷۶۹	ایہواز (۵)، ۷۷۷، ۷۷۷
۲۶۶، ۳۹۳-۳۹۴، ۳۹۴، ۳۹۴، ۳۹۴، ۳۹۴	ایصونیار (۹)، ۷۰-۷۲، ۷۵
بازان (۵)، ۷۱۷	ایجنز (۵)، ۲۰
بازمیس (۹)، ۷۶۹	اینج (۹)، ۷۶۹
بار (۹)، ۵۸۹-۵۹۰	ایران (۵)، ۷۴، ۷۴، ۷۴، ۷۴، ۷۴، ۷۴
البارۃ والبرۃ (میں)، ۱۳۲، ۱۳۲	۱۲۹، ۱۲۹، ۱۲۹، ۱۲۹، ۱۲۹، ۱۲۹
بازنطین (۵)، ۷۷۷	۲۱۷، ۲۱۷، ۲۱۷، ۲۱۷، ۲۱۷، ۲۱۷
بایسفرس (۵)، ۳۳	۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷
باسم (۱۰)، ۱۱۱، ۱۱۱	۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷

بالتيا (٤) ٣٢٢
بازا (بندیل کھنڈ، ۶) ۴۱
بانہ (۹) ۳۷
بفتیا (۲) ۳۵۴ (۹) ۵۸۹ ۵۹۰
بانجی پور (۶) ۵۰
بادرد (۹) ۶۶۹
بحران (۵) ۲۰، ۵۳۸، ۵۸۱
بحرۃ الزفراء (۵) ۲۰۵
البحرۃ والبحیرۃ (مدینہ) (۹) ۱۳۲
بحرین (۵) ۴۴، ۵۳، ۲۲۷، ۲۳۹ - ۲۴۰، ۲۴۰،
۲۹۹، ۳۰۱، ۳۹۳، ۴۵۸، ۵۱۱ - ۵۱۲،
۵۱۶، ۵۱۸، ۶۱۲، ۶۱۸، ۶۴۵، ۶۶۳، ۶۶۶،
۶۶۹، ۶۷۴، ۶۸۴، ۷۰۳، ۷۱۸ (۹) ۶۶ (۲)
۱۳۴ - ۱۳۵، ۱۷۹، ۲۶۴، ۲۸۶، ۳۳۱،
۳۶۴، ۳۸۷، ۴۰۶، ۴۷۵ (۸)، ۴۷۵ (۹)، ۴۳۴،
۴۵۸، ۴۹۳، ۵۰۷، ۵۱۳، ۵۴۳،
۶۸۷ - ۶۸۸

بخارا (۶) ۲۳، ۹۶، ۱۸، ۲۳۱ (۹) ۶۶۹

١٠٢ - ١٠٠ ' ٩٠ ' ٨٤ - ٨٢ ' ٧٨ ' ٧٠ (٥) ١٢

14A-144 145-147 148-149 150

‘४४५’ १९५१, १९५२, १९५३, १९५४, १९५५.

٢٢٠٠٢٧٤-٢٧١٠٢٤٩٢٧٤٢٧٧٢٧٩

- ३८९ ' ३८३ - ३५९ ' ३५९ ' ३५३ - ३५०.

'Ṣḥḥ' Ṣḥḥ' Ṣḥḥ' Ṣḥḥ' Ṣḥḥ' Ṣḥḥ'

‘Ḍṛṣṭ-ḍṛṣṭ’ṛṣṭ ‘ṛṣṭ-ṛṣṭ’ṛṣṭ

‘५५८-५५५’ ५५२’ ५२९’ ५२५-५२५,

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بيت العتيق (٤)، ٩٤

ث

ثوبک (۶)، ۲۰، ۳۸، ۱۰، ۹۹
صطہ (۶)، ۴۶

ث

ثقیف (۵)، ۷۱۵

ثنی (۹)، ۵۸۹

ثنیہ (۹)، ۵۹۳

ثنیۃ الکوبہ (۸)، ۳۲۸، ۳۳۶

ثنیۃ العابر (۹)، ۲۰۰

ثنیۃ اسائرہ (۸)، ۳۳۲

ثنیۃ الرار (۵)، ۱۳۵

ثنیۃ المرو (۸)، ۳۲۸، ۳۳۱، ۳۳۶

ثنیۃ الوداع (۸)، ۳۲۸، ۳۳۳، ۳۳۶، ۳۳۹، ۳۴۳

(۱۰)، ۲۰۷

ثور (بلاد مزیہ) (۹)، ۶۰۷

ج

الحجۃ (مدینہ) (۹)، ۱۳۳

جالبہ (۷)، ۱۶۲، ۲۴۳، ۳۷۰، ۳۷۲

جاسوم (۵)، ۳۰۲

جبارہ (۵)، ۲۹۱

جبل (۶)، ۸۹

جبل ابی قیس (۹)، ۲۱۹

جبل احد (۹)، ۲۱۵، ۲۱۹

جبل ثاقب (۸)، ۳۳۲

جبل ثور (۷)، ۳۲، ۳۰۴، ۳۲۶ (۸)، ۳۲۸ — ۳۲۹

۳۳۶

۵۸۹، ۵۹۱، ۵۹۳، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۳

۶۱۲، ۶۱۴، ۶۱۶، ۶۱۸، ۶۲۰، ۶۲۲

۶۲۵، ۶۲۷، ۶۲۹، ۶۳۱، ۶۳۳، ۶۳۵

۶۴۰، ۶۴۲، ۶۴۴، ۶۴۶، ۶۴۸، ۶۵۰

۶۵۳، ۶۵۵، ۶۵۷، ۶۵۹، ۶۶۱، ۶۶۳

۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۰، ۶۷۲، ۶۷۴، ۶۷۶

۶۷۹، ۶۸۱، ۶۸۳، ۶۸۵، ۶۸۷، ۶۸۹

۶۸۹، ۶۹۱، ۶۹۳، ۶۹۵، ۶۹۷، ۶۹۹

۷۰۰، ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۰۶، ۷۰۸، ۷۱۰

۷۱۳، ۷۱۵، ۷۱۷، ۷۱۹، ۷۲۱، ۷۲۳

۷۲۶، ۷۲۸، ۷۳۰، ۷۳۲، ۷۳۴، ۷۳۶

۷۳۷، ۷۳۹، ۷۴۱، ۷۴۳، ۷۴۵، ۷۴۷

۷۴۸، ۷۵۰، ۷۵۲، ۷۵۴، ۷۵۶، ۷۵۸

۷۶۱، ۷۶۳، ۷۶۵، ۷۶۷، ۷۶۹، ۷۷۱

۷۷۲، ۷۷۴، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۸۰، ۷۸۲

۷۸۳، ۷۸۵، ۷۸۷، ۷۸۹، ۷۹۱، ۷۹۳

۷۹۴، ۷۹۶، ۷۹۸، ۸۰۰، ۸۰۲، ۸۰۴

۸۰۵، ۸۰۷، ۸۰۹، ۸۱۱، ۸۱۳، ۸۱۵

۸۱۶، ۸۱۸، ۸۲۰، ۸۲۲، ۸۲۴، ۸۲۶

۸۲۷، ۸۲۹، ۸۳۱، ۸۳۳، ۸۳۵، ۸۳۷

۸۳۸، ۸۴۰، ۸۴۲، ۸۴۴، ۸۴۶، ۸۴۸

۸۴۹، ۸۵۱، ۸۵۳، ۸۵۵، ۸۵۷، ۸۵۹

۸۵۸، ۸۶۰، ۸۶۲، ۸۶۴، ۸۶۶، ۸۶۸

۸۶۹، ۸۷۱، ۸۷۳، ۸۷۵، ۸۷۷، ۸۷۹

۸۸۰، ۸۸۲، ۸۸۴، ۸۸۶، ۸۸۸، ۸۹۰

۸۹۱، ۸۹۳، ۸۹۵، ۸۹۷، ۸۹۹، ۹۰۱

۹۰۲، ۹۰۴، ۹۰۶، ۹۰۸، ۹۱۰، ۹۱۲

- جبل الحنات (۹)، ۱۹۶
 الجزیرہ (۵)، ۵۷ (۷)، ۱۳۷، ۲۴۲، ۳۴۰، ۳۷۱
 جبل الحرام (۹)، ۲۰۰
 جبل راء (۹)، ۲۱۳
 جبل طور (۹)، ۲۶۶، ۲۱۹
 جبل عینین (۹)، ۲۱۳
 جبل بستک (۹)، ۲۱۹
 جبل نور حرا (۹)، ۲۱۹
 جبل کعبہ (۹)، ۲۱۹
 جبل درقان (۹)، ۲۱۹
 جٹ لینڈ (۵)، ۳۱
 خجانبہ (چراگاہ) کانام (۹)، ۱۸۵
 حج (۹)، ۷۴۸
 تحفہ (۸)، ۱۱۳، ۳۳۱ (۹)، ۱۹۸، ۲۰۱، ۷۴۹
 حیدرہ (۵)، ۳۹۶، ۱۲۳ (۸)، ۳۳۹، ۳۳۶، ۳۳۷، ۲۰۵
 حیدرہ (۵)، ۱۵۶، ۳۹۵، ۳۱۳، ۶۶۵ — ۶۶۵
 (۹)، ۱۵۶
 حیدرہ (۷)، ۳۶۳، ۷۴۹، ۷۵۰
 حیدرہ (۵)، ۳۸، ۲۴۰، ۶۸۳، ۷۸۰، ۷۰۳
 حیدرہ (۷)، ۲۵۴، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳
 حیدرہ (۷)، ۳۱، ۳۱۳، ۱۹۸، ۶۶۵، ۲۳۲
 حیدرہ (۷)، ۳۳۰، ۸۶
 حیدرہ (۷)، ۱۳۵
 حیدرہ (۷)، ۳۱
 حیدرہ (۷)، ۳۶۱
 حیدرہ (۷)، ۱۳۸
 جند (۵)، ۲۲۷، ۵۱۸، ۶۱۵ — ۶۱۶، ۶۸۳، ۱۸۵
 (۹)، ۶۰۷
 جندیا پور (۹)، ۶۶۹
 جنوبی اردن (۵)، ۳۹۱
 جنوبی عرب (۵)، ۶۱۳ — ۶۱۶، ۶۱۹، ۶۲۶، ۶۳۸، ۶۸۰
 ۶۸۱، ۶۸۲ — ۶۸۵، ۶۸۹، ۷۱۳، ۷۱۸
 جنوبی ہندوستان (۹)، ۱۷۲
 جنوبی ہندوستان (۹)، ۲۴۲
 جنوبی یورپ (۵)، ۱۷

جہان (۵)، ۷۱۸
جہانگیر (۶)، ۷۲۳
جہانپور (۶)، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱
جور (۷)، ۲۶۵، ۲۶۹
عجم (۱۰)، ۹۳
جھینڈ (۵)، ۲۸۳، ۳۶۸، ۳۷۱، ۳۷۳
الجبریا (۹)، ۳۶۲

تجزید (۴) ۳۸۸-۳۸۹، ۹، ۴۹۵
الحیل، ۹، ۷۵

چاہ (۹) ۳۳
چین (۵) ۱۴، ۲۹ (۶) ۵۵، ۸۰، ۲۲۰، ۳۸۵، ۲۲۹، ۴۳۴
(۹) ۱، ۴۱، ۲۲۲، ۲۲۴، ۳۴۰، ۴۰۰

2

صاحب (۹)، ۱۹۶
 حاضر (۴)، ۲۴
 عبّاسی (۹)، ۲۰۴
 جاشه (۵)، ۶۴۴

جيش (٥) '٢٤' '٤٠' '٢٤٣' '٥٩٤' (٤) '٢١٨' '٢١٥' (١٣٩)
'٢٢٨' '٢٤٨' '٢٨٠' '٢٨٨' - '٢٨٩' '٢٩٤' (٩)
٥٨٨' '٥٩٤' '٥٩٨' '٢٩٩'
جيش (٥) '١٤' '٣٠' '٤٢' '١٥٣' '٢٢٥' '٢٢٨' '٢٢١'
'٢٤٢' '٢٤٢' '٢٤٢' '٢٩٩' '٢٠' - '٢٠' '٢٠' '٢٠' '٢٠'
'٢١١' '٢١٤' - '٢٢٢' '٢٢٢' - '٢٢٢' '٢٢٢' '٢٢٢'
'٢٢٢' '٢٢٢' - '٢٢٢' '٢٢٢' - '٢٢٢' '٢٢٢' '٢٢٢'
'٢٢٢' '٢٢٢' '٢٢٢' '٢٢٢' '٢٢٢' '٢٢٢' '٢٢٢' '٢٢٢'

صدر دواغر (۷) ۳۲۲

[illegible]

۵۹۵، ۵۱۸، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۴، ۴۳۱، ۵۳۱،
۱۵۰، ۱۹۴، ۲۰۴، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۴۴، ۲۵۵،
۳۳۰، ۳۴۵، ۳۴۸، ۱۹۸، ۲۱۲، ۲۸۲، ۲۹۶، ۳۹۴،
۶۰۱، ۶۰۹، ۳۲، ۳۳، ۴۳، ۲۴۳، ۵۵۹، ۴۳۰

غلاب (۵)، ۳۸۴

غلق (۱۰)، ۴۰۰

غلق (۵)، ۶۶۹

غلق (۵)، ۳۶۴، ۳۸۱

غلاب (۹)، ۹-۱۰، ۲۰، ۲۳، ۲۴، ۲۸، ۲۲۴، ۲۶۴،

۳۶۴، ۳۸۱، ۳۰۰، ۱۳۸

غلاب (۴)، ۲۴۵

غلاب (۹)، ۶۹۲

غلاب (۵)، ۱۹۲

غلاب (۹)، ۲۰۴

غلاب (۸)، ۳۹۵

غلاب (۵)، ۱۴۹

غلاب (۴)، ۴۵۹

غلاب (۹)، ۵۱، ۲۳

غلاب (۹)، ۶۹۳

غلاب (۹)، ۶۹۳

غلاب (۶)، ۳۸۱، ۴۱، ۳۶۲، ۶۶۹، ۶۸۰

غلاب (۹)، ۴۴۹

غلاب (۴)، ۴۰۴، ۶۰۴

غلاب (۵)، ۳۶، ۵۹۸، ۶۸۰، ۶۹۱

غلاب (۵)، ۱۳۸-۱۴۹، ۱۵۵، ۱۸۱، ۱۹۵، ۳۳۰، ۳۹۲-۳۹۳

۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۲، ۴۲۴

۴۲۶، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴

۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲

۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹

۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶

۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳

۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹

۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵

غلاب (۵)، ۲۳۹

غلاب (۸)، ۴۰۰

غلاب (۵)، ۱۳۱-۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵

۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲

۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸

۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴

۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰

۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵

۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹

۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳

۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸

۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳

۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸

۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲

خ

خ (۵)، ۳۱۰، ۳۵۳

خ (۴)، ۲۲۴

خ (۴)، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴

خ (۵)، ۳۱۰، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷

۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳

دارام ہانی (۸) ۲۲۹	۲۸۸، ۲۹۳، ۲۹۸، ۳۵۱، ۳۵۴، ۳۵۹، ۳۹۰، ۴۱۳
دارالانصار (مدینہ) (۹) ۱۳۳	۴۲۰، ۴۲۵، ۴۳۹، ۴۴۵، ۴۴۸، ۴۸۹ -
دارالایمان (۸) ۳۳۵ (۹) ۳۳۵	۴۹۰، ۵۲۵، ۵۳۹، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۵۷، ۵۵۷
دارالرحمت (۸) ۳۳۵	۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۸۵
دارالرسول (۸) ۳۳۵	۵۹۵، ۶۱۹، ۶۴۵، ۶۴۸، ۶۵۱، ۶۵۴، ۶۵۹
دارالسنہ (مدینہ) (۹) ۱۳۳	۶۶۱، ۶۶۴، ۶۶۷، ۶۷۵، ۶۸۸، ۶۹۸، ۷۰۰ (۷)
دارالسلام (مدینہ) (۹) ۱۳۴	۷۲۰، ۷۱۸، ۷۳۰، ۷۰۳، ۷۸۸، ۷۲۰، ۷۹۳ (۷)
دارالتذکرہ (۸) ۲۱۲، ۲۷۴، ۴۰۳	۱۳۴، ۱۵۱، ۱۴۸، ۱۴۵ - ۱۴۱، ۱۴۹، ۲۲۷
دارالہجرت (۸) ۳۳۵ (۹) ۱۳۳	۲۵۱، ۲۵۳، ۲۶۸، ۲۷۴، ۲۷۸، ۲۹۴، ۳۱۷
دبا (۵) ۳۸، ۴۲ (۷) ۱۷۷ (۹) ۵۷۸	۳۳۸، ۳۳۹، ۳۸۳، ۳۸۸، ۳۹۴، ۴۰۳، ۴۳۸
دبئی دیکھیے دبا	۷۰۸، ۷۱۵، ۷۱۷ (۸) ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۵۰، ۱۷۸، ۱۹۸، ۲۰۱
دخول (۸) ۴۰۰	۲۰۷، ۳۱۱، ۳۱۴، ۳۹۴، ۵۹۱، ۶۰۹ (۹) ۵۷۸ -
رب الفائر (۸) ۳۳۱ - ۳۳۲	۵۷۷، ۵۷۸، ۶۰۸، ۶۲۳، ۶۳۶، ۶۹۳، ۷۸۰ - ۷۸۱
درہ خیبر (۷) ۹۰۷ - ۱۰	۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۳، ۷۹۴، ۸۰۰ (۱۰) ۸۲۳، ۸۵۱، ۸۹۵، ۹۰۷
دہلہ (۷) ۳۷۹، ۳۷۹	۷۸۳، ۷۸۷
دلوک (۷) ۳۷۰	انجیرہ (مدینہ) (۹) ۱۳۳
دلی دیکھیے دلی	حیف (۹) ۱۹۸
دشن (۵) ۱۵۳، ۲۰۰ (۷) ۴۴، ۴۷ - ۹۵ - ۹۵	خمیرہ (چاگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵
۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰	
دیشاٹ (۷) ۳۷۹، ۳۷۹	دارالابراہ (مدینہ) (۹) ۳۳
دمیرہ (۷) ۳۷۰	دارالہجرت (۷) ۳۷۵
دینور (۷) ۱۷۷ (۹) ۵۷۸	دارالہجرت (۹) ۷۹۹
	دارالانحید (مدینہ) (۹) ۳۳
	دارالاقم (۵) ۷۲، ۷۲۲، ۷۰۱ - ۷۰۱، ۷۱۲، ۷۰۸ (۷)
	۷۸۴، ۷۸۳ (۸) ۱۵۰، ۱۵۴، ۱۶۲ (۹) ۵۳۹، ۵۸۵

ذات العرش (۵)، ۶۹۵	دوس (۱۰)، ۲۵۱
ذات الحجر (مدینہ)، ۱۳۴	دوس (۵)، ۶۱۳، ۶۶۶
ذات المحار (مدینہ)، ۱۳۴	دوسہ الجندل (۵)، ۲۵، ۳۸، ۱۲۵، ۱۵۶، ۲۰۸، ۲۱۵، ۲۸۹
ذات عرق (۹)، ۲۰۵	۳۸۱-۳۸۵، ۳۹۵، ۴۸۱، ۴۸۵، ۴۸۷، ۴۸۷، ۵۰۶
ذات البعیرہ (۵)، ۵۸۰	۵۳۷-۵۳۸، ۵۴۲، ۵۹۵، ۶۱۲، ۶۲۵، ۶۴۴
ذات النخل (مدینہ)، ۱۳۴	۶۶۲، ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۷۰، ۶۷۷، ۷۰۷
ذوالحلیفہ (۵)، ۱۳۴، ۲۹۳-۲۹۴، ۳۱۰، ۳۴۷	۷۷۱، ۷۷۸، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷
ذوالجبر (۵)، ۶۹۱	۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۸، ۷۹۲، ۷۹۷
ذوالم (۸)، ۳۳۶، ۳۲۸	دہکن گافو (۱۰)، ۱۱۷
ذوالعشرہ (۵)، ۱۱۷، ۳۷۰، ۵۳۸، ۵۸۰، ۱۲۵	دہکن گافو (۱۰)، ۱۱۸
ذوقرد (۵)، ۵۳۸	دلی (۵)، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۶، ۲۹۱، ۳۰۰، ۳۰۹، ۳۲۰
ذوالجبار (۵)، ۶۴۴، ۶۴۵، ۷۴۰	۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۶، ۳۲۹-۳۳۰، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲
ذوالجند (۵)، ۴۴۴	۳۱۸-۳۲۱، ۳۲۲-۳۲۳، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۵
ذی اذان (۵)، ۳۰۲	۵۰، ۵۴، ۲۱۲، ۲۶۲-۲۶۳، ۲۸۱، ۲۸۱
ذی حسی (۹)، ۵۷۹	۳۶۰، ۷۲۹، ۱۰۰، ۹۸-۹۳، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۴
ذی الحلیفہ (۷)، ۳۵۷، ۱۹۹، ۲۰۳	-۱۵۹
ذی نخب (۹)، ۲۰۳	دیل (۶)، ۴۴-۴۵، ۴۶، ۴۶۶
ذی سلم (۱۰)، ۱۹۵، ۱۹۶	دیم (۹)، ۷۵
ذی طوی (۵)، ۱۳۷، ۱۹۲	ذ
ذی القدر (۹)، ۲۲۳	ذینارک (۸)، ۲۲۷
۵۸۰-۵۷۸	ذحاکہ (۶)، ۵۰
ذی المردہ (۵)، ۶۹۵، ۲۰۳	ذ
ذی دقار (۷)، ۲۶۱	ذات الرقاب (۵)، ۱۲۵، ۲۸۸، ۳۸۰، ۵۵۷، ۵۵۷
ذ	۱۳۰، ۱۲۶، ۱۳۶
ذالغ (۵)، ۳۷۱، ۳۳۶-۳۳۷	ذات السلاسل (۵)، ۱۵۵، ۴۴۲
ذالستان (۱۰)، ۹۹	ذات الطلاع (۵)، ۳۹۱

سامل (۷) ۱۸۵	ملع (رجل) (۵) ۲۸۹ (۸) ۲۹۲ (۹) ۱۹۲ (۱۰) ۱۹۶
سارنگ پور (۶) ۱۷	الملفنة (مدینة) (۹) ۱۳۴
سالم (۵) ۲۹۸	سليمان پور (۱۰) ۱۱۸
سانا مونیف (۵) ۲۳۲	سماترا (۹) ۲۴۲
سایبیریا (۸) ۱۳۸ (۹) ۲۶۲	سماد (۹) ۵۸۹ - ۵۹۰
سبا (موجوده ضلعاً) (۵) ۲۳۸ (۸) ۲۱۵	سمرقند (۶) ۴۷ (۸) ۲۳۱
سبار (دادی) (۷) ۱۵۶	سیرا (۹) ۵۷۸
سپین دیکسے اسپین	سده (۵) ۲۸ (۶) ۱۷، ۲۰، ۲۲، ۳۰، ۳۵، ۴۱، ۵۱، ۵۹ (۷) ۲۷۹
سبستان (۸) ۱۳۸ (۹) ۶۹	۲۹۵ - ۳۶۶ (۹) ۷۵ - ۷۷، ۷۹، ۸۱
سبخ (۵) ۴۴ (۹) ۵۵۱، ۵۶۴، ۶۰۳ - ۶۰۴	سراطل (۵) ۲۲۷، ۷۱۳
السند (۵) ۶۹۶	سواد (۷) ۳۵۶
سدره (مصادره) (۹) ۲۰۵	سوڈان (۹) ۸۱
سدوم (۸) ۲۴۶، ۲۶۶	سواتیه (۵) ۶۹۵
سدیر (سدر) (۹) ۶۹۳	سوس (۹) ۶۶۹
سرانديپ (۵) ۲۳۴ (۱۰) ۳۰۵	سوق الابرار (۹) ۶۷۲
سرمد (۶) ۳۷، ۳۷ (۸) ۲۴۷	سوق النخمين (۸) ۲۱۱
سرخس (۹) ۶۶۹	سویق (۵) ۳۸، ۴۰
سرخ (۷) ۲۴۲، ۳۷۲	سوی (۷) ۳۲۲
سزین (۷) ۳۷۰	سهارن پور (۱۰) ۱۱۵
سرنند (۶) ۳۶، ۱۸	سہرام (۵) ۳۸
سری لنکا (۹) ۷۱	سیال (۹) ۱۹۹
سنگ دادی (۱۰) ۱۹۶	سیدة البلدان (مدینة) (۹) ۱۳۴
سفوان (۵) ۳۷۷، ۳۸۱، ۱۱۷ (۵) ۳۷۷	سیریه (۹) ۲۰۳
سفینہ (۵) ۶۹۷	سیستان (۷) ۳۷۳، ۳۷۵، ۴۰۰
سقاطیه (۷) ۳۵۵	سینا (۵) ۳۲ (۸) ۳۹۵ (۱۰) ۵۲۷
سقا (۸) ۳۳۲ (۹) ۲۰۱	سینائی (۵) ۶۲۷

مغز (۱۰) ۶۱۳

مغز (۹) ۲۰۴

مغز الطولیت (۸) ۲۲۸-۲۲۹-۲۳۴

مغز غازی (۹) ۲۰۴

مغز دکنہ و صدف (۵) ۲۲۷

مغز (۶) ۲۵۶

مغز (۹) ۶۶۹

مغز (۷) ۲۶۶

مغز (۱۰) ۶۱۴

مغز (۵) ۶۰۵، ۲۵۱، ۲۹۹، ۲۰۰، ۲۵۵، ۶۰۴، ۲۰۴، ۲۰۴

مغز (۶) ۲۰۴، ۲۰۴، ۲۰۴، ۲۰۴، ۲۰۴، ۲۰۴

مغز (۱۰) ۷۱۳

مغز (۵) ۶۹۵، ۲۰۳، ۱۹۸

مغز (۷) ۱۸۸، ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷

مغز (۸) ۱۵۸، ۱۶۹، ۱۶۹، ۱۶۹، ۱۶۹، ۱۶۹

مغز (۹) ۵۹

مغز (۹) ۳۶۰

مغز (۷) ۶۸۷

مغز (۵) ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷

مغز (۹) ۹۳، ۱۸۵، ۲۳۱، ۱۱۲، ۵۵۷

مغز (۷) ۵۷۷

مغز (۹) ۲۰۴

مغز (۱۰) ۶۱۲

مغز

مغز (۹) ۱۸۵

مغز (۵) ۷

مغز (۵) ۶۵۵

ط

ط (۵) ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴

ط (۹) ۶۶۹

ط (۵) ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴

ط (۲) ۲۸۲، ۲۸۲، ۲۸۲، ۲۸۲، ۲۸۲

ط (۷) ۲۰۴، ۲۰۴، ۲۰۴، ۲۰۴، ۲۰۴

ط (۷) ۵۳۹، ۵۳۹، ۵۳۹، ۵۳۹، ۵۳۹

ط (۷) ۵۹۸، ۵۹۸، ۵۹۸، ۵۹۸، ۵۹۸

ط (۷) ۱۶۷، ۱۶۷، ۱۶۷، ۱۶۷، ۱۶۷

ط (۷) ۱۸۷، ۱۸۷، ۱۸۷، ۱۸۷، ۱۸۷

ط (۷) ۱۶۷، ۱۶۷، ۱۶۷، ۱۶۷، ۱۶۷

ط (۷) ۶۰۳، ۶۰۳، ۶۰۳، ۶۰۳، ۶۰۳

ط (۷) ۲۲۵، ۲۲۵، ۲۲۵، ۲۲۵، ۲۲۵

ط (۷) ۷۱۷

ط (۷) ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷، ۲۶۷

ط (۷) ۱۸۳، ۱۸۳، ۱۸۳، ۱۸۳، ۱۸۳

ط (۷) ۳۷۳

ط (۷) ۳۰

ط (۷) ۲۳۳

ط (۷) ۵۸۳، ۵۸۳، ۵۸۳، ۵۸۳، ۵۸۳

ط (۷) ۶۶۹

ط (۷) ۷۵

ط (۷) ۷۶۲

ط (۷) ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴

ط (۷) ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۲۲

[illegible]

211' 2.2' 2.0' 499' 493' 442' 4.3'
 202' 2.0' 2.38' 2.2'
 ط

ع
نظایب (مدینه) ۹، ۱۳۴
عادل پور (۶)، ۳۰
العاصمہ (مدینہ) ۹، ۱۳۴
العباسیہ (۸)، ۳۲۲

١٨٥ (٤) ٤١٣

عمدة القضاة (ج ۱ کا ایک مقام) ۱۱۸

۳۹۸'۱۵۵'۱۴۰'۱۱۷'۳۲-۳۲'۲۲'۱۷'۵۱
 ۷۱'۴۸۸'۵۷۷'۸۵۸'۸۸۸'۳۹۷'۳۹۵
 '۴۴'۳۸'۸۴'۳۸'۲۹'۲۲'۱۱'۹'۷
 '۳۲۲'۱۸۸'۱۵۳'۱۳۴'۷۲'۲۵'۲۰
 '۲۷۲'۲۷۲'۲۷۲'۲۷۲'۲۷۲'۲۷۲-۲۷۲
 -۲۷۲'۲۵۴-۲۵۴'۲۲۵'۲۲۲'۲۲۰'۲۸۵
 '۲۵۴'۲۰۹'۲۹۵-۲۹۲'۲۸۲'۲۷۱'۲۷۷'۲۷۲
 '۲۱۸'۲۱۱'۲۷۷'۷۷۷'۷۷۷'۲۷۷'۲۷۷
 ۷۷۷'۵۲۲'۲۹۴'۲۹۱'۲۷۲'۲۹۴-۲۹۴
 '۲۷۰'۲۷۲'۲۵۴'۲۷۷-۲۲۴'۲۰۵'۵۱'۹)
 '۴۲۸'۴۰۷'۴۰۲'۵۹۵'۵۹۳-۵۸۷'۵۸۵
 '۴۷۵-۴۷۲'۴۷۷'۴۵۸'۴۸۷-۴۸۴'۴۸۰
 ۷۲۹'۲۰۹'۱۱۰)

عذبه (۹) ۲۰۱

المقدّم (عربية) (٩) ١٣٢

العراء (مدينة) (٩) ١٣٢

۵۷۳ ۵۷۷ - ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۸۹ - ۵۸۸ ۵۸۹
 ۵۹۴ ۵۹۳ - ۵۹۲ ۵۸۷ - ۵۸۷ ۵۷۹ ۵۷۵
 ۶۵۷ - ۶۵۵ ۶۸۷ ۶۸۸ - ۶۸۳ ۶۸۷ ۵۹۹
 ۶۹۰ ۶۸۱ - ۶۷۹ ۶۷۲ ۶۷۷ ۶۷۵ - ۶۷۳
 ۶۷۷ (۱۰) ۷۵۱ - ۷۵۰ ۷۷۰ ۷۷۸ ۶۹۸ ۶۹۳
 ۱۸۵ ۱۸۱ ۱۲۲ - ۱۲۱ ۷۱ - ۵۷ ۵۸ - ۵۳ ۸۸
 ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۰ ۸۱۲ ۸۱۹ ۸۸۸ ۸۰۷ ۸۲۳
 ۵۰۹ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۲ - ۵۰۱ ۸۹۵ ۸۸۱
 ۵۵۸ ۵۵۱ ۵۸۲ - ۵۸۱ ۵۲۳ ۵۱۹ - ۵۱۸
 ۶۲۱ - ۶۲۰ ۶۰۷ ۵۹۲ ۵۷۹ ۵۵۸ ۵۵۷
 ۷۷۹ ۷۱۸ ۶۹۳ ۶۸۷ ۶۸۰ ۶۵۷ ۶۳۰

۷۸۸ ۷۲۱

عربیات (۷) ۸۲۱

عرج (۵) ۵۷۱ (۸) ۳۳۷ (۹) ۲۰۰ - ۲۰۱

عرفات (۵) ۳۹۷ ۴۸۸ (۶) ۱۲۸ (۷) ۴۹۸ (۸)

۵۷۷ ۵۱۳ ۸۵۸ (۹) ۸۲۸ ۲۷۱

عزہ (۸) ۴۹۳

عرق النسیۃ (۹) ۲۰۰

العقین (۱۰) ۲۵۹ ۲۷۰

العروض (مدنیہ) (۹) ۱۳۸

العزیز (۵) ۸۸۹ (۷) ۴۲۴ - ۴۲۵

عریض (۵) ۲۸۷

عزیز (۵) ۲۲۷

عزیز (۹) ۲۲۳

عقوان (۵) ۱۳۱ ۱۳۵ - ۱۳۷ ۱۳۸ ۵۸۸ ۴۹۱ (۶)

۷۲۱ (۹) ۳۳۷ ۳۲۹ - ۳۲۸ (۸) ۹۷۷ (۷) ۷۵۱

۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۱۸۹ ۱۸۷ ۱۲۷ ۸۵ - ۸۸
 ۲۷۵ ۲۷۹ - ۲۷۸ ۲۷۵ ۲۷۷ ۲۵۱ - ۲۵۰
 ۲۱۵ ۲۱۲ ۲۰۷ ۲۰۳ ۲۹۸ ۲۸۳ ۲۷۹ ۲۷۷
 ۳۸۸ ۳۸۱ ۳۳۷ ۳۳۲ ۳۲۷ ۳۲۱ - ۳۱۹
 ۳۲۳ ۳۲۹ - ۳۲۷ ۳۲۲ - ۳۲۱ ۳۵۷ ۳۵۰
 ۳۸۸ ۳۸۷ ۳۰۲ ۲۹۲ ۲۸۳ - ۲۸۲ ۳۷۷
 ۸۸۷ ۸۸۲ ۸۳۹ ۸۳۳ ۸۲۲ ۸۲۰ - ۸۱۹
 ۸۷۲ - ۸۷۱ ۸۵۹ ۸۵۷ ۸۵۲ ۸۵۰ ۸۷۷
 ۷۱۷ - ۷۱۵ ۷۳۳ ۷۲۷ ۷۱۵ ۷۱۳ ۷۱۸
 ۷۲۱ ۷۱۸ ۷۰۳ ۷۷۳ ۷۷۷ ۷۸۷ - ۷۸۵
 ۱۲۷ ۱۱۷ ۱۱۲ (۸) ۷۸۷ ۷۷۸ ۷۷۸ ۷۲۲
 ۲۱۸ ۲۱۷ - ۲۱۸ ۲۱۱ ۱۸۷ ۱۳۵ ۱۲۳ ۱۲۸
 ۲۵۲ ۲۹۹ ۲۳۰ - ۲۲۸ ۲۲۷ - ۲۲۸ ۲۲۱
 ۲۰۱ ۲۹۸ ۲۹۵ ۲۷۹ ۲۷۵ ۲۷۱ ۲۵۵ ۲۵۳
 ۲۰۷ ۲۰۶ ۲۰۳ ۲۰۲ ۲۰۱ ۲۰۰ - ۲۰۱
 ۳۹۷ - ۳۹۳ ۳۸۸ ۳۷۷ ۳۷۰ ۳۷۸ ۳۵۸
 ۳۹۹ - ۳۹۷ ۳۰۳ - ۳۰۲ ۳۰۰ - ۳۰۱ ۳۰۲
 ۳۱۳ ۳۱۸ ۳۱۷ - ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۷ ۳۱۳ ۳۱۲
 ۵۹۵ ۵۹۲ ۵۸۵ ۵۷۷ ۵۷۱ - ۵۵۰ ۵۸۰
 ۶۲۰ - ۶۲۹ ۶۲۳ - ۶۲۲ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۰۹
 ۶۲۰ ۶۲۸ ۶۱۸ (۹) ۷۲۴ ۷۵۳ ۷۸۷ ۷۲۳
 ۱۵۷ ۱۵۳ - ۱۵۱ ۸۲ ۷۷۷ ۷۱ - ۷۰ ۵۹ ۳۷۷
 ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۷۷ ۲۲۹ ۲۲۸ ۱۷۷ - ۱۷۵ ۱۷۱
 ۳۳۸ ۳۳۲ ۳۲۵ ۳۱۳ ۳۰۹ ۳۰۸ ۳۰۷
 ۳۵۹ ۳۵۷ - ۳۵۵ ۳۵۳ ۳۳۸ ۳۳۷
 ۵۸۸ ۵۲۹ - ۵۲۷ ۴۱۹ ۴۹۹ ۴۷۱ ۴۷۲

مین شمس (۷) ۲۲۵ - ۲۲۴
 غازی (۵) ۱۳۲ - ۵۴۸
 غازی (۷) ۱۳۴، ۲۰۵ (۸) ۱۲۶، ۲۶۴، ۲۸۵ -
 ۲۸۴، ۲۲۷ (۱۰) ۵۱۴
 غازی (۶) ۷۳۴، ۷۷۷ (۷) ۱۷۷ - ۱۸۷ (۸) ۲۴۷،
 ۳۲۱ (۹) ۳۰۸، ۳۱۱، ۵۲۴، ۷۱۲
 غازی (۷) ۲۵۵
 غازی (۶) ۵۱، ۳۱
 الغالبه (مدینه) ۱۳۴ (۹)
 قدیر الاشطاط (عقب عثمان) (۵) ۲۹۴ (۷) ۳۱۰
 قدیر غم (۸) ۴۳۴ (۹) ۲۰۱ - ۲۰۲، ۷۱۹، ۷۴۹
 الغراء (مدینه) ۱۳۴ (۹)
 غفران (دادی) (۸) ۳۳۰
 غزنی طرابلس (۷) ۱۸۳
 غزستان (۹) ۶۶۹
 غزناط (۸) ۲۳۱
 غزنی (۹) ۳۶۰
 عثمان (۵) ۷۰۷
 عثمان (۸) ۱۸۱
 غطفان (۵) ۱۳۵، ۵۳۷ (۷) ۳۴۵
 الغم (۵) ۵۵۷
 الغمر (۵) ۳۸۰
 الغوره (۵) ۶۹۵
 غزیر (۱۰) ۱۹۷
 غیر (چراگاه کانام) (۹) ۱۸۵

[illegible]

قباء (٥) ٤٨، ١١٣، ٢٤٣، ٣٢٨، ٣٢٢، ١٢٤، ١٣٥ (٤) ١٣٥،
٣٢٣، ٣٣٢، ٣٢٨، ٢٨٤ (٨) ٤٢٤، ٣٢٣، ٣٠٤
٣٢٣، ١٩٨ - ١٩٤، ١٨٤ (٩) ٤٠٥، ٣٨١، ٣٣٤
٣٣٩، ٥٢٤ (١٠) ٢٠٤
قبلة الاسلام (عنية) (٩) ١٣٣
قبرص (٥) ٢٣٣
القبيلة (٥) ٢٩٢
تدبير (٥) ٢٩١، (٨) ٣٢٨، ٣٣٤ (٩) ٢٠٢ - ٢٠١
تذوق (٩) ٤٤٩
تقوین (٩) ٤٣٢
قرطبة (٨) ٢٣١
قرارة الکدره، ١٢٠، قرقرة الکدره، ١٢٠، (٩) ١٢٥، (٨) ١٢٠
٥٥، ٥٥

کابل (۷) ۲۷۹ (۸) ۱۳۸ (۹) ۳۴۰ ۳۴۲
 کارلم (۹) ۴۴۹
 کاشغری (۸) ۵۱۸ (۱۰) ۷۰۱
 کاظمه (۹) ۵۸۸ (۱۰) ۱۸۳
 کاکوری (۴) ۲۴
 کانپور (۵) ۳۲۳ (۴) ۲۴۱ (۱۰) ۹۲ ۱۱۲
 کانگر (۹) ۲۹۹
 کدره (۵) ۳۷۸ ۳۸۱ ۵۳۸
 کمدیه (۵) ۲۹۱ (۹) ۲۰۴

قریہ عربیہ (۵) ۴۰۹، ۴۱۸، ۴۷۱
 قریہ بنی فدرہ (۹) ۲۰۴
 قریۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ) (۹) ۱۳۴
 قرظہ (۸) ۱۴۲
 قسا (۷) ۳۶۳
 قطنطیہ (۵) ۴۰۹، ۴۱۸، ۴۳۱، ۴۷۱ (۷) ۷۷ (۷) ۱۳۴، ۴۳۳
 ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳ (۹) ۷۵، ۷۶، ۷۷
 ۴۷۹، ۴۸۰

کراچی (۵) ۲۳۵، ۲۴۴، ۲۵۹ - ۲۶۰، ۲۶۹، ۲۷۸، ۲۸۴
۳۰۶، ۳۱۰، ۳۱۹ - ۳۲۰، ۳۳۴، ۳۳۹ - ۳۴۰ (۷)
۴۱۰، ۴۹۳ (۹) ۲۰۹، ۲۸۱، ۳۷۵ (۱۰) ۱۹۲
کراخ الغنیم (۵) ۱۳۱، ۱۳۵، ۱۳۷ (۶) ۳۶۴
کراکس (۷) ۳۲۲

قصاره (۵) ۲۹۸
قصار شمع (۹) ۴۹۴
قسم (۴) ۳۲۲
قصور (۱۰) ۱۱۹
قطقطانه (۷) ۲۷۸

کتمان (۸) ۲۴۴، ۳۹۴	کر بلا (۷) ۲۸۱-۲۸۲ (۸) ۲۵۰ (۹) ۵۹۲ (۱۰) ۱۹۵ (۱۱) ۴۱۹
کواظم (۹) ۵۸۸	کردستان (۶) ۲۹
کوٹ سید زبلی قادری (۶) ۳۰	کرمان (۷) ۲۸۰-۲۴۳ (۹) ۴۴۸ (۱۰) ۴۷۸
کونہ (۶) ۱۸۵، ۱۸۸-۱۸۹، ۲۰۰، ۲۳۲ (۷) ۱۸۸، ۲۵۸، ۲۴۱	کراچک (۶) ۳۱
۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۳-۲۴۹، ۲۸۱-۲۴۱، ۲۴۲-۲۴۳	کریٹ (۸) ۱۳۸
۲۸۱، ۲۸۴، ۲۸۸، ۳۹۱، ۳۹۷ (۸) ۱۹۲، ۱۵۳، ۱۹۲	کریون (۷) ۴۲۴
۲۸۱، ۲۹۸ (۹) ۵۱، ۵۳، ۵۹، ۱۴۱، ۲۸۷، ۵۸۷	کسکر (۷) ۲۵۴، ۲۵۴، ۲۵۴
۴۵۱، ۴۴۱، ۴۴۸، ۴۷۱، ۴۸۸، ۴۸۷، ۴۸۹، ۴۹۱	کشیر (۵) ۲۸ (۶) ۱۵، ۲۱ (۹) ۷۵
۴۹۳-۴۹۴، ۴۹۴، ۷۹۳	کعبہ (۵) ۲۹، ۷۵، ۵۹، ۷۵، ۱۳۴، ۱۵۹، ۱۸۲، ۲۱۴، ۳۸۵
کوکن (بیبی کا علاقہ) (۷) ۲۷۹	۳۳۵، ۳۳۴، ۳۳۳، ۳۴۲، ۵۹۵، ۷۲۴، ۷۲۴ (۷) ۹۳۷
کود نور (۸) ۲۸۵	۴۲۹، ۴۲۸، ۷۲۹-۷۲۸ (۷) ۳۰، ۳۳، ۳۴
کود احمد (۹) ۴۷۰	۵۳-۵۴، ۲۳۰، ۲۵۱، ۲۵۳، ۲۹۸، ۳۱۰، ۳۳۳
کود انجم (۱۰) ۱۸۳	۷۰۰، ۷۵۳ (۸) ۱۴۸، ۳۳۱، ۳۹۴-۳۹۷، ۳۳۳
کود طور (۹) ۴۲	۵۳، ۵۳، ۵۸۱، ۵۸۴، ۵۹۰، ۵۹۲، ۵۹۷، ۵۹۷
کواٹ (۱۰) ۱۰۷	۴۰۱، ۴۰۲، ۴۱۴، ۴۲۱-۴۲۲ (۹) ۳۵۸، ۳۵۸
کویستان (۶) ۴۸	۴۲۴، ۷۵۷، ۴۵۹، ۴۷۱، ۵۴۷، ۵۵۸ (۱۰) ۱۰۷، ۷۲۱
کھنایت (۶) ۱۲	۵۰، ۲۲۳، ۲۲۹، ۲۸۱، ۳۰۴، ۳۲۹-۳۳۰، ۳۸۹
کھف بنی حرام (۹) ۱۹۲	۳۰۳-۳۰۵، ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۰۵، ۴۰۷، ۴۰۷
کیتہ (۷) ۵۳۸	۷۵۷، ۵۳۳، ۵۴۱، ۵۸۹، ۵۹۲، ۶۰۹، ۶۰۹، ۶۰۹
کیسیرج (۵) ۲۷۷	۴۰۷، ۴۹۹، ۴۹۹، ۴۹۹، ۷۲۳، ۷۲۷
کینڈا (۹) ۲۹۸	کعبۃ اللہ (۹) ۲۴۳
گ	کب (۵) ۵۲۷
گجرات (۶) ۷، ۱۱، ۱۴، ۱۴، ۱۵، ۱۵، ۱۷	کلکتہ (۵) ۲۳۴، ۲۸۱، ۳۲۹ (۶) ۲۰۱ (۹) ۳۴۲
گادرون (۹) ۴۴۹	(۱۰) ۱۰۰، ۱۲۰
گڑھ شق (۷) ۵۳۸	کمبرڈیا (۵) ۳۰
	کندہ (۵) ۲۵، ۲۲۷، ۴۱۴، ۴۸۴، ۷۲۱ (۷) ۱۸۵

مسجد اقصیٰ (۹، ۶۱، ۲۹، ۱۰، ۱۰، ۷۵)	مرد شاہجہان (۷، ۳۶۶)
مسجد یقین الزبیر (۹، ۱۹۶)	مرد (۶، ۲۰۶، ۳۳۱-۳۳۲، ۸، ۲۶۶، ۱۱، ۷۱۲)
مسجد بنو ابی فیہ (۵، ۷۱۷)	مرسلع (۵، ۱۳۰، ۲۹۱، ۳۸۳، ۴۵۱، ۴۵۳، ۵۳۸)
مسجد بنو اسیر (۵، ۷۱۷)	۵۸۷، ۴۵۰، ۶۹۲، (۷، ۲۳۲، ۲۲۲-)
مسجد غریبا ضیہ (۵، ۷۱۷)	مزامم (۹، ۵۲۷)
مسجد بنو حلی (۵، ۷۱۷)	مزدلفہ (۸، ۲۶۱)
مسجد بنو خدر (۵، ۷۱۷)	مزینہ (۹، ۶۰۷)
مسجد بنو دینار (۵، ۷۱۷)	مسجد الفرج (۹، ۲۰۳)
مسجد بنو عصبہ (۵، ۷۱۷)	مستجد (۹، ۲۰۳)
مسجد بنی امیہ الدسی (۹، ۱۹۷)	مسجد آخر بزم الخلیفہ (۹، ۱۹۹)
مسجد بنی انیف (۹، ۱۹۷)	مسجد ابن مدی (۵، ۷۱۷)
مسجد بنی بایضہ (۹، ۱۹۷)	مسجد الابوام (۹، ۲۰۱)
مسجد بنی عمارت (۵، ۷۱۷، ۱۹۷)	مسجد ابی ذر غفاری (۹، ۱۹۳)
مسجد بنی عمارت (۵، ۷۱۷)	مسجد ابی بن کعب (۵، ۷۱۷، ۱۹۳)
مسجد بنی الجلی (۹، ۱۹۷)	مسجد الانبیاء (۹، ۲۰۱)
مسجد بنی حرام (۹، ۱۹۳)	مسجد الاحابہ (۹، ۱۸۹، ۱۹۰)
مسجد بنی خدر (۹، ۱۹۶)	مسجد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب (۹، ۱۹۲)
مسجد بنی خدرہ (۹، ۱۹۵)	مسجد البجیز تین (۹، ۲۰۳)
مسجد بنی خضر (۵، ۷۱۷، ۱۹۷)	مسجد یزید خان و موضع بزم ذفران القبل (۹، ۲۰۳)
مسجد بنی ینار (۹، ۱۹۶)	مسجد بدر (۹، ۲۰۳)
مسجد بنی راج (۹، ۱۹۵)	مسجد بنات ابدال (۹، ۲۰۳)
مسجد بنی زریق (۹، ۱۹۳-۱۹۵، ۵۳۸)	مسجد بطحا (۹، ۱۹۹)
مسجد بنی ساعد (۹، ۱۹۵)	مسجد بطن مران طهران (۹، ۲۰۲)
مسجد بنی سالم (۹، ۵۳۸)	مسجد البقیع (۹، ۱۹۳)
مسجد بنی ظفر (۵، ۷۱۸)	مسجد احزاب (۹، ۱۹۰)
مسجد بنی عبدالاشمل (۵، ۷۱۸)	مسجد اعلیٰ (۹، ۱۹۰، ۲۰۳)

- مسجد نبی صی (۹)، ۱۹۶
 مسجد نبی محمد (۹)، ۱۹۶
 مسجد نبی خاند (۹)، ۱۹۴-۱۹۵
 مسجد نبی قرظیر (۵)، ۷۱۸، ۹، ۱۸۸
 مسجد نبی مازن (۹)، ۱۹۶
 مسجد نبی معادیہ (۵)، ۷۱۸
 مسجد نبی واقف (۹)، ۱۹۷
 مسجد نبی دامل (۵)، ۷۱۸
 مسجد البیض (۹)، ۲۰۱
 مسجد بین المجتبیٰ و سبر شاد (۹)، ۱۹۸
 مسجد تقیم (۹)، ۲۰۲
 مسجد توبہ (۹)، ۲۰۴
 مسجد شیتہ الرکوبہ (۹)، ۲۰۰
 مسجد شیتہ المبرک (۹)، ۲۰۳
 مسجد الجمرانہ (۹)، ۲۰۵
 مسجد جبینہ (۹)، ۱۹۴، ۱۹۵
 مسجد حارثہ (۹)، ۱۹۵
 مسجد حرام (۵)، ۱۸۱، ۷۱۸، ۷۲۰، ۲۵۰، ۲۵۷، ۵۹۷
 ۷۲۱-۷۲۲، ۲۹ (۹)، ۲۵۷، ۲۶۰، ۲۶۱ (۱۰)، ۷۵
 مسجد طرم الکبیر (۹)، ۱۹۲
 مسجد الحمید (۸)، ۲۲۸، ۳۳۶
 مسجد الحزبہ (۹)، ۱۹۴، ۱۹۵
 مسجد خلیص (۹)، ۲۰۲
 مسجد خیف (۹)، ۲۵۹
 مسجد دار سعد ابن خثیمہ (۹)، ۱۹۸
 مسجد دار التابغہ (۹)، ۱۹۶
 مسجد ذات عرق (۹)، ۲۰۵
 مسجد ذی الحلیفہ (۹)، ۱۹۹
 مسجد ذی طوی (۹)، ۲۰۳
 مسجد الراہ (۵)، ۷۲۳، ۷۲۷ (۹)، ۵۲۷
 مسجد الرماۃ (۹)، ۲۰۱
 مسجد الروشہ (۹)، ۲۰۰
 مسجد سعیدہ (۹)، ۱۸۹
 مسجد السخ (۹)، ۱۹۷
 مسجد سرف (۹)، ۲۰۲
 مسجد السقیاء (۹)، ۱۹۲، ۲۰۱
 مسجد سلخ (۹)، ۱۹۰
 مسجد سلمان فارسی (۹)، ۱۹۲
 مسجد الشجرہ (۵)، ۷۱۸، ۷۱۹ (۹)، ۱۹۹
 مسجد شجرہ بالمحید علیہ (۹)، ۲۰۴
 مسجد شرف الروحاء (۹)، ۱۹۹
 مسجد الشق اور نطاط (۹)، ۲۰۴
 مسجد شمران (۹)، ۲۰۴
 مسجد شمس (۹)، ۱۸۸
 مسجد شیمین (۹)، ۱۹۶
 مسجد صدقۃ الزبیر (۹)، ۱۹۶
 مسجد الصعباء (۹)، ۲۰۴
 مسجد ضرار (۵)، ۱۵۸، ۲۰۲، ۳۶۳، ۳۷۷، ۴۳۶
 مسجد الطائف (۹)، ۲۰۵
 مسجد طرف قدیدہ (۹)، ۲۰۲
 مسجد عاتکہ (۵)، ۷۱۸
 مسجد متبان بن مالک (۹)، ۱۹۸

- مسجد المنزلة (۹)، ۲۰۴
 مسجد المنصرفت (۹)، ۲۰۰
 مسجد مصلى (۹)، ۱۹۳
 مسجد المقرئس (۹)، ۱۹۹
 مسجد مقبل (۹)، ۲۰۳
 مسجد نابذ (۵)، ۷۱۷
 مسجد نبوی (۵)، ۸۷، ۱۲۷، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۹۸، ۲۰۳
 ۲۰۴، ۲۲۱، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۸۷
 ۲۸۹، ۳۰۳، ۳۱۹، ۳۲۳، ۳۳۸، ۳۸۴، ۴۳۷
 ۷۱۷، ۷۱۹، ۷۲۱، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۰، ۷۳۰
 ۲۵۸، ۳۲۲، ۳۹۰، ۴۱۲، ۴۱۵، ۷۷۷، ۷۷۷
 ۷۲۲، ۷۷۷، ۷۸۰، ۷۹۴، ۷۹۴، ۷۹۴
 ۷۵۳، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷
 ۲۸۷، ۳۲۱، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷
 ۷۱۳، ۷۱۳، ۷۱۳، ۷۱۳، ۷۱۳، ۷۱۳
 ۵۲۲، ۵۵۸، ۵۷۷، ۵۷۷، ۵۷۷، ۵۷۷
 ۷۲۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷
 مسجد النور (۹)، ۱۹۸
 مسجد و قلم (۹)، ۱۹۵
 مسجد و قلم (۵)، ۷۱۸
 مسجد البلیجہ (۹)، ۲۰۲
 مسفلہ (۸)، ۳۲۹
 المسکینہ (مدینہ)، ۳۳۵ (۹)، ۱۳۵
 المسلمہ (مدینہ)، ۱۳۵ (۹)
 مشرقی عرب (۵)، ۷۱۸، ۷۲۶، ۷۸۱
 مشرق (۵)، ۷۳۳، ۷۳۳
- مسجد العرج (۹)، ۲۰۱
 مسجد عریض (۹)، ۲۱۱
 مسجد العسکر (۹)، ۱۹۳
 مسجد العیشہ (۹)، ۲۰۳
 مسجد العصر (۹)، ۲۰۴
 مسجد عقبہ ہرشی (۹)، ۲۰۱
 مسجد ثلاث الرسول (۹)، ۲۰۲
 مسجد عذرة خلیص (۹)، ۲۰۲
 مسجد غدریم (۹)، ۲۰۱
 مسجد غزالہ (۹)، ۱۹۸، ۲۰۰
 مسجد غمامہ (۹)، ۱۹۳
 مسجد شیح (۹)، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲
 مسجد الصبح (۹)، ۱۸۸
 مسجد الذبیح (۵)، ۷۱۷
 مسجد نیکو اخبار (۹)، ۱۹۸
 مسجد البقیعہ (۹)، ۲۰۳
 مسجد قبا (۵)، ۲۲۶، ۳۰۳، ۷۲۱، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷
 ۷۰۵، ۷۱۳، ۷۱۳، ۷۱۳، ۷۱۳، ۷۱۳
 مسجد القبتین (۹)، ۱۹۲
 مسجد القصر (۹)، ۱۹۵
 مسجد کعبہ (۹)، ۲۰۳
 مسجد کج محل (۹)، ۲۰۱
 مسجد لیثہ (۹)، ۲۰۵
 مسجد مدینہ نقص (۹)، ۲۰۱
 مسجد سائرین (۹)، ۱۹۸
 مسجد البنفسج (۹)، ۲۰۱

مبعض (۵) ۴۴-۵۸۸	مشد جنبت المثل (۹) ۱۶۷
مبضع الرسول (مدینہ) (۸) ۳۳۵ (۹) ۱۳۵	مصر (۵) ۱۷-۳۰، ۳۲، ۳۴، ۳۶، ۱۱۷، ۱۵۲، ۱۵۴
مضا (۵) ۹۱۳	۲۱۲، ۲۲۱، ۲۲۳-۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۲۹
مضیق الصغراء (۹) ۲۰۳	۲۴۵، ۲۴۹، ۲۵۴-۲۵۵، ۲۵۸، ۲۶۰
المطیب (مدینہ) (۹) ۱۳۵	۲۶۳-۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹
المظلة (۵) ۹۹۴	۳۱۳-۳۱۷، ۳۱۸، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۵
مدان (۵) ۱۵۳، (۷) ۲۲۴	۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۷-۳۳۹، ۳۹۰
مید قذوح (۹) ۲۰۴	۴۴۴، ۴۴۹، ۴۵۸، ۴۶۷، ۷۰۷-۷۰۸
معرة النعمان (۷) ۳۶۳، ۳۶۴	(۹) ۱۱-۱۲، ۱۷، ۱۹، ۲۱، ۲۴، ۲۸
معین (۵) ۲۳۸	۴۹، ۷۴، ۷۷-۷۸، ۹۴، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۹۸
مغرب اقلی (۵) ۱۷	۲۰۰، ۲۰۲، ۲۳۲-۲۳۳، ۲۳۵-۲۳۶
مغربی عرب (۵) ۴۲۴، ۴۸۱	۲۵۸-۲۵۹، (۷) ۱۵۵، ۱۷۲، ۱۸۳، ۲۵۶
مقام ابراہیم (۸) ۵۳۱، (۱۰) ۷۷۷	۲۵۷، ۲۶۴، ۲۶۵-۲۶۷، ۲۷۷، ۲۸۳
مقام رکن (۱۰) ۲۷۹، ۲۸۱	۳۷۲-۳۷۴، ۳۸۱، ۳۸۳، ۳۸۹، ۳۹۱
القدس (مدینہ) (۹) ۱۳۵	۴۹۳، ۴۰۰، ۴۰۸، ۴۲۳-۴۲۴، ۴۲۹
القرقر (مدینہ) (۹) ۱۳۵	۴۳۱-۴۳۹، ۴۴۲، (۸) ۴۴۴، ۴۷۷، ۴۷۸
مقطم (۷) ۷۳۸	۱۳۴، ۱۳۸، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷
مقنا (۵) ۱۵۶، ۲۰۸، ۲۵۸، ۲۶۰، ۳۹۵، ۴۴۴	۲۴۰، ۲۴۴، ۲۹۳-۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۸
مکران (۷) ۳۴۳، ۳۴۵-۳۴۶، (۹) ۴۹۴	۴۰۰، ۴۹۳، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۹، ۵۱۱
المکناں (مدینہ) (۹) ۱۳۵	۷۷-۷۸، ۸۱، ۸۳، ۸۸، ۹۰، ۹۰، ۹۰، ۹۰، ۱۱۱، ۱۲۷
مکہ (۵) ۱۵، ۲۵، ۳۴، ۳۸-۴۰، ۴۴، ۵۴، ۵۹، ۶۵، ۷۱	۲۴۱، ۲۴۴-۲۴۷، ۲۹۷، ۳۵۵، ۳۶۰، ۳۶۲
۷۳-۷۵، ۷۹، ۸۱، ۸۴-۸۹، ۹۹، ۱۱۳	۵۲۳-۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹
۱۱۵-۱۱۸، ۱۲۰-۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۳۳-۱۳۷	۶۹۷-۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳
۱۳۹-۱۴۱، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹	۷۹۷-۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳
۲۱۹، ۲۲۴، ۲۲۷-۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱	۸۹۷-۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳
۲۵۴-۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹	۹۰۷-۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲

مصباح حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹) ۱۹۳

معنی (۱۰) ۲۰۷

- ۲۲۲'۲۱۱ - ۲۰۸'۲۰۲ - ۲۰۲'۲۹۷ - ۲۹۲'
 ۲۵۴'۲۵۱ - ۲۴۹'۲۴۷ - ۲۴۵ - ۲۴۴'۲۲۴
 ۲۷۵ - ۲۴۸'۲۴۴ - ۲۴۴'۲۴۱ - ۲۴۰'۲۵۸
 - ۲۹۱'۲۸۹ - ۲۸۵'۲۸۲'۲۸۰ - ۲۷۸ - ۲۷۷
 - ۲۲۴'۲۲۱'۲۱۹'۲۱۴ - ۲۰۲'۲۰۱ - ۲۹۸'۲۹۴
 ۲۵۱ - ۲۴۸'۲۴۴ - ۲۴۴'۲۴۲ - ۲۲۴'۲۲۲
 - ۲۴۴'۲۴۲'۲۴۹'۲۴۷ - ۲۵۷'۲۵۵ - ۲۵۴
 ۲۸۹ - ۲۸۷'۲۸۵'۲۸۲'۲۷۸ - ۲۷۷'۲۷۵
 ۲۵۱۱'۲۵۰۷'۲۵۰۱'۲۹۹'۲۹۷'۲۹۲ - ۲۹۱
 ۲۲۱'۲۲۴ - ۵۱۸'۲۱۴ - ۵۱۵'۲۱۲ - ۵۱۲
 ۵۵۲ - ۵۵۱'۵۴۹ - ۵۴۷'۵۴۲'۵۴۹'۵۴۲
 ۵۷۰ - ۵۴۹'۵۴۵'۵۴۴'۵۴۲'۵۵۷'۵۵۴
 ۵۹۰'۵۸۸ - ۵۸۷'۵۸۵'۵۸۰'۵۷۷'۵۷۵
 ۴۲۰ - ۴۱۸'۴۱۱ - ۴۱۰'۴۰۵'۵۹۹'۴۹۴
 ۴۹۵'۴۹۱'۴۸۲ - ۴۸۱'۴۲۹'۴۲۷'۴۲۲
 ۴۸۲'۴۷۸'۴۷۴ - ۴۷۲'۴۷۱ - ۴۷۰'۴۶۸
 - ۷۱۱'۷۰۵'۷۰۰'۴۹۵ - ۴۹۴'۴۹۱ - ۴۸۹
 ۲۰۱۷'۱۷۱۲ - ۱۲'۴۱۲ - ۷۱۸'۷۱۲
 ۱۲۴'۹۵ - ۹۴'۹۷ - ۹۵'۹۰'۹۸ - ۹۷'۹۹
 ۲۲۸'۲۵۸'۲۴۲'۲۲۲'۲۰'۲۹۸'۲۸۰ - ۱۷۹
 - ۷۴۷'۷۱۸'۴۱۵'۴۹۷'۴۲۲'۴۲۸'۴۲۷
 ۲۸'۲۴ - ۲۲'۲۱'۲۱'۷۵۵'۷۵۱'۷۴۸
 - ۵۴'۵۴'۵۲ - ۵۷'۴۴ - ۴۱'۲۹ - ۲۷'۲۲
 - ۱۲۷'۱۲۴'۱۱۵ - ۱۱۴'۹۴'۸۲ - ۸۲'۷۰'۷۷
 ۱۴۲'۱۴۰'۱۵۵'۱۵۲ - ۱۵۰'۱۴۴'۱۴۱'۱۲۸
 ۱۸۵'۱۸۲'۱۷۴ - ۱۷۲'۱۶۶ - ۱۶۸'۱۶۵

'4 1' 5 2 - 5 4 ' 1 2 ' 1 9 ' 1 2 - 1 4 ' 1 1
 ' 1 4 ' 1 5 2 - 1 5 4 ' 1 1 2 - 1 1 4 ' 1 1 1 ' 1 1 5 - 1 1 1
 - 1 1 4 ' 1 1 1 - 1 1 1 ' 1 1 1 ' 1 1 5 ' 1 1 1 - 1 1 1 ' 1 1 1

‘ሥራ’ ‘ሥራ’ ‘ሥራ’ ‘ሥራ’ ‘ሥራ’ ‘ሥራ’ ‘ሥራ’ ‘ሥራ’ ‘ሥራ’ ‘ሥራ’

‘155’124‘199’146‘145 -143‘149

[illegible]

'579, '601, '629, '63--'64, '689, '699

ନିର୍ଦ୍ଦେଶନା - ୦୦୦୧-୦୦୨-୦୦୩-୦୦୪-୦୦୫

45A 45Y 45C 411 4.4 - 4.4 5A1

(10) ८९१५१२५४८५८१५४७५४३

2196446146224-222 194 101 22 10

متن (۶) ۱۱'۱۴'۲۳'۴۹ (۷) ۱-۱

الخيار (٦) ٣١٤

مصحح آباد ۶۶

منة الطاغية، ٩، ٢٠٢

منافذ (9)، 449

۹۸۱ (۹) ۱۸۳ (۷) ۵

منبع (۵)، ۲۶۷

منذوا (ماله) ٤، ١٤

منصورہ (۶) ۴۴-۴۵

منگولیا، ۹، ۳۶۱

منہی، ۱۵، ۴۴۴، ۷۱۳، ۷۲۴، ۹۸۸ (۸)

८५१' १८५ (१) ८८८' ८८८' ८८८'

موتا دیکھئے موتہ

مؤتره (٥) ١٥٣-١٥٤-١٨١'٢١٢'٣-١'٢٩١'٢٩٢

— ۲۲۲'۱۷۱ (۷) ۷۵۲ (۹) ۵۲۲'۵۲۹'۲۷۲

نہج ۲۲۲، ۹۲۲
نہج ۲۵۴، ۲۵۴

٢٩٤ '٢٥٨ '٢٩١ '٢٤٤ '٢٩١ '٢٢٤ '١٢١ (٥) ^{٢٢٤}
 '١٢ (٤) ٤٤٨ '٢١٢ '١٣٨ (٤) ٤٤٥ '٥٤٢
 '٢٤٢ '١٢٥ '١٢٤ (٨) ٤٤٢ '٢٥١ '١٢٢
 '٢٢٢ '٢٥ '١٨٥ '١٢٢ (٩) ٢١٥ '٢٤٩
 ٤١٢ (١٠) ٥٨١ '٥٤٨

[illegible]

تجف، ۳۲۱، ۳۲۸، ۲۹۹، ۲۹۵، ۲۳۵، ۲۵۲

الخز (مينه) (٨) ٣٣٥ (٩) ١٣٥
نخب (٩) ٢٠٥

تعلیم (۵)، ۱۱۴، ۲۸۲، ۳۴۸، ۳۷۱، (۹)، ۲۲۲، ۲۲۳
نصیب (۷)، ۲۷۸

نقطة (٤) ٢٩٨، (٥) ٥٣٨
نقطة (١٠) ٢٠٤

نوبند جان (۹)، ۶۶۹
نوبه (۹)، ۶۶۹

٢٠٧٢٩(٩)٢٩٤-٢٩٥

وادی لیے (۹) ۲۰۵

دادی بد لخبه مباح (۸) ۳۳۲

دادی نسل (۸) ۲۱۵، ۲۱۹

الجزيرة (وادی) (۷) ۴۵۶

دوان (۵) ۱۱۷، ۳۶۷، ۳۷۰، ۵۳۸، ۵۸۰ (۸) ۱۲۵

ورقہ (حیالگاہ کا نام) (۹) ۱۸۵

ورثان (۹) ۲۰۰

وسط ایشیا (۵) ۱۷

دستل یورپ (۵) ۱۷

دیکوئسن (۹) ۳۶۴

وسط الغائر (٨) ٣٣٤'٣٢٨

دفعہ (۷) - ۴۵۶ - ۴۵۷ (۹) ۵۸۸

دیس (۷) ۲۲۹

 Δ

المبحث (٨) ٤٤٩

ہائیڈل برگ (جرمنی) (۶) ۲۳۲

ہجری (۵) ۵۱۲، ۴۵۴ (۷) ۴۹۲

بدان (۷) ۱۸۸

04/12/88

الهنداء (مدينة) (٨) ٣٣٥ (٩) ١٣٥

ہرات (۹) ۶۶۹

میں نے (۱۵) مارچ، ۷۸ - ۸ - ۱۱ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰

492'494'21 (9) 399 (A) 2A- (2) 225

499 '48 512 '54 99 '48 99 (10)

ہندوستان (۵) ۱۷۶۸ - ۲۸۶۳۰ (۶) ۷۸۶۸ - ۱۲۶۳۰

٢٥-٢٢٢٩-٢٤ ٢٥-٢٢ ١٨ ١٩ ١٧

አላግላግ ልሳሳል - የረዕሳል - የረዕሳል ጥፋት

٢٤٤ - ٢٤٥ ٢٤٩ (٢) ٢٠٥ ١٥٤ ١٥٠

'2-4' '204' '229' '224' '228' '22 (A) 7AA

‘PCC’ PCC’ PCC’ AP-1, 9, 44 ‘44

492' 042' 240' 241' 201' 204-204

412, 2-7, 20, 29, 100

برازن، ۲۹۴، ۴۲۱، ۴۵۰، ۵۴، ۴۲۰

ہیروشیا، ۹، ۱۴۰

پایان ۱۰، ۶۱۲

شیرب (۵، ۸۱ - ۸۲، ۹۱، ۹۲، ۹۴ - ۹۷، ۹۹، ۱۰۲ - ۱۰۳)

‘२०५’२०२’२०८-२००’२०१’२५. ‘२०५

-252, 1, 492 - 491, 229, 6, 22, 4, 522

4.0' 294' 230' 243' 290' 282' 250

'91-40-5408' 72, 101, 104, 109,

119' 100' 119' 144' 111' 120' - 124'

‘41’ 52 ‘41-41’ 41 ‘41’ 52

ՀԾԻ՝ ՀՅԱ՝ ՀԻՊ՝ ՀԻԲ՝ ՀԻ՝ ՀԻՃ

۳۶ (۶) گنہ

۴۴۰-۷۱۹، ۷۱۴-۷۱۸، ۷۰۸، ۷۸۲، ۵۴۱
 ۳۴۴، ۳۲۱، ۳۰۰، ۱۵۷، ۱۴۹، ۱۲۷، ۱۰۸،
 ۳۹۳-۳۹۹، ۳۹۱، ۳۱۴، ۳۹۹، ۱۵۴، ۵۷۷
 -۵۴۴، ۳۴۰، ۳۵۹، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۳۴
 ۵۹۳، ۵۸۴، ۵۸۱، ۵۷۷، ۵۷۵، ۵۴۷، ۵۴۵
 ۷۲۹، ۵۵۷، ۷۱۰، ۷۳۴، ۷۹۴، ۷۷۱، ۷۳۷، ۷۰۷

شیخ (۸) ۳۳۴، ۳۳۸

شیراز (۵) ۳۸، ۱۰۸، ۱۱۷، ۲۸۴، ۲۷۱، ۳۹۰، ۴۷۱، ۱۱۳، ۴۷۱
 یسپ (۵) ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۷، ۲۱، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۷۹، ۱۸۹
 ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۵
 ۲۲۵، ۲۲۳، ۲۰۲، ۲۹۸، ۲۹۹، ۲۹۹، ۲۹۹، ۲۹۹
 ۷۱۲، ۷۱۲، ۷۱۲، ۷۱۲، ۷۱۲

یگوسلاویہ (۹) ۳۴۱

یزان (۵) ۲۲، ۲۴، ۲۳، ۲۳، ۲۳، ۲۳، ۲۳، ۲۳، ۲۳، ۲۳
 ۷۸۲، ۳۴۲، ۳۱۹، ۷۲۷، ۷۲۷، ۷۲۷، ۷۲۷، ۷۲۷، ۷۲۷
 ۷۱۴، ۵۰۴، ۱۰۳

یبروک، ۴، ۲۲۹، ۷۱۳، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۳۹، ۱۳۹، ۱۳۹، ۱۳۹
 ۳۴۱، ۳۴۳، ۳۹۲، ۳۷۹، ۳۷۰، ۳۷۸
 ۵۹۵، ۹۱، ۱۳۴، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱، ۱۱
 ۱۸۳، ۱۰۱، ۷۷۲، ۵۹۹

یروشلم، ۹۱

یزن (۵) ۷۷۴، ۷۷۴، ۷۷۴

یٹج، ۹، ۲۰۵

یامر، ۵، ۳۲، ۳۲، ۱۵۳، ۱۵۳، ۱۵۳، ۱۵۳، ۱۵۳، ۱۵۳
 ۲۳۸، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷، ۷۷
 ۳۵۴، ۳۵۴، ۳۵۴، ۳۵۴، ۳۵۴، ۳۵۴، ۳۵۴، ۳۵۴
 ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷
 ۱۹۳، ۱۹۱، ۱۷۸، ۱۷۸، ۱۷۸، ۱۷۸، ۱۷۸، ۱۷۸

۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷
 ۳۰، ۳۰، ۳۰، ۳۰، ۳۰، ۳۰، ۳۰، ۳۰، ۳۰، ۳۰

۱۵۴، ۱۵۴، ۱۵۴، ۱۵۴، ۱۵۴، ۱۵۴، ۱۵۴، ۱۵۴
 ۲۲۴، ۲۲۴، ۲۲۴، ۲۲۴، ۲۲۴، ۲۲۴، ۲۲۴، ۲۲۴

۲۵۸، ۲۵۸، ۲۵۸، ۲۵۸، ۲۵۸، ۲۵۸، ۲۵۸، ۲۵۸
 ۳۲۲، ۳۲۲، ۳۲۲، ۳۲۲، ۳۲۲، ۳۲۲، ۳۲۲، ۳۲۲

۵۰۰، ۵۰۰، ۵۰۰، ۵۰۰، ۵۰۰، ۵۰۰، ۵۰۰، ۵۰۰
 ۷۱۷، ۷۱۷، ۷۱۷، ۷۱۷، ۷۱۷، ۷۱۷، ۷۱۷، ۷۱۷

۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷، ۷۷۷
 ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۸، ۱۳۸، ۱۳۸، ۱۳۸، ۱۳۸، ۱۳۸

۷۹۲، ۷۹۲، ۷۹۲، ۷۹۲، ۷۹۲، ۷۹۲، ۷۹۲، ۷۹۲
 ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷

۲۵۱، ۲۵۱، ۲۵۱، ۲۵۱، ۲۵۱، ۲۵۱، ۲۵۱، ۲۵۱
 ۵۲۱، ۵۲۱، ۵۲۱، ۵۲۱، ۵۲۱، ۵۲۱، ۵۲۱، ۵۲۱

کُتُب

ل

آثار اسنن : شوق نیوی (۶) ۴۲
آثار مدینہ منورہ : عبدالقدوس انصاری

(۸) ۳۳۵ (۹) ۱۸۷

آداب المریدین (۱۰) ۹۸

آرائش محفل : میر شیر علی افیس (۱۰) ۳۸، ۳۹

آفتاب صحرا : نذر الاسلام (۱۰) ۵۴۱

آفتاب نبوت : محمد طیب (۹) ۹

آل شنگ شمس : صائم چشتی (۱۰) ۱۹۰

آہ سحر گاہی : بیگم نصرت عبدالرشید (۱۰) ۱۹۱

آہنگ حجاز : افضل حق (۱۰) ۱۶، ۲۶، ۲۷، ۱۹۰

آئینہ پیغمبر : حافظ بلی بھٹی (۱۰) ۱۸۵

آئینہ نعت (۱۰) ۹۷

ابجد العلوم : صدیق حسن خاں (۶) ۱۵، ۲۸

ابطال FIEROES : کارلائل (۷) ۷۲۲

ابوبکر صدیق اکبر : محمد حسین بیگل (۷) ۳۱۷، ۳۳۲

اتحاد البرتریہ بمقتی اسیرۃ الجلیلیہ : تاج الدین مرفقہ غالبی

شافعی م ۱۱۵۵ھ (۹) ۱۰۲

اتحاد النبلاء : صدیق حسن خاں (۶) ۱۷

الاتقان فی علوم القرآن : جلال الدین اسپٹی (۵) ۳۲۵، ۳۳۵

(۶) ۳۰، (۸) ۳۰۸، ۳۱۰، ۵۶۸، ۹۸۵

اعتدید (۹) ۲۶-۲۷

اثبات الحج : عبدالستار حسن عمر لوری، م ۱۳۲۳ھ

(۶) ۲۰۲

احسن التفسیر (۶) ۴۵

احسن تقویم : عبدالکیم مثر (۱۰) ۱۹۰

الاحکام : ابن حزم اندلسی (۶) ۲۰۳

احکام السلطانیہ : دوردی (۵) ۲۱۳، ۳۲۷-۳۲۸، ۳۱۰

۳۳۵، ۳۳۸

احکام القرآن : ابوبکر حصاص (۵) ۳۲۱، ۳۳۵

احوال الامانہ : السعدی (۹) ۷۳

احیاء العلوم : امام غزالی (۶) ۱۰، ۲۰۳، (۸) ۳۳۰

۳۶۵، ۵۵۰

اخبار الاخیار : عبدالحق محدث دہلوی (۶) ۱۳-۱۴

۱۶-۱۷، ۲۰، ۲۳، ۲۵

اخبار الدول (۷) ۲۳

اخبار الزمان فی ابادة المحدثان : السعدی

(۹) ۷۳-۷۴

اخبار الزمان و اخبار الملوک : السعدی (۹) ۸۲

اخبار الطوال : ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری

(۵) ۲۳۳-۲۳۵، ۲۳۷، ۲۴۰

الاخبار المردیہ فی سیرۃ خیر البریہ : نامعلوم (۹) ۹۶

اخبار المرصیۃ فی سیرۃ خیر البریۃ : احمد بن احمد حاتمی فیومی

(۹، ۱۰۳)

اخبار مکہ وما جاء فیہا من الاشارة : ابو الویس

محمد بن عبد اللہ بن الارزاقی (۵، ۲۵۲، ۳۳۶، ۶۲۳)

اختر شیرازی اور جدید اردو ادب : ڈاکٹر یونس حسینی (۱۰، ۱۶)

ادب الحدیث النبوی : بکری شیخ (۸، ۳۶۰، ۳۷۲، ۳۷۴)

(۲۷۷، ۳۸۳، ۵۶۰)

الادب العربی وتاریخ (۸، ۳۵۸)

ادبی نقوش : شاہ معین احمد ندوی (۱۰، ۲۷)

اذان بت کدہ : مرتبہ محمد دین فوک : دوارام کوثری (۱۰، ۱۸۶)

اذکار شوق : ممتاز احمد ممتاز تھانوی (۱۰، ۱۸۵)

البعین : امام نووی (۶، ۳۵)

البعین : شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (۶، ۲۸)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ (۵، ۲۵۷، ۳۴۰)

اردو شاعری کا مذہبی اور فلسفیانہ عنصر : اے۔ ڈی

نسیم (۱۰، ۲۵، ۱۳۱)

اردو شعرا و پرشعیریں : اصغر حسین خان فیض لویانوی

(۱۰، ۲۱)

اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ :

عبدالحق (۱۰، ۱۶۹)

اردو کی قدیم منظوم داستانیں : خلیل الرحمن واہیدی (مرتب)

(۱۰، ۱۵)

اردو کی نعتیہ شاعری : اشفاق احمد (۱۰، ۳۶)

اردو کی نعتیہ شاعری : طلحہ رضوی برق (۱۰، ۱۹۲)

اردو کی نعتیہ شاعری : سید رفیع الدین اشفاق

(۱۰، ۱۸، ۵۳-۱۹۲)

اردو کی نعتیہ شاعری : فران فح پوری (۱۰، ۱۶، ۲۵، ۴۴)

(۱۸، ۱۹۲)

اردو میں نعتیہ شاعری : اشفاق احمد (۱۰، ۲۷، ۴۲، ۱۷۶)

(۱۷۷، ۱۸۰)

اردو میں نعتیہ شاعری : رفیع الدین اشفاق

(۱۰، ۱۷۰، ۱۷۴)

اردو نعت : مقبول بیگ بخشانی (۱۰، ۱۶)

اردو نعت (مقالہ بی ایچ ڈی) : ریاض مجید

(۱۰، ۱۶۹، ۱۷۴، ۱۸۰، ۱۸۳، ۱۹۲)

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری : قسطلانی

(۶، ۲۲، ۷۸، ۷۴)

ارض القرآن : سلیمان ندوی (۵، ۳۱، ۳۳۷، ۳۳۹، ۳۴۲)

(۲۴۲، ۲۴۷، ۲۵۳-۲۵۵، ۳۱۰، ۳۳۹)

(۸، ۳۹۴)

ارکان اربعہ : عبدالحق کجرا العلوم (۶، ۳۹)

ارمغانِ حرم : اقبال سیل (۱۰، ۱۸۷)

ارمغانِ حرم : راسخ عثمانی (۱۰، ۱۸۹)

ارمغانِ حرم : سکندر کھنوی (۱۰، ۱۸۹)

ارمغانِ عقیدت : منظور حسین منظور (۱۰، ۱۸۹)

ارمغانِ نعت : ساجد صدیقی (مرتب) (۱۰، ۱۸۶)

ارمغانِ نعت : شفیق بریلوی (۱۰، ۲۸، ۳۸، ۱۷۷، ۱۸۶)

ارمغانِ نور : نور الحسن چشتی (۱۰، ۱۹۱)

ازالۃ الخفا عن خلافتہ الخلفاء شاہ ولی اللہ دہلوی (۶، ۳۳، ۱۵۶)

(۱۶۴، ۱۷۴، ۱۷۷، ۲۷۵، ۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴،

- اساس البلاغہ : زمخشری (۵)، ۲۷۶، ۳۳۹
- الاستاذکارلانی سالف الاصلہ : السعدی (۹)، ۷۱
- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب : ابن عبدالبر، م ۴۶۳ھ، ۵۸۹-۶۲۳، ۲۷۱، ۳۳۵، ۹۴۷، ۵۸۹-۵۹۰
- ۵۹۰ (۷)، ۱۳۴-۱۳۶-۱۳۹، ۱۳۱-۱۴۴
- ۱۴۶-۱۴۸-۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۷-۱۵۸
- ۱۶۰، ۱۶۷، ۱۷۰، ۱۷۴، ۱۷۷-۱۷۹
- ۱۸۹، ۱۹۳-۱۹۵، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۷-۲۰۹
- ۲۱۳، ۲۱۷-۲۱۹، ۲۳۵، ۲۳۷، ۱۵۳، ۲۳۳، ۲۱۲، ۲۱۱
- اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ : ابن الاثیر، م ۷۳۰ھ، ۵۵۲، ۴۶۴، ۴۶۳، ۵۴۳، ۵۵۹، ۵۶۴-۵۶۵، ۵۷۰، ۵۹۲، ۵۹۴، ۵۹۹، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۱۵، ۶۱۷، ۶۲۰، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۳۳، ۶۷۸، ۶۹۴، ۷۱۶
- ۷۱۷، ۷۲۱، ۷۲۳، ۷۲۵، ۱۲۵، ۱۲۶، ۲۳۵، ۲۳۸
- ۲۴۰، ۲۴۳ (۷)، ۱۳۴، ۱۳۶-۱۳۸، ۱۴۶
- ۱۵۰، ۱۵۴-۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۵-۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۱-۱۷۳
- ۱۷۷-۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۳-۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۴-۱۹۹
- ۲۰۳-۲۰۵، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۳-۲۱۵، ۲۱۷
- ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۱، ۳۶۹، ۳۷۷، ۳۷۸، ۴۰۴
- ۹، ۲۰۷، ۴۱۲، ۴۲۴
- اصح المیر : عبدالرؤف دانا پوری (۷)، ۲۶۷
- اصول اتلیکس : عربی ترجمہ از اسحاق بن حنین (۸)، ۵۳۴
- اصول اتلیکس : عربی ترجمہ از ثابت بن قرہ (۸)، ۵۳۴-۵۳۵
- اصول قانون : سائنڈ (۹)، ۱۳۴
- اضواء علی السنۃ الحمیرہ : البریتہ (۹)، ۲۳۶
- اسلام کے معاشی نظریات : یوسف الدین (۵)، ۳۲۷-۳۲۸، ۳۳۰
- الاسلام والحضارة العربیة، ترجمہ از شاہ معین الدین احمد ندوی : کرد علی (۵)، ۳۳۳
- اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و بادی :
- ابوالاعلیٰ مودودی (۵)، ۲۴۵-۲۴۶، ۳۳۰
- اسلامی حدود (۷)، ۵۰۵
- اسلامی ریاست : ابوالاعلیٰ مودودی (۵)، ۳۱۴، ۳۱۸، ۳۳۰
- اسلامی معاشیات : مناظر حسن گیلانی (۹)، ۲۵۱
- الاسمانی تحقیق الرجال : عبدالحلیم (۹)، ۴۱
- اشعۃ اللمعات : عبدالحی محمد محدث دہلوی (۹)، ۲۰، ۴۰، ۳۲۵
- اشکال الکسب : محمد بن اشرف سمرقندی (۸)، ۵۳۴
- الاصحاب فی تمیز الصحابہ : ابن حجر عسقلانی (۵)، ۲۶۲، ۳۲۶
- ۳۳۵، ۴۷۸، ۴۷۹، ۷۱، ۷۵، ۸۲، ۱۱۰، ۲۰۱
- ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۸ (۷)، ۲۳۸، ۱۳۴-۱۳۶
- ۱۳۸-۱۴۰، ۱۴۴، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۶-۱۵۸
- ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۵-۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۱-۱۷۳
- ۱۷۷-۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۳-۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۴-۱۹۹
- ۲۰۳-۲۰۵، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۳-۲۱۵، ۲۱۷
- ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۱، ۳۶۹، ۳۷۷، ۳۷۸، ۴۰۴
- ۹، ۲۰۷، ۴۱۲، ۴۲۴
- اسد النجوم (۹)، ۲۸۵
- اسعاف الرغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیت الطاہرین : ابوالفوار محمد بن علی بھبان م ۱۲۰۶ھ، ۱۰۳
- اسلام اور عربی تمدن : معین الدین ندوی (۵)، ۳۳۰
- اسلام اور عقلیات : اشرف علی تھانوی (۹)، ۳۶۵
- اسلام کا نظام حکومت : حامد الانصاری غازی (۵)، ۳۲۱

- انصار : جاحظ، ۹، ۷۵
 اسامع الاسماع بالرسول من الانباء والاموال والخفة والمتاع:
 تقي الدين احمد المقرئ (۵)، ۲۷۹، ۳۳۸
 انجاء الملاح : شاه عبدالغنی مجددی (۶)، ۳۷
 انجام محبت (۱۰)، ۹۸
 انجیل (۵)، ۲۳۹، ۳۲۵، ۴۲۸، ۴۲۸ (۶)، ۳۰۸، ۴۳۷، ۱۲۵ (۷)، ۱۲۵
 ۳۵۳ (۸)، ۲۱۱، ۲۹۳، ۳۹۹، ۴۳۹، ۴۱۲، ۷۵
 (۹)، ۴۵ - ۴۸، ۲۹۷، ۳۲۲ (۱۰)، ۵۳۳، ۵۳۳
 - ۵۵۴
 انجیل برنابا : ترجمہ آسی ضیائی (۹)، ۴۹، ۵۰
 انخطاط اور زوال : گبن (۹)، ۳۵۵
 انساب الاشراف : البلاذری (۵)، ۸۲ - ۸۳، ۲۶۲ -
 ۲۶۳، ۲۶۵ - ۲۶۷، ۳۰۷، ۴۸ - ۴۹، ۳۶۹
 ۴۷۵، ۴۸۸، ۵۱۴، ۵۳۳، ۵۹۵، ۴۰۰، ۴۰۷
 ۴۱۲، ۴۱۵، ۴۱۹، ۴۲۲، ۴۲۸، ۴۵۷، ۴۵۸
 ۴۶۸، ۴۷۸، ۴۷۷، ۴۸۸ (۷)، ۲۰، ۱۴۴ (۹)، ۵۳
 ۴۳ - ۴۴، ۴۳ - ۴۹، ۷۰
 انسان حسین : شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۶)، ۲۹، ۳۲
 انسان کامل : ڈاکٹر علوی (۷)، ۵۹۹
 انسانی دنیا پر سکون کے عروج و زوال کا اثر : ابوالحسن علی ندوی
 (۵)، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۳۴۰
 انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (۹)، ۶۳، ۱۰۰
 انسائیکلو پیڈیا برطانیکا (۸)، ۲۲۷
 انصاف : شاہ ولی اللہ دہلوی (۶)، ۱۵۰
 انقلاب نیم تاریخی (۱۰)، ۹۸
 انوار احمدی : محمد صاحب لدھیانوی (۱۰)، ۲۳
 انوار الحق : رحمۃ اللہ الہندی (۶)، ۱۷۲
 الاعتذار الی محمد القرآن : جان دیون یورت (۷)، ۷۲۲
 اعجاز احمدی : نواز شمس علی شیدا (۱۰)، ۱۷۵
 اعجاز اسلام یا عمود مادیہ (۱۰)، ۹۷
 اعجاز سیرت : محمد ذک (۹)، ۳۲۲
 اعجاز القرآن : ابوبکر ابوالقاسم (۸)، ۲۲، ۳۷۴، ۳۷۵
 اعجاز القرآن : ابوعبداللہ محمد بن زید الواسطی (۸)، ۳۰۸
 اعجاز قرآن : فخر الدین رازی (۸)، ۳۰۸
 اعجاز القرآن : مصطفی صادق الراغبی (۸)، ۳۵۳ - ۳۵۴، ۳۵۴
 ۳۹۰، ۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۱ - ۴۱۲، ۵۵۱
 اعجاز مصطفیٰ : اعجاز رحمانی (۹)، ۱۰۰
 اعلام السالین عن کتب سیدہ السالین : ابن طوون
 (۵)، ۳۰۰، ۳۲۷
 اعلام المتعین : ابن قیم (۵)، ۳۲۵، ۳۲۳، ۲۱۰
 اعلام النبوة : ابوالحسن الماوردی (۸)، ۳۶۳، ۵۶۳ - ۵۶۴
 الاعلان بالتبلیغ لمن ذم لاول التاريخ : سخاوی (۹)، ۵۲، ۵۳
 ۶۳
 اعصاب الاربع : (۶)، ۴۰ - ۴۱
 افضل الفوائد : امیر خسرو دہلوی (۶)، ۲
 اقرا : صبا ختمہ (۱۰)، ۱۹۱
 اقصان : (۹)، ۸۲ الف لیلہ دلیلہ (۹)، ۸۲
 الشیخ العراقي فی السیرة : زین الدین عبدالرحیم بن الحسین
 الامام البارون دسیرہ ابن ہشام مکتبہ بجلاد الافکار سیرۃ المختار
 ابوالفتح محمد بن ابراہیم بن محمد بن مقل (۷)، ۹۳۷
 (۹)، ۹۸
 امریکن پیپلز انسائیکلو پیڈیا (۹)، ۲۸۱

پہنچتی راہ اسنگورام : بیاسی جی مترجمہ تلمی داس، ۲۹، ۹

مہول بن : ابن ناشلی (۱۰)، ۱۷۱

مہول حمد و نعت : طالبین طالب (۱۰)، ۱۹۱

مہولوں کا ہارعت دینے کی بہار : میان فیاض الدین

(۱۰)، ۵۶

پہل کرن آخری روشنی : اعجاز رحمانی (۱۰)، ۱۹۰

پیر میمن (۱۰)، ۹۸

پیر ابن یوسفی (۱۰)، ۹۸، ۳۸

پری پیکر (۱۰)، ۹۸

پہنچت اعظم : طہرادوسی (۹)، ۳۹

ت

التج الجناح الاصول فی احادیث الرسول : منصور علی ناصف

(۵)، ۳۲۹، ۳۳۶

تاج المروکس : محمد مرتضی الزبیدی (۱۰)، ۹، (۱۰)

۱۲، ۱۱

تاج دارمدین : صوفی برکت علی (۱۰)، ۱۶۱

تاریخ : ابن خلدون (۵)، ۲۱، ۲۲-۳۳، ۶۹، ۲۳۱

۲۳۳-۲۳۵، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۳

۲۵۷-۲۵۸، ۲۶۴، ۲۶۷، ۳۳۷، ۵۱۴، ۵۱۵

۵۶۵، ۶۱۵ (۶)، ۱۸۵ (۷)، ۵۵۵، ۵۶۰

(۹)، ۷۷-۷۸، ۵۲۳

تاریخ : خلیفہ (۷)، ۱۳۳، ۱۳۸-۱۳۹، ۱۵۰، ۱۵۸

۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸

تاریخ : فرشتہ (۶)، ۲۳، ۲۴، ۲۵

تاریخ : یعقوبی (۵)، ۲۶۴، ۳۰۲ (۷)، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۸

۱۵۰، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۶-۱۸۸

بورخ الادب فی احوال العرب : محمود شکر آلوسی

(۵)، ۲۳۶، ۳۳۶

بورخ المرام : ابن حجر (۶)، ۲۰۵

بوستان نعت : سیف کلانوری (مترجم)، (۱۰)، ۱۸۶

بہار احمدی : احمد حسین احمد شتی قادری (۱۰)، ۱۸۵

بجۃ المفاصل و بجۃ الاماثل فی تمییز السیر والمجرات و الاماثل

ابوزکریا عماد الدین یحییٰ بن ابی بکر عامری تہامی م ۸۹۳

(۷)، ۱۸۳، ۱۷۷، ۹۸

بہشت بریں (۱۰)، ۹۸

بہکوت گیتا (۹)، ۲۷

بے مثال : عارف عبدالمعین (۱۰)، ۱۹۱

السیان فی سماء الائمہ (۹)، ۷۳

بیان القرآن : اشرف علی تھانوی مترجم (۵)، ۶۲۷

(۷)، ۵۷۳

السیان والنبیین : جاحظ (۸)، ۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۳

۳۴۴، ۳۴۷-۳۴۹، ۳۵۵، ۳۵۸

۳۵۹، ۳۶۱-۳۶۲، ۳۶۶، ۳۷۰-۳۷۲

۵۴۹-۵۵۰، ۵۵۲، ۵۵۴، ۵۶۲

پ

پیشین لٹرچر : اسٹوری (۹)، ۱۰۵، ۸۵

پرنس (بادشاہ) ترجمہ از محمود حسین : یکیا دیلی

(۵)، ۲۷۸، ۳۴۰

پیچنگ آف اسلام (دعوت اسلام) اردو ترجمہ از

محمد عنایت اللہ دہلوی : ستر قلمس آزلڈ (۵)، ۸۹

(۱۱)، ۲۷۳، ۲۸۰، ۳۳۹

پنجاب میں اردو : محمد شیرانی (۱۰)، ۱۷۳

تاریخ ایران قدیم : ڈاکٹر غلام سرور، ۲۳۵

تاریخ بابل : ولیم راجرس (۸)، ۳۹۴

تاریخ بغداد : خطیب بغدادی (۵)، ۳۲۲، ۳۳۷، ۶، ۸۷

۸۹-۹۰، ۹۶، ۹۸، ۱۰۰-۱۰۱، ۱۲۴، ۱۹۹

تاریخ بنو سلیم (۸)، ۳۳۵

تاریخ تدوین حیرت : عبد السلام قدوائی ندوی (۶)، ۲۳۹

تاریخ التراث الاسلامی : فرادسزکین (۹)، ۸۳-۸۵، ۹۳

۹۸، ۱۰۵، ۱۰۷-۱۰۸

تاریخ المتمدن الاسلامی : جرجی زیدان (۵)، ۳۲۹، ۳۳۷

تاریخ تنزیب : ترجمہ از غلام رسول مہر، کریم بڑھن، جان بی

کرسٹوفر، رابرٹ ایل ولف (۵)، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۴۰

تاریخ الخلفاء : جلال الدین اسیطی (۷)، ۲۹۷، ۳۰۳، ۳۵۵

(۸)، ۱۲۸، ۹۱، ۹۰، ۹۱۱-۹۱۲، ۹۱۴، ۹۲۳

- ۶۳۱

تاریخ النخعیس : دیار بکری (۷)، ۱۹۹، ۲۰۳

تاریخ دمشق : ابن عساکر (۶)، ۱۲

تاریخ دمشق : علی بن حسن حبائشہ (۶)، ۲۳۶

تاریخ الرسل والملوک : ابن جریر الطبری، م-۵۳۱، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲

۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳

۲۴۴، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۸۷-۲۹۰، ۲۹۲

۲۹۷، ۲۹۹-۳۰۱، ۳۲۰-۳۲۳، ۳۲۸

۳۳۰، ۳۳۲، ۳۳۸، ۳۴۶-۳۴۷، ۳۹۴

۵۱۳، ۵۵۲، ۵۷۰، ۵۷۴، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۸۰، ۵۸۱

۵۸۳، ۵۸۹، ۵۹۹-۶۰۰، ۶۱۵-۶۱۷، ۶۲۸

۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵

۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳

۶۶۹-۶۷۸، ۷۰۰، ۷۱، ۷۹، ۷۳۱، ۷۳۸

تاریخ آداب الفتح العربیہ : جرجی زیدان (۹)، ۷۱-۷۲

تاریخ ادب اردو : ڈاکٹر جمیل جالبی (۱۰)، ۱۹۲

تاریخ آداب العرب (۸)، ۱۱۱

تاریخ الادب العربی : احمد حسن زبیت (۸)، ۲۸۳

تاریخ الادب العربی بروکلین (۹)، ۷۳-۷۴

۸۳، ۸۴، ۸۶، ۹۰-۹۲، ۹۳، ۹۹، ۱۰۰

۱۰۲-۱۰۳

تاریخ الادب العربی (ذیل ۱) بروکلین (۹)، ۱۰۶

تاریخ الادب العربی (ذیل ۲) بروکلین (۹)، ۱۰۸-۱۰۹

تاریخ ادبیات ایران در عهد جدید : ترجمہ سید ولیج الدین احمد

کنتوری - ایڈورڈ جی. پیراؤن (۱۰)، ۱۵۹

تاریخ اسلام : مصعب الدین ندوی (۷)، ۲۵۹، ۲۶۲

۲۶۵، ۲۶۸، ۲۷۱، ۲۸۴-۲۸۵، ۲۹۲

۲۹۷، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۵۴-۳۵۵

۳۴۲، ۳۴۷، ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۴-۳۸۰

۳۸۱، ۳۸۳-۳۸۵، ۳۸۷، ۳۹۴-۳۹۵

۳۹۸، ۴۰۴، ۴۵۸-۴۵۹، ۴۶۲، ۴۶۴

- ۴۶۷

تاریخ اسلام ومنظوم : سید منیر علی جعفری (۱۲)، ۱۸۹

تاریخ الاسلام وطبقات الشاہیر والاعلام : الذہبی (۵)، ۲۶۴

۳۳۸، ۳۳۹-۳۴۰

تاریخ الامم : علی بن حمزہ مصنفانی (۵)، ۲۳۳

تاریخ اندلس : ریاست علی ندوی (۵)، ۲۳۷

تاریخ اندلس : ترجمہ از محمد خلیل الرحمن : ایس۔ پی۔ سکاس (۵)

۲۳۹، ۲۴۳

ጥጥረ-ጥጥረ-ጥጥረ-ጥጥረ-ጥጥረ

۳۰۸ (۷) ۳۵ - ۳۴ - ۳۰۰، ۳۸۱، ۳۹۴ -
 ۳۹۸ (۸) ۳۹۳، ۳۹۹، ۴۵۹، ۴۵۱، ۴۶۹
 ۴۷۰، ۴۰۳، ۴۱۲، ۴۵۵، ۴۵۲ - ۴۵۰،
 ۶۹۶ (۱۰) ۱۳، ۱۸ - ۱۹، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۲۷

توشہ آفرت (۱) ۹۷

التوفیقات الالهامیة فی متابعة التاريخ البعثة : محمد مختار پاشا

(۸) ۳۴۵

تولڈ نامہ : امین گجراتی (۱) ۱۷۱

تہذیب الاسماء واللغات : النوری (۵) ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۳۴

(۸) ۱۲۹

تہذیب التہذیب : ابن حجر (۸) ۱۸۸، ۱۹۸ - ۲۰۱، ۲۳۴

۲۳۸، ۲۴۱ (۹) ۶۳ - ۶۹ (۱۰) ۲۳۳

تہذیب الکمال : امام یوسف مزنی (۶) ۲۰۱، ۱۳۷، ۱۴۱

۱۴۴، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۷۷

(۱۸) ۱۸۲ - ۱۸۷

تیسیر القاری : نور الحق محدث دہلوی (۶) ۲۰

تیسیر الوصول فی احادیث الرسول : (۶) ۵۱

ث

ثقات : ابن حبان (۶) ۸

ثنا : الطاف قریشی (۱۰) ۱۹۱

ثنائے حبیب : بہزاد بکھنوی (۱۰) ۱۸۷

ثنائے خواجہ : حافظ لدھیانوی (۱۰) ۱۹۰

ج

جاماس نامہ : بابا یس (۹) ۳۳

جام حیات : ساحر صدیقی (۱۰) ۱۸۹

جام طور : مبارک باری (۱۰) ۱۹۰

تفسیر کشاف : ابو القاسم محمود زنجبشری (۱۰) ۱۳۹

تفسیر منظری : محمد شمس اللہ پانی پتی (۵) ۳۲۰، ۳۳۵

تفسیر نیشاپوری (۱۰) ۱۹

تفہیم القرآن : ابو الاعلیٰ مودودی (۵) ۱۴۴، ۲۴۸، ۲۵۵

۲۵۸ - ۲۶۰، ۲۹۱، ۲۹۸، ۳۰۲ - ۳۰۵

۳۰۸ - ۳۱۱، ۳۴۰، ۵۰۹، ۵۱۳، ۵۲۸

۳۲۵، ۵۹۹، ۹۱

تفسیر کبیر : رازی (۹) ۱۰۹، ۳۶۷

تقدمۃ المعرفة الجرح والتعديل : عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی

(۶) ۲۳۶ - ۲۳۷، ۲۳۸

تقریب التہذیب : ابن حجر (۶) ۲۱۳

تقریم تاریخی : عبدالقدوس عاشقی (۹) ۲۸۵

تقریم ہجری و عیسوی : ابو النصر محمد خالدی (۹) ۲۸۵

التقویمان البحری والمیلادی وحسام محمد الدین آلانوسی

(۹) ۲۸۵

تقید العلم : خطیب بغدادی (۶) ۲۳۳، ۲۳۵ - ۲۳۶

تقیح : ابن جوزی (۶) ۱۴۶، ۱۶۴، ۲۵۳

تمدن عرب ترجمہ از سید علی بگلای گستاویس (۵) ۲۴۳

- ۳۴۰

التنہید والاشراف : ابو الحسن علی المحسن السعوی (۵) ۳۲۲ -

۳۲۳، ۳۳۳، ۳۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۵۰، ۱۵۲

۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۶۶ - ۱۶۷، ۱۷۷، ۱۸۶

۱۸۸، ۷۲۸ - ۷۲۹ (۹) ۸۲ - ۸۳

توجہ النظر : طاہر بن صالح الجبزی

(۶) ۲۰۱، ۲۳۳

توریت (۵) ۶۲، ۲۴۹، ۳۲۵، ۱۱۰، ۷۲، ۷۴، ۷۵

۲۶۸-۲۷۰، ۲۷۵، ۲۷۷-۲۷۹، ۲۸۳-

۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۸-۲۸۹، ۲۹۱-۲۹۲، ۲۹۵-

۲۹۴، ۲۹۸-۲۹۹، ۳۰۱-۳۱۱، ۳۱۵-

۳۱۷-۳۱۹، ۳۲۱-۳۲۳، ۳۲۴-۳۲۹،

۳۳۲-۳۳۴، ۳۴۰-۳۴۲، ۳۴۴-۳۴۶، ۳۵۰-

۳۵۲-۳۵۴، ۳۵۸-۳۶۲، ۳۶۴-۳۶۷-

۳۷۱-۳۷۳، ۳۷۵-۳۷۷، ۳۸۲-۳۸۵، ۳۸۸-

۳۹۱-۳۹۸، ۴۰۰-۴۰۲، ۴۰۴-۴۰۶، ۴۰۸-

۴۱۱، ۴۱۳، ۴۱۴-۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۵، ۴۲۷-

۴۳۱، ۴۳۴، ۴۳۷-۴۳۹، ۴۴۰-۴۴۲،

۴۴۴، ۴۴۸، ۴۵۰-۴۵۱، ۴۵۲-۴۵۷،

۴۶۲-۴۶۵، ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۷۳-۴۷۵،

۴۸۱، ۴۸۵، ۴۸۸-۴۹۲، ۴۹۴-۴۹۷،

۵۰۰، ۵۰۴-۵۱۰، ۵۱۲-۵۱۴، ۵۱۷-۵۱۸،

۵۲۰-۵۲۴، ۵۲۸، ۵۳۳-۵۳۵، ۵۳۸-

۵۳۹-۵۴۵، ۵۴۷-۵۵۱، ۵۵۱-۵۶۱، ۵۶۳-

۵۶۵-۵۶۸، ۵۷۰، ۵۷۴، ۵۷۸،

۵۸۲، ۵۸۴، ۵۸۹، ۵۹۲،

۵۹۴-۵۹۷، ۶۰۲، ۶۰۵، ۶۰۸، ۶۱۰-۶۲۱،

۶۲۳-۶۲۴، ۶۳۱-۶۳۳، ۶۳۴-۶۳۶، ۶۴۴-

۶۴۸-۶۵۱، ۶۵۳-۶۵۴، ۶۶۰-۶۶۱،

۶۶۵-۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۱-۶۷۳، ۶۷۸-

۶۸۴-۶۸۸، ۶۹۰، ۶۹۳-۶۹۵، ۷۰۳-

۷۰۵-۷۰۸، ۷۰۹-۷۱۱، ۷۱۳-۷۱۵، ۷۱۸-

۷۲۰، ۷۲۵-۷۲۷، ۷۲۹-۷۳۱، ۷۳۵-

۷۳۹-۷۴۴، ۷۴۷، ۷۵۳، ۷۵۶، ۷۶۰-۷۶۲،

جام طور: عبدالرحمن عاجز (۱۰)، ۱۹۰

جام کوثر: دردکاوردی (۱۰)، ۱۹۱

جام کوثر: انجسم وزیر آبادی (۱۰)، ۱۹۰

جام نور: عزیز حاصل پوری (۱۰)، ۱۸۹

جامع: ابن جریج (۶)، ۲۰۰، ۲۶۳

جامع: ابن اکبدر (۶)، ۲۰۰، ۲۶۳

جامع: ادزاعی (۶)، ۲۰۰، ۲۶۳

جامع: جبرائیل عبد الحمید (۶)، ۲۶۳

جامع: حماد بن مسلم (۶)، ۲۶۳

جامع: سفیان ثوری (۶)، ۲۶۳

جامع: سمر (۶)، ۲۶۳

الجامع الاحکام القرآن: القرطبی (۵)، ۲۳۹، ۳۳۵

الجامع الاخلاق الراوی: خطیب بغدادی (۶)، ۲۳۳، ۲۳۶

۲۳۸

جامع الاسود: (۶)، ۳۹

جامع البیان (۱۰)، ۱۹

جامع بیان العلم: ابن عبد البر (۶)، ۷۷-۸۰، ۸۵، ۹۳

۱۱۱، ۱۵۱-۱۵۳، ۱۶۲-۱۶۳، ۱۶۵-۱۶۷، ۱۶۹-

۱۷۱، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۳، ۲۱۱، ۲۳۳-۲۳۴

۲۳۴، ۲۴۰-۲۴۱، ۲۵۸-

جامع الاخبار البشویہ و دوا مع الافرار المصطفویہ: محمد بن ابراہیم الحکیم

تقریباً ۸۸۳۳ (۶)، ۸۵

جامع ترمذی: ترمذی (۵)، ۳۰۰، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۸

۳۳۱-۳۳۲، ۳۳۴، ۳۳۶-۳۳۷، ۳۴۱، ۳۴۳

۳۰، ۴۰، ۵۰، ۱۲۰، ۱۹۳، ۲۰۴، ۲۱۲، ۲۳۵

۲۴۰-۲۴۱، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۶۳

۷۷۷-۷۷۸، ۷۷۹-۷۸۰، ۷۸۱-۷۸۲، ۷۸۳-۷۸۴، ۷۸۵-۷۸۶، ۷۸۷-۷۸۸، ۷۸۹-۷۹۰، ۷۹۱-۷۹۲، ۷۹۳-۷۹۴، ۷۹۵-۷۹۶، ۷۹۷-۷۹۸، ۷۹۹-۸۰۰، ۸۰۱-۸۰۲، ۸۰۳-۸۰۴، ۸۰۵-۸۰۶، ۸۰۷-۸۰۸، ۸۰۹-۸۱۰، ۸۱۱-۸۱۲، ۸۱۳-۸۱۴، ۸۱۵-۸۱۶، ۸۱۷-۸۱۸، ۸۱۹-۸۲۰، ۸۲۱-۸۲۲، ۸۲۳-۸۲۴، ۸۲۵-۸۲۶، ۸۲۷-۸۲۸، ۸۲۹-۸۳۰، ۸۳۱-۸۳۲، ۸۳۳-۸۳۴، ۸۳۵-۸۳۶، ۸۳۷-۸۳۸، ۸۳۹-۸۴۰، ۸۴۱-۸۴۲، ۸۴۳-۸۴۴، ۸۴۵-۸۴۶، ۸۴۷-۸۴۸، ۸۴۹-۸۵۰، ۸۵۱-۸۵۲، ۸۵۳-۸۵۴، ۸۵۵-۸۵۶، ۸۵۷-۸۵۸، ۸۵۹-۸۶۰، ۸۶۱-۸۶۲، ۸۶۳-۸۶۴، ۸۶۵-۸۶۶، ۸۶۷-۸۶۸، ۸۶۹-۸۷۰، ۸۷۱-۸۷۲، ۸۷۳-۸۷۴، ۸۷۵-۸۷۶، ۸۷۷-۸۷۸، ۸۷۹-۸۸۰، ۸۸۱-۸۸۲، ۸۸۳-۸۸۴، ۸۸۵-۸۸۶، ۸۸۷-۸۸۸، ۸۸۹-۸۹۰، ۸۹۱-۸۹۲، ۸۹۳-۸۹۴، ۸۹۵-۸۹۶، ۸۹۷-۸۹۸، ۸۹۹-۹۰۰، ۹۰۱-۹۰۲، ۹۰۳-۹۰۴، ۹۰۵-۹۰۶، ۹۰۷-۹۰۸، ۹۰۹-۹۱۰، ۹۱۱-۹۱۲، ۹۱۳-۹۱۴، ۹۱۵-۹۱۶، ۹۱۷-۹۱۸، ۹۱۹-۹۲۰، ۹۲۱-۹۲۲، ۹۲۳-۹۲۴، ۹۲۵-۹۲۶، ۹۲۷-۹۲۸، ۹۲۹-۹۳۰، ۹۳۱-۹۳۲، ۹۳۳-۹۳۴، ۹۳۵-۹۳۶، ۹۳۷-۹۳۸، ۹۳۹-۹۴۰، ۹۴۱-۹۴۲، ۹۴۳-۹۴۴، ۹۴۵-۹۴۶، ۹۴۷-۹۴۸، ۹۴۹-۹۵۰، ۹۵۱-۹۵۲، ۹۵۳-۹۵۴، ۹۵۵-۹۵۶، ۹۵۷-۹۵۸، ۹۵۹-۹۶۰، ۹۶۱-۹۶۲، ۹۶۳-۹۶۴، ۹۶۵-۹۶۶، ۹۶۷-۹۶۸، ۹۶۹-۹۷۰، ۹۷۱-۹۷۲، ۹۷۳-۹۷۴، ۹۷۵-۹۷۶، ۹۷۷-۹۷۸، ۹۷۹-۹۸۰، ۹۸۱-۹۸۲، ۹۸۳-۹۸۴، ۹۸۵-۹۸۶، ۹۸۷-۹۸۸، ۹۸۹-۹۹۰، ۹۹۱-۹۹۲، ۹۹۳-۹۹۴، ۹۹۵-۹۹۶، ۹۹۷-۹۹۸، ۹۹۹-۱۰۰۰، ۱۰۰۱-۱۰۰۲، ۱۰۰۳-۱۰۰۴، ۱۰۰۵-۱۰۰۶، ۱۰۰۷-۱۰۰۸، ۱۰۰۹-۱۰۱۰، ۱۰۱۱-۱۰۱۲، ۱۰۱۳-۱۰۱۴، ۱۰۱۵-۱۰۱۶، ۱۰۱۷-۱۰۱۸، ۱۰۱۹-۱۰۲۰، ۱۰۲۱-۱۰۲۲، ۱۰۲۳-۱۰۲۴، ۱۰۲۵-۱۰۲۶، ۱۰۲۷-۱۰۲۸، ۱۰۲۹-۱۰۳۰، ۱۰۳۱-۱۰۳۲، ۱۰۳۳-۱۰۳۴، ۱۰۳۵-۱۰۳۶، ۱۰۳۷-۱۰۳۸، ۱۰۳۹-۱۰۴۰، ۱۰۴۱-۱۰۴۲، ۱۰۴۳-۱۰۴۴، ۱۰۴۵-۱۰۴۶، ۱۰۴۷-۱۰۴۸، ۱۰۴۹-۱۰۵۰، ۱۰۵۱-۱۰۵۲، ۱۰۵۳-۱۰۵۴، ۱۰۵۵-۱۰۵۶، ۱۰۵۷-۱۰۵۸، ۱۰۵۹-۱۰۶۰، ۱۰۶۱-۱۰۶۲، ۱۰۶۳-۱۰۶۴، ۱۰۶۵-۱۰۶۶، ۱۰۶۷-۱۰۶۸، ۱۰۶۹-۱۰۷۰، ۱۰۷۱-۱۰۷۲، ۱۰۷۳-۱۰۷۴، ۱۰۷۵-۱۰۷۶، ۱۰۷۷-۱۰۷۸، ۱۰۷۹-۱۰۸۰، ۱۰۸۱-۱۰۸۲، ۱۰۸۳-۱۰۸۴، ۱۰۸۵-۱۰۸۶، ۱۰۸۷-۱۰۸۸، ۱۰۸۹-۱۰۹۰، ۱۰۹۱-۱۰۹۲، ۱۰۹۳-۱۰۹۴، ۱۰۹۵-۱۰۹۶، ۱۰۹۷-۱۰۹۸، ۱۰۹۹-۱۱۰۰، ۱۱۰۱-۱۱۰۲، ۱۱۰۳-۱۱۰۴، ۱۱۰۵-۱۱۰۶، ۱۱۰۷-۱۱۰۸، ۱۱۰۹-۱۱۱۰، ۱۱۱۱-۱۱۱۲، ۱۱۱۳-۱۱۱۴، ۱۱۱۵-۱۱۱۶، ۱۱۱۷-۱۱۱۸، ۱۱۱۹-۱۱۲۰، ۱۱۲۱-۱۱۲۲، ۱۱۲۳-۱۱۲۴، ۱۱۲۵-۱۱۲۶، ۱۱۲۷-۱۱۲۸، ۱۱۲۹-۱۱۳۰، ۱۱۳۱-۱۱۳۲، ۱۱۳۳-۱۱۳۴، ۱۱۳۵-۱۱۳۶، ۱۱۳۷-۱۱۳۸، ۱۱۳۹-۱۱۴۰، ۱۱۴۱-۱۱۴۲، ۱۱۴۳-۱۱۴۴، ۱۱۴۵-۱۱۴۶، ۱۱۴۷-۱۱۴۸، ۱۱۴۹-۱۱۵۰، ۱۱۵۱-۱۱۵۲، ۱۱۵۳-۱۱۵۴، ۱۱۵۵-۱۱۵۶، ۱۱۵۷-۱۱۵۸، ۱۱۵۹-۱۱۶۰، ۱۱۶۱-۱۱۶۲، ۱۱۶۳-۱۱۶۴، ۱۱۶۵-۱۱۶۶، ۱۱۶۷-۱۱۶۸، ۱۱۶۹-۱۱۷۰، ۱۱۷۱-۱۱۷۲، ۱۱۷۳-۱۱۷۴، ۱۱۷۵-۱۱۷۶، ۱۱۷۷-۱۱۷۸، ۱۱۷۹-۱۱۸۰، ۱۱۸۱-۱۱۸۲، ۱۱۸۳-۱۱۸۴، ۱۱۸۵-۱۱۸۶، ۱۱۸۷-۱۱۸۸، ۱۱۸۹-۱۱۹۰، ۱۱۹۱-۱۱۹۲، ۱۱۹۳-۱۱۹۴، ۱۱۹۵-۱۱۹۶، ۱۱۹۷-۱۱۹۸، ۱۱۹۹-۱۲۰۰، ۱۲۰۱-۱۲۰۲، ۱۲۰۳-۱۲۰۴، ۱۲۰۵-۱۲۰۶، ۱۲۰۷-۱۲۰۸، ۱۲۰۹-۱۲۱۰، ۱۲۱۱-۱۲۱۲، ۱۲۱۳-۱۲۱۴، ۱۲۱۵-۱۲۱۶، ۱۲۱۷-۱۲۱۸، ۱۲۱۹-۱۲۲۰، ۱۲۲۱-۱۲۲۲، ۱۲۲۳-۱۲۲۴، ۱۲۲۵-۱۲۲۶، ۱۲۲۷-۱۲۲۸، ۱۲۲۹-۱۲۳۰، ۱۲۳۱-۱۲۳۲، ۱۲۳۳-۱۲۳۴، ۱۲۳۵-۱۲۳۶، ۱۲۳۷-۱۲۳۸، ۱۲۳۹-۱۲۴۰، ۱۲۴۱-۱۲۴۲، ۱۲۴۳-۱۲۴۴، ۱۲۴۵-۱۲۴۶، ۱۲۴۷-۱۲۴۸، ۱۲۴۹-۱۲۵۰، ۱۲۵۱-۱۲۵۲، ۱۲۵۳-۱۲۵۴،

- چالاک لڑت (۱۰)، ۹۸
چراغِ حرا: مسرور کینھی (۱۰)، ۱۹۰
چکاوتی سنگھ نادر: ستناڑی (۹)، ۳۱
چراغِ نور: بہن زاد کھنوی (۱۰)، ۱۸۷
پر خیاات نصرتی (۱۰)، ۱۷۵
چشمہ کوثر: اثر صہبائی (۱۰)، ۱۸۹
چشمہ کوثر: ڈاکٹر ظہیر الدین علوی (۱۰)، ۱۹۱
چمن مناقبِ نعتیہ (۱۰)، ۹۷
چمنستانِ حمزہ: محمد شمس الدین امیر حمزہ (۱۰)، ۱۸۶
چمنستانِ نعت (۱۰)، ۹۷
چند ہم عصر: عبدالحق (۱۰)، ۲۹، ۳۰
چین و عرب کے تعلقات اور ان کے نتائج: بدر الدین حسینی
(۵)، ۲۳۷، ۳۳۹

ح

- الحادی فی الفسادی: سیر علی (۱۱)، ۹۰، ۱۰۶
ماشہب مشکوٰۃ شریف: سید شریف جبرانی (۶)، ۵۱
جبل المتین - (۶)، ۱۵۹
حج امجد: امجد حیدر آبادی (۱۰)، ۱۸۶
حجۃ اللہ البالغہ: شاہ ولی اللہ (۵)، ۶۱، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱
(۸)، ۶۹۸، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷
حجیتِ حدیث: ادریس کاندھلوی (۶)، ۲۶۳
حدائقِ بخشش: احمد رضا خاں (۱۰)، ۲۱، ۵۱، ۶۳، ۸۸
۱۸۳

- حدیقۃ بخشش: مولوی محمد عرفان (۱۰)، ۱۸۵
حدائقِ الجنۃ: فقیر محمد جلی (۶)، ۲۱
حدیثِ آشنا: اقبال صلاح الدین (۱۰)، ۱۹۰
۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱

خ

- خالد سیف اللہ: ابو زید شبلی (۷)، ۴۴۴، ۴۴۸، ۴۵۱
۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۷، ۴۶۰-۴۶۱، ۴۶۳، ۴۶۵
۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱

- ختم نبوت: مرتضیٰ منطری شہید (۸)، ۶۸۵
 ختم نبوت کامل: محمد شفیع (۸)، ۷۴۱
 خدا کا آخری پیام: خلیل احمد (۹)، ۳۵۹، ۳۶۷، ۳۷۶
 فرقہ امجد: انجیر حیدر آبادی (۱۰)، ۱۸۶
 خزائن العرفان: محمد نعیم الدین مراد آبادی (۷)، ۹۹۲
 خزائن الملوک و سلاطین: المسعودی (۹)، ۷۳
 خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری (۶)، ۲۱
 خزینۃ رحمت: غریب سہانپوری (۱۰)، ۱۸۶
 خزینۃ نعت: ادیب سیمائی (۱۰)، ۱۸۹
 الخصال الکبری: جلال الدین سیوطی (۷)، ۶۰۹، ۴۳۱، ۳۴۱
 ۵۶۸ (۹)، ۲۳ (۱۰) - ۱۸
 الخطبۃ العربیۃ (۸)، ۳۵۸
 خطبات مدراس: سید سلیمان ندوی (۶)، ۲۲۱
 ۲۳۹ (۹)، ۱۱
 خطط: مقرئینی (۵)، ۷۲۱، ۷۲۶ (۹)، ۷۶۷
 ... خطیب المرئی (۵)، ۳۲۱، ۳۲۴، ۳۲۸ - ۳۲۹
 ۳۳۲ - ۳۳۱
 خلاصۃ مطالب قرآن (۷)، ۸۱
 خلاصۃ الاخبار فی احوال النبی المختار: عزیز محمد الاسکندری
 المعروف ببطلی م ۱۰۳۸ھ، ۹، ۹۹
 خلاصۃ الحقائق (۹)، ۳۴
 خزانۃ محمد: قمریہ دانی (۱۰)، ۱۸۹
 خزانۃ زمزم: نیاز زبیری (۱۰)، ۱۹۰
 الخوارج: المسعودی (۹)، ۷۳
 خوب ترنگ: خوب محمد مشقی (۱۰)، ۱۶۹
 خوب ترناق: رضوان مراد آبادی (۱۰)، ۹۷
 خزن ناحق یا خود کشی (۱۰)، ۹۸
 خیر البشر کے حضور میں: ممتاز حسن (۱۰)، ۱۱۶، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۶، ۱۸۲
 خیابان فردوس اردو ترجمہ و ترغیب اہل سعادت: شاہ عبدالحق
 (۱۰)، ۱۷۸
 خیر الکلام فی احوال العرب و الاسلام (۱۰)، ۹۸
 خیر الکلام فی مسائل الصیام: عبدالحلیم (۶)، ۴۱
 خیر الوری: ظہیر صدیقی (۱۰)، ۱۹۰
 ۷
 دارین: احسان دانش (۹)، ۱۹۰
 داستان تاریخ اردو: حامد حسین قادری (۱۰)، ۱۷۸
 داستان صادق: کفایت علی کافی (۱۰)، ۱۷۷
 الدائرۃ العظیم: سیوطی (۹)، ۲۸۵
 دار التمثین (شرح حصن حصین): ملا علی قاری (۶)، ۵۱
 دار المنثور: جلال الدین سیوطی (۶)، ۳۹ - ۴۰ (۷)، ۱۹۱
 ۱۹۵ - ۱۹۸، ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۱۶ - ۲۱۹، ۲۱۹
 ۷۱ (۸)
 دراسات فی الحدیث النبوی و تاریخ تدوینہ (۷)، ۱۵۷
 دربار نبوی کے فیصلے: قرطبی (۷)، ۵۹۹
 الدرۃ البیضا (۷)، ۲۱۳، ۲۱۴
 درۃ الحقیق: شاہ محمد فاضل آبادی (۶)، ۲۱
 درد کا دریاں: درد کا کوردی (۱۰)، ۱۹۱
 درد نامہ: امین گجراتی (۱۰)، ۱۷۴
 الدار السینۃ فی السیرۃ الزکیہ: زین الدین عبد الرحیم بن الحسن بن
 عبد الرحمن عراقی م ۸۰۶ھ، ۹۴
 الدرۃ المغربیۃ فی الحجۃ النبویہ: شہاب الدین احمد بن محمد الدین
 اقنسی م ۸۰۸ھ، ۹۵

المذروية العليا في سيرة المصطفى: نظم الدين

علي بن محمد كازروني م ۶۹۷ھ ر ۹۰

الذريعة الى مكالم الشريعة، دغب اصمغاني

(۵، ۳۲۱، ۳۳۸

ذكر جميل: ابر القادري (۱۰، ۱۸۷، ۵۱

ذكر حبيب، مرتبة خالديناني: اميرينيائي (۱۰، ۱۸۱

ذكر خير: راسخ عرفاني (۱۰، ۱۸۹

ذكر خير الانام: حنيف اسعدى (۱۰، ۱۹۱

ذوق لغت (۱۰، ۱۸۳

—

رائن (۱۰، ۵۳

راوى دياں چٹلال، نصير واكى و مرتب (۱۰، ۱۵

راوہ عمل (۷، ۸۶

الرائد (۱۰، ۱۲

رباعيات امجد: امجد حيد آبادى (۱۰، ۱۸۷

رباعيات مستند: ممتاز احمد رتازى نقاشى (۱۰، ۱۸۵

رد الدار على بشر (۶، ۲۳۳، ۲۳۶

رحمة للعالمين: قاضى محمد سليمان منصور لورى (۵، ۲۷۷

(۲۸۱، ۳۸۰، ۷، ۱۰، ۱۰۵، ۱۳۳، ۱۳۵، ۳۰۶

۳۹۷، ۳۵۸، ۳۵۳، ۳۶۶

رسالات نبويه: عبد المنعم (۸، ۳۲۶

الرساله: امام شافعى (۶، ۱۲۸، ۲۰۳

رساله: سرو بن جندب (۶، ۱۹۹

رساله اسكين (۶، ۱۵۹

الرساله الكاملية في السيرة النبوية: ابن النفيس

م ۶۸۷ھ ر ۹۰

الرساله المستطرفه: محمد بن جعفر الكتاني (۶، ۲۳۸

رساله النسخ والنسخ: ابن الجوزى (۶، ۱۹۳

رسائل الاركان: بحر العلوم الى العياشي عبد العلى محمد (۵، ۲۷۹، ۳۲۶

الرسائل والاستندكار بانى سالف الامصار: السعودى (۹، ۷۳

رسول اكرم كى سياسى زندگى: دائر حيد اللہ (۵، ۱۵۱

(۲۶۰، ۲۷۲، ۲۸۶، ۲۸۹، ۲۹۳، ۲۹۶، ۲۹۸، ۲۹۹

(۳۰۲، ۳۳۹، ۷، ۴۱۵، ۴۳۳، ۴۴۶، ۴۵۶، ۹، ۴۵۶

۵۲۶-۵۲۷

رسول اللہ فى القرآن الحكيم: طنطاوى (۹، ۸

الرسول القائد: محمد شيت خطاب (۵، ۲۹۳، ۲۹۶-۲۹۸

۳۳۸

رسول اللہ ميلان جنگ ميں: احسان بي اے (۵، ۳۱۰، ۳۲۹

رسول رحمت: آزاد قلام رسول مہر (۷، ۲۲۷، ۴۴۵، ۴۴۹

رفاه المسلمين دارود ترجمہ مسائل الربيعين (۱۰، ۹۸

رگ ويد (۹، ۲۶

روحى جوانى (۱۰، ۹۸

روح كنانات: صائم حيشتى (۱۰، ۱۹۰

روز المجرث کامل، رينالڈ كے ناول كا ترجمہ (۱۰، ۹۸

روح المعاني في تفسير القرآن العظيم دلسع الشافى:

آكوسى (۵، ۲۳۰-۲۴۳، ۷، ۵۷۳

الروض الالف: ابو القاسم عبد الرحمن السبلى م ۵۱۸ھ (۵،

(۲۶۴، ۲۷۲، ۳۳۸، ۷، ۱۳۷، ۴۰۱، ۴۰۶

۶۶۹-۶۷۰، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۸۶، ۶۸۸، ۲۴۳

۳۴۳ (۹، ۳۲۷، ۵۲۴، ۵۳۳

الروىس اسبقه بياسته العالم واسراره: السعودى (۹، ۷۳

روشنى اسيف زلفى (۱۰، ۱۹۰

۳۰۵، ۳۲۲ - ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۲۹، ۳۳۸

(۷) ۱۹۰ - ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۸

۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵

۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵

۵۳۵

ث

ثرندستا : زرتشت (۱)، ۳۱

س

سازمجاز : سیاب اکبر آبادی (۱)، ۱۸۷

سام دید (۱)، ۲۶ - ۲۷

سبز گنبد : ساغر صدیقی (۱)، ۱۹۰

سبل المهدی والمرشاد فی سيرة خير العباد :

الصالحی شامی (۱)، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱

۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵

سیاهی کی بزم (۱)، ۹۸

ستاره پر کاغذ : سوائی دیانند (۱)، ۲۳۰

سیاب حجت : سکندر کھنوی (۱)، ۱۸۹

سحر لیسان : میر حسن، مرتبه احسان الحق (۱)، ۳۰

سدره وطوبی : الم منظر نگری (۱)، ۱۹۱

سراج الحیاة : السعدی (۱)، ۷۳

سراج الکین، اردو ترجمہ منہاج العابدین :

انام غزالی (۱)، ۹۸

سراج المجالس : ترجمہ اردو ذخیرہ المجالس المفویات حضرت شیخ

نصیر چراغ دیلمی (۱)، ۹۸

سراج المنیر (۱)، ۱۹

سرور کائنات : رلال جعفری (۱)، ۱۹۱

سرور نور : ماجد صدیقی (۱)، ۱۹۰

سعادت اکونین (۱)، ۹۷

سعد ناول (۱)، ۹۸

روضۃ الاحباب : جمال الدین (۱)، ۱۹

روضۃ الاطباء : نواز کش علی خاں شیخ (۱)، ۷۱

روضۃ اکبر : صوفی محمد اکبر خاں میرٹھی (۱)، ۱۸۵

روضۃ الانوار : علی ویلوری (۱)، ۱۷۵

روضۃ رحمة للعالمین : ام حسن لطیفی (۱)، ۱۸۷

رمزات الاشواق : محمد عبدالقدیر صدیقی (۱)، ۱۸۷

ردنہ ادارہ معارف اسلامیہ (۱)، ۲۳۹

ریاض احمد : امجد حیدر آبادی (۱)، ۵۹، ۱۸۷

ریاض معلی : محمد مظفر الدین معلی (۱)، ۱۸۷

ریاض السیر : غلام محمد حسرت (۱)، ۱۷۵

ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین : النودی (۱)، ۳۲۸

۳۳۶، ۶، ۲۰۵

الریاض المنصورة (۱)، ۷۱۲، ۶۲۳، ۶۲۹

ز

زاد راہ (۷)، ۸۷، ۹۷ - ۹۸

زاد السیر فی علم التفسیر : ابن الجوزی (۱)، ۸۲، ۲۵۱

۳۳۵، ۲۶۶

زهد المعاد فی حدی خیر العباد : ابن قیم (۱)، ۲۶۹، ۲۷۴

۲۹۷، ۳۱۱، ۳۲۳، ۳۳۷، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲

۳۱، ۳۸، ۴۳، ۴۷، ۴۹، ۵۴، ۵۷، ۶۰، ۶۱، ۶۲

۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲

۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱

۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷

زبدۃ المقادیر : ابو اسماعیل یوسف حسین النخپوری (۱)، ۲۸۵

زبور (۱)، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳

زخمہ دل : سرور سادق پوری (۱)، ۱۹۰

الزرقانی علی الموصی المدنیہ : زرقانی (۱)، ۷۳، ۲۵۳

۲۷۱ - ۲۷۳، ۲۸۲ - ۲۸۳، ۲۹۳، ۳۰۰

۱۶۳، ۱۶۵-۱۶۶، ۱۶۹، ۱۷۴، ۱۸۳-۱۸۴، ۱۸۹ (۹)

۵۳۳

سیر انصار: سید احمد انصاری (۵)، ۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۹

(۹)، ۵۲۸، ۵۲۷

سیر اللیاء: میر خورشید دہلوی (۶)، ۲۳

سیر الصحابہ: (۷)، ۲۳۳، ۲۳۸، ۲۴۴، ۲۴۸-۲۵۰، ۲۵۰

۲۵۳، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۶-۲۶۹

۲۷۴، ۲۸۰، ۲۸۷-۲۸۹، ۲۹۵، ۲۹۶-۳۰۱

۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۸، ۳۱۱، ۳۱۵-۳۱۷

۳۱۹-۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۴-۳۲۵، ۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۴

۳۳۹، ۳۴۱، ۳۴۳

۳۴۴-۳۵۳، ۳۵۴، ۳۶۳، ۳۶۹، ۳۷۱، ۳۷۵

۳۷۴، ۳۷۸، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۸، ۳۸۷، ۳۹۰

۳۹۵، ۳۹۶-۳۹۸، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۵

۴۰۷، ۴۱۰، ۴۱۱-۴۱۲، ۴۱۷، ۴۱۷-۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۱

۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۲-۴۳۳، ۴۳۴

۴۲۶، ۴۲۸-۴۲۹، ۴۳۲، ۴۳۹، ۴۵۱-۴۵۲

۴۵۷-۴۵۹، ۴۶۳، ۴۶۸-۴۷۰

۴۷۲، ۴۷۴، ۴۷۵

سیر الصحابیات (۷)، ۲۰۳

سیر کبریہ: امام محمد (۶)، ۲۳

سیرت: ابن الجوزی (۵)، ۹۱، ۱۷۷، ۲۷۲، ۲۹۰، ۲۹۴

۳۴۴، ۳۴۹، ۳۵۲-۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۸، ۳۶۷-۳۶۹

۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۲-۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶

۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱-۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴

۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸-۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱

۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸

۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵

۷۷۷، ۷۸۱، ۷۹۰، ۷۹۳، ۷۹۴، ۸۰۲، ۸۰۸، ۸۱۸

۸۱۹، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶-۸۲۷، ۸۲۸

۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱-۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵

۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹-۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲

۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶-۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹

۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲-۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶

۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹-۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲

۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶-۸۶۷، ۸۶۸

سنن صغریٰ: نسائی (۶)، ۲۲۳

سنن کبریٰ: بیہقی (۹)، ۱۹، ۳۵۸، ۵۱۴، ۶۲۳

سنن کبریٰ: نسائی (۶)، ۲۲۳

سوانح عمری امیر تیمور و حمید ابو نعیم (۱۰)، ۹۸

سوانح عمری زبیر النہار (۱۰)، ۹۸

سوانح عمری حکیم بولک سینا (۱۰)، ۹۸

سوانح عمری علی حزی (۱۰)، ۹۸

سوانح عمری گل (حضرت معین الدین چشتی) (۱۰)، ۹۸

سوانح عمری مولانا غلام محمد خاں چشتی (۱۰)، ۹۸

سوشل اسٹریٹجی آف اسلام: ریون لوی (۵)، ۳۵۲

السیاستہ الاسلامیہ فی عہد النبوة: عبد القادر

الصمدی (۵)، ۳۰۴، ۳۰۸، ۳۲۷، ۳۳۸

السیاستہ التشريعیہ فی اصلاح الراعی والرعیۃ

ابن تیمیہ (۵)، ۳۲۱، ۳۲۶

سیاسی وثائق: محمد حمید اللہ (۸)، ۳۲۶

سیاسیات کے اصول: دارلکلمہ شیرانی

(۵)، ۳۱۳-۳۱۴، ۳۲۰

سید الاذکار یعنی میلاد احمد مختار: محمد رفیع الحسن (۱۰)، ۵۹

سیر اعلام النبلاء: الذہبی (۷)، ۱۳۴، ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۶۱

نقش، رسولِ نبیرہ ————— ۷۳۴

۴۵۳، ۴۵۵، ۴۵۹، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۲، ۴۶۲

۴۶۵، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵

۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲

۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹

۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶

۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳

۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰

۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷

۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴

۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱

۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸

۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴

سیرت : ابنِ ہشام (۵)، ۵۴-۵۸، ۶۸، ۷۷، ۸۴، ۹۱

۱۵۰، ۱۶۸-۱۶۹، ۲۳۵-۲۴۰، ۲۴۲-۲۴۳

۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰

۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷

۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴

۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱

۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸

۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵

۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲

۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹

۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶

۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳

۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰

۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷

۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴

۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱

۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸

۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵

۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲

۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹

۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶

۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳

۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰

۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷

۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴

۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱

۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸

۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵

۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲

۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹

۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶

۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳

۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰

۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷

۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴

۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱

۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸

۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵

۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲

۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹

۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶

۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳

۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰

۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷

۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴

۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱

۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸

۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵

۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲

۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹

۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶

۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳

۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰

۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷

۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴

۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱

۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸

۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵

۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲

۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹

۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶

۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳

۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰

۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷

۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴

۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱

۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸

۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵

۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲

۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹

۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶

۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳

۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰

۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷

۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴

۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱

۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸

۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵

۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲

۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹

۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶

۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳

۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰

۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷

۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴

۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱

۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸

۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵

۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲

۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹

۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶

۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳

۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰

۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷

۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴

۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱

۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸

۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵

۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲

۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹

۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶

۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳

۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰

۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷

۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴

۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱

۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸

۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵

۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲

۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹

۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶

۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳

۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰

۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷

۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴

۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱

۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸

۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵

۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲

۱۰۶۳، ۱۰۶۴،

شرح الربيعين نویدی : طاعلی قاری (۶) ۱۹
شرح الغیة : العراقي (۷) ۱۳۶ - ۱۳۷ ، ۱۳۸ - ۱۳۹ ، ۱۴۱ -
۱۴۵ - ۱۴۶ ، ۱۴۸ ، ۱۵۰ ، ۱۵۲
شرح ثلاثیات بخاری : طاعلی قاری (۶) ۱۹
شرح معرفت (۹) ۲۳
شرح حصن حصین : طاعلی قاری (۶) ۱۹ ، ۵۱
شرح الدرر فی سیرة سید البشر : شهاب الدین احمد بن حماد الدین
القصبی (۸) ۸۰ - ۸۱ ، ۹۵
شرح السند (۶) ۳۳۳ ، ۷۱۶ ، ۷۲۹
شرح شواهد اللغنی : ابن هشام (۱۰) ۲۳۳
شرح السیر الکبیر : محمد بن احمد بن ابی سهل المرخسی (۵)
۲۷۲ ، ۳۳۶
شرح السیرة : القطب الطلمی (۷) ۱۳۸
شرح سیرة سید الکس : أبو حنيفة بن عبد العزيز بن
محمد بن ابراهيم بن جهمه کنانی م ۷۷۷ - ۹۳
شرح شفا قاضی عیاضی : طاعلی قاری (۶) ۱۹
شرح شامک ترمذی : حاجی دشتیہ حاجی محمد (۶) ۱۵
شرح شامک ترمذی : طاعلی قاری (۶) ۱۹
شرح صحیح بخاری : یعقوب صرنی (۶) ۱۵
شرح صحیح مسلم : امام نویدی (۶) ۲۶ ، ۲۰۹ ، ۲۵۳ (۷)
۲۹۱ ، ۴۹۳ ، ۷۰۲
شرح صحیح مسلم : طاعلی قاری (۶) ۱۹
شرح سفر السعادة : عبد الحق محمدت دہلوی (۶) ۲۰
شرح عقائد نسفی : طاعلی قاری (۶) ۱۹
شرح معانی الآثار : طحطاوی (۶) ۴۱ ، ۱۹۳
شرح موطا امام محمد : طاعلی قاری (۶) ۱۹

سیرت نبوی ترکی لٹریچر میں : مسعود سلیمان (۹)، ۸۳
سیرت النبیؐ سلیمان ندوی (۵)، ۱۵، ۲۳۶-۲۳۹، ۲۴۵
۳۲۴، ۳۴۰، ۳۴۱ (۹)، ۲۳۹ (۸)، ۷۴
(۹)، ۱۱، ۲۰۷، ۳۲۷ (۱۰)، ۳۸
سیرت النبیؐ : شبلی نعمانی (۵)، ۱۵، ۲۴۲، ۲۷۷-۲۷۸،
۳۴۱، ۳۸۶، ۲۹۸، ۳۱۱-۳۱۲، ۳۲۷، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳،
۳۴۵، ۳۸۵، ۳۹۹ (۷)، ۲۵۲، ۳۰۰، ۳۱۱-
۳۱۲، ۳۲۱، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۵۱،
۳۵۰، ۵۳۰، ۹۰۱-۹۰۲، ۲۳۵ (۸)، ۲۴۲،
۳۶۲، ۳۶۳، ۷۴۹ (۹)، ۳۲۴، ۳۵۵، ۳۲۱، ۵۲۳
السيرة النبوية : ابن كثير (۵)، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۷۷، ۲۷۸،
(۹)، ۵۲۵، ۵۳۳، ۵۳۵
السيرة النبوية : أبو الحسين أحمد بن عبد الله البكري المصري م بعد
۴۹۴ھ (۹)، ۸۹
السيرة النبوية : محمد بن بسلام بن رستم بن قنبر الحسيني الحوشاني
م ۱۰۹۶ھ (۹)، ۱۰۲
السيرة النبوية وآثار المحمدية : سيد احمد الزيني (۸)، ۹۳
سيف الملوك وبيع الجمال : خواصی (۱۰)، ۱۷۱
ش
شاخ سدره : عبد الكريم ثمر (۱۰)، ۲۳، ۲۴، ۱۹۰
شاخ طوبی : ابسیابی (۱۰)، ۱۸۹
شاخ طوبی : آفا صادق (۱۰)، ۱۸۹
شان مصطفیٰ : شیر محمد تری (۱۰)، ۲۳
شاهنامہ اسلام : حفیظ جالندھری (۱۰)، ۲۴، ۴۰، ۴۸،
۵۰، ۱۸۷
شذرات الذهب : ابن الجملی (۹)، ۲۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۲۲-۲۲۱-۲۱۹-۲۱۵-۲۱۱-۲۱۰-۲۰۹
 ۲۲۲-۲۲۴-۲۲۸-۲۲۹-۲۲۴-۲۲۸
 ۲۵۵-۲۸۹-۲۸۷-۲۸۵-۲۸۴-۲۸۰
 ۲۹۴-۲۹۸-۲۹۱-۲۹۰-۲۵۸-۲۵۷
 ۲۷۹-۲۷۷-۲۷۵-۲۷۲-۲۷۰-۲۷۸
 ۲۹۷-۲۹۸-۲۹۲-۲۸۸-۲۸۲-۲۸۱
 ۲۱۷-۲۱۵-۲۱۲-۲۱۰-۲۰۷-۲۰۰
 ۲۲۸-۲۲۵-۲۲۱-۲۲۰-۲۱۸
 ۲۲۰-۲۲۸-۲۲۲-۲۲۷-۲۲۴-۲۲۲
 ۲۷۴-۲۷۵-۲۷۲-۲۷۱-۲۷۸-۲۵۲
 ۲۸۱-۲۸۰-۲۷۸-۲۷۵-۲۷۲-۲۷۰
 -۲۹۱-۲۸۹-۲۸۸-۲۸۵-۲۸۲
 ۲۱۰-۲۰۸-۲۰۲-۲۰۹-۲۰۴-۲۰۲
 ۲۸۸-۲۸۸-۲۸۵-۲۸۵-۲۱۸-۲۱۲
 ۲۵۷-۲۵۴-۲۵۲-۲۵۲-۲۵۱-۲۸۵
 ۲۷۰-۲۷۸-۲۷۵-۲۷۲-۲۷۱-۲۷۰
 ۲۸۹-۲۸۴-۲۸۲-۲۸۰-۲۷۸-۲۷۴
 ۲۰۲-۲۰۱-۲۰۰-۲۰۷-۲۰۹-۲۰۱
 ۲۲۱-۲۱۹-۲۱۵-۲۱۱-۲۰۹-۲۰۷
 ۲۸۲-۲۸۹-۲۸۴-۲۸۴-۲۸۲-۲۸۲
 ۲۸۹-۲۸۹-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۲-۲۸۰
 -۲۷۷-۲۷۲-۲۷۱-۲۷۸-۲۷۵
 ۲۸۵-۲۸۰-۲۸۹-۲۸۴-۲۸۲-۲۷۷-۲۷۸
 ۷۰۸-۷۰۵-۷۰۲-۷۰۱-۷۹۸-۷۹۴
 ۷۲۱-۷۱۹-۷۱۵-۷۱۲-۷۱۱-۷۰۹
 ۷۲۲-۷۲۹-۷۲۴-۷۲۴-۷۲۲
 ۷۲۸-۷۲۹-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۲-۷۲۰
 -۷۷۷-۷۷۲-۷۷۱-۷۷۸-۷۷۵
 ۷۹۵-۷۹۰-۷۸۹-۷۸۴-۷۸۰-۷۷۸
 ۷۰۸-۷۰۵-۷۰۲-۷۰۱-۷۹۸-۷۹۴
 ۷۲۱-۷۱۹-۷۱۵-۷۱۲-۷۱۱-۷۰۹
 ۷۲۵-۷۲۲-۷۲۱-۷۲۹-۷۲۷-۷۲۵
 ۷۵۰-۷۸۹-۷۸۴-۷۸۲-۷۲۹-۷۲۸

صحيح مسلم: مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري،

[illegible]

صحیفہ: دیوبند بن نمبر (۴) ۲۳۰، ۲۳۱

ضیاء القرآن: کرم شاہ (۸)، ۶۶۱

ط

طاب طباب: عبدالعزیز خاں (۱۰)، ۱۸۹
طب النفوس (۹)، ۷۳

طبقات: ابن سعد (۵)، ۳۸، ۸۳، ۱۰۲، ۱۲۴، ۱۳۳، ۱۵۱

۱۵۰، ۱۵۹، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۷

۲۶۲-۲۶۳، ۲۶۹، ۲۸۱، ۲۸۳، ۲۸۵-۲۸۶

۳۱۰-۳۱۲، ۳۲۰، ۳۲۲-۳۲۳، ۳۲۵-۳۲۸، ۳۳۰

۳۳۲، ۳۳۷، ۳۴۷-۳۴۸، ۳۴۹، ۳۸۹، ۳۹۴-

۳۹۷، ۳۹۸، ۴۰۴-۴۰۵، ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۶

۴۲۱، ۴۲۴-۴۲۵، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱

۴۴۵-۴۴۶، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲

۴۵۵-۴۵۶، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳

۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱

۴۷۲-۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸

۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵

۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲

۴۹۳-۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹

۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷

۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴

۵۱۵-۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱

۵۲۲-۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸

۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵

۵۳۶-۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲

۵۴۳-۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹

۵۵۰-۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶

۵۵۷-۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳

۵۶۴-۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰

صیغہ مادہ: عبداللہ بن عمر بن العاص (۶)، ۱۹۷، ۲۲۸، ۲۳۵

الصیغۃ الصیغۃ: صیغۃ ہمام بن منبہ م ۱۰۱:

حمید اللہ درتب (۶)، ۲۳۲، ۱۹۸-۱۹۹

۲۳۷، ۲۳۸

صیغۃ نور: عزیز حاصل پوری (۱۰)، ۱۸۹

صیغۃ ولا: محمد ہادی عربیہ کھنوی (۱۰)، ۱۸۶

مدخلۃ الجرس: عمیق خفی (۱۰)، ۳۱

صدیق اکبر: محمد رضا (۷)، ۳۵۹

صراح (۱۰)، ۱۲

صیغۃ اختر (۱۰)، ۹۸

صفرة السنود: ابن جوزی (۶)، ۹۴-۹۵، ۹۷، ۹۸، ۹۹

۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳

صل علی: محمد احمد شاہ (۱۰)، ۱۹۱

صلوا علیہ وآلہ: حفیظ نائب (۱۰)، ۱۹۰

صلی اللہ علیہ وسلم: راز کشمیری (۱۰)، ۵۱

صواعق محرقة: ابن حجر مکی (۶)، ۱۴، ۱۵

صواعق مرسلہ: ابن قیم (۶)، ۲۰۳

صباۃ حرم: ساجد صدیقی کھنوی (۱۰)، ۶۰

صباۃ مدینہ: آثم نظامی (۱۰)، ۱۸۹

صیغۃ الخطر: ابن جوزی (۶)، ۹۱

صیرین حیاۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: مبین دبیار (۹)، ۱۷۷

الصلوة النامیہ: مصطفیٰ بن کمال الدین خلوقی (۹)، ۶۱۲

ض

ضوء الداری: غلام علی آزاد (۶)، ۲۲

الضوء اللامع: القادی (۶)، ۱۳

ضیاء الانوار: احمد بن عبداللہ بن محمد ابو الحسن البکری (۹)، ۸۹

الجمالیہ شرح الفیہ العراقی (۷) ۱۳۵، ۱۳۲-۱۳۴

۱۵۴، ۱۵۱-۱۴۳، ۱۴۱-۱۴۲، ۱۴۸-۱۴۹

۱۴۲، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۸۱-۱۸۲، ۱۸۴-۱۸۵، ۱۸۹

الجمالیہ السینہ علی الفیہ المیسرة: ثعلبی (۷) ۱۳۸

الجمالیہ السینہ والفیہ العراقی: البیمری (۷) ۱۳۴، ۱۴۰

عجالیہ نافذ: شاہ عبدالعزیز (۴) ۳۴

العرب قبل الاسلام: جرجی زیدان (۵) ۲۳۸-۲۴۱، ۲۴۷

عرب اور اسلام، ترجمہ از مبارز الدین و محمد معین خاں: جلی (HITTI)

(۵) ۲۴۳

عربی اسلامی تہذیب: گوستاف لی بان (۷) ۷۲۲

عزیز مصر (۱۰) ۹۸

عصر النبی: محمد عزہ دروزہ (۵) ۲۵۹، ۲۳۸

عطر جذبات: احمد علی اثر ایل پوری (۱۰) ۱۹۸

عطیہ شکر (ہدیہ مہدیہ کا جواب) (۱۰) ۹۸

عنایت حدیث نبیاء احمد بدالی (۶) ۲۲۹

عنایت الرسول: محمد عطیہ الابراشی (۸) ۳۴۲، ۳۴۹، ۵۴۹

عقائد مغربیہ: معروف بن نظام العتائہ (۱۰) ۹۷

العقد الثمین (۷) ۱۴۳، ۱۴۶، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۳

۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۹

العقد الفرید: ابن عبد رب (۵) ۲۴۳، ۳۳۷، ۵۹۲ (۸)

۵۵۹ - ۵۶۰، ۵۶۳

عقیدت: محمود اختر کیانی (۱۰) ۱۹۰

عقیدت کے پھول: اعلم جالندھری (۱۰) ۱۹۱

عقیدت کے پھول: محمد عاشق (۱۰) ۱۹۰

عقیدہ الحویہ: شیخ واسطی (۹) ۱۱۱

۵۷۷، ۵۸۳، ۶۰۷، ۶۰۹ - ۶۱۰، ۶۱۸

۶۹۳ - ۶۹۸، ۷۰۰ - ۷۲۰، ۷۲۷ (۸) ۱۴۹

۳۳۵، ۳۴۰، ۳۴۲، ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۰۵، ۴۰۸

۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۸، ۶۲۱، ۶۲۵ (۹) ۷۰، ۷۲۳

۵۳۱ - ۵۳۳، ۶۸۸

الطبقات: المسلم بن حجاج ایشیری (۷) ۱۴۹، ۱۵۴

طبقات الحفاظ (۶) ۲۴۱

طبیعیات، عربی ترجمہ از سلام الابرش: ارسطو (۸) ۵۳۵

طہاری شریف (۷) ۵۹۹

طرد اللادام عن اثر الامام العمام: شیخ الاسلام (۶) ۲۱

الطریق الحکمیۃ فی السیاستہ الشرعیۃ: ابن قیم (۵) ۳۳۱، ۳۳۷

طلوع سحر: ہدیل جعفری (۱۰) ۱۹۱

طولی نامہ: خواصی (۱۰) ۱۷۱

طیب الانفاس مختصر سیرۃ: ابن سیداناس: محمد بن عبدہ بنطیف

بن احمد اقصری علی م ۸۷۲ھ (۹) ۹۷

ظ

ظفر علی خان: غلام حسین ذوالفقار (۱۰) ۳۴

الظفر البین (۶) ۱۵۹

ظفر الوالد بنظرف ذالہ: عبداللہ بن محمد بن عمر المکی (۶) ۱۵۱

ظہور رحمت: شاد غنیم آبادی م ۱۳۳۵ھ (۱۰) ۱۵۴

ظہور قدسی: مفتی انتظام اللہ شہابی (۱۰) ۱۹۱

ظہیر الاسلام (۸) ۵۵۶

ع

عبودہ: عبدالعزیز خالد (۱۰) ۱۸۹

العقید: عبدالحمید (۸) ۱۲۸

عقبۃ محمد: عباس محمود العقاد (۸) ۳۴۲، ۳۴۸، ۳۹۲

۱۸۷ - ۱۸۹، ۴۰۵ - ۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۰ (۹) - ۴۱۴

۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۳، ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۳

عیون الاخبار (۸) ۳۸۷، ۳۵۸، ۴۱۱

عیون الاخبار الرضا (۷) ۵۱۱

خ

غایۃ السؤل فی سیرۃ الرسول: عبد الباسط بن خلیل بن شاپرین الملاحی

بن الذریریم ۹۲۰ھ (۹) ۹۸

غایۃ الکلام فی بیان المحلل والمحلل: عبد الحلیم (۴) ۴۱

غبار جہاز: راسخ عرفانی (۱۰) ۱۸۹

غرد حسن (۱۰) ۹۸

غزوات غالب (فارسی) مرتبہ ذریا الحسن عابدی: غالب (۱۰) ۳۷

غنیۃ نور: حافظ الہی بخش بسمیل (۱۰) ۱۸۵

غیاث اللغات (۱۰) ۱۴

ف

فارتلیط: عبدالعزیز خالد (۱۰) ۴۱، ۴۲، ۱۸۹

فناقدی: شبلی نعمانی (۵) ۳۲۹ (۷) ۳۴۰ - ۳۴۱، ۳۴۳ - ۳۴۴

۳۴۹، ۳۵۲، ۳۵۷، ۳۵۹، ۳۶۱ - ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۶۵

۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۵، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۴

۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۲ - ۳۹۳، ۳۹۵، ۳۹۹ - ۴۰۰

۴۰۸، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۷، ۴۲۷ (۹) ۵۵۲

فناکمۃ البستان (۱۰) ۱۲

فتح الباری: ابن حجر (۵) ۳۱۰، ۳۲۵ - ۳۲۶، ۳۲۹ (۹) ۳۹۰ - ۴۰۰

۴۰۸، ۴۱۹، ۴۰۹ - ۴۱۰، ۴۱۳ - ۴۱۴، ۴۱۷ (۷) ۴۱۷

۴۱۸، ۴۲۲، ۴۲۳ (۸) ۴۲۱، ۴۲۴

(۹) ۲۵۰

فتح القدیر: ابن حجام (۴) ۳۹ - ۴۰

علم الشرائع: صدوق (۷) ۷۲۴

علم الحدیث: الحمادی (۴) ۲۴۲

العلم النافع: (۴) ۱۰۲

علم القلوب: البوطاہ بن محمد (۴) ۴۹۸ (۸) ۴۹۸

العلی: ابن مدینی (۷) ۱۵۷

علوم الحدیث: تقی الدین الشہزوری (۴) ۲۳۳

علوم الحدیث ومصطلحہ: صبیح صالح (۴) ۲۳۳، ۲۳۷ (۷) ۵۹۹

علی نامہ: نصر قلی (۱۰) ۷۲، ۱۷۱

علی حاشیہ اشفا (۸) ۳۳۹

عمدة الاخبار فی مدینۃ المختار: احمد بن عبد الحمید البیاس (۵) ۲۵۴، ۲۵۸

عمدة التحریر فی مسائل اللون واللباس والتحریر: عبد الحلیم (۴) ۴۱

عمدة القاری: عینی (۵) ۳۱۰ (۷) ۷۱

عمر بن خطاب: طحاوی (۷) ۳۴۳

عمر فاروق اعظم: محمد حسین سیکلی (۷) ۴۲۴، ۴۲۷، ۴۲۹

عمر بن العاص: محمد فرج (۷) ۴۲۰، ۴۲۲ - ۴۲۳، ۴۲۵

۴۳۸، ۴۴۳

عہد نبوی کے میدان جنگ: محمد عید اللہ (۵) ۲۸۵، ۲۸۹، ۲۹۲، ۲۹۴، ۲۹۷

عہد نبوی میں نظام حکمرانی: ڈاکٹر عید اللہ (۵) ۹۷ - ۹۸، ۱۱۰

۱۱۷، ۲۲۴، ۲۲۱ - ۲۲۲، ۲۷۵ - ۲۸۰، ۲۸۳

۳۲۹ - ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۳۹ (۹) ۵۲۶

عینی شرح صیغہ بخاری (۵) ۷۱۷

عیون الاثر فی فنون المنازی والشمائل والیسر: ابن سید الناس (۵)

۷۲، ۲۵۳، ۲۵۴ - ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۵۹ - ۲۶۰، ۲۶۷، ۲۶۸

۲۶۷، ۲۶۸ (۷) ۱۳۵ - ۱۳۷، ۱۳۹ - ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۵۰

۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۶۰ - ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۴

۱۶۸، ۱۷۱ - ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۱ - ۱۸۳

افتح القرب فی سیرۃ الحجیب: فتح الدین محمد بن ابراہیم بن محمد شہید

الناطیسی ۹۳۳ھ (۹) ۹۴

افتح البین (۹) ۱۵۹

فتح البیث: ابن الجوزی (۴) ۲۲، ۲۳۵، ۲۴۴

فتح المعلم: شبیلہ عثمانی (۴) ۱۶۷، ۲۰۳، ۲۵۰، ۲۵۳

فتوح البلدان: البلاذری (۵) ۲۵۵، ۲۸۸، ۲۹۴، ۳۰۲

۳۱۱، ۳۲۴، ۳۲۷، ۳۳۷، ۳۹۴ - ۳۹۷ (۶)

۲۳۲، ۲۳۳ - ۲۴۳ (۷) ۱۳۷، ۱۳۹، ۲۴۰، ۲۷۹

۳۵۴، ۳۹۲، ۴۲۰، ۴۲۲ - ۴۲۳، ۴۳۰، ۴۴۳

۷۲۴، ۷۲۹ (۸) ۲۲۹ (۹) ۶۶ - ۷۰، ۷۸، ۷۹

الفتوحات السبائیہ فی شرح نظم الدرر النبیہ للقرطبی: عبدالرؤف

منادی م ۱۰۳۱ھ (۹) ۹۹

فتوحات کبیر: شیخ اکبر (۴) ۱۴۳

فتوح الشام: واقدی (۹) ۸۵، ۹۰

فجر الاسلام: احمدا بن (۵) ۲۴۳، ۳۳۷ (۹) ۸۱

فجر کونین: محشر رسول نگری (۱۰) ۴۸، ۱۸۹

الفجر فی آداب السلطانیہ والدول الی لاسیہ: ابن العلقمی (۵)

۱۸۵، ۳۱۳، ۳۳۷

فرائد الدرر وفرائد المفکر: ابن بادیس القسطنطینی م ۷۸۷ھ (۹) ۸۷

فردوس: دلیلی (م ۵۵۰۹ھ) (۴) ۲۰۵

فردوس: ماہر القادری (۱۰) ۱۸۷

فردخ ابدی نعیمی: (۱۰) ۹۷

فرہنگ: اندراج (۸) ۵۴۱، ۱۰، ۱۴

فرہنگ آموزگار: حبیب اللہ آموزگار (۱۰) ۱۴

فرہنگ عامرہ (۱۰) ۱۵

فریاد داغ (۱۰) ۸

الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول: ابوالخالد اسماعیل بن عمر بن کثیر

الفاشقی م ۷۷۷ھ (۹) ۹۳

الفضل المبین فی السلسل من حدیث النبی الامین: شاہ ولی اللہ

(۶) ۳۳

فلسفۃ التشریع الاسلام: صبحی مصطفائی (۵) ۳۳۱

فلور انفلورنڈا: شرر (۱۰) ۹۸

فن شعراء شعراء پر تنقیدیں: اصغر حسین لدھیانوی (۱۰) ۲۶

فتاویٰ الرحمۃ شرح مسلم الشیخ: عبدالحی بن محمد العلوم (۶) ۳۹ - ۴۰

۱۲۱ - ۱۲۲

فوائد الفوائد: حسن ولوی (۶) ۲۴

فوائد الفوائد (المفوضات): نظام الدین ادیب (۱۰) ۹۸

الفوائد الجودہ: قاضی شوکانی (۶) ۲۰۲

فوائد المریدین: شرف الدین بکلی منیری بہاری (۶) ۲۵

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر: شاہ ولی اللہ (۵) ۳۳۵

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر مع فتح البیث مترجم سید محمد ہدی الحسنی

وحبیب الرحمن صدیقی: شاہ ولی اللہ (۵) ۳۰۶

الفوز الکبیر فی التفسیر علیہ النجرا اللطیف فی ترجمۃ البیہ الضعیف:

شاہ ولی اللہ (۵) ۳۰۶ - ۳۰۷

فہرس دارالکتب المصریہ (۹) ۱۰۲، ۱۰۹

فہرس النظائر: تاریخ و لمعات: یوسف العیش (۹) ۱۰۷، ۱۰۸

فہرس متحف الطوبیو سراسی (۹) ۹۷

فہرس المخطوطات العربیہ المصورہ (۹) ۸۷

فہرس المخطوطات المصورہ (۹) ۹۲ - ۹۳، ۹۸، ۱۰۶ - ۱۰۸

فہرست: ابن ندیم (۴) ۸، ۲۳۷ - ۲۳۸ (۷) ۱۵۶، ۲۸۸، ۲۹۵

۷۲۹، ۷۴۴ (۹) ۷۶

فہرست اکتب الزکیۃ البرجودۃ فی الکتابانہ خدیویہ: علی علی ہستانی

(۹) ۱۰۶

فہرست کتب فارسی کتب خانہ پٹنہ (۶) ۱۵

- قطب مشتری: ملا محمدی (۱۰) ۱۷۱
قذیل: غافل کرنا (۱۰) ۱۹۰
قذیل عرش: در بیان معراج (۱۰) ۹۸
قواعد التحدیث: جمال الدین قاسمی (۴) ۲۰۱، ۱۹۳، ۲۳۴
قوس تزج: بشیر سمائی (۱۰) ۱۹۱
القول الحسن فیما یصلق بالترافل والنسب: عبد الحکیم (۹) ۴۱
القولیم فی حدیث النبی اکرم: سخاوت علی (۴) ۳۸
ک
الکاشف: ذہبی (۴) ۵۰
الکافی: کلینی (۷) ۷۴۲
کال کوری اور جنگ پلاسی (۱۰) ۹۸
کامل: البرد (۸) ۵۵۴، ۵۶۱
الکامل فی التاریخ: ابن الاثیر (۵) ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۸
۲۷۹، ۲۹۰، ۲۹۹، ۳۲۰، ۳۲۴، ۳۴۴، ۳۴۷
۴۱۲، ۴۴۰، ۴۴۷، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۷، ۴۵۷
۴۷۱، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۱، ۴۸۱
۱۳۵، ۱۴۱، ۱۵۲، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۱
۷۷۹، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹
کتاب الآثار: امام محمد (۴) ۳۲، ۴۲، ۳۰۱
کتاب الاذکار: نووی (۴) ۲۷
کتاب الاستقاق: ابن درید زوی (۵) ۴۵۶
کتاب الاعتبار: امام محمد بن موسیٰ حارمی (۴) ۲۰۲
کتاب الافغانی: ابن عبد ربہ (۴) ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵
کتاب الاحکام: ابو کبیر جصاص (۵) ۳۲۰، ۳۲۴
کتاب الام: امام شافعی (۴) ۲۰۳
کتاب الاموال: ابو عبید قاسم بن سلام (۵) ۹۱، ۱۰۴، ۱۸۱
۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۹۵، ۲۹۹
- ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۱۰، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۷ (۴)
۲۰۳، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵ (۷) ۵۸۵
کتاب الانساب: سمائی (۴) ۴۸، ۴۹، ۴۳
کتاب الاوائل: البرطانی عسکری (۹) ۷۸۵
الکتاب الاوسط: السعوی (۹) ۷۳
کتاب البرد والعلیہ: عبد اللہ بن مبارک (۴) ۴۴
کتاب التاریخ فی اخبار الامم عن الحرب والجمہ: السعوی (۹) ۷۱
کتاب التفسیر: ابن عیینہ (۴) ۴۴
کتاب التیمیز: امام مسلم (۴) ۱۰۷
کتاب جبرئیل النیرین: ارطغرل (۸) ۵۳۴
کتاب حدیث (۷) ۵۸۳
کتاب الخراج: ابو یوسف (۵) ۱۳۷، ۲۱۱، ۲۹۳، ۲۹۷، ۳۱۱
۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۷، ۳۲۹، ۳۳۷، ۳۵۵، ۳۵۷
(۴) ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵ (۸) ۲۹۹
۲۳۴، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹
کتاب الخراج: یحییٰ بن آدم (۵) ۴۵۵، ۴۷۵، ۴۷۸
کتاب الرسائل: السعوی (۹) ۷۱
کتاب الشجرۃ فی ذکر نسب (فی سیرۃ) النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ
المشترک: عمر الدین عبدالعزیز احمد بن سعید الدہری الدین
م ۷۹۷ھ (۹) ۹۱
کتاب الشقاۃ: ابن حبان (۹) ۴۹۱
کتاب القرائن ۹: محمد بن سمعون (۷) ۵۴۳، ۵۴۷
کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ: عبد الرحمن الجزیری (۵)
۲۷۹، ۳۳۴
کتاب فیہ منقریرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: البر الحسین احمد
بن فارس ذکریا (۹) ۸۶
الکتاب الکبیر (۹) ۸۰

- کتاب اللوامع المیزہ فی جوامع المیرۃ: محمد بن عیسیٰ بن درباس
الصلانی المازنی م ۴۰۲ھ (۹) ۸۸
- کتاب البحر: ابن حبیب بغدادی (۵) ۲۷۰، ۲۴۳، ۲۵۳،
۲۴۸، ۲۷۰، ۲۸۱، ۲۹۰، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۳۶،
۳۶۷ - ۳۶۸، ۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۶، ۵۰۷، ۵۱۴،
۵۵۷، ۵۰۸ - ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۲۸، ۴۴۴،
۴۵۴، ۴۱۰ (۹) ۵۲۳ - ۵۲۴، ۵۲۹، ۵۳۲ -
۵۳۳، ۵۳۸، ۵۳۹
- کتاب المختصر فی اخبار البشر: عماد الدین اسماعیل ابوالفدا
(۵) ۳۳۷
- کتاب مرقوم (شرح مشنوی مولانا رزم) (۱۰) ۹۸
- کتاب المصاحف: البرادؤد (۷) ۱۵۱، ۱۵۲
- کتاب المغازی: ابن اسحاق (۹) ۲۸۵
- کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ (۵) ۳۱۹
- کتاب نختۃ المیرۃ فی اختصار المیرۃ: تاج الدین ابونصر (۹) ۸۸
- کتاب الاسائل الامیئة والرسائل المهدیہ: عزالدین عبدالعزیز
احمد بن سعید الدہری الدیرینی م ۴۹۷ھ (۹) ۹۱
- کرامات عزیزی (۱۰) ۹۸
- کرم بالائے کرم: بہزاد کھنوی (۱۰) ۱۸۷
- کرشمۃ الفت (۱۰) ۹۸
- کراتی شرح بناری: (۴) ۵۱
- الکشاف عن حقائق التنزیل وعلوم الاقاویل فی وجہ التاویل:
الزمخشری (۵) ۸۲، ۲۶۶، ۳۳۵
- کشف: ابوزید دہلوی (۴) ۱۲۱
- کشف: بزدوی (۴) ۱۷۴، ۱۷۶
- کشف المحجبات فی سیرۃ النبی المحبتی والاصحاب: احمد بن سلیمان
- بن عثمان خالدي نقشبندی - م تقریباً ۷۵۰ھ (۱۲) ۱۰۴
- کشف الظنون: حاجی خلیفہ (۴) ۱۰، ۱۳
- کشف العظام علایم للمولیٰ عن الاجباء: شیخ الاسلام (۴) ۲۱
- کشف المحجوب (۹) ۹۰، ۹۳۹، ۷۰۰ - ۷۰۱
- کشف المحجوب: شیخ علی جزیری ترجمہ ابوالحسنات محمد امدادی
(۱۰) ۱۴
- کشف الظنون: حاجی خلیفہ (۹) ۵۲، ۴۳ - ۴۴، ۹۲، ۹۹ -
۱۰۶ - ۱۰۷
- الکفایت فی علم الروادۃ: خطیب بغدادی (۴) ۸۶، ۱۰۸، ۲۳۳ -
۲۳۴، ۲۳۶ - ۲۳۷
- کلام دلدار علی مذاق بدایونی (۱۰) ۹۷
- کلچر سائڈ آف سلام (۸) ۶۷۴
- کلاسیکل دیکشنری (۹) ۲۸۰
- کلیات: احمد خاں ہوش (۱۰) ۹۷
- کلیات: امین خسرو (۱۰) ۴۶
- کلیات: سعدی (۹) ۱۲۸
- کلیات: سودا (۱۰) ۳۰
- کلیات: شائق (۱۰) ۵۳، ۵۴
- کلیات: شہید (۱۰) ۱۷۸
- کلیات: نظیر اکبر آبادی (۱۰) ۳۹۳
- کلیات: مجسن (۱۰) ۵۴، ۶۲، ۱۸۲
- کلیات: مرزن (۱۰) ۱۷۷
- کلیات: دلی (۱۰) ۷۳، ۱۷۳
- کلیات اقبال اردو: علامہ محمد اقبال (۱۰) ۱۷
- کلیات مرتبہ ڈاکٹر عبادت بریلوی: میرزا (۱۰) ۱۷۶
- کلیات مرتبہ ڈاکٹر محمد حفیظ: قاضی محمود بکری (۱۰) ۱۷۳

لسان العرب : ابن منظور للاذہبی (۵)، ۲۴۷، ۲۵۴، ۲۵۵

۲۷۶-۲۷۷، ۲۷۹، ۳۳۹، (۶) ۲۳۶، ۲۵۸

(۸) ۵۳۰، (۱۰) ۱۱-۱۳

لسان المیزان : ابن حجر عسقلانی (۹)، ۸۹، ۱۰۶

لغات اکبریت (۱۰)، ۱۲

لغات القرآن : عبدالرشید نعمانی سید عبدالرحیم الجلالی

(۹)، ۲۰۹

لغات کشوری (۱۰)، ۱۵

لکھنؤ کا دبستان شاعری : ابوالعین صدیقی (۱۰)، ۲۵

القلم المصنوع : جلال الدین اسیرلی (۶)، ۲۰۲

لطائف : ابن جان (۶)، ۲۷

لمعات ادب : ادب گیارہوی (۱۰)، ۱۹۱

لمعات نور : نورالدین نور (۱۰)، ۵۰

لمعات شرح مشکوٰۃ : عبدالحق محدث دہلوی (۷)، ۲۰

الاولو والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان : محمد نواد

عبدالباقی (۵)، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۰، ۳۳۶

آثار اکلام : غلام علی آزاد (۶)، ۱۹، ۳۰-۳۲، ۵۲

اذاذ : عبدالعزیز خالد (۱۰)، ۱۸۹

ماں کی بیٹی (۱۰)، ۹۸

ماہِ کامل (۱۰)، ۹۸

مباحثہ عالمگیر (شیخ ابراہیم مہدی اور قاضی ابوسعید کے مابین)

(۱۰)، ۹۸

المبسوط : سرخسی (۵)، ۲۹۳، (۶) ۱۷۴، ۲۳۱، ۲۴۷، ۲۴۸

مناظر عزیز : عزیز لکھنوی (۱۰)، ۱۹۱

منشی تحفہ دربار نبی کریم : کفایت علی کافی (۱۰)، ۱۷۷

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال : شیخ علی مرتضیٰ (۶)، ۱۶

۲۴۲، ۲۶۲، (۴) ۱۲۰، ۳۸۷، (۸) ۸۵

۱۱۲، (۹) ۵۱۷-۵۱۸، (۱۰) ۷۷-۷۸، ۸۵، ۹۱

کنز المکنون، ترجمہ سرور المحمود : شاہ ولی اللہ (۱۰)، ۹۷

کنز جی بیٹ (۱۰)، ۹۸

کیف مسلسل : حافظ لکھنوی (۱۰)، ۱۹۰

کیف و سرور : بہزاد لکھنوی (۱۰)، ۱۸۷

گ

گل مغزت : حیدر بخش میدری (۱۰)، ۳۸

گلجامِ حرم : حمید صدیقی (۱۰)، ۱۸۷

گلبن نعت (۱۰)، ۹۷

گلدستہ طرب المعروف برشمع عرب : سید منظور علی

منظور بدایینی (۱۰)، ۱۸۵

گلزار داغ (۱۰)، ۹۸

گلستان : سعدی (۶)، ۱۵۶

گلستان اکبر : صفوی محمد اکبر خاں اکبر میرٹھی (۱۰)، ۱۸۵

گلشن فرخ معروف بہ سرکار شہر : بی بی سلطان فرخ

(۱۰)، ۱۸۵

گلشن عشق : نصرتی (۱۰)، ۷۷، ۱۷۱

گلشت بہشت : میر سید شائق دہلوی (۱۰)، ۱۸۵

گنج سخن : ذبیح اللہ صفاد (۱۰)، ۱۳-۱۵

گنج شریف اردو : سید شرافت نوشہی (۱۰)، ۱۷۱

گنجینہ نعت (۱۰)، ۱۸۶

ل

لالِ پستان (۱۰)، ۹۸

- مجموعہ مسند (۱۰)، ۹۸
- المحدث الفاضل (۶)، ۲۳۵-۲۳۷
- محلی : سلام اللہ (۶)، ۲۱
- محمد اور یہود : برکات احمد (۵)، ۳۵۲، ۳۷۶، ۶۴۹
- محدث دینہ (محمد دینہ میں) منگھری واٹ (۵)، ۳۸۴، ۴۰۰، ۴۰۶، ۴۳۰، ۴۴۰، ۴۴۶، ۴۴۹
- ۴۵۲، ۴۵۸، ۴۹۲، ۵۰۸، ۵۱۰، ۵۱۳
- ۵۲۰، ۵۲۵، ۵۶۸، ۴۹۰ (۸)، ۴۱۶
- محمد رسول اللہ : محمد رضا (۷)، ۴۱۹، ۴۴۸، ۴۰۳
- م۔ ص : فدا خاں (۱۰)، ۱۹۱
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم ونبی اسرائیل : مصطفیٰ کمال صیفی (۵)، ۲۸۰، ۳۳۸
- مختل گیارہویں (۱۰)، ۹۸
- محمود و شکید (۱۰)، ۹۸
- میز الحسان (۱۰)، ۹۷
- مختار کل : انور فیروز پوری (۱۰)، ۱۹۰
- مخارہ : ابن ضیاء الدین المقدسی (۶)، ۲۶۳
- مختصر التدریج : کارونی (۹)، ۱۰۶
- مختصر جامع بیان العلم : ابن عبد البر (۶)، ۱۹۷، ۱۹۹-۲۰۰
- مختصر سیرۃ ابن ہشام : احمد بن محمد بن عبد الغنی البنادی (۱۰)، ۱۱۱
- مختصر السیرۃ الجلیلیہ : احمد بن محمد بن عبد الغنی البنادی (۱۰)، ۱۱۱
- مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم : ابوالحسن احمد بن فارس بن زکریا قزوینی (۹)، ۸۶
- مختصر سیرۃ الرسول و ثلاثہ من خلفاء الراشدین : برہان الدین
- مثنوی چراغ کعبہ : محسن کاکودی (۱۰)، ۷۲
- مثنوی معنوی : ربی (۹)، ۱۱۹
- مثنوی مقام محمود : آغا محمد صدیق حسن (۱۰)، ۱۸۷
- مجالس رنگین : سعادت یار خاں رنگین (۱۰)، ۴۸۶
- جمع بحار الانوار : محمد طاہر فتویٰ (۶)، ۱۷ (۱۰)، ۱۳
- جمع البیان : طبری (۷)، ۷۳۷-۷۳۸
- جمع الزوائد ونبی الخوازم : نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی (۵)
- ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۹۰، ۳۳۶ (۶)، ۳۰ (۸)، ۲۵
- مجموعہ تصدق : خواجہ محمد حشمتی (۱۰)، ۹۷
- مجموعہ خانی (۸)، ۱۲۳
- مجموعہ قوال (۱۰)، ۹۷
- مجموعہ مناجات (۱۰)، ۹۷
- مجموعہ الزوائد : السیاسیہ فی العبد الغری و الخلفاء الراشدہ
- محمد حمید اللہ (۵)، ۲۸۵، ۳۰۰-۳۰۱، ۳۱۱، ۳۲۶
- ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۸۸، ۵۹۰، ۵۹۲، ۶۶۲
- ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۳ (۶)، ۱۹۹، ۲۳۳ (۷)
- ۱۳۸، ۱۴۱-۱۴۲، ۱۴۴، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۶۱
- ۱۶۵-۱۶۷، ۱۶۷، ۱۷۲، ۱۷۸، ۵۸۳
- ۵۹۹
- محاضرة الادائل : سیوطی (۹)، ۶۳۱
- محاضرة الادائل : علاء الدین سکندری (۹)، ۶۳۱
- محامد پیغمبری : احمد یار خاں سالک (۱۰)، ۱۸۶
- محامد خاتم النبیین : امیر مینائی (۱۰)، ۸۲، ۹۷
- محامد محمدی الموصوف بہ توصیفات مصطفیٰ :
- غلام مصطفیٰ عشق (۱۰)، ۱۸۵
- محبوب کائنات : عبد الحمید بلوی (۷)، ۱۳۳

مصنف : عبدالرزاق (۵) ۷۲۱، (۶) ۳۰، (۷) ۲۴۳، (۸) ۲۰،

۳۸۳، ۳۸۹، ۳۹۲، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۵، ۵۲۵،

۵۲۸ - ۵۲۷

المصنوع في معرفة الموضوع : طاعلى قارى (۷) ۱۹،

مفسر الاخبار دطر الف الآثار : المسعودى (۹) ۷۳،

منظر اور ربابى : عاشق حسين كهنوى (۱۰) ۹۸،

منظر الميلااد : ذرير على عاقل (۱۰) ۱۸۵،

منظر نور : حكيم مسلمانى (۱۰) ۱۹۱،

معارف البتوت : معين الدين معينى م ۷۹۰، (۹) ۳۸،

(۱۰) ۱۵۹،

المعارف : ابن قتيبة (۵) ۲۳۹، ۳۳۷، ۷۲۱،

(۹) ۶۳، ۷۰، ۵۲۰،

معارف الحديث : محمد بنظير نكاحى (۷) ۸۱، ۱۰۷ - ۱۰۹،

۱۱۴ - ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۳،

معارف القرآن مفتى محمد شفيع (۷) ۵۰۹، ۵۱۳، ۵۲۸،

۵۹۹ -

معالم التنزيل : لغوى (۷) ۳۰، (۸) ۳۱،

معالم القرآن : محمد على صديقى (۷) ۵۹۹،

معاني زجلج (۷) ۵۱۷،

معجزات رسالت : مخدوم حسنى (۱۰) ۱۷۵،

المعجم الاكظم (۱۰) ۱۲،

معجم ادسط : طبرانى (۷) ۲۰۳، ۲۴۳، ۲۸۰، ۳۱۰،

۳۳۰، ۳۴۰، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۷، ۳۶۷، ۳۶۷،

۳۶۵، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲،

۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲،

۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲، ۳۶۲،

۵۲۵، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷،

۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷،

۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷،

۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷،

۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷،

۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۲۷،

معجم البلدان : ياقوت الحموى الرومى (۵) ۲۵۳ - ۲۵۴،

۲۵۸ - ۲۵۹، ۲۵۹، ۲۹۵، ۳۳۹، ۳۳۵، (۹) ۳۳۵،

۵۲۷، ۵۲۷،

معجم طبرانى (۸) ۴۸، ۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹،

۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹، ۴۹،

معجم صغير : طبرانى (۷) ۲۰۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

معجم العربية (۱۰) ۱۲،

معجم كبير : طبرانى (۷) ۲۰۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳،

المعجم المفهرس (۷) ۲۰۳،

۲۸۵-۲۹۰، ۲۹۲-۲۹۹، ۲۹۸، ۳۳۸،

۳۴۴-۳۴۹، ۳۴۸، ۳۴۷، ۳۴۶، ۳۴۵،

۳۴۴، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۳۹،

۳۸۴، ۳۹۸، ۵۰۲، ۵۱۸، ۵۲۴، ۵۴۳،

۵۴۴، ۵۵۰، ۵۵۴، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۹،

۵۸۳، ۵۸۹، ۵۹۴، ۶۲۸، ۶۴۹-۶۵۴،

۶۵۵-۶۵۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۵، ۶۷۹،

۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰-۷۰۱، ۷۱۹، ۷۲۱،

۷۳۹، ۷۴۱-۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵،

۷۴۹-۷۵۸، ۷۶۴، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲،

۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸،

۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴،

۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹،

۷۸۵-۸۳، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹،

۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵،

۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲،

۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸،

۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴،

۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰،

۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶،

۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲،

۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸،

۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴،

۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰،

۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶،

۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲،

۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸،

۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴،

۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰،

المجم المفهرس اللفاظ الحديث النبوی (۱۰، ۱۲)

المجم المفهرس لالفاظ القرآن الکریم : محمد فواد عبدالباقی

(۵، ۳۵۴، ۸، ۲۳۵)

معجم المؤلفین : کمالہ (۹، ۱۰۲، ۱۰۴-۱۰۸)

المجم الوسيط (۱۰، ۱۲)

معجم المعانی (۶، ۲۶)

معراج انسانیت : غلام احمد پریز (۵، ۲۹۸، ۳۰۹)

۳۳۹

معراج سخن : جلیل حسینی (۱۰، ۱۸۶)

معراج مصطفیٰ : طلال جعفری (۱۰، ۱۹۱)

معراج نامہ : امین گجراتی (۱۰، ۱۷۵)

معراج نامہ : اعظم دکنی (۱۰، ۱۷۵)

معراج نامہ : اعظم بیجاپوری (۱۰، ۱۷۵)

معراج نامہ : سید بلال (۱۰، ۱۷۲)

معراج نامہ : سید میراں بخشی (۱۰، ۱۷۲)

معراج نامہ : شاہ ابوالحسن قربی بیجاپوری (۱۰، ۱۷۵)

معراج نامہ : شاہ کمال الدین کمال (۱۰، ۱۷۵)

معراج نامہ : شفیق اوزنگ آبادی (۱۰، ۱۷۵)

معراج نامہ : مختار (۱۰، ۱۷۲)

معراج نامہ : معظم بیجاپوری (۱۰، ۱۷۲)

معراج نامہ : نصرتی (۱۰، ۷۳)

معرفة علوم الحديث : الحاکم (۶، ۸۵، ۹۳، ۱۰۵-۱۰۶)

۲۰۳ (۸، ۳۱۳)

معرضہ : محمد الیاس برنی (۱۰، ۵۹، ۱۹۱)

معلقات سبعہ (۸، ۳۴۲)

مغازی الرسول : محمد بن عمر الدوادری (۵، ۱۳۱، ۲۶۱، ۲۸۱)

- الکلام مقتبس من تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۷) ۱۳۶
المقتضی من سیرۃ المصطفیٰ: بدرالدین بن الحسن بن عمر بن
جسیب حلبی م ۷۷۹ھ (۹) ۹۴
مقدمہ: ابن خلدون (۵) ۲۵۲، ۲۳۷ (۷) ۷۴۷
مقدمہ: ابن الصلاح (۶) ۱۰۶، ۱۹۴، ۲۰۱، ۲۵۰، ۲۵۳
مقدمہ: فردی (۶) ۲۶۴
مقدمہ تحتہ الاحوذی: عبدالرحمن محدث مبارک پوری (۶)
۱۹۸، ۲۰۳
مقدمہ ترجمان السنہ: بدر عالم میرٹھی (۶) ۲۰۳
مقدمہ فتح الباری: ابن حجر (۶) ۱۹۱، ۲۰۳
مقدمہ قرآن: ریچرڈ ویل (۹) ۲۰۸
مقدمہ المیزان: الشعلانی (۶) ۲۱۰
مکالمات نبوی: ابو یحییٰ امام خان نوشہرہ دی (۷) ۱۳۳
مکتوبات: شاہ ولی اللہ (۶) ۱۳۰
مکتوبات: نافع (۶) ۱۹۹
مکتوبات دوسری (۶) ۲۶
کمد المدینہ فی الجالیلیہ وعبد الرسول: احمد ابراہیم الشریف (۵)
۲۵۴، ۳۳۸
لمجاد ماوی: مسرور کیفی (۱۰) ۱۹۰
المعقود: احمد رضا خاں (۱۰) ۲۴
منائب الغفار: نور الحسن خاں (۹) ۶۳۱
منائج النبوة (اردو ترجمہ مدارج النبوة) (۱۰) ۹۸
منبع العلم: نور الحق محدث دہلوی (۶) ۲۰، ۲۱
منتخب التواریخ: بدایونی (۹) ۱۳-۱۵، ۱۸-۱۹
منتخب التواریخ: ضیاء الدین برنی (۵) ۴۳۲، (۶) ۴۹
منتخب اللغات (۱۰) ۱۷
- منتقى الاخبار: ابن تیمیہ (۶) ۲۰۵
منتقى: ابن جارد (۶) ۲۶۳
المنتقى فی مولد المصطفى: سعد الدین محمد بن مسعود گازر فی م ۷۷۸ھ
(۹) ۹۲
منتقى الارباب (۷) ۲۴، (۱۰) ۱۲
منجد: لوئیس معلوف (۸) ۵۴۰، (۹) ۱۸۱، ۲۰۹ (۱۰) ۱۲
منجھ قصیدہ صغریہ (۷) ۲۰۳
منحة الیوب فی سیرۃ النبی: شمس الدین محمد بن احمد بن محمد بن احمد
باعونی م ۷۷۷ھ (۹) ۹۳
منحما: عبدالعزیز خالد (۱۰) ۱۸۹
منطقة ابروج: محمد بن علی القدوسی (۹) ۲۸۵
المنطلق (۹) ۸۰
منظور حق: منور احمد خاں آثم (۱۰) ۱۸۵
منظوم سیرۃ: زین الدین علقمی (۵) ۵۸۹
المنظومة الجلیلیہ فی المیرۃ: ابوالولید محمد بن محمد بن محمود بن الشحنة
زین الدین علیم م ۸۱۵ھ (۹) ۹۵
منورین: منور بدایونی (۱۰) ۱۸۹
منہاج السالکین ترجمہ اردو جوگ لٹ (۱۰) ۹۷
منہاج السنۃ النبویۃ فی نقص کلام الشیخہ القدیریہ: ابن تیمیہ (۵)
۳۱۸، ۳۳۴
منہج: شیخ جبکہادی کاکوروی (۶) ۲۶
مواخاة صحابہ: شار احمد (۵) ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۳
الموافقات: امام شافعی (۶) ۲۰۳
مواہب المغنیہ (۸) ۸۴، ۹۱
المواہب اللدنیہ بالمخ الممدیہ: شیخ شہاب الدین احمد بن محمد السططانی
م ۷۲۳ھ (۶) ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰ (۹) ۱۱

- مرح تسنیم: عبدالباری معنی اجیری (۱۰) ۱۸۷
- مرح زمرم: حشر کشمیری (۱۰) ۱۸۷
- مرح طہور: بہتراد کھنوی (۱۰) ۱۸۷
- مرح کوثر: اقبال سہیل (۱۰) ۵۱
- المیرہ الغدب الہی فی شرح امیرۃ العافظ عبدالغنی: عبدالکریم بن عبدالنور بن میزعلی م ۷۳۵ھ (۹) ۹۲، ۹۷
- مروضہ قرآن: شاہ عبدالقادر (۶) ۳۴
- موضوعات: سیوطی (۶) ۴۲
- مولانا احمد رضا خاں کی نعت گوئی: بشیر احمد قادری (مقالہ ایم اے پنجاب یونیورسٹی) (۱۰) ۲۷، ۳۲
- مولد محبوب خدا (۱۰) ۹۷
- مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الشریطی (۷) ۱۳۵، ۱۳۸
- مولود بہار بہار بہار غلد: کفایت علی کافی (۱۰) ۱۷۷
- مولود حرز ایمان (۱۰) ۹۷
- مولود سیدی (۱۰) ۶۱
- مولود شریف: شہید (۱۰) ۱۷۸
- مولود طیش (۱۰) ۵۸
- مولود لطیف (۱۰) ۹۸
- مولود نامہ: مختار (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ: عبداللطیف (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ/ تولد نامہ: عبدالملک بھروچی (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ: قاسم (۱۰) ۱۷۱
- مہاجرات (۹) ۲۸ (۱۰) ۵۳
- مہاجرین: معین الدین (۵) ۲۷۲، ۲۷۹، ۵۲۵
- مسنیٰ حضرت (۱۰) ۹۸
- موطا: امام مالک (۵) ۳۳۶، ۲۰ (۶) ۲۷، ۳۲، ۳۵، ۳۷
- میراج تسنیم: عبدالباری معنی اجیری (۱۰) ۱۸۷
- میراج زمرم: حشر کشمیری (۱۰) ۱۸۷
- میراج طہور: بہتراد کھنوی (۱۰) ۱۸۷
- میراج کوثر: اقبال سہیل (۱۰) ۵۱
- المیرہ الغدب الہی فی شرح امیرۃ العافظ عبدالغنی: عبدالکریم بن عبدالنور بن میزعلی م ۷۳۵ھ (۹) ۹۲، ۹۷
- مروضہ قرآن: شاہ عبدالقادر (۶) ۳۴
- موضوعات: سیوطی (۶) ۴۲
- مولانا احمد رضا خاں کی نعت گوئی: بشیر احمد قادری (مقالہ ایم اے پنجاب یونیورسٹی) (۱۰) ۲۷، ۳۲
- مولد محبوب خدا (۱۰) ۹۷
- مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الشریطی (۷) ۱۳۵، ۱۳۸
- مولود بہار بہار بہار غلد: کفایت علی کافی (۱۰) ۱۷۷
- مولود حرز ایمان (۱۰) ۹۷
- مولود سیدی (۱۰) ۶۱
- مولود شریف: شہید (۱۰) ۱۷۸
- مولود طیش (۱۰) ۵۸
- مولود لطیف (۱۰) ۹۸
- مولود نامہ: مختار (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ: عبداللطیف (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ/ تولد نامہ: عبدالملک بھروچی (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ: قاسم (۱۰) ۱۷۱
- مہاجرات (۹) ۲۸ (۱۰) ۵۳
- مہاجرین: معین الدین (۵) ۲۷۲، ۲۷۹، ۵۲۵
- مسنیٰ حضرت (۱۰) ۹۸
- موطا: امام مالک (۵) ۳۳۶، ۲۰ (۶) ۲۷، ۳۲، ۳۵، ۳۷
- میراج تسنیم: عبدالباری معنی اجیری (۱۰) ۱۸۷
- میراج زمرم: حشر کشمیری (۱۰) ۱۸۷
- میراج طہور: بہتراد کھنوی (۱۰) ۱۸۷
- میراج کوثر: اقبال سہیل (۱۰) ۵۱
- المیرہ الغدب الہی فی شرح امیرۃ العافظ عبدالغنی: عبدالکریم بن عبدالنور بن میزعلی م ۷۳۵ھ (۹) ۹۲، ۹۷
- مروضہ قرآن: شاہ عبدالقادر (۶) ۳۴
- موضوعات: سیوطی (۶) ۴۲
- مولانا احمد رضا خاں کی نعت گوئی: بشیر احمد قادری (مقالہ ایم اے پنجاب یونیورسٹی) (۱۰) ۲۷، ۳۲
- مولد محبوب خدا (۱۰) ۹۷
- مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الشریطی (۷) ۱۳۵، ۱۳۸
- مولود بہار بہار بہار غلد: کفایت علی کافی (۱۰) ۱۷۷
- مولود حرز ایمان (۱۰) ۹۷
- مولود سیدی (۱۰) ۶۱
- مولود شریف: شہید (۱۰) ۱۷۸
- مولود طیش (۱۰) ۵۸
- مولود لطیف (۱۰) ۹۸
- مولود نامہ: مختار (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ: عبداللطیف (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ/ تولد نامہ: عبدالملک بھروچی (۱۰) ۱۷۱
- مولود نامہ: قاسم (۱۰) ۱۷۱
- مہاجرات (۹) ۲۸ (۱۰) ۵۳
- مہاجرین: معین الدین (۵) ۲۷۲، ۲۷۹، ۵۲۵
- مسنیٰ حضرت (۱۰) ۹۸
- موطا: امام مالک (۵) ۳۳۶، ۲۰ (۶) ۲۷، ۳۲، ۳۵، ۳۷

نسبِ تریش (۹) ۶۹

نسیم جنت (جیلِ حدیث کا ترجمہ) : کفایتِ مل کا فی (۱۰) ۱۷۷

نسیم طیبہ : جنگِ بہادر خاں تابش (۱۰) ۱۸۶

نشر (۱۱) ۹۸

نشیہِ حضوری : حافظِ لدھیانوی (۱۰) ۱۹۰

نصبِ الرایہ : حافظِ زلیخا (۶) ۲۰۲

نصرتی : عبدالحق (۱۰) ۷۳

نظرة عامة فی تاریخ الفقه الاسلامی (۶) ۲۳۲، ۲۳۸

نظریہ سیاست ترجمہ از قاضی تمذ حسین جے۔ کے۔ پٹنہ (۵)

۱۲-۱۳، ۲۳۲، ۲۳۹

نظریاتِ سیاسیہ (ادمنہ قدیم و قدیم وسطی) ترجمہ از قاضی تمذ

حسین، ولیم آرچ بالڈ ڈننگ (۵) ۲۰، ۲۳۱-۲۳۲

- ۳۳۹

نظمِ تقدس : جاحظ (۸) ۳۰۸

نعت احمد (۱۰) ۱۸۶

نعت جیب : شیدا دارثی (۱۰) ۱۹۱

نعت حضرت رسولِ اکرمؐ در شعر فارسی : ضیاء الدین

دہشیری (۱۰) ۱۵، ۱۵۹

نعت حضورؐ : بہزاد لکھنوی (۱۰) ۱۸۷

نعت خاتم النبیینؐ (۱۰) ۱۸۶

نعت سلطان عرب المعروف بہ بہارِ شرب : فضل الدین

گلے زئی (۱۰) ۵۳، ۵۷، ۵۹

نعت سلطان عرب (۱۰) ۱۸۶

نعت سید المرسلینؐ (۱۰) ۱۸۶

نعت کے پھول : محمد احمد شاد (۱۰) ۱۹۱

نعت محمل : اختر الحمادی (۱۰) ۱۹۱

نعت مصطفیٰؐ (۱۰) ۱۸۶

نعت مصطفیٰ : قیصر تاجی (۱۰) ۲۵

نعت مصطفیٰ : قیوم نظر (۱۰) ۱۹۰

نعت ہی نعت (۱۰) ۱۸۶، ۹۷

نعتیہ دیوان، بیکس جبل پوری (۱۰) ۱۸۶

نعتیہ دیوان و چین مناقب کا، ممتاز جہاں لنگوہی (۱۰) ۱۸۶

نعتیہ قطعات : حافظِ لدھیانوی (۱۰) ۱۹۰

نعم : کرم حیدری (۱۰) ۱۹۰

نغاتِ حرم : مرتضیٰ خاورد (۱۰) ۱۹۱

نغمہ بہارِ عبید : سلطان احمد (۱۰) ۵۷

نغمہ ربانی : ضیاء القادری (۱۰) ۱۸۷

نغمہ روح : بہزاد لکھنوی (۱۰) ۱۸۷

نغمہ فردوس : شکیل بدایونی (۱۰) ۳۹

نغاتِ ماہر : ماہر القادری (۱۰) ۱۸۷

نغمہ نور : بہزاد لکھنوی (۱۰) ۱۸۷

نفعِ طبیب : بمقری (۶) ۱۰۵

نقد النشر : (۸) ۳۴۶ - ۳۴۸ - ۵۵۹

نقشِ بیان : ڈاکٹر سید صفدر حسین (۱۰) ۱۸۰

نقشِ سیرت (۷) ۶۱۶

نقشِ وفا : وقار دہلوی (۱۰) ۱۸۹

نگینہ نعت (۱۰) ۱۸۶

نوادیر الخطوط العربیہ فی ترکیا : رمضان شش

۹، ۸۴، ۹۰، ۹۲، ۱۰۶ - ۱۰۸

النوادیر السلطانیہ (۹) ۳۰۱

نوائے بردہ (ترجمہ قصیدہ بردہ) : فروغ احمد

(مترجم) (۱۰) ۱۹۰

نقوش، رسول نمبر ۷۵۶

نورائے ظہوری : محمد علی ظہوری (۱۰) ۳۶، ۱۹۱

نورایمان (۱۰) ۱۸۶

نورالایمان فی آثار حبیب الرحمن : عبدالحکیم (۶) ۴۱
نورالروض : محمد بن ابی بکر بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ

بن جماعتہ الکنتانی م ۷۶۷ھ ۹۳، ۹۰

نورالبرکات علی سیرۃ ابن سیداناس : ابراہیم بن محمد بن سبط

الحجی م ۱۰۴۱ھ ۹۰، ۹۵

النور السافر : عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ العیدروسی

(۶) ۱۲

نور السند : شاہ محمد فاضل الہ آبادی (۶) ۳۱

نور القاری شرح صحیح بخاری : ملا علی قاری (۶) ۱۹

نور اللغات : نورالحسن کاکوردی (۸) ۵۴۱، ۱۵

نور المعرفت : دلی (۱۰) ۷۴

نورنامہ : احمد (۱۰) ۱۷۲

نورنامہ : سیدی (۱۰) ۱۷۴

نورنامہ : شریف (۱۰) ۱۷۴

نورنامہ : عنایت شاہ قادی (۱۰) ۱۷۴

نورنامہ : ملک خوشنود

نور نکہت : نیاز علی احمد کاش (۱۰) ۱۹۰

نورین وال : مسرور کیفی (۱۰) ۱۹۰

نہالِ روشنی اکبر : محمد اکبر خاں اکبر میہ ٹھی (۱۰) ۱۸۵

النهاية فی غریب الحدیث والاثار : ابن اثیر (۶) ۲۰۲، ۱۱

۱۳، ۱۲

نصائتہ الاتقان فی علم الکلام : شہرستانی (۹) ۱۰۹

نشیج البلاغہ : علی ابن ابی طالب (۷) ۲۹۰ - ۲۹۱ (۸) ۳۲

۱۳۴، ۱۳۹ (۹) ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۲ - ۷۴۹

نشیج النصائح : نصیر الاجتہادی (۷) ۱۳۳

نیسا عظم : محمد اعظم چشتی (۱۰) ۱۹۰

نیزنگ دنیا یا گشدہ لڑکی (۱۰) ۹۸

نیزنگ نصائح : ترجمہ نشیج البلاغہ : اردو سید ذاکر حسین (مترجم)

(۹) ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۲ - ۷۴۹

نیل الادھار : قاضی شوکانی (۶) ۲۰۵ (۷) ۵-۵

و

والی بطن : عنایت اللہ خاں عنایت (۱۰) ۱۸۹

وثائق الیاسیہ : محمد عبداللہ دیکھئے مجموعہ وثائق الیاسیہ : محمد عبداللہ

وحی الہی : سعید اکبر آبادی (۵) ۲۴۵، ۲۳۹

ورنفاک ذکرک : راجہ رشید محمود (۱۰) ۲۲، ۲۴، ۳۱، ۳۴، ۱۹۰

الوزراء والکتاب : اجمشیادی (۷) ۱۴۱، ۱۳۸ - ۱۳۹، ۱۵۲

۱۵۸، ۱۶۶ - ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۸ - ۱۸۹

دزرہ دشمن (۹) ۸۲

الوسیط (۸) ۳۷۰، ۳۷۲

وسیلۃ المتعبدين فی سیرۃ سید المرسلین : عمر بن محمد بن خضر اور دبیسل م

۵۵۷، ۵۵۸ (۹) ۸۷

وسیلۃ المتعبدين الی متابعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم : عمر بن

محمد بن ... الموصلی م ۵۵۷، ۵۵۸ (۹) ۲۲۲ کے بعد ۲۲۳

وسیلۃ نجات : محمد عالمگیر کیف ٹوکی (۱۰) ۱۸۶

وفات نامہ : امین گجراتی (۱۰) ۱۷۴

وفات نامہ : عالم گجراتی (۱۰) ۱۷۱

وفات نامہ : عبداللطیف (۱۰) ۱۷۱

وفات نامہ : امام دکنی (۱۰) ۱۷۵

وفات نامہ : سرور کائنات : علی بخش دریا (۱۰) ۱۷۴

وفادار عورت (۱۰) ۹۸

ہری قلعیت (۱۰) ۹۷
ہشت بہشت : محمد باقر آگاہ (۱۰) ۴۰، ۱۷۵
ہند (۱۰) ۱۲۴
ہوائے طیبہ : قاضی عبدالرحمن (۱۰) ۱۹۱
ہیری (نادول) (۱۰) ۹۸
ہیرہ کے کل کنی (۱۰) ۹۸

وفات کے دبر (۱۰) ۹۸
وفاء الوفاء: بخیار وار المصطفیٰ: نور الدین اسمہودی (۵) ۲۵۳-
۲۵۴، ۲۵۷- ۲۵۸، ۲۵۸، ۲۶۹، ۲۶۸ (۸) ۳۳۵
(۹) ۱۶۸، ۱۸۵، ۱۸۷، ۲۲۱
وفیات الاعلام: شاہ خوب اللہ (۶) ۳۱
وفیات الاعیان: ابن خلکان (۷) ۴۰، ۷۴ (۹) ۵۲، ۶۳
وید (۱۰) ۵۳

یاحییٰ مرجبا: عبدالستار نیاززی (۱۰) ۱۹۱
یادایام: عبدالحی (۴) ۱۲-۱۳
یادگارنعت (۱۰) ۹۷
یعمربوید (۹) ۲۶، ۲۷
یوسف و دل آراء (رام پور کاسپا واقع) (۱۰) ۹۸
یہی کا زمانے رسول خدا کے: راجہ عبداللہ خان نیاز (۱۰) ۱۸۹

۵
برایته: برهان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی (۶) ۲۴-۲۵
۲۰۲ (۷) ۳۱
بریه شاد: سرکش پرشاد شاد (۱۰) ۱۸۶
بریه الدارنین: بنیادای (۹) ۱۰۸
بریه ششانی: عثمان احمد قاسمی (۱۰) ۳۶

انگریزی کتب

نقوشِ رسولِ نبیر ۷۵۸

A

American Peoples
Encyclopaedia (9) 285

Ancient India : R. C.
Mujamdar (5) 236

Arab Administration
S. Q. Hussani (5) 329

The Arab Civilization : Joseph
Hell , Tr. by S. K. Baksh
(5) 15, 277.

The Arab Kingdom and its Fall,
tr. Margaret Graham Weir :
J. Wellhausen (5) 47, 244.

B

A Book of Leadership :
R. M. Strgdill (9) 10

C

The Caliphs Last Heritage:
Sir Mark Sykes (5) 334

Cografya Yazmalari Katalogu
: Turkce Tarih (9) 105 – 106.

D

The Decline and Fall of the
Roman Empire : Edward
Gibbon (5) 231 – 232.

Descriptive Catalogue of the
Garrett Collection (9) 108.

Dictionary of Word Origins :
Joseph Shipley T. (5) 12.

A Dictionary of the Social Sciences'
(edd), Juluis Gould, William
L. Kolle (5) 314 – 315.

E

Encyclopaedia Britannica
(5) 237, 243 (9) 285

The Elements of Jurisprudence:
Sir Thomas Ershine Gilchrist
(5) 13.

F

The First Written Constitution
of the World: Muhammad Hami-
dullah (9) 526.

The Foundations of Political
Theory : H. R. G. Graves
(5) 13.

G

Great Political Thinkers (Plato to
Present) : William Ebenstein
(5) 232.

Greek Political Theory:
Sir Earnest Barker
(5) 12, 13.

Gettles History of Political
Thought: Lawrence C. Wanlass
(5) 232 – 233.

H

Heroes of Islam: Amir Hasan
Siddiqi (9) 10.

L

The Historians/ History of the World : Wellhausen (5)105, 110, 260, 279 – 280.

A History of Civilization in India: R. C. Dutt (8) 220.

A History of Egypt (From the Earliest Times to the Persian Conquest : James Breasted (5) 258.

History of India : Mukerji (5) 236.

History of India ; V. A. Smith (5) 236.

History of Mankind (Cultural & Scientific Development) Tr. G. E. F. Chiloq and Sylina Chilver : Luigi Parati (5)236.

A History of Medieval Islam : J. J. Saunders (5) 277.

A History of Political Theory: Sabine (5) 233.

A History of Egypt (From the Earliest Times to the Persian Conquest) : James Breasted (5) 258.

The Holy Roman Empire James Viscount Bryce (5) 231, 232, 236.

The International Critical Commentary, ed. by I. Skinnev (9) 307.

Islam and the Integration of Society : W. Montgomery Watt. (5) 261, 267.

Lectures on Jurisprudence : Austin (5) 316.

A Literary History of the Arab: R. A. Nicholson (5)276, 277, 280.

Life of Mohammad : Sprenger (6) 244.

The Life of Mahomet : William Muir (5) 75, 103, 242, 263, 279.

M

The Making of Humanity: Robert Briffault (5) 20, 232 (8) 231.

Masters of Political Thought : W. T. Jones (5) 313.

Mohammedanism: D. S. Margoliouth (5) 292, 298.

Muhammad at Medina ; Montgomery Watt (5) 101, 103 – 104, 278, 286 – 289, 298, 352 – 353, 357–358, 362 – 363.

Muhammad The Holy Prophet: Ghulam Sarwar (5) 279 (9) 532.

Mohammedische Studien : (6) 239, 241–245.

Muslim And Christian Calender: G. S. P. Freeman (9) 281.

O

On the Commonwealth:
Bowen (5) 313.

Origin of Species :
Darwin (8) 688 –689.

The Orient under the Caliphs
Tr. S. Khuda Baksh: Van
Krener (5) 329.

Oxford English Dictionary
(5) 12.

P

Political Science & Government:
Garner James Walford (5) 314–
315, 316.

Popkapi Sarayi Muzesi Kutup: t
Karatay (9) 106.

Principles of Political Science:
R. N. Gilchrist (5) 13,
314 – 315.

Proceedings of Idara-i-M'arif-i-
Islamia (5) 293.

Public Administration in Ancient
India Pramathanath Banerjea
(5) 236.

R

The Relations Between Arabs
and Israelities Prior to the
Rise of Islam : D. S. Margo-
liouth (5) 33, 238, 240 - 241,
243, 257–258.

S

Shorter Encyclopaedia of Islam
(5) 256.

The Shorter Oxford English Dic-
tionary, ed. by William Little,
H. W. Fowler, & J. Coulson
(5) 12, 13.

The Shorter Oxford English Dic-
tionary on Historical Principles
(5) 314.

The Sira in Verse : Arabic &
Islamic Studies in Honour of
H. A. R. (9) 107.

Sketches from Eastern History,
Tr. John Southarland Black:
Theodor Noldeke (5) 334.

The Social Contract and the
Islamic State : Ilyas Ahmad
(5) 267.

The Social Contract or Principles
of Political Right, Tr. J. Henry
Tozier (5) 334.

Sovereignty, Islamic and Modern:
Ilyas Ahmad (5) 313, 314.

The Story of Bible
(9) 307.

W

Webster's Biographical
Dictionary (5) 231, 232.

ارشادِ ریشہ نقوش

رسولؐ کے نمبر

جلد یازدہم تا دوازدہم
شمارہ نمبر ۱۳ - جنوری - ۱۹۸۵ء

مقالہ نگاران

(اور مقالات کے اہم نکات)

1

ابن اسحق: سیرۃ ابن اسحق مسماة بكتاب البتداء والمبعث و

المغازی تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔

ترجمہ از نورانی (۱۱) ۷-۳۵۴

تقدیم از محمد الفاسی ۸

باب ۱: سلسلہ نسب (از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا حضرت آدم علیہ السلام) ۱۰، جناب

عبد المطلب بن ہاشم کا زرم کو کھوڑا ۱۱، زرم کا

محل وقوع ۱۳، حضرت اسماعیل اور سیدہ ہاجرہ کی مکہ

میں آبادی ۱۴، جناب عبد المطلب کے اشعار ۱۵،

بنو ضیفاء ۱۷، ابو تقاضیہ اور اس کے مجاہدوں کا

واقعہ ۱۸۔

باب ۲: (جناب) عبد المطلب کی نذر ۲۰، قرعہ خال

جناب عبد اللہ کے نام ۲۱، جناب عبد المطلب کے اشعار

اور قرعہ خال اور ٹٹوں پر نکلنا ۲۲-۳۲،

باب ۳: (جناب) عبد اللہ بن مطلب کی شادی ۳۳،

ام قبل بنت نوفل بن اسد کے اشعار ۳۴، رسول اللہ

کی ولادت باسعادت اور جناب عبد المطلب کے اشعار

۳۸-۴۱، www.KitaboSunnat.com

باب ۴: رسول اللہ کی ولادت باسعادت ۴۲، حلیمہ بنت عمار کی

زبان سے معجزات نبویؐ کا بیانیہ ۴۲، دماغے

خلیل اور نوید مسیحا ۴۵،

باب ۵: قبیلہ حمیر کے بادشاہ متبع اصطکی حکایت ۴۶،

متبع کی شکر کشی ۴۸، اس کے اشعار ۴۸،

باب ۶: متبع کی قتل گاہ ۵۲، رئیس ہمدان (ذو عین)

کے اشعار ۵۲، عبد کلال کے اشعار ۵۲، ابرہہ کا روزیہ

کو قتل کرنا ۵۵،

باب ۷: اصحاب الفضل کا واقعہ ۵۶، جناب عبد المطلب

کے اشعار ۵۷، ابرہہ اور جناب عبد المطلب کی ملاقات

۵۷، مکہ پر چڑھائی کا قصہ ۵۸، نفیل کے اشعار ۵۹،

جناب عبد المطلب کی بدوعا ۵۹، لشکر ابرہہ کی تباہی ۶۰

رسول اللہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ۶۱،

باب ۸: آنحضرت کے جد امجد کی وفات ۶۳-۱۰۶۳

کے اشعار ۶۳، صفیہ کے اشعار ۶۴، ام حکیم البیضا

کے اشعار ۶۴، برہ کے اشعار ۶۵، اردی بنت عبد المطلب

کے اشعار ۶۵، جناب عبد المطلب کے اشعار ۶۶،

باب ۹: حصہ دوم، ہجیرا، حبیب کا قصہ ۶۸، (جناب)

ابو طالب کے ہمراہ شام کا سفر ۶۸، ہجیرا، حبیب اور جناب

ابو طالب کا مکالمہ ۶۹، اس واقعہ کے بارے میں جناب

ابو طالب کے اشعار ۷۰، آنحضرت کے اخلاقی فضائل ۷۱

باب ۱۰: خدیجہ بنت خویلد کا واقعہ ۷۱، آنحضرت

باب ۱۴: تعمیر کعبہ ۱۰۱، کعبہ کی تعمیر نو ۱۰۱، الودھب
کے متعلق ایک عرب شاعر کے اشعار ۱۰۲، پرانے
کتبوں کی دریافت ۱۰۳، حجرِ اسود پر جھگڑا ۱۰۴،
عکرمہ بن عامر بن ہاشم، بن عبد مناف بن عبد الدار
کے اشعار ۱۰۴، وھب بن عبد مناف کے اشعار
۱۰۵، رسول اللہ نے اس نزاع کا فیصلہ کیا ۱۰۶،
زبیر بن عبد المطلب کے سانپ کے بارے میں اشعار ۱۰۶

باب ۱۶: حضرت علیؓ بن ابی طالب کا اسلام ۱۲۰ھ حضرت

۱۸۶، قصہ غزانیق ۱۸۷، جیشہ سے واپس آنے والے مسلمانوں پر کیا گزری ۱۸۸، عثمان بن مظعون کے اشرار ۱۹۰۔
باب ۲۴: حضرت عمرؓ کا اسلام ۱۹۱، حضرت عمرؓ کا اپنی بہن کے گھر جانا ۱۹۲، سورہ طہ کی تلاوت ۱۹۳، حضرت عمرؓ کے اشرار ۱۹۴۔

باب ۲۵: مکہ مکرمہ میں قرآن کریم کی چہرٹی تلاوت کی ابتدا ۱۹۷، حضرت عبداللہ بن مسعود کا مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن کرنا ۱۹۷۔

باب ۲۶: حصہ جہاد، قلعہ ذیل ایمان ۱۹۹، حضرت ابوبکرؓ کا نہدیہ کو آواز دکرانا ۲۰۱، مکہ کے بتوں کے متعلق حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے ۲۰۳، مشرکین سرورادوں کو دھوکا سے قتل کرنے کا قصہ ۲۰۳، مسلمانوں پر ظلم و ستم ۲۰۳، حضرت علیؓ کے مدنی دور کا ایک واقعہ ۲۰۴، نبی اکرمؐ کی مدنی زندگی ۲۰۵، راشی اور ابو جہل کا واقعہ ۲۰۶۔

باب ۲۷: رسول اللہؐ کے ساتھ مشرکین کی مخالفت ۲۰۸، مشرکین کے مختلف مطالبے ۲۰۸، ابو جہل کا آپؐ کو پتھر مارنے کا ارادہ ۲۱۱، نضر کے بارے میں قرآن کریم کی آیات ۲۱۲، عقبہ بن معیط کا علماء یہود کے پاس مدینہ جانا ۲۱۳، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علماء کے یہود اور اہل کتاب کی رائے ۲۱۴، تورات میں نبیؐ کا ذکر ۲۱۴، سیدنا علیؓ اور قصہ ذوالقرنین ۲۱۵، رسول اللہؐ کی تلاوت قرآن کو مشرکین کا چھپ کر سنا ۲۱۶، نبیؐ کثیر السکوت تھے اور آپؐ کا زور سب سے زیادہ زبردست تھا ۲۱۷، نبیؐ کو تبلیغ دین سے روکنے کے لئے مشرکین کے حربے ۲۱۸، عقبہ بن ربیعہ کی جانب سے نبیؐ کی مدافعت ۲۱۹، جناب ابوطالب کے عقبہ بن ربیعہ کی مدح میں اشعار ۲۱۹، بلاد روم و ایران کی

علیؓ کی آپؐ کے ساتھ نماز ۱۴۰۔
باب ۱۷: حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ کا اسلام لانا ۱۴۲،
باب ۱۸: حضرت ابوذرؓ کا اسلام لانا ۱۴۴، گزشتہ امتوں کی تعداد ۱۴۴، توراۃ میں نبیؐ موعود کی صفت ۱۴۴، نبیؐ کے اسماء مبارکہ ۱۴۵۔

باب ۱۹: مہاجرین کا اسلام ۱۴۷، قبائل عرب میں سے لوگوں کا ایمان ۱۴۷، دعوت ذوالحجہ ۱۴۸، نزول وحی کے بعد آنحضرتؐ کا معمول ۱۵۰، مشرکین کی عداوت ۱۵۱، جناب ابوطالب کے اشعار ۱۵۲، جناب ابوطالب نے آپؐ کی حمایت کا ارادہ کر لیا اور قوم کی مخالفت ۱۵۴، جناب ابوطالب کے اشعار ۱۵۷۔

باب ۲۰: مسلمانوں پر ظلم و ستم اور تشدد ۱۵۹، جناب ابوطالب کا کہنا کہ میں آپؐ کی ہر حال میں حمایت کروں گا ۱۵۹، ان کے حمایت رسولؐ میں اشعار ۱۶۰، صغیریت عبدالمطلب کے اشعار ۱۶۲، جناب ابوطالب کے اشعار ۱۶۴، شعب ابی طالب کی مصدوری اور بایکھاٹ کی دستاویز ۱۶۶، شعب ابی طالب کے متعلق جناب ابوطالب کے اشعار ۱۶۷، ابوہریرہؓ کے اشعار ۱۶۸، شعب ابی طالب کی دستاویز پر دیکھ کا مسئلہ ۱۶۹، جناب ابوطالب کے اشعار ۱۶۹، مقاطعہ کی دستاویز کا خانہ ۱۷۳، عمارہ بن ولید اور عمرو بن العاص جیشہ میں ۱۷۵، عمرو کے عمارہ کے متعلق اشعار ۱۷۷۔

باب ۲۱: حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کا اسلام لانا ۱۷۹، ان کے اشعار ۱۸۰، ان کے مزید اشعار ۱۸۱۔
باب ۲۲: اصحاب رسولؐ کی ہجرت جیشہ ۱۸۳۔
باب ۲۳: اسمائے گرامی مہاجرین جیشہ پہلا مرحلہ

فتح کی بشارت ۲۲۱، ابو جہل کے کافرانہ عوام ۲۲۲،

جناب ابوطالب کے اشعار ۲۲۴۔

باب ۲۸: سرزمینِ حبشہ کی طرف ہجرت ۲۲۶، نجاشی کا
مسلمانوں کو گھٹکھوکھلیے بلانا ۲۲۷، مسلمانوں کی طرف

سے حضرت جعفر بن ابی طالب کا نمائندہ مقرر ہونا ۲۲۷،

حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں گھٹکھوکھلی ۲۲۸، نجاشی

کی دہچوٹی ۲۳۰، سیدہ رقیہ بنت النبیؐ حبشہ میں ۲۳۱

حبشہ کے نصاریٰ کا دہدہ ۲۳۲، نجاشی کی ناز جنازہ ۲۳۳

ابن عمرؓ کی آرزو ۲۳۴، نجاشی کے بیٹے کا اسلام لانا ۲۳۴

ہجرت حبشہ کے متعلق عبداللہ بن حارث بن عدی بن

سلیم کے اشعار ۲۳۵، جناب ابوطالب کے اشعار ۲۳۶

باب ۲۹: مہاجرین حبشہ کے اسلئے گرامی۔ دو سرلرعد

۲۳۸، نبیؐ کا مکتوب گرامی بنام شاہ حبش ۲۳۹، عبداللہ

بن حارث سہمی کے اشعار ۲۴۲۔

باب ۳۰: قریش کی رسول اللہؐ کو ایذا رسانی ۲۴۶،

قرآن حکیم کی آیات ۲۴۷۔

باب ۳۱: اہل عرب کو رسول اللہؐ کی تبلیغ عام ۲۴۹،

قبائل عرب کو دعوت ۲۴۹، طارق بن عبداللہ المخزومی

کا واقعہ ۲۴۹، جناب ابوطالب کا مطایرہ اور حضرت ابوبکرؓ

کا جواب ۲۵۰، کفار کی زیادتیوں کے باوجود نبیؐ کا حلم

۲۵۱، کفار کی حضرت فاطمہؓ بنت النبیؐ کو ایذا رسانی ۲۵۱

نبیؐ اور آپ کے رضاعی بھائی ۲۵۲، مکہ میں حضرت

ابوبکرؓ کی اپنے گھر میں مسجد ۲۵۲

باب ۳۲: سید ابوطالب کی وفات ۲۵۴، جناب

ابوطالب کی بیٹی عبدالمطلب کو وصیت ۲۵۵، ابن عباسؓ

کی روایت ۲۵۷، حضرت علیؓ کا جناب ابوطالب کے

متعلق مثنیہ ۲۵۸۔

باب ۳۳: حصہ پنجم، وفاتِ خدیجہؓ بنت خویلد ۲۶۰،

جنت میں خدیجہؓ کا کھڑا ۲۶۰، حضرت خدیجہؓ و عائشہؓ ۲۶۱

حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کے ساتھ نبیؐ کا حسن سلوک ۲۶۱

دنیا و آخرت کی برگزیدہ عورتیں ۲۶۱، حضرت خدیجہؓ کی اولاد

۲۶۲

باب ۳۴: حضرت فاطمہؓ کا نکاح ۲۶۴،

باب ۳۵: حضرت عمرؓ بن خطاب اور ام کلثومؓ بنت علیؓ

کا نکاح ۲۶۶،

باب ۳۶: سیدہ ام کلثومؓ بنت علیؓ کا عموں بن

جعفر بن ابی طالب کے ساتھ نکاح ۲۶۸،

باب ۳۷: حضرت علیؓ اور فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ کی

ساجزہ اوی زینبؓ کا نکاح ۲۷۰،

باب ۳۸: حضرت عثمانؓ بن عفان کا نکاح ۲۷۲۔

باب ۳۹: حضرت خدیجہؓ کے علاوہ رسول اللہؐ کی دیگر

ازواجِ مطہراتؓ ۲۷۴، ام المومنین حضرت سودہؓ بنت

زمرہؓ ۲۷۴، ام المومنین حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ ۲۷۴

ام المومنین حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ ۲۷۶، ام المومنین حضرت زینبؓ

بنت خزیمہؓ ۲۷۶، ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ ۲۷۶،

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ ۲۷۷، ام المومنین حضرت

زینب بنت جحشؓ ۲۷۸، ام المومنین حضرت جویریہؓ بنت

بنت حارثؓ ۲۷۹، ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت صحی

۲۸۰، ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارثؓ ۲۸۱،

اسما بنت کعب اور عمرہ بنت یزید کے ساتھ رسول اللہؐ

کے نکاح ۲۸۲، تہیلہ غفار کی ایک خاتون ۲۸۲، دو تہا

جنوں نے اپنے آپ کو نبیؐ کے لیے ہبہ کیا ۲۸۳، دو تہا

جونی صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک مین میں تھیں ۲۸۵ ،
اولاد نرینہ کے عوض کوثر کا عطیہ ۲۸۷ ۔

باب ۴۰ : مذاق اڑانے والوں کا اٹناک انجام ۲۸۹ ،
رکانہ بنی عبید بن جاد کا واقعہ ۲۹۲ ،

باب ۴۱ : علامات نبوت ۲۹۳ ، ایک اونٹ کا واقعہ
۲۹۳ ، ایک بچے کی شہادت ۲۹۴ ، دو درختوں کا
باجمل جانا ۲۹۴ ، ایک عمر رسیدہ اونٹ کی فریاد
۲۹۴ ، بھیڑیے کا ایک گڈریے سے کلام کرنا ۲۹۶ ،
ایک گائے کا کلام کرنا ۲۹۷ ،

باب ۴۲ : اہم شریک دوسرے کا اسلام لانا ۳۰۰ ،
باب ۴۳ : قبیلہ دوس کے حضرت ابو ہریرہؓ کا اسلام لانا ۳۰۲ ،
باب ۴۴ : عدی بن حاتم اور دیگر چیدہ چیدہ اشخاص
کا اسلام لانا ۳۰۳ ، ایک اعرابی کا اسلام لانا ۳۰۶ ، ایک
صومالی رئیس کا اسلام لانا ۳۰۶ ، جریر بن عبد اللہ کا اسلام
لانا ۳۰۷ ، سرزمین ایران کی فتح کی بشارت ۳۰۷ ،
عبد القیس کے ایک شخص کا اسلام لانا ۳۰۸ ، ایک شخص
جو اسلام قبول کرنے کے ذرا بعد فوت ہو گیا ۳۰۸ ،
آنحضرتؐ کی بربادی اور ایک یہودی کا اسلام لانا
۳۰۹ ، عبد اللہ ذوالعبادین کا اسلام لانا ۳۱۱ ،

باب ۴۵ : واقعہ اسراء مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ
تک حضورؐ کا لے جایا جانا ۳۱۲ ، آپؐ کی حضرات
ابراہیمؑ ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے ملاقات ۳۱۳ ، پہلے مؤذن
حضرت بلالؓ تھے ۳۱۶ تحویل قبلہ ۳۱۷ ، قطعہ ثمانی
رازمحورہ خطوط نامہ برہ دمشق ۔ روایت محمد بن مسلمہ ۳۱۹

باب ۴۶ : غزوہ بدر ۳۲۰ ، اس بارے میں قرآنی
آیات ۳۲۰ ، آپؐ کی پانچ استیلازی خصوصیات ۳۲۲ ،

شہدائے بدر ۳۲۲ ، غزوہ کدر ۳۲۵ ۔

باب ۴۷ : غزوہ سویق، ابوسفیان کے اشعار ۳۲۷ ،

باب ۴۸ : غزوہ ذی امر ۳۲۸ (بجانب بجز) ۳۲۹ ،

غزوہ بحران ۳۳۰ ، غزوہ بنی قینقاع ۳۳۰ ، یہود

بنی قینقاع کے بارے میں قرآنی آیات ۳۳۰ ، عبادہ

بن صامت اور عبد اللہ بن ابی کے متعلق سورہ مائدہ

کی آیات ۳۳۲ ۔

باب ۴۹ : سریرہ زید بن حارثہ ۳۳۴ ، حضرت حسانؓ

کے اشعار ۳۳۴ ۔

باب ۵۰ : کعب بن اشرف کا قتل ۳۳۶ ، مجیدہ کے

اشعار ۳۳۹ ، حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے اشعار ۳۳۹

باب ۵۱ : غزوہ اُحُد ۳۴۱ ، ابو عرہ کے اشعار ۳۴۲

احد کی گھاٹی میں ڈبرہ ڈالنا ۳۴۴ ، حضرت ابو وجانہؓ کی

بہادری ۳۴۵ ، ہندہ بنت عتبہ کے اشعار ۳۴۵ ، آپؐ کا زخمی

ہونا ۳۴۶ ، حضرت مصعبؓ بن عمیر کا جہاد ۳۴۷ ، حضرت

انسؓ بن نصر کی شہادت ۳۴۸ ، حضرت حسانؓ بن ثابتؓ کا

ابی بن خلف کے متعلق شعر ۳۴۹ ، فرشتوں نے حضرت

حظیفہؓ کو غسل دیا ۳۵۱ ، ہندہ بنت عتبہ اور اس کی ساتھی

عورتوں کا شہداء کا مشعل کرنا ۳۵۱ ۔ ابوسفیان کا پہاڑ

پر چڑھ کر اعلان کرنا ۳۵۱ ، حضرت عمرؓ کا جواب ۳۵۱ ،

حضرت علیؓ بن ابی طالب کو تعاقب میں بھیجا ۳۵۲ ، حضرت

سعد بن ربعی کی شہادت ۳۵۲ ، حضرت حمزہؓ کی لاش

دیکھ کر آپؐ کا غیظ و غضب ۳۵۳ ، حدیث کا حکم اور مشعل

سے منع فرمانا ۳۵۴ ،

ح

حمید اللہ محمد : محاکمہ سیرت ابن اسحق (۱۱) ۳۵۵-۳۹۶ ،

، ۳۵۴-۷۱۱)

م

محمد حمید اللہ دیکھئے حمید اللہ، محمد -
محمد یسین منظر صدیقی دیکھئے منظر صدیقی، محمد یسین

محمد یوسف گوریہ ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ ترجما
محمد عالم قریشی (۱۱) ۵۶۷-۷۳

باب ۱: عرب قبل از اسلام - نسب نامہ، جغرافیہ، سیاست

۵۶۸، نسب نامہ ۵۶۸، عرب، بائدہ، عرب عادیہ، عرب
مستاریہ ۵۶۸، جغرافیہ ۵۷۰، العربیۃ السعیدہ، العربیۃ المذنبہ

العربیۃ المحجریہ ۵۷۰، جزیرہ عکسے عرب کے پانچ خطے

حجاز، تہامہ، یمن، عروض اور نجد ۵۷۱، سیاسیات

۵۷۱، قدیم عرب بادشاہیں ۵۷۲، ثمود ۵۷۲، الحیان

۵۷۳، نبطی - بطر ۵۷۳، ترمور ۵۷۴، غسان ۵۷۵

لخم ۵۷۵، کندہ ۵۷۵، حوالہ جات و تشوہات ۵۷۸

باب ۲: قبل از اسلام عرب میں نظام عدل ۵۸۷، بیباکی

نظام ۵۸۷، سرداری ۵۸۷، بادشاہتیں ۵۸۹، وسطی

مغربی عرب میں نظام عدل ۵۸۹، قانون ساز اور مشورتی

ادارے ۵۹۰، حجاز میں نظام عدل ۵۹۱، قبائل میں مقدمات

کا تصفیہ ۵۹۲، مکہ کی شہری ریاست ۵۹۳، ترقیاتی منصوبہ

۵۹۳، البطاح ۵۹۳، ظواہر ۵۹۴، احابش ۵۹۴

ان کے بارے میں مختلف نظریات ۵۹۴، تجارت اور کاروبار

۵۹۸، بلدیاتی نظام ۶۰۰، عدلیہ اور انتظامیہ کے اداروں کا

قیام ۶۰۰، قریش کے درمیان سیاسی گروہ بندی ۶۰۱

مکہ کی شہری ریاست میں نظام عدل ۶۰۲، عدلیہ کے ادارے

۶۰۲، ضلعی کونسل (دارالاسرہ) ۶۰۲، مجلس اعلیٰ (دارالندوہ)

۶۰۲، مجلس اعلیٰ کا طریق کار ۶۰۳، کثیر الحفصہ ادارہ

محمد ابن اسحاق کی کتاب المبتدأ، المبحث والمنہج

۳۵۷، اس کتاب میں اشارہ ۳۵۷، تاریخ کی کتاب ۳۵۸

پیغمبر اسلام ۳۵۸، اسلام سے قبل عربوں کے ہاں

تاریخ کا علم ۳۶۱، اہل مکہ میں اربعین ۳۶۲، انفرجین حارث

کے پاس تاریخ ابراہی کے متعلق کتاب ۳۶۳، عہد نبوت

۳۶۳، جزیرہ عرب میں اسلام کی دعوت ۳۶۴، عہد

رسول اللہ میں تاریخ کی طرف توجہ ۳۶۵، عہد صحابہ

۳۶۵، حضرت انس بن مالک کے پاس مغلطوں کی شکل

میں رجسٹر ۳۶۷، مسلمانوں کے ہاں کتب تاریخ کی تالیف

۳۶۸، ابن اسحاق سے پہلے کے مؤرخ ۳۶۹، جن کا

ذکر و تفسیل نے نہیں کیا ان میں سے ۳۷۲، یزید بن

ابی حبیب (م ۱۲۸ھ) ابن اسحاق کے مصری استاذ

۳۷۲، معمر بن راشد (م ۱۵۲ھ) ابن اسحاق کے مہجر

۳۷۲، ابن اسحاق کے متعلق خطیب بغدادی کا بیان

۳۷۳، درس و تدریس ۳۷۶، ابن اسحاق کی پیدائش

اور تعلیم ۳۷۶، زہری ان کے استاد ہیں ۳۷۶، ابن قدامہ

کا مصر کی طرف جانا ۳۷۷، ان کا جرحہ میں آنا ۳۷۸

۳۷۹، ابن اسحاق اور امام مالک و شام بن عروہ کی منافرت

۳۷۹، امام ابو حنیفہ اور ابن اسحاق کی گفتگو ۳۸۱، ابن

اسحاق اور مشر حیل کے درمیان منافرت ۳۸۲، ان

کا فاطمہ زوجہ ہشام سے روایت کرنا ۳۸۲، ابن اسحاق

کا طریق کار ۳۸۵، تالیفات ابن اسحاق ۳۸۷، ان کی

کتابوں کے راوی ۳۸۸، دیگر نسخے ۳۹۰، مشرح و تراجم

کتاب ۳۹۰، انہما لشکر ۳۹۱، مصادر ۳۹۳ -

حمید اللہ محمد (مرتب) : سیرۃ ابن اسحاق مسموۃ بکتاب المبتدأ والمنہج
والمنہج، تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

۶۰۴ مجلس اعلیٰ کی ہئیت ۶۰۴، شہری ریاست کا دستور ۶۰۵، حلف الفضول (انجمن انصاف) ۶۰۵، تحکیم (ثالثی) ۶۰۸، کہانت ۶۱۱، عرفات، عرفہ ۶۱۲، سالانہ میلوں پر انصاف ۶۱۳، حوالہ جات اور تشریحات ۶۱۶۔

باب ۳: دستور مدینہ کے تحت عدلیہ ۶۲۱، دستور مدینہ ۶۲۲، دستور کا مطالعہ ۶۲۹، صحت حق ۶۲۹، زمانہ تحریر ۶۳۰، تعداد دفعات ۶۳۲، یہودی قبائل ۶۳۳، اسلامی ریاست کا دفاع ۶۳۴، مذہبی اور سماجی خود مختاری ۶۳۴، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ۶۳۵، سربراہ ریاست ۶۳۵، پیلاہ ۶۳۵، چیف جسٹس ۶۳۵، عدالتی نظام ۶۳۶، چند مقدمات ۶۳۷، مقدمہ کی روداد ۶۳۷، ریون (علم) کے ساتھ ملاقات ۶۳۷، جرح اور حلف ۶۳۸، متن پیش کرنا ۶۳۸، قانون کو پوشیدہ رکھنے کے اسباب ۶۳۸، فیصلہ ۶۳۹، قانون میں امتیاز ۶۳۹، ایک مسلم اور یہودی کے درمیان جھگڑا ۶۳۹، غذاری ۶۴۰، بنو قریظہ کی مدینہ سے جلا وطنی ۶۴۱، بنو نضیر کی غذاری ۶۴۱، دستور کی پامالی ۶۴۱، بنو نضیر کی مدینہ سے جلا وطنی ۶۴۲، بنو قریظہ کی غذاری ۶۴۲، فیصلہ کا اعلان ۶۴۳، یہودیت قبول کرنے والوں پر تازہ ۶۴۳، یہودیوں کے قرضے ۶۴۳، دستور مدینہ میں غذاری کی سزا ۶۴۷، بنو قریظہ کے واقعہ سے چند اہم دستوری نکات ۶۵۰، ریاست مدینہ کا ضابطہ دیوانی اور پاکستان میں رائج ضابطہ دیوانی ۶۵۲، حوالہ جات اور تشریحات ۶۵۴،

باب ۴: قرآنی دستور کے تحت نظام عدالت ۶۵۹، قرآن کے بنیادی دستوری اصول ۶۵۹، عدل ایک خدائی ضابطہ ۶۵۹، عدل کا ماخذ ۶۵۹، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار ۶۶۰، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض ۶۶۲، غیر مسلم خود مختاری ۶۶۳، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات تیزی ۶۶۴، قانون اور انصاف کی بالادستی ۶۶۵، قانون کا علم ۶۶۶، اس بارے میں قرآن کا حکم ۶۶۷، قانون شہادت ۶۶۸، چار گواہوں کا لزوم ۶۶۹، دو گواہوں کا لزوم ۶۶۹، دوسروں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ۶۷۰، خاندان کی گواہی چار گواہوں کے برابر ۶۷۱، ایک گواہ اور قسم ۶۷۲، شہری اور یہودی شہادت ۶۷۳، عورت کی گواہی ۶۷۵، قرض کی دستاویز کی وثیقہ نویسی ۶۷۷، قرآن حکیم کی آیت ۶۷۸، لفظ "الضلال" کے معانی ۶۷۸، مرد اور عورت کی برابر گواہی ۶۸۰، قرآن میں گواہ کے لیے لفظ "شاہد" کا استعمال ۶۸۱، سنت سے عورت کی پوری گواہی ۶۸۱، فقہی مذاہب میں عورت و مرد کی گواہی کی قیمت ۶۸۳، ابن القیم کی رائے ۶۸۳، دستاویزی شہادت ۶۸۶، گواہوں کے لئے ہدایات ۶۸۷، عدلیہ کی دستوری دفعات کی تفسیر ۶۸۸، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدالتی طریق کار ۶۸۹، شہادت کی بالادستی ۶۸۹، بطور گواہ مسلمانوں میں مساوات ۶۹۱، نا اہل گواہ ۶۹۳، قرآنی شہادت ۶۹۴، نفیثش اور تناوینی کارروائی ۶۹۶، عدالتی کارروائی ۶۹۹، فریقین مقدمہ کی ذمہ داریاں ۶۹۹، اقبال جرم ۷۰۰، مصالحت ۷۰۱، عدالتی حکم کا نفاذ ۷۰۲، بے دروغی عدلیہ ۷۰۳،

مؤلف ۱۳۵۸، مقدمہ - ۱۔ سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات ۲۶۱، پہلے انبیاء کی سیرت ۲۶۱، آپ کی سیرت کے جملہ واقعات موجود ہیں ۲۶۲، آپ کی سیرت ایک کامل ترین انسان کی سیرت ہے ۲۶۳، آپ کی سیرت انسانیت کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہے ۲۶۳، آپ کی سیرت رسالت و نبوت کے لیے دلائل مہیا کرتی ہے ۲۶۴ -

(ب) سیرت نبویہ کے مآخذ - ۱۔ قرآن کریم ۳۶۷، سنت نبویہ صحیحہ ۳۶۸، عہد رسالت کے ہم عصر شعرا کا کلام ۳۶۹، کتب سیرت ۳۷۰، سیرت ابن ہشام ۱۷۰، طبقات ابن سعد ۲۷۱، تاریخ طبری ۳۷۱، تالیف سیرت کے اسلوب میں تبدیلی ۳۷۱ -

فصل اول: آنحضرت کی حیات طیبہ قبل بعثت ۳۷۳، تاریخی واقعات ۳۷۳، پند و نصائح ۳۷۶، شرافت و نجابت کے حامل داعی کے پیغام کو لوگ بڑے غور سے سنتے ہیں ۳۷۶، حالت تہی کے اثرات ۳۷۷، فطری مسائل کے اثرات، داعی کی ذہانت و فطانت ۳۷۸، معیشت میں خوشنیل ہونا ۳۷۸، قبل از بعثت کی زندگی ۳۷۸، سفر کے تجربات، جہور کے ساتھ معاشرت، مصائب و مشکلات میں شکر ۳۷۹، خلوت گزینی ۳۸۰،

فصل دوم: آنحضرت کی حیات طیبہ بعثت سے ہجرت تک ۳۸۲، ۱۔ واقعات ۳۸۲، ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ۳۸۲ -

ب۔ پند و نصائح، معاشرے میں پھیلی ہوئی گمراہی اور بگاڑ کے خلاف نفرت ۳۸۸، جبریل کا وحی لے کر آنا ۳۸۸، اعلانیہ دعوت الی اللہ کھانا سب وقت ۳۸۸

حوالہ جات اور تشریحات نم ۷۰

باب ۵: عہد رسالت میں صوبائی نظام عدالت ۷۱، تمہید ۷۱، قضاۃ اور عمال کی فہرست ۷۱، عدالتی ترتیب ۷۱، مدینہ کا مستقل قاضی ۷۱، صوبائی اور ضلعی قاضی ۷۱، عتاب بن اسید بنظم کہ ۷۱، یمن میں نظام عدالت ۷۱، یمن میں قانون اور عدلیہ کے ماہرین کا تقرر ۷۱، ابو موسیٰ رضی بطور قاضی ۷۱، معاذ بن جبل بطور قاضی ۷۲، ان کے فیصلے ۷۲، عمرو بن حرم کا تقرر ۷۲، عدلیہ کے ماہرین کے فرائض ۷۲، یمن کی عدلیہ پر حضرت علی کا تقرر ۷۲، عدالتی طریقے سے متعلق ہدایات ۷۲، یمن میں حضرت علی کے فیصلے ۷۲، حوالہ جات اور تشریحات ۷۲ -

باب ۶: عہد رسالت کا نظام عدل اور جدید معضلات و مستشرقین ۷۲، علی عبدالرازق اور اہل بیت کے دورِ فسادہ نتائج ۷۲، قرآن کی بنیادی قانونی اور عدالتی اصطلاحات ۷۳، پانچ الفاظ - امر، حکم، قضا، عدل اور قسط ۷۳، امر کے معنی ۷۳، حکم سے مراد ۷۳، عدل کا مفہوم ۷۳، قضا کے مختلف معانی ۷۳، تنبیہ کے نظریات پر تبصرہ ۷۵، حوالہ جات و تشریحات ۷۵ -

دو عالم قریشی (مترجم): عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ

از ڈاکٹر محمد یوسف گوریہ (۱۱) ۵۶۷ - ۷۳

سلفی سامعی شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام

بطور پند و نصائح - ترجمہ از نور الہی (۱۲) ۲۵۵ - ۱۹۲

عرض مترجم ۳۵۶، ترتیب مضامین ۳۵۷، عرض

اہل عرب کو پیغام اور اس کی نوعیت ۳۸۸، دعوت میں پختہ کاری اور استقامت ۳۸۹، طریق دعوت کی تعلیم ۳۸۹، قریبی رشتہ داروں کو دعوت ۳۸۹، ماسن کی تلاش ۳۸۹۔

فصل سوم، ہجرت حبشہ سے ہجرت مدینہ تک ۳۹۱، ۱۔ تاریخی واقعات ۳۹۱، انصار کے اسلام کی ابتدا ۳۹۳، بیعت عقبہ پر ۳۹۳۔ پند و نصائح ۳۹۴، قریبی رشتہ دار کی حلاوت ۳۹۴، نیکو کار بیوی ۳۹۴، دعوت میں عزم صمیم ۳۹۵، معجزہ اسراء و معراج کے اسرار و رموز ۳۹۶، دعوت کا طریق کار ۳۹۷۔

فصل چہارم، ہجرت سے لے کر مدینہ منورہ میں ٹھکانا حاصل کرنے تک ۳۹۹، ۱۔ تاریخی واقعات ۳۹۹، یہودیہ میں کے ساتھ معاہدہ ۴۰۲، ب۔ پند و نصائح ۴۰۳، عملی جدوجہد کا اعلان ۴۰۳، کسی تحریک کے مخالفین کا طریق کار ۴۰۴، قائد کی سلامتی ۴۰۴، آپ کی امانت و دیانت ۴۰۴، دارا ہجرت کی تلاش ۴۰۴، تحریک میں نوجوانوں کا کردار ۴۰۴، نوجوان کے لیے دعوت اصطلاح کی اہمیت و ضرورت ۴۰۵، خالص عادت امور کا طرز ۴۰۶، تحریک کے پچھے مجاہد کی خطے میں کیفیت ۴۰۶، آپ کا توکل علی اللہ ۴۰۷، سراقہ کا واقعہ ۴۰۷، مسجد کی تعمیر ۴۰۸، اسلام میں مسجد کی اہمیت ۴۰۹، اعلیٰ جہاں ۴۱۰،

فصل پنجم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی معرکے ۴۱۳، ۱۔ تاریخی واقعات ۴۱۳، غزوہ بدر پر کربلی ۴۱۳، غزوہ اُحد ۴۱۶، غزوہ بنی نضیر، غزوہ احزاب ۴۲۳، غزوہ بنی قریظہ ۴۲۵، غزوہ حیدرہ ۴۲۸، غزوہ خیبر

۴۳۱، غزوہ موتہ ۴۳۲، فتح مکہ ۴۳۴، غزوہ خین ۴۳۶، غزوہ تبوک ۴۳۸، ب۔ پند و نصائح ۴۴۰، قتال کی اجازت ۴۴۱، غزوہ بدر ۴۴۱، لشکر کی قوت اخلاقی کی اہمیت ۴۴۵، سالار لشکر کا اعتماد ۴۴۶، قائد کی زندگی کی اہمیت ۴۴۶، غزوہ بدر میں فرشتوں کا نازل ہونا ۴۴۶، قیدیوں سے خدیہ وصول کرنے کی حکمت ۴۴۶-۴۴۷، قائد کے حکم کی خلاف ورزی کا نتیجہ ۴۴۷، ہلوسی لاپنج سے کمزوری اور بزدلی پیدا ہوتی ہے ۴۴۸، مسلمان عورت کا دعوت اسلام میں کردار ۴۴۸، غزوہ اُحد میں مشرکین کا شہدائے ساتھ سلوک ۴۴۹، مشاورت کی اہمیت ۴۴۹، شورایت کا اصول ۴۵۰، قائد کے لیے شجاعت اور ثبات قدمی کی اہمیت ۴۵۰، قائد کے حکم کی تعمیل ۴۵۰، ان تجربات سے استفادہ کرنا جو اُمت اور سوسائٹی کے لیے مفید ہوں ۴۵۲، اسلامی جنگ میں انسانیت کے لیے رحمت ۴۵۳، تحریک کی پیش رفت کے لیے نفع کارکنوں کی ضرورت ۴۵۴، یہودیوں کے ساتھ حسن سلوک نامہ نہیں دیتا ۴۵۴، فتح مکہ میں پند و نصائح ۴۵۶، اہل مکہ کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ ۴۵۶، کم وقت میں دعوت کی کامیابی ۴۵۶۔

فصل ششم، فتح مکہ کے بعد سے رسول کی وفات تک کے اہم واقعات ۴۵۸، ۱۔ غزوہ خین ۴۵۸، مالِ غنیمت ۴۶۱، تابعینِ غلبہ کے لیے مالِ غنیمت کا دنیا ۴۶۲، آپ کا انصار سے خطاب ۴۶۴، جنت شکنی ۴۶۶، غزوہ تبوک ۴۸۱، اس کے اسباب ۴۸۲، حجۃ الوداع ۴۸۵، خطبہ ۴۸۵، حبشہ اسامہ ۴۸۸، رسول اللہ کی وفات ۴۹۰۔ منظر صلیقی، محمد یسین، تعلیقات و حواشی (معلقہ "عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت" لقا یا جلد پنجم [۱۲] ۱۰۰-۲۷۹

اہل مکہ کے جاسوسی نظام پر بحث ۳۲۹، تعلیقات و حواشی

۳۳۱۔

منظر صدیقی، محمد سلیم: نبوی غزوات و سرمایہ کی اقتصادی اہمیت

(۱۱) ۳۹۷ - ۴۸۰

غزوات و سرمایہ کے متعلق مستشرقین کی رائے ۳۹۸،

ان کی نظر میں یہود مدینہ کے قبائل کی معاشی بہتر حالت

اور مسلمانوں کا ان کو تھمس نہیں کرنا ۳۹۹، مؤرخین اسلام

بھی ان کی رائے سے متفق نظر آتے ہیں ۴۰۰، واقعی

کے نزدیک غزوات و سرمایہ کی تعداد ۴۰۰، سر یہ غلہ

میں حاصل شدہ مالی غنیمت کا تجزیہ ۴۰۱، غزوہ بدر

اور مالی غنیمت ۴۰۲، اس مال کی تقسیم ۴۰۳، امیران بدر

کا زبردیر ۴۰۴، بنو قینقاع کے خلاف نبوی کاروائی

۴۰۵، ایک جدید مندرجہ ثانی مؤرخ کی رائے ۴۰۷، غزوہ

سویق ۴۰۸، ۳ ہجری میں مسلمان جانیازوں کیساتھ نہیں

۴۰۸، غزوہ الکدر ۴۰۸، سر یہ زید بن حارثہ ۴۰۹،

غزوہ احد ۴۰۹، سر یہ قطن ۴۰۹، بنو نضیر کے خلاف

غزوہ بنو ۴۱۰، غزوہ دومہ الجندل ۴۱۲، بنو مصطلق

پر حملہ ۴۱۲، غزوہ اخزاف یا خندق ۴۱۳، غزوہ بنو قریظہ

۴۱۴، سر یہ قریظہ ۴۱۵، سر یہ ذوالقصرہ ۴۱۵، سر یہ المصین

۴۱۵، سر یہ غزوات و سرمایہ ۴۱۶، غزوہ عمرہ القضاء ۴۱۶

غزوہ خیبر ۴۱۶، خیبر کے منقولہ اموال غنیمت ۴۱۸، خیبر کی

فے اراضی ۴۱۹، خیبر کے عہدین یہودی بستیوں پر سیسی

بالادستی ۴۲۰، شہر کی حمیں ۴۲۱، علاقہ الکبد کا

سر یہ ۴۲۱، سر یہ موتہ ۴۲۲، سر یہ ذات السلاسل ۴۲۲

فتح مکہ ۴۲۲، غزوہ خنین ۴۲۲، غزوہ خنین میں مالی

غنیمت ۴۲۳، شہر کی حمیں ۴۲۴، ہجرت کے دویں

برس سر یہ حسن علی بن ابی طالب میں کی جانب ۴۲۵، اہل احوال

غنیمت کا عملی تجزیہ ۴۲۵، اس تجزیہ کی روشنی میں معیشت

مدینہ پر تبصرہ ۴۲۸، مدینہ کی آبادی ۴۲۹، مذہبی و سیاسی ہمت

پر مصارف ۴۳۰، اہل مسلمان مجاہدین کی تعداد ۴۳۱، سحر بنی

مصارف اور خسارے ۴۳۲، کرز بنی جابر فہری کا مدینہ کے قریب

ایک چراگاہ پر حملہ ۴۳۲، اعریض بن ابوسفیان بن حرب لہوی

کا حملہ ۴۳۲، مسلم معیشت کے بنیادی عناصر و معالم ۴۳۴،

مال غنیمت کے متعلق اسلام کا نظریہ ۴۳۵، احوال غنیمت

میں ہونے والے دینار و درہم سے سرمایہ کاری ۴۳۶، تاجر ان

عرب کا ہموں میں تجارت کا سامان ساتھ لے جانا تاکہ اگر

فرصت ملے تو کاروبار کریں گے ۴۳۷، اموال غنیمت کی تعداد

اہمیت کی زریعہ ۴۳۸، تعلیقات و حواشی ۴۴۰۔

ن

نثار احمد، ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت (۱۱) ۴۸۱-۵۶۵

تعارف ۴۸۱، آغاز کار ۴۸۳، مستشرقین پر کتب میں

۴۸۴، سر سید احمد خاں نے اردو میں آغاز کیا ۴۸۵،

ابتدائی جائزہ ۴۸۷، شبلی کی تنقید ۴۸۸، مستشرقین کے

متعلق مضامین ۴۹۰، نوعیت مسئلہ ۴۹۱، تحریک اشتراق

۴۹۳، اشتراق اور مستشرق کی اصطلاحیں ۴۹۳، تحریک

اشتراق کا آغاز ۴۹۶، اس کا آغاز سولہویں صدی عیسوی

میں ہوا ۵۰۲، اس کا آغاز خالص مسیحی مشنری اور کلیہ کی

پس منظر میں ہوا ۵۰۲، تحریک کا ارتقاء ۵۰۲، مستشرقین

اور ان کی کتابیں ۵۰۳، تحریک اشتراق کا عروج ۵۰۹

مشاہیر مستشرقین کا تعارف ۵۱۳، عہد جدید ۵۱۷، مطالعہ

سیرت کے حوالے سے اعتدالی اور انصاف پسندی کی روایت

۵۱۸، عہد جدید میں نئے رجحانات اور نئی تحریکیں ۵۲۰

اول ۱۰۰، باب دوم ۱۵۴، باب سوم ۲۱۱، باب

چہارم ۲۳۰، باب پنجم ۲۵۰، باب ششم ۲۷۲

منظر صدیقی، محمد حسین: ضائع، متعلقہ "عبد بنوی میں تنظیم ریاست و

حکومت"۔ یقیناً جلد پنجم (۱۲) - ۸ - ۹۹

ضمیمہ اول - ۱: امراء سرایا (جموں کے تائیدین) - ۸

ضمیمہ اول - ۲: امراء جمیس (سالاران رسالہ) - ۱۲

ضمیمہ اول - ۳: امراء علم / علمدار (اصحاب الامویہ

والریات) - ۱۴، ضمیمہ اول - ۴: افسران طلیعہ (گشتی

دستے) - ۱۸، ضمیمہ اول - ۵: جاسوس (عیون) - ۲۰

ضمیمہ اول - ۶: راہ برد (دلیل) - ۲۱، ضمیمہ اول - ۷:

اموال غنیمت اور قیدیوں کے نگران افسر (اصحاب المغانم)

۲۲، ضمیمہ اول - ۸: اسلحہ اور گھوڑوں کے افسر

(اصحاب السلاح والفرس) - ۲۴، ضمیمہ اول - ۹:

محافظہ دہلی کے افسر۔

ضمیمہ دوم - ۱: خلفائے رسول (نواب خلفاء) - ۲۶

ضمیمہ دوم - ۲: مشیران نبوی (المشیرین) - ۲۸، ضمیمہ

دوم - ۳: سیکرٹری (کاتبین رسول) - ۳۰، ضمیمہ دوم

- ۴: سفیران نبوی (رسل الرسول) - ۳۲، ضمیمہ دوم - ۵:

مخصوص افسران نبوی / کشر - ۳۴، ضمیمہ دوم - ۶: شعراء

و خطباء رسول - ۳۵، ضمیمہ دوم - ۷: متفرق ماتحت کارکن

۳۶، ضمیمہ دوم - ۸: والی / ولاۃ نبوی (گورنر) - ۴۷

ضمیمہ دوم - ۹: مقامی تنظیمیں / رؤسا / شیوخ - ۳۹، ضمیمہ دوم - ۱۰: اعتبار دینا

ضمیمہ سوم - ۱: مرکزی عاملین صدقات (عمال الصدقات)

۴۲، ضمیمہ سوم - ۲: مقامی عاملین صدقات - ۴۴، ضمیمہ سوم - ۳: پیداوار کے

تجزیہ کے افسر (خازن) - ۴۶، ضمیمہ سوم - ۴: عاملین علی العملی

(چاہا گاہ کے افسر) - ۴۷

ضمیمہ چہارم - ۱: مبلغین و مسلمین - ۴۸، ضمیمہ چہارم - ۲:

مفتیان گرامی - ۵۰، ضمیمہ چہارم - ۳: ائمہ مساجد و نمازگاہ

ضمیمہ چہارم - ۴: مؤذنین رسول - ۵۲، ضمیمہ چہارم - ۵:

افسران امور - ۵۳

منظر صدیقی، محمد حسین: عہد نبویؐ کی ابتدائی جمعیں - محرکات،

مسائل اور مقاصد (۱۲) - ۲۸۱ - ۳۶۰

پہلی ہم ۲۸۳، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں

سیف المہر کی جانب گئی تھی ۲۸۴، ہم بھیجنے کا مقصد ۲۸۵

قبیلہ جہینہ کے ساتھ دوستی کے تعلقات استوار کرنا ۲۸۵، دوسری

ہم حضرت عبیدہ بن حارث کی سرکردگی میں رابغ کے علاقے

میں بھیجی گئی ۲۸۶، اس کو بھیجنے کا سبب ۲۸۷، تیسری ہم:

سرحد خرار تھا جو حضرت سعد بن ابی وقاص کے زیرِ نگرانی

خرار نامی علاقے تک گیا تھا ۲۸۸، ہم بھیجنے کی وجہ ۲۸۸

چوتھی ہم غزوہ ودا ۲۸۹، پانچویں ہم غزوہ بواط ۲۹۱،

چھٹی ہم غزوہ بدر ادا کی اور غزوہ سفوان کے نام سے معروف

ہے ۲۹۲، ساتویں ہم غزوہ ذی العشرہ کے نام سے موسوم

ہے ۲۹۲، اس کا سبب ۲۹۵، آٹھویں ہم مقام نخلا کو بھیجی

گئی ۲۹۶، وادی کی روایت میں اس ہم کے بارے میں اضافہ

۲۹۹، جدید مغربی مؤرخین کی بحث ۳۰۱، اس ہم کا مقصد و

محرک ۳۰۲، واث کے دلائل ۳۰۵، قریش پر نظر رکھنے کی

ہدایت ۳۰۸، یہ جملہ کب ہوا اور کیوں ہوا ۳۱۰، واث

کی مزید بحث ۳۱۲، اس کے دعوے کی تردید ۳۱۵، قریش

کا شام کی جانب کا رواں ۳۱۸، نویں اور دسویں جمعیں

۳۱۹، نویں ہم منبج کے علاقے میں گئی ۳۲۰، آخری تجزیہ ۳۲۱

ان جموں کے محرکات، مسائل اور مقاصد ۳۲۱، وہ منازل

جن کی جانب یہ جمعیں بھیجی گئیں ۳۲۲، فوجی حکمت عملی ۳۲۵

- عبد حاضر کے چند شاہیر مستشرقین کا تعارف ۵۲۳،
تخریک استشراف کے پس پردہ اسباب و محرکات
۵۲۷، اعترافات، الزامات، مغزیات و مغفوات
۵۳۱، نام، حسب و نسب ۵۳۲، تعارف ۵۳۳،
نبوت و رسالت ۵۳۴، کارہائے نبوت و رسالت۔
واقعات سیرت ۵۳۶، متفرقات ۵۳۸، اعترافات
۵۴۰، اثر انگیز شخصیت ۴۰، ناقابل فرہوش ۵۴۰،
جامعیت کبریٰ ۵۴۱، بیضیال کارنامہ ۵۴۱، تاریخ کی
پوری روشنی میں ۵۴۲، انقلاب، انقلاب، انقلاب
۵۴۳، منفرد مقام ۵۴۴، سب سے بڑا انسان ۵۴۴،
عظیم و مخلص ۵۴۵، مقام و مرتبہ ۵۴۴، روشنی ۵۴۵
- نوری نور ۵۴۵، عظیم فاتح ۵۴۵، صاحب خلق عظیم ۵۴۶، سنجیدگی
اخلاص و فاداری ۵۴۷، مشن کی سچائی ۵۴۷، سچے رسول ۵۴۸،
امتحان سخت سے گزرے ۵۴۸، آساف کی بادشاہت زمین پر ۵۴۸،
ہمد گیر اصلاح ۵۴۹، غلطیوں کے نشان ۵۴۹، صدق و صفا ۵۵۰،
اتمام و اکمال ۵۵۰، فہرست مستشرقین ۵۵۰، فہرست مستشرقین
حصہ اول مع کتب ۵۵۱، فہرست مستشرقین حصہ دوم ۵۶۱،
نور الہی (مترجم)، برہان نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام، بطریقہ و نصائح از
شیخ مصطفیٰ سباغی (۱۲) ۵۵۵-۳۵۶-۳۹۲ -
نور الہی (مترجم) : سیرۃ ابن اسحق مسماۃ بکتاب المبدأ و المبعث
و المنارۃ - تحقیق و تعلیق از محمد حیدر اللہ (۱۱) ۷-۳۵۴

مقالات

ت

تعلیمات و حواشی [متعلقہ] "عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت"
بقایا جلد پنجم: محمد یسین منظر صدیقی (۱۲)، ۱۰۰-۲۷۹

س

سرور انسانیت علیہ اہلوت و اتلیات، بطر زبید و نسلخ، ترجمہ
از نورانی: شیخ مصطفیٰ اسماعیلی (۱۲)، ۳۵۵-۴۹۲
سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی: ابن الحنفی تحقیق
تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نورانی (۱۱)، ۷-۳۵۴

ع

عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں۔ محرکات، مسائل اور مقاصد: محمد یسین
منظر صدیقی (۱۲)، ۲۸۱-۳۵۴
عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ: محمد یوسف گورابہ، ترجمہ از محمود عالم
قریشی (۱۱)، ۵۶۷-۷۴۳

ض

ضمائم [متعلقہ] "عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت"
بقایا جلد
پنجم: محمد یسین منظر صدیقی (۱۲)، ۸-۹۹

م

محکمہ سیرت ابن الحنفی: محمد حمید اللہ (۱۱)، ۳۵۵-۳۹۶
مستشرقین اور مطالعہ سیرت: ڈاکٹر نثار احمد (۱۱)، ۴۸۱-۵۶۵

ن

نبوی غزوات و سرایا کی اقتصادی اہمیت: محمد یسین منظر صدیقی
(۱۱)، ۳۹۷-۴۸۰

موضوعات

(حضرت) ابوہریرہ

ابن اسحق: سیرت، مسماہ بکتاب المبتدأ والمبعث والمغازی.
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی
(۱۱)، ۳۰۲

اخلاق نبویؐ

مصطفیٰ سامی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام،
بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الہی
(۱۲)، ۳۵۵ - ۴۸۸

اخلاقیات

مصطفیٰ سامی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام،
بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الہی
(۱۲)، ۳۵۵ - ۴۸۸

استشراق

نثار احمد، ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت
(۱۱)، ۴۸۱ - ۵۶۵

اسلام، میامت و حکومت

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔
ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱۱)، ۵۶۷ - ۷۴۳

اسلام کے ریاست

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ
ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱۱)، ۵۶۷ - ۷۴۳

۱

اسماء سلجد

منظر صدیقی، محمد یونس: ضامم [متعلقہ] عہد نبویؐ میں تعلیم ریاست
و حکومت: بقایا جلد پنجم [۱۲]، ۵۱
اپنے اصحات (۵۸۵-۵۱۵)

حمید اللہ، محمد: محاکمہ سیرت ابن اسحق (۱۱)، ۳۵۷ - ۳۹۶
(حضرت) ابوبکر صدیقؓ

ابن اسحق: سیرت، مسماہ بکتاب المبتدأ والمبعث والمغازی۔
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی

(۱۱)، ۱۴۲ - ۱۴۳، ۲۰۰ - ۲۰۱، ۲۵۲ - ۲۵۳

(حضرت) ابو ذرؓ

ابن اسحق: سیرت، مسماہ بکتاب المبتدأ والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی
(۱۱)، ۱۴۴ - ۱۴۶

ابن اسحق: سیرت، مسماہ بکتاب المبتدأ والمبعث والمغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی

(۱۱)، ۶۳ - ۷۵، ۱۴۷ - ۱۴۸، ۲۱۹ - ۲۲۰، ۲۲۱

۲۲۲ - ۲۲۵، ۲۵۰ - ۲۵۱، ۲۵۲ - ۲۵۹

(حضرت) ابو موسیٰؓ

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں عدلیہ اور انتظامیہ۔ ترجمہ
از محمود عالم قریشی (۱۱)، ۷۴۱ - ۷۴۳

نقوش، رسول ممبر — ۷۷۶

اسلامی معاشرہ

عہد نبویؐ گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبویؐ میں حدیث اور انتظامیہ -

ترجمہ از محمد خالد قریشي (۱۱)، ۵۶۷-۷۶۳

اسماء بنت کعب جونیہ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱)، ۲۸۲

اصحاب الغنائم

منظر صدیقی، محمد حسین: ضامم [متعلقہ] عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت - بقایا جلد پنجم ۲

(۱۲)، ۲۲-۲۳

اصحاب البیاء

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱)، ۵۶-۷۲

افسران امور حج

منظر صدیقی، محمد حسین: ضامم [متعلقہ] عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست

حکومت - بقایا جلد پنجم ۲، ۱۲، ۵۳

افسران فوج

منظر صدیقی، محمد حسین: ضامم [متعلقہ] عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست

و حکومت - بقایا جلد پنجم ۲، ۱۲، ۸-۱۹

اقتصادیات

منظر صدیقی، محمد حسین: انہی غزوات و سرمایہ کی اقتصادی اہمیت

(۱۱)، ۳۹۷-۴۸۰

(حضرت) اُم حبیبہؓ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱)، ۷۷-۲۷۶

(حضرت) اُم سلمہؓ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱)، ۲۷۷-۲۷۸

اُم شریکہؓ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱)، ۳۰۰-۳۰۱

اُم کلثوم بنت علیؓ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱)، ۲۶۶-۲۶۹

اصحاب المؤمنینؓ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱)، ۲۷۷-۲۸۸

بُت شکنی

مصطفیٰ باہمی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام، بطرز

پند و نصح، ترجمہ از نور الہی (۱۲)، ۴۵۸-۴۸۰

بعثت نبویؐ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱)، ۱۲۸-۱۳۹

بعثت نبویؐ - بشائیں

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱)، ۷۷-۸۲

تتبع ادسٹ (قبیلہ حمید کا بادشاہ)

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱)، ۴۷-۵۵

تبلیغ اسلام

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازی تحقیق و تعلیق

از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نورانی، ۱۱، ۱۲۵-۱۳۶-۱۳۹
۲۵۳۔

مصطفیٰ اسحاقی، شیخ، سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بہارِ پند و نصائح، ترجمہ از نورانی، ۱۲، ۳۵۵-۳۸۸

تبلیغ و دعوت

مصطفیٰ اسحاقی، شیخ، سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بہارِ پند و نصائح، ترجمہ از نورانی، ۱۲، ۳۵۵-۳۹۲

تجارت

منظر صدیقی، محمد یحییٰ، نبوی غزوات و سرمایہ کی اقتصادی اہمیت
۱۱، ۲۹۷-۳۸۰

ج

(حضرت) جویریہ بنت حارث

ابن اسحق، سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والبعث والغازی
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نورانی
۱۱، ۲۷۹-۲۸۰

جہاد

مصطفیٰ اسحاقی، شیخ، سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بہارِ
پند و نصائح، ترجمہ از نورانی، ۱۲، ۴۱۲-۴۵۵۔
منظر صدیقی، محمد یحییٰ، عبد نبوی کی ابتدائی عین - محرمات،
مسائل اور تصاعد، ۱۲، ۲۸۱-۳۵۴

ح

حج

ابن اسحق، سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والبعث والغازی۔
تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نورانی
۱۱، ۹۰-۱۲۷

منظر صدیقی، محمد یحییٰ، ضامن و متعلقہ "عبد نبوی میں تنظیم ریاست"

د حکومت، بقایا جلد پنجم [۱۲]، ۵۲
(حضرت) حفصہ بنت عمر

ابن اسحق، سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والبعث والغازی، تحقیق و
تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نورانی، ۱۱، ۲۷۹

(حضرت) حمزہ بن عبد المطلب

ابن اسحق، سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والبعث والغازی، تحقیق و
تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نورانی، ۱۱، ۱۷۹-۱۸۲

خ

(حضرت) خدیجہ بنت خویلد

ابن اسحق، سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والبعث والغازی، تحقیق و
تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نورانی، ۱۱، ۷۶-۷۷، ۱۲۲

۱۲۵، ۱۳۱-۱۳۳، ۲۹۰-۲۹۳

خطباتِ رسولؐ

منظر صدیقی، محمد یحییٰ، ضامن و متعلقہ "عبد نبوی میں تنظیم ریاست"
د حکومت، بقایا جلد پنجم [۱۲]، ۳۵

خلفائے رسولؐ

منظر صدیقی، محمد یحییٰ، ضامن و متعلقہ "عبد نبوی میں تنظیم ریاست"
د حکومت، بقایا جلد پنجم [۱۲]، ۲۶-۲۷

ح

دستورِ مدینہ

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر، عبد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ، ترجمہ
از محمود عالم قریشی، ۱۱، ۶۲۱-۶۵۸

دعوت ذوالعشرہ

ابن اسحق، سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والبعث والغازی، تحقیق و
تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نورانی

۱۱، ۱۵۰

ز

زمر

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازي.
تحقيق وتعليق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی

۱۱، ۱۰-۱۹

حضرت زینب بنت جحش

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی

۱۱، ۲۷۸-۲۷۹

حضرت زینب بنت خزيمة

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی ۱۱، ۲۷۹

س

سریہ زید بن حارث

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی

۱۱، ۳۳۴-۳۳۵

سفیران نبویؐ

منظر صدیقی، محمد حسین: ضامم [متعلقہ حدیث نبویؐ میں تنظیم ریاست حکومت] بقایا جلد: پنجم [۱۲، ۳۲-۳۳

حضرت سلمان فارسی

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حمید اللہ۔ ترجمہ از نور الہی

۱۱، ۸۲-۸۹

سیرت نبویؐ ۲

مصطفیٰ سبائی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام

بطرز پند و نصح، ترجمہ از نور الہی ۱۲، ۳۵۵-۳۹۲

سیرت نبویؐ - خصائص

مصطفیٰ سبائی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام بطرز پند و نصح، ترجمہ از نور الہی

۱۲، ۳۶۱-۳۷۲

سیرت نبویؐ - قبل از بعثت

مصطفیٰ سبائی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام بطرز پند و نصح، ترجمہ از نور الہی ۱۲، ۳۷۳-۳۸۱

سیرت نبویؐ - مآخذ

مصطفیٰ سبائی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام بطرز پند و نصح، ترجمہ از نور الہی

۱۲، ۳۶۱-۳۷۲

سیرت نبویؐ اور غدیر مسلم دانشور

نثار احمد، ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت

۱۱، ۴۸۱-۵۶۵

سیرت نگاران رسولؐ

نثار احمد، ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت ۱۱، ۴۸۱-۵۶۵

سیرت نگاری

نثار احمد، ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت

۱۱، ۴۸۱-۵۶۵

سیرت نگاری اور مستشرقین

نثار احمد، ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت

۱۱، ۴۸۱-۵۶۵

ش

شعب الہی طالب

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب المبتدأ والمبعث والمغازي

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۱۶۶ - ۱۷۵

شعرائے رسولؐ

منظر صدیقی، محمد حسین، ضنائف و متعلقہ عہد نبوی میں تنظیم

ریاست و حکومت: بقایا جلد پنجم (۱۲) ۳۵

شہادت و یکمے قانون شہادت

شہدائے بدر

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی -

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۲۲۳ - ۳۲۵

ص

حضرت، صفیہ بنت حیحی

ابن اسحاق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۲۸۰ - ۲۸۱

ع

عالم عرب (قبل از اسلام)

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ

ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱۱) ۵۶۷

عاملین صدقات

منظر صدیقی، محمد حسین، ضنائف و متعلقہ عہد نبوی میں تنظیم

ریاست و حکومت: بقایا جلد پنجم (۱۲) ۳۲

حضرت، عائشہ بنت ابی بکرؓ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۲۷۳ - ۲۷۵

وجاہ، عبد اللہ بن عبد المطلب

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۲۰ - ۳۰

حضرت، عبد اللہ بن مسعود

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۱۹۷ - ۱۹۸

وجاہ، عبد المطلب

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۱۰ - ۳۱، ۵۶، ۶۷

حضرت، عتاب بن امیہ

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ

ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱۱) ۷۱۷ - ۷۱۸

حضرت، عثمان بن عفان

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۲۷۲ - ۲۷۳

عدل

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ

ترجمہ از محمود عالم قریشی (۱۱) ۵۶۷ - ۵۶۸

عدی بن حاتم

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۳۰۳ - ۳۰۵

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی -

۲۸۲ (۱۱)

عون بن جعفر بن ابی طالب

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی -

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

۲۶۸ - ۲۶۹ (۱۱)

ع

غزوات

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

۳۲۰ - ۳۲۳ - ۳۵۴ (۱۱)

مصطفیٰ سامی، شیخ: سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتلیات

بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الہی (۱۲) ۴۱۲ - ۴۵۷

منظر صدیقی، محمد یسین: نبوی غزوات و سرایا کی اقتصاد

اہمیت (۱۱) ۳۹۷ - ۴۸۰

منظر صدیقی، محمد یسین: عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں - محرکات

مسائل اور مقاصد (۱۲) ۲۸۱ - ۳۵۴

غزوة اُحُد

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱) ۳۵۴ - ۳۵۷

غزوة بجران

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی (۱۱) ۳۳۰ - ۳۳۳

غزوة مہدد

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

۳۲۵ - ۳۲۰ (۱۱)

عربے شاعرے

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی -

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

۳۵۴ - ۹ (۱۱)

عربے نعت

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

۳۵۴ - ۹ (۱۱)

(حضرت) علیؑ بن ابی طالب

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی -

۱۳۰ - ۱۳۱، ۲۰۴ - ۲۰۵، ۲۱۵ - ۲۱۶ (۱۱)

۲۶۵ - ۲۶۴

محمد یوسف گورایہ: عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ - ترجمہ از

محمد عالم شمشیری (۱۱) ۷۳۱ - ۷۳۹

علمبر حارنبویؑ

منظر صدیقی، محمد یسین: ضامم [متعلقہ عہد نبوی میں تنظیم ریاست

و حکومت] بقایا جلد پنجم (۱۲) ۱۳ - ۱۷

(حضرت) عمرؓ بن خطاب

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی -

(۱۱) ۱۹۱ - ۱۹۴، ۲۶۶ - ۲۶۷

(حضرت) عمرؓ بن حذرم

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ -

ترجمہ از محمد عالم شمشیری (۱۱) ۷۳۰

عمرؓ بنت میزید

ابن اسحق: سیرت، مسماة بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی

غزوة نجرہ قینقاع

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب البتداء والبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حميد الله - ترجمہ از نور الہی
۱۱، ۳۳۰ - ۳۳۳

غزوة حنین

مصطفیٰ سہابی، شیخ، سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الہی (۱۲) ۴۵۸ - ۴۸۱

غزوة ذي امر

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب البتداء والبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حميد الله - ترجمہ از نور الہی
۱۱، ۳۲۹ - ۳۳۰

غزوة سويق

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب البتداء والبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حميد الله - ترجمہ از نور الہی
۱۱، ۳۲۶ - ۳۲۸

ففناطمة (حضرت)

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب البتداء والبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حميد الله - ترجمہ از نور الہی
۱۱، ۲۶۴ - ۲۶۵

ققانون شہادت

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ - ترجمہ از محمود عالم قزلباشی
۱۱، ۶۵۹ - ۷۰۹

قنصاة

محمد یوسف گورایہ، ڈاکٹر: عہد نبوی میں عدلیہ اور انتظامیہ - ترجمہ

از محمود عالم قزلباشی (۱۱) ۷۱۰ - ۷۴۰

ککاتبین رسول

منظر صدیقی، محمد حسین: ضمايم [متعلقہ "عہد نبوی میں تنظیم ریاست"

د حکومت] - بقایا جلد پنجم (۱۲) ۳۰ - ۳۱

کعب بن اشرف

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب البتداء والبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حميد الله - ترجمہ از نور الہی
۱۱، ۳۲۶ - ۳۳۰

کعبہ

ابن اسحق: سیرت، مسماة بكتاب البتداء والبعث والمغازي تحقيق وتعليق از محمد حميد الله - ترجمہ از نور الہی
۱۱، ۹۰ - ۱۲۷

ممال خنیمت

مصطفیٰ سہابی، سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الہی (۱۲) ۴۵۸ - ۴۹۰

مبلغین و معلمین

منظر صدیقی، محمد حسین: ضمايم [متعلقہ "عہد نبوی میں تنظیم ریاست"

د حکومت] - بقایا جلد پنجم (۱۲) ۲۸ - ۲۹

مستشرقین

نثار احمد ڈاکٹر: مستشرقین اور مطالعہ سیرت

۱۱، ۲۸۱ - ۵۹۵

مشیران نبوت

منظر صدیقی، محمد حسین: ضمايم [متعلقہ "عہد نبوی میں تنظیم ریاست"

د حکومت] - بقایا جلد پنجم (۱۲) ۲۸ - ۲۹

حضرت، معاذ بن جبل

محمد یوسف گورابہ، ڈاکٹر، محمد نبوی میں مدلیہ اور ارتقا میرہ - ترجمہ از
محمد دالم قریشی (۱۱) ۷۲۳ - ۷۲۹

معجزات

ابن اسحق، سیرت، مسماہ بکتاب البداء والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۴۲ - ۴۷ - ۲۹۳ - ۲۹۹

مصطفیٰ سامی، شیخ، سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الہی (۱۲) ۳۹۹ - ۴۱۱

معراج

ابن اسحق، سیرت، مسماہ بکتاب البداء والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۳۱۲ - ۳۱۷

مصطفیٰ سامی، شیخ، سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات،
بطرز پند و نصائح، ترجمہ از نور الہی (۱۲) ۳۹۸ - ۳۹۹

مفتیات

منظر صدیقی، محمد حسین، ضمائم [متعلقہ] محمد نبوی میں تنظیم ریاست
د حکومت - بقایا جلد پنجم (۱۲) ۵۰

مہاجرتین

ابن اسحق، سیرت، مسماہ بکتاب البداء والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۱۵۸ - ۱۶۷

مہاجرین حبشہ

ابن اسحق، سیرت، مسماہ بکتاب البداء والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۱۸۶ - ۱۹۰، ۲۳۸ - ۲۴۵

مؤذنین رسولؐ

منظر صدیقی، محمد حسین، ضمائم [متعلقہ] محمد نبوی میں تنظیم ریاست
د حکومت - بقایا جلد پنجم (۱۲) ۵۲

میشاق مدینہ

مصطفیٰ سامی، شیخ، سرور انسانیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات، بطرز
پند و نصائح - ترجمہ از نور الہی (۱۲) ۳۹۹ - ۴۱۱

(حضرت) میمونہ بنت حارث ہلالیہ

ابن اسحق، سیرت، مسماہ بکتاب البداء والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۲۸۱ - ۲۸۲

ننعت

ابن اسحق، سیرت، مسماہ بکتاب البداء والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۹ - ۳۵۴

نقباء مدینہ

منظر صدیقی، محمد حسین، ضمائم [متعلقہ] محمد نبوی میں تنظیم ریاست
د حکومت - بقایا جلد پنجم (۱۲) ۴۱

نماز

ابن اسحق، سیرت، مسماہ بکتاب البداء والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۱۳۸ - ۱۳۹

ووحي

ابن اسحق، سیرت، مسماہ بکتاب البداء والمبعث والمغازی
تحقیق وتعلیق از محمد حمید اللہ - ترجمہ از نور الہی

(۱۱) ۱۳۸ - ۱۳۹، ۱۵۰

نقوش، رسول نمبر ————— ۷۸۳

مصطفیٰ، سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام،

بطریرک دہلی، ترجمہ از نور الہی، ۱۲، ۳۸۲-۳۹۰

دفعہ بن نفل

ابنِ اسحق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی، تحقیق و

تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نور الہی

۱۲، ۱۲۲-۱۲۵، ۱۳۲-۱۳۳

ومنو

ابنِ اسحق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی،

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نور الہی

۱۱، ۱۳۸-۱۳۹

ولادۂ نبویؐ (گودندر)

مظہر صدیقی، محمد حسین، ضامم ۳ متعلقہ، عبد نبوی میں تنظیم ریاست

حکومت، بقایا جلد پنجم، ۱۲، ۳۷-۳۸

۵

ہجرت

مصطفیٰ، سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام،

بطریرک دہلی، ترجمہ از نور الہی

۱۲، ۳۹۱-۳۹۸

ہجرت حبشہ

ابنِ اسحق: سیرت، مسماۃ بکتاب المبتدا والمبعث والمغازی،

تحقیق و تعلیق از محمد حمید اللہ، ترجمہ از نور الہی۔

۱۱، ۱۸۳-۱۹۰، ۲۲۶-۲۳۵

ہجرت مدینہ

مصطفیٰ، سباعی، شیخ: سرورِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام،

بطریرک دہلی، ترجمہ از نور الہی۔

۱۲، ۳۹۹-۴۱۱

مقامات

ادیار (۱۱) ۵۵۲	۱
افزعات (۱۱) ۳۳۰	آسٹریا (۱۱) ۵۱۰، ۳۸۷
اردن (۱۱) ۷۲۸، ۷۱۳، ۵۷۱	آکسفورڈ (۱۱) ۳۳۳، ۳۳۰، ۵۰۳، ۵۱۸، ۵۱۸
ازبک (۱۱) ۳۸۳	۵۳۷، ۵۳۹، ۵۸۳، ۵۸۳، ۶۵۵، ۷۶۱
ایسین (۱۱) ۵۰۹ - ۵۱۰	(۱۲) ۳۳۷، ۱۰۳، ۱۰۰
استنبول (۱۱) ۳۹۳	ابو (۱۱) ۶۱ (۱۲) ۲۸۹، ۲۸۹ - ۲۲۶، ۳۲۲، ۲۹۱
اسکندریہ (۱۱) ۳۷۶ (۱۲) ۲۲۲	۳۳۶
اسلام آباد (۱۱) ۴۹۰، ۵۲۲، ۵۲۰	ایسٹون (۱۱) ۵۵۶
اشغر (۱۲) ۳۸	اٹرٹ (۱۱) ۵۵۶
اطالینا (۱۱) ۵۵۷	اٹلی (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۸، ۵۱۰
اٹونا (۱۱) ۵۵۷	اجنادین (۱۱) ۲۲۳
اعظم گڑھ (۱۱) ۳۳۳، ۳۳۳، ۳۳۳ (۱۲) ۳۳۳، ۳۳۳، ۳۳۳	احد (۱۱) ۱۲، ۱۲، ۱۲، ۱۲، ۱۲، ۱۲، ۱۲، ۱۲
۴۹۹، ۴۹۹، ۴۹۹، ۴۹۹، ۴۹۹، ۴۹۹	۳۳۳، ۳۳۳، ۳۳۳، ۳۳۳، ۳۳۳، ۳۳۳
۵۱۱، ۵۱۱، ۵۱۱، ۵۱۱، ۵۱۱، ۵۱۱	(۱۲) ۱۲ - ۱۲، ۱۲ - ۱۲، ۱۲ - ۱۲
اعوص (۱۱) ۳۵۰	۲۵ - ۲۵، ۲۵، ۲۵، ۲۵، ۲۵، ۲۵، ۲۵، ۲۵
افریقہ (۱۱) ۵۳، ۵۳	۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳
ابجریا (۱۱) ۷۲۸	۲۰، ۲۰، ۲۰، ۲۰، ۲۰، ۲۰، ۲۰، ۲۰
الہ آباد (۱۱) ۴۹۱، ۵۵۲	۵۸۸، ۵۹۶، ۶۳۲، ۶۳۲ - ۶۳۲، ۶۳۲
ام قرہ (۱۲) ۹	۶۳۹ -

ام القرنی (۱۱) ۳۶۱

امریکی (۱۱) ۸۵، ۵۱۰، ۵۹۷، ۷۳۳

انڈس (۱۱) ۳۵۹، ۸۵، ۵۰۱، ۵۰۹، ۵۲۸، ۵۲۰

انڈونیشیا (۱۱) ۷۲۸

انگلتان (۱۱) ۸۸۶، ۸۸۸، ۵۰۳، ۵۱۰

اوطاس (۱۲) ۱۳، ۳۴۵

اوپن ہیون AHAH HAVEN (۱۱) ۵۵۳

ایڈنبرا (۱۱) ۵۳۲ (۱۲) ۱۰۴، ۲۸۱

ایڈنبرگ (۱۱) ۷۶۱

ایران (۱۱) ۲۱۲، ۵۰، ۲۲۱، ۲۲۴، ۳۰۷، ۳۶۲، ۳۶۳

۳۶۵، ۳۷۴، ۳۷۸، ۳۹۰، ۷۱۹ (۱۲) ۳۳

۱۴۱، ۱۸۴، ۱۸۵، ۲۵۰، ۲۷۱، ۴۷۱

ایٹر (۱۱) ۵۵۹

ایشیا (۱۱) ۴۹۴، ۵۰۱، ۵۳۰، ۵۳۱

ایشیہ کوچک (۱۱) ۵۷۴

ایلر (۱۱) ۲۸۷ (۱۲) ۳۷، ۱۵۲

ایلیا (۱۱) ۳۱۲

ایسٹرم (۱۱) ۵۰۶، ۵۰۸، ۵۵۱

۵۵۳-۵۵۴

ب

بابل (۱۱) ۵۷۲

بادویہ (۱۱) ۳۵۹

بازنطین (۱۱) ۵۷۲، ۵۷۵

بالا (۱۲) ۲۹۷

بتاریا BATARIA (۱۱) ۵۶۰

بحران (۱۱) ۲۳۰

بحرین (۱۱) ۷۱۲

بدر (۱۱) ۸۷، ۱۲۹ - ۱۳۰، ۱۸۶، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۴۱

۳۲۴ - ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۳۱، ۳۳۷، ۳۴۱، ۳۴۲

۳۵۱ - ۳۵۲، ۳۹۰، ۳۹۹، ۴۰۲، ۴۰۶، ۴۰۸

۴۱۳، ۴۲۵، ۴۳۲، ۴۳۷، ۴۳۷، ۴۳۸

۴۵۰ - ۴۵۲، ۴۵۴، ۴۶۰، ۴۶۲ - ۴۶۳، ۴۶۴

۴۶۱ - ۴۶۶، ۴۶۸، ۴۶۹ - ۴۶۹، ۴۶۹، ۴۷۳

(۱۲) ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۴ - ۱۲۸

۳۲، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۱۵ - ۱۱۵، ۱۱۷ - ۱۱۹، ۱۲۰ - ۱۲۶

۱۲۷، ۱۲۹ - ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۶ - ۱۳۶، ۱۴۱، ۱۴۳

۱۹۰، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۱۵، ۲۲۱، ۲۲۲ - ۲۲۲، ۲۲۵، ۲۳۸

۲۴۰ - ۲۴۳، ۲۵۳، ۲۵۵، ۲۸۱، ۲۹۲ - ۲۹۲، ۳۳۹ - ۳۴۱

۳۴۸، ۳۴۹ - ۳۴۹، ۳۵۳، ۳۵۴، ۴۱۷ - ۴۱۷

۴۱۹، ۴۴۴ - ۴۴۴

بحران (۱۲) ۲۶، ۱۲۶، ۱۲۹، ۳۰۰، ۳۰۶، ۳۴۰، ۳۴۲

بحرین (۱۲) ۳۲، ۳۷، ۲۰۸، ۲۳۷، ۲۴۲، ۲۶۳

برطانیہ (۱۱) ۴۸۵، ۵۲۷

برلن (۱۱) ۳۷۲، ۳۷۶، ۳۸۶، ۳۸۶، ۳۹۳، ۳۹۵

۵۱۵، ۵۵۴، ۵۶۰

برلین دیکھئے برلن

بزوا (۱۲) ۳۳۶

بصرہ (۱۱) ۳۷۳، ۳۸۸، ۵۷۶

بصری (۱۱) ۳۷، ۴۸، ۷۰، ۱۱۴، ۳۳۹، ۵۳۶

۵۷۴ (۱۲) ۳۳، ۳۴، ۱۴۱، ۳۷۶، ۴۳۲ - ۴۳۲

بطی (۱۱) ۶۵

بطراً (۱۱) ۵۷۴، ۵۸۴

جنوبی عرب (۱۱) ۵۸۴

جینوا (۱۱) ۵۵۵

جینہ (۱۲) ۴۸۰، ۴۴۴

چ

چین (۱۱) ۳۵۹، ۵۰۱، ۵۷۴

چکوسلوواکیہ (۱۱) ۵۱۰

ج

جش (۱۱) ۲۴۴، ۲۷۷، ۱۵۸ (۱۲) ۳۹۰، ۲۸۷

جشہ (۱۱) ۵۴، ۱۶۵، ۱۷۵-۱۷۷، ۱۸۲، ۱۸۶-۱۸۸

- ۲۳۴، ۲۳۲-۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۶، ۲۲۴، ۱۹۱

- ۲۳۷، ۲۳۵-۲۳۰، ۲۲۴، ۲۲۳-۲۲۲، ۲۲۰، ۲۱۷، ۲۱۶

۲۷۷، ۲۸۵، ۳۶۲، ۳۶۵، ۴۴۱، ۵۲۸، ۵۴۲، ۵۷۷

۵۹۳-۵۹۵، ۵۹۸-۵۹۹، ۶۰۳، ۷۱۲ (۱۲) ۱۰

۱۵۵-۱۶۴، ۱۶۵-۱۶۷، ۱۶۸-۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۷، ۲۵۰

۳۵۷، ۳۵۹، ۳۸۷، ۳۹۱

حجاز (۱۱) ۱۳، ۲۵، ۴۷، ۱۶۷، ۳۰۴، ۳۳۰، ۴۲۰-

۴۲۱، ۵۶۸، ۵۷۰-۵۷۱، ۵۷۳-۵۷۴، ۵۷۵

۵۷۷، ۵۸۱-۵۸۲، ۵۹۱، ۷۱۰، ۷۱۵ (۱۲) ۷

۱۰۹، ۱۲۳، ۲۰۱، ۲۳۵، ۲۳۹، ۲۸۸، ۲۹۷، ۳۲۷

- ۴۵۵، ۴۳۸

حجر (۱۱) ۱۲، ۱۱، ۲۴۶، ۲۴۴

حجر اسود (۱۱) ۱۰۳-۱۰۴، ۱۰۵

حیدرہ (۱۱) ۲۳۸، ۲۴۹، ۴۴۹، ۶۳۶ (۱۲) ۱۹-۲۵، ۲۵

۲۷-۲۸، ۳۲، ۵۳، ۱۰۷، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۰

۱۴۱، ۱۴۳، ۱۵۹، ۱۸۴، ۱۸۷، ۲۰۲، ۲۱۳، ۲۳۰

۳۲۸-۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴

تہران (۱۲) ۱۰۷، ۲۴۹

تیاز (۱۱) ۴۲۰، ۴۲۵-۴۲۶، ۴۶۷، ۵۷۲، ۵۷۷ (۱۲) ۱۷

۲۴۰، ۲۴۱

ث

ثعلبہ (۱۲) ۹

ثنیۃ المرہ (۱۲) ۲۸۶-۲۸۷، ۲۸۷-۲۸۸، ۳۳۶-۳۳۷

ثقیف (۱۲) ۳۳، ۳۷

ج

الجبابہ (۱۱) ۵۷۵

جبر (۱۲) ۱۳۵

جبل حرّ (۱۲) ۳۷۶

جحفہ (۱۲) ۱۶۱، ۲۸۷، ۳۳۶، ۳۳۷

جدہ (۱۱) ۱۰۱، ۵۶۲، ۵۶۹ (۱۲) ۳۷

جدیلہ (۱۱) ۷۱۱

جذیبہ (۱۲) ۱۰

جش (۱۲) ۳۸، ۱۵۳، ۲۴۴، ۲۴۲

جُزف (۱۲) ۲۹۲

جرمنی (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۸، ۵۱۰

جزیرہ (۱۱) ۳۷۸

جوانہ (۲) ۲۳، ۵۲۰

جلیق (۱۱) ۵۷۵

جما (۱۱) ۴۳۲ (۱۲) ۲۹۲

الجیح (۱۲) ۴۷

الجوم (۱۲) ۹

جخاب (۱۲) ۹-۱۰، ۱۳۵

جند (۱۱) ۷۱۳، ۷۱۹-۷۲۰، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶

خ

حرام (۱۱) ۱۱۸

حقہ اعلیٰ (۱۱) ۳۳۸

حرم (۱۱) ۵۶، ۵۸، ۶۷، ۸۵، ۸۸، ۹۳، ۹۵، ۹۹

(۱۲) ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۸۹، ۲۲۱، ۵۶۹، ۵۹۴، ۶۱۱

۴۷۶، ۵۳

حرم مکہ (۱۲) ۵۳، ۲۹۷

حسبی (۱۱) ۴۱۵، ۹ (۱۲) ۲۰۲، ۱۳۵

حضرت (۱۱) ۵۶۸، ۵۷۲، ۵۷۶، ۵۸۹، ۶۱۳، ۷۱۳

۷۱۹ (۱۲) ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۴۳، ۴۴، ۴۶، ۴۷

۲۶۶

حلیم (۱۱) ۱۰۳، ۲۲۰

حمزہ الاسد (۱۲) ۱۵، ۲۱، ۲۵، ۱۱۷، ۲۲۹ -

حسن (۱۱) ۹۴، ۱۱۹

خین (۱۱) ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۸۱، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵ (۱۲)

۱۳، ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۹، ۴۹

۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶

۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸

حوران (۱۱) ۷۷

حیدر آباد دکن (۱۱) ۲۹۰، ۳۹۲، ۴۴۳، ۴۵۲، ۴۵۹ (۱۲)

۱۱۵، ۱۳۳، ۱۸۶، ۲۲۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۷

۳۴۹، ۳۵۳

حیرا (۱۱) ۵۸۵

حیرہ (۱۱) ۲۱۲، ۳۰۳ - ۳۰۴، ۳۷۸، ۴۷۹ - ۵۷۵

۵۷۶، ۵۸۹، ۶۷۷

حیفہ (۱۲) ۴۵۳

خانہ کعبہ (۱۱) ۱۲، ۲۷، ۴۹، ۵۸، ۸۹، ۹۳ - ۹۴

۱۰۲ - ۱۰۳، ۱۰۸ - ۱۰۹، ۱۱۸ - ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۷۹

۲۲۳، ۲۴۶، ۲۶۹، ۵۳۹ (۱۲) ۵۲ - ۵۳، ۱۱۵

۴۸۰، ۴۳۶، ۴۷۹

خط (۱۲) ۱۰

خزار (۱۲) ۸، ۱۴، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۳۳، ۳۴، ۳۵

خراسان (۱۱) ۳۵۹، ۴۲۰

الخط (۱۲) ۲۴۲

خضرہ (۱۲) ۱۰

خولان (۱۲) ۳۹

خیبر (۱۱) ۲۵، ۲۷، ۳۸، ۴۱، ۴۲، ۴۳ - ۴۴، ۴۵ - ۴۶

۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶ - ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲

۵۳ - ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵

۶۶ - ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵

۷۶ - ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵

۸۶ - ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵

۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹

خیزان (۱۱) ۷۷، ۷۸

د

دارالندوة (۱۱) ۶۰۲ (۱۲) ۶۶۹

داروم (۱۲) ۸۸

دبا (۱۲) ۳۷

دبا (۱۲) ۲۶۳

دمشق (۱۱) ۲۴۲ - ۲۴۳، ۲۴۹، ۳۱۹ - ۳۲۰، ۳۶۸، ۴۹۹

۵۷۳، ۵۷۵، ۵۸۳ (۱۲) ۱۳۱، ۴۸۲ -

س

۱۹۹، ۲۲۳، ۲۳۹، ۲۵۵، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۹۲

۲۲۶، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۳۰، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۴۰

۳۵۰، ۳۵۲، ۴۰۵، ۴۳۸، ۴۴۶، ۴۸۲، ۴۸۸

شعب ابی طالب (۱۱) ۱۶۶

اشق (قلم) (۱۱) ۴۶۵، ۴۶۳، ۴۶۰

شکارگر (۱۱) ۴۹۴، ۵۵۱

شالہ ازلیقہ (۱۱) ۵۲۸، ۵۲۲

شنگائی (۱۱) ۵۵۸

الشہر (۱۱) ۶۱۳

شوط (۱۱) ۴۴۳

شیراز (۱۱) ۴۹۰

ص

صدار (۱۲) ۴۰

الصدب (قلم) (۱۱) ۴۱۷، ۴۱۶

صفہ (۱۱) ۴۹، ۹۶، ۱۶۹، ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۹۰، ۲۹۶ (۱۲)

صفہ (۱۲) ۴۵۳

صفراً (۱۱) ۳۲۴

صفین (۱۲) ۱۷۸، ۲۰۱

صقلیہ (۱۱) ۵۰۹، ۵۰۱

صفیہ (۱۱) ۵۵، ۶۱، ۶۸، ۷۱، ۷۳، ۷۱۱، ۷۱۳، ۷۱۷، ۷۱۹، ۷۱۲ (۱۲)

۳۷-۳۸، ۴۳، ۴۵، ۴۵

ض

ضمیمہ (۱۲) ۲۹۳

ضبیہ (۱۲) ۲۹۱

ضمیمات الیوم (۱۲) ۲۹۳

سبا (۱۱) ۵۸۹

سناک بام (۱۱) ۵۵۷

سٹگارٹ STUTTGART (۱۱) ۵۵۴، ۵۵۹، ۵۶۰

سڑالہ (۱۱) ۵۸۰

سرف (۱۱) ۳۲۹

سسی (۱۱) ۵۲۸

سفوان (۱۲) ۳۳۸، ۳۲۲

سکاسک (۱۱) ۷۱۲، ۷۱۹

سکورم SUCCORUM (۱۱) ۵۶۰

سکون (۱۱) ۷۱۲، ۷۱۹

سلام (قلم) (۱۱) ۴۶۴

سنائی (۱۱) ۵۷۱

سواح (۱۲) ۱۰

سوڈان (۱۱) ۲۵۹، ۷۲۸

سوئیڈن (۱۱) ۴۸۵، ۵۱۰

سوئٹزرلینڈ (۱۱) ۴۸۵، ۵۱۰

بیف الیجر (۱۲) ۱۴۰، ۸

ش

شام (۱۱) ۱۳، ۳۷، ۵۴، ۶۸، ۷۰، ۷۶، ۸۱، ۸۲، ۸۴

۸۸، ۹۱، ۹۹، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۸، ۱۲۸

۱۷۹، ۳۱۷، ۳۲۹، ۳۴۰، ۳۵۹، ۳۶۶

۳۷۴، ۳۹۹، ۴۱۱، ۴۱۴، ۴۳۳، ۴۳۴

۴۳۷، ۴۴۸، ۴۵۸، ۴۵۸، ۴۵۸، ۴۵۸، ۴۵۸، ۴۵۸

۵۸۳، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵

۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵، ۵۸۵

فرانس (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۸، ۵۰۷، ۵۱۰، ۵۱۹، ۵۲۷

فریکٹ (۱۱) ۵۵۳

فپائی (۱۱) ۷۲۸

افلس (۵۲) ۱۰

فلسطین (۱۱) ۳۵۹، ۴۳۷، ۵۲۸، ۵۷۱، ۵۷۴، ۵۸۵

(۱۲) ۱۳۱-۱۵۱، ۱۵۱، ۳۹۶، ۴۵۳، ۴۸۸

فرخ (۱۲) ۳۲۰

فلوڈ لیا (۵) ۵۵۱

فنی لینڈ (۱۱) ۵۱۰

ق

قادسیہ (۱۲) ۱۷۴، ۳۰۷، ۳۰۷

قاہرہ (۱۱) ۳۹۵، ۴۳۳، ۴۵۱، ۴۷۸، ۴۸۴، ۵۹۳، ۵۹۸

۷۰۷، ۶۱۷

قاہرہ (۱۲) ۱۰۱، ۱۰۸، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۳۳، ۱۶۵

۲۱۵، ۲۳۲، ۲۴۲، ۲۶۲، ۲۷۰، ۳۳۴، ۳۴۲

قبا (۱۱) ۴۷، ۸۶، ۵۱، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۲۷، ۲۰۸

قبیہ (۱۲) ۴۵۳

قتبان (۱۱) ۵۸۹

قید (۱۲) ۳۳۶، ۴۷۰

القرہ (۱۲) ۸

القرط (۱۲) ۸، ۱۰

قرقرہ الکدر (۱۱) ۳۲۶، ۲۹۲

قرویہ (۱۱) ۳۸۹-۳۹۰

قرنی عربیہ (۱۲) ۳۷، ۶۲، ۲۲۰

قسططنیہ (۱۱) ۵۷۶، ۳۷۷

قطی (۱۲) ۸

۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۵۷، ۲۲۸، ۲۶۶، ۳۳۳

عمان (۱۱) ۵۶۸، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۲۲-۷۳۳، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۵۱

۲۶۳، ۲۶۴، ۲۰۹

عمر (۱۱) ۵۶۹

عموریہ (۱۱) ۸۵

الغریض (۱۱) ۴۳۲

العیص (۱۱) ۱۵۱، ۱۲۲، ۱۲۲، ۲۸۴-۲۸۵، ۳۲۴-۳۲۵

۳۲۵، ۳۳۵، ۳۵۲

مین التمر (۱۱) ۳۷۴

غ

الغابہ (۱۲) ۷۰، ۷۷

غارثور (۱۲) ۱۰۵، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۶

غارحرا (۱۱) ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۳۸۲-۳۸۵، ۳۸۸

قال (فرانس) (۱۱) ۳۵۹

غریخیم (۱۲) ۳۳۶

غرب الهند (۱۱) ۳۵۹

غزاطہ (۱۱) ۵۰۹

عمان (۱۱) ۵۷۰، ۵۸۹، ۷۷۷، ۸۸۲

عظفان (۱۲) ۱۲، ۱۵، ۲۱، ۲۶، ۳۲

الغمر (۱۲) ۸

ف

فارس (۱۱) ۸۳، ۲۱۲، ۳۵۹، ۳۸۹، ۵۲۸، ۵۳۲، ۵۷۲

۵۸۵، ۵۹۸، ۷۱۹

فالکرک FALMIRK (۱۱) ۵۶۰

فرک (۱۱) ۴۰۸، ۴۲۰-۴۲۱، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۶۸، ۴۹۱-۴۹۲

۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳

کوفہ (۱۱) ۱۴۰، ۲۷۸-۳۷۹، ۳۸۱-۳۸۲، ۳۸۸

کوہ حرا (۱۲) ۳۷۶

کویت (۱۱) ۳۹۳، ۴۲۸

کینیفوریا (۱۱) ۷۰۴

کیمرج (۱۱) ۲۴۳، ۲۸۴، ۵۱۸ (۱۲) ۲۶۱

گ

گجرات (۱۲) ۴۰۵

گرونیڈا (GRONADA) (۱۱) ۵۵۱

گوشنگن (۱۲) ۱۸۸

ل

لاسن (LAUSANNE) (۱۱) ۵۵۶

لاہور (۱۱) ۲۴۱-۲۴۲، ۲۸۸، ۲۸۹، ۳۷۸، ۳۸۳، ۳۸۶

- ۴۸۷، ۴۹۰، ۴۹۵، ۴۹۷، ۵۰۱، ۵۰۴، ۵۱۱، ۵۱۵

۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۷، ۵۳۲، ۵۵۵، ۵۵۸، ۵۵۹

۶۵۸، ۷۰۹، ۷۶۱ (۱۲) ۳۳۴

لایپزگ (۱۱) ۷۶۰

لیبیان (۱۱) ۵۸۹

لخم (۱۱) ۵۷۰ (۱۲) ۸۲۲

لندن (۱۱) ۳۹۶، ۴۱۷، ۴۸۲، ۴۸۴، ۴۹۷، ۵۱۸، ۵۱۹

۵۲۳، ۵۲۷، ۵۲۷، ۵۳۲، ۵۳۶، ۵۴۰، ۵۴۴، ۵۴۵

۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۹، ۵۵۱، ۵۵۵-۵۶۰، ۵۷۸، ۵۷۹

۵۸۰، ۵۸۳، ۵۸۴ (۱۲) ۱۰۰-۱۰۱، ۱۰۳-۱۰۴

۱۱۰، ۱۱۱، ۱۲۴، ۱۵۰، ۱۸۴، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۳۸

۲۵۱، ۲۳۲-۲۳۳

لیبیا (۱۱) ۷۲۸ -

لیپزگ (۱۱) ۲۹۵، ۳۱۴، ۵۲۳، ۵۵۲-۵۵۶، ۵۸۰

قلعہ ابی (۱۱) ۴۶۴-۴۶۵

قلعہ سمران (الشرق) (۱۱) ۴۶۳-۴۶۵

قلعہ الزبیر (۱۱) ۴۶۵

قلعہ الشرق (۸) ۴۶۶

قلعہ الصبب بن معاذ (۱۱) ۴۶۵-۴۶۶

قلعہ مرجب (ناعم) (۱۱) ۴۶۴-۴۶۵

قلعہ النزار (۱۱) ۴۶۴-۴۶۵

قموص (۱۱) ۴۶۴، ۴۶۵-۴۶۶

ک

الکتیہ (قلعہ) (۱۱) ۴۱۷

الکندر (۱۱) ۴۰۸، ۴۲۶ (۱۲) ۱۳۱، ۲۶۱، ۱۳۱

الکندیہ (۱۱) ۴۲۷، ۴۲۷ (۱۲) ۹

کراچی (۱۱) ۴۸۵، ۴۸۷، ۴۹۰، ۵۱۱، ۵۳۹، ۷۶۱ (۱۲)

۴۴۷

کرسٹیانیٹیکا KRISTIANNICA (۱۱) ۵۵۳

کعبہ (۱۱) ۱۵۱، ۱۶۱، ۲۰۱، ۳۳۳، ۴۹۰، ۵۵۶-۶۰۱

- ۶۶۰، ۷۰۱، ۹۸۰، ۹۸۱-۱۰۸، ۱۱۵-۱۱۶

۱۲۱، ۱۲۹، ۱۳۶، ۱۴۱، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۹-۱۷۰، ۱۷۹، ۱۷۹

۱۹۶، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۹۷

۳۷۴، ۳۷۷، ۳۷۹، ۳۸۰، ۴۰۰-۴۰۱، ۴۰۶، ۴۰۹

- ۶۱۲، ۶۲۰، ۶۳۱، ۷۳۵ (۱۲) ۵۳، ۳۲۸، ۳۳۶

۴۷۶

کلکتہ (۱۱) ۴۸۰، ۴۸۶، ۵۶۰ (۱۲) ۲۵۰

کنڈا (۱۱) ۵۲۶

کندہ (۱۱) ۷۱۹ (۱۲) ۴۰

کوشنگن (۱۱) ۴۸۶

بیٹ (۱۲) ۲۳۲،

لیدن دیکھے لیڈن

بیڈی (۱۱) ۳۹۶، ۴۱۴، ۵۶۰، ۵۸۶، ۶۲۰، ۶۲۲ (۱۲)

م

مآرب (۱۱) ۵۰، ۳۳۹، ۷۱۹ (۱۲)

مارزارا التبر (۱۱) ۳۵۹، ۳۵۴

مادون (۱۲) ۱۴۳

مدائن (۱۱) ۴۰۴

مدین (۱۱) ۲۴۴، ۵۷۷ (۱۲) ۹

مدینہ (۱۱) ۲۵، ۷۱، ۸۶، ۱۰۷، ۱۴۴، ۱۴۵،

۱۸۳-۱۸۶، ۱۹۵، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۳۷-۲۳۸،

۲۵۰، ۲۷۶-۲۷۷، ۲۸۲، ۲۹۲، ۲۹۶، ۳۰۴،

۳۱۱، ۳۱۳-۳۱۵، ۳۱۷، ۳۲۵-۳۲۹، ۳۲۷،

۳۳۰-۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۴۲-۳۴۳، ۳۵۳،

۳۵۹، ۳۶۶، ۳۷۰، ۳۷۳، ۳۷۵-۳۸۱،

۳۸۳، ۳۸۸، ۳۹۹، ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۰۵، ۴۰۷،

۴۰۸-۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۲۲، ۴۲۴،

۴۲۵-۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۵،

۴۳۸-۴۴۲، ۴۴۴، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۵۰-۴۵۲،

۴۵۷، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳-۴۶۴، ۴۶۹، ۴۷۱،

۴۷۹-۴۸۱، ۴۸۴، ۴۸۶، ۴۹۰، ۴۹۳، ۴۹۴،

۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷-۴۹۸، ۵۰۰، ۵۰۱-۵۱۵، ۵۱۹، ۵۲۳،

۵۲۷، ۵۲۸، ۵۳۰-۵۳۱، ۵۳۲ (۱۲) ۱۲، ۱۳، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۶،

۲۸-۲۹، ۳۲، ۳۶، ۴۱، ۴۶، ۵۳، ۱۰۱-۱۰۴،

۱۰۷-۱۱۰، ۱۱۲-۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۱-۱۲۳، ۱۲۵،

۱۲۹-۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۵-۱۴۶،

۱۴۹-۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۶۲، ۱۶۵-۱۶۶، ۱۶۸، ۱۶۹،

۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۸، ۲۰۴، ۲۱۴، ۲۱۸، ۲۲۳،

۲۲۴-۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۱-۲۳۴، ۲۵۴-۲۵۶،

۲۶۹، ۲۷۴-۲۸۱، ۲۸۳-۲۸۵، ۲۸۸،

۲۹۰-۲۹۷، ۳۰۰، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۱۰-۳۱۲،

۳۱۳، ۳۱۶، ۳۱۸-۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۲-۳۲۴،

۳۳۴-۳۳۶، ۳۴۱-۳۴۴، ۳۴۷، ۳۴۸-۳۵۰،

۳۵۲، ۳۵۷، ۳۵۹، ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۷، ۳۹۹-۴۰۲،

۴۰۸-۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۸، ۴۲۱-۴۲۲، ۴۲۶، ۴۳۱،

۴۴۳-۴۴۵، ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۶۳، ۴۷۴، ۴۷۶،

- ۴۷۷، ۴۸۸، ۴۹۰

مراکش (۱۱) ۳۹۱، ۷۲۸

المربط (۱۱) ۶۵

مرج الصفر (۱۱) ۲۲۲

مروہ (۱۱) ۹۶، ۹۷ -

مرسیخ (۱۱) ۱۱-۱۲، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱

ممطر (۱۱)، ۵۵۸

نیق (۱۲)، ۷۷

منطق (۱۱)، ۳۵۰

نیویارک (۱۱)، ۵۲۰، ۵۲۲، ۵۴۰، ۵۵۱، ۵۵۹،

۵۸۴

منی (۱۱)، ۹۸، ۱۳۱، ۱۴۱ (۱۲)، ۴۸

و

موتہ (۱۱)، ۲۲۲، ۲۲۴، ۲۲۷، ۲۳۸ (۱۲)، ۱۰-۱۱

وادی بلحا (۱۱)، ۱۶۴

۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۴۴-۱۴۶، ۱۵۰، ۱۶۸،

وادی سفوان (۱۲)، ۲۹۲

۲۱۱، ۲۱۵، ۲۲۲-۲۲۳، ۲۳۷، ۲۷۷،

وادی عقیق (۱۲)، ۲۹۲

موسل (۱۱)، ۸۴-۸۵، ۵۸۰

وادی القرطی (۱۱)، ۸۶، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۵-۱۲۶،

میڈرڈ (۱۱)، ۵۵۹

۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۷، ۱۵۰، ۱۵۱ (۱۲)، ۷۱۲، ۷۷۳

ن

۱۴۱، ۲۰۱-۲۳۹، ۲۴۰، ۲۶۱، ۲۶۸، ۲۸۲،

نبط (۱۱)، ۵۸۹

وادی محصب (۱۱)، ۵۹

نجد (۱۱)، ۶۷، ۱۲۱، ۱۶۷، ۲۳۲، ۲۳۹، ۳۳۴،

وادی مل (۱۲)، ۳۳۱

۳۶، ۵۷۱، ۵۷۵-۵۷۷، ۵۸۱، ۵۸۸،

وادی وج (۱۱)، ۵۶ (۱۲)، ۴۷

۷۱۰ (۱۲)، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۲۹، ۱۳۳، ۲۰۸،

وادی بنیع (۱۲)، ۲۹۳

- ۳۶۶

وارسا (۱۱)، ۵۵۲

نجران (۱۱)، ۲۳۲، ۲۹۰، ۲۹۱-۲۹۲، ۷۱۳، ۷۱۹، ۷۳۰-۷۳۱

واشنگٹن (۱۱)، ۴۴۰

(۱۲)، ۱۱، ۳۳، ۳۸، ۴۸، ۱۴۳، ۱۴۹،

وڈان (۱۲)، ۱۴، ۲۶، ۱۰۳، ۲۸۷، ۲۸۹-۲۹۰،

۲۳۳، ۲۷۵-۲۷۶

۳۲۴-۳۲۶، ۳۳۰، ۳۳۶،

نجف (۱۲)، ۲۴۲

الوطیع (قلعہ)، (۱۱)، ۶۶۴

نخلہ (۱۱)، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۲۵ (۱۲)، ۱۰، ۱۴۸،

ونسیا L. VALENCIA (۱۱)، ۵۶۰

۱۷۱، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۹۴-۲۹۶، ۲۹۹،

دوکنگ (۱۱)، ۵۵۸، ۵۶۰

۳۰۶، ۳۰۷-۳۱۰، ۳۱۲، ۳۱۵-۳۱۶، ۳۱۸،

ویانا (۱۱)، ۵۱۵

۳۱۹-۳۲۰، ۳۲۲، ۳۳۱، ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۴۴،

- ۳۵۱، ۳۵۵-

د

نصیبین (۱۱)، ۸۵

ہالینڈ (۱۱)، ۴۸۵، ۴۸۸، ۵۱۰، ۵۱۴، ۵۲۰، ۵۲۴،

نظاۃ (۱۱)، ۱۶، ۴۶۳-۴۶۶ (۱۲)، ۴۳۲

ہائیڈبرگ (۱۱)، ۵۰۴

عظیم (۱۲) ۱۰

پیامبر (۱۱) ۲۰۹، ۲۳۷، ۲۸۸

160' 209' 100' 33-33 (14)

بین (۱۱) ۴۹، ۴۸ - ۵۴، ۵۵ - ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱

775, 76, 776-778, 789, 799, 782

09315A9-0AA, 0L4, 0L3, 0L1, PPL

'१।५' '१।०-४०९' '४-४' '४.३' '०९९-०९८

6427, 6421, 6419, 6416, 6413-6410, 466

1206121, 1206120 - 1206129, 1206

$$P_A(P_A + P_B + P_C) = P_A(P_A + P_B + P_C + P_D) = 11.9(12) \text{ ㄱ4.}$$

٢٢٢، ٢٢٥، ٢٢٦، ١٥٢، ١٢٩، ١٢٥، ٥.

[illegible]

بیتع (۱۲) ۳۲۴

فیثووع (۱۲) ۱۲۸

یورپ (۱۱) ۱۳۶۵ - ۱۳۷۰ ، ۱۳۸۵ ، ۱۳۹۲ ، ۱۳۹۹ ، ۱۴۰۶

- 5.9, 5.6, 5.3 - 5.2, 5.0, 4.9

٤٩٢٠٠٩٤٠٥٣٨٠٥٣٢-٥٢٩٠٥١.

٤٣٣

55A(11)

میں

ہیپولی (۱۱) ۵۵۷

بجہ (۱۱) ۵۷۲ - ۵۷۳، ۶۱۴، ۷۱۴، ۸۱۴، ۹۱۴، ۱۰۱۴

پریسٹ (۱۱) ۵۵۲

ہمبرگ (۱۱)، ۵۵۷

همدان (۱۱) ۵۲، ۱۲، ۱۹، ۲۸ (۱۲) - ۲۹

بمزم (۱۱) ۵۵۲

پہنہ (11) 90-92-94-96-98-100

هندوستان (۱۱)، ۶۰، ۲۲۴، ۳۹۰، ۴۴۹، ۵۱۲، ۵۴۳

DAI

منگری (۱۱) ۵۱۰

ہنوو (۱۱) ۵۵۹

ہوسٹن (۱۱) ۵۵

میڈیک (۱۱) ۳۷۱

۷۱

১৫৮(১২) ৬১

شیرب (۱۱۱) ۰۸۰۳۲۷۰۵۷۷۰۵۹۱۰۶۲۷-۶۲۸

१५८' १७' ३९०' ३४६' २८०' १०२' (१५)

پرچوع (۱۲) ۴۵

یروشلم (۱۱)، ۳۱۲، ۵۷۵ (۱۲) ۱۲۳

کتب

- (دی) اسفرط انکشی ڈکشنری (۱۵) ۳۹۳، ۳۹۴، ۵۱۲، ۵۱۳ -
 آؤٹ لائن آف ورلڈ ہسٹری: بک جی ویلز (۱۲) ۱۰۵
 اپالوجی مار محمد اینڈ قرآن، جان ڈوین پورٹ (۱۱) ۳۸۶، ۵۱۱
 این اپالوجی مار محمد ایٹھی قرآن، ڈوین پورٹ (۱۱) ۳۹، ۵۳۹ -
 احکام السلطانیہ: مالدی (۱۱) ۵۱۵، ۶۱۸، (۱۲) ۲۷۰ - ۲۷۱
 اخبار الطوال: البرہن فیہ احمد بن داؤد دینوری (۱۱) ۵۷۸ - ۵۸۴
 اخبار القضاة: دیکچ (۱۱) ۷۲۲، ۷۳۸، ۷۴۰ -
 اخبارک: الازرقی (۱۱) ۷۷۹، ۷۹۴، ۷۹۸، ۷۹۹ -
 ۶۲۰ (۱۲) ۲۰۲۳۱۰۰، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸ -
 ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱ -
 اخلاص محمد: لامنس (۱۱) ۵۱۹، ۵۵۸
 ارامنی مدینہ منورہ: سٹنفلڈ (۱۱) ۵۶۰
 آردو دائرہ معارف اسلامیہ (۱۱) ۳۹۷، ۵۰۱، ۵۰۳، ۵۱۱ - ۵۱۲
 آردو میں سیرت نگاری: سید ابوالخیر کشتی (۱۱) ۳۸۵
 اربع القرآن: سیسلیمان ندوی (۱۱) ۵۸۱
 اربعی کرسچنٹی ان اریبیہ: تھامس رائٹ (۱۱) ۳۹۷
 اسباب النزول: واحدی (۱۱) ۶۵۷
- (دی) اسپرٹ آف اسلام: امیر علی (۱۱) ۳۳۳
 الاستبصار: ابن قدامہ (۱۲) ۲۳۰
 استفال ابن اسحاق للاسناد رزبان انگریزی: (۱۱) ۹، ۳۵۶ -
 الاستیعاب فی معرفۃ الاسما: ابن عبد البر، م ۳۶۳ (۱۱) ۳۸۷ - ۳۸۸، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۰، ۱۷۱ - ۱۷۲، ۱۷۳ - ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹ - ۱۸۰، ۱۸۱ - ۱۸۲، ۱۸۳ - ۱۸۴، ۱۸۵ - ۱۸۶، ۱۸۷ - ۱۸۸، ۱۸۹ - ۱۹۰، ۱۹۱ - ۱۹۲، ۱۹۳ - ۱۹۴، ۱۹۵ - ۱۹۶، ۱۹۷ - ۱۹۸، ۱۹۹ - ۲۰۰، ۲۰۱ - ۲۰۲، ۲۰۳ - ۲۰۴، ۲۰۵ - ۲۰۶، ۲۰۷ - ۲۰۸، ۲۰۹ - ۲۱۰، ۲۱۱ - ۲۱۲، ۲۱۳ - ۲۱۴، ۲۱۵ - ۲۱۶، ۲۱۷ - ۲۱۸، ۲۱۹ - ۲۲۰، ۲۲۱ - ۲۲۲، ۲۲۳ - ۲۲۴، ۲۲۵ - ۲۲۶، ۲۲۷ - ۲۲۸، ۲۲۹ - ۲۳۰، ۲۳۱ - ۲۳۲، ۲۳۳ - ۲۳۴، ۲۳۵ - ۲۳۶، ۲۳۷ - ۲۳۸، ۲۳۹ - ۲۴۰، ۲۴۱ - ۲۴۲، ۲۴۳ - ۲۴۴، ۲۴۵ - ۲۴۶، ۲۴۷ - ۲۴۸، ۲۴۹ - ۲۵۰، ۲۵۱ - ۲۵۲، ۲۵۳ - ۲۵۴، ۲۵۵ - ۲۵۶، ۲۵۷ - ۲۵۸، ۲۵۹ - ۲۶۰، ۲۶۱ - ۲۶۲، ۲۶۳ - ۲۶۴، ۲۶۵ - ۲۶۶، ۲۶۷ - ۲۶۸، ۲۶۹ - ۲۷۰، ۲۷۱ - ۲۷۲، ۲۷۳ - ۲۷۴، ۲۷۵ - ۲۷۶، ۲۷۷ - ۲۷۸، ۲۷۹ - ۲۸۰، ۲۸۱ - ۲۸۲، ۲۸۳ - ۲۸۴، ۲۸۵ - ۲۸۶، ۲۸۷ - ۲۸۸، ۲۸۹ - ۲۹۰، ۲۹۱ - ۲۹۲، ۲۹۳ - ۲۹۴، ۲۹۵ - ۲۹۶، ۲۹۷ - ۲۹۸، ۲۹۹ - ۳۰۰، ۳۰۱ - ۳۰۲، ۳۰۳ - ۳۰۴، ۳۰۵ - ۳۰۶، ۳۰۷ - ۳۰۸، ۳۰۹ - ۳۱۰، ۳۱۱ - ۳۱۲، ۳۱۳ - ۳۱۴، ۳۱۵ - ۳۱۶، ۳۱۷ - ۳۱۸، ۳۱۹ - ۳۲۰، ۳۲۱ - ۳۲۲، ۳۲۳ - ۳۲۴، ۳۲۵ - ۳۲۶، ۳۲۷ - ۳۲۸، ۳۲۹ - ۳۳۰، ۳۳۱ - ۳۳۲، ۳۳۳ - ۳۳۴، ۳۳۵ - ۳۳۶، ۳۳۷ - ۳۳۸، ۳۳۹ - ۳۴۰، ۳۴۱ - ۳۴۲، ۳۴۳ - ۳۴۴، ۳۴۵ - ۳۴۶، ۳۴۷ - ۳۴۸، ۳۴۹ - ۳۵۰، ۳۵۱ - ۳۵۲، ۳۵۳ - ۳۵۴، ۳۵۵ - ۳۵۶، ۳۵۷ - ۳۵۸، ۳۵۹ - ۳۶۰، ۳۶۱ - ۳۶۲، ۳۶۳ - ۳۶۴، ۳۶۵ - ۳۶۶، ۳۶۷ - ۳۶۸، ۳۶۹ - ۳۷۰، ۳۷۱ - ۳۷۲، ۳۷۳ - ۳۷۴، ۳۷۵ - ۳۷۶، ۳۷۷ - ۳۷۸، ۳۷۹ - ۳۸۰، ۳۸۱ - ۳۸۲، ۳۸۳ - ۳۸۴، ۳۸۵ - ۳۸۶، ۳۸۷ - ۳۸۸، ۳۸۹ - ۳۹۰، ۳۹۱ - ۳۹۲، ۳۹۳ - ۳۹۴، ۳۹۵ - ۳۹۶، ۳۹۷ - ۳۹۸، ۳۹۹ - ۴۰۰، ۴۰۱ - ۴۰۲، ۴۰۳ - ۴۰۴، ۴۰۵ - ۴۰۶، ۴۰۷ - ۴۰۸، ۴۰۹ - ۴۱۰، ۴۱۱ - ۴۱۲، ۴۱۳ - ۴۱۴، ۴۱۵ - ۴۱۶، ۴۱۷ - ۴۱۸، ۴۱۹ - ۴۲۰، ۴۲۱ - ۴۲۲، ۴۲۳ - ۴۲۴، ۴۲۵ - ۴۲۶، ۴۲۷ - ۴۲۸، ۴۲۹ - ۴۳۰، ۴۳۱ - ۴۳۲، ۴۳۳ - ۴۳۴، ۴۳۵ - ۴۳۶، ۴۳۷ - ۴۳۸، ۴۳۹ - ۴۴۰، ۴۴۱ - ۴۴۲، ۴۴۳ - ۴۴۴، ۴۴۵ - ۴۴۶، ۴۴۷ - ۴۴۸، ۴۴۹ - ۴۵۰، ۴۵۱ - ۴۵۲، ۴۵۳ - ۴۵۴، ۴۵۵ - ۴۵۶، ۴۵۷ - ۴۵۸، ۴۵۹ - ۴۶۰، ۴۶۱ - ۴۶۲، ۴۶۳ - ۴۶۴، ۴۶۵ - ۴۶۶، ۴۶۷ - ۴۶۸، ۴۶۹ - ۴۷۰، ۴۷۱ - ۴۷۲، ۴۷۳ - ۴۷۴، ۴۷۵ - ۴۷۶، ۴۷۷ - ۴۷۸، ۴۷۹ - ۴۸۰، ۴۸۱ - ۴۸۲، ۴۸۳ - ۴۸۴، ۴۸۵ - ۴۸۶، ۴۸۷ - ۴۸۸، ۴۸۹ - ۴۹۰، ۴۹۱ - ۴۹۲، ۴۹۳ - ۴۹۴، ۴۹۵ - ۴۹۶، ۴۹۷ - ۴۹۸، ۴۹۹ - ۵۰۰، ۵۰۱ - ۵۰۲، ۵۰۳ - ۵۰۴، ۵۰۵ - ۵۰۶، ۵۰۷ - ۵۰۸، ۵۰۹ - ۵۱۰، ۵۱۱ - ۵۱۲، ۵۱۳ - ۵۱۴، ۵۱۵ - ۵۱۶، ۵۱۷ - ۵۱۸، ۵۱۹ - ۵۲۰، ۵۲۱ - ۵۲۲، ۵۲۳ - ۵۲۴، ۵۲۵ - ۵۲۶، ۵۲۷ - ۵۲۸، ۵۲۹ - ۵۳۰، ۵۳۱ - ۵۳۲، ۵۳۳ - ۵۳۴، ۵۳۵ - ۵۳۶، ۵۳۷ - ۵۳۸، ۵۳۹ - ۵۴۰، ۵۴۱ - ۵۴۲، ۵۴۳ - ۵۴۴، ۵۴۵ - ۵۴۶، ۵۴۷ - ۵۴۸، ۵۴۹ - ۵۵۰، ۵۵۱ - ۵۵۲، ۵۵۳ - ۵۵۴، ۵۵۵ - ۵۵۶، ۵۵۷ - ۵۵۸، ۵۵۹ - ۵۶۰، ۵۶۱ - ۵۶۲، ۵۶۳ - ۵۶۴، ۵۶۵ - ۵۶۶، ۵۶۷ - ۵۶۸، ۵۶۹ - ۵۷۰، ۵۷۱ - ۵۷۲، ۵۷۳ - ۵۷۴، ۵۷۵ - ۵۷۶، ۵۷۷ - ۵۷۸، ۵۷۹ - ۵۸۰، ۵۸۱ - ۵۸۲، ۵۸۳ - ۵۸۴، ۵۸۵ - ۵۸۶، ۵۸۷ - ۵۸۸، ۵۸۹ - ۵۹۰، ۵۹۱ - ۵۹۲، ۵۹۳ - ۵۹۴، ۵۹۵ - ۵۹۶، ۵۹۷ - ۵۹۸، ۵۹۹ - ۶۰۰، ۶۰۱ - ۶۰۲، ۶۰۳ - ۶۰۴، ۶۰۵ - ۶۰۶، ۶۰۷ - ۶۰۸، ۶۰۹ - ۶۱۰، ۶۱۱ - ۶۱۲، ۶۱۳ - ۶۱۴، ۶۱۵ - ۶۱۶، ۶۱۷ - ۶۱۸، ۶۱۹ - ۶۲۰، ۶۲۱ - ۶۲۲، ۶۲۳ - ۶۲۴، ۶۲۵ - ۶۲۶، ۶۲۷ - ۶۲۸، ۶۲۹ - ۶۳۰، ۶۳۱ - ۶۳۲، ۶۳۳ - ۶۳۴، ۶۳۵ - ۶۳۶، ۶۳۷ - ۶۳۸، ۶۳۹ - ۶۴۰، ۶۴۱ - ۶۴۲، ۶۴۳ - ۶۴۴، ۶۴۵ - ۶۴۶، ۶۴۷ - ۶۴۸، ۶۴۹ - ۶۵۰، ۶۵۱ - ۶۵۲، ۶۵۳ - ۶۵۴، ۶۵۵ - ۶۵۶، ۶۵۷ - ۶۵۸، ۶۵۹ - ۶۶۰، ۶۶۱ - ۶۶۲، ۶۶۳ - ۶۶۴، ۶۶۵ - ۶۶۶، ۶۶۷ - ۶۶۸، ۶۶۹ - ۶۷۰، ۶۷۱ - ۶۷۲، ۶۷۳ - ۶۷۴، ۶۷۵ - ۶۷۶، ۶۷۷ - ۶۷۸، ۶۷۹ - ۶۸۰، ۶۸۱ - ۶۸۲، ۶۸۳ - ۶۸۴، ۶۸۵ - ۶۸۶، ۶۸۷ - ۶۸۸، ۶۸۹ - ۶۹۰، ۶۹۱ - ۶۹۲، ۶۹۳ - ۶۹۴، ۶۹۵ - ۶۹۶، ۶۹۷ - ۶۹۸، ۶۹۹ - ۷۰۰، ۷۰۱ - ۷۰۲، ۷۰۳ - ۷۰۴، ۷۰۵ - ۷۰۶، ۷۰۷ - ۷۰۸، ۷۰۹ - ۷۱۰، ۷۱۱ - ۷۱۲، ۷۱۳ - ۷۱۴، ۷۱۵ - ۷۱۶، ۷۱۷ - ۷۱۸، ۷۱۹ - ۷۲۰، ۷۲۱ - ۷۲۲، ۷۲۳ - ۷۲۴، ۷۲۵ - ۷۲۶، ۷۲۷ - ۷۲۸، ۷۲۹ - ۷۳۰، ۷۳۱ - ۷۳۲، ۷۳۳ - ۷۳۴، ۷۳۵ - ۷۳۶، ۷۳۷ - ۷۳۸، ۷۳۹ - ۷۴۰، ۷۴۱ - ۷۴۲، ۷۴۳ - ۷۴۴، ۷۴۵ - ۷۴۶، ۷۴۷ - ۷۴۸، ۷۴۹ - ۷۵۰، ۷۵۱ - ۷۵۲، ۷۵۳ - ۷۵۴، ۷۵۵ - ۷۵۶، ۷۵۷ - ۷۵۸، ۷۵۹ - ۷۶۰، ۷۶۱ - ۷۶۲، ۷۶۳ - ۷۶۴، ۷۶۵ - ۷۶۶، ۷۶۷ - ۷۶۸، ۷۶۹ - ۷۷۰، ۷۷۱ - ۷۷۲، ۷۷۳ - ۷۷۴، ۷۷۵ - ۷۷۶، ۷۷۷ - ۷۷۸، ۷۷۹ - ۷۸۰، ۷۸۱ - ۷۸۲، ۷۸۳ - ۷۸۴، ۷۸۵ - ۷۸۶، ۷۸۷ - ۷۸۸، ۷۸۹ - ۷۹۰، ۷۹۱ - ۷۹۲، ۷۹۳ - ۷۹۴، ۷۹۵ - ۷۹۶، ۷۹۷ - ۷۹۸، ۷۹۹ - ۸۰۰، ۸۰۱ - ۸۰۲، ۸۰۳ - ۸۰۴، ۸۰۵ - ۸۰۶، ۸۰۷ - ۸۰۸، ۸۰۹ - ۸۱۰، ۸۱۱ - ۸۱۲، ۸۱۳ - ۸۱۴، ۸۱۵ - ۸۱۶، ۸۱۷ - ۸۱۸، ۸۱۹ - ۸۲۰، ۸۲۱ - ۸۲۲، ۸۲۳ - ۸۲۴، ۸۲۵ - ۸۲۶، ۸۲۷ - ۸۲۸، ۸۲۹ - ۸۳۰، ۸۳۱ - ۸۳۲، ۸۳۳ - ۸۳۴، ۸۳۵ - ۸۳۶، ۸۳۷ - ۸۳۸، ۸۳۹ - ۸۴۰، ۸۴۱ - ۸۴۲، ۸۴۳ - ۸۴۴، ۸۴۵ - ۸۴۶، ۸۴۷ - ۸۴۸، ۸۴۹ - ۸۵۰، ۸۵۱ - ۸۵۲، ۸۵۳ - ۸۵۴، ۸۵۵ - ۸۵۶، ۸۵۷ - ۸۵۸، ۸۵۹ - ۸۶۰، ۸۶۱ - ۸۶۲، ۸۶۳ - ۸۶۴، ۸۶۵ - ۸۶۶، ۸۶۷ - ۸۶۸، ۸۶۹ - ۸۷۰، ۸۷۱ - ۸۷۲، ۸۷۳ - ۸۷۴، ۸۷۵ - ۸۷۶، ۸۷۷ - ۸۷۸، ۸۷۹ - ۸۸۰، ۸۸۱ - ۸۸۲، ۸۸۳ - ۸۸۴، ۸۸۵ - ۸۸۶، ۸۸۷ - ۸۸۸، ۸۸۹ - ۸۹۰، ۸۹۱ - ۸۹۲، ۸۹۳ - ۸۹۴، ۸۹۵ - ۸۹۶، ۸۹۷ - ۸۹۸، ۸۹۹ - ۹۰۰، ۹۰۱ - ۹۰۲، ۹۰۳ - ۹۰۴، ۹۰۵ - ۹۰۶، ۹۰۷ - ۹۰۸، ۹۰۹ - ۹۱۰، ۹۱۱ - ۹۱۲، ۹۱۳ - ۹۱۴، ۹۱۵ - ۹۱۶، ۹۱۷ - ۹۱۸، ۹۱۹ - ۹۲۰، ۹۲۱ - ۹۲۲، ۹۲۳ - ۹۲۴، ۹۲۵ - ۹۲۶، ۹۲۷ - ۹۲۸، ۹۲۹ - ۹۳۰، ۹۳۱ - ۹۳۲، ۹۳۳ - ۹۳۴، ۹۳۵ - ۹۳۶، ۹۳۷ - ۹۳۸، ۹۳۹ - ۹۴۰، ۹۴۱ - ۹۴۲، ۹۴۳ - ۹۴۴، ۹۴۵ - ۹۴۶، ۹۴۷ - ۹۴۸، ۹۴۹ - ۹۵۰، ۹۵۱ - ۹۵۲، ۹۵۳ - ۹۵۴، ۹۵۵ - ۹۵۶، ۹۵۷ - ۹۵۸، ۹۵۹ - ۹۶۰، ۹۶۱ - ۹۶۲، ۹۶۳ - ۹۶۴، ۹۶۵ - ۹۶۶، ۹۶۷ - ۹۶۸، ۹۶۹ - ۹۷۰، ۹۷۱ - ۹۷۲، ۹۷۳ - ۹۷۴، ۹۷۵ - ۹۷۶، ۹۷۷ - ۹۷۸، ۹۷۹ - ۹۸۰، ۹۸۱ - ۹۸۲، ۹۸۳ - ۹۸۴، ۹۸۵ - ۹۸۶، ۹۸۷ - ۹۸۸، ۹۸۹ - ۹۹۰، ۹۹۱ - ۹۹۲، ۹۹۳ - ۹۹۴، ۹۹۵ - ۹۹۶، ۹۹۷ - ۹۹۸، ۹۹۹ - ۱۰۰۰، ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲، ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴، ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶، ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸، ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰، ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲، ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴، ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶، ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸، ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰، ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲، ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴، ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶، ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸، ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰، ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲، ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴، ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶، ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸، ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰، ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲، ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴، ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶، ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸، ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰، ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲، ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴، ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶، ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸، ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰، ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲، ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴، ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶، ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸، ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰، ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲، ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴، ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶، ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸، ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰، ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲، ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴، ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶، ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸، ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰، ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲، ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴، ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶، ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸، ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰، ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲، ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴، ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶، ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸، ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰، ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲، ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴، ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶، ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸، ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰، ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲، ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴، ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶، ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸، ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰، ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲، ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴، ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶، ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸، ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰، ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲، ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴، ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶، ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸، ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰، ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲، ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴، ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶، ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸، ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰، ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲، ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴، ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶، ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸، ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰، ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲، ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴، ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶، ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸، ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰، ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲، ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴، ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶، ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸، ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰، ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲، ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴، ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶، ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸، ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰، ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲، ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴، ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶، ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸، ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰، ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲، ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴، ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶، ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸، ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰، ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲، ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴، ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶، ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸، ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰، ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲، ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴، ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶، ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸، ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰، ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲، ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴، ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶، ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸، ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰، ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲، ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴، ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶، ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸، ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰، ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲، ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴، ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶، ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸، ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰، ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲، ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴، ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶، ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸، ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰، ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲، ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴، ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶، ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸، ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰، ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲، ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴، ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶، ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸، ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰، ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲، ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴، ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶، ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸، ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰، ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲، ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴، ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶، ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸، ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰، ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲، ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴، ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶، ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸، ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰، ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲، ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴، ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶، ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸، ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰، ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲، ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴، ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶، ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸، ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰، ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲، ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴، ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶، ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸، ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰، ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲، ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴، ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶، ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸، ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰، ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲، ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴، ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶، ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸، ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰، ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲، ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴، ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶، ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸، ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰، ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲، ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴، ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶، ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸، ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰، ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲، ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴، ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶، ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸، ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰، ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲، ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴، ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶، ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸، ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰، ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲، ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴، ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶، ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸، ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰، ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲، ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴، ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶، ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸، ۱۴۳۹ - ۱۴۴۰، ۱۴۴۱ - ۱۴۴۲، ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴، ۱۴۴۵ - ۱۴۴۶، ۱۴۴۷ - ۱۴۴۸، ۱۴۴۹ - ۱۴۵۰، ۱۴۵۱ - ۱۴۵۲، ۱۴۵۳ - ۱۴۵۴، ۱۴۵۵ - ۱۴۵۶، ۱۴۵۷ - ۱۴۵۸، ۱۴۵۹ - ۱۴۶۰، ۱۴۶۱ - ۱۴۶۲، ۱۴۶۳ - ۱۴۶۴، ۱۴۶۵ - ۱۴۶۶، ۱۴۶۷ - ۱۴۶

اللہ کی کامن ولیتہ (ALLAH'S COMMON

WEALTH) ایف، ای پیٹر (۱۲) ۱۱

انجیل (۱۱) ۳۷، ۷۹، ۱۰۹، ۱۲۳، ۳۷۳، ۶۶۳ (۱۲)

۲۴۸، ۳۸۳

انڈیکس اسلامیکس (۱۱) ۵۱۸

النسب الاثرات: بلاذری (۱۱) ۳۵۸، ۳۶۶، ۳۳۳،

۴۴۷-۴۵۹، ۴۵۹-۴۷۳،

۴۶۷-۴۷۹، ۴۷۹-۴۸۱، ۴۸۱-۴۸۲، ۴۸۲-۴۸۷،

۴۸۹-۴۹۱، ۴۹۱-۴۹۲، ۴۹۲-۴۹۳،

النسب الاثرات: بلاذری (۱۲) ۸-۹، ۲۲، ۴۸، ۱۰۱-

۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۱-۱۲۲، ۱۲۲-۱۲۳،

۱۲۹-۱۳۰، ۱۳۰-۱۳۱، ۱۳۱-۱۳۲، ۱۳۲-۱۳۳،

۱۳۸-۱۴۰، ۱۴۰-۱۴۱، ۱۴۱-۱۴۲، ۱۴۲-۱۴۳،

۱۶۵، ۱۶۵-۱۶۶، ۱۶۶-۱۶۷، ۱۶۷-۱۶۸، ۱۶۸-۱۶۹،

۱۹۳-۱۹۴، ۱۹۴-۱۹۵، ۱۹۵-۱۹۶، ۱۹۶-۱۹۷، ۱۹۷-۱۹۸،

۲۱۸-۲۱۹، ۲۱۹-۲۲۰، ۲۲۰-۲۲۱، ۲۲۱-۲۲۲،

۲۶۶-۲۶۷، ۲۶۷-۲۶۸، ۲۶۸-۲۶۹، ۲۶۹-۲۷۰،

۲۷۳-۲۷۴، ۲۷۴-۲۷۵، ۲۷۵-۲۷۶، ۲۷۶-۲۷۷،

الناسیکل پیڈیا آف اسلام (۱۱) ۵۸۲، ۶۱۷، ۶۲۰، (۱۲)

۲۰۹، ۳۴۷

الناسیکل پیڈیا آف ریلیجی اینڈ اینٹیکس (۱۱) ۳۹۴

الناسیکل پیڈیا برائیاٹیکا (۱۱) ۴۹۸، ۵۸۳، ۵۸۴

اورینٹل انڈیڈیٹری آف اسلام الخی دیٹ: م-م-احسن،

(۱۱) ۳۹۲

ایام العرب فی الجاہلیتہ: محمد احمد جاد الملک، علی محمد جادی

اسلام اینڈ ریٹرن اور نیٹلسٹ: ابوالحسن علی (۱۱) ۳۹۶

اسلام سے پہلے قبا کی عرب کی تحوین و تزیین: کاروان الفانول

لینڈ (۱۱) ۵۲۳

اسلام مجرائے عرب میں: صموئیل زویر (۱۱) ۵۲۵

اسلام کا زرعی نظام: محمد تقی امینی (۱۲) ۲۵۰

اسلام کا نظام حیات: ابوالاعلیٰ مودودی (۱۲) ۱۱

الاسلام و اصول الحکم: علی عبداللہ زرق (۱۱) ۷۱۳، ۷۳۷،

۷۴۰، ۷۵۷، ۷۷۱

الاسلام و المستشرقون: عبدالحلیم شلیبی (۱۱) ۴۸۴

اسلامہ تاریخ و مورخہ: شمس الدین (۱۱) ۳۹۳

اسلامک سٹری: ایلم-اسے شعبان (۱۱) ۴۴۳

اسلامی تہذیب: بارمنولڈ (۱۱) ۵۲۵

اشاہ (۱۱) ۶۸۳

اشتقاق: ابن درید (۱۱) ۵۸۴-۵۸۵، ۶۱۶، ۶۱۸،

الاسابہ فی تیز السحابہ: ابن حجر العسقلانی (۱۱) ۳۵۲، ۶۵۷،

(۱۲) ۱-۷، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۵،

۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳،

۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹،

۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶،

۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶،

۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲،

الاعلام: خیر الدین الزرکل (۱۱) ۵۱۵، ۵۵۰،

اعلام السامین عن کتب سید المرسلین: ابن طولون (۱۱) ۳۶۷

اعلام الموقنین: ابن القیم الجوزی (۱۱) ۶۸۳، ۶۸۴،

(۱۲) ۲۴۹

اعلام النساء: عمر رضا کمالہ (۱۱) ۳۸۲

الفیہ: حانظ العراقی (۱۱) ۷۱۳، ۷۳۷

تہذیب الراۃ: السیوطی (۱۱) ۷۱۶

تذکرہ الحفاظ: ذہبی (۱۱) ۳۷۳، ۳۹۳

الترازیب الاداریہ: عبدالحی کتانی، دیکھئے نظام الحکومت النبویۃ لہی
الترازیب الاداریۃ: عبدالحی کتانی۔

ترجمہ قرآن: اشرف علی تھانوی (۱۲) ۲۴۸

ترجمہ قرآن: شاہ عبدالقادر دہلوی (۱۲) ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰

التشریح الجنائی الاسلامی: عبدالقادر عرودہ (۱۱) ۷۰۷

تفسیر ابن کثیر (۱۱) ۳۷۸، ۵۹۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴

۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸

تفسیر: القرطبی (۱۱) ۵۹۹

تفسیر: محمد ابن جریر الطبری، م ۳۱۰ھ (۱۱) ۳۸۷، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲

۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸

۳۲۵، ۳۲۶

تغییم القرآن: ابوالاعلیٰ مودودی (۱۲) ۲۳۸، ۲۳۹

تنزیہ الحوائک (۱۱) ۷۰۵

تورات دیکھئے تورات

توریت (۱۱) ۳۷، ۵۰، ۵۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹

۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵

۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱

تہذیب الاحکام: ابن القیم الجوزی (۱۱) ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸

۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸

تہذیب الاسماء: نووی (۱۱) ۳۶۹

تہذیب التہذیب: ابن حجر (۱۱) ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵

۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷

ث

ثمار القلوب: بیہقی (۱۱) ۵۹۹، ۶۱۸، ۶۱۹

۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱

۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴

۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵

۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱

۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱

۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱

۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰

۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸

۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸

۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵

۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵

تاریخ زوال روم، ایڈورڈ ڈیگبی (۱۱) ۵۰۸ -

تاریخ صیرت، الامس (۱۱) ۵۱۹

تاریخ العرب: پرسیوال (۱۱) ۵۱۱

تاریخ عرب: حقی (۱۱) ۵۲۶

تاریخ العرب قبل الاسلام، حجاج علی (۱۲) ۱۱۵

تاریخ عرب قبل از اسلام: قطالیش (۱۱) ۵۱۳

تاریخ الادب وادابہم: ارٹھنٹ (۱۱) ۵۵۲

تاریخ فیروز شاہی، مرتبہ سید احمد خان: ضیاء الدین برقی (۱۲) ۲۵۰

التاریخ الکبیر: امام بخاری (۱۱) ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰

تاریخ مدینہ: سبہودی (۱۱) ۴۸۶

تاریخ مدینہ دمشق، مرتبہ صلاح الدین

المجید، ابن عساکر (۱۲) ۲۶۴

تاریخ مکہ المکرمہ، وشفیق (۱۱) ۵۱۵، ۵۱۶

تاریخ یمن قبل اسلام، کالوفاستریل لینر (۱۱) ۵۲۳

تبصرۃ الاحکام (۱۱) ۶۸۲، ۶۸۳

ج

جامع: ترمذی (۱) ۳۶۷، ۳۷۵، ۳۸۷، ۴۲۹، ۴۸۲،

۶۹۷، ۷۰۵، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۲۴، ۷۳۷، ۷۳۸،

۷۴۰، ۷۵۸، (۱۲) ۲۳۶، ۲۵۳، ۲۷۷،

۳۷۸، ۳۷۹

جامع بیان العلم: ابن عبد البر (۱) ۳۶۷

الجامع الصالح المسند للفقہ، امور رسول اللہ وایامہ: محمد بن اسماعیل

بخاری (۱) ۳۶۵

جزیرہ اور اسلام: ترجمہ از غلام رسول ہب: ڈینیٹ

(۱۲) ۲۶۲

جغرافیہ: پوچی (۱) ۵۷۸

جمہورۃ النساب العرب: ابن حزم (۱) ۵۸۵، (۲) ۱۵۶،

۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۸۳، ۱۸۵،

۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۵، ۲۰۷، ۲۰۹،

۲۱۲، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۳، ۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۹،

جامع السیرۃ: ابن حزم (۱) ۱۳۳

ح

حاشیہ متن بخاری: احمد علی سہارنپوری (۱) ۷۲۲

حروب صلیبیہ: ارنسٹ ہارکر (۱) ۵۰۰

حماسہ: البقم (۱) ۵۸۲

حیات جاوید: الطاف حسین حالی (۱) ۴۸۵

حیات محمد صمویل زویر (۱) ۵۲۵

حیات محمد: کارلواٹا سول لیز (۱) ۵۲۳

حیات محمد: ترجمہ از البیجلی امام خاں نوشہری۔ محمد حسین بیگل

(۱) ۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۸

حیات محمد: محمد حسین بیگل (انگریزی) ترجمہ از اسماعیل رازی خلعتی

(۱۲) ۳۳۷

خ

خالد بن ولید الخزومی: محمود شیبہ خطاب (۱۲) ۷۱۲

الخبر عن البشر: المقرئ (۱) ۳۵۹، ۳۶۲

الخطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرت الحمدیہ: مرستیاد احمد خاں (۱)

۴۸۵، ۴۸۶

خلافت و ملکیت: ابوالاعلیٰ مودودی (۱۲) ۱۰۰، ۲۱۳،

غفلتے راشدین: بارتھولڈ (۱) ۵۲۵

د

دائرة المعارف الاسلامیہ (۱) ۳۷۱، ۳۹۴

دور مختار (۱) ۶۸۳

دلائل النبوة: البرکاتی (۱) ۳۱۱

دلائل النبوة: البیہقی (۱) ۳۸۷

دلائل النبوة: (مصنفان) (۱۲) ۳۷۱

دنیا میں اسلام: صمویل زویر (۱) ۵۲۵

دین اسلام: گارن دی تاسی (۱) ۵۱۴

دیوان: اُمیہ بن ابی صلت (۱) ۵۸۲

دیوان: حسن بن ثابت (۱) ۵۸۲، ۵۷۸، (۱۲) ۲۳۸

دیوان شرح البیہقی: التالیف: ق بیانی (۱) ۵۷۹

ذ

ذیل المذیل (۱) ۳۹۴

س

رحمۃ اللعین: سلیمان منصور پوری (۱) ۴۴۲، ۴۸۷، ۴۵۷، (۱۲)

۱۵۸ - ۳۳۴ - ۳۳۸

الرسالات البیہقی: شارح حق روقی (۱۲) ۱۱۵، ۱۴۹

رسائل: الجاحظ (۱) ۵۹۴، ۵۹۹

سیر اعلام النبلاء، تحقیق محمد اسد علی: ج ۱۲، ۱۶۵

سیرت: ابن اسحاق (۱)، ۸، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۲۰، ۲۲،

۲۳، ۲۴، ۳۰، ۳۳، ۳۶، ۳۷، ۴۲، ۴۵، ۴۷، ۵۰،

۵۲، ۵۶، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۶، ۶۸، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶،

۷۷، ۷۸، ۸۰، ۸۲، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۵، ۹۷، ۹۸، ۹۹،

۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۸،

۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۴،

۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹،

۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸،

۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸،

۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷،

۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶،

۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵،

۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴،

۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳،

۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲،

۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰،

۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸،

۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶،

۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴،

۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳،

۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲،

۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱،

۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰،

۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹،

۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸،

۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷،

۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶،

۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵،

۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴،

۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳،

رسول و صحت: مرتبه، غلام رسول نبر، البراءة (۱)، ۴۴۳

الرسول القائد: محمد رشید خطاب، (۱۲)، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۸،

روح المعانی: آلوسی (۱)، ۵۸۲

الرضی الآلف: سبیل (۱)، ۳۷۸، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۹۱،

۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹،

رضی المناظر: (۱)، ۳۹۴

ن

زاد المعاد: ابن قیم جوزی (۲)، ۳۷۱

الزرقانی علی المراسیم اللدینی: زرقانی (۲)، ۳۷۱

زوال سلطنت روم: گنن (۱)، ۵۳۸

س

سنن: ابن ماجہ، م ۲۷۴ (۱)، ۳۷۵، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰،

۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹،

۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹،

سنن: البراءة (۱)، ۳۷۵، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲،

۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲،

۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲،

۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲،

۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱،

۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰،

۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹،

سنن: دارمی (۱)، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰،

سنن: علی بن عمر، الواقفی (۱)، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳،

سنن: نسائی (۱)، ۳۷۵، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲،

۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲،

۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲،

۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲،

۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱،

۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰،

السيرة النبوية: ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ اسحاقی (۱۲) ۳۵۶

ش

شباب قریش: عبدالمتعال صعیدی (۱۲) ۱۶۸

شرح البخاری: اکرمانی (۱۱) ۷۰۷

شرح دیوان: زہیر بن ابی سلمیٰ (۱۱) ۵۷۹

شرح دیوان امر القیس (۱۱) ۵۷۹

شرح دیوان لبید بن ربیع العامری (۱۱) ۵۸۵

شرح سنن ابی داؤد: الخطابی (۱۱) ۷۲۷، ۷۲۷

شرح صحیح الترمذی: ابن العسبر فی الماکھی (۱۱) ۷۹۰، ۷۰۸

۷۳۹، ۷۱۵، ۷۰۹

شرح کنز: امام زبیلی (۱۱) ۶۸۱، ۶۸۳

شرح مسلم: قوی (۱۱) ۷۰۵، ۷۳۹

شرح مواہب اللدینہ: زرقانی (۱۲) ۱۰۳، ۱۲۰، ۱۳۱، ۱۶۱، ۱۶۲

۲۳۸، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۳۹، ۲۶۳، ۲۶۵

نذرات الذهب: ابن العادری (۱۲) ۱۲۱

نذور العقود، مرتبہ ایل، اے، میٹر (۱۲) ۲۴۲

الشعر العربی قبل الاسلام: ربیع باسے (۱۱) ۵۱۶

الشفا بتعبیر حق المصطفیٰ: قاضی عیاض (۱۲) ۲۶۵، ۲۷۱

شفاکلی ترمذی (۱۲) ۲۳۵، ۲۷۱

ص

الصاوقہ: عبداللہ (۱۱) ۳۶۷

صبح الاعشی فی سنتہ الانتشار: البر العباسی صمدین علی القلقشنکی

۵۸۶، ۵۸۲، ۵۷۹، ۵۷۸ (۱۱)

الصحيح: ابن حبان (۱۱) ۷۴۰

صحیح ترمذی: دیکھئے

جامع ترمذی -

الصحابہ: ابن حبان (۱۱) ۷۴۷

صحیح بخاری: محمد بن اسماعیل بخاری، م ۲۵۶ھ (۱۱) ۳۷۵، ۳۸۳

۳۸۷، ۳۵۹، ۶۱۳، ۶۲۰، ۶۲۹، ۶۳۱، ۶۵۵

۶۵۷، ۶۷۰، ۷۸۲، ۷۹۶، ۷۰۷، ۷۰۹، ۷۲۰

۷۲۳، ۷۳۸، ۷۳۹، (۱۲) ۳، ۴، ۵، ۵۱

۵۳، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۳

۱۲۷، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۷

۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۶۱، ۱۸۶

۱۸۹، ۱۹۷، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۰

۲۱۲، ۲۱۹، ۲۲۷، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۵

۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۳

۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۷۳، ۲۷۹، ۳۳۸، ۳۵۳

۳۶۸، ۳۷۴، ۳۸۲، ۳۹۵، ۴۲۶

صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، م ۲۶۱ھ (۱۱) ۳۷۵

۳۸۷، ۳۷۱، ۵۹۸، ۶۲۹، ۶۵۶، ۶۵۷

۷۰۵، ۷۰۸، ۷۳۹، (۱۲) ۴، ۱۰، ۱۰۹، ۱۱۱

۱۱۹، ۱۲۱، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۹، ۲۴۰

۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۸۹، ۲۱۲، ۲۲۳، ۲۳۳

۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۲، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۶۴

۲۶۸، ۲۷۷، ۲۷۸

صحیفہ بن ہمام (۱۱) ۳۶۸

صفت جزيرة العرب: المدائنی (۱۱) ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۵

ض

ضی الاسلام: احمد امین (۱۱) ۳۷۲، ۳۹۴

ضرب کلیم: علامہ محمد اقبال (۱۲) ۳۹۷

طب النبوی : جلال الدین ابی سلیمان (۱۱) ۵۱۳

[illegible]

'521:515:729: 722: 7246 727: 74A

CPA: EPC: YDC: YDY: YFY

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 84

1199.12 6144 144 116 100 100 100

1941A9, 1A5, 1A7, 1A, 1A2, 1A9, 1A1

1409-40-62746 PMIC.PPA-PPY

ᐱᕈᑦ ᐱᕈᑦ ᐱᕈᑦ ᐱᕈᑦ ᐱᕈᑦ ᐱᕈᑦ

२८१, २८२, २८३

طبقات المدلسين (١١) ٣٩٣

الطرق الحكيمية في سياسة الشعب: ابن القرامطة المحمدي (١١٧٩)

۲۶۶ (۱۲۲۹۸۳)

٤

عالم اسلام: بارغولڈ (۱۱) ۵۲۵

عالم اسلامی: مونیٹ (۱۱) ۵۲۳

العبرني خبر من غنبر: ذہبی (۱۱) ۳۷۵، ۳۸۸، ۳۹۳

عرب کنگڈم اینڈ اس فال : وہاں وزن (۱۲، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۳

عربک۔ انگلش ڈکشنری : مہنس و ہیر (۱۲) ۲۳۵

العقد الفرعي: ابن عبد رب (١١) ٣٦٢، ٥٨٤، ٥٨٦، ٥١٩

۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۵، ۲۱۲، ۱۰۰ (۱۲)

علم التاثير : الدورى (١١) ٣٩

(حضرت) عمر بن عبدالعزیز : بارمخلد (۱۱) ۵۲۵

عہد نبوی کے غزوات و سرایا : رد و نقال (۱۱) ۴۴۴، ۴۴۵

عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ (انگریزی): محمد حمید اللہ (۱۱)

114, 115, 116, 117, 118, 119, 120, 121, 122, 123, 124, 125, 126, 127, 128, 129, 130, 131, 132, 133, 134, 135, 136, 137, 138, 139, 140, 141, 142, 143, 144, 145, 146, 147, 148, 149, 150, 151, 152, 153, 154, 155, 156, 157, 158, 159, 160, 161, 162, 163, 164, 165, 166, 167, 168, 169, 170, 171, 172, 173, 174, 175, 176, 177, 178, 179, 180, 181, 182, 183, 184, 185, 186, 187, 188, 189, 190, 191, 192, 193, 194, 195, 196, 197, 198, 199, 200, 201, 202, 203, 204, 205, 206, 207, 208, 209, 210, 211, 212, 213, 214, 215, 216, 217, 218, 219, 220, 221, 222, 223, 224, 225, 226, 227, 228, 229, 230, 231, 232, 233, 234, 235, 236, 237, 238, 239, 240, 241, 242, 243, 244, 245, 246, 247, 248, 249, 250, 251, 252, 253, 254, 255, 256, 257, 258, 259, 260, 261, 262, 263, 264, 265, 266, 267, 268, 269, 270, 271, 272, 273, 274, 275, 276, 277, 278, 279, 280, 281, 282, 283, 284, 285, 286, 287, 288, 289, 290, 291, 292, 293, 294, 295, 296, 297, 298, 299, 300, 301, 302, 303, 304, 305, 306, 307, 308, 309, 310, 311, 312, 313, 314, 315, 316, 317, 318, 319, 320, 321, 322, 323, 324, 325, 326, 327, 328, 329, 330, 331, 332, 333, 334, 335, 336, 337, 338, 339, 340, 341, 342, 343, 344, 345, 346, 347, 348, 349, 350, 351, 352, 353, 354, 355, 356, 357, 358, 359, 360, 361, 362, 363, 364, 365, 366, 367, 368, 369, 370, 371, 372, 373, 374, 375, 376, 377, 378, 379, 380, 381, 382, 383, 384, 385, 386, 387, 388, 389, 390, 391, 392, 393, 394, 395, 396, 397, 398, 399, 400, 401, 402, 403, 404, 405, 406, 407, 408, 409, 410, 411, 412, 413, 414, 415, 416, 417, 418, 419, 420, 421, 422, 423, 424, 425, 426, 427, 428, 429, 430, 431, 432, 433, 434, 435, 436, 437, 438, 439, 440, 441, 442, 443, 444, 445, 446, 447, 448, 449, 450, 451, 452, 453, 454, 455, 456, 457, 458, 459, 460, 461, 462, 463, 464, 465, 466, 467, 468, 469, 470, 471, 472, 473, 474, 475, 476, 477, 478, 479, 480, 481, 482, 483, 484, 485, 486, 487, 488, 489, 490, 491, 492, 493, 494, 495, 496, 497, 498, 499, 500, 501, 502, 503, 504, 505, 506, 507, 508, 509, 510, 511, 512, 513, 514, 515, 516, 517, 518, 519, 520, 521, 522, 523, 524, 525, 526, 527, 528, 529, 530, 531, 532, 533, 534, 535, 536, 537, 538, 539, 540, 541, 542, 543, 544, 545, 546, 547, 548, 549, 550, 551, 552, 553, 554, 555, 556, 557, 558, 559, 560, 561, 562, 563, 564, 565, 566, 567, 568, 569, 570, 571, 572, 573, 574, 575, 576, 577, 578, 579, 580, 581, 582, 583, 584, 585, 586, 587, 588, 589, 590, 591, 592, 593, 594, 595, 596, 597, 598, 599, 600, 601, 602, 603, 604, 605, 606, 607, 608, 609, 610, 611, 612, 613, 614, 615, 616, 617, 618, 619, 620, 621, 622, 623, 624, 625, 626, 627, 628, 629, 630, 631, 632, 633, 634, 635, 636, 637, 638, 639, 640, 641, 642, 643, 644, 645, 646, 647, 648, 649, 650, 651, 652, 653, 654, 655, 656, 657, 658, 659, 660, 661, 662, 663, 664, 665, 666, 667, 668, 669, 670, 671, 672, 673, 674, 675, 676, 677, 678, 679, 680, 681, 682, 683, 684, 685, 686, 687, 688, 689, 690, 691, 692, 693, 694, 695, 696, 697, 698, 699, 700, 701, 702, 703, 704, 705, 706, 707, 708, 709, 710, 711, 712, 713, 714, 715, 716, 717, 718, 719, 720, 721, 722, 723, 724, 725, 726, 727, 728, 729, 730, 731, 732, 733, 734, 735, 736, 737, 738, 739, 740, 741, 742, 743, 744, 745, 746, 747, 748, 749, 750, 751, 752, 753, 754, 755, 756, 757, 758, 759, 760, 761, 762, 763, 764, 765, 766, 767, 768, 769, 770, 771, 772, 773, 774, 775, 776, 777, 778, 779, 780, 781, 782, 783, 784, 785, 786, 787, 788, 789, 790, 791, 792, 793, 794, 795, 796, 797, 798, 799, 800, 801, 802, 803, 804, 805, 806, 807, 808, 809, 810, 811, 812, 813, 814, 815, 816, 817, 818, 819, 820, 821, 822, 823, 824, 825, 826, 827, 828, 829, 830, 831, 832, 833, 834, 835, 836, 837, 838, 839, 840, 841, 842, 843, 844, 845, 846, 847, 848, 849, 850, 851, 852, 853, 854, 855, 856, 857, 858, 859, 860, 861, 862, 863, 864, 865, 866, 867, 868, 869, 870, 871, 872, 873, 874, 875, 876, 877, 878, 879, 880, 881, 882, 883, 884, 885, 886, 887, 888, 889, 890, 891, 892, 893, 894, 895, 896, 897, 898, 899, 900, 901, 902, 903, 904, 905, 906, 907, 908, 909, 910, 911, 912, 913, 914, 915, 916, 917, 918, 919, 920, 921, 922, 923, 924, 925, 926, 927, 928, 929, 930, 931, 932,

251, 226, 222, 214, 122

عبيون الاثني فزون المغازي في السير: ابن سعد الناس (١١) ٣٤٨،

1286: 1287: 1288: 1289: 1290: 1291

- 429, 493

عمیرن الاخبار : ابن قتیبہ (۱۱۹) ۶۱۹

ع

عزيمال الزمان (۱۱) ۳۹۴

ف

فاطمہ اور دیگر بنات محمد : لامنس (۱۱) ۵۱۹

الفتاوى النجاشية في المسائل الدينية - والدينية : البر على حسين بن

المبارک الموصلی (۱۲)، ۲۴۹

فتوح الباری : ابن حجر العسقلانی (۱) ۶۹۴-۷۰۱ (۱۲) ۱۳۸

۲۲۳

فتوح البلدان : بلاذرى (ا)، ٣٥٩، ٣٣٣، ٣٥٣، ٣٤١،

(P. 1A, 1B, 1C, 1D, 1E, 1F, 1G, 1H, 1I, 1J, 1K, 1L, 1M, 1N, 1O, 1P, 1Q, 1R, 1S, 1T, 1U, 1V, 1W, 1X, 1Y, 1Z, 2A, 2B, 2C, 2D, 2E, 2F, 2G, 2H, 2I, 2J, 2K, 2L, 2M, 2N, 2O, 2P, 2Q, 2R, 2S, 2T, 2U, 2V, 2W, 2X, 2Y, 2Z, 3A, 3B, 3C, 3D, 3E, 3F, 3G, 3H, 3I, 3J, 3K, 3L, 3M, 3N, 3O, 3P, 3Q, 3R, 3S, 3T, 3U, 3V, 3W, 3X, 3Y, 3Z, 4A, 4B, 4C, 4D, 4E, 4F, 4G, 4H, 4I, 4J, 4K, 4L, 4M, 4N, 4O, 4P, 4Q, 4R, 4S, 4T, 4U, 4V, 4W, 4X, 4Y, 4Z, 5A, 5B, 5C, 5D, 5E, 5F, 5G, 5H, 5I, 5J, 5K, 5L, 5M, 5N, 5O, 5P, 5Q, 5R, 5S, 5T, 5U, 5V, 5W, 5X, 5Y, 5Z, 6A, 6B, 6C, 6D, 6E, 6F, 6G, 6H, 6I, 6J, 6K, 6L, 6M, 6N, 6O, 6P, 6Q, 6R, 6S, 6T, 6U, 6V, 6W, 6X, 6Y, 6Z, 7A, 7B, 7C, 7D, 7E, 7F, 7G, 7H, 7I, 7J, 7K, 7L, 7M, 7N, 7O, 7P, 7Q, 7R, 7S, 7T, 7U, 7V, 7W, 7X, 7Y, 7Z, 8A, 8B, 8C, 8D, 8E, 8F, 8G, 8H, 8I, 8J, 8K, 8L, 8M, 8N, 8O, 8P, 8Q, 8R, 8S, 8T, 8U, 8V, 8W, 8X, 8Y, 8Z, 9A, 9B, 9C, 9D, 9E, 9F, 9G, 9H, 9I, 9J, 9K, 9L, 9M, 9N, 9O, 9P, 9Q, 9R, 9S, 9T, 9U, 9V, 9W, 9X, 9Y, 9Z, 10A, 10B, 10C, 10D, 10E, 10F, 10G, 10H, 10I, 10J, 10K, 10L, 10M, 10N, 10O, 10P, 10Q, 10R, 10S, 10T, 10U, 10V, 10W, 10X, 10Y, 10Z, 11A, 11B, 11C, 11D, 11E, 11F, 11G, 11H, 11I, 11J, 11K, 11L, 11M, 11N, 11O, 11P, 11Q, 11R, 11S, 11T, 11U, 11V, 11W, 11X, 11Y, 11Z, 12A, 12B, 12C, 12D, 12E, 12F, 12G, 12H, 12I, 12J, 12K, 12L, 12M, 12N, 12O, 12P, 12Q, 12R, 12S, 12T, 12U, 12V, 12W, 12X, 12Y, 12Z, 13A, 13B, 13C, 13D, 13E, 13F, 13G, 13H, 13I, 13J, 13K, 13L, 13M, 13N, 13O, 13P, 13Q, 13R, 13S, 13T, 13U, 13V, 13W, 13X, 13Y, 13Z, 14A, 14B, 14C, 14D, 14E, 14F, 14G, 14H, 14I, 14J, 14K, 14L, 14M, 14N, 14O, 14P, 14Q, 14R, 14S, 14T, 14U, 14V, 14W, 14X, 14Y, 14Z, 15A, 15B, 15C, 15D, 15E, 15F, 15G, 15H, 15I, 15J, 15K, 15L, 15M, 15N, 15O, 15P, 15Q, 15R, 15S, 15T, 15U, 15V, 15W, 15X, 15Y, 15Z, 16A, 16B, 16C, 16D, 16E, 16F, 16G, 16H, 16I, 16J, 16K, 16L, 16M, 16N, 16O, 16P, 16Q, 16R, 16S, 16T, 16U, 16V, 16W, 16X, 16Y, 16Z, 17A, 17B, 17C, 17D, 17E, 17F, 17G, 17H, 17I, 17J, 17K, 17L, 17M, 17N, 17O, 17P, 17Q, 17R, 17S, 17T, 17U, 17V, 17W, 17X, 17Y, 17Z, 18A, 18B, 18C, 18D, 18E, 18F, 18G, 18H, 18I, 18J, 18K, 18L, 18M, 18N, 18O, 18P, 18Q, 18R, 18S, 18T, 18U, 18V, 18W, 18X, 18Y, 18Z, 19A, 19B, 19C, 19D, 19E, 19F, 19G, 19H, 19I, 19J, 19K, 19L, 19M, 19N, 19O, 19P, 19Q, 19R, 19S, 19T, 19U, 19V, 19W, 19X, 19Y, 19Z, 20A, 20B, 20C, 20D, 20E, 20F, 20G, 20H, 20I, 20J, 20K, 20L, 20M, 20N, 20O, 20P, 20Q, 20R, 20S, 20T, 20U, 20V, 20W, 20X, 20Y, 20Z, 21A, 21B, 21C, 21D, 21E, 21F, 21G, 21H, 21I, 21J, 21K, 21L, 21M, 21N, 21O, 21P, 21Q, 21R, 21S, 21T, 21U, 21V, 21W, 21X, 21Y, 21Z, 22A, 22B, 22C, 22D, 22E, 22F, 22G, 22H, 22I, 22J, 22K, 22L, 22M, 22N, 22O, 22P, 22Q, 22R, 22S, 22T, 22U, 22V, 22W, 22X, 22Y, 22Z, 23A, 23B, 23C, 23D, 23E, 23F, 23G, 23H, 23I, 23J, 23K, 23L, 23M, 23N, 23O, 23P, 23Q, 23R, 23S, 23T, 23U, 23V, 23W, 23X, 23Y, 23Z, 24A, 24B, 24C, 24D, 24E, 24F, 24G, 24H, 24I, 24J, 24K, 24L, 24M, 24N, 24O, 24P, 24Q, 24R, 24S, 24T, 24U, 24V, 24W, 24X, 24Y, 24Z, 25A, 25B, 25C, 25D, 25E, 25F, 25G, 25H, 25I, 25J, 25K, 25L, 25M, 25N, 25O, 25P, 25Q, 25R, 25S, 25T, 25U, 25V, 25W, 25X, 25Y, 25Z, 26A, 26B, 26C, 26D, 26E, 26F, 26G, 26H, 26I, 26J, 26K, 26L, 26M, 26N, 26O, 26P, 26Q, 26R, 26S, 26T, 26U, 26V, 26W, 26X, 26Y, 26Z, 27A, 27B, 27C, 27D, 27E, 27F, 27G, 27H, 27I, 27J, 27K, 27L, 27M, 27N, 27O, 27P, 27Q, 27R, 27S, 27T, 27U, 27V, 27W, 27X, 27Y, 27Z, 28A, 28B, 28C, 28D, 28E, 28F, 28G, 28H, 28I, 28J, 28K, 28L, 28M, 28N, 28O, 28P, 28Q, 28R, 28S, 28T, 28U, 28V, 28W, 28X, 28Y, 28Z, 29A, 29B, 29C, 29D, 29E, 29F, 29G, 29H, 29I, 29J, 29K, 29L, 29M, 29N, 29O, 29P, 29Q, 29R, 29S, 29T, 29U, 29V, 29W, 29X, 29Y, 29Z, 30A, 30B, 30C, 30D, 30E, 30F, 30G, 30H, 30I, 30J, 30K, 30L, 30M, 30N, 30O, 30P, 30Q, 30R, 30S, 30T, 30U, 30V, 30W, 30X, 30Y, 30Z, 31A, 31B, 31C, 31D, 31E, 31F, 31G, 31H, 31I, 31J, 31K, 31L, 31M, 31N, 31O, 31P, 31Q, 31R, 31S, 31T, 31U, 31V, 31W, 31X, 31Y, 31Z, 32A, 32B, 32C, 32D, 32E, 32F, 32G, 32H, 32I, 32J, 32K, 32L, 32M, 32N, 32O, 32P, 32Q, 32R, 32S, 32T, 32U, 32V, 32W, 32X, 32Y, 32Z, 33A, 33B, 33C, 33D, 33E, 33F, 33G, 33H, 33I, 33J, 33K, 33L, 33M, 33N, 33O, 33P, 33Q, 33R, 33S, 33T, 33U, 33V, 33W, 33X, 33Y, 33Z, 34A, 34B, 34C, 34D, 34E, 34F, 34G,

[illegible]

[illegible]

(دی) قرآن : رچرٹیل (مترجم) (۱۲) ۱۰۴، ۱۱۱، ۲۳۸
 قرآن، اُردو ترجمہ از شاہ ولی اللہ (۱۲) ۱۱۱
 (دی) قرآن انٹریٹڈ (THE QURAN
 INTERPRETED) آربری (۱۲) ۱۰۴

قرآن: ترجمہ الیڈرڈ مہنی پامر (۱۱) ۵۱۳
 قرآن: ترجمہ از منٹے (۱۱) ۵۲۳
 قصیدہ بردہ : بوسیری (۱۱) ۵۱۶
 قصیدۃ الحبیۃ : نشوان (۱۱) ۵۱۵
 قصائد دمشق : ابن طولون (۱۲) ۲۳۹
 قوانین فقہیہ (۱۱) ۶۸۳

ف

فاطمه و بنات محمد : لافنس (۱۱) ۵۵۸

ح

الكل في التاريخ: ابن اثير (١)، ٢٢٥، ٢٢٤، ٢٢٣، ٢٢٢، ٢٢١، ٢٢٠، ٢١٩، ٢١٨، ٢١٧، ٢١٦، ٢١٥، ٢١٤، ٢١٣، ٢١٢، ٢١١، ٢١٠، ٢٠٩، ٢٠٨، ٢٠٧، ٢٠٦، ٢٠٥، ٢٠٤، ٢٠٣، ٢٠٢، ٢٠١، ٢٠٠، ١٩٩، ١٩٨، ١٩٧، ١٩٦، ١٩٥، ١٩٤، ١٩٣، ١٩٢، ١٩١، ١٩٠، ١٨٩، ١٨٨، ١٨٧، ١٨٦، ١٨٥، ١٨٤، ١٨٣، ١٨٢، ١٨١، ١٨٠، ١٧٩، ١٧٨، ١٧٧، ١٧٦، ١٧٥، ١٧٤، ١٧٣، ١٧٢، ١٧١، ١٧٠، ١٦٩، ١٦٨، ١٦٧، ١٦٦، ١٦٥، ١٦٤، ١٦٣، ١٦٢، ١٦١، ١٦٠، ١٥٩، ١٥٨، ١٥٧، ١٥٦، ١٥٥، ١٥٤، ١٥٣، ١٥٢، ١٥١، ١٥٠، ١٤٩، ١٤٨، ١٤٧، ١٤٦، ١٤٥، ١٤٤، ١٤٣، ١٤٢، ١٤١، ١٤٠، ١٣٩، ١٣٨، ١٣٧، ١٣٦، ١٣٥، ١٣٤، ١٣٣، ١٣٢، ١٣١، ١٣٠، ١٢٩، ١٢٨، ١٢٧، ١٢٦، ١٢٥، ١٢٤، ١٢٣، ١٢٢، ١٢١، ١٢٠، ١١٩، ١١٨، ١١٧، ١١٦، ١١٥، ١١٤، ١١٣، ١١٢، ١١١، ١١٠، ١٠٩، ١٠٨، ١٠٧، ١٠٦، ١٠٥، ١٠٤، ١٠٣، ١٠٢، ١٠١، ١٠٠، ٩٩، ٩٨، ٩٧، ٩٦، ٩٥، ٩٤، ٩٣، ٩٢، ٩١، ٩٠، ٨٩، ٨٨، ٨٧، ٨٦، ٨٥، ٨٤، ٨٣، ٨٢، ٨١، ٨٠، ٧٩، ٧٨، ٧٧، ٧٦، ٧٥، ٧٤، ٧٣، ٧٢، ٧١، ٧٠، ٦٩، ٦٨، ٦٧، ٦٦، ٦٥، ٦٤، ٦٣، ٦٢، ٦١، ٦٠، ٥٩، ٥٨، ٥٧، ٥٦، ٥٥، ٥٤، ٥٣، ٥٢، ٥١، ٥٠، ٤٩، ٤٨، ٤٧، ٤٦، ٤٥، ٤٤، ٤٣، ٤٢، ٤١، ٤٠، ٣٩، ٣٨، ٣٧، ٣٦، ٣٥، ٣٤، ٣٣، ٣٢، ٣١، ٣٠، ٢٩، ٢٨، ٢٧، ٢٦، ٢٥، ٢٤، ٢٣، ٢٢، ٢١، ٢٠، ١٩، ١٨، ١٧، ١٦، ١٥، ١٤، ١٣، ١٢، ١١، ١٠، ٩، ٨، ٧، ٦، ٥، ٤، ٣، ٢، ١، ٠، -١، -٢، -٣، -٤، -٥، -٦، -٧، -٨، -٩، -١٠، -١١، -١٢، -١٣، -١٤، -١٥، -١٦، -١٧، -١٨، -١٩، -٢٠، -٢١، -٢٢، -٢٣، -٢٤، -٢٥، -٢٦، -٢٧، -٢٨، -٢٩، -٣٠، -٣١، -٣٢، -٣٣، -٣٤، -٣٥، -٣٦، -٣٧، -٣٨، -٣٩، -٤٠، -٤١، -٤٢، -٤٣، -٤٤، -٤٥، -٤٦، -٤٧، -٤٨، -٤٩، -٥٠، -٥١، -٥٢، -٥٣، -٥٤، -٥٥، -٥٦، -٥٧، -٥٨، -٥٩، -٦٠، -٦١، -٦٢، -٦٣، -٦٤، -٦٥، -٦٦، -٦٧، -٦٨، -٦٩، -٧٠، -٧١، -٧٢، -٧٣، -٧٤، -٧٥، -٧٦، -٧٧، -٧٨، -٧٩، -٨٠، -٨١، -٨٢، -٨٣، -٨٤، -٨٥، -٨٦، -٨٧، -٨٨، -٨٩، -٩٠، -٩١، -٩٢، -٩٣، -٩٤، -٩٥، -٩٦، -٩٧، -٩٨، -٩٩، -١٠٠، -١٠١، -١٠٢، -١٠٣، -١٠٤، -١٠٥، -١٠٦، -١٠٧، -١٠٨، -١٠٩، -١١٠، -١١١، -١١٢، -١١٣، -١١٤، -١١٥، -١١٦، -١١٧، -١١٨، -١١٩، -١٢٠، -١٢١، -١٢٢، -١٢٣، -١٢٤، -١٢٥، -١٢٦، -١٢٧، -١٢٨، -١٢٩، -١٣٠، -١٣١، -١٣٢، -١٣٣، -١٣٤، -١٣٥، -١٣٦، -١٣٧، -١٣٨، -١٣٩، -١٤٠، -١٤١، -١٤٢، -١٤٣، -١٤٤، -١٤٥، -١٤٦، -١٤٧، -١٤٨، -١٤٩، -١٥٠، -١٥١، -١٥٢، -١٥٣، -١٥٤، -١٥٥، -١٥٦، -١٥٧، -١٥٨، -١٥٩، -١٦٠، -١٦١، -١٦٢، -١٦٣، -١٦٤، -١٦٥، -١٦٦، -١٦٧، -١٦٨، -١٦٩، -١٧٠، -١٧١، -١٧٢، -١٧٣، -١٧٤، -١٧٥، -١٧٦، -١٧٧، -١٧٨، -١٧٩، -١٨٠، -١٨١، -١٨٢، -١٨٣، -١٨٤، -١٨٥، -١٨٦، -١٨٧، -١٨٨، -١٨٩، -١٩٠، -١٩١، -١٩٢، -١٩٣، -١٩٤، -١٩٥، -١٩٦، -١٩٧، -١٩٨، -١٩٩، -٢٠٠، -٢٠١، -٢٠٢، -٢٠٣، -٢٠٤، -٢٠٥، -٢٠٦، -٢٠٧، -٢٠٨، -٢٠٩، -٢١٠، -٢١١، -٢١٢، -٢١٣، -٢١٤، -٢١٥، -٢١٦، -٢١٧، -٢١٨، -٢١٩، -٢٢٠، -٢٢١، -٢٢٢، -٢٢٣، -٢٢٤، -٢٢٥، -٢٢٦، -٢٢٧، -٢٢٨، -٢٢٩، -٢٣٠، -٢٣١، -٢٣٢، -٢٣٣، -٢٣٤، -٢٣٥، -٢٣٦، -٢٣٧، -٢٣٨، -٢٣٩، -٢٤٠، -٢٤١، -٢٤٢، -٢٤٣، -٢٤٤، -٢٤٥، -٢٤٦، -٢٤٧، -٢٤٨، -٢٤٩، -٢٥٠، -٢٥١، -٢٥٢، -٢٥٣، -٢٥٤، -٢٥٥، -٢٥٦، -٢٥٧، -٢٥٨، -٢٥٩، -٢٦٠، -٢٦١، -٢٦٢، -٢٦٣، -٢٦٤، -٢٦٥، -٢٦٦، -٢٦٧، -٢٦٨، -٢٦٩، -٢٧٠، -٢٧١، -٢٧٢، -٢٧٣، -٢٧٤، -٢٧٥، -٢٧٦، -٢٧٧، -٢٧٨، -٢٧٩، -٢٨٠، -٢٨١، -٢٨٢، -٢٨٣، -٢٨٤، -٢٨٥، -٢٨٦، -٢٨٧، -٢٨٨، -٢٨٩، -٢٩٠، -٢٩١، -٢٩٢، -٢٩٣، -٢٩٤، -٢٩٥، -٢٩٦، -٢٩٧، -٢٩٨، -٢٩٩، -٣٠٠، -٣٠١، -٣٠٢، -٣٠٣، -٣٠٤، -٣٠٥، -٣٠٦، -٣٠٧، -٣٠٨، -٣٠٩، -٣١٠، -٣١١، -٣١٢، -٣١٣، -٣١٤، -٣١٥، -٣١٦، -٣١٧، -٣١٨، -٣١٩، -٣٢٠، -٣٢١، -٣٢٢، -٣٢٣، -٣٢٤، -٣٢٥، -٣٢٦، -٣٢٧، -٣٢٨، -٣٢٩، -٣٣٠، -٣٣١، -٣٣٢، -٣٣٣، -٣٣٤، -٣٣٥، -٣٣٦، -٣٣٧، -٣٣٨، -٣٣

[illegible]

فترج مصر: داقدي (۱۱) ۳۸۷
 الفصول في سيرة الرسول: ابن كثير (۱۱) ۳۲۹، ۳۷۴
 فرنگ عامره: محمد عبد الله خريشكي (۱۱) ۴۹۵ -
 الفهرست: ابن النديم (۱۱) ۳۶۹، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۵،
 ۳۸۲، ۳۸۷، ۳۹۳

فیروز اللغات : فیروز الدین (۱۱)، ۴۹۵

ق

قاموس الاعلام: خير الدين زركلي (۱۱) ۳۹۴
قادة فتح العراق والشام، (۱۲) ۲۱۲

[illegible]

۳۳۸، ۳۳۶، ۳۳۴، ۳۳۰، ۳۲۰، ۳۱۰، ۲۸۳

۳۳۹، ۳۳۰

کتاب المختصر في اخبار البشر: بالقدام (۱۱) ۵۸۶، ۵۸۵

کتاب المغازی: ابن اسحاق (۱۱) ۳۷۸

کتاب المنطق في اخبار ارام القرى: فاکھی (۱۲) ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵

کتاب السيرة والابتداء والمغازی: ابن اسحاق (۱۱) ۳۸۷

کتاب ليرة الاول وتولوعها رزبان (انگریزی) ہیر وٹس (۱۱) ۳۵۶

کتاب المغازی: معمر بن راشد (۱۱) ۳۷۲

کتاب المغازی: موسیٰ بن عقبہ (۱۱) ۳۷۲

کتاب المنطق في اخبار قریش: مرتبہ خورشید احمد انصاری: محمد بن

حبیب بغدادی (۱۲) ۱۱۶، ۱۳۳، ۱۶۴، ۱۷۳

(۱۸) ۱۸۲، ۱۸۶، ۲۰۱، ۲۵۰، ۳۳۷، ۳۳۹

کتاب نسب قریش: مرتبہ یحییٰ بروغفال: مصعب زبیری (۱۲)

۱۱۹، ۱۲۷، ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۵۶، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۰

۱۷۲، ۱۸۲، ۲۳۳، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۳

۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۹

کتاب الوزراء والکتاب: حبشیاری (۱۲) ۲۳۳، ۲۳۵

۲۶۲، ۲۶۳

کتاب السيرة الاولى وتولوعها رزبان (انگریزی): ہیر وٹس

(۱۱) ۳۵۶

الکشاف: زغمشری (۱۱) ۵۸۲

کتاب السيرة الاسلام: محمد بن یحییٰ زبیری (۱۲) ۱۰۰، ۱۰۱

۱۸۳، ۲۱۲، ۳۳۳

الکمال في معرفة الرجال: جامع علی (۱۱) ۳۷۴، ۳۷۷

۳۸۶، ۳۹۳

کتاب السيرة في آت اسلام (۱۱) ۵۲۶

۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳

۵۷۸، ۵۸۴، ۵۸۶، ۵۹۴، ۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۳

۶۳۲، ۶۳۹، ۶۴۶، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶

۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۷

کتاب الاحکام: اکرطی (۱۱) ۶۹۷، ۷۰۷، ۷۰۸

کتاب الاشتقاق: مرتبہ وشنفیلڈ (۱۲) ۱۸۸

کتاب الاشراف: المسعودی (۱۱) ۶۳۴، ۶۵۶

کتاب الاصنام: ابن الکلبی (۱۱) ۵۸۲

کتاب الاغانی: ابو الحسن علی اصفہانی (۱۱) ۳۷۱، ۳۸۷

۵۸۳، ۵۹۸، ۶۱۷

کتاب اتقنیہ رسول اللہ: البرکبرن ابی شیبہ (۱۲) ۲۴۹

کتاب الام: امام شافعی (۱۱) ۶۸۲، ۷۰۵

کتاب الاموال: ابو عبیدہ قاسم بن سلام (۱۱) ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶

کتاب النجاة: جاحظ (۱۱) ۶۱۹

کتاب تقدم الآداب الشرقية: نیکان (۱۱) ۵۱۱

کتاب الخراج: البریسیف (۱۱) ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۸، ۴۵۹

۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۱، ۴۶۳، ۴۶۹، ۴۷۰

کتاب الخراج: یحییٰ بن آدم (۱۲) ۲۳۲، ۲۴۰، ۲۵۸، ۲۶۳

۲۶۹، ۲۷۱

کتاب الخلفاء: ابن اسحاق (۱۱) ۳۸۷

کتاب الرسل: نیکان (۱۱) ۵۱۱

کتاب الکبیر: ابن اسحاق (۱۱) ۳۷۸

کتاب المعجز: محمد بن حبیب بغدادی (۱۱) ۳۹۸، ۴۴۳، ۴۴۴

۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶

۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵

ک

گہوارۃ اسلام : لائسنس (۱۱) ۵۱۹

ل

لائف آف محمدؐ : مرگولیس (۱۱) ۴۸۹

لائف آف محمدؐ : ولیم میور (۱۱) ۴۸۵، ۵۳۲، ۵۳۵، ۵۳۶

۵۳۷ (۱۲) ۱۱۴

لباب فی اسباب النزول : سیوطی (۱۲) ۳۵۰

لسان العرب : ابن منظور (۱۱) ۵۸۲، ۶۱۷، ۶۱۸ (۱۲)

۱۴۳، ۲۴۵، ۳۴۱

م

المبسوط : سرخسی (۱۱) ۶۵۸، ۶۶۹، ۷۰۵

المبشرون والمستشرقون فی مرقفہم عن الاسلام : محمد البہی

(۱۱) ۴۸۳

المبعث والمغازی : ابن اسحاق (۱۱) ۳۵۷

مجلة الاحکام العدلیة (۱۱) ۶۸۲، ۶۸۳

مجلة الوثائق السیاسیة للعہد النبوی والخلافة الراشدة محمد حمید اللہ

(۱۱) ۳۰۵ (۱۲) ۱۱۵، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۹

۱۵۰، ۱۵۲، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳

۱۹۶، ۱۹۸، ۲۱۱، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۷

۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۶۴

۲۶۶، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۵، ۳۳۹

محلی : ابن عزم (۱۱) ۶۶۹، ۶۷۱، ۷۸۳

محمدؐ : ای رائیٹن پائیک (E. ROYSTON PIKE)

(۱۱) ۴۲۵

محمدؐ : ظہیر احمد (۱۱) ۴۴۳

محمدؐ : ہیورٹ گرم (۱۱) ۶۵۵

محمدؐ : انگریزی ترجمہ ابن کارٹر میکیم رودنسان (۱۲) ۱۰۱

۱۱۹، ۱۲۲

محمدؐ اور فتوحات اسلام : فرانسکو جرنیل (۱۲) ۱۰۳

محمدؐ اور فروغ اسلام : ڈی، ایس مارگولیتھ (۱۱) ۵۲۰

محمدؐ اور یہود : برکات احمد (۱۱) ۴۱۴، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۵۳

۴۵۴، ۴۵۸، ۴۶۱، ۴۶۴ (۱۲) ۱۰۹، ۱۱۲

۱۲۰، ۱۲۲، ۲۵۱، ۲۵۸

محمدؐ ایٹ مدینہ : ہنگری وارث (۱۱) ۳۹۹، ۴۱۲، ۴۴۸

۴۶۵، ۴۷۱، ۴۷۵، ۴۷۸، ۴۸۰، ۴۸۲، ۴۸۳

۴۵۵ (۱۲) ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۱، ۱۲۸، ۱۲۵

۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۴

۱۴۶، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۸۴، ۱۸۷

۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۵

۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۷، ۲۳۴، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۶

۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۳ (۱۲) ۶۵۳، ۶۶۱، ۶۶۳

۶۶۹، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۸۵، ۶۸۷، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲

۶۹۵، ۶۹۷، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳

۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶

۷۱۷، ۷۱۸

محمدؐ ایٹ مکہ : آرٹلڈ (۱۲) ۱۰۳

محمدؐ ایٹ مکہ : منٹگری وارث (۱۲) ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۱۳

۱۵۲، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۷۸

۱۸۲، ۱۸۴، ۲۵۲

محمدؐ اینڈ وی رائر آف اسلام : انگریزی : ڈی، ایس مارگولیتھ (۱۱)

۵۳۲، ۵۳۷، ۵۴۰ (۱۲) ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۶

۱۱۸، ۱۱۹، ۲۵۱، ۲۵۲

محمد اینڈ دی کونکرسٹ آف اسلام انگریزی ترجمہ از ورجینیا

اور روسو، میک گراہل (۱۱) ۵۲۲

محمد دی پرافٹ - اے سیلکٹ بلیوگرانی: حمادے (۱۱) ۴۷۸،
۵۰۰، ۵۰۳، ۵۰۵، ۵۰۸، ۵۱۹، ۵۲۱

۵۲۲، ۵۳۶، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۵۰

محمد رسول اللہ (انگریزی) محمد حمید اللہ (۱۱) ۴۳۰، ۴۳۳، ۴۴۴

(۱۲) ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۸

۲۵۸

محمد رسول اللہ: ابوالحسن علی ندوی، انگریزی ترجمہ محمد الدین احمد

(۱۱) ۴۳۲

محمد القائد: محمود شیت خطاب (۱۲) ۲۱۵

محمد مکہ میں: بنگلہ دیشی واٹ (۱۱) ۵۹۳، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۹

۶۰۵، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۱۸، ۶۱۹

محمد بن مرینہ (۱۱) ۴۸۶

مختصر معنی ابی داؤد: المنذری (۱۱) ۶۴۳، ۶۴۵، ۶۸۲، ۶۸۵

۶۰۷، ۶۲۹، ۶۲۸، ۶۳۲، ۶۴۰

مد القاموس: بلین (۱۱) ۶۵۳

مرآة الجنان: یافعی (۱۱) ۳۸۷

مروج الذهب: مسعودی (۱۱) ۳۶۵، ۳۸۶، ۵۱۶، ۵۸۴

۵۸۵، ۵۹۴، ۶۱۹

مسالك الابصار: ابن فضل اللہ عمری (۱۱) ۳۸۲

المستشرقون: نجیب العقیقی (۱۱) ۴۸۳، ۴۹۷، ۵۰۱، ۵۰۲

۵۰۴، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۱۰، ۵۱۷، ۵۱۹

۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۶، ۵۵۰

المستشرقون والمبشرون فی العالم الاسلامی: یوزیا ہاشم (۱۱) ۴۸۳

۵۰۱، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۶، ۵۱۹، ۵۶۹

المستشرقون والاسلام: یوزیا ہاشم (۱۱) ۵۱۷

المستشرقون والاسلام: محمد اللہ موقی (۱۱) ۴۸۴

المستشرقون ومشكلات الحضارة: دکتورہ عفاف صبرہ (۱۱)

۴۸۴، ۴۹۳، ۴۹۵

مشرقین اور تحقیقات اسلامی: عبدالقدوس ہاشمی (۱۱)

۵۲۸، ۵۳۰

مسند: احمد بن حنبل (۱۱) ۶۸۳ (۱۲) ۱۴۰، ۲۳۶

۲۵۲، ۲۷۳

مسند: امام شافعی (۱۱) ۶۸۲، ۷۰۵

مسند: مرتبہ احمد محمد شاہر، احمد بن حنبل (۱۱) ۳۷۰، ۳۸۶

۴۵۱، ۴۶۹، ۴۵۵، ۴۶۹، ۷۰۷

مصباح اللغات: عبدالحفیظ بلیاوی (۱۲) ۲۳۳، ۲۴۵

مصنف: ابن ابی شیبہ (۱۲) ۱۰۹

المصنف: عبدالرزاق (۱۱) ۶۶۹

مطالعہ تاریخ: طنائی (۱۱) ۵۲۱

المعارف: ابن قتیبة (۱۱) ۳۷۰، ۳۷۳، ۳۷۸، ۳۸۲، ۳۹۳

۴۸۶، ۵۸۱، ۵۸۴، ۵۹۷، ۶۱۷، ۶۱۷، ۶۲۰

۶۸۶ (۱۲) ۱۶۵، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۲۱، ۲۳۳

۴۳۱، ۴۶۸، ۴۷۷، ۴۸۳

معاشیات اسلام، مرتبہ خورشید احمد: ابوالاعلیٰ مودودی

(۱۲) ۲۵۰

معالم السنن: ابوالیمان الخطابی (۱۱) ۶۷۳، ۶۷۷، ۶۸۵

۶۲۶، ۶۳۸

معجم: طبرانی (۱۱) ۳۷۱

معجم الادباء: یاقوت (۱۱) ۳۷۴، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۹۳

معجم البلدان: یاقوت الحموی (۱۱) ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۴، ۵۸۵

مقاتل الطالبین: البرق اصفہانی، م ۳۵۶ھ (۱۲) ۱۵۹
 مقدم: ابن خلدون (۱۲) ۲۱۵
 مقدم، انگریزی ترجمہ از فرانز روزنٹال: ابن خلدون
 (۱۲) ۳۳۲
 مقدم بر سیرت رسول اللہ از ابن اسحاق: لے گیوم (۱۲) ۱۳۳۲
 مناقب الامام الاعظم: کروڑی (۱۱) ۳۸۲
 المنتخب المنتقى: ابن ابی مروان اشبیلی (۱۲) ۲۳۹
 المعجد: ربیع بن یوفی (۱۲) ۳۳۱
 منظومہ الہامیہ: ابن وہبان (۱۱) ۶۸۳
 کتابت: مرتبہ سید سلیمان ندوی شبلی (۱۱) ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰،
 کتابت: سر سید احمد خان، مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی (۱۱) ۳۸۶،
 فی ثبوت اسلام: جانش (۱۱) ۵۲۳، ۵۲۶، ۵۲۷
 مناقب الامام الاعظم: جوفی بن احمد کئی (۱۱) ۳۸۲
 المعجد فی الادب والعلوم (۱۱) ۵۰۱
 منتخبات القرآن (۱۱) ۵۲۳
 مواہب اللدنیہ: زرقانی (۱۱) ۶۶۹ (۱۲) ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹
 ۳۷۱ -
 جہاد الاسلام: لامنس (۱۱) ۵۵۸
 مؤرخین عرب: وٹنفلڈ (۱۱) ۳۶۸
 توطا: امام مالک، م ۲۹۹ھ (۱۱) ۳۶۹، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱
 ۷۰۲، ۷۰۵، ۷۰۹، ۷۱۰ (۱۲) ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷
 میراث اسلام: روڈنس (۱۱) ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۶، ۵۰۷
 میراث اسلام: ستراس آرڈلڈ والفرڈ گیام، اردو ترجمہ از
 عبد المجید سالک (۱۱) ۲۹۷
 میزان الاعتدال: ذہبی (۱۱) ۳۷۳ - ۳۷۵، ۳۸۲، ۳۸۳
 ۳۸۷، ۳۹۳، ۳۹۷

(۱۲) ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۵۰، ۱۵۱، ۳۳۶، ۳۳۸
 ۳۳۱، ۳۳۰
 معجم الشعراء (۱۱) ۶۱۶
 معجم ما استنجم: البکری (م ۳۸۷ھ)، (۱۱) ۳۹۳
 المعجم المفهرس لالفاظ الحديث النبوي: لے جے - وینٹنک (۱۱)
 المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم: محمد فواد عبد الباقي (۱۲)
 ۱۱۰، ۲۶۲
 معجم المؤلفين: عمر رضا کمالہ (۱۱) ۳۹۳
 معاذی الرسول: محمد بن عمرو الراشدی، م ۲۰۷ھ (۱۱) ۳۰،
 ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۹، ۳۱۱، ۳۱۶، ۳۱۸،
 ۳۲۳، ۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۹، ۳۸۶، ۵۱۵،
 ۵۲۵، ۵۸۳، ۵۹۵ (۱۲) ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۵۰،
 ۱۸، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۸، ۳۰، ۳۲، ۳۳،
 ۳۷، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۶، ۴۸، ۵۰،
 ۵۳، ۵۴، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۱۴، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۳۷،
 ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۶۰،
 ۱۶۱، ۱۶۵، ۱۶۹، ۱۷۳، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۸،
 ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۵،
 ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۰،
 ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲،
 ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲،
 ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲،

ن

نساء العرب قبل الاسلام وما بعد: ڈاکٹر یون (۱۱) ۵۱۳
نسب قریش: مصعب زہری دیکھئے کتاب نسب قریش:
مصعب زہری -

نصوص علی البردی: نابہ عبود (۱۱) ۳۸۷
نظام اسلامی مشاہیر اسلام کی نظر میں:- خلیل حامدی (مرتب و ترجمہ)
۳۹۰ (۱۱)

نظام الحکومت النبرنیۃ المسی الترتیب الاداریۃ: عبدالحی الکنانی
(۱۱) ۷۱۰، ۷۱۴، ۷۳۷، ۷۳۸ (۱۲) ۳۳-۳۶
۵۲، ۱۰۹، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۴۲، ۲۴۴،
۲۳۶، ۲۳۹، ۲۵۰، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۸،
۲۷۳، ۲۷۹، ۳۲۸، ۳۳۹، ۳۷۳

نقائض جریر و فرزوق: ابو عبیدہ (۱۱) ۵۸۶، ۵۸۹، ۶۲۰
نقش سیرت: نثار احمد (۱۱) ۵۳۹

النقود الاسلامیہ، مرتبہ محمد البیدلی بمقریزی (۱۲) ۲۳۲
النقود العربیۃ: اسے رکریم کریملی (۱۲) ۲۳۲

نزالیقین فی سیرت سید المرسلین: محمد حفصی (۱۲) ۳۷۲، ۴۳۳
نہایت الادب: الزہری (۱۱) ۵۷۹، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۹۹

نیرو میسٹرز ڈکشنری آف انگلش لیکچریج (۱۱) ۴۹۴

و

ورثہ نبوی: صوبلی زویر (۱۱) ۵۲۵
حضرت ولید بن عقیہ اموی - حیات و شخصیت: محمد منظر الدین

صدیقی (۱۲) ۱۳۳، ۱۶۵، ۱۸۸، ۲۶۵

وفاء الوفا: سمہودی (۱۲) ۱۲۱، ۱۳۳

وفیات الاعیان: ابن خلکان (۱۱) ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۷۸

۳۹۳، ۵۱۴، ۶۸۶

ویسٹرز بائوگرافیکل ڈکشنری (۱۱) ۴۹۹، ۵۰۳، ۵۰۷،

۵۰۸، ۵۱۱، ۵۱۵، ۵۱۷، ۵۲۰، ۵۲۵، ۵۲۸

۵

(۱) (۷) ہسٹری آف انٹلیکچوئل ڈویلپمنٹ آف یورپ:

جون ولیم ڈریپر (۱۱) ۵۴۰

ہسٹری آف سیریا: فلپ کے، حتی (۱۲) ۱۵۰

ہسٹری آف دی اسلامک پیوپل (انگریزی ترجمہ): کارل برکمن

(۱۲) ۱۰۵

ہسٹری آف دی عربس: فلپ کے، حتی (۱۱) ۵۳۶ -

انگریزی کتب

A

- An Account of the Rise and Progress of Mohammatanism: Henry Stubbe (11)483,504,551
 Ancient Records of Assyria and Babylonia (11) 580
 Die Angeblliche Sira des Ibn Ishaq M. Hartman (11) 395
 Allahe-ilaue Prafeta Parma : Mag-nami (11) 559
 Anacdotas of Hazrat Mohammad: R. W. Karimi (11) 557
 Ancient Account of Polmyra and Zenibia with Travels and Adventures in Bashan and the Desert : William Wright (11) 584
 Annali dell's Islam : Leone Caetani (11) 444, 557
 The Apology of al-kindi : al-Kindi (11) 557
 Apology for Mohammad and the Quran : John Davenport (11) 555
 An Apology for the Life and Character of the Celebrated Prophet of Arabia Called Mohammad or the Illustrious: Higgins (11) 560
 Arab Kingdom and its Fall : Wellhausen (12)350
 The Arabian Prophet, a Life of Mohammad from Chinese and Arabic Sources : Lew Che Fi (11) 558
 Das Arabische Reich Und Sein Sturx : J. Wellheusen (11) 278, 396
 Arabs in History: J. Schacht (11) 526
 Archaeological Studies, Published by the Museum of Archaeology of the American University of Beirut (11) 583

B

- Die Bedeutung der Beduine in der Geschichte Araber: Warner Caskel (11) 278
 The Begger or the Soldier Gautame or Mahomet : Henry Buckle (11) 553
 The Bible Dictionary (11) 583
 Bibliotheca Historica (11) 580
 Das Bilal Muhammeds in Wandel der Zeiten : Hoas Hoas (11) 560
 Budha, Muhammad, Jesus O. E. Briem (11) 553

C

- The Cambridge Ancient History (11) 583
 Classical Islam : G. E. Grunebaum (11) 441, 442
 A Comprehensive Arabic English Dictionary : F. Steingass (12) 341
 Commentary of Ibn Hisham's Biography of Muhammad (11) 395
 Die Commentaren des Ibn Ishaq Und Ibne Scholien : P. Bioenle (11) 395
 Comte dp. L. Islam. Impressions et etudes., Henridelse Castries (11) 557
 Confutacion del Alovany Secta Muhammetana: Oksegon (11) 551
 Contra Lospartalista San Paswal Pedio (11) 554

- Conversion and the Poll Tax in Early Islam : Damial C. Dennet (12) 261, 262
 The Alcoran of Mahomet : Anare Duryer (11) 555
 A Critical Examination of the Life and Teachings of Mohammad : Ameer Ali (11) 487, 511

D

- The Decline and Fall of the Roman Empire : Edward Gibbon (11) 580, 584
 Development of Muslim Theology, Jurisprudence and Constitutional Theory : Duncan B. Macdonald (11) 743, 761

- The Dictionary Historical and Critical of Mr. Peter Bayle (Ed) : Pierre Bayle (11) 552
 A Dictionary of the Bible : William Smith (11) 280
 Le Docteurine et les Deviors de La Religion Musulmane : Garcin de Tassy (11) 557

E

- The Earliest Biographies of the Prophet and their Authors : J. Horovitz (11) 9, 356
 Des Effects de Tareligion de Mohammed : Oelsner (11) 551
 Encyclopaedia of Religion and Ethics (11) 583
 An English Arabic Lexicon : George P. Badger (11) 494
 The Era of Mahomet : G. L. Brown (11) 553
 Essal sur L. Historire des Arabes : Caussin de Perceval (11) 557
 Essays on the Life of Mohammad (11) 486

F

- False Divinities : On Moses Christ and Mahomet and Other Religions Deceptives : Moses

- Le Fanatisme on Mohammedic Prophete (11) 509
 The First State of Mohammenta- nism , or an Account of the Author and Doctrines of that imposture : Lan Celot Addison (11) 505
 The First State of Mahmudifin : Or an Account of the Author and Doctrines of Imposture : Sancelot Addison (11) 440
 Founders of Great Religions Being Personal Sketches of the Famous Leaders : Miller Burrows (11) 553
 Fra Missionen Blanat Muhamme- daners : H. Wellejus (11) 560
 Freya Sterk on the Euphrate (11) 584
 Fueck, Johann : Muhammad ibn Ishaq (11) 372, 376, 388

G

- Le Gadenza Religiose de Maometto G. Sacco (11) 556
 Geographia Geographike Hyphe- gesio (11) 580
 The Geographic Geography of Starbo (11) 280
 Geschte Des Arabischen Schri- fttums : Fuad Seizgin (11) 396
 Geschichte des Qorans (11) 396
 Die Geschichtschiedier der Arber : Terdinand Wuestenfeld (11) 396
 Geschichte der arabischen Littera- tur, und Supplementbaendei Brockelmann (11) 395
 Goudaïke Archaeologia and Periton Goidaikon Polemon : Jose- phus Flavius (11) 583

H

- Half Hours With Muhammad : Being a Popular Account of the Prophet of Arabia and of His More Immediate Followers to- gether with a Short Synopsis of the Religion He Founded:

A. N. Wollaston (11) 560
 Handbuck der Nordsemitischen
 Epigraphike Nelest Ausgewahl-
 ten Inschriften : Mark Libz-
 barski (11) 583
 Hayyey Muhammad : Josef J.
 Rivin (11) 556
 Das Heben Muhammads nach der
 Quellen Popular Largestelt:
 Noldeke (11) 524
 Das Heben Muhammed, nach der
 Quellen Popular Darquistett:
 Theodor Noldeke
 (11) 559
 The Hero as Prophet - Mahomet:
 Thomas Carlyle (11) 545, 557
 Histoire de la'Organisation Judi-
 ciare En Pays D' Islam : این بیان
 (11) 713, 714, 737, 743-744.
 755-762
 Histoire deca Turquie : Lamartine
 (11) 541, 542
 L. Histore Mahometane: Pierre
 Vattier (11) 560
 Historia del Falsay Perverso Profete
 Mahoma : M. J. Martin
 (11) 559

The Historical Geography of
 Arabia : Charles Foster
 (11) 578, 579
 Historia Plantarum
 (11) 280
 The Histonians' History of the
 World (11) 581
 Histore de la Turquie : A. M.
 Lamartine (11) 558
 Historedes Arabes, aved la vie de
 Mahomet : Boulian Villers
 (11) 553
 Historie de la vie de Mahomet
 legislative de L Arabic : F. R.
 Turpin (11) 554
 The History of Herodotus
 (11) 579
 History of History Writing in
 Medieval India : عکاشہ زبانی سیکار
 (12) 332
 A History of Islamic Law:
 Coulson (11) 743, 761

History of Mahomet the Great
 Imposter : Frederick H. Hillard
 (11) 560
 A History of Medieval Islam :
 J. J. Saunders (11) 497, 556
 The History of Mohammadanism
 : W. C. Taylor (12) 333
 History of Mohametanism and its
 Sects: W. C. Taylor
 (11) 554
 An History of Muhammedanism:
 Charles Mills (11) 559
 History of religions, Judaism, Chris-
 tianity, Mohammedanism: G. F.
 Moore (11) 559
 History of the Arabs: P. K. Hitti
 (11) 441, 442 (12) 333
 History of the Islamic Peoples
 Carl Brockelmann
 (11) 399, 441, 442, 553
 History of the Saracaus:
 Simon Ockley (11) 507, 551
 The Holy Sworel the Story of
 Islam from Muhan to the
 present : P. R. S. Payne
 (11) 554
 The 100 : (A Ranking of the
 Most Influential Persons in
 History) Michael H. Hart
 (11) 529, 540 I

Ibn Ishaq's Use of Isnad :
 J. Robson (11) 9, 356
 Islam, Beliefs and Institutions:
 H. Lammens (11) 440
 Islam - Her Moral and Spirit-
 ual Value : A. G. Leonard
 (11) 544, 558
 Index Islamicus : J. D. Pearson
 (11) 484
 An Introduction to Islamic Law :
 Joseph Schacht (11) 743, 761
 Islam, A Short Study: Archihald
 Brooks (11) 553

Islam-a Way of Life
 (11) 441, 442

Islam Mohammad and His Religion

- : Arthur Jaffery (11) 554
 Islam and Western Orientalists :
 Abul Hasan Ali Nadvi
 (11) 492
 Islam in History: J. Schacht
 (11) 526
 L' Islam: Mahomet et les Origins
 de L'Islam: M. Rodinson
 (11) 556
 L. Islam et son Prophet:
 F. Th. Rink (11) 556
 Islam; its History, Character and
 Relation to Christianity
 (11) 551
 Islam Under the Arabs: R. D.
 Osbon (11) 551
 Islamic Methodology in History:
 Fazl-ur-Rahman (11) 761

K

- The Kings of Kindah : Grunner
 Olinder (11) 585
 Die Kommentare des Soharli in
 der Sira deo Ibn Hisham
 (11) 395
 The Koran or Al-Coran of Moham-
 med : George Sale
 (11) 556

L

- The Land of the Messiah, Mohomet
 and the Pope: John Aiton
 (11) 551
 Leban Muhammad, s des stifters
 der Muhammadanism religion :
 J. F. G. Clemens
 (11) 557
 Das Lebas and die Lehedes
 Mohammad : A. Sprenger
 (11) 552
 Lectures on Arabic Historians:
 D. S. Margoliouth (11) 396
 (12) 332
 The Life and Death of Mahomet:
 W. Raleigh (11) 555
 The Life and Death of Mohammad,
 the Author of the Turkish
 Religion : L. Addison

- (11) 505, 551
 The Life and Teachings of
 Muhammad : Annie Besant
 (11) 552
 The Life and Times of Muhammad:
 John Bagot Glubb
 (11) 441, 449, 453
 Life of Mahomet : Edward Gibbon
 (11) 558
 Life of Mahomet : Sir William
 Muir (11) 440, 441, 442,
 446, 448, 449, 451, 453,
 475
 Life of Mahomet: Washington
 Irving (11) 551
 The Life of Mahomet, Founder of
 the Religion of Islam and the
 Empire of the Saracens: Samuel
 Green (11) 558
 The Life of Mahomet from
 Original Sources: William Muir
 (11) 559
 Life of Mohammad : A Sprenger
 (11) 552
 The Life of Mohammed: Edward
 Sell (11) 556
 Life of Mohammed: George
 Bowen (11) 553
 The Life of Mohammed: Founder
 of the Religion of Islam and the
 Empire of the Saracens: George
 Bush (11) 553
 The Life of Muhammad: محمد حسین بیگن
 (11) 443
 Des Leban Muhammeds: Buhl
 (11) 553
 The Life and the Religion of
 Mohamad and the Prophet of
 Arabia: J. L. Menezes
 (11) 559
 A Literary History of the Arabs:
 R. A. Nicholson (11) 559

M

- Mahoma su vida : Montero
 (11) 559
 Mahomet : Gaudefroy Demomby
 nes (11) 558
 Mahomet : M. Rodinson
 (11) 556

- Vie de Mahomet : R. Lerougue (11) 558
- Mehomet, at son Denure : Gold (11) 558
- Mahomet, Founder of Islam: G. M. Draycott (11) 555
- Mahmomet at les Arabs: Theodore Bachelat (11) 552
- Vie de Mahomet d apres la tradition Lameirese (11) 558
- Mahomet dauson lemps : Raymond Ducasse (11) 555
- ✓ Mahomet et ler Origines de L Islamism : Ernest Renan (11) 556
- Mahomet in les grand Bommes - de orient : A. M. Lamartine (11) 558
- Mahomet ne imposter : Magnami (11) 559
- Mahomet: La Science chezes Arabs : Alexis Fevrot (11) 557
- Mahometanism Unveiled : Charles Forster (11) 557
- Mahomometiv ita Rerunque Gestarm Synopsis : Loius Maracci (11) 559
- Maishaya Muhammad : Dale Co-detrey (11) 555
- The Making of Humanity: Robert Briffault (11) 524
- Memories of the Life of Mahomet: H. H. Millman (11) 559
- Maometton : Burno Ducati (11) 555
- Maometto egli Ebrei : Guid Corinalde (11) 557
- Maometto eil paradise : Pina Messara (11) 559
- Maometto Profeta L' Arabia : Leone Caetani (11) 557
- The Messenger: R. V. C. Bodley (11) 441, 543
- The Messenger — the life of Mohammed : R. V. C. Bodley (11) 553
- Militant Islam : G. H. Jansen (11) 483
- Vie de Mohamot J. Gugnier (41) 508
- Mohamet Prophete des Arabs : Harri Holma (11) 560
- Mohammed : Hoevell (11) 560
- Mohammad : R. F. Dibble (11) 555
- Mohammed : A. Genery (11) 554
- Mohammad (A Benglai Account of the Life of Muhammad) : Rene Vieillard (11) 560
- Mohammad, His Biography and the Beginning of the Religion of Islam: Simon Bernfeld (11) 552
- Mohammad the Man and His Faith (Tr.) : Tor-And-rae (11) 556
- Mohammad a Pegebbi Zsidosag Megitelesben : Dezro Fried (11) 557
- Mohammad and Mohammadanism Issac Adamns (11) 551
- Mohammad and the Rise of Islam: D. S. Margoliouth (11) 559
- Mohammad and Mohammedanism S. W. Koelle (11) 557
- Mohammad de prophet sein leban and seine lechre : Gustar Weil : (11) 559
- Mohammad der prophet : P. Kroppen (11) 557
- Mohamad Des Leban Nachden Quellen : Grimm Hubert (11) 558
- Mohammad elete estana : Peter tr Hatala (11) 560
- Mohammad Messenger d, Allah : Rene Vieillard (11) 560
- Mohammad Prophet and States man : W. Montgomery Watt (11) 549
- Mohammad the Man and His Faith : Tor Andre (11) 440
- Mohammad und die Seninen : H. Reckender (11) 555
- Mohammad und de Seinen : H. C. Beckendarf

- E. Sawary (11) 556
 Moyammad : Addler
 (11) 551
 Muhammed : E. Von Trampe
 (11) 554
 Muhammad, Hans Lefnad beratted
 : Carl Kastman (11) 557
 Muhammad : Lings Martin
 (11) 558
 Muhammad, the Prophet — A
 selected Bibliography :
 Mohammad Hamadah (11) 503
 Muhammad and His Power : P.
 Lacy de Johnston (11) 555
 Muhammad and Mohammadanism
 : R. Bosworth Smith
 (11) 521, 542, 543, 552
 Muhammad and the Conquests of
 Islam : Francesco Gabriele
 (11) 554
 Muhammad at Mecca : W. M.
 Watt (11) 547, 559
 Muhammad at Medina: W. Mont-
 gomery Watt (11) 441, 442,
 444, 449, 451, 452, 453, 459,
 559, 654 - 656
 Muhammad Ibn Ishaq : Johann
 Fueck (11) 395
 Muhammad in Selected Works(ed)
 : C. S. Hurgronje (11) 560
 Muhammad Islam Store profet,
 Eva Blytt (11) 553
 Muhammad Prophet and States-
 man : W. M. Watt
 (11) 559 (12) 333
 Muhammad Skuespiel, the Akter:
 C. E. C. Brandes (11) 553
 Muhamad the Great Arabian :
 Townsend (11) 554
 Muhammad und sein werk :
 Frieich Wuerz (11) 560
 Muhammed's religion aus deen
 Koran: H. H. Cludius (11) 557
 Muhammadanism : G. W. Leithner
 (11) 558
 Muhammedenism : Gibb
 (11) 526
 Muhammai Mais Hayake, Pamoje
 no Haboriza Waslium na
 Maturuki : A. C. Madan
 (11) 558
 (11) 552
 Mohammad und die welf des Islam
 H. S. Rehm (11) 555
 Mohammad and Islam . A compari-
 son with Orthodox Christianity
 A. S. Bacon (11) 552
 Mohammad and the rise of Islam:
 D. S. Margoliouth
 (11) 440, 445, 451
 Mohammad de Profet der Arabie-
 ren : Jakob Eigeman
 (11) 551
 Mohamad of Koramen :
 P. Blom (11) 552
 Mohammed : Jacob Romro
 (11) 556
 Mohammed Undder Koran: Rudi
 Poner (11) 554
 Mohammedanism an Historical
 Survey : H. A. R. Gibb
 (11) 558
 Mohammad & Islam : Goldziher
 (11) 558
 Vie de Mohammed : N. Desver-
 gers (11) 555
 La vie de Mahomet : C. V. Cheor-
 ghur (11) 555
 Vie de Mahomet : J. Gagnier
 (11) 554
 Vie de Mahomet : Boulain
 (11) 506, 553
 Mohammedis Impos Turae :
 W. Bedwell (11) 552
 Mohammadein Characrbild : E. P.
 Georgens (11) 554
 Mohammadis Imposturae: Bedwell
 (11) 504, 533
 Mohammadism : G. W. Leither
 (11) 544
 Mohammadalis Religious Stifter :
 Karl Abrin (11) 551
 Moises Jesus, Mahomet: Paul H.
 Holback : (11) 560
 Moise Jesus et Mahomet on les
 Trios grands : Simon Levy
 (11) 558
 Mommsan Provinces of the
 Roman Empire, Rostoutzeff,
 Caravan Cities (11) 584
 Morale de Mahomet : Claude

Muhammadtestics Veritatis Con-
traseipsum : M. G. Schroeder
(11) 556

The Muslim Conduct of State :
Muh-Hamid-Ullah (11) 658
Muslim Institutions: Guadefrory
Demombyness (11) 544

N

Naturalis Historia
(11) 280

Notice Sur Mahomet : J. J. Reinad
(11) 556

O

On Understanding Islam : W. C.
Smith (11) 483
Organisation of Government
under the Prophet : Muhammad
Yasin Mazhar Siddiqui
(11) 464-465, 470(12)334
Orientalism : Edward W. Said
(11) 484, 492, 500, 522-523
An Outline of Islam: C. E. North
(11) 559

P

Petra, its History and Monuments:
B. W. Kennedy (11) 582,583
Pilgrimage to Mecca and Medina:
Burton (11) 554
Portraits of Persian Poets :
Arberry (11) 482
The Preaching of Islam: Sir
Thomas Arnold (11) 523,551
The Principles of State and
Government in Islam :
Muhammad Asad (11) 704
Le Problems de Mahomet Regis
Blachore (11) 521, 552
Prophet Muhammad and His
Mission : العربية (11) 442

Q

Quosuccessu Davidros Hymanas
Unitatussit Muhammed : Swan
(11) 556

R

Reflections on Mohammedanism
and the conduct of Mohammed:
A. Reeland (11) 555
Refutatio Mohammadis : Nicetas
(11) 499
Religio Turcica, Mahometisvita :
J. U. Wallich (11) 560
Risalah - Ed. Tien; al-kindi
(11) 557
De Religione Mohammedica Libra
due : H. Reiland (11) 556

S

Sances of the Quien : Tinsdall
(11) 554
The Saracens : Arthun Gilman
(11) 546, 558
A Short History of the Saracens :
Ameer Ali (11) 442
Skizzen : Wellhausen
(11) 655, 656
The Speeches and Table Talk of
the Prophet Muhammad:
Stanley Lane Pool (11) 546
The Social Structure of Islam :
Ruben Levy (11) 463
Spanish Islam : R. P. A. Dozy
(11) 555
The Speeches and Table Talk of
the Prophet Muhammad:
Stanley Lane Pool (11) 558
Spiritual Heroes, a Study of Some
of the World's Prophets : D. S.
Muzzay (11) 559
The Story of Mohammad : Edith
Holland (11) 560
The Story of the Nabataeans :
N. Glueck (11) 583
Studies in Biography : H. J.
Trotter (11) 554
Studies in Relationship Between
Islam and Christianity : Loofty
Levonian (11) 482
A Study of History : A. J. Toyn-
bee (11) 554

T

The Three Great Prophets of the
World: Ronald G. Headley

(11) 560
 Talks on Mohammed and His
 Followers : Theodore Barton
 (11) 552
 A Test Book of North-Semitic
 Inscriptions Mobite, Hebrew,
 Phœnician Aramaic, Nahat
 aean, Palmyrene, Jewish: G. A.
 Cooke (11) 583

U

Über die Blutrache beiden Vores-
 lamisschen Arabern und
 Mahomeds : Otto Prucksch
 (11) 554
 The Universal Jewish Encyclopæ-
 dia (11) 583

V

Veber Muhammed : Brequigny
 (11) 553
 La Vie de Mahomet : Le Counte
 de Boulain - Villiers (11) 544
 La vita di Maometto : Manfredi
 (11) 559

Vita di Maometto : C. A. Nathene
 (11) 559
 Vita di Maometto : Ram Polde
 (11) 555
 Vizist Muhammad Kuranjauak
 Ethik Alabiz : S. Ostern
 (11) 551
 Voice le vray Mohammed et
 Faux Goran : Henna Zakarias
 (11) 556

W

War and Peace in the Law of
 Islam : Majid Khadduri
 (11) 743, 761
 Way of the Prophet : An Introduc-
 tion to Islam : S. A. Brown
 (11) 553
 Webster's Biographical Dictionary
 (11) 485
 Western Views of Islam in the
 Middle Ages : R. W. Southern
 (11) 500
 The Works of Flavius Gosephus
 : A. R. Shillato
 (11) 583

